

www.KitaboSunnat.com

تفسیر سانی

شیخ الإسلام حضرت مولانا شبلی نعمانی صاحب مدظلہ العالی

مکتبہ قدوسیہ لاہور



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب

← عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔

← مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload)

کی جاتی ہیں۔

← دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹوکاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

← کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔

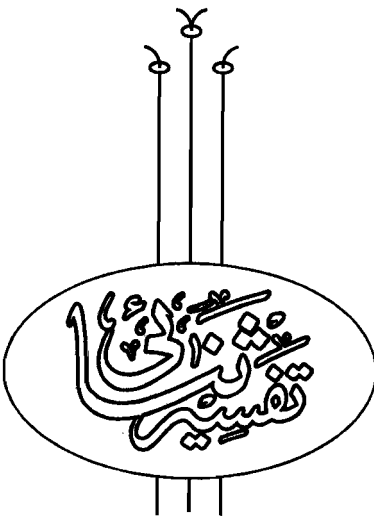
← ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

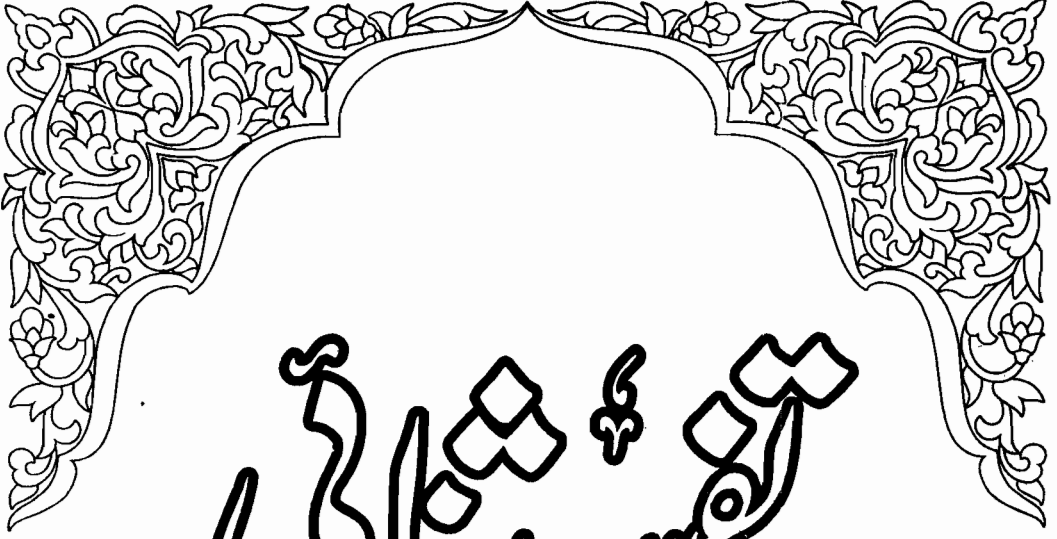
﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

← نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com



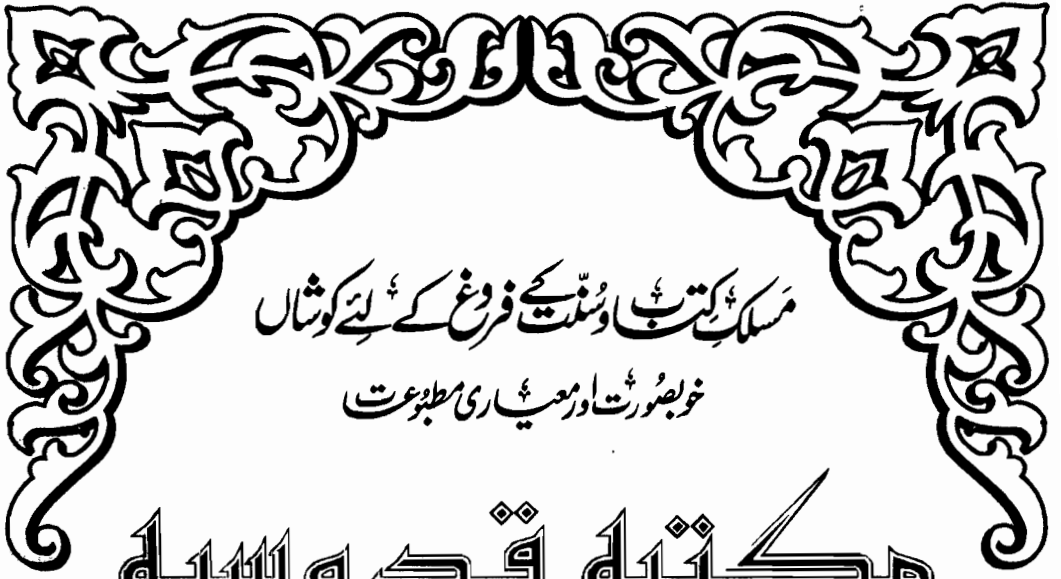


تفسیر سنی

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبلی نعمانی رحمہ اللہ تفسیر

جلد سوم

مکتبہ قدوسیہ اردن بازار لاہور



مسکات کتب اوسنت کے فروغ کے لئے کوشاں
خوبصورت اور معیاری مطبوعات

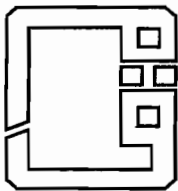
مکتبہ قدوسیہ



ناشر _____ ایوب کدوسی

اشاعت _____ دسمبر 2002ء

مطبع _____ موٹروے پریس



MAKTABA QUDDUSIA

REHMAN MARKET GHAZNI STREET URDU BAZAR
LAHORE - PAKISTAN. Ph: 7351124 - 7230585
Fax: 92 - 42 - 7230585 Email: qadusia@brain.net.pk

اِنَّ مَا اُوتِيَ اِيَّاكَ مِنَ النِّكْبِ وَاَقِمِ الصَّلَاةَ ۚ اِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهٰى عَنِ

جو کتاب تیری طرف الہام کی گئی ہے تو پڑھ کر سنا اور نماز پڑھا کر نماز بے حیاتی اور ناشائستہ حرکات

النَّفْسِ الْفَاسِقِ ۚ وَالْمُنْكَرِ ۚ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ الْاَكْبَرُ ۚ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُونَ ﴿۵﴾ وَ

سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ کو سب معلوم ہے اور

لَا تُجَادِلُوْا اَهْلَ النِّكْبِ اِلَّا بِالَّتِي هِيَ اَحْسَنُ ۗ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ

تم کتاب والوں سے مباحثہ کرو تو نہایت ہی عمدہ طریقہ سے کیا کرو، مگر جو لوگ ان میں ظالم ہیں

وَقَوْلُوْا اٰمَنَّا بِالَّذِيْ اُنزِلَ اِلَيْنَا ۚ وَاُنزِلَ اِلَيْكُمْ ۚ وَالْهٰنَا ۚ وَالْهٰكُمُ ۚ وَاٰحٰدُ

اور تم کہو کہ ہم ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو ہماری طرف اور تمہاری طرف اتاری گئی ہے اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہے

پس اے نبی! جو کتاب تیری طرف الہام کی گئی ہے تو وہ لوگوں کو پڑھ کر سنا اور خود بھی اس پر عمل کر۔ اس کی تعلیم میں عملی

طور پر سب سے مقدم نماز ہے پس تو ہمیشہ نماز کے بے پڑھا کر کیونکہ نماز شمار فوائد میں سے ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ وہ بے حیاتی

اور ناشائستہ حرکات سے روکتی ہے اس لیے کہ نماز خدا سے ایک گہرے تعلق کا نام ہے۔ خدا کے سامنے عاجزانہ عبودیت کا

اقرار اپنی فرمانبرداری اور خدا کی برتری کا اعتراف ہے۔ تمام اپنی الماک مال و دولت عزت اور آبرو کو عطیہ الہی کا اقرار کر کے

عاجزانہ لہجے میں اپنی تمام آئندہ کی حاجات کا سوال ہے۔ پھر کون دل ہے جو پانچ دفعہ اس طریق سے نماز پڑھے پھر بھی گناہ

اور ناشائستہ حرکات کی طرف مائل ہو۔ ایسے نمازی سے اگر کوئی بے جا حرکت ہو بھی جائے تو چونکہ نور نماز دل میں ہوتا ہے اس

لیے فوراً اس کی تلافی کرتا ہے، خدا کے سامنے گڑبگڑاتا ہے، روتا ہے معافی (۱) کراتا ہے اور اس کی وجہ معلوم کرنی چاہو تو وجہ اس

کی یہ ہے کہ اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے پس جو لوگ اللہ کا ذکر ہر وقت کرتے ہیں اور نماز کو خصوصیت سے ادا کرتے ان کے دلوں

میں ایک قسم کا نور پیدا ہوتا ہے کہ وہ ان کو عموماً بدکاریوں سے روکتا ہے اور یہ مت سمجھو کہ تم خدا کو کسی طرح فریب میں لاسکو

گے کہ کرو تو برے کام مگر ظاہر کرو کہ ہم اچھے کرتے ہیں اور نہ یہ خیال کرو کہ تمہارے نیک کاموں کی خبر اللہ تعالیٰ کو نہیں

ہوگی کیونکہ جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے پھر یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ تم خدا کو فریب یاد ہو کا دے سکو یا وہ

تمہارے کاموں سے بے خبر ہو اور سنو؟ اس قسم کی سچی تعلیم پھیلانے پر اگر تم کو کہیں مباحثہ کی بھی ضرورت آن پڑے تو تم

کتاب والوں، یسود و نصاریٰ یا ہندوؤں اور آریوں سے جب مباحثہ کرو تو نہایت ہی عمدہ اور شائستہ طریقہ سے کیا کرو۔ مگر جو

لوگ ان میں ظالم یعنی معاند اور کج رو ہیں ان سے مباحثہ کی حاجت ہی نہیں، نہ وہ کسی دلیل سے سمجھنے کے قابل ہیں۔ پس ان

سے تو روئے سخن نہ کیا کرو تو پھر جس طرح سے ان کا بد اثر مناسکو مٹاؤ اور تم اپنے اعتقادات ظاہر کرنے کو کہو کہ ہم ایمان

لائے ہیں اس کتاب پر جو ہماری طرف اور تمہاری طرف اتاری گئی ہے اور ہم یہ بھی مانتے ہیں کہ ہمارا اور تمہارا معبود ایک

ہے۔

(۱) اس میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں یہ مذکور ہے ان الذین اتقوا اذا مسهم طائف من الشيطان تذكروا فاذا هم مبصرون

یعنی متقیوں سے جب کوئی شیطانی حرکت ہو جاتی ہے تو وہ متنبہ ہو کر سمجھ جاتے ہیں۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ متقیوں سے بھی گناہ ہو جاتا

ہیں مگر ان میں اور غیروں میں یہ فرق ہوتا ہے کہ متقی اس گناہ کی فوراً تلافی کر لیتے ہیں اور غیر متقی پر وہ نہیں کرتے (منہ)

وَيَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ﴿۵﴾ وَكَذَلِكَ أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ ۖ فَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ

اور ہم اسی کے فرمانبردار ہیں اور اسی طرح ہم نے تیری طرف یہ کتاب اتاری ہے پس جن لوگوں کو ہم نے

الْكِتَابَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۖ وَمِنْ هَؤُلَاءِ مَنْ يُؤْمِنُ بِهِ ۖ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا

کتاب دی وہ اس پر ایمان لاتے ہیں اور ان میں سے بعض لوگ اس پر ایمان لائیں گے اور ہمارے احکام سے کافر ہی انکار

الْكَافِرُونَ ﴿۶﴾ وَمَا كُنْتُمْ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكُمْ

کرتے ہیں اور تو اس سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھتا تھا اور نہ دائیں ہاتھ سے کچھ لکھتا تھا بلکہ اسی محض تھا

إِذَا لَارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ ﴿۷﴾ بَلْ هُوَ آيَةٌ بَيِّنَةٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوْتُوا

ورنہ فوراً جھوٹے لوگ شک کرتے بلکہ جن لوگوں کو علم ہے ان کے دلوں میں یہ کلمے احکام ہیں اور جو ظالم

الْعِلْمَ ۖ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ ﴿۸﴾ وَقَالُوا لَوْلَا أَنْزَلَ عَلَيْهِ

ہیں وہی ہمارے حکموں سے انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کیوں نہیں اس پر اس کے پروردگار

آيَةً مِّن رَّبِّهِ ۖ قُلْ إِنَّمَا الْآيَاتُ عِنْدَ اللَّهِ ۖ وَإِنَّمَا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۹﴾

کے ہاں سے نشانیاں اتاری گئیں تو کہہ نشانیاں سب اللہ کے پاس ہیں اور میں تو صرف واضح کر کے ڈرانے والا ہوں۔

أَوَلَمْ يَكْفِهِمْ أَنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ يُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ ۖ

کیا ان کو یہ کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر ایک جامع کتاب اتاری ہے جو ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے

اور اگر پوچھو کہ ہم میں پھر زیادتی کیا ہے۔ تو زیادتی یہ ہے کہ ہم اسی معبود حقیقی کے فرمانبردار ہیں اور تم ایسے نہیں بلکہ تم

اوروں کو بھی اس کے ساتھ شریک بناتے ہو اور سنو؟ خدا فرماتا ہے جس طرح پہلے نبیوں کو کتابیں ملی تھیں اسی طرح ہم نے

تیری طرف اے نبی! یہ کامل کتاب اتاری ہے۔ پس جن لوگوں کو ہم نے کتاب کی سمجھ دی ہے وہ اس قرآن پر ایمان لاتے

ہیں اور ان عرب کے مشرکوں میں سے بھی بعض لوگ اس پر ایمان لائیں گے اور ہمارے احکام سے کافر ہی انکار کرتے ہیں

یعنی جو لوگ ہر ایک سچی بات کو تسلیم کرنے سے انکار کرنے کے عادی ہیں وہی اس کتاب سے انکار کرتے ہیں۔ اس کتاب کی

سچائی کی ایک ہی دلیل کافی ہے کی تیری زندگی کے حالات پر غور کریں اور خوب فکر کریں کہ تو نے اس سے پہلے کسی کتاب کو

نہیں پڑھا اور نہ کسی کتاب کو دائیں ہاتھ سے چھوا تھا ورنہ فوراً ہی بے دین اور جھوٹے لوگ بہت بڑا شک کرتے۔ بلکہ جن

لوگوں کو علم اور معرفت خداوندی ہے ان کے دلوں میں یہ کتاب کھلے اور واضح احکام ہیں جن کے ماننے میں ان کو ذرا سی بھی

دقت پیش نہیں آتی اور جو اپنی بد کرداری کی وجہ سے ظالم ہیں وہی ہمارے حکموں سے انکار کرتے ہیں اور سب کچھ دیکھ بھال

کر بھی نہیں مانتے۔ ان کے ظلم کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہو گا کہ معجزات دیکھتے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کیوں نہیں اس نبی پر

اس کے پروردگار کے ہاں سے کوئی نشانی اتاری گئی جو ہم کہتے ہیں وہ اس کو ملنا چاہئے تھا۔ ہم کہتے ہیں کہ پہاڑ چاندی سونے

کے ہو جائیں! وغیرہ۔ اے نبی! تو کہہ کہ نشانیاں سب کی سب صرف اللہ کے پاس ہیں اور میں تو صرف واضح کر کے ڈرانے والا

ہوں اور بس۔ کیا یہ جو ایسے ویسے بیہودہ اور لغو سوال کرتے ہیں ان کو یہ کافی نہیں کہ ہم نے تجھ پر ایک جامع کتاب اتاری ہے جو

ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔

۱۔ ان سب اشیاء مطلوبہ کا ذکر سورہ بنی اسرائیل میں مفصل مذکور ہے (منہ)

﴿

إِنَّ فِي ذَلِكَ لَرَحْمَةً وَذِكْرًا لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٥﴾ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ بَيْنِي

بے شک اس میں رحمت اور ایمان لانے والوں کیلئے نصیحت ہے۔ تو کہہ میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی

وَبَيْنَكُمْ شَهِيدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا

گواہ کافی ہے۔ وہ آسمانوں اور زمینوں کے واقعات جانتا ہے۔ جو لوگ بے ہودہ باتوں کو مانتے ہیں

بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوا بِاللَّهِ ۗ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٦﴾ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ

اور اللہ سے انکاری ہیں یہی لوگ نقصان اٹھائیں گے اور تجھ سے عذاب کی جلدی

بِالْعَذَابِ ۗ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُّسَمًّى لِّجَاءِهِمُ الْعَذَابُ ۗ وَلَٰكِنَّا نُبَدِّلُ

کرتے ہیں اور اگر وہ وقت مقرر نہ ہوتا تو ضرور ان پر عذاب آجاتا ان پر ناکمال

وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٧﴾ وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۗ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ

بے خبری میں آئے گا۔ تجھ سے جلدی عذاب چاہتے ہیں حالانکہ جہنم کافروں کو گھیرے

بِالْكَافِرِينَ ﴿٨﴾ يَوْمَ يُغَشَّمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ

ہوئے ہیں جس روز لوہے سے اور نیچے سے ان کو عذاب ڈھانپ لے گا اور خدا کے کا

وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٩﴾ يُعْبَادِي الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي

اپنے اعمال کا بدلہ چکھو لے میرے بندو! جو ایمان لانے ہو میری زمین بہت

وَاسِعَةٌ قَائِمَاتٍ فَاعْبُدُونِ ﴿١٠﴾

وسیع ہے پس تم خاص میری بندگی کرو

اگر غور کریں تو بے شک اس میں بہت بڑی رحمت اور سچی بات پر ایمان لانے والوں کے لیے نصیحت ہے گو اس کی ہدایت

سب کے لیے ہے مگر جو لوگ اپنی ضد اور جہالت میں کسی کی نہ سنیں ان کو کون چیز فائدہ دے سکے تو اے نبی! ان سے کہہ

میرے دعویٰ نبوت پر میرے اور تمہارے درمیان اللہ ہی گواہ کافی ہے۔ وہ خود ایسی گواہی دے گا کہ اس سرے سے اس

سرے تک میری آواز پہنچادے گا کیونکہ وہ آسمانوں اور زمینوں کے سب واقعات جانتا ہے لیکن جو لوگ بے ہودہ باتوں کو

مانتے ہیں یعنی ایسے معبودوں پر ایمان لاتے ہیں جو دراصل ممکنات ہالک الذات ہیں نہ واجب بالذات۔ مگر یہ لوگ انہی کو

مانتے ہیں اور اللہ معبود برحق سے انکاری ہیں۔ یہی لوگ قیامت کے روز نقصان اٹھائیں گے۔ دیکھو تو بجائے ماننے کے الٹے

الچختے ہیں اور تجھ سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں کہ ابھی عذاب لے آ۔ جس طرح سے ہو سکے ہم کو ہلاک کر دے کسی طرح

سے مہلت نہ دے اور اگر ان کی ہلاکت کا وقت مقرر نہ ہوتا تو ضرور ان پر عذاب آجاتا۔ تم یاد رکھو ان پر ناکمال بے خبری

میں عذاب آئے گا کہ یہ جانتے نہ ہوں گے کہ کیسے آیا۔ دیکھو کیسے تجھ سے جلدی جلدی عذاب چاہتے ہیں حالانکہ جہنم ان

کافروں کو گھیرے ہوئے ہے، صرف مرنے کی دیر ہے، مرے اور جہنم میں پڑے۔ یہ واقع اس روز ہوگا جس روز ان پر اوپر

سے اور نیچے سے ان کو عذاب ڈھانپ لے گا اور خدا کا فرشتہ کہے گا اپنے اعمال کا بدلہ چکھو اے میرے نیک بندو! جو میرے

حکموں پر ایمان لانے ہو تکلیفات پر صبر کرو اور اگر صبر تم سے نہ ہو سکے تو سنو میری زمین بہت وسیع ہے پس تم یہ ملک چھوڑ

کر کہیں کو نکل جاؤ اور خاص میری بندگی کرو۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿۵﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

ہر ایک جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے پھر تم ہماری طرف واپس آؤ گے اور جن لوگوں نے ایمان لا کر نیک

الصَّالِحَاتِ كَانُوا فِيهَا مِنْ الْجَنَّاتِ عُرْفًا تُجْرَىٰ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

اعمال کئے ہوں گے ان کو ہم جنت کے بالا خانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ ہمیشہ ان

فِيهَا ۖ نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴿۶﴾ الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿۷﴾

میں رہیں گے بہت اچھا بدلہ ہے کام کرنے والوں کا جو صبر کرتے ہیں اور اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ کرتے ہیں۔

وَكَايِنٍ مِّنْ دَابَّةٍ لَا تَمُوتُ رِزْقَهَا ۗ اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۗ وَهُوَ السَّمِيعُ

اور کئی ایک جاندار ایسے ہیں جو اپنی روزی آپ نہیں اٹھاتے اللہ ہی ان کو اور تم کو رزق دیتا ہے اور وہ سنے والا

الْعَلِيمُ ﴿۸﴾ وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ

جاننے والا ہے اور اگر تو ان سے پوچھے کہ آسمان و زمین کس نے پیدا کئے ہیں کس نے سورج اور چاند

وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۗ فَأَنَّى يُؤْفَكُونَ ﴿۹﴾ اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ

لو کلام پر لگا رکھا ہے تو کہیں گے خدا نے۔ پھر کدھر کو بھکائے جاتے ہیں اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے رزق فراخ

عِبَادَةٍ وَيَقْدِرُ لَهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿۱۰﴾

کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بیشک اللہ ہر چیز کو جانتا ہے

موت سے نہ ڈرؤ کیونکہ ہر ایک جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے مگر پھر تم ہماری (یعنی خدا کی) طرف واپس آؤ گے۔ وہاں پر ہم

ہر ایک کو اس کے اعمال کے مطابق بدلہ دیں گے اور جن لوگوں نے تمہاری طرح ایمان لا کر نیک اعمال کئے ہوں گے ان کو

ہم (خدا) جنت کے بالا خانوں میں بڑی عزت سے جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے

بہت اچھا بدلہ ہے نیک کام کرنے والوں کا جو تکلیفات پر صبر کرتے ہیں اور اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ کرتے ہیں اسی کو اپنا

حاجت روا جانتے ہیں اسی سے اپنی حاجات طلب کرتے ہیں۔ غرض جو کچھ کہتے ہیں اسی کو کہتے ہیں جو مانگتے ہیں اسی سے

مانگتے ہیں بلکہ وہ دوسروں کو بھی یہی سبق پڑھاتے ہیں

لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اور اگر غور کریں تو کیوں نہ خدا پر توکل کریں جبکہ دیکھتے ہیں کہ کئی ایک جاندار ایسے ہیں جو اپنی روزی آپ نہیں اٹھاتے

نہ کماتے ہیں نہ کسی منڈی سے خرید کر لاتے ہیں نہ بوتے ہیں نہ کاٹتے ہیں تو بھی اللہ تعالیٰ ہی ان کو اور تم کو رزق دیتا ہے

اور وہ بڑا سننے والا سب کی حاجات کو جاننے والا ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ جو کچھ کہتے ہو اصولاً یہ لوگ بھی اس میں متفق

ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ سب کا خالق مالک خدا ہے۔ اگر تو ان سے پوچھے کہ آسمان و زمین کس نے پیدا کئے ہیں کس

نے سورج اور چاند کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے تو اس سوال کے جواب میں فوراً کہیں گے خدا نے۔ پھر کدھر کو

بھکائے جاتے ہیں اور سنو اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے

تنگ کر دیتا ہے یہ نہ سمجھو کہ وہ بے خبری میں ایسا کرتا ہے بے شک اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کو جانتا ہے جو جس لائق ہوتا

ہے اس کو دیتا ہے۔

وَلَكِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ

اگر تو ان سے پوچھے کہ کون اوپر کی طرف سے پانی اتار کر زمین کو خشک ہونے کے بعد تازہ کر دیتا ہے۔

مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۗ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٤٠﴾

تو کہیں گے اللہ ہی کرتا ہے تو سمجھو الحمد للہ لیکن ان میں سے بہت نہیں سمجھتے

وَمَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَهُوَ وَكَوْءٌ ۗ وَآلِ الدَّارِ الْآخِرَةِ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۗ

اور یہ دنیا کی زندگی صرف چند روزہ کھیل کود ہے اور آخرت کے گھر کی ہی اصل زندگی ہے

لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٤١﴾ فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ

کاش کہ یہ لوگ بھی جانیں پھر جب یہ لوگ بیڑوں پر سوار ہوتے ہیں تو خدا کی فرمانبرداری کا اظہار کرتے ہوئے اخلاص مندی سے

الَّذِينَ هُمْ يَلْتَمِسُ نَجْتَهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٤٢﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَهُمْ ۗ

ہی کو پکارتے ہیں پھر جب اللہ ان کو نجات دیکر خشکی پر پہنچاتا ہے تو فوراً شرک کرنے لگ جاتے ہیں تاکہ جو نعمتیں ہم نے ان کو دی ہیں ان کی ناشکری کریں

اس کے علم ہی کا متقاضی ہے کہ اس نے دنیا کا انتظام ایسا باقاعدہ کر رکھا ہے اس سے اچھا ممکن نہیں۔ بارش ہے تو باقاعدہ ہے۔

دھوپ ہے تو باقاعدہ۔ اسی لئے یہ لوگ بھی قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ہر ایک کام با نظام ہے اگر تو ان سے پوچھے کہ کون اوپر کی

طرف سے پانی اتار کر زمین کو خشک ہونے کے بعد تازہ کر دیتا ہے تو فوراً کہیں گے کہ اللہ ہی کرتا ہے اے نبی! تو یہ سکر کہیو

الحمد للہ سب تعریفیں اللہ ہی کو ہیں کہ باوجود شرک و کفر کے تم لوگ بھی اس بات کے قائل ہو کہ سب انتظام خدا کے ہاتھ میں

ہے۔ اس سے زیادہ ثبوت اور کیا چاہئے لیکن ان میں سے بہت سے نہیں سمجھتے کہتے کیا ہیں اور کرتے کیا؟ تعجب ہے کہ اس پر

بھی غور نہیں کرتے کہ یہ دنیا کی زندگی صرف چند روز کھیل کود ہے جس کا نتیجہ آخر کار یہ ہوتا ہے کہ ”خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا

جو سنا افسانہ تھا....“ اسی لئے جو لوگ اس دنیا کے نشیب و فراز کو دیکھتے ہیں وہ اس نتیجہ پر پہنچ جاتے ہیں۔

له ملك ينادى كل يوم لدولموت وابنو للخراب

فرشتہ روز کرتا ہے منادی چار طرفوں پر محلاں اونچیاں والے تیرا گوریں نکانہ ہے

اور یہ بھی جانتے ہیں کہ آخرت کے گھر کی زندگی ہی اصل زندگی ہے، کاش کہ یہ لوگ بھی اس کو جانیں۔ اگر لوگ اس بات کو

دل سے جانیں تو ایک دم میں سیدھے ہو جائیں ان کو معلوم ہو جائے کہ۔

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

مگر صحت و عافیت میں انکی بلا کو بھی یہ خبر نہیں البتہ جب کسی تکلیف میں پھنستے ہیں تو پھر سب کچھ بھول جاتے ہی۔ دیکھو جب یہ

لوگ بیڑوں پر سوار ہوتے ہیں اور بیڑے بھنور میں پھنس جاتے ہیں تو خدا کی فرمانبرداری کا اظہار کرتے ہوئے اخلاص مندی

سے اسی کو پکارتے ہیں۔ گویا اقرار کرتے ہیں کہ خدا کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں ہے۔ یہ تو ان کی اس وقت کی حالت ہے جب وہ

دریا میں ڈوبنے کو ہوتے ہیں پھر جب اللہ تعالیٰ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچاتا ہے تو فوراً شرک کرنے لگ جاتے ہیں تاکہ جو

نعمتیں ہم (خدا) نے ان کو دی ہیں ان کی ناشکری کریں۔

وَلِيَتَمَنَّوْا لَهُ فَسَوْفَ يَكْفُمُونَ ﴿۱۶﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اَمِنًا

اور مزے اڑائیں پس خود ہی جان لیں گے، کیا یہ دیکھتے نہیں ہیں کہ ہم نے حرم کو امن والا بنایا ہے۔

وَيَتَمَنَّوْنَ النَّاسَ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ اَفِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ

اور ان کے اردگرد میں لوگ لوٹے جاتے ہیں کیا پھر بے بنیاد چیزوں پر ایمان لاتے ہیں اور خدا کی نعمت سے

يَكْفُرُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ

انکار کرتے ہیں اور جو کوئی اللہ پر جھوٹ افترا کرے یا اللہ کی طرف سے آئی ہوئی حق بات جب اس کو پہنچے تو اس کو

بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ وَالَّذِيْنَ

جھٹلائے، اس سے بھی کوئی بڑا ظالم ہے؟ کیا ایسے بے ایمانوں کا جہنم میں ٹھکانہ نہیں ہے اور جو لوگ کفار ہیں

جَاهِدُوْا فِىْنَا لَنَهْدِيْكُمْ سُبُلَكُمْ وَاِنَّ اللّٰهَ لَكَمَّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۹﴾

راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم بھی ان کو اپنی راہیں بتلاتے ہیں اور ہم نیک بختوں کے ساتھ ہوتے ہیں

اور چند روزہ دنیا میں بے فکر مزے اڑائیں کیونکہ عیش پسندوں کے خیال میں خدا کی حکومت کا خیال بھی عیش میں خلل انداز

ہے پس جب ان کا یہ حال ہے تو خود ہی جان جائیں گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور اگر کہو کہ تم اسلام سے ایسے کیوں متفر

ہو تو کہتے ہیں کہ ہم متفر نہیں مگر ہمیں ڈر ہے کہ مسلمان ہونے سے ہم کو مخالف لوگ تکلیف شدید پہنچادیں گے۔ کیا یہ نہیں

دیکھتے ہیں کہ ہم (خدا) نے حرم کو امن والا بنایا ہے۔ کسی کی مجال نہیں کہ باپ کے قاتل کو بھی یہاں پر کچھ کہہ سکے اور ان

کے اردگرد میں لوگ لوٹے جاتے ہیں کیا پھر بھی یہ لوگ بے ہودہ اور بے بنیاد چیزوں پر ایمان لاتے ہیں اور خدا کی نعمت سے

انکار کرتے ہیں پس یاد رکھو کہ یہ بڑا سنگین ناقابل معافی جرم ہے اور اس کے علاوہ بعض لوگ تو یہاں تک ترقی کر گئے ہیں کہ اپنی

بے سمجھی سے خدا کے رسول کو کہتے ہیں کہ اس نے خدا کی نسبت جھوٹ افترا کر رکھا ہے جو کہتا ہے کہ مجھے وحی ہوتی ہے حالانکہ

وحی یا الہام کوئی نہیں۔ کیا یہ جانتے نہیں کہ جو کوئی اللہ پر جھوٹ افترا کرے کہ معمولی آدمی ہو کہ نبوت کا مدعی ہو یا اللہ کی

طرف سے آئی ہوئی حق بات جو اس کو پہنچے تو اس کو جھٹلائے۔ اس سے بھی کوئی بڑا ظالم ہے؟ کوئی نہیں۔ کیا ایسے بے ایمانوں

کا جو خدا پر افترا کریں یا اس کے حکموں کی تکذیب کریں جہنم میں ٹکانہ نہیں ہے؟ بیشک ہے۔ تو انجام ان بے ایمانوں کا ہے جو

ہمارے حکموں کا خلاف کرتے ہیں اور جو لوگ ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہر وقت یہ اسی فکر میں رہتے ہیں کہ جس طرح

بن پڑے ہمیں راضی کریں ہماری ناراضماندی کا ہر وقت ان کو غم رہتا ہے ہم بھی ان کو اپنی خوشنودی کی راہیں بتلاتے ہیں یعنی

توفیق خیر۔ ان کے ساتھ رفیق حال رہتے ہیں ان کے دل میں ہر آن یہ خیال مضبوطی کے ساتھ جما رہتا ہے بلکہ دن بدن

ترقی کرتا ہے اور یہ سب نتیجہ اس بات کا ہوتا ہے کہ ہم (خدا) نیک بختوں کے ساتھ ہوتے ہیں ان کو توفیق خیر بخشے ہیں

اللهم وفقنا لما تحب وترضى ﴿۱۹﴾

سورت الروم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان نہایت رحم والا ہے

الَّذِیْنَ غَلَبَتْ الرُّومُ ۙ فِیْ اَدْنٰی الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْ بَعْدِ عَلَیْهِمْ

میں ہوں اللہ سب سے زیادہ علم والا۔ اہل روم کو قریب حدود میں مغلوب ہو گئے ہیں اور وہ اپنی مغلوبی کے بعد چند سال میں جلدی

سَیَغْلِبُوْنَ ۙ فِیْ بَضْعِ سِنِیْنٍ ۗ لّٰهُ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ بَعْدُ ۗ وَ

غالب آئیں گے، اس سے پہلے اور پیچھے سب اختیارات اللہ ہی کو ہیں۔ مسلمان اس

یَوْمَیْنِ یَفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۗ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَاءُ ۗ وَهُوَ الْعَزِیْزُ

روز اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے اور جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے اور وہ بڑا غالب

الرَّحِیْمُ ۙ

بڑا مہربان ہے

میں ہوں اللہ سب سے زیادہ علم والا میں اپنے کامل علم سے تم کو اطلاع دیتا ہوں اہل روم اپنے ملک کی قریب حدود میں اگرچہ اب مغلوب ہو گئے ہیں مگر یاد رکھو وہ اپنی اس مغلوبی کے بعد چند سال میں جلدی ہی غالب آئیں گے۔ یہ مت سمجھو کہ فارس کی فوجی طاقت روم سے زیادہ ہے اور رومی بچے کچھے اور بھی مغلوب ہو چکے ہیں۔ یہ کیسے غالب ہوں گے کیونکہ اہالیان فارس کی اس فتح سے پہلے اور پیچھے سب اختیارات اللہ ہی کو ہیں اس لیے وہ جس کو چاہے غلبہ دے سکتا ہے چاہے وہ کیسا ضعیف ہو اور اس کا مقابلہ کیسا قوی کیونکہ اس کی شان ہے۔

اوست سلطان ہرچہ خواہد آن کند عالے رادر دے ویراں کند

ایماندار مسلمان اس روز اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے کیونکہ اس روز ان کو بھی مشرکین عرب پر فتح ہوگی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ چہ خوش بود کہ براند یک کرشمہ دو کار۔ ایک تو رومیوں کے غلبہ کی خوشی دوئم اپنی فتح کی مسرت۔ اللہ تعالیٰ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے پھر جس کی مدد پر وہ ہو جائے اس کو کیا کمی ہے کیونکہ ایک بڑا زبردست معاون اور مددگار اس کی طرف ہے اور بڑا غالب ہے یہ نہیں کہ غلبہ کی ترنگ میں ہر ایک کو دبا تا پھرے، نہیں کیونکہ بڑا مہربان ہے اس کی مہربانی کی صفت متقاضی ہے کہ اس کا حق بھی ملے۔

۱۔ رومی اور فارسی دو قومیں مختلف المذہب تھیں۔ رومی اہل کتاب عیسائی تھے اور فارسی مشرک کتابوں سے منکر۔ جنگ میں رومی مغلوب ہو گئے تو عرب کے مشرکوں کو صرف اس خیال سے خوشی ہوئی کہ اہل فارس بھی ہماری طرح لامذہب اور رومی لوگ مسلمانوں کی طرح اہل کتاب ہیں جیسے جاپان اور روس کی لڑائی میں ہندوستانی جاپانیوں کی فتح پر محض ایشیائی ہونے کی وجہ سے خوشیاں مناتے تھے نیز عرب کے مشرکوں نے بطور تقاول کے کہا کہ جس طرح فارسی رومیوں پر غالب آئے ہیں اس طرح ہم بھی مسلمانوں پر غالب آئیں گے ان کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جس روز جنگ بدر میں مسلمانوں کو فتح ہوئی اسی روز رومیوں کو فارسیوں پر فتح ہوئی۔ (منہ)

وَعَدَ اللَّهُ ۗ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝

اللہ نے یہ وعدہ کیا ہے، اللہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے

يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۗ وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غٰفِلُونَ ۝

وہ صرف دنیاوی زندگی کے ظاہری اسباب کو جانتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں

أَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوا فِي أَنفُسِهِمْ ۗ مَا خَلَقَ اللَّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا إِلَّا

کیا انہوں نے اپنے دل میں یہ غور نہیں کیا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کو

بِالْحَقِّ وَأَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُونَ ۝

سچے نتیجے سے پیدا کیا اور وقت مقرر کے ساتھ بنایا ہے اور بہت سے لوگ اپنے پروردگار کی ملاقات سے بھی منکر ہیں

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۗ

کیا انہوں نے ملک میں کبھی یہ نہیں کی کہ دیکھتے ان سے پہلے لوگوں کا کیا حال ہوا؟ وہ ان سے

كَانُوا أَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَ

زیادہ قوت والے تھے اور انہوں نے زمین کو جوتا اور ان سے زیادہ اس کو آباد کیا اور ان کے

جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنٰتِ ۗ

رسول ان کے پاس کھلے کھلے احکام لے کر آئے

اللہ نے یہ وعدہ کیا کہ میں ضرور ایسا کروں گا اور یاد رکھو کہ اللہ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا لیکن بہت سے لوگ اس راز کو نہیں جانتے خدا

کے وعدوں پر ان کو بھروسہ نہیں ہوتا بلکہ وہ صرف دنیاوی زندگی کے ظاہری اسباب کو جانتے ہیں۔ ان کے نزدیک تمام عزت اور

اعزاز بس یہی ہے کہ دنیا کا مال اسباب کافی ہو اسی میں ان کی سعی ہے اسی میں ان کی تگ و دو ہے اور آخرت کی عزت سے غافل ہیں گویا

ان کا اصول ہی یہ ہے۔

عاقبت کی خبر خدا جانے اب تو آرام سے گزرتی ہے

بھلا یہ لوگ جو آخرت سے ایسے غافل ہیں کہ انہوں نے اپنے دل میں کبھی یہ غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین اور ان کے

درمیان کی سب چیزوں کو سچے نتیجے سے پیدا کیا اور وقت مقررہ کے ساتھ بنایا ہے۔ یہ نہیں کہ بنیلا اور بگاڑا بس گیا۔ دنیا میں ایک شخص تمام

عمر صلاحیت سے گزراے دوسرا تمام قسم کے گناہوں میں مبتلا رہے مگر مرنے کے بعد دونوں برابر ہوں یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جیسے یہ غلط

ہے ایسے یہ بھی غلط ہے کہ اس دنیا کی کبھی انتہا نہیں جیسے وہ بیوں کا خیال ہے۔ دنیا کی ہر ایک چیز جو محسوس ہو رہی ہے اپنی شکل اور ہیئت

میں کہہ رہی ہے کہ میں ایک وقت میں نہ تھی پھر ہو گئی ایک وقت آئے گا کہ میں نہ ہو گئی۔ پس یہی حکم تمام دنیا کی کائنات کا ہے مگر ان

باتوں پر تو کوئی سمجھ رہی غور کرتا ہے اور بہت سے لوگ تو اپنے پروردگار کی ملاقات سے بھی منکر ہیں۔ ان کو یقین نہیں آتا کہ کوئی دن

ایسا ہو گا کہ تمام لوگ اپنے پروردگار کے حضور پیش ہو کر اپنے اعمال کا نیک و بد بدلہ پائیں گے۔ بھلا یہ لوگ جو ایسی غلطی میں ہیں کہ اعمال کا

بدلہ بھی نہیں مانتے کیا انہوں نے ملک میں پھر کر کبھی یہ نہیں کی کہ دیکھتے ان سے پہلے کافر لوگوں کا حال کیا ہوا؟ وہ ان سے زیادہ قوت

والے تھے اور انہوں نے زمین کو جوتا اور ان سے زیادہ اس کو آباد کیا تھا مگر آخر کار سب کچھ ضائع اور تباہ ہو گیا کیونکہ انہوں نے خدا کے سامنے

تکبر کیا اور ان کے رسول جو ان کے پاس کھلے کھلے احکام لے کر آئے تو انہوں نے کسی کی نہ سنی۔ پس اپنے کیفر کردار کو پھینچے۔

فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ ﴿١٠﴾ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ

تو اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا تھا مگر وہ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے پھر جن لوگوں نے برا کیا تھا
الَّذِينَ آسَأُوا السَّاءَ وَالسُّوَاءَ أَنْ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ ﴿١١﴾

ان کا انجام بھی برا ہوا اس لئے کہ وہ اللہ کے احکام کی تکذیب کرتے اور ان کی ہنسی اڑاتے تھے۔

اللَّهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿١٢﴾ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ

اللہ ہی مخلوق کو اول بار بناتا ہے پھر اس کو لوٹاتا ہے پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور جس روز قیامت قائم ہوگی

يَبْلِسُ الْمُجْرِمُونَ ﴿١٣﴾ وَكَمْ يَكُنْ لَهُمْ مِنْ شُرَكَائِهِمْ شُفَعَاءُ وَكَانُوا

بجرم لوگ مایوس ہو جائیں گے۔ اور ان کے شریکوں میں سے کوئی ان کا سفارشی نہ ہوگا اور وہ لوگ خود بھی

بشُرَكَائِهِمْ كُفِرِينَ ﴿١٤﴾ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُنْفِرُونَ ﴿١٥﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ

اپنے شریکوں سے منکر ہو جائیں گے اور جس روز قیامت قائم ہوگی اس دن سب لوگ متفرق ہو جائیں گے پھر جن لوگوں

أَمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَهُمْ فِي رَوْضَةٍ يُحْبَرُونَ ﴿١٦﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا

نے ایمان لاکر نیک عمل کئے ہوں گے وہ تو بہشت میں خاطر کئے جائیں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا

وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْأُخْرَىٰ فَلَأُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ ﴿١٧﴾ فَسُبْحَانَ اللَّهِ

اور ہمارے حکموں کی اور آخرت کی ملاقات کی تکذیب کی ہوگی تو وہی لوگ عذاب میں پکڑے جائیں گے پس تم صبح شام

اللہ نے ان پر ظلم نہ کیا تھا مگر وہ خود اپنے نفسوں پر ظلم کرتے تھے کہ خدا کے احکام کی تعمیل نہ کرتے بلکہ الٹے مقابلہ کرتے تھے

اس لیے چند روزہ ان کی پھوں پھال رہی پھر آخر بقول۔

تو مشو مغرور بر حلم خدا دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

جن لوگوں نے برا کیا تھا ان کا انجام بھی برا ہوا اس لیے کہ وہ اللہ کے احکام کی تکذیب کرتے اور ان کی ہنسی اڑاتے تھے چونکہ

تمہارے مقابل یہ لوگ بھی انہیں بدکرداروں کی روش پر چلتے ہیں اس لیے ان کو تم سناؤ کہ اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کو اول بار بناتا ہے

پھر اس کو فنا کی طرف لوٹاتا ہے۔ یہ دوسرے تو تم بھی مانتے ہو تیسرے کو انہی پر قیاس کر لو کہ پھر تم دوبارہ زندہ ہو کر اسی کی

طرف لوٹائے جاؤ گے اور سنو جس روز قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ جو خدا تعالیٰ کی طرف نہیں آتے ہر طرح کی بھلائی سے

مایوس ہو جائیں گے اور ان کے مصنوعی شریکوں میں سے کوئی ان کا سفارشی نہ ہوگا اور وہ لوگ خود بھی اپنے شریکوں سے منکر

ہو جائیں گے ہم تو ان کو پوجتے نہ تھے نہ ان کو شریک بناتے تھے پھر ہم کو کیوں پھاندا جاتا ہے اور بھی اسی قسم کی بیہودہ بکو اس

کریں گے مگر ان کی شنوائی نہ ہوگی نہ کوئی کسی کا حمایتی ہوگا۔ اس لیے کہ جس روز قیامت قائم ہوگی اس دن سب لوگ متفرق

ہو جائیں گے مومن الگ، کافر الگ، صالح الگ، فاسق الگ۔ پھر جن لوگوں نے ایمان لاکر نیک عمل بھی کئے ہوں گے وہ تو

بہشت میں خاطر کئے جائیں گے اور جن لوگوں نے کفر کیا ہوگا اور ہمارے حکموں کی آخرت کی ملاقات کی تکذیب کی ہوگی تو

وہی لوگ عذاب میں پکڑے جائیں گے پس تم اگر جنت کے مراتب لینا چاہتے ہو تو اس کے حکم کی تعمیل کرو کہ صبح شام کے

حِينَ تُمْسُونَ وَحِينَ تُصْبِحُونَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

اللہ کو پاکی سے یاد کیا کرو اور آسمان و زمین میں سب تعریفیں اسی کی ہیں

وَعَشِيًّا وَحِينَ تُظْهِرُونَ ۝ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ

اور دن کے تیسرے پہر کی اور ظہر کے وقت اس کی پاکی بیان کیا کرو۔ وہ بے جان سے زندہ نکالتا ہے اور زندوں

الْحَيِّ وَيُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ وَكَذَلِكَ تُخْرَجُونَ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ

سے مردے کو نکال لے جاتا ہے اور زمین کو خشک ہونے کے بعد تازہ کر دیتا ہے اور اسی طرح تم نکالے جاؤ گے۔ اس کے نشانات

خَلَقَكُمْ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُونَ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ

میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا اس کے بعد اب تم انسان ہو کر ادھر ادھر پھیلے ہوئے ہو اور اس کے نشانوں میں سے یہ بھی ہے کہ

لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً ۚ إِنَّ

اس نے تمہاری جنس سے تمہارے لئے بیویاں پیدا کی ہیں تاکہ تم ان کے ساتھ انس حاصل کرو اور اس نے تم میں پیار اور رحم پیدا کیا ہے بیشک

فِي ذَلِكَ لآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْتَكِرُونَ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

اس واقعہ میں فکر کرنے والی قوم کیلئے بہت سے نشان ہیں اور اس کے نشانوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے

وَإِخْتِلَافِ أَلْسِنَتِكُمْ وَالْوَالِدَاتُ لِآبَائِنَ اللَّعْلِبِينَ ۝

اور تمہاری زبانوں اور ربتوں کا اختلاف ہے بے شک اس امر میں علم والوں کے لئے بہت سے نشان ہیں

اللہ کو پاکی سے یاد کیا کرو کیونکہ وہ سب دنیا کا اصل مالک ہے اور آسمان و زمین میں سب تعریفیں اسی کی ہیں یعنی جس قدر دنیا

میں کسی شخص کی کسی کام پر تعریف ہوتی ہے ان سب کا مستحق وہی خدا ہے اس لیے تم صبح شام اور دن ڈھلے دوپہر کو اور ظہر

کے وقت اس کی پاکی بیان کیا کرو۔ دیکھو وہ ایسا قادر قیوم ہے کہ مردے مٹی سے زندہ بچہ کو نکالتا ہے اور زندوں سے مردوں کو

نکال لے جاتا ہے۔ یہ واقعات تو تمہارے سامنے گزرتے ہیں اور تم ان کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو اور یہ بھی دیکھتے ہو کہ

زمین کو خشک ہونے کے بعد از سر نو تازہ کر دیتا ہے اور تم کو سمجھاتا ہے کہ اسی طرح تم قبروں سے نکالے جاؤ گے پس تم اس

واقعہ کے لیے ابھی سے تیار ہو اور اگر تم کو اس امر میں شک ہو کہ قیامت کا ثبوت کیا ہے تو سنو اس کی قدرت کے نشانات تو

کئی ایک ہیں ان میں سے ایک نشان یہ بھی ہے کہ اس نے تم کو یعنی تمہارے باپ آدم کو مٹی سے پیدا کیا اس سے بعد اب تم

انسان ہو کر ادھر ادھر پھیلے ہوئے ہو۔ کیا اس کی قدرت کا یہ نشان کافی نہیں اور سنو اس کی قدرت کے نشانوں میں سے یہ

بھی ایک نشان ہے کہ اس نے تمہاری جنس سے تمہارے لیے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان کے ساتھ انس حاصل کرو اور

تمہارے تجرد کی وحشت دور ہو اسی لیے اس نے تم (میاں بیوی) میں پیار اور رحم پیدا کیا کہ بیوی کو خاوند سے انس ہے اور

خاوند کو بیوی کی محبت۔ غرض وہ اس کا دلدادہ ہے تو وہ اس کی فریفتہ۔ بے شک اس واقعہ میں فکر کرنے والی قوم کے لئے

بہت سے نشان ہیں اور سنو! اس کی قدرت کے نشانوں میں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے اور تمہاری زبانوں یعنی

لغات اور شکلوں کی ربتوں کا اختلاف بھی اس کی کمال قدرت کی دلیل ہے کہ باوجود تم لاکھوں بلکہ کروڑوں انسان دنیا میں

ہستے ہو مگر کیا مجال کہ دو آدمی بھی ایک دوسرے سے بالکل ایسے مل جائیں کہ ان میں کسی طرح کا اشتباہ نہ رہے بے شک اس

امر میں علم والوں کے لیے بہت سے نشان ہیں۔

وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامُكُمْ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاؤُكُمْ مِنْ فَضْلِهِ إِنَّ فِي ذَلِكَ

اور رات میں اور دن میں تمہارا سو رہنا اور اس کے فضل کی تلاش کرنا بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے کچھ شک نہیں کہ

لَايَاتٍ لِّقَوْمٍ يُسْمِعُونَ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنزِلُ مِنْ

اس واقعہ میں اس قوم کے لئے بہت سے نشان ہیں جو سستی ہیں اور اسی کے نشانوں میں سے ہے کہ وہ تم کو خوف اور طمع سے چمکتی بجلی دکھاتا ہے اور اوپر کی

السَّمَاءِ مَاءً فَيُجِي بِهٖ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝

جانب سے پانی اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ زمین کو خشکی کے بعد تازہ کر دیتا ہے بیشک اس واقعہ میں عظیم قوم کیلئے بہت سے نشان ہیں

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومَ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ۚ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۚ

اور اسی کے نشانوں میں سے ہے کہ آسمان و زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب ایک دفعہ تم کو زمین سے پکارے گا

مِّنَ الْأَرْضِ ۚ إِذَا أَنْتُمْ تَخْرُجُونَ ۝ وَلَهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ كُلُّ

تو تم فوراً نکل آؤ گے اور جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں سب اسی کے مملوک

لَهُ فَتَبٰتُونَ ۝ وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ ۚ

ہیں سب اسی کے فرمانبردار ہیں اور وہی ہے جو اول بار مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اس کو لوٹاتا ہے اور وہ اس پر آسان تر ہے

اور سنو! یہ نشان تو تم نے آفاقی سنے ہیں یعنی یہ تو تمہارے اپنے نفسوں سے بیرونی واقعات کا ذکر تھا اب ذرا اپنے اندر کی

کیفیت بھی سنو! کہ رات میں اور حسب ضرورت دن میں تمہارا سو رہنا اور عام طور پر دن میں اس کے فضل یعنی روزی کی

تلاش کرنا بھی اسی کی قدرت کی نشانیوں میں سے بہت بڑی نشانی ہے۔ کیا تم غور نہیں کرتے کہ ایک وقت تم کام کیا کرتے ہو

ایچھے بھلے تو مند ہوتے ہو فوراً ہی تمہاری طاقت کمزور ہو کر تم کو گر جانے پر مجبور کرتی ہے۔ ایسے کہ نیند کی حالت میں تمہیں

خود اپنا بھی شعور نہیں رہتا کچھ شک نہیں کہ اس واقعہ میں اس قوم کے لیے بہت سے نشان ہیں جو حق بات کو سنتے ہیں۔ آؤ ہم

پھر تمہیں آفاقی سیر کرائیں اور تم کو اپنے نشانوں کی طرف توجہ دلائیں پس تم دیکھو کہ اسی کی قدرت کے نشانوں میں سے ہے

کہ تم کو ہلاکت کے خوف اور فائدہ کی طمع سے چمکتی بجلی دکھاتا ہے اور اوپر کی جانب سے تم پر پانی اتارتا ہے پھر اس پانی کے

ساتھ زمین کو خشکی کے بعد تازہ کر دیتا ہے۔ وہی زمین ہوتی ہے کہ خشک بنجر کی طرح اس کے دیکھنے کو جی نہیں چاہتا وہی ہے

کہ بارش کے بعد اس کا سبزہ ایسا لہلہاتا ہے کہ گویا کہ فرش زمر دین رہا ہے بیشک اس واقعہ میں عقل مند قوم کے لیے بہت سے

نشان ہیں اور سنو اسی کی قدرت کے نشانوں میں سے ہے کہ آسمان و زمین اس کے حکم سے قائم ہیں جو کچھ ان میں ہوتا ہے اسی

حکم سے ہوتا ہے۔ اس موجود ہیئت کے بعد ایک وقت آئے گا یہ سب کچھ فنا ہو جائیگا پھر جب ایک دفعہ تم کو زمین سے نکالنے

کے لیے پکارے گا تو تم فوراً نکل آؤ گے اور اس کے حضور میں جمع ہو جاؤ گے۔ سنو اور غور کرو کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں

ہیں سب اسی کے مملوک غلام ہیں اور سیاسی احکام میں سب اسی کے فرمانبردار ہیں اور سنو وہی قادر اور قیوم ہے جو اول بار

مخلوق کو پیدا کرتا ہے پھر اس کو فنا کی طرف لوٹا دیتا ہے اور وہ لوٹا دیتا اس پر پیدا کرنے سے آسان تر ہے۔

وَكُلُّهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ صَرَبٌ

اور آسمان و زمین میں اس کی شان بہت ہی بلند ہے اور وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔ اس نے تمہارے

لَكُمْ مَثَلًا مِّنْ أَنفُسِكُمْ ۚ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاءَ فِي

سجھانے کو تم ہی میں کی ایک مثال تم کو بتلائی ہے کیا تمہارے مملوک غلاموں میں کوئی ہے کہ جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس میں وہ

مَا زَرَفْنَاكُمْ فَأَنْتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ مِّخَافَتُهُمْ كَخِيفَتِكُمْ أَنفُسَكُمْ ۚ كَذَلِكَ

تمہارے ایسے شریک ہوں کہ تم اور وہ اس میں برابر ہو ان سے تم ایسا خوف کرو جیسے اپنے بھائیوں سے تم ڈرتے ہو۔ اسی طرح

نَفْصِلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ۝ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُمْ بِغَيْرِ

ہم عقلمند لوگوں کے لئے دلائل بیان کرتے ہیں لیکن جو لوگ ظالم ہیں وہ محض جہالت سے اپنی خواہشات کے پیچھے

عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَهْدِي مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نُصْرَةٍ ۝ فَأَقِمْ وَجْهَكَ

چلتے ہیں پھر جس شخص کو خدا ہی گمراہ کرے اس کو کون راہ دکھا سکتا ہے اور کوئی ان کا مددگار نہیں ہوگا۔ بس تو ایک طرف ہو کر اپنے

لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ

آپ کو خالص دین کی طرف لگا رکھنا اللہ کی بنائی ہوئی سرشت جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اختیار کر۔ اللہ کی بناوٹ میں تبدیلی مناسب نہیں

اور آسمان و زمین میں اس کی شان بہت ہی بلند ہے اور وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔ دیکھو اس نے تمہارے سبھانے کو تم ہی

میں کی ایک مثال تم کو بتلائی ہے پس غمور سے سنو! کیا تمہارے مملوک غلاموں میں کوئی ہے جو کچھ ہم نے تم کو دیا ہے اس میں وہ

تمہارے ایسے شریک ہوں کہ تم اور وہ اس نعمت میں برابر ہو ان سے تم ایسا خوف کرو جیسے اپنے برابر کے بھائیوں سے تم ڈرتے

ہو کہ مبادا کوئی غلطی ہو جائے تو ہم کو مواخذہ کریں۔ بتلاؤ تمہارا کوئی غلام ایسا مختار کار برابر کا شریک ہے؟ یقیناً تم کہو گے کہ کوئی

نہیں تو کیا تم جانتے نہیں کہ ساری مخلوق خدا کی مخلوق غلام ہے پھر یہ یہ کہو کہ ہو سکتا ہے کہ مالک مختار خدا کے اختیار میں اس

کے مملوک غلام شریک ہو سکیں۔ ہرگز نہیں۔ اس لیے تم یقیناً سمجھو کہ

ہست سلطانی مسلم مرورا نیست کس راز ہرہ چون و چرا

اسی طرح ہم عقلمند لوگوں کے لیے دلائل بیان کرتے ہیں، گو ان دلائل کا روئے سخن تو سب کی طرف ہوتا ہے مگر فائدہ

ایسے عقلمندوں ہی کو ہوتا ہے جو اس بات کی تہ تک پہنچتے ہیں کہ مالک الملک لا شریک کی تابعداری میں سب کچھ ملتا ہے،

غیروں سے نہیں ملتا۔ لیکن جو لوگ ظالم ہیں یعنی مالک اور غلاموں کو یکساں ہی جانتے ہیں وہ محض جہالت سے اپنی

خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں، جدھر طبیعت کا رخ ہوتا ہے چلے جاتے ہیں۔ اس سے مطلب نہیں کہ وہ راستہ کدھر کو جاتا

ہے اور کہاں کو لے جاتا ہے پھر جس شخص کو اس کی جہالت کے باعث خدا ہی گمراہ کرے اس کو کون راہ دکھا سکتا ہے

کیونکہ وہ دانستہ ضد میں ہلاک ہوئے ہیں۔ اس لیے ان کو اس ضد کی سزا ملے گی اور کوئی ان کا مددگار نہیں ہوگا پس جبکہ سب

کچھ خدا کے قبضے میں ہے تو تو اے نبی! ایک طرف نہ ہو کر اپنے آپ کو خالص دین کی طرف لگا رکھنا اللہ کو بنائی ہوئی انسانی

سرشت جس پر اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اختیار کر یعنی ایک ہی مالک کی اطاعت لازم پکڑ۔ باقی مصنوعی خداؤں کی بندگی

اور اطاعت کرنے میں ان کی طرف دھیان بھی نہ دے کہ کیا کہتے ہیں جو سرشت خدا نے بنائی ہے اسی کا پابند رہے کیونکہ اللہ

کی بناوٹ میں تبدیلی مناسب نہیں۔

ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ ۚ وَلٰكِنْ اَكْثَرُ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٥٠﴾ مُنْبِئِيْنَ اِلَيْهِ وَ

یہی مضبوط طریق سے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے تم اسی کی طرف رجوع ہو کر اس
 اتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمَشْرِكِيْنَ ﴿٥١﴾ مِنَ الذِّبْنَ فَزَقُوْا
 تعلیم کے پابند رہنا اور اس سے ڈرتے رہنا اور نماز قائم رکھنا اور مشرکوں سے کبھی نہ بننا جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور گروہ گروہ

دِيْنِهِمْ وَكَانُوْا شَيْعًا كُلِّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فِرْحُوْنَ ﴿٥٢﴾

ہو گئے ہر فریق کے پاس جو کچھ ہے وہ اسی پر خوش ہے

یہی مضبوط طریق ہے جس پر کوئی آفت اور غلطی نہیں آنے کی لیکن بہت سے لوگ اس تعلیم کو نہیں جانتے مگر تم مسلمانوں
 نے اسی اللہ کی طرف رجوع ہو کر اس تعلیم کے پابند رہنا اور اس سے ڈرتے رہنا اور نماز قائم رکھنا اور اس بات کا خیال رکھنا کہ
 ان مشرکوں سے کبھی نہ بننا جنہوں نے اپنے دین میں تفرقہ ڈالا اور گروہ گروہ ہو گئے تم جانتے ہو یہ کون لوگ ہیں یہی لوگ ہیں
 جو اپنے آپ کو اہل کتاب کہتے ہیں مگر ان میں فرقوں کا شمار آسمان کے ستاروں سے متجاوز نہیں تو شاید کم بھی نہیں اختلاف کی یہ
 کیفیت ہے کہ ایک فریق مسیح کو بندہ اور انسان کہتا ہے، دوسرا فریق اس کو خدا مانتا ہے گویا آسمان و زمین کا فرق بھی ان کے
 اختلاف کے سامنے بچ ہے پھر لطف یہ ہے کہ ان میں سے ہر ایک فریق کے پاس جو کچھ ہے وہ اسی پر خوش ہے۔ عیش و عشرت کی
 حالت میں تو یہ لوگ کسی کی سنتے نہیں۔

۱۔ اس آیت میں مسلمانوں کو تفرقہ کرنے سے سخت ممانعت کی گئی ہے ایک اور موقع پر اس سے بھی زیادہ سختی کے ساتھ منع ہے، جہاں
 ارشاد ﴿ان الذین فرقوا دینہم وکانوا شیعا لست منہم فی شنی انما امرہم الی اللہ ثم ینبہم بما کانوا یفعلون﴾ (پ: ۱۸: ع:
 ۷) یعنی جو لوگ دین میں تفرقے ڈال کر گروہ گروہ بن گئے ہیں اے نبی! تیرا ان سے کوئی تعلق نہیں، ان کا کام خدا کے سپرد ہے وہی ان کے اعمال کا
 پتہ ان کو بتلا دے گا۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی ایک آیات اور احادیث ہیں جن میں تفریق کرنے سے سخت منع ہے اور اتفاق اور اتحاد کی بڑی تاکید
 ہے۔ اسرار شریعت پر غور کرنے سے یہ بات بخوبی ذہن نشین ہوتی ہے کہ تفریق پر جس قدر ناراضگی ہے کسی پر نہیں۔ لیکن غور طلب بات یہ ہے
 کہ اتفاق کے معنی کیا ہیں؟ کیا یہ معنی ہیں کہ جو کسی ایک عالم کی کسی مسئلہ میں رائے ہو وہی کل جہان کے مسلمانوں کی ہو۔ ہر مومن اس میں کسی کو
 اختلاف نہ ہو، تو ہر گز نہیں ہو سکتا۔ اس زمانہ کو تو جانے دیجئے مسلمانوں کے اول طبقہ میں بھی اس کا ظہور نہیں ہو سکا۔ ایک صحابی کی تحقیق ایک
 مسئلہ میں کچھ ہے تو دوسرے کی کچھ۔ بلکہ سچ پوچھیے تو آج جن مسائل اختلافیہ میں اختلاف ہے وہ اسی اختلاف پر متفرع ہے جو صحابہ کے مابین تھا گویا
 اس کو مزید جلادی گئی ہے۔

اسلامی تاریخ پر عبور کرنے سے یہ امر یقین ثمرے درجے تک پہنچتا ہے کہ گو صحابہ کرام میں اختلاف تھا مگر اس اختلاف نے ان پر یہ اثر نہ کیا تھا کہ
 تفریق کے درجے تک پہنچتے بلکہ وہ باوجود اختلاف کے سب ایک ہی گروہ ایک ہی قوم اور ایک ہی نیشن تھے۔ اگر ان میں سے کسی عالم کی رائے میں
 ایک مسئلہ غلط تھا تو ہر حال میں غلط تھا خواہ اس کا قائل کوئی ہو۔ اس طرح کے اختلاف کا اثر حدیث نبوی میں رحمت سے بیان کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد
 ہے اختلاف امتی رحمة (یعنی مسلمانوں کا اختلاف موجب رحمت ہے) لیکن یہ اختلاف جو آج کل ہم نے پیدا کر رکھا ہے اس کی مثال بعینہ یہ ہے
 کہ ایک کتبہ کا مورث اعلیٰ اپنا ایک وسیع مکان چھوڑ گیا اور حکم دے گیا کہ میرے وارث خواہ کسی حال میں ہوں اسی مکان کے اندر ہیں سب مل کر
 گزارہ کریں مکان کا نام ایک بی ہو رہنے والوں میں کوئی تمیز نہ ہو خواہ وہ کالے ہوں یا گورے غریب ہو یا امیر مگر وارثوں نے مورث اعلیٰ کی اس
 وصیت پر عمل نہ کیا بلکہ اس مکان کو کئی ایک حصوں میں کر کے الگ الگ نام تجویز کر لیے جس سے اس مکان کی اصلی ہیئت اور شکل میں بھی نمایاں
 فرق ہے =

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا آذَقْتَهُمْ مِنْهُ

اور جب ان لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کی طرف جھک جھک کر اس کو پکارتے ہیں پھر جب وہ ان کو اپنی رحمت

رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ۝ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَهُمْ فَتَمْتَعُوا بِهِ

سے کچھ حصہ دے دیتا ہے تو فوراً ان میں سے ایک گروہ اپنے پروردگار کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں تاکہ ہمارے دیئے کی ناشکری کریں۔ پس گزارہ کر لو

فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝

آئندہ زمانہ میں جان جاؤ گے

اور نہ مانتے ہیں البتہ جب ان لوگوں کو کسی قسم کی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کی طرف جھک جھک کر اس کو پکارتے ہیں۔

دعائیں کرتے ہیں حاجات مانگتے ہیں۔ عاجزی کرتے ہیں گویا یہ شعر انہی کے حق میں ہے۔

عالم اندر زمان معزولی شیخ شبلی و بایزید شونہ

پھر جب وہ پروردگار محض اپنے فضل سے ان کو اپنی رحمت سے کچھ حصہ دے دیتا ہے تو فوراً ان لوگوں میں سے ایک گروہ اپنے

پروردگار کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔ جو نعمت خدا نے دی ہے اس کو غیروں کی طرف نسبت کرتے ہیں ہمارے دیئے میں

غیروں کا تصرف مانتے ہیں یہ اس لیے کرتے ہیں ہمارے دیئے کی ناشکری کریں پس لوگوں چند روزہ گزارہ کر لو۔ آئندہ زمانہ

میں اس کی حقیقت جان جاؤ گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

== جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگر ایک گھرانے والوں کو کوئی تکلیف آئے تو دوسرے اس سے بے خبر ہیں بلکہ وہ مشہور کرتے ہیں کہ یہ گھرانہ اسی لائق ہے

ایسے اختلاف سے دانا سمجھ سکتے ہیں کہ اس خاندان کی قدر و منزلت دنیا کی نظروں میں کیا رہے گی۔

اب ہم اس مثال کی واقعات سے تشریح کرتے ہیں کہ پیغمبر خدا ﷺ کا بڑا عالی شان و وسیع مکان چھوڑ گئے تھے اور حکم فرمائے تھے کہ باہمی پھوٹ نہ ڈالنا۔

ایک دوسرے سے الگ نہ ہونا المسلمون کبید واحد (مسلمان سب ایک ہاتھ ہیں) ہمارے سلف نے تو اس وصیت نبوی کی کچھ دیر تک قدر کی

جن میں اختلاف مسائل ہو تا تھا مگر اس اختلاف کو وہ ایک خاندان کے باہمی اختلاف رائے کے برابر جانتے تھے۔ نہ اس اختلاف پر کوئی ان میں

تفریق تھی نہ علیحدگی۔ اگر مسئلہ میں ایک مجتہد سے موافق ہیں تو دوسرے میں ان کی تحقیق، اگر دوسری جانب ان کو رہنمائی کرتی تو اسی طرف

ہو جاتے۔ جن لوگوں نے امام محمد کی تصنیفات مؤطا، کتاب الحج وغیرہ دیکھی ہو گی وہ ہمارے اس بیان کی کامل تصدیق کر سکتے ہیں۔ ان سے بعد

مفسرین کی روش کو دیکھئے کہ ان کو کبھی اس بات سے عار نہیں ہو کہ ہم امام ابو حنیفہ سے موافقت کیوں کریں یا امام شافعی کی کیوں نہیں بلکہ اگر ایک

مقام پر امام شافعی سے متفق ہیں تو دوسرے مقام پر امام ابو حنیفہ سے موافق ہیں۔ مثال کے طور پر مشہور درسی تفسیر جلالین کو دیکھئے کہ ثلاثۃ ایام فی

الحج والی آیت کی تفسیر ایسی کی ہے کہ امام شافعی کی تحقیق سے موافق ہے مگر آیت تیمم کی امام ابو حنیفہ کے مذہب سے مطابق کی ہے چنانچہ لکھتے

ہیں فاضل بواضر بتین مع المرفقین یعنی تیمم میں دو دفعہ مٹی پر ہاتھ مار کر کہیںوں تک ملو۔ حالانکہ امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ ایک ضربہ

(دفعہ) ہو اور ہاتھوں کے پستوں تک ملا جائے، دیکھئے اس جلیل الشان مفسر کو ہرگز اس بات سے عار نہیں ہوئی کہ میں ایک نہیں بہت سی جگہ امام

شافعی سے موافقت کرتا ہوں بلکہ اسی موافقت کی وجہ سے متاخرین اس کو شافعی مذہب کا مقلد کہتے ہیں حالانکہ وہ اس مقام پر امام ابو حنیفہ سے

مطابقت کرتا ہے گو دلیل اس قول کی بھی ایسی کچھ قوی نہیں مگر مصنف کی تحقیق نے اس کو مجبور کیا اس لیے اس نے اس کی کوئی پروا نہ کی یہی سلف

کے معتبر علماء کرام کا طریق تھا لیکن جب چوتھی صدی ہجری میں ضدیوں اور تفرقہ اندازوں کی کثرت ہوئی تو انہوں نے اس وسیع مکان کو متعدد

کوٹھڑیوں میں تقسیم کر دیا چنانچہ استاد البند حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ رسالہ انصاف فرماتے ہیں کہ ==

أَمْ أَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهَوٰ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ يُشْرِكُونَ ۝ وَإِذَا أَدْفَنَّا

کیا ہم نے ان پر کوئی سند اتاری ہے کہ اس سے ان کے شرک کا ثبوت ملتا ہے اور ان لوگوں کو جب ہم رحمت

النَّاسِ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا ۚ وَإِنْ تُضِبُّهُمْ سَيِّئَةٌ ۖ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ

چکھاتے ہیں تو اس سے خوش رہتے ہیں اور اگر ان کی بد اعمالی کی وجہ سے ان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو فوراً بے امید

کیا ہم نے ان پر کوئی سند اتاری ہے کہ اس سے ان کے شرک کا ثبوت ملتا ہے اور وہ ان کے شرک کو جائز بتلاتی ہے ان کی

کیفیت تو یہ ہے کہ ان لوگوں کو جب ہم رحمت کا ذائقہ چکھاتے ہیں تو اس سے خوش ہو جاتے ہیں اور اگر ان کی بد اعمالی کی وجہ

سے ان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو فوراً بے امید

﴿اعلم ان الناس كانوا في المائة الاولى والثانية غير مجتمعين على التقليد لمذهب واحد بعينه﴾ (صفحہ: ۵۷)

پہلی اور دوسری صدی ہجری میں لوگ کسی ایک مجتہد معین کے مذہب کے مقلد نہ تھے بلکہ جملاء علماء سے پوچھتے اور علماء کتاب و سنت سے لیتے۔

چونکہ اللہ میں فرماتے ہیں کہ:

﴿اعلم ان الناس كانوا قبل المائة الرابعة غير مجتمعين على التقليد لمذهب واحد﴾ (مصری، جلد اول)

(صفحہ: ۱۵۲)

چوتھی صدی سے پہلے کے لوگ مذاہب ائمہ میں سے ایک معین مذہب کے مقلد نہ تھے بلکہ سب کے سب قرآن و حدیث کے نام لیا کرتے

علامہ ابن الہمام شارح ہدایہ نے لکھا ہے:

﴿كانوا يستفتون مر واحد او مر غيره غير ملتزمين مفتيا واحد﴾ (انصاف)

یعنی پہلے زمانوں کے عام لوگ کبھی کسی عالم سے مسئلہ پوچھ لیتے کبھی کسی سے ایک ہی کان کو التزام نہ تھا۔

یہ تو تھا اس زمانہ کا حال جس کو خیر القرون کہا جاتا ہے باوجودیکہ ان لوگوں میں سیاسی معاملات میں کشت و خون تک نوبت پہنچی تھی مگر یہ تفریق نہ

تھی کہ تم کون ہو۔ مسلمان جواب ملتا ہے۔ ارے مسلمان تو ہوئے یہ تو بتاؤ کس مذہب سے ہو۔ اللہ اکبر ان کے نزدیک اسلام کوئی مذہب ہی نہیں

محض ایک بیکار چیز بطور تبرک کے ہے۔ اسلام اگر مذہب نہیں تو پھر مذہب کن جانور کا نام ہے؟ ایک فریق کے سامنے یہ ظاہر کیا جائے کہ یہ مسئلہ

قرآن و حدیث کا ہے تو اس مسئلہ کی تکذیب اور اس پے عمل کرنے والے کی توہین کریں گے مگر جب اس سے یوں کہا جائے کہ میں فلاں مجتہد کا پیرو

ہوں اور یہ مسئلہ انہی کا مذہب ہے تو جو خفگی پہلے اس پر کی گئی تھی شہد ہر نہیں رہتی اور کھلے لفظوں میں کہا جاتا ہے کہ فلاں مجتہد کے مقلد ہو کر رہو

تو اس مسئلہ پر عمل کر لو ورنہ نہیں۔ کیسا غضب ہے؟ بھلا اگر وہ مسئلہ سرے سے غلط تھا اور قرآن و حدیث اس کی شہادت نہیں دیتے تھے تو جس

صورت میں وہ کسی مجتہد کا مقلد ہو جائیگا اس صورت میں وہ کیونکر صحیح اور غیر قابل مواخذہ ہوگا۔ اسی کا نام ہے تفریق کہ گویا ایک بڑی سلطنت کو

جائیشیوں نے چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم کر کے اپنے اپنے لیے الگ الگ قانون تجویز کر لیے۔ اللہ اکبر۔ یہ تو حال اہل سنت کا ہے۔ انجمنی

شیعوں کی تفریق باقی ہے جو سینہ و فلک زخم لگانے والی ہے۔ کیوں نہیں یہ تمام لوگ اس بات پر متفق ہوتے کہ جو کچھ قرآن و حدیث میں ہے ہمارا اسی

پر عمل ہے اور ہمارا مذہب اسلام ہے آہ۔

ہند کو اس طرح اسلام سے بھردے اے شاہ کہ نہ آئے کوئی آواز جز اللہ اللہ

مختصر یہ کہ اختلاف رائے اور چیز ہے اور تفریق اور چیز۔ تفریق نام ہے فرقہ بندی کا اور اختلاف رائے نام ہے اختلاف تحقیق کا۔ ہم کو چاہیے تھا کہ ہم

تمام لوگ مسلمان ہوتے اور اسلام ہمارا مذہب ہوتا کسی قسم کی تفریق مذہبی ہم میں نہ ہوتی۔ اختلاف رائے کو اپنی حد پر رکھتے۔ جیسا پہلے طبقے کے

لوگوں میں دستور تھا۔ خدا رحم کرے اس ہندے پر جو اس تفریق کے مٹانے میں کوشش کرے۔

﴿یرحم اللہ عبد اللہ قال آمین﴾ (منہ)

يَقْنُطُونَ ۝ اُولَٰئِكَ يَرَوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

ہو جاتے ہیں کیا انہوں نے اس پر کبھی غور نہیں کیا کہ اللہ ہی جس کے لئے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے۔

لَاٰتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنَ ۝ فَآتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمَسْكِيْنَ وَاَبْنَ السَّبِيْلِ ۗ

اس میں ایمان لانے والی قوم کے لئے بہت سے نشان ہیں، پس تم اپنے قرابت داروں مسکینوں اور مسافروں کو حقوق دیا کرو

ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ وَاَوْلٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ وَمَا

جو لوگ خدا کی رضا چاہتے ہیں ان کے لئے یہ طریق بہت اچھا ہے اور یہی لوگ کامیاب ہوں گے اور جو مال تم

اَتَيْتُمْ مِّنْ رِّبَا لِّيَرْبُوْا فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۗ وَمَا اَتَيْتُمْ مِّنْ

دو گے کہ لوگوں کے مال میں بڑھے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا اور جو تم خیرات دو گے جس

رُكُوٰٓةٍ تَرْبِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاَوْلٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝ اللّٰهُ الَّذِيْ حَلَقَكُمْ

کے ساتھ تم اللہ کی خوشنودی کے طالب ہو تو ایسے لوگ ہی بڑھانے والے ہیں اللہ وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا

ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْنِكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ هَلْ مِنْ شُرَكَآءِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِثْلَ

پھر تم کو رزق دیا پھر تم کو ماردے گا پھر تم کو زندہ کرے گا بھلا تمہارے معبودوں میں بھی کوئی ہے جو ان میں سے کچھ بھی

ہو جاتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی خدا کے ساتھ بے ادبی ہے جن کی وجہ سے آخر کار ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ کیا یہ لوگ اس قدر

تکون کرتے ہیں؟ انہوں نے اس بات پر کبھی غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ ہی جس کے لئے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جس

کے لئے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ ہر آن تو مخلوق اسی کے قبضہ قدرت میں ہے۔ بے شک اس بیان میں ایمان لانے والی قوم

کے لئے بہت سے نشان ہیں چونکہ فراموشی رزق بھی محض خدا کے حکم سے ہے اور وہ دے کر چھیننے پر بھی قدرت رکھتا ہے پس تم

اپنے قرابت داروں، مسکینوں اور مسافروں کو حقوق دیا کرو اگر وہ غریب ہیں اور تم مالدار ہو تو ان کو اللہ کی سے امداد دو اور وہ امیر

ہوں مگر ان کو تمہاری طرف کسی قسم کی حاجت ہے تو ان کی اس حاجت میں مدد کرو۔ جو لوگ خدا کی رضا چاہتے ہیں ان کے

لیے یہ طریق بہت اچھا ہے اور یہی لوگ آخرت میں کامیاب ہوں گے اور اگر غرباء کو امداد دینے کی بجائے ان سے لینے لگو

گے تو سنو! جو مال تم لوگوں کو اس نیت سے بطور قرض کے دو گے کہ لوگوں کے مال میں بڑھے اور بڑھ کر تمہارے پاس واپس

آئے تو وہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا یعنی یہ مت سمجھو کہ اس کا تم کو کوئی نیک بدلہ ملے گا کیونکہ اس کا بدلہ تم یہاں لے چکے اور

جو تم خیرات کے طور پر کچھ دو گے جس کے ساتھ تم اللہ کی خوشنودی کے طالب ہو تو کچھ شک نہیں کہ تم کو اس میں سراسر

فائدہ ہی فائدہ ہے کیونکہ ایسے لوگ ہی اللہ کے نزدیک مال کو بڑھانے والے ہیں۔ سنو! اللہ تعالیٰ جو تم کو مال کے خرچنے کا حکم

دیتا ہے وہ بے وجہ نہیں یعنی یہ نہیں کہ اس کا تم پر کوئی حق نہیں بلکہ وہی ہے جس نے تم کو اول بار پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا پھر

ایک مدت تک پرورش کر کے تم کو ماردے گا پس یہ تو ہوئے حق زندگی کے اس پار کے واقعات۔ پھر ان سے بعد اس پار کے

واقعات یہ ہیں کہ دوبارہ تم کو زندہ کرے گا تاکہ تم کو تمہارے نیک و بد اعمال کا بدلہ دے۔ یہ سب کام اسی خالق کائنات کے حکم

سے ہوتے ہیں۔ بھلا تمہارے مصنوعی معبودوں میں بھی کوئی ہے۔

ذَلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ مَّ سُبْحَنَهُ وَتَعَلَّىٰ عَمَا يَشْرِكُونَ ۝ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَ

کر سکے وہ پاک ہے اور ان کے شرک سے بلند ہے یعنی۔ ہر تری میں انسانوں کی بد اعمالی سے

الْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ

ظاہر ہو تا ہے تاکہ ان کے اعمال کا کسی قدر بدلہ ہم ان کو چکھائیں کہ وہ رجوع کریں۔۔۔ تو

يَرْجِعُونَ ۝ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن

گمنام ملک میں سے کرو پھر دیکھو پہلے لوگوں کا انجام کیا ہوا؟ جن میں سے

قَبْلُ ۝ كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِينَ ۝ فَأَقِمَّ وَجْهَكَ لِلدِّينِ الْقَدِيمِ مِن قَبْلِ

بت سے مشرک تھے۔ پس تم اپنے آپ کو مضبوط دین پر قائم کر لو اس سے پہلے

أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ يَوْمَئِذٍ يُصَدِّعُونَ ۝ مَن كَفَرَ فَعَلَيْهِ

کہ وہ دن آئے جس کو اللہ کی طرف سے ہٹنے کا حکم نہ ہوگا اس روز سب لوگ الگ الگ ہو جائیں گے جس کسی نے کفر کیا ہوگا اس کے

كُفْرُهُ ۝ وَمَنْ عَمِلْ صَالِحًا فَلِأَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ ۝ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا

کفر کا وبال اسی پر ہوگا اور جس نے نیک عمل کئے ہوں گے وہ اپنے ہی لئے تیاری کرتے ہیں۔ اللہ ایمانداروں اور نیک کرداروں کو

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِن فَضْلِهِ ۝

محض اپنے فضل سے بدلہ دے گا

جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے؟ یعنی اول وار مخلوق کو پیدا کرے یا رزق دے سکے یا مخلوق کو مار سکے یا دوبارہ زندہ کرنے پر قدرت رکھتا ہو؟ کوئی نہیں تو تم مسلمانو! یقیناً جانو کہ وہ خدا ان کی اس قسم کی بیہودہ گویوں سے پاک ہے اور ان کے شرک سے بلند ہے یعنی اس کے دامن اقدس تک ان کے شرک کا غبار بھی نہیں پہنچ سکتا۔ ہاں اس جہان میں ان کی بد اعمالی کا اثر ضرور ہوتا ہے کہ خشکی اور تری میں انسانوں کی بد اعمالی سے فساد ظاہر ہوتا ہے یعنی خشکی پر قحط سالی، بیماری وغیرہ آفات کا ظہور بھی اسی وجہ سے ہوتا ہے اور سمندروں میں طوفان اور غرقابی بھی اسی سبب سے ہوتی ہے کہ لوگوں کے اعمال قبیحہ اپنی حد سے متجاوز ہو جاتے ہیں۔ پھر خدا کی طرف سے تازیانہ سزا ان کو لگایا جاتا ہے تاکہ ان کے اعمال قبیحہ کا کسی قدر بدلہ ہم (خدا) ان کو چکھادیں کہ وہ آئندہ کو ناشائستہ حرکات سے رجوع کریں اور نیک اطوار بن جائیں۔ اے نبی! تو ان سے کہہ اگر تم اعتبار نہیں کرتے تو ملک میں سیر کرو پھر دیکھو کہ پہلے لوگوں کا انجام کیا ہوا تھا جن میں سے بہت سے مشرک تھے اور شرک پر اڑ کر انبیاء علیہم السلام کا مقابلہ کرتے اور سخت مخالفت پر کمر بستہ رہتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی تباہی کا وقت آ گیا۔ پس وہ ہلاک کئے گئے اس لئے ہم تم کو ایک ضروری حکم دیتے ہیں کہ تم اپنے آپ کو مضبوط دین اور خالص توحید پر بہت جلدی قائم کر لو اس سے پہلے کہ وہ دن یعنی روز قیامت آئے جس کو اللہ کی طرف سے ہٹنے کا حکم نہ ہوگا۔ جب اللہ کی طرف سے التوا کا حکم نہ ہوگا تو اور کسی کی کیا مجال کہ اس کو ہٹا سکے پس وہ دن ضرور آئے گا۔ اس روز مومن کافر سب لوگ ایک دوسرے سے الگ الگ ہو جائیں گے۔ اس روز کے فیصلہ کا عام اصول یہ ہے کہ جس کسی نے کفر کیا ہوگا وبال اسی کی گردن پر ہوگا اور جس نے نیک عمل کئے وہ اپنے اعمال حسنة کا پھل پائیں گے۔ کیوں کہ وہ دنیا میں اپنے ہی لیے تیاری کرتے ہیں نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ایمانداروں اور نیک کرداروں کو محض اپنے فضل سے اچھا بدلہ دے گا۔

لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ يُرْسِلَ الرِّيَّاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيْدِيْعِكُمْ

وہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا اور اسی کے نشانوں میں سے یہ ہے کہ ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ خوشخبری پہنچائیں اور تم

مِنْ رَحْمَتِهٖ وَّلِتَجْرِيَنَّ الْفُلُكُ بِاَمْرِهٖ وَتَتَّبِعُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

کو اپنی رحمت چکھا دے اور بیڑے اس کے حکم سے چلیں اور تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَاءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا

اور ہم نے تجھ سے پہلے کئی رسول ان کی قوموں کی طرف بھیجے۔ پھر وہ ان کے پاس کھلے کھلے دلائل لائے ہیں

مِنَ الَّذِيْنَ اٰجْرَمُوْا ۚ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ

ہم نے ان مجرموں سے بدلہ لیا اور مومنوں کی مدد کرنا ہم پر لازم ہے۔ اللہ وہی ہے جو ہواؤں کو

الرِّيْحَ فَنُثِرُ سَحَابًا فَيَنْبُطُهٗ فِي السَّمٰوٰتِ كَيْفَ يَشَاءُ

بھیجتا ہے پھر وہ بادلوں کو اٹھا لاتی ہے پھر خدا ان کو آسمان میں جس طرح سے چاہتا ہے پھیلا دیتا ہے

اور یہ تو اس کا عام قانون ہے کہ وہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا۔ لوگ خیال کرتے ہیں کہ کافروں سے اگر محبت نہیں تو دنیا

میں ان کو اس قدر ثروت کیوں دے رکھی ہے؟ کیوں ایک ہی دم میں سب کو ہلاک نہیں کر دیتا۔ حقیقت میں یہ خیال انکی کم

ظرفی سے پیدا ہوتا ہے۔ مخلوق کی پرورش کرنا تو اس کی صفت ربوبیت کا تقاضا ہے اور رحمت اور محبت اس کی صفت

رحمانیت کا تقاضا ہے جو اعمال صالحہ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس قسم کے لوگوں سے بڑھ کر ایسے لوگ بھی ہیں جو سرے سے

خدا کے وجود ہی سے منکر ہیں اور وہ اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ دنیا کا گورنر (اعلیٰ حکمران) کوئی ایسے لوگوں کے

سمجھانے کو بتلاؤ کہ آسمان وزمین سب اسی کی قدرت کے نشانات ہیں۔ اسی کے نشانوں میں سے یہ ہے کہ بارش سے پہلے

ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں کو اس غرض سے بھیجتا ہے کہ لوگوں کو خوشخبری پہنچاویں۔ کیا قدرت کا نظارہ ہے کہ آن کی آن میں

سخت دھوپ ہوتی ہے فوراً ہی سرد ہوا چلنے لگتی ہے جس سے گرمی کی آگ پر گویا پانی پڑ جاتا ہے۔ اس سے بعد چھما چھم بارش

آ جاتی ہے تاکہ تمہاری گرمی کو مٹائے اور تم کو اپنی رحمت چکھائے۔ بارش کے ساتھ تمہارے لیے رزق پیدا ہوتا ہے جو خدا

کی بڑی نعمت ہے اور سمندوں اور بڑے بڑے دریاؤں میں بیڑے اس کے حکم سے چلیں کیونکہ پانی نہ ہو تو جہاز وغیرہ کیسے

چلیں گے اور جہاز اس لیے چلتے ہیں تاکہ تم بذریعہ تجارت کر کے اس کا فضل تلاش کرو یعنی ادھر کا مال ادھر لے جاؤ اور

ادھر کا مال ادھر لے آؤ اور یہ بیان تم کو اس لیے سنایا جاتا ہے تاکہ تم شکر کرو اور سنو یہی سبق سکھانے کے لیے ہم نے تجھ

سے پہلے اے نبی! کئی رسول ان کی قوموں کی طرف بھیجے پھر وہ ان کے پاس کھلے کھلے دلائل اور احکام لائے مگر انہوں نے

ان کی تکذیب ہی کی اور مخالفت ہی پر جے رہے۔ پس ہم نے ان مجرموں سے پورا بدلہ لیا اور ایمانداروں کی مدد کی کیونکہ

مومنوں کی مدد کرنا ہم (خدا) پر لازم ہے۔ اگر ایمانداروں میں مضبوطی ہے اور چند روزہ تکالیف پر صبر کریں تو اللہ کی طرف

سے ضرور ان کی مدد ہوتی ہے کیونکہ وہ اللہ کے احکام کی تبلیغ کرنے میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اس لیے خدا ان کے حال سے آگاہ

ہوتا ہے۔ آخر اللہ وہی تو ہے جس کا ہضمہ دنیا کی تمام چیزوں پر ہے ایسی چیزوں پر بھی ہے جو دنیا کے کسی بادشاہ کے قبضے میں

نہیں ہیں۔ دیکھو تو وہی ہواؤں کو وقت مقرر پر بھیجتا ہے۔ پھر وہ ہوائیں بادلوں کو اٹھا لاتی ہیں پھر خدا ان بادلوں کو زمین

و آسمان کے درمیان پولا ان میں جس طرح سے چاہتا ہے پھیلا دیتا ہے۔

وَيَجْعَلُهُ كَسْفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خَلْفِهِ ۖ فَإِذَا أَصَابَ بِهِ مَنْ يَشَاءُ

اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیتا ہے پھر تم دیکھتے ہو کہ ان کے پیچ میں سے بارش نکلتی ہے پھر جب اس بارش کو اپنے بندوں میں سے

مَنْ عِبَادِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۗ وَإِن كَانُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ يُنْزَلَ عَلَيْهِمْ مِنَ قَبْلِهِ

جن پر چاہتا ہے پہنچاتا ہے تو فوراً وہ لوگ خوش ہو جاتے ہیں حالانکہ ان کے اترنے سے پہلے وہ ناامید ہوتے ہیں

لِبَلْسَيْنٍ ۗ فَاَنْظُرْ إِلَىٰ آثَرِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ يُنْزِلُ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۗ

پس تم اللہ کی رحمت کے نشان دیکھو کہ کس طرح زمین کو خشک ہونے کے بعد تازہ کر دیتا ہے

إِنَّ ذَٰلِكَ لَمَعْنَى الْمَوْتَىٰ ۗ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ وَلَئِن أَرْسَلْنَا رِيحًا

بیکھ یہ خدا مردوں کو بھی زندہ کر دے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اگر ہم گرم لو ان پر بھیج

فَرَاوَهُ مُصْفَرًّا لَظَلُّوا مِنْ بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ ۝ فَإِنَّكَ لَا تَسْمَعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تَسْمِعُ

وہیں پھر یہ اس کو بیلا دیکھیں تو اس کے بعد ناشکری کرنے لگ جائیں گے۔ پس تو مردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ بہروں

الصَّمِّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝ وَمَا أَنْتَ بِهَادٍ الْعُمِّيَّ عَنْ صَلَاتِهِمْ ۗ

کو آواز سنا سکتا ہے جب وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے جارہے ہوں اور نہ تو اندھوں کو گمراہی سے سیدھی راہ بتلا سکتا ہے

إِنَّ تَسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ ۝

تو تو انہی لوگوں کو سنا سکتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں تو وہ تابعدار بھی ہو جاتے ہیں

اور کبھی ان کو ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیتا ہے غرض کبھی ان کو ایک سطح پر پھیلا دیتا ہے کبھی متفرق ٹکڑے کر دیتا ہے پھر تم

دیکھتے ہو کہ ان دونوں صورتوں میں ان کے پیچ میں سے بارش نکلتی ہے پھر جب اس بارش کو اپنے بندوں میں سے جن پر

چاہتا ہے پہنچاتا ہے تو فوراً وہ لوگ خوش ہو جاتے ہیں حالانکہ اس کے اترنے سے پہلے وہ ناامید ہوتے ہیں آسمان کو تانے کی

صورت میں دیکھ کر آس توڑے ہوتے ہیں مگر جب حکم الہی سے بارش ہو جاتی ہے تو شاد شاد ہو جاتے ہیں پس تم اللہ کی

رحمت کے نشان دیکھو کہ کس طرح زمین کو خشک ہونے بلکہ مرنے کے بعد تازہ کر دیتا ہے۔ وہی زمین ہوتی ہے کہ تنکا بھی

اس پر نظر نہیں آتا وہی ہوتی ہے کہ سبزہ زار بن جاتی ہے۔ اس سے تم اس نتیجے پر پہنچو کہ بے شک یہ خدا جس نے مردہ زمین

کو پانی سے زندہ کر دیا ہے انسانی مردوں کو بھی زندہ کر دے گا اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ ان کی کیفیت بھی زمانہ کے عجائبات سے

ہے۔ کبھی تو ہمارے ایسے تابع ہوتے ہیں کہ بس جو چاہو کہہ لو فرما نیردار ہیں غلام ہیں۔ کبھی آسائش میں مغرور ہیں تو کبھی

تنگی میں سرکش۔ آرام آسائش کرتے ہیں تو اکڑتے ہیں اور اگر کبھی ہم گرم لو ان پر بھیج دیں پھر یہ لوگ اس ہوا کے ساتھ

اپنے کھیتوں کو زرد پھیلا دیکھیں تو اس سے بعد یہ تو نہیں ہو گا کہ اپنے گناہوں کا اعتراف کر کے توبہ کریں بلکہ الٹے خدا کی

نعوتوں کی ناشکری کرنے لگ جائیں گے جب ان کی یہ حالت ہے تو داناؤں کے نزدیک یہ لوگ بہرے بلکہ اندھے ہیں پس تو

اے نبی! مردوں کو ہدایت کی باتیں نہیں بتلا سکتا اور نہ بہروں کو آواز سنا سکتا ہے خصوصاً جب وہ پیٹھ پھیر کر بھاگے جارہے

ہوں اور نہ تو اندھوں کو گمراہی سے سیدھی راہ بتلا سکتا ہے تو تو انہی لوگوں کو سنا سکتا ہے جو ہماری آیتوں پر ایمان لانے کی

خواہش رکھتے ہیں تو وہ سن کر تابعدار بھی ہو جاتے ہیں۔

خواہش رکھتے ہیں تو وہ سن کر تابعدار بھی ہو جاتے ہیں۔

اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ

اللہ وہی ہے جس نے تم کو کمزور حالت میں پیدا کیا پھر بعد ضعف کے تم کو قوت دی۔ پھر بعد قوت کے تم میں ضعف

مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَشَبِيهًا، يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ، وَهُوَ الْعَلِيمُ الْقَدِيرُ ۝ وَ

پھر بڑھایا پیدا کر دیتا ہے۔ خدا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ جاننے والا بڑی قدرت والا ہے اور

يَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُونَ مَا لَيْسُوا بِغَيْرِ سَاعَةٍ، كَذَلِكَ

جس روز قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ قسمیں کھائیں گے کہ ایک گھڑی سے زائد نہیں ٹھہرے۔ اسی طرح تمہارے

كَانُوا يُفَكِّهُونَ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَالْإِيمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ

ہوئے تھے۔ جن لوگوں کو علم و ایمان دیا گیا ہوگا وہ کہیں گے اللہ کی کتاب کے مطابق۔ تم

اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْبَعْثِ، لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْبَعْثِ، لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْبَعْثِ، لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِلَى يَوْمِ الْبَعْثِ،

اٹھنے والے دن تک ٹھہرے رہے، لو اب یہ اٹھنے کا دن ہے لیکن تم نہیں جانتے تھے۔ پس اس روز

لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَعذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ۝

ظالموں کی معذرت ان کو کچھ نفع نہ دے گی اور نہ ان کو واپس ہونے کی اجازت دی جائے گی

ان تیرے مخالف لوگوں کو بڑا شک قیامت کی دوبارہ زندگی میں ہے جس کے لیے ان کو چاہئے تھا کہ خدا تعالیٰ کی قدرت کے

نشانات دیکھتے پس ان کو کہو کہ اللہ وہی ذات پاک ہے جس نے تم کو کمزور حالت میں پیدا کیا جب تم شیر خوار بچے ہوتے ہو تو کیا

کچھ تم میں طاقت ہوتی ہے اور کہاں تک تم اپنے آپ سے مدافعت کر سکتے ہو؟ اتنی بھی نہیں کہ چیونٹی تم کو کاٹے تو تم اس کو

ہٹا سکو پھر بعد اس ضعف کے تم کو قوت دی ایسی کہ جوانی کی عمر میں تم اس طاقت پر پہنچتے ہو کہ آوازہ کہتے ہو۔

آج میں وہ ہوں کہ رستم کو بھی گرا ڈالوں پہاڑ ہووے تو اک آن میں ہلا ڈالوں

پھر بعد قوت اور طاقت کے تم میں ضعف اور بڑھاپا پیدا کر دیتا ہے ایسا کہ کمر پر ہاتھ رکھ کر اٹھتے ہو۔ کبڑے ہو کر چلتے ہو۔ ہائے

جوانی ہائے جوانی کے آواز کے منہ سے نکالتے ہو۔ اس وقت تم سمجھتے ہو کہ خدا جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور پیدا شدہ کو جب چاہتا

ہے فنا کر دیتا ہے۔ اس لیے سب مخلوق اس کے ماتحت ہے اور وہ سب کے حال کو جاننے والا بڑی قدرت والا ہے پس تم اگر اپنی

بھلائی چاہتے ہو تو اسی کو حکومت کا جو اپنے کندھوں پر اٹھاؤ اور اس قسم کے شکوک کو دل میں نہ آنے دو کہ قیامت کوئی نہیں۔ یاد

رکھو جس روز قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ اس کا ہول دیکھ کر برزخ کا عذاب بھول جائیں گے اور قسمیں کھائیں گے کہ قبروں

میں ایک گھڑی سے زائد نہیں ٹھہرے حالانکہ عالم برزخ میں مدت مدید تک مبتلائے عذاب رہیں گے مگر آخرت کا عذاب دیکھ

کر سب کچھ بھول جائیں گے جیسے آخرت میں حق گوئی سے دور ہوں گے۔ اسی طرح یہ لوگ دنیا میں سیدھی راہ سے نکلے ہوئے

تھے مگر جن لوگوں کو علم و ایمان دیا گیا ہوگا یعنی علم اور عمل دونوں جن کے حصے میں ہوں گے وہ کہیں گے کہ اللہ کی کتاب یعنی

اس کے وعدے کے مطابق تم اٹھنے کے دن تک یعنی قیامت کے روز تک یہاں عالم برزخ قبروں وغیرہ میں ٹھہرے رہے اور

عذاب سستے رہے تو بس اب یہ اٹھنے کا دن آ گیا ہے لیکن تم نہیں جانتے تھے بلکہ تمہارے خیال میں اس کا تصور بھی نہ آتا تھا۔ پس

اس روز ظالموں کی معذرت ان کو کچھ نفع نہ دے گی اور نہ ان کو دنیا کی طرف واپس ہونے کی اجازت دی جائے گی کیونکہ ہم جانتے

ہیں کہ دنیا میں جانے کی ان کو اجازت مل بھی جائے تو یہ لوگ پھر انہی کاموں میں لگ جائیں گے جن میں پہلے تھے۔

وَلَقَدْ صَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۚ وَلَكِنْ حَسِبْتُمْ بَايَةً

اور ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بتلائی ہیں اور اگر تو کوئی نشان دکھا دیوے

لَيَعْمَلَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنَّ أَنْتُمْ إِلَّا مُبْطَلُونَ ۝ كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ عَلَى

تو کافر کہتے ہیں کہ تم تو زبے فریبے ہو۔ اسی طرح اللہ جاہلوں کے دلوں پر

قُلُوبِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ وَلَا يَسْتَخِفُّكَ

مہر لگا دیا کرتا ہے پس تو صبر کیا کر۔ اللہ کا وعدہ بے شک و شبہ حق ہے اور بے ایمان لوگ تجھ

الَّذِينَ لَا يُؤْقِنُونَ ۝

کو چھپورا نہ پائیں

سورة القمان

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

الْم ۝ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ ۝ هُدًى وَرَحْمَةً لِلْمُحْسِنِينَ ۝

میں ہوں اللہ سب سے بڑا علم والا۔ یہ آیتیں باحکمت کتاب کی ہیں جو ہدایت اور نیکوکاروں کے لئے رحمت ہے

الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ

جو نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں

اور وہی کام پسند کریں گے جو پہلے کرتے تھے دیکھو تو یہاں کیا کرتے ہیں ہم نے ان لوگوں کے لئے اس قرآن شریف میں ہر قسم کی مثالیں بتلائی ہیں، کہیں عقلی دلائل بتلائے تو کہیں نقلی۔ کہیں قصص سنائے تو کہیں وعظ و نصیحت۔ مگر ان میں سے جو لوگ ضد اور عناد پر ہیں ان میں ذرہ بھی تبدیلی نہ ہوئی بلکہ بعض کے حق میں نتیجہ اور بھی برعکس ہوا یہ اسی کا اثر ہے کہ تجھ سے معجزات مانگتے رہتے ہیں اور اگر تو کوئی نشان معجزہ کا دکھا دیوے تو نہ ماننے والے کافر جھٹ سے کہتے ہیں کہ تم مسلمان تو نہ فریبے اور دعا باز ہو، ہتھکنڈوں سے ہمیں دھوکا دینا چاہتے ہو۔ کیا یہی تمہاری ایمانداری ہے؟ سنو! جس طرح ان کی حالت خراب ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ جاہلوں یعنی حق کے معاندوں کے دلوں پر مہر لگا دیا کرتا ہے پس تو ان کی تکالیف پر صبر کیا کر اور دل میں یقین رکھ کہ اللہ کا وعدہ بیشک و شبہ حق ہے اور اس میں کسی طرح کا شبہ نہیں۔ پس تو مضبوط اور مستقل مزاج رہ اور بے ایمان لوگ تجھ کو کسی طرح کا خفیف الحُرکت اور چھپھورا نہ پائیں یعنی کسی قسم کی خفیف الحُرکتی تجھ سے صادر نہ ہونی چاہئے بلکہ بڑی متانت سے رہا کر جیسی کہ بڑے مصلح اور ریفارمر کی شان ہونی چاہئے۔

سورة القمان

میں ہوں اللہ سب سے بڑا علم والا۔ اپنے علم کے مقتضی سے تم کو بتلاتا ہوں کہ یہ آیتیں باحکمت کتاب کی ہیں جو سب لوگوں کے لئے ہدایت اور نیکوکاروں کے لئے رحمت ہے۔ چونکہ ہر ایک اپنے خیالات اور مقالات میں نیک ہونے کا مدعی ہے اس لئے نیک بختوں کی تعریف ہم خود ہی بتلاتے ہیں کہ نیکوکار وہ ہیں جو بیابندی شریعت نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں

وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ ۝ أُولَئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ وَأُولَئِكَ هُمُ

اور آخرت کو دل سے مانتے ہیں یہی لوگ اپنے پروردگار کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ

الْمُقْلِحُونَ ۝ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُشْتَرِي لَهْوَ الْحَدِيثِ لِيُضِلَّ عَن سَبِيلِ

کامیاب ہونے والے ہیں اور بعض لوگ وہابیات خرافات باتیں خریدتے ہیں تاکہ محض جہالت کے ساتھ

اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا أُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ وَإِذَا

اللہ کی راہ سے گمراہ کریں اور راہ خدا کو ہنسی بخول سمجھتے ہیں انہی لوگوں کے لیے ذلت والا عذاب ہے۔ جب ان کو

تَتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَلِي مُّسْتَكْبِرًا كَان لَّمْ يَسْمَعْهَا كَأَن فِي أذْنَيْهِ وَقُرْءَانٌ

ہماری آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اڑتے ہوئے منہ پھیر کر چل دیتے ہیں گویا انہوں نے ہماری وہ آیات سنی ہی نہیں گویا ان کے کان ہرے ہیں

فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتٌ

پس تو ان کو دردناک عذاب کی خبر سنا۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور نیک عمل بھی انہوں نے کئے ہیں ان کے لیے نعمتوں کے باغ ہیں

التَّعْبِيرُ ۝

کے باغ ہیں

اور آخرت کو دل سے مانتے ہیں یعنی ان کے سب کام باخلاص ہوتے ہیں نہ کہ ریا اور فخر سے۔ وہ اگر کسی سے سلوک کرتے ہیں تو اس نیت سے کرتے ہیں کہ خدا کا حکم ہے وہ جانتے ہیں کہ اس نیکی کا عوض خدا سے ہم کو ملے گا۔ اس لیے نہ وہ اپنے سلوک کا احسان جتلاتے ہیں نہ اس کو تکلیف دیتے ہیں، یہی لوگ پروردگار کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ آخرت میں کامیاب ہونے والے ہیں اور ان کے مقابلہ میں بعض لوگ ایسے ہیں جو وہابیات، خرافات، مسخری اور کھیل تماشا کی باتیں خریدتے ہیں اور لوگوں کو سناتے ہیں، تاکہ محض جہالت کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے گمراہ کریں اور ان کا قیمتی وقت ضائع کریں اور راہ خدا کی باتوں کو ہنسی بخول سمجھتے ہیں۔ انہی اور ان جیسے لوگوں کے لیے ذلت اور خواری والا عذاب ہے۔ ایسے معاند ہیں کہ جب ان کو ہماری آیات باحکمت کتاب سے پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو اڑتے ہوئے منہ پھیر کر چل دیتے ہیں، ایسے متکبرانہ وضع سے چلتے ہیں گویا انہوں نے ہماری وہ آیتیں سنی ہی نہیں گویا ان کے کان ہرے ہیں اور ان میں ایک قسم کا ٹھونس ہے۔ پس تو انے نبی! ان کو دردناک عذاب کی خبر سنا۔ ہاں جو لوگ ایمان لائے ہیں اور ایمان لاکر نیک عمل بھی انہوں نے کئے ہیں، بے شک ان کے لیے نعمتوں کے باغ ہیں۔

۱۔ ایک شخص ایرانی سے رستم اور اسفندیار کے قصے خرید لیا اور مجلس لگا کر لوگوں کو سناتا اور کتا کہ قرآن کے قصوں سے یہ قصے اچھے ہیں مگر اسے یوں توف کو یہ معلوم نہ تھا کہ۔

شیر قالمین دگرست شیر نیستان دگرست

اس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی مگر جتنے لوگ ایسے بیہودہ خرافات قصوں کے پڑھنے میں وقت لگائیں اور قرآن شریف کی طرف خیال نہ کریں ان کے حق میں اس آیت کا حکم شامل ہے۔ (منہ)

۲۔ صیفہ مفرد کا ہے مگر مراد اس سے وحدت شخصی نہیں بلکہ نوعی ہے چنانچہ لہم عذاب مہین میں جمع کی ضمیر اس معنی کی طرف اشارہ ہے۔ (منہ)

خَلِقَ الْبَيْنَ فِيهَا وَوَدَّ اللَّهُ حَقًّا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ خَلَقَ السَّمَوَاتِ بِغَيْرِ

جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ نے سچا وعدہ کیا ہے اور وہ بڑا غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ اس نے آسمانوں کو بغیر

عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَالْقَى فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَنْ تَمِيدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ

ستونوں کے پیدا کیا ہے جنہیں تم بھی دیکھ رہے ہو اور اس نے زمین پر بڑے پہاڑ پیدا کر دیئے تاکہ تم کو

دَابَّةً ۝ وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ ۝ هَذَا

تیلے گریے اور زمین پر ہر قسم کے جاندار پھیلانے اور اوپر سے پانی اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ زمین پر ہر قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں اگاتا ہے۔ یہ تو

خَلَقَ اللَّهُ فَارُونِي مَاذَا خَلَقَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۝ بَلِ الظَّالِمُونَ فِي

اللہ کی مخلوق ہے پس تم لوگ مجھے دکھاؤ خدا کے سوا دوسرے معبودوں نے کیا کچھ بنایا ہے؟ بلکہ ظالم صریح گمراہی

صَلَّى مُبِينٍ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا لُقْمَانَ الْحِكْمَةَ

میں ہیں اور ہم نے لقمان کو حکمت دی

جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ نے سچا وعدہ کیا ہے اور وہ اپنے وعدے کو پورا کرنے پر بڑا غالب اور بڑی حکمت والا ہے جو کام کرنا چاہے اس کو ایسی حکمت کاملہ سے کر دیتا ہے کہ لوگ خبر تک بھی نہیں رکھتے۔ دیکھو تو اس کی کیسی حکمت ہے کہ اس نے آسمانوں کو بغیر ستونوں کے پیدا کیا ہے جنہیں تم بھی دیکھ رہے ہو کہ اتنی بڑی جسمانی چھت کے لئے کوئی سہارا نہیں اور اس نے زمین پر بڑے بڑے پہاڑ پیدا کر دیئے تاکہ تم لوگوں کو نہ لے گرے یعنی اس کی ڈانواں ڈول حرکت سے تم کو نقصان نہ پہنچے اب اگر اس میں حرکت ہے تو باقاعدہ ہے ڈانواں ڈھول نہیں اس حرکت سے کوئی نقصان نہیں ہو سکتا۔ اس کی مثال سمجھنی چاہو تو بیڑی کو دیکھو کہ باقاعدہ سیدھی جائے تو کوئی نقصان نہیں اگر دائیں بائیں بے ڈول حرکت کرے تو نقصان ہے۔ ٹھیک اسی طرح اس حکیم مطلق نے ایسا کیا ہے اور زمین پر ہر قسم کے جاندار پھیلانے اور اوپر سے پانی اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ زمین پر ہر قسم کی عمدہ عمدہ چیزیں اگاتا ہے یہ تو اللہ کی مخلوق ہے جسے تم بھی دیکھتے ہو پس اب تم لوگ مجھے دکھاؤ خدا کے سوا دوسرے معبودوں نے کیا کچھ بنایا ہے؟ کچھ نہیں بنایا بلکہ ظالم یونہی صریح گمراہی میں ہیں۔ اسی بات کے سکھانے کو ہم نے دینا میں کئی ایک ایسے نیک بندے پیدا کئے جو خدا کے بندوں کو خدا کے ساتھ ملنے کی تعلیم دیتے اور شب و روز سمجھاتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا دلی تعلق بناؤ۔ اسی لئے ہم نے حضرت لقمان کو حکمت دی بعض لوگ جس کے دماغ میں حکمت سے مراد فلسفہ طبعی اور طب جسمانی نے اثر کیا ہوا ہے سمجھیں گے کہ حضرت لقمان کو یہی حکمت ملی تھی اس لئے ہم خود ہی بتلاتے ہیں کہ ہم نے اس کو ایمانی حکمت دی تھی جس کی بابت کہا جاتا ہے۔

چند چند از حکمت یونانیاں حکمت ایمانیاں را ہم پہنچاں

۱۔ اس اگر کے لفظ میں اشارہ ہے کہ حرکت زمین کا ثبوت اگر کسی علمی دلیل سے ہو جائے تو قرآن شریف کے مخالف نہیں نہ قرآن مجید کو اس سے انکار ہے ہاں اگر کچھ ضعف ہے تو ان دلائل میں ہے جو اس دعویٰ (حرکت) کے اثبات میں پیش کی جاتی ہیں۔ سو اگر کسی قوی دلیل سے یہ دعویٰ ثابت ہو جائے تو چشم ہاروشن دل ماشاد ہمیں بھی اس کی تسلیم سے انکار نہیں (منہ)

۲۔ گویہ صیغہ بھی ماضی کا ہے مگر جو فعل بار بار دنیا میں ہوتا ہے اس کو استمرار سے ترجمہ کیا جائے تو اچھا ہے اس لیے حال سے تعبیر کی گئی۔ نیز متکلم کے صیغے کی بجائے غائب سے ترجمہ کیا گیا ہے کیونکہ اس قسم کا التفات اردو میں نہیں ہے۔ (منہ)

اِنْ اَشْكُرْ لِلّٰهِ ۙ وَمَنْ يَشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهِ ۗ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَنِّيۙ

کہ اللہ کا شکر کر اور جو کوئی شکر کرتا ہے وہ اپنے ہی لئے کرتا ہے اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے تو خدا بے پرواہ تعریف کے لائق

حَبِيْبًا ۝ وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنَيْهِ ۙ وَهُوَ يُعِظُهُ يَبْنٰى لَا تَشْرِكْ بِاللّٰهِ ۗ اِنَّ الشِّرْكَ

ہے اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا تم اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اس لئے

اَظْلَمُ عَظِيْمًا ۝ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۗ حَمَلَتْهُ اُمُّهُ وَهْنًا ۙ حَمَلًا

کہ شریک کرنا بڑا ظلم ہے اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے حق میں ہدایت کی ہوئی ہے کہ میرا شکر یہ اور اپنے ماں باپ کا شکر یہ کیا کر۔ اس کی ماں نے اس

وَهِيْنَ وَرَفِصْلَهٗ فِيْ عَامِيْنَ

کو۔ ضعف پر ضعف کی حالت میں اٹھایا اور دو سال میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے

اس حکمت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کا شکر کر۔ تم جانتے ہو شکر ہر چیز کا الگ الگ اس کے مناسب حال ہوتا ہے۔ زبان کا شکر یہ ہے

کہ مالک کا ذکر کرے، آنکھوں کا شکر یہ ہے کہ مظاہر قدرت کو عبرت کی نگاہ سے دیکھیں اسی طرح تمام اعضاء کا شکر الگ الگ

ہے علیٰ ہذا القیاس دل و دماغ کا شکر یہ ہے کہ جو خیالات اپنے اندر رکھیں وہ اپنے خالق کی مرضی کے خلاف نہ ہوں بلکہ اسی

قسم سے ہوں جن سے مالک کی رضا حاصل ہوتی ہو۔ پس حضرت لقمان کو جو شکر کرنے کا حکم ہوا تھا تو وہ کوئی معمولی شکر نہیں

تھا جو زبانی شکر الحمد للہ کہنے سے ادا ہو جاتا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ تھا کہ تمام اپنی طاقتیں اور قوتیں ظاہری اور باطنی سب کو خدا

کے حکم کے ماتحت کر دو جس کا اثر تم پر یہ ہو کہ بے ساختہ تمہارے دل اور منہ سے نکلے کہ۔

سب کام اپنے کر لے تقدیر کے حوالے نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

پس اس قسم کے شکر کرنے کی تعلیم حضرت لقمان کو خدا کی طرف سے دی گئی تھی اور کہا گیا تھا کہ جو کوئی شکر کرتا ہے وہ اپنے

ہی لیے کرتا ہے اس کا عوض اسی کو ملے گا اور کو نہیں اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے یعنی خدا کے احکام کی پوری پوری تابعداری

نہیں کرتا تو وہ کسی کا کچھ نہیں بگاڑتا۔ نہ کسی مخلوق کا نہ خالق کا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اپنی سب مخلوق سے بے پرواہ اور تعریف کے

لائق ہے۔ یہ ہے مختصر سی نصیحت جو حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو کی تھی اور ایک وقت وہ بھی تھا جب حضرت لقمان نے اپنے

بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا! میں تجھ کو سب سے مقدم بات بتاؤں جو تمام نیکیوں کی جڑ ہے نہ کرنے کی صورت میں

سب برائیاں تجھ میں آجائیں اس لیے وہ بڑی توجہ سے سننے کے قابل ہے۔ غور سے سن کہ تو اللہ کے ساتھ کسی چیز کو کبھی

شریک نہ ٹھہرائیو اس لیے کہ خدا کے ساتھ شریک کرنا بڑا ظلم ہے۔ کیونکہ ظلم کی ماہیت یہ ہے کہ حق دار کو حق نہ دینا پس جتنا

کسی کا حق زیادہ ہو اور جتنا کوئی بڑا محسن ہو اس کی حق تلفی اتنا ہی بڑا ظلم ہو گا یہی باعث ہے کہ بہن بھائی کے ساتھ بد سلوکی

کرنے سے ماں باپ کے ساتھ بد سلوکی کرنا بہت برا ہے چونکہ خدا سے بڑا محسن کوئی نہیں پس اس کی حق تلفی کرنا یعنی اس کا

شریک ٹھہرنا سب حق تلفیوں سے بڑی حق تلفی ہے۔ اس لیے یہ کہا گیا کہ شریک سب سے بڑا ظلم ہے اس لقمانی نصیحت کی

ضرورت اور تاکید تو خود اس سے ظاہر ہے کہ ہم (خدا) نے انسان کو ماں باپ کے حق میں نیک سلوک کرنے کی ہدایت کی ہوئی

ہے کہ میرا (خدا کا) شکر یہ اور اپنے ماں باپ کا شکر یہ کیا کر کیونکہ باپ کا احسان تو ظاہر ہے۔ اس کی ماں نے اس کو ضعف پر

ضعف کی حالت میں پیٹ کے اندر اٹھایا اور بعد وضع حمل کے اس کو اپنا خون دودھ کے ذریعہ پلایا یہاں تک کہ دو سال میں اس کا

دودھ کہیں جا کر چھوٹتا ہے۔ اتنی مدت تو گویا ماں کا خون پیتا ہے۔

أَنْ أَشْكُرَ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَّا إِلَى الْمَصِيرِ ۝ وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ

میری طرف واپسی ہے اور تیرے ماں باپ تجھ پر زور کریں کہ میرے ساتھ ان چیزوں

بِئِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۖ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبِهَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا وَ

کو شریک ٹھہرا جن کا تجھ کو علم نہیں تو تو ان کا کمانہ مانو اور دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح رہو اور

أَنْتُمْ سَبِيلٌ مِّنْ آتَابِ إِلَيَّ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

تم ان لوگوں کی راہ پر چلیو جو میری طرف رجوع ہوں۔ تم سب نے میری طرف پھر کر آنا ہے پھر تم لوگوں کو تمہارے اعمال کی خبر بتلاؤں گا

يَبْنِيٰ إِنَّهَا إِن تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِي صَخْرَةٍ أَوْ فِي السَّمَوَاتِ

انے بیٹا! گناہ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی ہو اور وہ بڑے پتھر کے نیچے یا آسمانوں میں یا زمین کے اندر

أَوْ فِي الْأَرْضِ يَأْتِ بِهَا اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَطِيفٌ خَبِيرٌ ۝ يَبْنِيٰ أَقِيمِ الصَّلَاةَ

کسیں مخفی ہو تو بہر حال اللہ اس کو تیرے سامنے لے آئے گا۔ اللہ بڑا باریک بین اور خبردار ہے۔ اے میرے بیٹے! تو ہمیشہ نماز پڑھا کر یو

وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ

اور نیک کام بتلایا کچھ اور بری باتوں سے منع کیا کریو

اس لیے اس کو حکم دیا کہ ماں باپ سے نیک سلوک کیا کر مگر اس سلوک کرنے میں بھی مراتب کا لحاظ رکھو اور دل میں یہ بات

جمار کھیو کہ آخر کار میری طرف سب کی واپسی ہے پس اس سفر کے لیے تیار رہو اور تیرے دل میں کہیں یہ خیال نہ آجائے کہ

جب ماں باپ کا یہ حق ہے تو جو کچھ یہ کہیں سب واجب التسلیم ہے نہیں بلکہ ”ہر نکتہ مکانے دارد“ چونکہ میں (خدا) ماں باپ

سے بھی بڑا مربی ہوں اس لیے میرے حقوق کا سب سے مقدم خیال رکھیو کہ اگر تیرے ماں باپ تجھ پر زور کریں کہ میرے

ساتھ ان چیزوں کو شریک ٹھہرا جن کے شریک ہونے کا ان کو اور تجھ کو علم نہیں جیسے وہ محض تقلید آبائی سے لیکر کے فقیر

بنے چلے آتے ہیں تجھے بھی اسی طرح چلانا چاہیں تو اس کام میں تو ان کا کمانہ مانو اور دنیا کے کاموں میں ان کے ساتھ اچھی طرح

رہو اور دین کے کاموں میں تم ان لوگوں کی راہ پر چلیو جو میری (یعنی خدا کی) طرف رجوع ہوں خواہ کوئی ہوں کسی ملک کے رہنے

والے ہوں کسی قوم کے افراد ہوں اس میں کسی شخص یا قوم کی خصوصیت نہیں۔ کیا تم نے شیخ سعدی کا کلام نہیں سنا۔

مرد بانند کہ گیر داند رگوش ورنہشت ست پند بر دیوار

پس تم ہمیشہ اس بات پر مستعد رہو کہ خدا لگتی سچ بات جس کی ہو قبول کر لو اور دل میں یہ خیال رکھو کہ تم سب نے بعد مرنے

کے میری طرف پھر کر آنا ہے۔ پھر میں تم لوگوں کو تمہارے اعمال کی خبر بتلاؤں گا۔ خیر یہ تو درمیان میں ایک جملہ معترضہ تھا

جو اس غرض سے لایا گیا ہے کہ حضرت لقمان کی نصیحت کا تمہ تم لوگوں کو سنایا جائے کہ شرک ایسی غلط راہ ہے کہ ماں باپ بھی

اگر اس طرف لے جائیں تو نہ جانا چاہئے۔ اب سنو! بقیہ نصیحت۔ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا اے بیٹا! کسی گناہ کو بھی کم

درجہ خیال کر کے مغرور نہ ہو۔ گناہ اگر رائی کے دانے کے برابر بھی ہو اور وہ بالفرض کہیں بڑے پتھر کے نیچے یا آسمانوں میں یا

زمین کے اندر کہیں مخفی ہو تو بہر حال اللہ اس کو تیرے سامنے لے آئے گا۔ سن رکھ! کہ اللہ تعالیٰ بڑا باریک بین اور خبردار

ہے۔ اے میرے بیٹے! گناہوں سے بچنے کے علاوہ تو عبادت میں بھی کوشش کیا کر سب سے مقدم ہے کہ تو نماز ہمیشہ پڑھا

کر یو اور لوگوں کو بھی نیک کام بتلایا کچھ اور بری باتوں سے منع کیا کریو۔

وَأَصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ ۖ إِنَّ ذَلِكَ مِن عَظْمِ الْأُمُورِ ۗ وَلَا تَصْعِقْ خَدَّكَ

اور جو کچھ تجھے تکلیف پہنچے اس پر صبر کیجیو یہ بے شک ہمت کے کام ہیں اور تو مارے تکبر کے لوگوں سے

لِلنَّاسِ وَلَا تَنْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ۗ

منہ نہ پھیرا کر اور زمین پر اترتا ہوا نہ چلا کر اللہ تکبر اور فخر کرنے والوں سے ہرگز محبت نہیں کرتا

وَأَقْصِدْ فِي مَشْيِكَ ۖ وَاعْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ

اور اپنی روش میں میانہ روی اختیار کریو اور اپنی آواز کو پست کیا کر کہ سب آوازوں سے بری آواز گدھے

لصَوْتِ الْحَمِيرِ ۗ أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

کی ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے آسمانوں اور زمینوں کی تمام چیزوں کو تمہارے کام میں مفت لگا رکھا

وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعْمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً ۚ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّهِ

ہے اور اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے تم کو مالا مال کیا ہے اور بعض لوگ محض جہالت سے بغیر ہدایت اور

اور ایسا کرنے پر جو کچھ تجھے تکلیف پہنچے اس پر صبر کیجیو۔ یہ کام کہ خود بھی نیک عمل کرنا۔ لوگوں کو بھی نیک کام بتلایا کیجیو اور

تکلیف پہنچنے پر صبر کرنا بیشک ہمت کے کام ہیں یہ تو ہیں مذہبی احکام۔ یہ نہ سمجھیو کہ بس نماز روزہ ہی تم پر فرض ہیں اور کچھ

نہیں۔ ایسا خیال تو ان کوڑھ مغز ملائوں کا ہے جو اسرار شریعت سے ناواقفی کے باعث اپنے معمولی نماز روزہ پر نازاں ہو کر

اخلاقی حصے سے بے پرواہ ہو جاتے ہیں حالانکہ تمام حضرات انبیاء اخلاق کو تعلیم میں ساتھ بلکہ مقدم جانتے تھے۔ اس لیے تجھ

کو میں (لقمان) نصیحت کرتا ہوں کہ تو مارے تکبر کے لوگوں سے منہ نہ پھیرا کر۔ کوئی غریب آدمی یا کم درجے کا تجھ سے ملنا

چاہے تو تو اس سے بے رغبتی کے ساتھ پیش نہ آیا کر بلکہ خوش اخلاقی کے ساتھ ہر ایک سے برتاؤ کیا کر اور زمین پر اترتا ہوا نہ

چلا کر یعنی متکبرانہ زندگی نہ گزارا یو۔ دل کے کان لگا کر سن رکھ کر اللہ تعالیٰ تکبر اور فخر کرنے والوں سے ہرگز محبت نہیں کرتا

یعنی ایسے لوگ اس کی نگاہ میں معزز نہیں ہیں خواہ وہ دنیاوی حیثیت سے کیسے ہی عزت دار ہوں مگر یہ عزت ان کی بالکل خواب

و خیال ہے اصل عزت وہ ہے جو خدا کے ہاں حاصل ہو جس کو دوام ہے اور سن! اپنی روش میں میانہ روی اختیار کیجیو۔ ہر بات

میں رفتار میں گفتار میں انفاق میں اسماک میں۔ غرض تمام عمر اپنی میانہ روی میں گزارا یو اور معمول گفتگو میں بھی اپنی آواز

کو پست کریو یونہی خواہ چلایا نہ کر کہ دوسرا سن کر تنگ آئے۔ یاد رکھو کہ سب آوازوں سے بری آواز گدھے کی ہے جو بلند سی

اور ناپسندیدگی میں نظیر نہیں رکھتی پس تم گدھے کی طرح چلا کر دوسرے کا مغز نہ چاٹنا کرو۔ تم جانتے نہیں کہ یہ کس مالک

الملک کے حکم ہیں یہ اسی اللہ کے احکام ہیں جو تمام دنیا کا منتظم حقیقی ہے کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین

کی تمام چیزوں کو تمہارے کام میں مفت لگا رکھا ہے اور اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں سے تم کو مالا مال کیا ہے۔ ظاہری نعمتیں تو وہ

ہیں جن کا اثر تمہارے جسموں پر ہے جیسے صحت عافیت رزق لباس خوبصورتی وغیرہ۔ باطنی وہ ہیں جن کا اثر تمہارے اخلاق

اور عادات اور روح پر ہے۔ یہ نعمت حضرات انبیاء علیہم السلام کے ذریعے سے تم پر پوری کی ہے کیونکہ نیک عادات کی تعلیم

حضرات انبیاء علیہم السلام ہی نے دنیا میں پھیلائی ہے اس لیے ایسے مسائل میں جو خدا اور خدا کی صفات سے متعلق

ہوں ان میں خدا کی کتاب ہی کا بیان معتبر ہوتا ہے مگر بعض لوگ محض جہالت سے بغیر ہدایت اور

بَعِيرٍ عَلِيمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُنِيرٍ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ

بغیر روشن کتاب کے خدا کی شان میں جھگڑتے ہیں اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ تم اللہ کے اتارے ہوئے

قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا أُولَئِكَ كَانُ الشَّيْطَانُ يَدْعُوهُمْ إِلَى

کلام کی پیروی کر دو تو کہتے ہیں کہ ہم تو اسی راہ پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا اگرچہ شیطان ان کو جہنم کے عذاب

عَذَابِ السَّعِيرِ ۝ وَمَنْ يُسَلِّمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ

کی طرف بلاتا ہو؟ اور جو لوگ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرتے ہیں اور وہ نیکوکار بھی ہوتے ہیں تو ایسے لوگ

بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ ۝ وَإِلَى اللَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ ۝ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنكَ كُفْرُهُ ۝

محمم کڑے کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے اور جو کوئی کفر کرتا ہے تو اس کے کفر سے تجھے غم نہ ہونا چاہئے

بغیر روشن کتاب کے خدا تعالیٰ کی شان والا شان میں جھگڑتے ہیں۔ کوئی کتا ہے جس طرح دنیا کے بادشاہوں کی طرف سے

تائبان سلطنت ہوتے ہیں اسی طرح خدا کی طرف سے مقرر ہیں۔ جس طرح تائبان سلطنت کو فی الجملہ نفع یا نقصان کا اختیار ہے

اسی طرح ان تائبان خدا کو بھی ہے۔ کوئی کتا ہے جس طرح بادشاہوں کے پاس بیچنے کے لیے درمیانی ویلے ہوتے ہیں اسی

طرح خدا سے ورے ورے بزرگ وسیلہ ہوتے ہیں جو چھوٹی چھوٹی حاجات پوری کر دیتے ہیں۔ کوئی کتا ہے ان بزرگوں کو

ہمارے تمام حالات معلوم ہیں خدا نے ان کو تمام واقعات پر اطلاع دے رکھی ہے۔ یاد رکھو کہ یہ سب ان کی منہ کی باتیں ہیں

جن کا ثبوت خدا کی کتاب سے نہیں ملتا یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ سیدھی راہ سے اجتناب کرتے ہیں اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ تم

اللہ تعالیٰ کے اتارے ہوئے کلام کی پیروی کرو جو بات خدا نے فرمائی ہے وہی کو وہی لوگوں کو سکھاؤ تو یہ سن کر کہتے ہیں کہ ہم

تو اسی راہ پر چلیں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ دیکھو تو کیسا غلط جواب ہے کہ خدا کے کلام کی پرواہ نہیں کرتے

بلکہ اس کے برخلاف کرنے پر بھند ہیں۔ کیا یہ لوگ باپ دادا ہی کی چال پر چلیں گے؟ اگرچہ باپ دادا ان کے گمراہی میں ایسے

پھنسے ہوں کہ شیطان ان کو جہنم کے عذاب کی طرف بلاتا ہو؟ اور وہ اس کی پیروی کرتے ہو؟ پھر یہ کیا عذر ہے کہ ہم اپنے باپ

دادا کی چال پر چلیں گے؟ یاد رکھو کہ دین کی باتوں میں صرف خدا ہی کی بتلائی ہوئی ہدایت پر چلنا چاہئے اور خدا کے سوا دینی امور

میں کسی کی بات کو نہ ماننا چاہئے۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اپنے آپ کو خدا کی سپرد کر کے نیکو کاری اختیار کرتے ہیں یعنی ہر ایک

اپنے کام کو خدا کی مرضی سے کرتے ہیں اور یہ نہیں کہ محض زبانی جمع خرچ رکھتے ہیں بلکہ وہ نیکوکار بھی ہوتے ہیں تو ایسے لوگ

محمم کڑے کو مضبوطی سے پکڑے ہوتے ہیں یعنی جو لوگ خدا پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں وہ ایک بہت بڑی مضبوط پناہ میں آتے

ہیں۔ کیونکہ خدا کے برابر کسی میں قوت نہیں۔ کسی کی پناہ اس سے قوی تر یا برابر نہیں کیا تم نے سنا نہیں۔

بہت سلطانی مسلم مرورا نیست کس راز ہرہ چون و چرا

پس تم ایسے ہی بنو اور دل سے جانو کہ سب کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے یعنی وہی تمام حرکات کا محرک ہے، وہی تمام

گاڑیوں کا انجن ہے، اسی سے سب کچھ ملتا ہے وہی سب کچھ چھین لیتا ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا۔

اوجو جان ست و جمال چون کالبد کالبد ازوے پذیر و آلبد

اور جو کوئی کفر اور ناشکری کرتا ہے تو اے نبی! اس کے کفر سے تجھے غم نہ ہونا چاہئے۔

إِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَتُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوا ؕ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

ہماری طرف ہی انہوں نے پھر کر آتا ہے سو ہم ان کو ان کے کاموں کی خبر بتلا دیں گے۔ ہم دلوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہیں۔

تُنَبِّئُهُمْ فَلْيَلَا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ إِلَىٰ عَذَابٍ غَلِيظٍ ۝ وَلَٰكِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ

ہم ان کو کسی قدر گزارہ دے کر سخت عذاب کی طرف مجبور کر کے لے جائیں گے اور اگر تو ان سے پوچھے کہ کس

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ كَيَقُوْلُنَّ اِنَّهُ ۤ اَقْبَلُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۤ اَبَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا

نے آسمان و زمین بنائے ہیں؟ تو فوراً کہہ دیں گے اللہ نے، تو کو الحمد للہ مگر بہت سے ان میں سے

يَعْلَمُوْنَ ۝ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۤ اِنَّ اللَّهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ۝

سب سے جانتے۔ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب اللہ ہی ملک ہے اللہ بے نیاز ستودہ صفات سے

وَلَوْ اَنَّ فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمْدُءُ مِنْ بَعْدِهَا سَبْعَةً

اور اگر زمین کے تمام درخت قلم بن جائیں اور سمندر کے علاوہ سات سمندر اور اس کی مدد کو سیاہی

اَبْحُرَ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللَّهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝ مَا خَلَقَكُمْ وَاَلَا يَعْلَمُ

بن جائیں تو بھی اللہ کے کلمات ختم نہ ہونے پائیں۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ بڑا غالب اور بڑا ہی حکمت والا ہے۔ تمہارا پہلی دفعہ پیدا کرنا

اِلَّا كُنْفُسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللَّهَ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللَّهَ يُولِجُ اللَّيْلَ

اور دوبارہ اٹھانا صرف ایک جان کے پیدا کرنے جیسا ہے۔ بیشک اللہ بڑا سننے والا دیکھنے والا ہے کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ ہی رات کو دن میں

فِي النَّهَارِ وَيُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ

اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے

کیوں کہ ہماری طرف ہی انہوں نے پھر کر آتا ہے سو ہم ان کو ان کے کاموں کی خبریں بتلا دیں گے ہمیں کسی کے کہنے سنانے کی

حاجت نہیں اس لیے کہ ہم دلوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہیں۔ ہم ان کو کسی قدر گزارہ دے کر سخت عذاب کی طرف مجبور

کر کے لے جاویں گے وہاں پہنچ کر ان کو قدرے عافیت معلوم ہوگی اور سمجھیں گے کہ ہم کیا کر رہے تھے غضب خدا ایسے شریر

ہیں کہ اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے آسمان و زمین بنائے ہیں تو فوراً کہہ دیں گے اللہ نے۔ یہ جواب سن کر تو تمہیں الحمد للہ خدا کا

شکر ہے کہ جو کچھ ہم کہتے ہیں وہ یہ بھی مانتے ہیں۔ مگر چونکہ بہت سے ان میں سے حقیقت الامر کو نہیں جانتے اس لیے آوارگی

میں اوھر اوھر نیکے پھرتے ہیں۔ تاہم انہیں سمجھانے کو بتلاؤ کہ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب اللہ ہی کی ملک ہے تمام

کائنات اسی کی مخلوق ہیں۔ پھر کمال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بذات خود سب مخلوق سے بے نیاز اور ستودہ صفات تعریفوں والا ہے

کیوں نہ ہو جب کہ تمام دنیا کا خالق اور مالک وہی ہے اس کی صفات کاملہ کی کیفیت یہ ہے کہ اگر زمین کے تمام درخت قلم بن

جائیں اور موجودہ سمندر کی علاوہ سات سمندر اور اس کی مدد کو سیاہی بن جائیں تو بھی اللہ کے کلمات تعریفیہ اور معلومات یقینیہ

ختم نہ ہونے پائیں کیونکہ یہ درخت اور سمندر سب متناہی ہیں اور معلومات الہی ان کی نسبت غیر متناہی۔ کچھ شک نہیں کہ اللہ

تعالیٰ بڑا غالب اور بڑا ہی حکمت والا ہے۔ یہی تو باعث ہے کہ اس کے نزدیک تمہارا پہلی دفعہ پیدا کرنا اور دوبارہ اٹھانا صرف ایک

جان کے پیدا کرنے جیسا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بڑا سننے والا دیکھنے والا ہے۔ اس کی صفات کاملہ کا اندازہ کرنا ہے تو نظام عالم پر

نظر کرو کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لِكُلِّ يَجْرِئِي إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَأَنَّ اللَّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ

اس نے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے ان میں کا ہر ایک مقررہ مدت تک چلتا ہے اور اللہ تمہارے کاموں سے

خبردار ہے۔ ﴿ذَلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ﴾

خبردار ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ اللہ ہی قائم بالذات ہے اور اس کے سوا جن چیزوں کو لوگ پکارتے ہیں وہ بے بنیاد ہیں

وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٥﴾

اور اللہ ہی بلند قدر اور بزرگی والا ہے

اس نے سورج اور چاند کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے ان میں کا ہر ایک مقررہ مدت تک چلتا ہے اور اپنا اپنا کام خوب دیتا ہے۔ کیا تم نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ یہ تمام قدرتی نظام اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی قائم بالذات ہے۔ اس لیے نظام عالم میں فرق نہیں آتا اور اس کے سوا جن جن چیزوں کو لوگ پکارتے اور دعائیں مانگتے ہیں وہ بے بنیاد یعنی ممکنات ہالک الذات ہیں اور اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہی بلند قدر اور بزرگی والا ہے۔

۱۔ اس آیت میں جو مضمون ہے وہ تو ظاہر ہے کہ پروردگار عالم اپنی قدرت کے مظاہر بتلا کر دلیل بتلاتا ہے کہ یہ سب کام اس لیے ہیں کہ میں ان صفات کا مالک ہوں اور میرے سوا مصنوعی معبود بچ ہیں 'خبر یہ تو ہوا۔ پنجاہ میں ایک فرقہ اہل قرآن پیدا ہوا ہے جن کا دعویٰ ہے کہ سب احکام شریقی قرآن ہی میں ہیں سوائے قرآن شریف کے اور کسی کتاب کی حاجت نہیں 'فقہ کی نہ حدیث کی۔ انہوں نے اپنی نماز کا ایک رسالہ لکھا ہے جس میں تکبیر تحریر یعنی اللہ اکبر کی بجائے یہ آیت رکھی ہے یعنی ﴿وَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ﴾ جب ان پر اعتراض وارد ہوئے کہ اس میں واؤ کیسا ہے اُن مفتوحہ کیوں ہے۔ ان سب سوالات کے جوابات علم نحو سے تو دے نہ سکے اس لیے انہوں نے یہ ترمیم مناسب سمجھی کہ اس آیت سے پہلے کے چند الفاظ ساتھ ملا دیئے جائیں پس اب جدید رسالہ مفصلہ میں انہوں نے تکبیر تحریر یوں لکھی ﴿مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ وَإِنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ﴾ اس ترمیم کو دیکھ کر اہل علم عربی کی مثل مشہور کی تصدیق کریں گے ﴿فَرَّ مِنَ الْمَطَرِ قَامَ تَحْتَ الْمِيزَابِ﴾ یعنی مینے سے بھاگ کر پتلانے کے نیچے کھڑا ہوا۔ جو شخص سل بلا سے بھاگ کر عظیم بلا میں پھنس جائے اس کے حق میں یہ مثل کہا کرتے ہیں۔ وہی حال ان لوگوں کا ہوا کہ واؤ اور اُن مفتوحہ کی اصلاح کرنے کو پیچھے بٹھے تھے مگر ایسے بٹھے کہ خندق میں جا پڑے۔ ناظرین غور سے دیکھیں کہ ما یعدون کا ما موصولہ اور ان کا اسم ہے یعنی اس پر بھی اُن مفتوحہ اور واؤ موجود ہے۔ پھر کیا ان دونوں (اُن اور واؤ) کو چھوڑ دینے سے قرآن میں سے بھی حذف ہو جائیں گے؟ علاوہ اس کے ان الفاظ کو تکبیر تحریر سے کیا تعلق۔ کیا اس آیت میں یا کسی اور آیت قرآنی میں یہ حکم یاد کرے کہ نماز پڑھنے سے پہلے تم اس آیت کو پڑھا کرو؟ اگر ہے تو وہ حکم دکھاؤ۔ نہیں ہے تو جس طرح تم لوگوں نے اس آیت کو اس کام میں استعمال کیا ہے اور کسی کا بھی حق ہے کہ اس کے سوا کسی اور آیت کو اس کام میں استعمال کر سکے۔ بحالیہ وہ وہ بھی اسی کام کے لئے۔ لیجئے ہم آپ لوگوں کو بتلاتے ہیں غور سے! تکبیر تحریر کی بجائے اگر تم اپنے قیاس ہی سے کسی آیت کو رکھنا چاہتے ہو تو اس کو رکھ لو ﴿وَلَذَكَوَاللَّهُ الْكَبِيرُ﴾ (اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے) اس پر اعتراضات مذکورہ بالا میں سے کوئی اعتراض بھی نہیں آسکتا۔ لیکن ہمیں اس کی بھی ضرورت نہیں۔ اس لیے کہ قرآن مجید ہم کو سکھاتا ہے ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾ یعنی جو لوگ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور اللہ کو بہت بہت یاد کرتے ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ کا رسول (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) عمدہ نمونہ ہیں ان کو چاہئے کہ اس نمونہ کی پیروی کریں پس ہم تو اس نمونہ کے مطابق نماز روزہ وغیرہ احکام شریعیہ ادا کرتے ہیں اسی اسوہ حسنہ نے ہم کو بتلایا ہے کہ نماز میں تکبیر تحریر کے وقت اللہ اکبر کہا کریں۔ پس ہم تو اسی طرح کہتے ہیں لیکن جو لوگ اس اسوہ حسنہ کو قبول نہیں کرتے اور تمام احکام شریعیہ قرآن ہی سے سمجھتے ہیں ان کو چاہئے کہ اپنے مسلحہ احکام کو تو قرآن مجید سے نکال کر دکھائیں۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللَّهِ لِيُرِيَكُمْ مِنْ آيَاتِهِ ۗ إِنَّ فِي

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ سمندروں میں جہاز اللہ کی نعمت کے ساتھ چلتے ہیں۔ تاکہ تم کو اپنی قدرت کے نشان دکھائے۔ اس میں

ذَلِكَ لَا آيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ۝ وَإِذَا غَشِيَهُمْ مَوْجٌ كَالظَّلْمِ دَعَا اللَّهَ

بہت سے نشان ہیں صبر کرنے والے اور شکر کرنے والوں کے لئے اور جب ان پر سائبانوں کی طرح موج ڈھانپنے کو ہوتی ہے تو اس وقت خلوص دل

مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۗ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمَا يَجْحَدُ

سے اللہ ہی کی بندگی کا اظہار کرتے ہیں پھر جب ان کو بچا کر کنارہ تک پہنچا دیتا ہے بعض ان میں سے تو میانہ رو رہتے ہیں

بِآيَاتِنَا إِلَّا كَلٌّ خِثَارٍ كُفُورٍ ۝

اور اللہ کی آیات سے وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو بد عمد اور ناشکرے ہوتے ہیں۔

کیا تم نے اس کی بزرگی کو نہیں دیکھا کہ دریاؤں اور سمندروں میں کشتیاں اور جہاز اللہ کی نعمت کے ساتھ چلتے ہیں یعنی ان کا چلنا

بندوں کے حق میں حصول نعمت کا سبب ہے، یہ کس نے بنایا اسی مالک الملک ذوالجلال والاکرام نے تاکہ تم کو اپنی قدرت کے

نشان دکھائے۔ سمندر میں جب تم جاتے ہو تو تم کو کیا کچھ نظر آتا ہے۔ ایک دم بھر خوشی ہے تو فوراً ساتھ ہی غموں کا دریا لڑا

چلا آتا ہے غرض سمندروں میں بیٹھ کر دونوں باتیں تم لوگوں کو حاصل ہوتی ہیں اسی لیے یہ کہنا بالکل ٹھیک ہے کہ اس دریا کی

سیر میں بہت سے نشان ہیں، تکلیفوں پر صبر کرنے والے اور نعمتوں پر شکر کرنے والوں کے لیے۔ کون نہیں جانتا کہ سمندروں

میں ان لوگوں کی کیفیت کیسی مختلف ہوتی ہے کبھی تو شاداں فرحاں ہوتے ہیں اور کبھی تالان اور گریاں خصوصاً جب ان مشرکوں

کی کشتیوں اور جہازوں پر سائبانوں کی طرح سمندر کے پانی کی موج ڈھانپنے کو ہوتی ہے تو اس وقت خلوص دل سے اللہ ہی کی

بندگی کا اظہار کرتے ہیں اور اللہ کے سوا اپنے مصنوعی معبودوں کو بھول جاتے ہیں پھر جب خدا ان کو بچا کر کنارہ تک پہنچا دیتا

ہے۔ بعض ان میں سے تو میانہ رو رہتے ہیں مگر اکثر وعدہ شکن ہی ثابت ہوتے ہیں اور یہ تو عام قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی آیات

قدرت سے وہی لوگ انکار کرتے ہیں جو بد عمد اور ناشکرے ہوتے ہیں۔

ان لوگوں کو مغالطہ یہ ہوا ہے کہ کہتے ہیں کہ جس طرح حکم کے الفاظ قرآن شریف میں ہیں اسی طرح ان احکام کی تعمیل کے لیے بھی

الفاظ قرآن ہی میں ہونے چاہئیں حالانکہ یہ اصول ہی غلط ہے۔ بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ حکم کے لیے تو الفاظ ہوں لیکن ان احکام کی تعمیل کے الفاظ کا

ہونا ضروری نہیں۔ مثلاً قرآن مجید میں یہ حکم تو ہے کہ کبیرہ تکبیرا یعنی اللہ کی تکبیر پڑھو۔ اس حکم کے الفاظ تو قرآن مجید میں ہیں مگر اس حکم کی

تعمیل جن لفظوں میں ہونی چاہئے وہ الفاظ قرآن میں نہیں، نہ ان کا ضروری ہے کیونکہ قرآن مجید عربی زبان میں ہے۔ عربی قاعدہ کے مطابق کبیرہ

کا حکم جن الفاظ سے تعمیل ہوتا ہے وہ الفاظ ہم کو عربی کے محاورہ سے ملیں گے۔ جب ہم تلاش کرتے ہیں تو ہمیں پتہ ملتا ہے کہ کبیرہ کی تعمیل کے لیے

اللہ اکبر کا لفظ ہے۔ پس ہم بلا خوف تردید کبیرہ کی تعمیل اللہ اکبر سے کریں گے اور اس کرنے میں کسی طرح کا ہم پر سوال یا اعتراض نہ ہو گا اور نہ

ہم اس سوال کو سنیں گے۔ لیکن جو لوگ حکم کے علاوہ تعمیل کے الفاظ بھی قرآن مجید میں ہونے کو ضروری کہتے ہیں ان پر یہ سوال ہو گا۔ جس کا وہ

جواب نہیں دے سکتے۔

اس فرق کے جواب میں ہمارا ایک مفصل رسالہ بھی ہے جس کا نام ہے ”دلیل الفرقان بجواب اهل القرآن“ (منہ)

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ وَأَحْشُوا يَوْمًا لَا يَجْزِيهِ وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ

اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو اور اس دن سے ڈرو جس میں نہ ماں باپ اپنے بچے کو نہ بچہ اپنے ماں باپ کو کچھ فائدہ

هُوَ جَائِزٌ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا

پہنچا سکیں گے۔ خدا کا وعدہ برحق ہے پس تم دنیا کی زندگی سے فریب نہ کھائیے

وَلَا يَغُرَّنَّكُمُ بِاللَّهِ الْغُرُورُ ۚ إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ

اور خدا کے بارے میں اس بڑے فریب دینے والے کے فریب میں بھی مت آئیو۔ قیامت کی گھڑی کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور وہی بارش اتارتا ہے

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۗ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي

اور وہی جانتا ہے کہ مادوں کے رحموں میں کیا ہے اور کسی نفس کو معلوم نہیں کہ کل کیا کرے گا اور نہ کسی تنفس کو یہ معلوم ہے

نَفْسٌ بِأَبَى أَرْضٍ تَمُوتُ مِنْتَ اللَّهِ عَلَيْهِمْ حَبِيرٌ

کہ کس زمین میں مرے گا بیشک اللہ ہی علم والا اور سب کی خبر رکھنے والا ہے

اس لیے تم لوگوں کو سمجھایا جاتا ہے کہ تم ایسے ناشکر نہ بنو۔ پس اے لوگو! سنو! اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو دل میں اس کا

خوف رکھو اور اس دن سے ڈرو جس میں نہ ماں باپ اپنے بچے کو نہ بچہ اپنے ماں باپ کو کچھ فائدہ پہنچا سکیں گے۔ یقین جانو! خدا کا

وعدہ برحق ہے۔ جو جو خبر اس نے بتلائی ہے اور جو جو وعدے اس نے نیک یا بد اعمال پر کئے ہیں سب پورے ہوں گے۔ پس تم

دنیا کی زندگی اور اس کی آسائش و آرائش سے فریب نہ کھائیو اور خدا کے بارے میں اس بڑے فریب دینے والے شیطان اور اس

کی جماعت کے فریب میں بھی مت آئیو۔ خبردار ہو شیار رہنا اس کے داؤ کئی ایک طرح کے ہوتے ہیں۔ بے دینوں کو کفر

شرک اور فسق و فجور میں مبتلا کرتا ہے لیکن دین داروں کو اس سے بڑھ کر بلا میں پھنساتا ہے جو بظاہر تو دین داری ہوتی ہے مگر

در حقیقت وہ فسق و فجور سے بدتر ہے۔ یعنی ان کے خیال میں ڈالتا ہے کہ بزرگان دین انبیاء و اولیاء صلوات اللہ علیہم اجمعین

ہمارے خیالات سے آگاہ ہیں ہماری حاجات کو جانتے ہیں گو وہ مردے ہیں مگر ہماری حاجات کو پورا کرنے پر قدرت رکھتے

ہیں حالانکہ یہ تمام اوصاف خدا ہی کے خواص ہیں۔ قیامت کی گھڑی کا علم اللہ ہی کے پاس ہے وہی جانتا ہے کہ کب ہوگی اور

وہی بارش اتارتا ہے۔ اور وہی بارش کے اترنے کے وقت کو جانتا ہے اور وہی جانتا ہے کہ مادوں کے رحموں میں کیا ہے اور وہی

جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا اس کے سوا کسی نفس کو اپنا حال بھی معلوم نہیں کہ کل کیا کرے گا اور نہ کسی تنفس کو یہ معلوم ہے کہ

کس زمین میں مرے گا۔ جب لوگوں کو خود اپنے واقعات کا علم نہیں تو اور کسی کا کیا ہوگا۔ اس سے تم اس نتیجہ پر پہنچو کہ بے شک

اللہ ہی علم والا اور سب کی خبر رکھنے والا ہے۔ پس تم نے جو کچھ مانگنا ہو اسی سے مانگو، وہی تمہارے حال سے آگاہ ہے، وہی دینے پر

قادر ہے۔

در بلا یاری مخواه از پیچ کس

زانکہ نبود جز خدا فریاد رس

سورة السجدة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

۱۔ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اَمْرٌ یَقُولُوْنَ

میں ہوں اللہ سب سے بڑا علم والا۔ اس کتاب کا نزول بیشک رب العالمین کے ہاں سے ہے۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس

اَفْتَرٰهُۗۤ اَبْلَ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا اٰتٰهُمْ مِنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ

نے اپنے پاس سے اس کو بنایا ہے؟ بلکہ وہ تیرے پروردگار کے ہاں سے سچائی کے ساتھ اترا ہے تاکہ تو اس قوم کو ڈرائے جن

قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ۝ اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا

کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تاکہ وہ لوگ ہدایت پائیں۔ اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے آسمانوں اور زمینوں اور ان کے درمیان کی

فِیْ سِتْنَةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَ الْعَرْشِ ۗ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهِ مِنْ وَّعْدَةٍ وَّكَا

تمام چیزوں کو چھ دنوں میں پیدا کیا ہے پھر تخت نشین ہوا اس کے سوا نہ تمہارا کوئی والی ہے نہ کوئی سفارشی

شَفِیْعٌ ۗ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمٰوٰتِ اِلَی الْاَرْضِ ثُمَّ

کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے؟ وہ خدا ہی آسمانوں سے زمین تک انتظام کرتا ہے پھر وہ اس

یَعْرِیْهِۗ اِلَیْهِۗ فِیْ یَوْمٍ

کی طرف ایک روز میں پہنچتا ہے

سورة السجدة

میں ہوں اللہ سب سے بڑا علم والا۔ منکرین آگاہ رہیں کہ اس کتاب کا نزول بیشک رب العالمین کے ہاں سے ہے، وہی اس کا

ثبوت اور اس کی شہادت خود دے گا۔ کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نبی نے اپنے پاس سے اس قرآن کو بنایا ہے؟ نہیں نہیں بلکہ وہ

تیرے پروردگار کے ہاں سے سچائی کے ساتھ اترا ہے تاکہ تو اس قوم کو ڈرائے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں

آیا یعنی جب سے حضرت اسماعیل سلام اللہ علیہ ان میں گزرے ہیں اس سے بعد کوئی نبی ان میں نہیں آیا۔ اب تجھے رسول

کر کے بھیجا ہے تاکہ یہ لوگ راہ حق کی طرف ہدایت پائیں، ذراہ حق کیا ہے؟ یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا جو اپنے کندھوں پر

اٹھائیں۔ اللہ کو بھولے ہو تو سنو! اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے آسمانوں زمینوں اور ان کے درمیان کی تمام چیزوں کو چھ دنوں

کی مدت میں پیدا کیا ہے یعنی تمام دنیا کی کائنات کی انواع چھ دنوں میں موجود کر دیں آج دنیا میں جو کچھ نظر آتا ہے ان سب کی

نوع اس وقت موجود تھی۔ ان کو پیدا کر کے پھر تخت نشین ہوا یعنی تمام دنیا کا انتظام حکومت اس نے اپنے ہاتھ میں رکھا۔ سنو

وہ ایسا مالک الملک اور متصرف ہے کہ اس کے سوا نہ تمہارا کوئی والی ہے جو خود بخود تم کو فائدہ پہنچا سکے نہ کوئی سفارشی ہے جو بلا

اجازت سفارش سے تمہاری نفع رسانی کر سکے کیا تم نے نہیں سنا۔

جسے دے مولا اسے دے شاہ دولا

کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے اور سنو وہ خدا ہی آسمانوں سے زمین تک حکومت کا انتظام کرتا ہے پھر وہ حکم اور انتظام تکمیل ہو کر اس

کی طرف ایک روز میں پہنچتا ہے۔

كَانَ وَمِقْدَارُهُ أَلْفَ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ ۝ ذَلِكُمْ عِلْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

جس کی مقدار تمہارے حساب سے ایک ہزار سال کی ہے یہ غیب اور ظاہر کو جاننے والا سب پر غالب

الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ وَبَدَأَ خَلْقَ الْإِنْسَانِ

بِرأىءٍ حَمِيدٍ ۝ الَّذِي خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۝ وَإِنَّ خَلْقَ الْإِنْسَانِ لَشَدِيدٌ ۝ الَّذِي عَلَّمَ الْقَالَ ۝ وَإِنَّ خَلْقَ الْإِنْسَانِ لَشَدِيدٌ ۝ الَّذِي عَلَّمَ الْقَالَ ۝ وَإِنَّ خَلْقَ الْإِنْسَانِ لَشَدِيدٌ ۝

مِنْ طِينٍ ۝

شروع کی

جس کی مقدار تمہارے حساب سے ایک ہزار سال کی ہے۔ یہ خدا ہے غیب اور ظاہر سب کو جاننے والا یعنی جو تمہاری نظروں میں حاضر اور غائب ہے۔ سب کو جانتا ہے اور سب پر غالب و بڑا رحم کرنے والا ہے۔ جس نے اپنی مخلوق کو ہر طرح سے عمدہ بنایا جو جس کے مناسب حال تھا اسکو ویسا بنایا اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی یعنی آدم کو پہلے مٹی سے بنایا۔

۱۔ اس آیت میں رب العالمین اپنی کمال قدرت اور کمال علم بتلاتا ہے۔ علماء مفسرین نے اس کے متعلق بہت کچھ لکھا ہے اور خوب لکھا ہے گو بعض نے دور وازکار باتیں بھی لکھی ہیں مختصر طور پر اردو خوان اصحاب کے لیے غالباً یہ کافی ہو گا کہ ان کو ایک مثال سے اس آیت کا مطلب سمجھایا جائے کیونکہ رب العالمین نے بھی اس آیت میں اپنی حکومت کو دنیاوی حکومتوں کی مثال میں سمجھایا ہے۔ دنیاوی سلطنتوں کا کمال ضبط اور بڑا درست انتظام یہ ہوتا ہے کہ روزانہ ڈائری افسر کو پہنچنے کے ماتحتوں نے کیا کیا افسر کے احکام اور اصلاحات کو کہاں تک نبایا۔ جو سلطنت اس اصول سے غافل ہو وہ شے ماند شے دیکھنے ماند۔ اس قانون اور ضابطہ کی طرف اس آیت میں خدا تعالیٰ نے اشارہ کیا ہے کہ جس طرح دنیاوی سلطنتوں میں ڈائری یومیہ باعث تقویت سمجھی جاتی ہے خدا کے ہاں بھی ڈائری ہے مگر وہ ڈائری ایسی ہے کہ اس کا ایک ایک دن ہزار ہزار سال کا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر فرمایا۔

﴿ان یوما عند ربك كالف سنة مما تعدون﴾

یعنی تمہارے پروردگار کی سلطنت ایسی زبردست ہے کہ اس کے ہاں ایک ایک دن تمہارے حساب سے ہزار ہزار سال جتنا ہے۔ دنیا کی سلطنتوں میں ہزار سال تک ڈائری نہ پہنچے تو سلطنت تباہ ہو جائے مگر خدائی سلطنت میں ڈائری کے لیے ہزار سال ہے تو بتلاؤ کہ خدا کی سلطنت کتنی بڑی زبردست ہوگی۔

یہاں پر ایک سوال ہو سکتا تھا کہ گو خدائی ڈائری کے لیے ہزار سال ہو۔ تاہم اتنا تو ثابت ہو کہ خدا کو آئندہ واقعات کی بذات خود خبر نہیں تو اس سوال کے دور کرنے کو خدا تعالیٰ نے اسی تمثیل کے ساتھ ہی فرمایا ﴿عالم الغیب والشہادہ العزیز الرحیم الذی احسن کل شئی خلقہ﴾ یعنی جو چیزیں بندوں کی نظر میں حاضر اور غائب ہیں خدا ان سب کو بذات خود جانتا ہے وہ اپنی ذات بابرکت میں سب پر غالب اور سب کے حال پر مہربان ہے۔ اس قرینہ سے اس سوال کا جواب مل گیا اور مطلب بھی صاف ہو گیا کہ خدا کی طرف تدبیر کا چڑھنا یا اس کی طرف سے احکام اور تدبیر کا نازل ہونا ایک تمثیل ہے ورنہ وہ ذات پاک ہر ایک چیز خود بخود جانتا ہے اور سب پر غالب ہے۔ خیر یہ تو ہوئی اس آیت کے متعلق تقریر۔ ایک دوسرے مقام پر رب العالمین نے اس ڈائری کی مدت اور بھی وسیع فرمائی ہے وہاں ارشاد ہے ﴿تعرج الملائکة والروح الیہ فی یوم کان مقداره خمسين الف سنۃ﴾ خدا کے کارندے فرشتے اور اعلیٰ فرشتہ جبرائیل پچاس پچاس ہزار سال میں اس کی طرف جاتے ہیں یعنی پچاس ہزار سالہ ان کی ڈائری ہے۔

لطف یہ ہے کہ ان تینوں آیتوں میں خدا نے ذوالجلال والا اکرام نے اس تمثیل کے بتلانے کے لیے بہت سے قرآنی حوالے اور مقالے بھی رکھے ہیں۔ ہم ان تینوں آیت کو ایک جگہ جمع کر کے ان کی اصلی صورت ناظرین کو دکھاتے ہیں۔

(۱) پہلی آیت پارہ سترہ رکوع ۱۳ کی ہے ﴿یستمعونک بالعداب ولن ینخلف اللہ وعدہ وان یوما عند ربک کالف سنة مما تعدون وکان من قرۃ املیت لها وہی ظالمة ثم اخزتها والی المصیر﴾ (پ: ۱۷: ع: ۱۳)

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ مَاءٍ مَهِينٍ ۝ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخَ فِيهِ مِنْ

پھر اس کا سلسلہ انسانی جسم کے نچوڑ ذلیل پانی منی سے جاری کیا پھر وہ اس کو درست اندام بناتا ہے

رُوحِهِ وَجَعَلَ لَكُمْ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ ۗ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ ۝

اور اس میں روح پھونکتا ہے اور تمہارے لئے وہ کان آنکھیں اور دل پیدا کرتا ہے تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو

پھر اس کا سلسلہ نسل انسانی جسم کے نچوڑ یعنی ذلیل پانی منی سے جاری کیا پھر وہ خدا اس انسان کو درست اندام بناتا ہے اور اس میں اپنی پیدا کی ہوئی روحوں میں سے مخلوق روح پھونکتا ہے اور تمہارے یعنی بنی آدم کے لیے خدا کان یعنی قوت سامعہ آنکھیں یعنی قوت باصرہ اور دل پیدا کرتا ہے مگر تم بہت ہی کم شکر کرتے ہو۔ یہ بھی کوئی شکر ہے کہ خدا کے ہوتے اس کی مخلوق سے حاجات چاہتے ہیں اور سمجھانے پر اُلٹے بگڑتے ہیں۔

(۲) دوسری آیت بھی زیر بحث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :

﴿يَذُوبُ الْأَمْرُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ الْفِ سَنَةً مِمَّا تَعْدُونَ ذَلِكَ عَالَمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ الَّذِي أَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهُ وَبَدَّ خَلْقَ الْإِنْسَانِ مِنْ طِينٍ﴾

(۳) تیسری آیت سورہ معارج کے ہے جس کے الفاظ یہ ہیں

﴿سَائِلٌ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ مِنَ اللَّهِ ذِي الْمَعَارِجِ تَعْرَجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ فَأَصْبَرَ صَبْرًا جَمِيلًا إِنَّهُمْ يَرُؤْنَهُ بَعِيدًا وَنَرَاهُ قَرِيبًا﴾ (پ: ۲۹: ع: ۷)

پہلی آیت کا ترجمہ یہ ہے ”مفکار تجھ سے جلدی عذاب مانگتے ہیں اور اللہ اپنے وعدے کو کبھی خلاف نہ کریگا اور خدا کے نزدیک ایک دن تمہارے حساب سے ایک ہزار برس کا ہے۔ کئی ایک ظالم بستیوں کو میں (خدا) نے تھوڑی سی مہلت دی پھر فوراً ان کو پکڑ اور میری طرف ہے سب کاموں کا رجوع“ اس آیت میں پروردگار نے کفار کی درخواست کا ذکر کیا ہے کہ وہ عذاب جلدی چاہتے ہیں اس کے جواب میں خدا نے فرمایا کہ میرے نزدیک ایک دن ہزار برس کا ہے یہ کہہ کر فرمایا میں نے بہت سی قوموں کو مہلت دے کر بھی نہ چھوڑا۔ بظاہر ہزار برس کا دن ہونے کا ذکر یہاں پر بے تعلق ہی نہیں بلکہ مخالف معلوم ہوتا ہے کیونکہ کفار کے جواب میں یہ فرمانا کہ خدا کے نزدیک ایک ایک دن ہزار برس کا ہوتا ہے اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ گھبراتے کیوں ہو آخر کبھی تو عذاب پہنچ ہی جائے گا۔ یہاں تو ہزار برس بھی ایک دن کی میعاد ہے جس میں موجودہ کفار کی کئی ایک نسلیں ختم ہو سکیں گی۔ تو پھر عذاب ہی کیا اور کس کو؟ حالانکہ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا ہے کہ پہلے لوگوں کو ہم نے مہلت دے کر خوب پکڑا۔ پس معلوم ہوا کہ ظاہری معنی مراد نہیں بلکہ خدا کی جبروت، سلطنت کا اظہار مراد ہے کہ یہ لوگ جلدی ہی عذاب مانگتے ہیں اس خیال سے کہ خدا کے عذاب سے کہیں بچ سکیں گے ہرگز نہیں۔

دوسری آیت کا ترجمہ مع مطلب تو اسی جگہ تفسیر میں لکھا گیا ہے :

تیسری آیت کا ترجمہ یہ ہے ”ایک سائل اس عذاب کی بابت پوچھتا ہے جو کافروں پر خدا کی طرف سے اُٹل آنے والا ہے جو خدا بڑی بلندیوں والا ہے اس کی طرف فرشتے اور روح ایک دن میں پڑھتے ہیں جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے یہ کہہ کر فرمایا پس تو اچھی طرح سے صبر کر“ اس آیت میں پچاس ہزار برس کی میعاد سے مراد قیامت کا دن لینا صحیح نہیں ہو سکتا کیونکہ قیامت کے دن کی انتہا نہیں اور پچاس ہزار برس کی تو آخر انتہا ہے پس آیت موصوفہ کے معنی یہ ہیں کہ خداوند تبارک و تعالیٰ اپنی جبروت، حکومت، قدرت اور علم کا اظہار کرتا ہے ان تینوں آیتوں کے ملانے سے جو معنی میری سمجھ میں آئے ہیں میں نے لکھے ہیں میں ان کی صحت پر مصر نہیں ممکن ہے کوئی اللہ کا بندہ اس سے بھی اچھی تفسیر کرے اللہ الحمد فی الاولیٰ والآخر (منہ)

وَقَالُوا عَرَادًا ضَلَكْنَا فِي الْأَرْضِ ؕ إِنَّا لَنَجِيءُ خَلْقَ جَدِيدٍ ؕ بَلْ هُمْ بِلِقَائِي

اور کہتے ہو کیا جب ہم مر کر زمین میں مل جائیں گے تو کیا ہم پھر ایک دفعہ نئی پیدائش میں ہوں گے بلکہ یہ لوگ اپنے پروردگار

رَبِّهِمْ كَفْرُونَ ۝ قُلْ يَتُوقَكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَىٰ

کی ملاقات سے منکر ہیں۔ اے نبی! تو کہہ کہ تم کو موت کے فرشتے فوت کریں گے جو تم پر مقرر کئے گئے ہیں پھر تم اپنے پروردگار

رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ ۝ وَلَوْ تَرَكْنَا إِذِ الْمَجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُؤُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ

کے حضور میں واپس کئے جاؤ گے۔ اگر تو اس وقت دیکھے جب مجرم اپنے پروردگار کے حضور میں سرول کو نیچے ڈالے ہوئے ہوں گے

رَبِّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَانْجَعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَآتَيْنَا

اس وقت کہیں گے اے ہمارے پروردگار! ہم نے تیرا عذاب دیکھا اور سناہیں تو ہم کو دنیا کی طرف ایک دفعہ پھیر تاکہ ہم نیک عمل کریں کچھ شک نہیں کہ ہم کو

كُلِّ نَفْسٍ هُدَاهَا وَلَٰكِن حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّي لَأَمْلِكَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ

بالکل یقین ہو گیا ہے اور اگر ہم چاہتے ہیں تو سب کو ہدایت کر دیتے لیکن میری طرف سے یہ اعلان ہو چکا ہے کہ میں تمام قسم کے جنوں اور انسانوں

وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ۝

سے جنم کو مجرموں کا

اور کہتے ہیں کیا جب ہم مر کر زمین میں مل جائیں گے یعنی ہمارے ریزے ریزے ہو کر مٹی میں مٹی ہو جائیں گے تو کیا ہم پھر

ایک دفعہ نئی پیدائش میں ہوں گے ہرگز نہیں ان لوگوں کا خیال ہے کہ یہ امور محال ہیں محال نہیں بلکہ یہ لوگ اپنے پروردگار

کی ملاقات سے منکر ہیں ان کو یقین بلکہ انکار ہے کہ اعمال کا نیک و بد بدلہ کچھ نہ ہوگا۔ اے نبی! تو ان کو کہہ کہ تم موت کے

فرشتے فوت کرتے ہیں جو تم پر مقرر کئے گئے ہیں۔ بعد موت پھر تم اپنے پروردگار کے حضور میں واپس کئے جاؤ گے۔ اس وقت

تمہیں معلوم ہوگا کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ اے نبی! اگر تو اس وقت ان کو دیکھے جب مجرم اپنے پروردگار کے حضور میں

سرول کو نیچے ڈالے ہوں گے اس وقت کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہم نے تیرا عذاب دیکھا اور تیرا ارشاد سناہیں تو ہم کو

دنیا کی طرف ایک دفعہ پھیر تاکہ ہم نیک عمل کریں کچھ شک نہیں کہ اب تو ہم کو بالکل یقین ہو گیا ہے کہ خدا کی قدرت اور

جلالت سب پر غالب ہے اور ہمارے مصنوعی معبود بالکل بیچکارہ ہیں پس اب ہم اس امر کو باور کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

اس روز یہ سب لوگ سچی ہدایت کے قائل ہوں گے اور تسلیم کریں گے۔ اگر ہم (خدا) چاہتے تو اس دنیا میں بھی سب کو

ہدایت لکھ دیتے اگرچہ ان کی طبیعتیں نہ چاہتیں تاہم کیا مجال تھی کہ ہمارے چاہے ہوئے کو کوئی روک سکتا ہم اگر چاہتے تو جبر ان

کو سیدھا کر دیتے ہیں لیکن ہم نے ان کو مجبور کرنا پسند نہیں کیا بلکہ ان کو عقل و ہوش دیئے ہیں ان سے یہ لوگ خود نیک و بد کی تمیز

کر سکتے ہیں۔ بات اصل یہ ہے کہ میری (یعنی خدا کی) طرف سے یہ اعلان جاری ہو چکا ہے کہ میں تمام قسم کے جنوں اور انسانوں

سے جنم کو بھروسہ لگاؤں کہ میرے علم میں تھا کہ یہ لوگ ایسے کام ضرور کریں گے اس لئے اسی علم کی بنا پر میں نے یہ اعلان کیا تھا

کہ جو لوگ برے کام کریں گے جنوں سے ہوں یا انسانوں سے خواہ ان کی کسی قوم سے ہوں میں ان کو ضرور سزا دوں گا۔

۱۔ اس آیت سے بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خدا ہی ہم سے جبراً برے کام کرتا ہے پھر وہ ہم کو سزا کیوں دے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ آیت تو جبر کی نفی کرتی ہے کیونکہ اس میں ارشاد ہے کہ اگر ہم چاہتے تو ہر ایک کو سیدھا کر دیتے یعنی جبراً مسلمان بنا دیتے لیکن ہم ایسا نہیں کرتے کیونکہ ہم نے ان کو اختیار کا مومن پر انعام دینا ہے۔ جبری کام پر انعام کے مستحق نہیں ہو سکتے اس لیے جبر نہیں کیا (منہ)

فَذُوقُوا بِمَا نَسِيتُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا ۖ إِنَّا نَسِينَكُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْخُلْدِ

پس اس دن کو بھولنے کی وجہ سے عذاب کا مزہ چکھو، ہم تم کو بھول گئے ہیں اور اپنے کئے ہوئے اعمال کی وجہ

سے دائمی عذاب کا مزہ چکھو۔ ہمارے احکام وہی لوگ مانتے ہیں کہ جب ان کو ان احکام کی بابت نصیحت کی جائے

سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ۝ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ

تو سجدے میں گر پڑتے ہیں اور پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیحیں پڑھتے ہیں اور وہ تکبر نہیں کرتے۔ راتوں کو اپنے بستروں سے اپنے پہلوؤں

عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝

کو الگ رکھتے ہیں خدا کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور اس کی رحمت کی طمع میں اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتے ہیں اور ہمارے دیئے میں سے خرچ بھی

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ ۚ جَزَاءُ ۖ بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

کرتے ہیں پس ان ہی لوگوں کے لئے ایسی آنکھوں کی ٹھنڈک مخفی رکھی گئی ہے جس کو کوئی شخص نہیں جان سکتا یہ سب کچھ ان کے کئے ہوئے نیک اعمال کا بدلہ ہوگا

وہ سزا ایسی دوزخ ہے چونکہ تم اس دن کی ملاقات کو بھول گئے تھے پس اس دن بھولنے کی وجہ سے عذاب کا مزہ چکھو، دیکھو ہم

نے تم کو ایسا اس میں ڈالے رکھنا ہے کہ دیکھنے والا یہ سمجھے کہ گویا ہم تم کو بھول گئے ہیں اگرچہ ہم کسی چیز کو بھولا نہیں کرتے،

بھولے تو وہ جس پر ذہول اور نسیان غالب آئے مگر ہم پر تو کوئی چیز غالب نہیں آسکتی پھر ہم کیوں بھولیں؟ پس ہمارے

بھولنے کا مطلب یہ ہے کہ تم سے برتاؤ ایسا کریں گے کہ تم یا کوئی اور ناواقف حال سمجھے گا کہ گویا ہم تم کو بھول گئے۔ پس تم

اس جہنم میں رہو اور اپنے کئے ہوئے اعمال کی وجہ سے دائمی عذاب کا مزہ چکھو۔ یہ انجام ان لوگوں کا ہے جو خدا کی

مقرر کردہ جزا اور سزا کو بھول جاتے ہیں اور پرواہ نہیں کرتے کہ کوئی ہم پر حاکم اعلیٰ ہے، وہ ہمارے اعمال نیک و بد کی ہم کو

جزا و سزا دے گا۔ گو ہمارے احکام کو ماننے کے دعویداروں کی اتنی کثرت ہے کہ شمار میں نہیں آسکتے مگر بغور دیکھا جائے تو

ہمارے احکام وہی لوگ مانتے ہیں کہ جب ان کو ان احکام کی بابت نصیحت کی جائے یعنی کسی واعظ کے منہ سے وہ ان احکام کو

سن پاتے ہیں تو سجدے میں گر پڑتے ہیں یعنی اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی تابعداری کے لیے ایسا آمادہ کرتے ہیں کہ گویا سجدہ

میں ہیں اور دل میں اس بات کو جمالیتے ہیں کہ ”گنڈشتہ راصلوۃ آئندہ را احتیاطاً“ اور پروردگار کی حمد کی ساتھ تسبیحیں پڑھتے

ہیں اور اس کی تعریف کے گیت گاتے ہیں اور وہ احکام الہی سن کر کسی طرح کا تکبر نہیں کرتے بلکہ ان پر ان آیات کا ایسا اثر

ہوتا ہے کہ راتوں کو اپنے بستروں سے پہلوؤں کو الگ رکھتے ہیں خدا کے عذاب سے ڈرتے ہوئے اور اس کی رحمت کی طمع

میں اپنے پروردگار سے دعائیں مانگتے ہیں اور حتی المقدور ہمارے دیئے میں سے وہ خرچ بھی کرتے ہیں اس لیے کہ انبیاء اور

رسل کا سلسلہ قائم کرنے اور کتابیں بھیجنے سے غرض ہی یہ ہے کہ لوگ اخلاق فاضلہ سیکھیں اور خدائی احکام کی پابندی کریں

نہ کہ صرف منہ سے خدا خدا کہنے پر ہی کفایت کریں اور بس۔ جس طرح مٹھائی کا نام صرف زبانی لینے سے منہ میٹھا نہیں

ہو سکتا ہے اسی طرح صرف زبانی کلمہ اسلام پڑھنے سے انسان خدا کے ہاں معتبر مسلمان نہیں ہو سکتا پس ان ہی لوگوں کے

لئے جو زبان اور دل سے خدا کے فرمانبردار ہوں خدا کے ہاں ایسی راحت اور آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی مسرت مخفی رکھی

گئی ہے جس کو کوئی شخص بھی اس دنیا میں نہیں جان سکتا۔ یہ سب کچھ ان کے کئے ہوئے نیک اعمال کا بدلہ ہوگا کیا تم عرب

والوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ نیک اعمال یوں ہی ہیں۔

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوُونَ ﴿۱۵﴾ اَمَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا

کیا پھر بچے ایماندار بدکاروں کی طرح ہو جائیں گے؟ ہرگز برابر نہ ہوں گے۔ جو لوگ ایمان لاکر نیک اعمال کرتے ہیں

الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوٰی زَنَزْلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۶﴾ وَاَمَّا الَّذِينَ

بوجہ ان کے نیک اعمال کے ہمیشہ کے باغوں میں ان کی مہمان داری ہوگی اور جو لوگ بدکار ہوں گے

فَسَقُوا فَمَأْوٰهُمُ النَّارُ كُلَّمَا اَرَادُوا اَنْ يَخْرُجُوْا مِنْهَا اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ

ان کا ٹھکانہ آگ میں ہوگا۔ جب کبھی اس سے نکلنا چاہیں گے تو واپس اس میں لوٹا دیئے جائیں گے اور ان سے کہا

لَهُمْ ذُقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهٖ تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْهِم مِّنَ الْعَذَابِ

جائے گا کہ آگ کا عذاب چکھو جس کی تم تکذیب کیا کرتے تھے اور اس بڑے عذاب سے پہلے ہم

الْاٰذِنِ ذُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ

ان کو ایک ہلکا سا عذاب چکھادیں گے تاکہ وہ لوگ ہماری طرف رجوع ہوں اور جس شخص کو پروردگار کی آیات

ذَكَرَ بآيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ۗ اِنَّا مِنَ الْجٰمِرِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۱۹﴾

سنا کر نصیحت کی جائے اور وہ ان سے منہ پھیرنے تو اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے؟ ہم ضرور مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں

ان کا بدلہ کوئی نہیں؟ تو کیا پھر بچے ایماندار بدکاروں کی طرح ہو جائیں گے؟ ایک شخص جو تمام عمر خدا کے زیر فرمان رہا ہر

ایک بات میں مالک کی اجازت سے کام کرتا رہا، دوسرا ہر ایک بات میں مخالفت کرتا رہا۔ خدا کے حقوق کے علاوہ مخلوق کی حق

تلفیاں کرتا رہا، خدا کے مارتا رہا، تیسروں اور بیواؤں کا مال کھاتا رہا، کیا یہ دونوں بعد مرنے کے برابر ہوں گے؟ ہرگز نہیں برابر

نہ ہوں گے۔ سنو؟ جو لوگ مذکورہ طریق سے ایمان لاکر نیک اعمال کرتے ہیں بوجہ ان کے نیک اعمال کے ہمیشہ کے باغوں

میں ان کی مہمان داری ہوگی اور جو لوگ بدکار ہوں گے ان کا ٹھکانہ جہنم کی آگ میں ہوگا وہ اس میں ایسے محبوس ہوں گے کہ

جب کبھی اس سے نکلنا چاہیں گے اور کوشش کر کے کہیں اس کے کنارہ تک آئیں گے تو واپس اس میں لوٹا دیئے جائیں گے

اور ان سے کہا جائے گا کہ لو اب آگ کا عذاب چکھو جس کی تم تکذیب کیا کرتے تھے اور سنو اس بڑے عذاب سے پہلے ہم ان

کو ایک ہلکا سا عذاب چکھادیں گے تاکہ یہ لوگ ہماری طرف رجوع ہوں چاہے پورے نہ سہی اس تکلیف کے رفع کرانے

کے لیے ہی سہی۔ مگر یہ لوگ بجائے اس کے کہ گناہوں پر نادم ہو کر خدا کی طرف رجوع کریں لٹے اپنی اس بد کرداری پر

نازیاں ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم خدا کے پیارے ہیں ہم خدا کے مقرب ہیں حالانکہ اس قسم کی باتیں کرنا اس صورت میں زیبا نہیں

کہ خدا نے خود ان کو بتلادیا ہو کہ تم ایسے ہو۔ بغیر بتلائے خدا کے ایسا دعویٰ کرنے والا مفتری ہے۔ باوجود مرآت (کئی

بار) سمجھانے کے بھی یہ لوگ لٹے بگڑتے ہیں اور ہدایت کی طرف نہیں آتے اور نہیں جانتے کہ جس شخص کو پروردگار کی

آیات اور احکام سنا کر نصیحت کی جائے اور وہ ان سے منہ پھیر لے تو اس سے بڑھ کر کون ظالم ہے پس یہ خوب سمجھ رکھیں کہ

ہم (خدا) ضرور مجرموں، بدکاروں سے بدکاریوں کا بدلہ لینے والے ہیں۔ یہ ہمارا آج کا اعلان نہیں بلکہ قدیم سے ہے اور اسی

اعلان کے مطابق ہم نے ہمیشہ برتاؤ کیا۔

۱۔ آنحضرت ﷺ کے کہ مکرمہ سے تشریف لے جانے کے بعد یہ عذاب بصورت قحط ان مشرکوں پر نازل ہوا تھا۔ اعاناً للذم منہ (منہ)

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَلَا تَكُنْ فِي مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَائِهِ وَجَعَلْنَاهُ هُدًى

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تھی پس تو اس کتاب کے موسیٰ کو ملنے میں ہرگز شک نہ کیجیو اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل

لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ۖ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ آيَةً يَّهْدُونَ بِأَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوا تَوَّابِينَ

کلیے ہدایت نامہ بنایا تھا اور جب بنی اسرائیل نے صبر کیا تو ہم نے ان میں کئی ایک امام بنائے جو ہمارے حکم سے ہدایت کرتے

وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يُوقِنُونَ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُم يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا

تھے اور خود بھی ہمارے احکام پر یقین رکھتے تھے۔ تمہارا پروردگار قیامت کے روز ان کے اختلافی امور میں فیصلہ کرے

كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ أُولَئِكَ يَهْدِيهِمْ كَمَا أَهْلَكْنَا مَنِ قَبْلِهِمْ مِنَ الْقُرُونِ

کا۔ کیا یہ بات ان کو کچھ بھی ہدایت نہیں کرتی کہ ان سے پیشتر ہم نے کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا۔

يَسْتَوُونَ فِي مَسْكِنِهِمْ ۗ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ ۗ أُولَئِكَ يَرْوُونَ

یہ لوگ ان کے مکانات میں چلتے پھرتے ہیں اس میں بہت سی نشانیاں ہیں تو کیا یہ لوگ سنتے نہیں؟ کیا انہوں نے غور

أَنَّا نَسُوقُ الْمَاءَ إِلَى الْأَرْضِ الْجُرُزِ فَنُغْرِخُهُ بِهٖ زُرْعًا تَأْكُلُ مِنْهُ أَعْمَامُهُمْ

نہیں کیا کہ ہم کس طرح خشک بجز زمین پر پانی لے آتے ہیں پھر اس کے ساتھ کھیت اگاتے ہیں جس میں سے ان کے

وَأَنْفُسُهُمْ ۗ أَفَلَا يُبْصِرُونَ ۗ وَيَقُولُونَ مَتَى هَذَا الْفَتْحُ إِن كُنْتُمْ

پروپائے اور وہ خود بھی کھاتے ہیں۔ کیا پھر بھی یہ لوگ نہیں دیکھتے اور کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ کب ہوگا

صٰدِقِيْنَ ۗ قُلْ

اگر تم سچے ہو۔ تو کہہ

تمہیں معلوم ہے کہ ہم نے حضرت موسیٰ سلام اللہ علیہ کو بھی کتاب (تورات) دی تھی۔ پس تو اس کتاب کے موسیٰ کو ملنے

میں ہرگز شک نہ کیجیو۔ بلکہ تسلیم کیجیو اور ہم نے اس کتاب کو بنی اسرائیل کے لیے ہدایت نامہ بنایا تھا اور جب بنی اسرائیل نے

تکلیفات شدیدہ پر صبر کیا تو ہم نے ان میں کئی ایک امام بنائے جو ہمارے حکم سے لوگوں کو ہدایت کرتے تھے اور خود بھی ہمارے

احکام پر یقین رکھتے تھے۔ اب جو دنیا کے لوگوں کے درمیان دینی امور میں اختلاف شدیدہ ہو رہے ہیں تمہارا پروردگار قیامت

کے روز ان کے اختلافی امور میں فیصلہ کرے گا۔ قیامت کا ذکر سن کر جو یہ لوگ بھناتے ہیں کیا یہ بات ان کو کچھ بھی ہدایت

نہیں کرتی کہ ان سے پیشتر ہم نے کتنی قوموں کو ان کی شرارتوں کی وجہ سے ہلاک کر دیا۔ یہ لوگ ان ہلاک شدوں کے مکانات

اور مقامات میں چلتے پھرتے ہیں ان کے اجڑے دیار کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں وہاں کے درود دیوار سے گویا آواز آتی ہے کہ

کون تھے آج کیا ہو گئے تم ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم

اگر سوچیں تو اس واقعہ میں بہت سی نشانیاں ہیں تو کیا یہ لوگ سنتے نہیں؟ کیا انہوں نے اس پر بھی کبھی غور نہیں کیا ہم

(خدا) کس طرح خشک بجز زمین پر پانی کے بادل لے آتے ہیں پھر اس پانی کے ساتھ کھیت اگاتے ہیں جس میں سے ان کے

چوپائے اور وہ خود بھی کھاتے ہیں کیا پھر بھی یہ لوگ چشم بصیرت سے نہیں دیکھتے اور کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ جو تم مسلمان ہم کو

سناتے ہو کہ ہمارا تمہارا فیصلہ ہوگا یہ کب ہوگا؟ اگر تم مسلمان سچے ہو تو بتلاؤ۔ اے نبی! تو ان سے کہہ کہ فیصلہ کی تاریخ تو خدا ہی

کو معلوم ہے اس کا تو کسی کو علم نہیں نہ اس نے کسی کو بتلایا ہے۔

يَوْمَ الْقِيَامِ لَا يَنْفَعُ الَّذِينَ كَفَرُوا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنظَرُونَ ۝ فَاعْرِضْ عَنْهُمْ

فیصلہ کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا سود مند نہ ہوگا اور نہ ان کو مہلت ملے گی پس تو ان سے روگردانی

وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُنْتَضِرُونَ ۝

کر اور منتظر رہ وہ بھی منتظر ہیں

سورۃ الاحزاب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا

اے نبی! تو خدا سے ڈرتا رہ اور کافروں اور منافقوں کی کبھی تابعداری نہ کیجیو اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت

حَكِيْمًا ۝ وَاَتَّبِعْ مَا يُوْحٰى اِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيْرًا ۝

والا ہے اور تو اسی بات کی پیروی کیا کیجیو جو تیرے پروردگار کی طرف سے تجھ پر نازل ہوئی ہے بے شک اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے

البتہ یہ بتلایا ہے کہ فیصلہ کے دن کافروں کا ایمان لانا ان کو سود مند نہ ہوگا۔ کیونکہ اس روز سب کچھ چھپا چھپایا ظاہر ہو جائے گا اور

نہ ان کو مہلت ملے گی۔ پس اے نبی! تو ان سے روگردانی کر اور منتظر رہ کہ ان سے تمہارا فیصلہ کیا ہوتا ہے۔ وہ بھی منتظر ہیں پس

آئندہ کو جو فیصلہ ہو گا وہ تم سب کو معلوم ہو جائے گا۔

سورۃ الاحزاب

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت بخشنے والا بڑا ہی مہربان ہے

اے نبی! تو ہمیشہ خدا سے ڈرتا رہ اور دین کے معاملہ میں ظاہری کافروں اور باطنی کافروں اور منافقوں کی کبھی تابعداری نہ

کیجیو کیونکہ یہ لوگ ہمیشہ بری راہ ہی بتلائیں گے۔ ہاں دین کے علاوہ کسی دنیاوی کام میں یا دین میں بھی کسی اچھے کام کا مشورہ

دیں تو اس سے انکار نہیں کرنا چاہیے کیونکہ برے آدمی یا بری قوم کے کل کام برے نہیں ہوتے بلکہ برے کام اسی قدر

ہوتے ہیں جو دین کے مخالف ہوں وہ ضالۃ الکلیم ہے۔ سنو اللہ تعالیٰ بڑے علم والا اور بڑی حکمت والا ہے جو کچھ وہ تم کو حکم

دیتا ہے۔ باقی امور جو دین کے مخالف نہیں وہ علم و حکمت پر مبنی ہوتے ہیں اور ان میں غلطی کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اس لیے تجھ

کو اے نبی! حکم دیا جاتا ہے کہ تو اسی بات کی پیروی کیا کیجیو جو تیرے پروردگار کی طرف سے تجھ پر نازل ہوئی ہے خواہ وہ بات

بذریعہ وحی جلی کے تجھ کو پہنچے جیسے قرآن مجید یا بذریعہ وحی خفی کے جیسے حدیث شریفؐ پیشد۔ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے

باخبر ہے۔

۱۔ یہ لفظ ایک حدیث کا ہے جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے:

﴿كَلِمَةُ الْحِكْمَةِ ضَالَةٌ الْحَكِيمِ حَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ اِحْقَ بَهَا﴾ یعنی دانائی اور حکمت کی بات گویا مومن کی اپنی چیز ہے جہاں سے پائے وہ اس کا

مستحق ہے پس اس کے لینے میں ایسی جلدی کرے جیسے کوئی اپنی چیز کو لیتا ہے (منہ)

۲۔ حدیث شریف کے وحی خفی ہونے کے ثبوت میں ہمارا ایک رسالہ ہے جس کا نام ہے ”حدیث نبوی“ (منہ)

وَمُوَكَّلٌ عَلَى اللَّهِ وَكَفَى بِاللَّهِ وَكِيلًا ۝ مَا جَعَلَ اللَّهُ لِرَجُلٍ مِنْ قَلْبَيْنِ فِي

اور خدا پر بھروسہ رکھ اور اللہ ہی کارساز کافی ہے۔ خدا نے کسی آدمی کے لئے دو دل نہیں بنائے

جَوْفَ هُوَ مَا جَعَلَ أَرْوَاجَكُمْ إِلَيْ تَطْهَرُونَ مِنْهُنَّ أَمْهَاتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ

اور خدا نے تمہاری بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری مائیں اور تمہارے لے پالک بیٹوں کو تمہارے

أَبْنَاءَكُمْ ۚ ذَلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ ۚ وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ ۝

بیٹے نہیں بنایا یہ باتیں تو صرف تمہارے منہ کی ہیں اور خدا سچ کہتا ہے اور سیدھی راہ کی ہدایت کرتا ہے۔

أَدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ ۚ فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي

تم ان کو ان کے والدوں کے نام سے بلایا کرو خدا کے ہاں یہ بڑی انصاف کی بات ہے اور اگر تم ان کے باپوں کو نہ جانتے ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی

پس تو اسے نبی! اسی کی ہدایت پر چلا کر اور خدا پر بھروسہ رکھ اور دل میں جان رکھ کہ اللہ تعالیٰ ہی کارساز کافی ہے پس تو اسی کو

کارساز بنا اور دل میں ٹھان رکھ کہ خدا کے سوا کوئی بھی نہیں جو بندوں کی حاجات کو پورا کر سکے یا کسی آڑے وقت میں ان کی فریاد

کو سن سکے غرض یہ دل میں جمارکھ کہ ۔

وہ مالک ہے سب آگے اسکے لاچار نہیں ہے کوئی اس کے گھر کا مختار

بعض لوگ جو زبان سے خدا پر توکل اور اس کی محبت کا اظہار کرتے ہیں مگر عملی طور پر وہ اس کا ثبوت نہیں دے سکتے اگر ان کے

دل میں خدا کی محبت نے جگہ پکڑی ہوئی تو مجال نہ تھی کہ دوسرے کسی کی جگہ رہتے کیونکہ خدا تعالیٰ نے کسی آدمی کے لیے دو

دل نہیں بنائے کہ ایک میں خدا کی محبت ہو اور دوسرے میں کسی غیر کی۔ دل تو ایک ہی ہے پس اس میں دو کی گنجائش کہاں۔ کیا

تم نے صوفیا کرام کا یہ مقولہ نہیں سنا کہ ۔

العشق نار يحرق ماسوى الله

عشق الہی کی آگ خدا کے سوا سب چیزوں کو بھسم کر جاتی ہے۔ غیر اللہ کی محبت رکھ کر خدا کی محبت کا دعویٰ کرنا ایسا ہی غلط ہے

جیسا تم غصہ کی حالت میں اپنی بیویوں کو مائیں کہہ دیا کرتے ہو اور دوسروں کے بیٹوں کو اپنا کہہ کر پکارا کرتے ہو حالانکہ خدا نے

تمہاری بیویوں کو جن سے تم ظہار کرتے ہو تمہاری مائیں اور تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے نہیں بنایا۔ یہ باتیں تو

صرف تمہارے منہ کی ہیں جن کی اصلیت کچھ بھی نہیں۔ بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ جن کو خدا نے نہ جوڑا ہو وہ مخلوق کے جوڑنے

سے قدرتی جوڑ کی طرح جڑ جائے اور اس کے جوڑنے والے کو وہی فائدہ دے جو خودائی جڑے ہوئے کو دیتا ہے سنو! خدا سچ کہتا

ہے اور سیدھی راہ کی ہدایت کرتا ہے۔ چونکہ لے پالک بنانے کی رسم قانون قدرت کے خلاف ہے اس لیے خدا تم کو حکم دیتا ہے

کہ تم ان لے پالکوں کو ان کے والدوں کے نام سے بلایا کرو یعنی جن کے نطفے سے ان کی پیدائش ہو انہی کے نام سے ان کو بلایا

کرو نہ کہ لے پالک بنانے والے کے نام سے جن کا اس کے ساتھ بجز زبانی دعویٰ کے کوئی تعلق نہیں۔ خدا کے ہاں یہ بڑی

انصاف کی بات ہے اور اگر تم ان کے باپوں کو نہ جانتے ہو مثلاً وہ کسی دور دراز ملک سے یتیمی یا کسی مہر سی کی حالت میں آئے

ہوئے ہیں تو وہ تمہارے دینی بھائی

شان نزول:

۱۔ عرب میں ایک عام دستور تھا کہ خاندان اپنی بیوی کو ماں کی پینہ کی طرح کہہ دیا کرتا تھا۔ اس کو ظہار کہتے تھے۔ پھر وہ اس

عورت کو بالکل ماں کی طرح سمجھتا تھا ان کی اصلاح کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی جس کا مطلب یہ ہے کہ عورت کو ماں کہنے سے

ماں نہیں ہو سکتی اس کو ماں کہنا غلط ہے (منہ)

الذِّينَ وَمَوَالِيَهُمْ ۗ وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ ۚ وَلَكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ

اور دوست ہیں اور جن باتوں میں تم خطا کر جاؤ ان میں تم پر گناہ نہیں لیکن جو کام دل کے قصد

اَقْلُوبِكُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ

سے کر دے۔ خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ خدا کا نبی مسلمانوں کے حق میں ان کی جانوں سے بھی قریب تر

وَأَزْوَاجَهُ أُمَّهَاتُهُمْ ۗ وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ

ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں اور الہی شریعت میں رشتہ دار۔ بعض بعض کے ساتھ دیگر ایمانداروں اور

مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ

مساجروں سے قریب تر ہیں

اور مذہبی دوست ہیں پس ان کو چھوٹے بھائیوں کی طرح سمجھو اور اسی طرح بلایا کرو۔ ہاں یہ بھی یاد رکھو کہ جن باتوں میں تم

خطا کر جاؤ ان میں تم پر گناہ نہیں مثلاً تم نے جن بچوں کو اس حکم سے پہلے لے پالک بنایا ہو اور تمہاری عادت ان کو بیٹا بیٹنا کہنے کی

ہو گئی ہو تو غلطی سے کسی وقت ان کو بیٹا تمہارے منہ سے نکل جائے جو دانستہ نہ ہو تو اس میں تم کو گناہ نہیں لیکن جو کام دل کے

قصد سے کرو گے اس پر مواخذہ کا خوف ہے۔ تاہم یقین رکھو کہ خدا تعالیٰ بخشنے والا رحم والا ہے۔ اس کے رحم سے حصہ لینا

چاہو تو اس کے رسول کی عزت اور تعظیم جیسی کہ تم کو خدا سکھاتا ہے کرو کیونکہ خدا کا نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ مسلمانوں کے

حق میں ان کی جانوں سے بھی قریب تر ہے یعنی جس قدر ان کی جانوں کے حقوق ان پر ہیں اس سے بھی کہیں زیادہ پیغمبر کے

حقوق ان پر ہیں۔ اس کی مثال یہ سمجھو کہ کسی موقع پر کوئی کام ایسا درپیش آجائے کہ نبی کی عزت قائم رکھنے اور بچانے کے لیے

کسی مسلمان کی جان بھی کام آئے تو مسلمان کا فرض ہے کہ ایک جان کیسا سوجان کو بھی قربان کر دے کیونکہ

دل لیا ہے تو جان بھی لے لو ہم سے بے دل رہا نہیں جاتا

کیونکہ نبی کا حق مسلمانوں پر سب سے زیادہ ہے گویا باپ کے حقوق بھی بہت۔ ماں باپ کے حقوق کو بھی تو نبی ہی نے بتلایا ہے

نیز ماں باپ جسمانی مربی ہیں اور نبی روحانی مربی ہے جس کی تربیت کا اثر دوام زندگی پر پہنچتا ہے۔ اس لیے نبی کے حقوق سب سے

زیادہ ہیں اور اس کی بیویاں تعظیم و تکریم میں ان مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ باقی سبھی رشتے کچھ چیز ہی

نہیں اور ان کے حقوق سب سلب ہیں۔ نہیں بلکہ الہی شریعت میں اصل رشتے دار بعض بعض کے ساتھ دیگر ایمانداروں اور

مساجروں سے قریب تر ہیں مثلاً کسی مسلمان میں ایک شخص سے سلوک کرنے کی توفیق ہے مگر اس کے سامنے دو شخص محتاج ہیں

جن میں سے ایک اس کا رشتہ دار اور قریبی ہے اور دوسرا اجنبی۔ پس اس کو چاہیے کہ وہ سلوک اپنے رشتہ دار سے کرے۔

۱۔ ہماری اس تفسیر سے واضح ہو گا کہ یہ آیت نہ تو کسی آیت یا حکم کی ناخ ہے نہ منسوخ۔ ایسی آیات کو منسوخ کہنا بعض مفسروں کی جلد بازی کا

نتیجہ ہے حدیث شریف میں جو آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے انصار مساجرین کو باہم بھائی بنا دیا تھا وہ رشتہ دار تھا نہ کہ نسب کا۔ بھلا جو قرآن لے پالکوں

کو بیٹا کہنے سے منع کر دے وہی یہ حکم دے سکتا ہے کہ ایک مساجر اپنی ولدیت لکھواتے ہوئے انصار کے باپ کا نام لکھادے یا ایک انصار اپنی ولدیت

لکھاتے وقت مساجر کے باپ کا نام بتلا دے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ اس آیت نے رشتہ دار کو جو آنحضرت ﷺ نے انصار اور مساجرین میں مقرر اور مضبوط

کیا تھا اسے اب بھی بحال رکھا ہے۔

﴿إِن تَفْعَلُوا إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ مَعْرُوفًا﴾ میں اسی طرف اشارہ ہے (نہ)

إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَيَّ أُولِيكُمْ مَعْرُوفًا كَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا ۝ وَإِذْ

لیکن اپنے دوستوں سے کوئی سلوک کرو۔ الہی شریعت میں یہ حکم اسی طرح لکھا ہوا ہے اور اے نبی!

أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَ

ہم نے جب نبیوں سے اور تجھ سے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ ابن مریم

عِيسَىٰ ابْنِ مَرْيَمَ ۖ وَآخَذْنَا مِنْهُم مِّيثَاقًا غَلِيظًا ۝ لَيَسْئَلُ الْمُتَّقِينَ

سے پختہ وعدہ لیا تھا نتیجہ یہ ہوگا کہ راست بازوں کو خدا

عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَأَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

راست بازی سے سوال کرے گا اور جو لوگ منکر ہیں ان کے لئے اس نے دکھ کی مار تیار کر رکھی ہے مسلمانو! تم خدا کی نعمت

اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا

کو یاد کرو جب تم پر فوجیں چڑھ آئی تھیں تو ہم نے ان پر تیز ہوا اور توپوں بھیجیں

أَوْ رَاغِبِينَ ۚ وَأَنْتُمْ كَاذِبِينَ ۚ وَاللَّهُ يَخْتَارُ ۚ وَإِن تَلَاوَنَّا لَهُ عَدَابًا

اور اگر دونوں سے کر سکتا ہے تو بیشک دونوں سے کرے۔ یہ مطلب ہے اولیٰ ہونے کا۔ واجبی حقوق ادا کرنے میں رشتہ دار سب

سے مقدم ہیں لیکن تم حسب مقدور اپنے دوستوں سے کوئی سلوک کرو تو تمہیں کوئی روک نہیں تاہم مقابلہ میں رشتہ دار کا حق

مقدم ہوگا۔ الہی شریعت میں یہ حکم ابتدائے دنیا سے اسی طرح لکھا ہوا ہے اور سنو! یہ جو تم کو حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کا خوف دل

میں رکھو اور تقویٰ اختیار کرو یہ کوئی تم ہی کو حکم نہیں بلکہ تم سے پہلے سب لوگوں کو یہی حکم تھا۔ اے نبی! کیا تجھے معلوم نہیں ہم

نے جب نبیوں سے اور تجھ سے اور نوح سے ابراہیم سے موسیٰ سے اور عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام سے اسی مضمون تقویٰ اور

توحید کا ان سب سے پختہ وعدہ لیا تھا تو پھر انھوں نے کیسا عمدہ نباہا۔ اسی طرح مسلمانوں کو حکم ہوا ہے پس وہ بھی مضبوط رہیں

کیونکہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ راست بازوں اور راست گوؤں کو خدا راست بازی سے سوال کرے گا یعنی انبیاء علماء اور صلحاء کو تبلیغ

احکام سے پوچھے گا اور تابعداروں کو نیک بدلہ دے گا اور جو لوگ ان کی تعلیم سے منکر ہیں ان منکروں کو سخت عذاب میں مبتلا

کرے گا کیونکہ ان کے لیے اس نے دکھ کی مار تیار کر رکھی ہے پس مسلمانو! تم ابھی سے اس کی فرمانبرداری پر تیار اور مستعد

ہو جاؤ اور اپنے حال پر خدا کی نعمت اور احسان کو یاد کرو جب تم پر چاروں طرف سے کفار کی فوجیں چڑھ آئی تھیں تو ہم (خدا) نے

ان پر تیز ہوا اور آسمانی فرشتوں کی فوجیں بھیجیں!

ان پر تیز ہوا اور آسمانی فرشتوں کی فوجیں بھیجیں!

ان پر تیز ہوا اور آسمانی فرشتوں کی فوجیں بھیجیں!

۱۔ ہجرت کے چوتھے سال کفار عرب نے مع یہود و نصاریٰ کے عام بلوہ کر کے مدینہ منورہ کو آگھیر اٹھا اور پندرہ روز محاصرہ رکھا اپنی کثرت

کے گھمنڈ اور فتح کے یقین پر اترائے ہوئے محاصرہ کئے بیٹھے رہے مگر حملہ نہ کرتے تھے کہ تکلیف اور خوف سے ان (مسلمانوں) کو ماریں گے۔

اب ان کو مارنا مشکل ہی کیا ہے مسلمان مدینہ النبی میں محصور تھے۔ اتنی مدت میں خدائی قدرت کے عجیب عجیب نشان ظاہر ہوئے تھے جن میں

سے ایک یہ تھا کہ خدا نے مسلمانوں کی مدد کیلئے آسمان سے فرشتے نازل کئے جن کا اس آیت میں ذکر ہے۔ رہی یہ بحث کہ فرشتے اتارے یا اس

سے کچھ اور مراد ہے سو اس کا ذکر پہلے جلد دوئم میں گزر چکا ہے۔ آخر کار کفار جب اس لڑائی میں ناکام واپس ہوئے تو حضور نبی ﷺ نے فرمایا

کہ آئندہ ان کو حوصلہ حملہ کرنے کا نہ ہوگا ہم ہی ان پر حملہ آور ہو کریں گے چنانچہ یہ پیش بینی پوری ہو گئی۔ اس لڑائی کا نام جنگ احزاب

بھی ہے اور جنگ خندق بھی (منہ)

لَمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝ اِذْ جَاءُوكُمْ مِنْ قَوْقُمٍ وَمِنْ

جن کو تم نے نہ دیکھا تھا اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا تھا جب وہ تمہارے اوپر کی طرف سے اور نیچے کی طرف سے

أَسْفَلَ مِنْكُمْ ۚ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَكُفَّتْ

تم پر ٹوٹ پڑے تھے اور جب آنکھیں پھری کی پھری رہ گئیں تھیں اور کلیجے منہ کو آچکے تھے اور تم اللہ کی نسبت

بِاللَّهِ الظُّنُونَا ۝ هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ۝ وَإِذْ

طرح طرح کی بدگمانیاں کرتے تھے اس وقت مسلمانوں کی جانچ کی گئی اور زور سے ہلائے گئے اور جب منافق اور وہ

يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ

لوگ جن کے دلوں میں مرض تھا کہتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو وعدے ہم سے کئے تھے وہ

إِلَّا غُرُورًا ۝ وَإِذْ قَالَتْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ

محض دھوکا تھے اور جب ان میں سے کئی ایک کہتے تھے کہ

جن کو تم نے نہ دیکھا تھا کیونکہ وہ بوجہ لطافت تمہارے دیکھنے میں نہیں آسکتے تھے اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا تھا۔

جس ارادے سے تم کوئی کام کرتے اور محاصرہ میں جو حرکات تم سے سرزد ہوتی تھیں ان سب کی خدا کو خبر تھی اور اب بھی

ہے۔ تمہیں تو یاد ہو گا کہ وہ وقت تم پر کیسا سخت تھا جب وہ کفار تمہارے اوپر کی طرف سے نیچے کی طرف سے یعنی مشرق اور

مغرب تم پر ٹوٹ پڑے تھے اور جب مارے خوف کے تمہاری آنکھیں پھری کی پھری رہ گئی تھیں اور مارے دہشت کے کلیجے

منہ کو آچکے تھے اور تم اس وقت اللہ کی نسبت قسما قسم کی بدگمانی کرتے تھے۔ کوئی پاک باز مسلمان تو دل میں یہ سمجھتا تھا کہ خدا

ضرور ہماری مدد کرے گا ہم کو جو ہمارے رسول ﷺ نے خبر بتلائی ہوئی ہے وہ بے شک سچی ہو کر رہے گی مگر کوئی کمزور اور

ضعیف القلب یہ بھی کہتا تھا کہ بس اب مرے کہ مرے۔ بچ پوچھو تو اس وقت پکے مسلمانوں کی جانچ کی گئی اور وہ خوب ہی زور

سے ہلائے گئے۔ پھر جو لوگ پختہ نکلے ان کو تو دائمی وفاداری کی سند مل گئی اور جو بے وفائیت ہوئے ان کی بے وفائی کا اظہار

ہو گیا۔ یہ وہی وقت تھا جب منافق یعنی بے وفادور نے ظاہری مومن اور باطنی کافر اور وہ لوگ جن کے دلوں میں ضعف ایمان

وغیرہ کا مرض تھا بے اختیار منہ سے کہتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو فتح و نصرت کے وعدے ہم سے کئے تھے وہ محض

دھوکا اور ابلہ فریبی تھے۔ بھلا اگر سچے ہوتے تو ہماری یہ گت کیوں ہوتی جو ہم دیکھ رہے ہیں کہ کھانے کو دانہ نہیں، پینے کو پانی

نہیں اور ہنسنے کو کپڑا نہیں۔ گویا یہ مصرع ہمارے ہی حق میں ہے۔

اس قفس کے قیدیوں کو آبودانہ منع ہے

اور کہنے کو ہم جی خوشی کر رہے ہیں کہ دین و دنیا میں ہماری ہی فتح ہوگی۔ اگر یہی فتح ہے تو خدا حافظ۔ مگر ان نادانوں کو خبر

نہ تھی کہ اس تکلیف کار از کیا ہے اور اس کی وجہ کیا ہے کہ چند روزہ مسلمانوں کو تکلیف پہنچی۔ منجملہ اور وجوہات کے ایک

وجہ یہ بھی تھی کہ لوگوں کو عام طور پر معلوم ہو جائے کہ نبی اور نبی کے تابعدار بھی خدائی کاموں میں کوئی دخل نہیں

رکھتے۔ یہاں تک کہ اپنے آپ سے بھی کوئی تکلیف دفع نہیں کر سکتے جو کچھ کرتا ہے خدا ہی کرتا ہے نہ اس کے کئے کو

پھیر سکتے ہیں۔ واقعی وہ وقت بڑا ہی نازک تھا۔ جب ان منافقوں میں سے کئی ایک گروہ مخلص مسلمانوں کو ڈرانے کی

نیت سے کہتے تھے۔

يَا هَلْ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا ۚ وَبَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُولُونَ

اے مدینہ کے باشندو! تمہارا یہاں ٹھکانہ نہیں جس تم واپس چلے جاؤ اور ایک گروہ ان میں کا نبی سے گھروں کو جانے کی اجازت مانگتا

إِنَّ بَيْوتَنَا عَوْرَةٌ ذُو مَاهِي بِعَوْرَةٍ ۖ إِنْ يُرِيدُونَ إِلَّا فِرَارًا ۖ وَلَوْ دُخِلَتْ

تھا۔ کہتے تھے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ ان کے مکان غیر محفوظ نہیں وہ صرف بھاگنا چاہتے ہیں اور اگر مخالف فوجیں ان پر

عَلَيْهِمْ مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سَأَلُوا الْفِتْنَةَ لَأَتَوْهَا وَمَا تَلَابَثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا ۖ

مدینہ کی اطراف سے آجائیں اور ان کو فساد میں دعوت دی جاتی تو فوراً اس میں کود پڑتے پھر تو شر میں بہت کم ٹھہرتے

وَلَقَدْ كَانُوا عَاهِدُوا لَ اللَّهِ مِنْ قَبْلُ لَا يُؤَلُّونَ الْأَذْبَانَ ۖ وَكَانَ عَهْدُ اللَّهِ

حالانکہ اس سے پہلے خدا سے وعدہ کر چکے تھے کہ ہرگز پیٹھ نہ دیں گے۔ اور خدا کے وعدے کا سوال ضرور ہوگا۔

مَسْئُولًا ۖ قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمْ الْفِرَارُ إِنْ قَرَّرْتُمْ مِنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذَا لَا

تو کہہ دے کہ موت سے یا قتل ہونے سے تم بھاگتے ہو تو یہ بھاگنا تم کو نفع نہ دے گا اور تم بہت ہی کم

تُنتَعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۖ قُلْ مَنْ ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُمْ مِنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ

فائدہ اٹھائے۔ تو کہہ بھلا اگر خدا تمہارے حق میں برائی کرے یا تم کو کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو اللہ سے ورے کون

سَوْءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۗ

سے جو تمہاری حفاظت کر سکے؟

اے مدینہ کے مسلمان باشندو! تمہارا یہاں اب ٹھکانا نہیں ذرا آنکھیں کھول کر تو دیکھو کہ کس طرح سے مخالف فوجوں کا مذی دل

آ رہا ہے۔ کچھ دیکھتے بھی ہو کیا ہو رہا ہے؟ کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لو گے تو کیا بلی بھی بند کر لے گی؟ ہرگز نہیں۔ پس تم اپنا

ٹھکانہ بناؤ اور چلتے بنو بہتر ہے کہ تم اس میدان سے گھروں کو واپس چلے جاؤ اور یہاں دم بھر کے لیے بھی مت ٹھہرو۔ ایک گروہ تو

اس برکانے میں لگ رہا تھا اور ایک گروہ ان میں کا نبی ﷺ سے گھروں کو جانے کی اجازت مانگتا تھا۔ کہتے تھے کہ ہمارے گھر بالکل

خالی اور غیر محفوظ ہیں صرف مستورات ہی ہیں اور مخالفوں کا خدشہ ہے کہ کسی وقت حملہ آور ہو کر ہمارا مال و اسباب لوٹ نہ لے

جائیں حالانکہ ان کے مکان غیر محفوظ نہیں۔ نہ ان کو کسی طرح کا خطرہ ہے بلکہ وہ اس بہانے سے صرف بھاگنا چاہتے ہیں۔ حال

یہ ہے کہ اگر یہی مخالف فوجیں ان پر مدینہ کی اطراف سے آجائیں اور ان کو فساد کی جنگ میں شرکت کی دعوت دی جاتی تو فوراً اس

میں کود پڑتے پھر شہر میں بہت کم ٹھہرتے بلکہ سنتے ہی مسلمانوں پر ٹوٹ پڑتے کیونکہ وہ تو ان کے حسب منشا ہے مگر مسلمانوں

میں مل کر کام کرنا خلاف منشا ہے حالانکہ اس سے پہلے اسی زبان کے ساتھ خدا سے وعدہ کر چکے تھے کہ وقت پڑنے پر ہرگز پیٹھ نہ

دیں گے لیکن آخر کار ثابت ہوا کہ یہ لوگ قول کے پکے اور بات کے سچے نہیں۔ مگر کیا یہ سمجھتے ہیں کہ خدا ان سے نہیں پوچھے گا

؟ بے شک پوچھے گا کیونکہ خدا کے وعدہ کا سوال ضرور ہوگا۔ ہرگز تخلف نہ ہوگا غور کرنے سے ان کی اس بزدلی کا اصل راز یہ

معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ موت سے بچنے کے لیے ایسا کرتے ہیں۔ پس اے نبی! تو ان سے کہہ دے کہ موت سے یا قتل ہونے

سے تم بھاگتے ہو تو یہ بھاگنا تم کو نفع نہ دے گا اور بھاگ کر بھی تم بہت ہی کم فائدہ اٹھاؤ گے جو قریب قریب نفی کے ہوگا۔ اے

نبی! تو آہستگی سے یہ بھی ان سے کہہ اور سوال کر بھلا اگر خدا تمہارے حق میں کسی قسم کی برائی کرے یا تم کو کوئی فائدہ پہنچانا

چاہے تو اللہ سے ورے کون ہے جو اس فائدے کو تم سے روک لے یا اس کی مصیبت سے تمہاری حفاظت کر سکے۔

وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ

اللہ کے سوا کسی کو اپنا والی اور مددگار نہ پائیں گے جو دوسروں کو روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے

مِنكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا وَلَا يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ أَشِحَّةً

کئے ہیں کہ ہماری طرف آؤ خدا ان کو خوب جانتا ہے۔ یہ منافق لوگ تمہارے معاملہ میں بخل کرتے ہوئے لڑائی میں بہت کم

عَلَيْكُمْ ۝ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ رَأَيْتُمْ بِرَأْسِكُمْ يُنْظَرُونَ إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي

شریک ہوتے ہیں۔ جب کوئی خوف آتا ہے تو تم ان کو دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھیں یوں پھرتی ہیں جیسے کسی پر موت سے غشی

يُغْشَى عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۝ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَقَطُوا بِالنَّيْتِ حَدَادٍ أَشِحَّةً

آئی ہو۔ پھر جب وہ خوف چلا جاتا ہے تو یہ لوگ بہتری کی امید پر بڑی تیز لسانی سے تمہارے

عَلَى الْخَيْبِ أُولَئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ ۝ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝

ساتھ ہائیں کرتے ہیں چونکہ یہ لوگ دل سے ایمان نہیں لائے پس اللہ نے ان کے نیک کام ضائع کر دیئے اور یہ بات خدا کے نزدیک بہت ہی آسان ہے

اور اس کی آئی ہوئی بلا کو ٹلا دے یا رحمت کو روک دے؟ کوئی نہیں کیا تم نے نہیں سنا؟

اوست سلطان ہرچہ خواہد آں کند عا لے را در دے ویران کند

اس لیے کوئی بھی ان کو نہ بچا سکے گا اور اللہ کے سوا کسی کو اپنا والی نہ مددگار پائیں گے کیونکہ

ہست سلطانی مسلم مرورا نیست کس راز ہرہ چون و چرا

پس تم سن رکھو کہ تم میں سے جو خود بھی شریک کار نہیں ہوتے اور دوسروں کو روکتے ہیں اور اپنے ملکی اور آبائی بھائیوں سے کہتے

ہیں کہ ہماری طرف آؤ اور لڑائی سے الگ رہو۔ میاں دنیا میں آخر انسان کو کبھی کسی سے مطلب کسی سے کام۔ جب ہی تو کسی

دنیا دار تجربہ کار نے کہا ہے۔ بشر کو چاہئے ملتا ہے زمانے میں کسی دن کام یہ صاحب سلامت آہی جاتی ہے

یقین جانو خدا ان سب کو جانتا ہے چونکہ یہ منافق لوگ تم مسلمانوں کے دل سے خیر خواہ نہیں بلکہ بد خواہ ہیں تمہارے قومی

کاموں میں نہ مال سے مدد کرتے ہیں نہ جان سے اسی لیے تمہارے معاملہ میں بخل کرتے ہوئے لڑائی میں بہت کم شریک

ہوتے ہیں جب کوئی خوف سامنے سے آتا ہے تو تم ان منافقوں کو دیکھتے ہو کہ ان کی آنکھیں یوں پھرتی ہیں جیسے کسی پر موت

سے غشی آئی ہو یعنی حیران و ششدر ہو رہے ہیں کیا کریں؟ پیچھے ہٹیں گے؟ آگے بڑھیں؟ پھر جب وہ خوف چلا جاتا ہے اور

بجائے تکلیف کے فتح یابی کے آثار نمودار ہوتے ہیں تو یہ منافق لوگ بدستور سابق خیر اور بہتری کی امید پر اپنے مطلب کے

لیے بڑی تیز لسانی سے تمہارے ساتھ باتیں کرتے ہیں چڑچڑ کر کے بولتے ہیں۔ میاں! میں نے فلاں آدمی کو ایسا دھک دیا کہ

بس چاروں شانے چت گرا۔ کوئی کہتا ہے فلاں مشرک فلاں مومن پر چڑھا آ رہا تھا میں نے جو دیکھا تو پیچھے سے ایک لگائی بس

اس کا تو اسی میں کام تمام ہو گیا۔ غرض اسی قسم کی مطلبی باتیں کرتے ہیں حالانکہ یہ سب کچھ ان کی خوش آمدی کارروائی ہوتی

ہے جو اہل بصیرت کے نزدیک ایک سفہانہ حرکت ہے مگر یہ کیوں ایسی حرکت کرتے ہیں؟ اس لئے کہ چونکہ یہ لوگ دل سے

ایمان نہیں لائے پس اللہ تعالیٰ نے ان کے نیک کام بھی ضائع کر دیئے کوئی ثواب ان کو نہ ملے گا کیونکہ ان اعمال صالحہ میں جب

کفر و شرک کی آمیزش ہے تو کس طرح ان کا صلہ ان کو مل سکے؟ اس لیے سب کئے کرائے اکارت گئے اور یہ بات خدا کے

نزدیک بہت ہی آسان ہے کفار کی ظاہری عظمت اور بزرگی ہے تو مخلوق کے نزدیک ہے نہ کہ خدا کے نزدیک۔

يَجْسِبُونَ الْأَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوا ۚ وَإِنْ يَأْتِ الْأَحْزَابُ يَوَدُّوْا كُوْا أَتَهُمْ بِأَدُوْنَ

ابھی تک ان کو یہی خیال جم رہا ہے کہ لشکر ابھی نہیں گئے اور اگر کوئی لشکر آجائے تو یہ لوگ یہی چاہیں گے کہ کاش ہم دیہاتوں میں

فِي الْأَعْرَابِ يَسْأَلُونَ عَنْ أَنْبَاءِكُمْ ۚ وَلَوْ كَانُوا فِيكُمْ مَا قُتِلُوا إِلَّا وَلِيًّا ۝

بے ہوئے وہیں سے تمہارے احوال پوچھا کرتے اور اگر یہ لوگ تم میں ہوتے بھی تو لڑائی میں بہت ہی کم شریک ہوتے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَاليَوْمَ الْآخِرَ

رسول خدا میں تمہارے لئے یعنی جو لوگ اللہ کی ملاقات اور پچھلے دن کی بہتری کی امید رکھتے ہیں اور خدا کو بہت بہت یاد کرتے ہیں

وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ وَلَقَدْ رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ ۚ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ

عمدہ نمونہ ہے اور جب ایمانداروں نے فوجوں کو دیکھا تو کہا یہ تو وہی واقعہ ہے جس کا وعدہ اللہ اور رسول نے

وَرَسُولُهُ ۚ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا سَرَّاهُمْ إِلَّا أَيْمَانَنَا وَتَسْلِيمًا ۝ وَمِنَ

ہم سے کیا ہوا ہے اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس سے بھی لگے ایمان اور تسلیم میں زیادتی ہوئی۔ ابھی ایمانداروں میں

الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ ۚ

ایسے لوگ بھی ہیں کہ خدا کے ساتھ جو انہوں نے وعدے کئے تھے اس میں وہ پورے نظر

یہ منافق لوگ بد اعمالی کے علاوہ بزدل ایسے ہیں کہ ابھی تک ان کو یہی خیال جم رہا ہے کہ مخالف لشکر ابھی نہیں گئے اور اگر آج

کوئی مخالف لشکر آجائے تو یہ لوگ یہی چاہیں گے کہ کاش ہم شہر سے باہر دیہاتوں میں بے ہوتے۔ وہیں سے تمہارے احوال

پوچھا کرتے اور خود اس بلا میں مبتلا نہ ہوتے نہ آنکھوں سے دیکھتے اور سچ تو یہ ہے کہ اگر یہ لوگ تم مسلمانوں میں ہوتے بھی تو

لڑائی میں بہت ہی کم شریک ہوتے۔ وہ بھی اس لیے کہ ہمیں کوئی بزدل نہ کے یا بد خواہ نہ سمجھے۔ حالانکہ رسول خدا بنفس نفیس

لڑائی میں شریک ہے اور رسول خدا اخصیت دین کے جو کام کریں اس میں تمہارے لئے یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ملاقات اور

پچھلے دن قیامت کے روز کی بہتری کی توقع رکھتے ہیں یعنی آخری دن کے لیے تیاری کرتے ہیں اور خدا کو بہت بہت یاد کرتے

ہیں رسول خدا حضرت محمد ﷺ ان کے لیے عمدہ نمونہ ہے۔ وہ دین کے کاموں میں جو کچھ کرے اس کی پیروی کرنی تم کو واجب

ہے۔ اس لیے تو جو لوگ پختہ ایماندار ہیں وہ ہر بات میں پیغمبر خدا ﷺ کے قول و فعل کو یاد رکھتے ہیں اور اس کے پابند رہتے

ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب پختہ ایمانداروں نے کفار کی فوجوں کو دیکھا تو کہا یہ تو وہی واقعہ ہے جس کا وعدہ اللہ اور رسول نے ہم

سے پہلے ہی سے کیا ہوا ہے اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا۔ واقعی جو کچھ فرمایا تھا وہی ہوا اس میں ذرہ بھی تخلف نہ

ہوا۔ ہم سے پہلے ہی کہہ رہا تھا۔

در مسلخ عشق جز نکو را نکشد لاغر صفصال و زشت خورا نکشد

گر عاشق صادق زکشن مگریز مردار بود ہر آنچه او را نکشد

جب سے ہم کو یہ ارشاد ہوا ہے ہم تن بہتہ دیر تھے چنانچہ آج ہم نے پشیم خود دیکھ لیا کہ کفار کی فوجیں بے انتہا ہمارے سامنے ہیں

مگر ہم اپنے ایمان پر پختہ ہیں۔ ان کو خدا نے تسلی بخشی اور اس مشکل واقعہ سے بھی ان کی ایمان اور تسلیم میں زیادتی ہوئی۔

الحمد للہ جیسے جیسے خام لوگ مصیبت میں گرتے گئے پختہ ایماندار ترقی کر گئے۔ ذالک فضل اللہ۔ انہی پختہ ایمانداروں میں ایسے

لوگ بھی ہیں کہ خدا کے ساتھ جو انہوں نے جانثاری اور فرمانبرداری کے وعدے کئے تھے اس میں وہ پورے اترے ان

۱۰۱. **فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا ۝ لِيَجْزِيَ اللَّهُ**

ان میں سے بعض نے اپنی کامیابی حاصل کر لی اور بعض ان میں کے ابھی انتظار میں ہیں۔ اور انہوں نے اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی نتیجہ یہ ہوگا کہ

الضَّالِّقِينَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبُ الْمُنَافِقِينَ ۗ إِنَّ شَاءَ اللَّهُ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ ۗ

اللہ بچوں کو ان کے سچ کا بدلہ دے گا اور منافقوں کو چاہے گا تو عذاب ہوگا یا ان پر رحم کرے گا۔ خدا بڑا

إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا ۝ وَرَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِعَيْثِهِمْ كَمْ يَبْتَلُوا خَيْرًا ۗ

بخشنے والا مہربان ہے۔ خدا نے کافروں کو غصے ہی میں بے نیل و مرام واپس کیا انہوں نے کچھ فائدہ نہ پایا

میں سے بعض نے اپنی کامیابی کر لی یعنی شہید ہو گئے کیونکہ انہوں نے اپنی زندگی کا اعلیٰ مقصد یہی قرار دے رکھا تھا کہ مر کر

حیات پائیں اور بعض ان میں کے ابھی اس انتظار میں ہیں کہ کب کوئی موقع ملے کہ جان دے کر جان لیں اور انہوں نے اس

وعدے میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔

نا اگر تو امید ہی نانت دہند جاں اگر تو امید ہی جانت دہند

وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اس جانکاہی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ بچوں کو نیک بدلہ دے گا اور منافقوں یعنی دو رخوں کو چاہے گا تو عذاب

کرے گا یا ان پر رحم فرماوے گا کیونکہ خدا تعالیٰ بڑا بخشنے والا ہے۔ مہربان ہے ان مومنوں کے استقلال کا نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے ان

کو فتح دی اور کافروں کو غصے ہی میں بے نیل و مرام واپس لے لیا انہوں نے (کافروں) نے اس مہم میں کچھ فائدہ نہ پایا۔

۱۰۲. مدینہ منورہ میں یہودیوں کی دو قومیں بڑی سخت رہتی تھیں ایک کانام بنی قریظہ اور دوسری کانام بنی نضیر تھا۔ دونوں قومیں ہمیشہ مسلمانوں کی چلتی

گاڑی میں روزانہ نکاتی تھیں یہاں تک کہ ان میں چند آدمی (سلام بن ابی لہیعین۔ حنی بن اخطب۔ کنانہ بن ربیع اور ابو عمار و املی وغیرہ مل کر) مکہ والوں کے

پاس آئے اور یہ واقعہ ہجرت سے چوتھے سال کا ہے۔ مکہ والوں کو ان کو یوں برکایا کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں آؤ مل کر ان مسلمانوں کا ستیا س کر ڈالیں مکہ

میں بھی بعض سردار تجربہ کار تھے انہوں نے کہا تم لوگ پڑھے لکھے ہو اور ہمارے اور مسلمانوں کے اختلافات پر بھی مطلع ہو۔ بھلا یہ تو بتاؤ کہ ہم

دونوں میں سے کس کا مذہب اچھا ہے؟ یعنی بت پرستی اچھی ہے یا اسلام اچھا؟ ہے خود مطلب یہودیوں نے باوجودیکہ ان کے مذہب میں بھی بت

پرستی صحیح تھی صاف کہہ دیا کہ تم لوگ مسلمانوں سے اچھے ہو اور تمہارا دین بھی ان کے دین سے اچھا ہے۔ اس کے بعد یہودیوں نے مکہ والوں کا

دب و شیشے میں اتار لیا۔ یہاں تک کہ ان سے پختہ وعدہ بلکہ بیعت اس امر کی لی کہ ہم مسلمانوں کے ساتھ ضرور لڑیں گے قریشیوں سے وعدہ لے کر

یہودیوں کا یہ وفد عطفان، قیس اور غیلان کے قبیلوں کے پاس گیا ان کو تو بس اتنا ہی کافی تھا کہ قریشیوں نے وعدہ کر لیا ہے کیونکہ ایسے معاملات میں

قریش عموماً سردار تھے غرض کہ سب کو انہوں نے جنگ پر آمادہ کر لیا آخر کار قریش اور دوسری قومیں مل کر مہم عظیم کی شکل میں نکلیں۔ قریش کا

جرنیل ابوسفیان والد معاویہ (رضی اللہ عنہ) تھا اور عطفان کا جرنیل عیینہ بن حصن تھا۔ جب ان کو خبر حضور نبوی تک پہنچی تو آپ نے ہمشورہ حضرت

سلمان فارسی مدینہ کے ارد گرد ایک خندق کھودنے کا حکم دیا بلکہ بذات شاہان خود بھی اس خندق کو کھودنے میں شریک رہے۔ آنحضرت نے ایک خط

طویل کھینچ دیا اور ماجر اور انصار رضی اللہ عنہم کو خندق کھودنے پر مامور فرمایا۔ اس موقع پر ایک عجیب واقعہ ظاہر ہوا کہ ایک مقام پر ایک سخت پتھر

ایسی طرز سے پیش آیا کہ آنجناب کے خط میں رخنہ انداز تھا اور سخت بھی تھا۔ صحابہ کرام نے اپنی طبعی اطاعت کے لحاظ سے مناسب نہ سمجھا کہ ہم با اختیار

خود اس خط سے جو خود سردار کائنات نے ہم کو کھینچ دیا ہے خلاف درزی کریں اس لیے انہوں نے آنجناب کی خدمت میں اطلاع کی۔ حضور نے بعد

ملاحظہ خود اپنے ہاتھ سے اس پتھر پر ایک ضرب رسید کی تو اس میں سے ایک چمکار سا نکلا حضور نے یہ دیکھ کر تکبیر (اللہ اکبر) پڑھی یہ سن کر سب

مسلمانوں نے تکبیر کی اس طرح تین دفعہ ہوا۔ آخر اس تکبیر کا سب حضرت سلیمان فارسی کے دریافت کرنے پر حضور نے فرمایا کہ پہلی دفعہ جو چنگارا

سا نکلا اس سے مجھ کو مقام عبرہ لور ملک فارس کے محلات دکھائے گئے تھے اور مجھ کو خدا کی طرف سے بتلایا گیا ہے کہ ان محلات پر میری امت قابض

ہوگی پھر جب دوسری دفعہ میں نے مد ا تو اس سے قیصر روم کے محلات دکھائے گئے اور کہا گیا کہ ان محلات پر تیری امت قابض ہوگی پھر

وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ ۝ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا حَمِيدًا ۝ وَأَنْزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرَهُمْ

اور اللہ نے مومنوں کو جنگ سے بچا لیا۔ خدا بڑا قوی اور غالب ہے اور اہل کتاب میں سے جن لوگوں

مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ صَيَّاصِيهِمْ وَقَذَفَ فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ

نے ان کی مدد کی تھی خدا نے ان کو قلعوں میں سے باہر نکال مارا اور ان کے دلوں میں رعب ڈالا۔ ایک فریق کو تم قتل کرتے تھے

اور اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جنگ سے بچالیا کہ بغیر لڑائی بھڑائی کے کافر چلتے بنے کیونکہ مسلمان مضبوط رہے اور ان کے مضبوط رہنے کی بڑی وجہ یہ تھی خدا نے تعالیٰ چونکہ بڑا قوی اور غالب ہے اس نے ان کو قوت بخشی اور اہل کتاب یہودیوں میں سے جن لوگوں نے ان مکہ کے مشرکوں کی مدد کی تھی اور ان کا ناجائز ساتھ دیا تھا خدا نے ان کو قلعوں میں سے باہر نکال مارا اور ان کے دلوں میں ایسا رعب ڈالا کہ باوجود اچھی خاصی اور کافی تعداد ہونے کے بھی وہ کچھ نہ کر سکے حالانکہ ایک فریق کو جو تمہارے مقابلہ میں آیا تھا اس کو تو تم قتل کرتے تھے۔

تیسری دفعہ کی روشنی میں ملک صنعاء کے حملات دکھائے گئے اور کہا گیا کہ یہ حملات تیری امت کو ملیں گے پس تم مسلمان خوش ہو۔ مسلمانوں نے کہا الحمد للہ خدا کے وعدے سچے ہیں (چنانچہ ایسا ہی ہوا) یہ پیش گوئی سن کر منافقوں نے بطور طعن کے کہا کہ لو بھئی باہر پٹکانہ پھرنے کو تو جانیں سکتے اور ملکوں کو فتح کے خواب دیکھتے ہیں مگر ان کو معلوم نہ تھا کہ۔

مارچ خیالیم و فلک درچہ خیال کاریکہ خدا کند فلک راچہ مجال

آخر وہی ہوا جو خدا نے اپنے رسول ﷺ کو فرمایا تھا۔ خندق کے موقع پر صحابہ کرام کو کفار کی طرف سے بے شمار تکالیف پہنچیں۔ گھبراہٹ جنگ کے علاوہ قحط کی تکلیف شدید یہاں تک ہوئی کہ الامان۔ ایک واقعہ اسی کے متعلق صحیح بخاری سے ہم سنا تے ہیں۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ خود حضور پیغمبر ﷺ کے پیٹ مبارک پر بھوک سے پتھر بندھا ہوا تھا تین روز تک ہم ایسے ہی بھوکے رہے۔ آخر کار مجھ سے رہانہ گیا میں نے عرض کیا حضرت مجھے اجازت ہو تو اپنے گھر تک ہو آؤں۔ میں نے گھر آ کر اپنی بیوی سے کہا میں نے حضور کے چہرے مبارک پر بھوک کی وجہ سے ایسی کچھ حالت دیکھی ہے کہ مجھ سے اس کے دیکھنے پر صبر نہیں ہو سکا۔ تیرے پاس اناج ہے؟ اس نے کہا کچھ جو ہیں اور ایک بکری کا بچہ ہے۔ میں نے جھٹ سے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور اس نے وہ جو چکی میں چس لیے۔ ہم نے ایسی پھرتی کی کہ جھٹ سے ہنڈیا چولھے پر دھری اور آٹا بھی گوندھ لیا۔ میں نے آ کر حضور کی خدمت میں عرض کی کہ حضورؐ تھوڑا سا کھانا ہے حضور اور خود ایک دو آدمی ساتھ لے چلے۔ حضورؐ نے پوچھا کتنا ہے؟ میں نے اس کا اندازہ بتلایا کہ تھوڑا سا ہے۔ آپ نے فرمایا بہت ہے۔ مجھے حکم دیا کہ جا اپنے گھر میں کہہ دے کہ جب تک میں نہ آؤں چولھے پر سے ہنڈیا مت اتار یو اور تور سے روئیاں مت نکالو یعنی روٹی پکانا شروع بھی نہ کرنا اور تو مجھ سے کہو فرمایا ادھر فوج میں سب کو کھانے کے لیے فرمایا۔ میں نے اپنی بیوی سے خنکی کے لیے میں کہا کم بخت لے آحضرتؐ تو تمام لشکر کے ساتھ آگئے اب کیا کرے گی؟ میری بیوی نے کہا تجھ سے آحضرتؐ نے کچھ پوچھا تھا؟ میں نے کہا نہیں۔ اس کی غرض تھی کہ جب پوچھ کر لشکر ساتھ لائے ہیں تو خود ہی انتظام فرمائیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ نے لشکر کو حکم دیا کہ اندر چلو اور گھبرا کر نہ چلو۔ آپ نے روٹیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور ہنڈیا اور تور کو اوپر سے ڈھانپ دیا اور روٹیوں کے ٹکڑوں پر گوشت اور شوربا ڈال کر دیتے جاتے تھے یہاں تک کہ تمام لشکر نے سیر ہو کر کھلیا پھر میری بیوی کو فرمایا لے اب تو کھلا اور اپنی سہیلیوں اور پردوسوں کو تحفہ میں بانٹ۔ غرض اسی قسم کی تکلیفات شائقہ آپ کو اور تمام مسلمانوں کو ملی دنوں تک رہیں آخر کار مکہ والوں اور بنی قریظہ اور بنی نضیر میں بھی باہمی کچھ بدگمانیاں ہو گئیں اور ادھر خدا تعالیٰ نے بڑے زور کی سخت ہو اور ملا مکہ کی مدد بھیجی جس کا ذکر قرآن شریف کی ان آیات میں ہے بس اس آفت نے تو مکہ کے مشرکوں کے چھکے چھڑا دیے اور وہ ایک ایک کر کے بھاگتے بنے اور خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو لڑائی بھڑائی کے بغیر ہی فتح بخشی (منہ)

وَتَأْسِرُونَ قَرِيبًا ۝ وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ وَوَدْيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَّمْ

اور ایک جماعت کو قید اور ان کی زمینوں مکانوں اور مالوں کا تم کو مالک کر دیا۔ اس کے علاوہ اور زمین کا بھی

تکڑھا دیا۔ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ۝ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ

تم کو مالک کیا جس پر تم نے ابھی تک قدم بھی نہیں رکھا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے نبی! تو اپنی بیویوں سے کہہ دے کہ اگر تم

إِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا

دنیا کی زندگی اور زیب و زینت چاہتی ہو

اور مستورات بچوں اور بوڑھوں کی ایک جماعت کو تم قید کر رہے تھے مگر کسی جانب سے صدائے برخواستہ کوئی آف تک نہ کرتا تھا۔ ایسے مہسوت اور مرعوب تھے کہ کالو تو لہو نہیں چٹاں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند۔ اسی لیے خدا نے تم کو ان پر فتح دی اور زمینوں مکانوں اور مالوں کا تم کو مالک کر دیا جو غنیمت میں تم کو ملے۔ اس کے علاوہ اور زمین کا بھی تم کو مالک کیا جس پر تم نے ابھی تک قدم نہیں رکھا بلکہ محض خدا کے فضل سے ایسا ہوا ہے کیونکہ تمہاری مظلومیت کی اب حد ہو گئی ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے جو چاہے کر سکتا ہے، صرف حکم کی دیر ہے۔ وہ اگر کسی مقرب بندے کو تنگ حال رکھتا ہے تو اس کی بھی کوئی حکمت ہوتی ہے اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ خدا تعالیٰ اس کو وسعت نہیں دے سکتا بلکہ ان بندگان خدا کو بھی ایسی ہی حالت مرعوب ہوتی ہے انکو خدائے تعالیٰ کی طرف سے اگر وسعت روزگار کا اختیار دیا جائے تو وہ کہتے ہیں۔

دیوانہ کنی ہر دو جہانش بخشی دیوانہ تو ہر دو جہال راچہ کنند

پس اے نبی! تو اپنی بیویوں سے کہہ دے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور زیب و زینت چاہتی ہو اور اسی لیے مجھے تنگ کرتی ہو کہ میں تم کو فاخرہ لباس اور زیورات بنا دوں تو بہتر ہے۔

شان نزول

۱۔ خیبر کی زمین کی طرف اشارہ ہے جو بوقت نزول اس آیت کے ہنوز فتح نہ ہوئی تھی مگر علم الہی میں اس کا فتح ہونا مقدر تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بغیر لڑائی بھڑائی کے خیبر فتح ہو گئی (منہ)

۲۔ زیور کی خواہش عورتوں میں طبعی ہے حضور پیغمبر خدا ﷺ کی ازواج مطہرات نے حسب عادت مستورات کے زیب و زینت کے سامان کچھ طلب کئے اور بعض طلب کئے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (منہ)

فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعِكُنَّ وَأَسْرَحُكُنَّ سَرَّاحًا جَمِيلًا ۝۵۳ فَإِنْ كُنْتُمْ تَرُدُّونَ اللَّهُ وَ

تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر خوش اسلوبی سے چھوڑ دوں اور اگر تم اللہ اور

رَسُولَهُ وَالذَّادِ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُمْ أَجْرًا عَظِيمًا ۝۵۴

رسول کی خوشنودی اور آخرت کو چاہتی ہو تو اللہ نے تم نیکوکاروں کے لئے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔

يُنْسَاءِ النَّبِيِّ مَنْ يَأْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبِينَةٍ يُضَعَفَنَّ لَهَا الْعَذَابُ

اے پیغمبر کی بیویو! جو کوئی تم میں سے کوئی نہاشائستہ حرکت کرے گی اس کو دگنا عذاب کیا جائے

ضَعْفَيْنِ وَكَانَ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ۝۵۴

گا اور اللہ کے نزدیک یہ کام بہت آسان ہے

آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر خوش اسلوبی سے چھوڑ دوں کیوں کہ مجھ درویش کے گھر میں اس قسم کے جھگڑے غیر موزوں ہیں
کیا تم نے نہیں سنا کہ ۔

قرار در کف . آزادگان نگیرد و مال نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال

اور اگر تم میری ہدایت کی تابع ہو کر اللہ اور رسول کی خوشنودی اور دار آخرت کی زندگی کو چاہتی ہو تو سنو اللہ تعالیٰ نے تم
نیک کاروں کے لیے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔ سنو خدا خود تم کو مخاطب کر کے یوں ارشاد فرماتا ہے اے پیغمبر کی بیویو! یہ
مت سمجھنا کہ تم ازواج مطہرات ہو کر کسی ایسے رتبہ پر پہنچ گئی ہو کہ کسی طرح کا تم سے مواخذہ نہ ہو گا بلکہ یاد رکھو کہ جو کوئی تم
میں سے کوئی نہاشائستہ حرکت کرے گی اس کو دوسروں کی نسبت دگنا عذاب کیا جائے گا اور اللہ کے نزدیک یہ کام بہت آسان
ہے۔

۱۔ اس طرح ترجمہ کرنے میں اشارہ ہے کہ منکن میں من بیانیہ ہے نہ کہ جمعیہ۔ اس لیے کہ دوسری آیت میں کل ازواج مطہرات کو طیبات
کہا ہے ﴿الطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ وَالطَّيِّبُونَ لِلطَّيِّبَاتِ﴾ پس اس جگہ من جمعیہ مراد لینا صحیح نہیں۔ (منہ)

وَمَنْ يَفْتِنُ فَمِنْكُمْ لِيهِ وَرَسُولُهُ وَتَعْمَلُ صَالِحًا نُوَيْبًا أَجْرًا

اور جو کوئی تم میں سے اللہ کی اور اس کے رسول کی تابعدار رہے گی اور نیک کام کرے گی تو ہم اس کو دگنا ثواب

مَرْتَبِينَ ۚ وَاعْتَدْنَا لَهُا رِزْقًا كَرِيمًا ۝ يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ كَسْتُمْ كَاٰحِدٍ مِّنْ

دوئیں گے اور ہم نے اس کے لئے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔ اے نبی کی بیویو! تم کسی اور عورت کے رتبے کی نہیں

النِّسَاءِ اِنْ اَتَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ

ہو۔ اگر تم ڈرتی ہو تو تم دبی زبان سے باتیں مت کیا کرنا ورنہ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے وہ اپنے

وَقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝ وَقُرْآنَ فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ

مطلب کی توقعات رکھنے لگیں گے اور دستور کے موافق بات کما کر دو اور اپنے مکانوں میں قرار سے رہو اور پہلے زمانہ جاہلیت کی طرح برہنہ

الْاُولٰٓئِ وَاقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاَتَيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطَعْنَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ۙ اِنَّا يُرِيْدُ

نہ بھرنے اور نماز پڑھتی رہنا اور زکوٰۃ دیتی رہنا اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہنا۔ خدا کو بس

اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝

ایسی منظور ہے کہ وہ تم اہل بیت سے نجاست دور رکھ کر تم کو پاک رکھے

اور جو کوئی تم میں سے اللہ کی اور اس کے رسول کی تابعدار رہے گی اور نیک کام کرے گی تو ہم اس کو دو سر دگنا ثواب دیں

گے اور ہم نے اس کے لئے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔ اے نبی کی بیویو! تم کسی اور عورت کے رتبہ کی نہیں ہو، تم حرم

محترم نبوی ہو۔ تم مہبط نزول وحی ہو۔ تم اہل بیت رسول ہو، غرض تم سب کی سردار ہو۔ تمام امت نے تمہارے طریق پر چلنا

ہے۔ پس اگر تم واقعی خدا تعالیٰ سے ڈرتی ہو جیسی کہ تم سے توقع ہے تو تم کسی شخص کے ساتھ جو پس پردہ تم سے بولے دبی زبان

سے باتیں مت کیا کرنا ورنہ جن لوگوں کے دلوں میں فسق، فجور یا نفاق کی بیماری ہے وہ اپنے مطلب کی توقعات رکھنے لگیں

گے۔ اس لئے جواب دیتے وقت بھی تم کسی قسم کی غیر معمولی نزاکت کا اظہار نہ کیا کرنا۔ یہ مطلب بھی نہیں کہ خواہ مخواہ

بد زبانی اختیار کرنا نہیں بلکہ ملائمت سے باتیں کیا کرو اور دستور کے موافق بات کما کرو جس میں کسی قسم کی غیر معمولی نزاکت

آئینہ زمی معلوم ہو جیسی بعض نازک مزاج عورتیں معشوقانہ ادائیں ہر رنگ میں دکھایا کرتی ہیں نہ غیر معمولی سختی ہو کہ سننے

والا تمہاری بد اخلاقی کا قائل ہو جائے جس سے حضرت نبوت کی بھی بدنامی ہو۔ اس لئے تم کو حکم ہے کہ تم امن چین سے رہو

اور اپنے مکانوں میں قرار و قار سے رہو اور پہلے زمانہ کی جاہلیت کی طرح برہنہ نہ پھرنا جیسے ہندوستان کی ہندوانی عورتیں پھرا

کرتی ہیں کہ ہر کہ وہ ان کو دیکھتا ہے اور دل لگی کرتا ہے۔ تم ایامت کرنا اور نماز پڑھتی رہنا اور زکوٰۃ دیتی رہنا اور بڑی بات یہ

ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتی رہنا۔ یہ تاکید حکم تم اہل بیت اور خاندان رسالت کو اس لیے دیئے جاتے ہیں

کہ خدا تعالیٰ کو یہی منظور ہے کہ وہ تم اہل بیت سے بد اعتقادیوں اور بد اعمالیوں کی نجاست دور رکھ کر تم کو بالکل پاک اور صاف

ستھری تھری رکھے

۱۔ اس آیت میں جو اہل بیت کا لفظ آیا ہے اس کے متعلق علماء اسلام کے دو گروہ ہیں ایک تو قرآن مجید کے ساتھ رہے ہیں ایک حدیث کی طرف

لگ گئے ہیں بظاہر ہمارے اس کہنے سے گمان ہو گا کہ قرآن وحدیث آپس میں مخالف ہیں اس سے ہم ذرا تفصیل سے اس جگہ لکھیں گے کچھ شک نہیں

کہ قرآن مجید کی آیات بینات پر جو ادنیٰ سی نظر ڈالے اسے بھی معلوم ہو گا کہ اس آیت میں جو خدا نے تعالیٰ نے اہل بیت کا لفظ فرمایا =

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ وَالْحِكْمَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ لَطِيفًا

اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کی آیات اور حکمت تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہے تم ان کو خوب یاد کیا کرو۔ بے شک اللہ بڑا راز دان باریک بین

خَبِيرًا

خبردار ہے

اس وقت جو تم ہمشاء خداوندی حرم نبی کی عزت سے معزز ہو تمہاری اس وقت کی پاکی اور صفائی پر کافی دلیل ہے کیونکہ اگر تم ایسی نہ ہوتیں تو پیغمبر خدا کے ساتھ تمہارا جوڑ نہ ہوتا تمہاری آئندہ کی صفائی کے لیے ہمارا یہ حکم کافی ضمانت ہے پس تمہارے مخالفوں کو چاہیے کہ وہ اپنی بدزبانی اور فیشن زنی سے زبان کندر رکھیں۔ اس لیے اے اہل بیت پیغمبر! تم مطمئن رہو اور جو کچھ اللہ کی آیات اور ایمانی حکمت تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں تم ان کو خوب یاد کیا کرو۔ یہی قرآن اور الہی حکمت تمہاری حفاظت اور حمایت کریں گے جو لوگ ان ہی کے پیرو ہو کر دین سیکھیں گے تو وہ سیدھی راہ پاویں گے اور جو دینی امور کی تحقیق کا مدعا غلط روایات اور نفسانی خواہشات پر رکھیں گے وہ خود بھی بہکیں گے اور لوگوں کو بھی بہکائیں گے اپنا ہی کچھ کھولیں گے کسی کا کیا گنواں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا راز دان اور خبردار ہے جو کوئی جس نیت سے کام کرتا ہے اس کو جانتا ہے تم بھی اس کی خبر داری سے خبردار رہو۔

= ہے اس سے یقیناً ازواج مطہرات ہی مراد ہیں کیونکہ تمام صیغے مؤنث کے ہیں تو انہی کے لیے ہیں 'خطاب ہے تو انہی کو ہے' آگے پیچھے جو الفاظ ہیں انہی کے حق میں ہیں 'پہلے ان کو نساء النبی کہہ کر خطاب فرمایا ہے اس سے بعد سب صیغے مؤنث کے چلے آ رہے ہیں حتیٰ کہ لا تمبر جن بھی صیغہ مؤنث فرمایا ہے جو اہل بیت سے پہلا لفظ ہے اہل بیت کے آگے بھی انہی کو واڈ کون سے بعد سب صیغے مؤنث خطاب ہے پس آیت کی نحوی ترکیب کے علاوہ معنوی ترکیب یہ ہے کہ اہل بیت کے لفظ سے پہلے جتنے جملے ہیں بمنزلہ دعویٰ کے ہیں اور یہ بمنزلہ دلیل کے۔ یہ گویا سوال کا جواب ہے جو کوئی کہے کہ ازواج نبی کو اس قدر مؤکد بصیغہ خطاب نام لے کر کیوں حکم دیتے جاتے ہیں تو اس کا جواب یوں دیا کہ خدا کو ان پاک کرنا منظور ہے اور اگر اہلبیت سے مراد ازواج مطہرات نہ ہوں بلکہ ان کے سوا چار تن پاک (حضرت علیؑ، فاطمہؑ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم) مراد ہوں جیسا کہ فریق ثانی کا خیال ہے تو آیت موصوفہ ایک ایسا بے جوڑ کلام بن جائے گا کہ جس کی نظیر دنیا بھر میں نہ ملے گی جس کی تصویر یہ ہوگی کہ :

اے نبی کی بیویو! تم یہ کرو کہ اندر بیٹھو باہر نہ نکلو۔ خدا چاہتا ہے کہ حضرت علیؑ، فاطمہؑ، حسن اور حسین ص ۳۰ وغیرہ کو پاک کر دے اور تم نبی کی بیویو! قرآن یاد کیا کرو وغیرہ

غائبانہ نظر میں اس ترجمہ ہی سے کلام کی خوبی کا اندازہ لگائیں گے اور اس کی مثال میں شاید خود ہی اس کلام کو پا جائیں گے کہ کوئی شخص کسی دوسرے شخص (زید) کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ تم کھانا کھاؤ۔ پانی پیو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ عمر (تیسرا شخص) سیر ہو جائے اور اس کی بھوک کی شکایت رفع ہو، ایسا ہی لطیف کلام ہے فعل میں کوئی مخاطب ہے اور نتیجے میں کوئی اور۔

اس کے علاوہ قرآن شریف کا محاورہ ہم دیکھتے ہیں تو ہمیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر آدمی کی بیوی اہل بیت ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے قصے میں بیان ہے کہ فرشتے نے حضرت ابراہیم کو بیٹے کی خوشخبری دی تو حضرت ممدوح کی بیوی نے اس پر حیرانی کا اظہار کیا۔ فرشتے نے یہ حیرانی سن کر جواب دیا کہ :

﴿اتعجبين من امر الله رحمة الله وبركاته عليكم اهل البيت انه حميد مجيد﴾

"اے اہل بیت! خدا کی رحمت اور برکات تم پر ہوں تم اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہو" اس آیت سے معلوم ہوا کہ عورت اہل بیت ہوتی ہے۔

لَا الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَنَاتِ وَالْقَنَاتِ

مسلمان مردوں اور عورتوں، ایماندار مردوں اور عورتوں، فرمانبردار مردوں اور عورتوں، یعنی راست گو مردوں اور عورتوں

وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَشِيعِينَ وَالْخَشِيعَاتِ

صابر مردوں اور عورتوں، عورتوں، ڈرنے والے مردوں اور عورتوں

اگر تم کو خیال گزرے کہ ہمیں جو تابعداری کا ایسا زور دار حکم ہوتا ہے تو اس کا بدلہ ہم کو کیا ملے گا تو سنو تم تو ایک بہت بڑے درجے پر ہو خدا کے ہاں تو عام قانون ہے کہ چکے مسلمان مردوں اور عورتوں، ایمان دار مردوں اور عورتوں، فرمانبردار مردوں اور عورتوں، راست گو مردوں اور عورتوں، صابر مردوں اور عورتوں، خدا سے ڈرنیوالے مردوں اور عورتوں

اس کے علاوہ اگر عربی فارسی بلکہ کل زبانوں کا محاورہ دیکھیں تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ عورت مرد کی اہل بیت ہے۔ مرد کی جب تک شادی نہ ہوگی ہو تو عربی کہتے ہیں تجود فلان وہ مجرد ہے اور جب شادی ہو جائے تو کہتے ہیں تاہل فلان یعنی وہ متاہل ہو گیا یہی محاورہ اردو فارسی میں بھی ہے مجرد متاہل کچھ شک نہیں کہ انسان کی اولاد بھی اہل ہے لیکن کون نہیں جانتا کہ ان کی اہلیت بھی بیوی کی اہلیت پر متفرع ہے اور بغور دیکھا جائے تو اولاد کی اہلیت ایک حد تک محدود ہے مگر بیوی کی اہلیت نامحدود۔ یہی وجہ ہے کہ اولاد بالغ ہو کر خصوصاً اولاد اثنا الگ ہو جاتی ہے مگر بیوی بیوی رہ کر کبھی الگ نہیں ہوتی۔ نہ اس کا الگ ہونا شرعاً و عرفاً صحیح ہوتا ہے

نہایت حیرانی ہے حیرانی ہی نہیں بلکہ ظلم ہے کہ لڑکی داماد بلکہ نواسوں تک کو اہل بیت بنایا جائے مگر ازواج مطہرات کو اہل بیت سے خارج سمجھا جائے اور قرآن شریف کو اس کے اصل معنی سے الگ کر کے اپنی رائے کو مضبوط کیا جائے بھلا یہ ظلم کب روا ہو سکتا ہے۔

اسی موقع پر بغرض مزید تحقیق فریق ثانی کے دلائل کا اظہار کرنا بھی ضروری ہے تاکہ پوری تحقیق ہو سکے۔

فریق ثانی کی ایک دلیل تو اسی آیت کے بعض الفاظ ہیں مگر دفتر ان کی دلیل ایک حدیث ہے اور کسی قدر غلو محبت بھی شامل ہے۔

آیت کے جس لفظ سے وہ دلیل یا قرینہ تلاتے ہیں وہ اہل بیت کے ساتھ کم صیغہ جمع مذکر ہے۔ وہ کہتے ہیں اہل بیت کہہ کر جس صیغہ سے ان کو خطاب کیا ہے وہ مذکر کا صیغہ ہے تو معلوم ہوا کہ اہل بیت کوئی مذکر کی جماعت ہے یا کم از کم ان میں مذکروں کی کثرت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ”کم“ کی تذکیر بظاہر اہل کے ہے کیونکہ اہل کا لفظ مذکر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابراہیم کے قے میں بھی اہل بیت کے ساتھ بصیغہ مذکر ہی خطاب ہوا ہے۔ غور سے دیکھئے ﴿تعجبین من امر اللہ رحمة اللہ وبرکاة علیکم اہل البیت﴾

اس طرح حضرت موسیٰ کے قے میں ہیں ﴿قال لاهلہ امکنوا انی انست نارا﴾ حضرت موسیٰ نے اپنے اہل سے کہا کہ ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے اس جگہ اہل کو بصیغہ مذکر ”امکنوا“ خطاب فرمایا ہے پس اس صورت کی تذکیر سے مخاطبوں کا مذکر ہونا لازم نہیں آتا۔ حدیث جو اس دعویٰ پر لائی جاتی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ :

قالت عائشة خرج النبی ﷺ غداً وعلیہ مرط مرحل من شعر اسود فجاء الحسن بن علی فادخلہ ثم جاء الحسن فدخل معہ ثم جاءت فاطمة فادخلها ثم جاء علی فادخلہ ثم قال انما یرید اللہ لیذهب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیراً ﴿ (رواہ مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ایک صبح کو نکلے تو آپ پر ایک سیاہ لوٹی تھی اتنے میں حسن اور حسین بن علی آئے پس اس لوٹی میں داخل ہو گئے۔ زال بعد حضرت فاطمہ آئیں پس وہ بھی اس میں داخل ہو گئیں پھر حضرت علی آئے وہ بھی اس میں داخل ہو گئے۔ اس سے بعد آں حضرت نے فرمایا کہ انما یرید اللہ یعنی اللہ چاہتا ہے کہ تم اہل بیت سے ناپاکی کو دور رکھے اور تم کو بالکل پاک رکھے۔

وَالْمُتَّصِدَاتِ وَالصَّامِيْنَ وَالْحَافِظِيْنَ

مردوں کے والے مردوں اور عورتوں روزہ دار مردوں اور عورتوں اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے

فُرُوْهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّكِرِيْنَ وَالذَّكِرَاتِ ۚ اَعَدَّ اللهُ

دردن اور عورتوں اور اللہ کا بہت بہت ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں کے لئے خدا نے جہنم اور

لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَّاجْرًا عَظِيْمًا ﴿۵۸﴾

بہت بڑا بدلہ تیار کر رکھا ہے

صدقہ خیرات کرنے والے مردوں اور عورتوں روزہ دار مردوں اور عورتوں اپنے شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے مردوں اور عورتوں اور اللہ کا بہت بہت ذکر کرنے والے مردوں اور عورتوں۔ غرض ان سب کے لیے خدا نے بڑی اور بڑا بدلہ تیار رکھو ہے ان کے اعمال صالحہ کا عوض ان کو ضرور ملے گا لیکن فرمانبرداری اس کا نام نہیں کہ صرف زبان سے ہاں ہاں کرے اور عمل کچھ بھی نہ کرے بلکہ فرمانبرداری یہ ہے کہ

سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے

فریق ثنائی کہتے ہیں کہ جب اس حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ حضرات (علی فاطمہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہم) اہل بیت ہیں اور آپ نے خود یہ آیت انہی کے حق میں پڑھی تو پھر کسی دوسرے کے لیے کیا مجال رہی۔

جو اب اس کا یہ ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ نے اس آیت کو ان حضرات پر پڑھا تو اس سے یہ غرض نہ تھی کہ اس آیت کا مصداق بتلا دیں بلکہ یہ آپ نے اپنی تمنا کا اظہار کیا ہے جس کا یہ مطلب ہے کہ خداوند ا میں چاہتا ہوں کہ جس طرح تو نے میرے حقیقی اہل بیت کے ساتھ وعدہ طہارت فرمایا ہے اس وعدہ میں ان کو بھی شریک فرمائے کیونکہ یہ بھی گویا میرے اہل بیت ہیں قرینہ اس تاویل کا ایک روایت ہے جو اس قصے میں بروایت ترمذی یوں آئی ہے قالت ام سلمتہ وانا معہم بانہی اللہ قال انت علی مکانک وانت علی خیر (ترمذی کتاب التفسیر) کہ جس وقت آپ نے اصحاب کسا (لوئی والوں) کو لوئی میں چمپا کر دعا کی تھی اس وقت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ (زوجہ رسول اللہ ﷺ) نے عرض کیا کہ حضرت میں بھی ان کے ساتھ ہوں اس کے جواب میں حضور نے فرمایا تو اپنے مرتبہ پر ہے تو سب سے اچھی حالت میں ہے اس روایت میں ام سلمہ کو علی خیر کہہ کر حضور نے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ قرآن مجید میں جو اہل بیت کا لفظ آیا ہے اس کی حقیقت مصداق آپ ہی ازواج مطہرات ہی ہیں اور اصحاب کسا (لوئی والے) الگائی اور معنوی ہیں اور اس میں شک نہیں کہ اصل مصداق الہاق سے خیر اور افضل ہوتا ہے اس کی مثال بھی ایک لکھتا ہوں کسی شخص کے دو بیٹے ہیں اور دو یتیم بچے ہیں شخص مذکورہ کی کوشش ہیچ میرے یتیم بچے بھی میری جائیداد سے حصہ لے سکیں تو مرنے کے وقت یا زندگی میں اس وقت ان سے لوگوں کے سامنے بچیوں کو بٹھا کر کہا کہ یہ میرے بیٹے ہیں خدا ان کو لائق وفاق بنادے یہ سن کر اور یہ حالت دیکھ کر شخص مذکورہ کا حقیقی بیٹا یوں کہے کہ مجھے بھی اس دعا میں شریک کیجئے شخص مذکورہ سکر کے انت علی مکانک انت علی خیر تو تو اپنے درجہ پر ہے اور تو بہت اچھی حالت ہے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ شخص مذکورہ اپنے اصل بیٹے کو تو بیٹا جانتا ہے لیکن اس تجویز سے کوشش اس کی یہ ہے میرے بچے جو حقیقتاً میری نسل سے نہیں ہیں میری دعا ہے کہ ترقی مدارج میں میری نسل کے ساتھ ملحق ہو جائیں یہ غرض نہیں کہ وہ اپنا اصلی بیٹا ظاہر کرتا ہے ٹھیک اسی طرح پیغمبر اسی طرح پیغمبر خدا نے اصحاب کسا کو اس رحمت الہی میں جو اہل بیت کے لیے خدا کے وعدے میں آچکی تھی اصحاب کسا کو شامل کرنے کی دعا اور تمنا ظاہر فرمائی اس سے اگر کچھ ثابت ہو تو یہ ہو کہ اصحاب کسا بھی معنوی طور سے اہل بیت کے ساتھ ملحق ہیں یا امید ہے کہ ملحق ہوں چشم ہاروشن دل ماشاد۔

اس کی یا اس کی ضد کی ایک مثال حدیثوں سے ہم اور یہاں کرنا چاہتے ہیں۔

فَمَا كَانَ لِلْمُؤْمِنِ وَلَا الْمُؤْمِنَةِ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمْ

اور کسی مسلمان مرد یا عورت کو لائق نہیں کہ جب کسی کام میں خدا اور اس کا رسول فیصلہ کریں تو ان کو بھی اپنے کام

الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ. وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلًّا مُبِينًا ۝

میں اختیار باقی ہو اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی بے فرمانی کرتا ہے وہ صریح گمراہی میں پڑ جاتا ہے

اسی لیے کسی مسلمان مرد یا عورت کو لائق نہیں کہ جب کسی دینی کام میں خدا اور رسول ان کے متعلق فیصلہ کر دیں یعنی حکم دیں

تو ان مسلمانوں کو بھی اپنے کام میں اختیار باقی ہو یعنی جب خدا کی طرف سے کوئی حکم آجائے خواہ ان کی طبائع کے برخلاف ہی

ہو انکو لائق نہیں کہ چوں چرا کر سکیں جب کہ تمام قانون وہ سن چکے ہیں کہ جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی بے فرمانی کرتا

ہے وہ صریح گمراہی میں پڑ جاتا ہے لیکن

قرآن مجید کی سورہ کف میں ارشاد ہے :

﴿ وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْئًا جَدَلًا ۗ ﴾ خدا فرماتا ہے کہ ہم نے قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بتلائی ہیں مگر

انسان بڑا جھگڑالو ہے۔

اس آیت میں انسان کو بڑا جھگڑالو کہا ہے اور اس کے جھگڑے کو ناپسند کیا ہے اس لیے علماء مفسرین نے لکھا ہے کہ اس جگہ انسان سے مراد کافر

انسان ہے۔ اچھا اب ایک حدیث بھی سنئے۔

صحیح بخاری باب التجدد میں ایک حدیث ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے گھر میں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تم

دونوں تہجد کی نماز پڑھا کرو۔ حضرت علی نے جواب میں کہا ہمارے نفس اللہ کے قبضے میں ہیں وہ جب چاہتا ہے اٹھالیتا ہے۔ یہ جواب سن کر

آنحضرت واپس تشریف لے آئے اور فرمایا ﴿ كَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءًا جَدَلًا ﴾ آں حضرت نے اس موقع پر یہ آیت پڑھی تو کیا کوئی کہہ سکتا

ہے کہ آپ نے حضرت علی کو اس آیت کا مصداق ٹھہرایا؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ آیت تو یقیناً کافر کے حق میں ہے لیکن حضرت علی کے اس جواب کو

ناپسند کر کے بلحاظ اس جواب کے کسی قدر (نہ کہ کلیتاً) حضرت علی کو ان مجاہدین سے ملحق فرمایا یعنی ہو جانے کا خوف دلایا۔

اسی طرح اہل بیت کے وصف طہارت میں اصحاب کسا کو شامل کرنے کی آپ نے دعا اور تمنا ظاہر کی نہ کہ اہل بیت کا حقیقی مصداق بتلایا۔ ہمارے

خیال میں اگر کوئی شخص قرآن مجید کی ان آیات کا ترجمہ ہی بغور پڑھے تو اس کو معلوم ہو سکتا ہے کہ جس طرح حضرت محمد ﷺ کی رسالت میں

شک نہیں اس طرح ازواج مطہرات کے حقیقی اہل بیت ہونے میں کلام نہیں ﴿ فَافْهَمُوا وَلَا تَكُنْ مِنَ الْمُمْتَرِينَ ﴾

زائد تیری نماز کو میرا سلام ہے بے حب اہل بیت عبادت حرام ہے

۱۔ اس آیت کے متعلق تفسیر میں شان نزول لکھا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح زید سے کرنا چاہا تھا مگر چونکہ زید ایک

غلام تھا اور زینب ایک شریف خاندان کی آزاد عورت تھی اس لئے زینب اور اس کے بھائی دونوں نے یہ رشتہ نامنظور کیا پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ مگر بغور

دیکھا جائے تو یہ شان نزول صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ اصول شریعت کے مطابق دیکھا جائے تو گو نکاح کرنا ایک شرعی حکم ہے مگر یہ بات کہ نبی کسی خاص

عورت کو کسی خاص مرد سے یا کسی خاص مرد کو کسی خاص عورت سے نکاح کرنے پر شرعی طور پر مامور کرے صحیح نہیں یعنی یہ نہیں کہہ سکتا تو کہ فلاں

مرد سے شادی کر۔ اور اگر وہ عورت نہ مانے تو نافرمان قرار پائے۔ ہمارے اس دعویٰ پر بریرہ رضی اللہ عنہا والی حدیث قوی شہادت ہے جس میں مذکور

ہے کہ بریرہ کا نکاح مغیث رضی اللہ عنہ سے تھا مگر بریرہ جب آزاد ہوئی تو بحکم شریعت اس کو سابقہ نکاح رکھنے نہ رکھنے میں اختیار تھا۔ بریرہ نے مغیث

کے ساتھ نکاح رکھنے سے انکار کر دیا مغیث اس کا شیفتہ تھا یوں دلدار اس کے پیچھے روتا پھرتا۔ یہاں تک کہ حضور اکرم تک بھی خبر پہنچی تو حضور کو رحم آیا

آپ نے اپنی مجلس میں ایک دفعہ سرسری طور پر فرمایا کہ مغیث کی محبت اور بریرہ کا بخل بھی قابل دید ہے۔ یہاں تک کہ آپ کو رحم آیا کہ آپ نے

بذات خود بریرہ سے کہا کہ مغیث کو قبول کر لے۔ اس دانا عورت (رضی اللہ عنہا) نے کیا آزاد لہ جواب دیا کہ حضور آپ مجھ کو حکم فرماتے ہیں یا مشورہ

دیتے ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ حکم نہیں کرتا مگر مشورہ دیتا ہوں۔ بریرہ نے کہا حضور مجھے معاف فرمائیے میں اس پر عمل نہیں کرتی۔ یہ سنکر حضور نے

وَإِذْ تَقُولُ لِلَّذِي أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ أَمْسِكْ عَلَيْكَ

جب تو اس شخص کو جس پر خدا کے انعام تھے اور تو نے بھی انعام کئے تھے کہہ رہا تھا کہ تو اپنی بیوی کو رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور

رُوحَكَ وَاتَّقِ اللَّهَ وَتُخْفِي فِي نَفْسِكَ مَا اللَّهُ مُبْدِيهِ وَتَخْشَى النَّاسَ

تو اپنے دل میں وہ بات چھپاتا تھا جسے اللہ ظاہر کرنے کو تھا تو لوگوں سے خوف کرتا تھا

اس کا مطلب یہ نہیں کہ مسلمان عام اجازت کے ماتحت کوئی کام خانگی یا بیرونی ذاتی یا قومی کرنا چاہیں تو اس میں بھی تیری (نبی)

کی اجازت ضروری ہو۔ نہیں ایسے امور میں وہ ماتحت رہ کر مختار ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب تو (نبی) اس شخص کو جس پر خدا کے

انعام تھے کہ پیدا کرنے کے علاوہ خدا نے اس کو ہدایت کی تھی اور تو نے بھی انعام کئے تھے کہ ہدایت کے علاوہ تو نے اس کو

غلامی سے آزاد کیا تھا اس کے ایک خانگی معاملہ کے متعلق کہہ رہا تھا جس میں وہ خود مختار تھا کہ تو اپنی بیوی کو رہنے دے اور اللہ

سے ڈر شاید تیرا ہی قصور ہو تو اس نے اس امر میں تیری فرمانبرداری نہ کی اور خدا کی طرف سے بھی اس پر کوئی تنگی نہ آئی۔ تو

اس پر خفا ہوا کیونکہ اپنے خانگی کاموں میں وہ آزاد تھا۔ اس لیے وہ اس میں معتوب نہ ہوا اور تو (اے نبی) اپنے دل میں وہ بات

چھپاتا تھا جسے آخر کار اللہ ظاہر کرنے کو تھا تو اس کے اظہار میں لوگوں سے خوف کرتا تھا۔

بھی کوئی رنج ظاہر نہ فرمایا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نکاح، طلاق وغیرہ کے احکام شرعی ہیں لیکن خصوصیت سے ان میں مسلمان مجبور اور مامور

نہیں کہ فلاں عورت سے یا فلاں مرد سے نکاح کرے خواہ نبی کی طرف سے بھی سفارش ہو تاہم مسلمان اس میں مختار ہے۔

جب ہم اس اصول عامہ کو ملحوظ رکھ کر روایت مذکورہ جانچتے ہیں تو وہ ہم کو راوی کا اپنا فہم معلوم ہوتا ہے جو واقعات پر مبنی ہے ہمارا یہ کہنا کہ راوی نے

اپنے فہم سے یہ شان نزول بیان کر دیا ہے جو واقعات پر مبنی نہیں کوئی صاحب بناء دعویٰ نہ سمجھے حضرت استاد السند شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی

قدس سرہ اپنے رسالہ ”فوز الکبیر فی اصول التفسیر“ میں شان نزول کے متعلق ایک بسیط مضمون لکھتے ہیں اس میں یہ بھی فرمایا ہے کہ بسا

اوقات راوی اپنے فہم سے کسی آیت کو ایک واقعہ کے کس ساتھ چسپاں سمجھتا ہے تو وہ حکم لگادیتا ہے کہ اسی واقعہ کے متعلق ازبے ہے چنانچہ اس کی

بہت سی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ شان نزولوں کی تعداد بھی اسی اصول پر مبنی ہے چنانچہ اس آیت کے متعلق متعدد شان نزول آئے ہیں۔

غالباً اسی لیے علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے ﴿فهذه الآية عامة في جميع الامور وذلك انه اذا حكم الله ورسوله بشئ فليس لاحد

مخالفتة ولا اختيار لاحد﴾ (تفسیر ابن کثیر) یعنی یہ آیت سب احکام میں عام ہے جب کبھی اللہ اور رسول کسی کام میں حکم دیں تو کسی مسلمان کو

اس کی مخالفت جائز نہیں۔ اس تشریح کے بعد ہم اس آیت کے دوسرے حصے پر آتے ہیں جس میں ہم کو کفار سے روئے سخن ہے۔ عیسائی اور آریہ

وغیرہ نے اپنی تصنیفات میں پیغمبر اسلام علیہ السلام پر جھڑ مطاع لکھے ہیں ان میں بہت سا حصہ اسی آیت کی وجہ سے ہے۔ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے

معاذ اللہ شہوت سے مغلوب ہو کر اپنے بیٹے (زید) کی بیوی اس سے چھڑوا کر آپ سے شادی کر لی۔ یہ حرکت ایک شائستہ انسان کی شان کے بھی

مخالف ہے چہ جائیکہ ایک نبی کے۔ ہمارے خیال میں ان مخالفین کے اعتراضوں کی بنا زیادہ تر ہمارے ہی نادان دوستوں کی تحریروں میں جنہوں نے

اپنی نادانی سے اس آیت کے متعلق وہ الفاظ تفسیروں میں جمع کر دیئے ہیں کہ ایک شریف آدمی کو سننے سے شرم آتی ہے۔ کہتے ہیں کہ

آنحضرت ﷺ ایک دفعہ زید کے گھر تشریف لے گئے تو زینب جو ایک خوبصورت عورت تھی دوپٹہ لئے بیٹھی تھی۔ آپ کی نظر اس پر پڑ گئی بس

ایک ہی نگاہ میں دل ایسا بے قابو ہوا کہ حضور کے منہ سے بھی بے ساختہ یہ الفاظ نکل گئے کہ سبحان اللہ مقلب القلوب (خدا دلوں کو پھیرنے

والا ہے) جب زید (اس کا خاندان) آیا تو زینب نے اس سے یہ واقعہ ذکر کیا۔ زید سمجھ گیا اور اب اس کے دل میں زینب کی طرف کچھ کراہت پیدا ہو گئی

اور اس نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر زینب کو طلاق دینے کا نشانہ ظاہر کیا۔ یہ ہے وہ روایت جو نادان دوست مفسرین نے بے سوچے سمجھے

نقل کی ہے اس کی تردید کرنے کی ہمیں حاجت نہیں بلکہ جو کچھ سلف مفسرین نے اس کی تردید کی ہے ہم وہی نقل کرتے ہیں۔

وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَنْ تَخْشَهُ ۚ فَلَمَّا قَضَى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنَا بِهَا لَيْلًا

حالانکہ اللہ سے زیادہ خوف کرنا چاہئے جس جب زید نے اس عورت سے اپنا تعلق توڑ لیا تو ہم نے اس کا نکاح تجھ سے کر دیا تاکہ مسلمانوں

یَكُونُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۗ

کے لے پاک جب اپنی بیویوں سے قطع تعلق کر چکیں تو ان مسلمانوں کو ان عورتوں سے شادی کرنے میں کوئی مضائقہ نہ ہو

حالانکہ اللہ سے زیادہ خوف کرنا چاہئے۔ ریفاہ مروں (مصلحوں) کو لائق ہے کہ جو کام وہ اصلاح کے متعلق کرنا چاہیں حکمت

و آشتی کر گزریں کسی نادان کے اعتراض کی پرواہ نہ کریں تو پس سنو ہم اس امر کو ابھی ظاہر کئے دیتے ہیں کہ جب شخص مذکورہ

زید نے اس عورت سے جس کو روکنے کا تو نے حکم دے رکھا تھا اپنا تعلق توڑ لیا تو ہم نے اس عورت کا نکاح تجھ سے کر دیا یعنی

نکاح کی اجازت دے دی کہ بعد عدت پوری ہونے کے تو اس سے نکاح کر لیں۔ اس میں راز یہ ہے تاکہ تیرے اس نکاح کے

بعد مسلمانوں کے لے پاک جب اپنی بیویوں سے تعلق قطع کر چکیں تو ان مسلمانوں کو ان عورتوں سے شادی کرنے میں کوئی

مضائقہ نہ ہو کیونکہ وہ لے پاک نہ ان کے بیٹے ہیں نہ وہ ان کے اصل باپ بلکہ محض ایک منہ کی بات ہے اور کچھ نہیں۔ اسی

طرح اس رسم لے پاک بنانے کی بڑکٹ جائے گی۔

تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ:

”ایسا کہنے والے نے آنحضرت کی شان میں بہت بڑا حملہ کیا ہے۔ بھلا یہ کیوں کر کوئی کہہ سکتا ہے کہ آنحضرت نے اس کو اب دیکھا ہو۔ حالانکہ

زینب آپ کی چھوٹی زاد تھی۔ لڑکپن میں آپ اس کو دیکھتے رہے اس وقت چونکہ پردہ کا حکم بھی نہ تھا اس لئے عورتیں آپ سے چھپا بھی نہ کرتی

تھیں آپ ہی نے اس کی شادی زید سے کرائی تھی پھر یہ کیوں کر ہو سکتا ہے؟ کہ آپ بظاہر تو زید کو سمجھائیں کہ اسے مت چھوڑو اور دل میں اس کی

طلاق کی خواہش ہو“

اس تردید کے علاوہ بغور دیکھا جائے تو خود اسی روایت میں اس کی تردید کے الفاظ ملتے ہیں۔ اسی روایت میں ہے کہ زید نے جب اپنی بیوی کو طلاق

دینے کا ارادہ ظاہر کیا اور حضور نے فرمایا ﴿اور ایک منہا شنسی﴾ کیا تجھے اس کی کوئی بات ناپسند ہوئی ہے۔ زید نے عرض کیا ﴿ہاں رایت منہا الا

خیر و لکنہا تعظم علیٰ بشر فہا و تو ذینی بلسنا نہا﴾ (میں نے اس میں سوا بھلائی کے اور کچھ نہ پایا لیکن وہ اپنی شرافت خاندانی کی وجہ سے مجھ

پر علور تھی ہے اور مجھے کینہ جانتی ہے اور زبان کی بد گوئی سے مجھے ایذا دیتی ہے)

ان الفاظ میں زید نے زینب کی ناجانی اور طلاق تک نوبت پہنچنے کے اسباب خود ہی بتلائے ہیں اور حضور کا رکھنے کی بابت اسکو حکم دینا بھی قرآن

و حدیث سے ثابت ہے۔ اب ناظرین کا اختیار ہے کہ اس روایت کے مصنف کو سچا سمجھیں اور جناب رسالت مآب اور صحابی زید کو جھوٹا جانیں کہ

انہوں نے اس طلاق کی جو جو بات بتلائی وہ غلط تھیں بلکہ دراصل کچھ اور تھیں (معاذ اللہ)

اس روایت کی تنقید کے بعد اب مخالفین سے تفسیر بہت آسان ہے۔ اصول گفتگو تو یہ ہے کہ نبی کی شان کے مخالف یہ ہے کہ کسی قسم کی بدکاری یا

فحش و فجور کرے۔ مگر گناہ کی تعریف حکم کے خلاف کرنا ہے یعنی جس کام کا حکم ہو اس کے برخلاف کرنا گناہ ہے۔ ہر ایک شریعت اور قانون میں

یہی تعریف ہے۔ یہی باعث ہے کہ جب تک کسی کام کی ممانعت کا قانون پاس نہ ہوا ہو وہ جرم میں داخل نہیں سمجھا جاتا۔ ۱۹۰۸ء میں جب تک

اخباروں کے متعلق سڈیشن (فتنہ انگیز تحریروں) کا قانون سخت نہ کیا گیا تھا کسی ایسی تحریر پر کوئی گرفتار نہ ہوا تھا مگر جو نئی قانون جاری ہوا تو بڑے

بڑے معزز اس جرم میں جلا وطن کئے گئے۔ قرآن مجید میں بھی اسی طرف اشارہ ہے ﴿ان یجتنبو کیا ماتنہوون عنہ نکفر عنکم سیاتکم﴾

یعنی اگر تم ان کاموں کے کرنے سے بچتے رہو گے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم معمولی لغزشیں تمہاری معاف کر دیں گے۔ اس آیت میں گناہ

کی تعریف یہ کی ہے کہ جس کام سے منع کیا گیا ہو اس کا کرنا گناہ ہے پس تعریف کے مطابق مطلق لکل صاف ہے کہ جو کچھ آنحضرت ﷺ نے کیا وہ

اسلامی شریعت میں تو کیا کسی دین مذہب میں بھی منع نہیں۔

وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا ۝ مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ ۖ

اور خدا کا حکم ہو کر ہی رہتا ہے۔ خدا نبی پر کوئی کام فرض کرتا ہے تو نبی کو اس میں مضائقہ نہیں ہوتا

سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۖ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا ۝

یہی دستور خداوندی ان لوگوں میں رہا جو تم سے پہلے تھے اور خدائی حکم ہی کا اندازہ ہوتا ہے

اور خدا کا حکم جب مقرر ہو جائے تو وہ ہو کر ہی رہتا ہے اس لئے نبی کو بھی چاہئے کہ خدائی احکام متعلقہ نکاح زوجہ زید کی تعمیل میں کسی طرح کی سستی کو راہ نہ دے۔ خدا جو نبی پر کوئی کام فرض کرتا ہے تو نبی کو اس کی ادائیگی میں کبھی مضائقہ نہیں ہوتا بلکہ وہ فوراً دل و جان سے حاضر ہو کر ادا کرتا ہے۔ یہی دستور خداوندی ان لوگوں میں رہا جو تم سے پہلے خدائی احکام پہنچاتے تھے اور بات اصل یہ ہے کہ خدائی حکم بھی تو اندازہ ہی ہوتا ہے۔

معتبئی (لے پاک) بنانا فطرت انسانی اور قانون قدرت کے صریح خلاف ہے۔ اس لیے کہ باپ بیٹے کا تعلق یہ ہے کہ بچہ باپ کے نطفے سے وجود پذیر ہوتا ہے۔ اس سبب سے وہ اس کا باپ اور وہ اس کا بیٹا کہلاتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ بچہ اپنے باپ کا تو بیٹا کہلاتا ہے مگر چچا کا بیٹا نہیں کہلاتا لیکن جن قوموں میں معتبئی بنانے کا دستور ہے وہ معتبئی کو اصل والد سے بالکل الگ کر کے مصنوعی باپ سے جوڑ دیتے ہیں، اسی کی نسل کو اس بچہ سے جاری ہونا خیال کرتے ہیں (ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش ص: ۱۳۶) اس لئے قرآن مجید نے اس رسم کو مٹانے کے لیے متعدد ذریعے اختیار کئے۔ پہلے تو یہ فرمایا ﴿ما جعل ادعیاءکم ابناءکم ذلکم قولکم بافوا حکمکم﴾ جن بچوں کو تم لے پاؤ گے بنا لیتے ہو خدا نے ان کو تمہارے بیٹے نہیں بنایا یہ تو صرف تمہارے منہ کی باتیں ہیں۔ جن کا اثر قدرتی کارخانہ پر کچھ نہیں۔ اتنا کہنے سے اس رسم کے حامیوں کے دلوں پر کسی قدر اس رسم سے نفرت ہوئی تو فرمایا ﴿ادعواہم لا بانہم﴾ ان لے پاؤ گے بچوں کو ان کے اصلی باپوں کے ناموں سے پکارا کرو کہ ﴿وہو اقسط عند اللہ﴾ خدا کے نزدیک یہی انصاف ہے۔ جب یہ حکم سنا کہ ان کی ولدیت اپنے نام سے نہ لیا کرو تو پھر کون تھا کہ ناحق کے جھیلے میں پڑتا اور خواہ مخواہ کے اخراجات اپنے ذمہ لیتا کیونکہ جو لوگ معتبئی کرتے ہیں ان کی غرض یہی ہوتی ہے کہ یہ بچہ ہمارے نام سے پکارا جائے تاکہ دنیا میں ہمارا نام رہے۔ چونکہ یہ ایک جاہلانہ رسم ہے لہذا اسلام اگر اس فضول رسم کی طرف خیال نہ کرتا تو اس کا مقصد نا تمام بلکہ بہت کچھ ناقص رہتا۔ چونکہ یہ رسم بھی کوئی معمولی رسم نہ تھی بلکہ تمام ملک کے رگ و ریشہ میں سرایت کر رہی تھی اس لئے اسلام نے اس بدرسم کی طرف معمولی الفاظ میں توجہ کافی نہ جان کر اپنے نبی کو حکم دیا کہ تم اس بدرسم کی اصلاح یوں کرو کہ لے پاؤ گے بیٹے کی مطلق بیوی سے خود شادی کر لو تاکہ تمہاری سنت کے مطابق مسلمانوں کو اس پر عمل کرنا آسان ہو اور ملک سے یہ بدرسم دور ہو جائے چنانچہ اس علت کی طرف خدائے تعالیٰ نے خود اشارہ فرمایا ہے ﴿لکیلا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیاءہم﴾ نہیں سمجھتے کہ اس رسم سے ہمارے مہربانوں (عیسائیوں اور آریوں وغیرہ) کو کیا محبت اور الفت ہے۔ عیسائیوں سے تو اتنا افسوس نہیں کیونکہ وہ پہلے کون سے قانون قدرت کے پابند ہیں؟ انکی ابتدائی تعلیم اور مذہب کا بنیادی پتھر تو حیدری گورکھ دھندا ہے۔ ایک میں تین اور تین میں ایک۔ اس لیے وہ تو قابل معافی ہیں البتہ افسوس آریوں پر ہے کہ ان کا رشی دیانند ان کو تعلیم دیتا ہے کہ جو بات قانون قدرت کے خلاف ہے وہ جھوٹی ہے (ستیارتھ پرکاش ص: ۶۷۸) تاہم وہ اس خلاف قدرت رسم کے ایسے مؤید ہیں کہ اس کو مٹانے والوں سے مخالف کرنے پر آمادہ۔

عیسائیو! خدا کے نبیوں کی توہین کرو۔ ساجیو! اپنے مرثی کی تعلیم کی قدر کر کے اس بدرسم کی اصلاح کرنے میں اسلام کا ہاتھ بٹاؤ۔ (منہ)

الَّذِينَ يَبْلُغُونَ رِسَالَاتِ اللَّهِ وَيَخْشَوْنَهُ وَلَا يَخْشَوْنَ أَحَدًا إِلَّا اللَّهَ ۗ وَكَفَىٰ

جو لوگ اللہ کے احکام پہنچاتے اور اسی سے ڈرتے تھے اور اللہ کے سوا کسی اور سے نہ ڈرتے تھے اور اللہ ہی

بِاللَّهِ حَسِيبًا ۝ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ

حساب کرنے کو کافی ہے۔ محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں لیکن وہ اللہ کے رسول

اسی لیے جو لوگ اللہ کے احکام پہنچاتے اور اسی اللہ سے ڈرتے تھے اور اس امر میں اللہ کے سوا کسی اور سے نہ ڈرتے تھے ان کی

حالت بھی تعمیل ارشاد خداوندی میں یہی تھی۔ اس لیے وہ خدائی امتحان میں کامیاب ہوئے اور خدا کے ہاں ان کا اعزاز ہوا۔ گو

لوگ ان کے مخالف تھے مگر خدا تو ان کا حامی تھا اور اللہ تعالیٰ اکیلا خود ہی حساب کرنے کو کافی ہے۔ اسی لئے وہ اپنے بندوں کے

اخلاص اور نیک اعمال کو کبھی ضائع نہیں کیا کرتا۔ اسی لئے اس زمانہ کے لوگوں کا خیال غلط ہے کہ محمد ﷺ کی زینہ اولاد نہیں۔

اس لئے اس کا نام لیوا کوئی دنیا میں نہ ہو گا یہ شور چند روزہ ہے۔ آخر کار بے تمکینی ہونے والی ہے۔ ایسے لوگوں کو ان کے فضول

خیالات سے روکنے کے لئے مطلع کیا جاتا ہے اس میں شک نہیں کہ حضرت محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں

ہیں یعنی بجناب کی زینہ اولاد کوئی نہیں لیکن نام اور عزت اولاد پر موقوف نہیں بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے چونکہ وہ اللہ کے

رسول۔

وَحَاتَمَ النَّبِيِّنَ ۖ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۗ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اور خاتم النبیین ہیں اور خدا سب کچھ جانتا ہے۔ مسلمانو!

اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۖ وَسِعُوهُ بَكْرَةً وَأَصِيلًا ۗ هُوَ الَّذِي يُصَلِّي

اللہ کو بہت بہت یاد کیا کرو اور صبح شام اس کی تسبیحیں پڑھا کرو وہ خود

عَلَيْكُمْ وَمَلَائِكَتُهُ يُصْرِحُكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۗ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ

اور اس کے فرشتے تمہارے حال پر نظر عنایت رکھتے ہیں تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے چلے۔ خدا مومنوں پر بڑا ہی

رَحِيمًا ۗ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ۗ وَاعِدَ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ۗ يَا أَيُّهَا

مہربان ہے جس روز اس سے ملیں گے ان کو سلام کا تحفہ لے گا اور خدا نے ان کے لئے عزت کا بدلہ تیار کیا ہے۔ اے

النَّبِيُّ إِنْكَأَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۗ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ

نبی! ہم نے تجھ کو گواہ، خوش خبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ کے علم سے خدا کی طرف بلانے والا

وَسِرَاجًا مُنِيرًا ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا ۗ

اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے اور ماننے والوں کو خوش خبری سنا کہ ان کے لئے اللہ کے ہاں سے بہت بڑا فضل

اور خاتم النبیین ہیں اس لئے خداوند ان کی مدد ضرور کرے گا کیونکہ وہ اللہ کے محبوب ہیں اور خدا سب کچھ جانتا ہے جو جو

اعتراضات مخالف کرتے ہیں اس کے علم میں ہیں اس لئے تم مسلمانو! ان کی یادہ گویوں کی پروا نہ کرو بلکہ اصل مقصود کی طرف

لگو۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بہت بہت یاد کیا کرو اور صبح و شام اس کی تسبیحیں پڑھا کرو۔ دیکھو اس کی نظر عنایت سے تمہارا امیر و پاپا

ہو گا دیکھو تو اس کی رحمت وہ خود اور اس کے مقرب فرشتے تمہارے حال پر نظر عنایت رکھتے ہیں مگر ان کی نظر عنایت کے

معنی مختلف ہیں کیونکہ مخلوق کی نظر عنایت خالق کی نظر عنایت سے نہیں مل سکتی۔ مخلوق کی نظر عنایت یہ ہے کہ اپنے نبی نوع

کیلئے دعائے خیر کرتی رہے اور خالق کی نظر عنایت یہ ہے کہ وہ اس دعا کو قبول کرتا ہے اور بغیر دعا کے بھی مہربانی سے توجہ رکھتا

ہے۔ اس کی نظر عنایت سے پیداپار ہے۔ خدا تم پر نظر عنایت اس لئے کرتا ہے کہ تاکہ تم کو شرک و کفر اور دیگر امراض روحانیہ

کے اندھیروں سے نکال کر توحید خالص اور پاکیزہ اخلاق کے نور کی طرف لے چلے کیونکہ خدا نے تعالیٰ مومنوں کے حال پر بڑا

ہی مہربان ہے۔ اس دنیا میں مہربانی کرنے کے علاوہ بعد موت جس روز اس سے ملیں گے خدا کی طرف سے ان کو سلام کا تحفہ

ملے گا۔ عالی سرکار خود ان کو سلام بھیجیں گے کہ اے میرے بندوں! تم پر سلام ہو یعنی ہمیشہ سلامت رہو۔ یہ تو ان کا تحفہ

ابتدائی ہو گا اور ہمیشہ کے لیے یہ ہو گا کہ خدا نے ان کے لیے عزت کا بدلہ تیار کیا ہے، وہی ان کو ملے گا۔ دنیا میں بعض دفعہ

مزدور کو مزدوری ذلت سے ملتی ہے مگر آخرت میں نیک بندوں کو اس طرح نہ ملے گی بلکہ عزت سے ملے گی۔ اے نبی! یہ

عوض تو مسلمانوں کا ہے جو تیری تعلیم پر عمل کر کے اس رتبہ پر پہنچیں گے۔ اس سے تو سمجھ کہ تو کس درجہ والا ہے۔ سنو ہم

نے تجھ کو حقانی شہادت کا گواہ نیک کاموں پر خوشخبری دینے والا اور بے کاموں پر ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے خدا کی

طرف بلانے والا اور بہت کار و روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔ جو کوئی تیرے ساتھ روشنی حاصل کرنے کی غرض سے ملے گا وہ

منور ہو کر دوسروں کے لئے خود روشن چراغ بن جائے گا۔ پس تو ان لوگوں کو ہدایت کر اور ان کو ہدایت کی طرف بلا اور ماننے

والوں کو خوشخبری سنا کہ ان کے لئے اللہ کے ہاں سے بہت بڑا فضل ہے۔

وَلَا تُطْعَمُ الْكُفْرِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَدَعَّ اَذْلَهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ وَكَفَىٰ بِاللّٰهِ

ہے اور کسی کافر یا منافق کا کمانہ مانو اور تو ان کی ایذا کی پروا نہ کریو اور اللہ پر بھروسہ کرو۔ اللہ ہی کارساز

وَكَيْلًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ طَلَقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ

کالی ہے۔ مسلمانو! جب تم ایماندار عورتوں سے نکاح کرو پھر جماع سے پہلے ہی تم ان کو طلاق دے دو

أَنْ تَمْسُوهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُونَهَا ۖ فَمَتَّعُوهُنَّ وَسِرَّحُوهُنَّ

تو تمہارے لئے ان پر عدت کا کوئی حق نہیں کہ تم اس مدت کو گنتے رہو۔ پس تم ان کو کچھ دے دلا کر عزت کے ساتھ

سَرَاحًا جَمِيلاً ۝ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحَلَّلْنَا لَكَ زَوَاجَكَ الَّتِي أَتَيْتَ أَجُورَهُنَّ

رخصت کیا کرو۔ اے نبی! تیری بیویاں جن کو تو نے حق مر دیا ہے اور تیری لونڈیاں جو خدا نے تجھے مرحمت

وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ وَبَنَاتِ عَمِّكَ

کی تھیں تیرے چچا کی بیٹیاں تیری پھوپھی کی بیٹیاں تیرے ماموں کی بیٹیاں

وَبَنَاتِ خَالَكَ وَبَنَاتِ خَلَّتِكَ الَّتِي هَاجَرْنَ مَعَكَ ۖ وَامْرَأَةً مُّؤْمِنَةً إِنْ

تیری خالوں کی بیٹیاں جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی تھی اور جو ایماندار عورت

وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ أَنْ يَسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُونِ

اپنا نفس نبی کو ہبہ کر دے بشرطیکہ نبی اس سے نکاح کرنا چاہے تو ہم نے تیرے لئے حلال کی تھیں۔ یہ اجازت خالص تیرے لئے تھی اور

الْمُؤْمِنِينَ ۗ

مسلمانوں کے لئے نہیں

اے نبی! تو خود بھی اپنے فرائض کی ادائیگی میں لگا رہو اور ان فرائض کے متعلق کسی کافر یا منافق کا کمانہ مانو۔ مبادہ وہ تجھ کو کسی

طرح سے کر دیں اور تو ان کے داؤ میں آ کر تبلیغ احکام میں غفلت کرنے لگ جائے ہاں اگر کوئی تکلیف پہنچائیں تو ان کی ایذا

کی پروا نہ کریو اور اللہ کی ذات والا صفات پر بھروسہ کریو اللہ ہی کارساز کالی ہے۔ بس تم سب لوگ اسی کو کارساز سمجھا کرو

جس طرح وہ تم کو حکم دے اسی طرح کرو۔ مسلمانو! سنو ایک تمدنی حکم بھی تم کو سناتے ہیں۔ تم ایماندار عورتوں سے نکاح کرو

پھر کسی معقول وجہ پر جماع سے پہلے ہی ان کو طلاق دینے کی نوبت آوے اور تم ان کو طلاق دے دو تم تمہارے لئے ان پر

عدت کا کوئی حق نہیں کہ تم اس مدت کو گنتے رہو اور یہ خیال دل میں رکھو کہ جب تک تین مہینے ختم نہ ہوں ہمارا ان پر استحقاق

ہے، نہیں بلکہ طلاق ہوتے ہی وہ تم سے الگ اور تم ان سے جدا۔ پس تم ان کو کچھ دے دلا کر عزت کے ساتھ خوش اسلوبی سے

رخصت کیا کرو۔ یہ نہیں کہ ان کو خواہ مخواہ قید میں رکھو اور اپنے حقوق جتانے لگو۔ احکام الہی کی ماتحتی جیسی مسلمانوں کو ہے نبی

کو بھی ہے۔ اے نبی! دیکھ تیری بیویاں جن کو تو نے حق مر دیا ہے اور تیری لونڈیاں جو نعمت میں خدا نے تجھے مرحمت کی

تھیں تیرے چچا کی بیٹیاں تیری پھوپھی کی بیٹیاں تیرے ماموں کی بیٹیاں تیری خالوں کی بیٹیاں جنہوں نے تیرے ساتھ

ہجرت کی تھی اور ان کے علاوہ جو ایماندار عورت اپنا نفس نبی کو ہبہ کر دے یعنی نکاح میں دینا چاہے بشرطیکہ نبی اس سے نکاح

کرنا چاہے یہ سب کی سب ہم نے تیرے لئے بطریق نکاح حلال کی تھیں۔ یہ بظاہر بے تعداد نکاح کرنے کی اجازت خاص

تیرے لئے تھی اور مسلمانوں کے لئے نہیں کیونکہ وہ تیری طرح قدسی نفس نہیں۔

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِيَكِلَا يَكُوْنُ

ان کے لئے ان کی بیویوں اور ان کی لونڈیوں کے متعلق جو ہم نے حکم دے رکھے ہیں ہم ان کو خوب جانتے ہیں تاکہ تجھ پر کسی طرح کی

عَلَيْكَ حَرَجٌ ۙ وَكَانَ اللهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ تَرْجِي مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْوَى

تنگی نہ ہو اور اللہ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔ ان میں سے جس کو تو چاہے الگ کر دے اور جس کو چاہے

اِلَيْكَ مِنْ تَشَاءُ ۙ وَمِنْ اَبْتَعَيْتَ وَمَنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ۙ ذٰلِكَ

اپنے پاس بلا لے اور جس کو تو نے الگ کیا ہو ان میں سے بھی کسی کو طلب کر لے تو تجھ پر گناہ نہیں۔ یہ اس لئے کہ ان کی

اٰذِنَ اَنْ تَقْرَءَ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَ وَيَرْضَيْنَ بِمَا اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۙ وَاللَّهُ يَعْلَمُ

آنکھیں ٹھنڈی رہیں نہ غمگین ہوں اور جو کچھ بھی تو ان کو دے اس پر سب راضی رہیں اور اللہ کو تمہارے

مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۙ وَكَانَ اللهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ۝ لَا يَجِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْۢ بَعْدِ وَ

دلوں کے خیالات معلوم ہیں کیونکہ اللہ جانتے والا علم والا ہے آج سے بعد ان کے سوا کوئی عورت بھی تجھے حلال نہیں نہ کسی

لَا اَنْ تَبْدَلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ

اور بیوی کو ان کے قائم مقام کرنا جائز ہے اگرچہ عورت کی خوبصورتی تجھے بھلی معلوم ہو۔ لیکن اگر کوئی لونڈی ہو

ان کے لئے ان کی بیویوں اور ان کی لونڈیوں کے متعلق جو ہم نے حکم دے رکھے ہیں ہم ان کو خوب جانتے ہیں۔ ان حکموں کا

خلاصہ یہ ہے کہ حتی المقدور ایک ہی بیوی پر قناعت کریں اور اگر زیادہ کی ضرورت ہو تو محدود کریں۔ علاوہ ان کے ان میں

عدل و انصاف نہ کر سکیں تو متعدد نکاح نہ کریں۔ مگر اے نبی! تو ان سب قبود سے بری ہے تاکہ تجھ پر کسی طرح کی تنگی نہ ہو

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم کرنے والا ہے اس کی □ اور رحمت اس کی متقاضی ہے کہ اپنے فرمانبرداروں

پر من وجہ تخفیف کرے۔ اسی تخفیف کا نتیجہ ہے کہ تجھے اجازت تھی کہ ان ازواج میں سے جس کو تو چاہے کچھ مدت تک الگ

کر دے اور جسکو چاہے اپنے پاس بلا لے اور جن کو تو نے کسی وقت عتاب سے الگ کیا ہو ان میں سے بھی کسی کو حسب ضرورت

طلب کر لے تو تجھ پر کسی قسم کا گناہ نہیں۔ غرض تو اس میں مختار اور آزاد ہے یہ تیری آزادی اس لئے ہے کہ اس سے ان سب کی

آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور کسی طرح غمگین نہ ہوں اور جو کچھ بھی تو ان کو دے اس پر سب راضی رہیں کیونکہ بقول۔

”جب توقع ہی اٹھ گئی غالب کیا کسی کا گلہ کرے کوئی

جب ان کو اپنے استحقاق کا گھمنڈ نہ ہوگا تو کم و بیش عطیے پر راضی رہیں گی اور اللہ کو تمہارے دلوں کے خیالات سب معلوم ہیں

کیونکہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتے والا بڑے حلم والا ہے۔ باوجود جاننے کے گنہگار بندوں کا مواخذہ نہیں کرتا یہ اس کے حلم کا

نتیجہ ہے۔ شروع میں جو ہم نے کہا ہے کہ تیرے (یعنی نبی کے) لئے فلاں فلاں قسم کی عورتیں حلال ہیں اس کا مطلب یہ نہیں

کہ بے تعداد و بیشمار کرتا جائے، نہیں بلکہ ہمارے علم میں اس کی بھی ایک حد ہے پس ہم بتلاتے ہیں کہ چونکہ تیرے پاس ایک

کافی تعداد ازواج کی ہے جنہوں نے تیرے ساتھ وفاداری جان نثاری میں کمال دکھایا ہے اس لئے آج سے بعد ان عورتوں کے

سوا کوئی عورت بھی تجھے حلال نہیں نہ کسی ایک کو چھوڑ کر دوسری سے تو نکاح کرے اگرچہ اس دوسری عورت کی خوبصورتی

تجھ کو بھلی معلوم ہو اور کیسی ہی اچھی لگے۔ کیوں کہ ان کی وفاداری خدا کے ہاں مقبول ہے پس ان کے سوا کسی اور کو شرف

ملازمت میں مساوات نہ ہوگی لیکن اگر کوئی لونڈی ہو

اِيْمَانِكُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيبًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا
 تُو کوئی مضائقہ نہیں اور اللہ ہر ایک چیز پر نگران حال ہے۔ مسلمانو! نبی کے گھر میں بے اذن کبھی داخل
 بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرِ نَظِيرِينَ لِشَيْءٍ ۚ وَلَكِنْ إِذَا
 نہ ہوا کرو! ہاں جب تم کو کھانے کے لئے اذن دیا جائے مگر کھانا پکتنے سے پہلے نہ آیا کرو۔ ہاں ٹھیک دعوت کے
 دُعَيْتُمْ فَأَدْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ
 وقت داخل ہوا کرو پھر جب کھا چکو تو چلے جایا کرو اور باتوں باتوں میں دل لگا کر بیٹھے نہ رہا کرو! اس
 ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذَى النَّبِيَّ فَيَسْتَعِجُ مِنْكُمْ ۚ وَاللَّهُ لَا يَسْتَعِجُ مِنَ الْحَقِّ ۚ وَ
 سے پیغمبر کو تکلیف ہوتی ہے وہ تم سے حیا کرتا ہے اور اللہ حق بات کے اظہار سے نہیں رکتا
 إِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ ۚ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ
 اور جب تم ان سے کوئی چیز طلب کرو تو پس پردہ طلب کیا کرو یہ طریقہ تمہارے اور ان کے دلوں کو
 وَقُلُوبِهِنَّ ۚ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَنْ تُنكِحُوا أَزْوَاجَهُ
 بہت کچھ صاف رکھ سکتا ہے۔ پس تم کو چاہئے کہ اللہ کے رسول کو تکلیف نہ دینا نہ اس کے بعد اس کی بیویوں سے کبھی نکاح کرنا
 تُو کوئی مضائقہ نہیں۔ پس تم اللہ تعالیٰ کے حکموں کی تعمیل کرو اور دل سے جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر نگران حال ہے۔
 مسلمانو! ایک اور ضروری تمدنی حکم سنو نبی کے یا کسی مومن بھائی کے گھر میں بے اذن کبھی داخل نہ ہوا کرو! ہاں جب تم کو
 کھانے وغیرہ کے لئے آنے کا اذن دیا جائے تو اس صورت میں داخلے کے وقت اجازت کی حاجت نہیں پیش کرو مگر کھانا پکتنے
 سے پہلے نہ آیا کرو! ہاں ٹھیک دعوت کے وقت داخل ہوا کرو پھر جب کھا چکو تو چلے جایا کرو اور باتوں باتوں میں دل لگا کر بیٹھے نہ رہا
 کرو۔ اس طرح ایک تو وقت ضائع ہوتا ہے دو تم اس سے پیغمبر اور صاحب دعوت کو تکلیف ہوتی ہے۔ کھانا کھلا کر صاحب
 دعوت چاہتا ہے کہ استر بستر لپیٹے اور کسی اور کام میں لگے، تمہارے بیٹھے رہنے سے وہ تم سے حیا کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ حق بات
 کے اظہار سے نہیں رکتا اس لئے وہ تم کو صاف اخلاقی اور تمدنی احکام بتلاتا ہے پس تم ان احکام کی تعمیل کیا کرو۔ سونجب
 تم ان نبی کی بیویوں سے کوئی چیز خانگی طلب کرو تو پس پردہ طلب کیا کرو کیونکہ آج سے اسلام میں پردہ کا حکم نازل ہوتا ہے یہ
 طریقہ تمہارے اور ان کے دلوں کو بہت کچھ صاف رکھ سکتا ہے کیونکہ مرد عورت کی آنکھوں میں جادو کا اثر ہے کیا تم نے کسی
 حکیم کا کلام نہیں سنا

یہ سب کہنے کی باتیں ہیں ہم ان کو چھوڑ بیٹھے ہیں

جب آنکھیں چار ہوتی ہیں محبت آہی جاتی ہے

اس لئے تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ کوئی مرد کسی عورت کو برہنہ روند دیکھے۔ پس کو تم چاہئے کہ اللہ کے رسول کی بے فرمانی کرنے
 سے اس کو کسی نوع کی تکلیف نہ دینا اور نہ اس کے بعد اس کی بیویوں سے

شان نزول

آنحضرت ﷺ نے ولیدہ کی دعوت کی تو بعض لوگ کھانا کھا کر بیٹھے باتیں کرتے رہے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (منہ)
 لہ یہ پہلی آیت ہے جس میں پردہ کا حکم آیا ہے۔

مِنْ بَعْدِهِ أَبَدًا ۚ إِنَّ ذَلِكَ كَانَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمًا ۝ إِنَّ تَبَدُّوا شَيْئًا أَوْ

بے شک یہ کام اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے۔ اگر تم کسی امر کو ظاہر کرو یا

تَخْفُوهُ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ

اس کو چھپاؤ تو اللہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے۔ ان کو اپنے باپ دادا یا حقیقی بیٹوں

وَلَا أَبْنَائِهِنَّ وَلَا إِخْوَانِهِنَّ وَلَا آبْنَاءَ إِخْوَانِهِنَّ وَلَا

یا حقیقی بھائیوں یا بھتیجیوں یا بھانجیوں یا اپنی عورتوں یا اپنے زر خرید

نِسَائِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِينَ اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَىٰ كُلِّ

غلاموں کے سامنے بے حجاب ہونے میں کوئی گناہ نہیں۔ تم بھی اسے عورتوں اللہ سے ڈرنی رہو بیشک اللہ ہر

شَيْءٍ شَهِيدًا ۝ إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

ایک چیز پر حاضر و ناظر ہے۔ خدا اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں اے مسلمانو!

أَمِنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

تم بھی اس پر درود و سلام بھیجا کرو۔ جو لوگ اللہ اور رسول کو ایذا دیتے ہیں

لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا ۝ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ

خدا نے دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے ذلت کی مارتیار کر رکھی ہے۔ جو لوگ مسلمان

بھی نکاح کرنا ایسا کرنا ہمیشہ کے لئے تم کو ناجائز ہے بیشک یہ کام اللہ کے نزدیک بہت بڑا گناہ ہے۔ کرنا تو بجا خود دل میں خیال

بھی نہ لانا۔ سنو اگر تم کسی امر کو ظاہر کرو یا اس کو چھپاؤ تو دونوں برابر ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز کو جانتا ہے۔ عورتوں کو

پر درہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہر ایک مرد سے چھپتی رہیں بلکہ بعض رشتے ان کے ایسے بھی ہیں کہ

ان سے پردہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان عورتوں کو اپنے باپ دادا، حقیقی بیٹوں، حقیقی بھائیوں،

بھتیجیوں، بھانجیوں، اپنی ہمسایہ یا اپنی جنس کی عورتوں اور زر خرید غلاموں کے سامنے بے حجاب ہونے میں کوئی گناہ نہیں۔ تم

بھی اے عورتو! اس حکم کی فرمانبردار رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتی رہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر حاضر ناظر ہے جو کچھ

کرتے ہو یا کرو گے اسے سب معلوم ہے۔ اسی لئے تم لوگ کسی امر میں رسول کے برخلاف کام کرنا کسی نوع کی اس کو تکلیف

دینا کوئی سسل بات نہ جانو کیونکہ خدا کے نزدیک رسول کی عزت یہ ہے کہ خدا اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں یعنی اس

کی شان کے لائق اس کی عزت کرتے ہیں۔ پس اے مسلمانو! تم کو بھی چاہئے کہ اس نبی پر درود اور سلام بڑی محبت اور

اخلاص سے بھیجا کرو یعنی کہا کرو:

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ﴿﴾

اور سنو جو لوگ اللہ اور رسول کو ایذا دیتے ہیں یعنی ان کی بے فرمانی کرتے ہیں خدا نے دنیا اور آخرت میں ان پر لعنت کی ہے

یعنی نہ وہ دنیا میں کسی عزت کے قابل ہیں نہ آخرت میں اور خدا نے ان کے لئے ذلت کی مارتیار کر رکھی ہے۔ یہ مت سمجھو

کہ بے وجہ ایذا دینا صرف رسول کو منع ہے، نہیں بلکہ عام حکم اور سب کے لئے یہی قانون ہے کہ جو لوگ مسلمان مردوں

الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بغيرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوا بُهْتَانًا وَإِثْمًا

مردوں اور عورتوں کو بغير کسی کام کے ایذا دیتے ہیں وہ بہت بڑا بہتان اور صریح گناہ

مُبِينًا ۝ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَالْمُؤْمِنِينَ يُذْنِبُونَ

اٹھاتے ہیں۔ اے نبی! تو اپنی بیویوں بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دے کہ

عَلَيْهِنَّ مِنْ حَلَالِيهِمْ ۚ ذَلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ ۚ وَكَانَ اللَّهُ

بڑی بڑی چادریں اوڑھا کریں اس سے ان کی پہچان ہو سکے گی تو ان کو تکلیف نہ ہوگی اور خدا بڑا

عَفُورًا رَحِيمًا ۝ لَٰئِن لَّمْ يَنْتَهُ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْمُرْجِفُونَ

عشہد مہربان ہے۔ اگر منافق لوگ اور جن کے دلوں میں مرض ہے اور شر سے ادھر ادھر

فِي الْمَدِينَةِ لَتُفَرِّقَنَّ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُونَكَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا ۝ مَلْعُونِينَ ۚ

کی بے ثبوت باتیں اڑانے والے باز نہ آئے تو ہم تجھ کو ان پر اکسائیں گے پھر وہ تیرے ساتھ اس میں بہت کم ٹھہر سکیں گے۔ چاروں طرف سے ان پر

أَيُّمَّا تَشْتَقُوا أَخِذُوا وَقْتِكُمَا ۝

لعنت ہوگی۔ جہاں کہیں پائے جائیں گے پکڑے جائیں گے اور قتل کئے جائیں گے

اور عورتوں اور ان کے سوا کسی بشر کو بھی بغير کسی قابل ملامت کام کے ایذا دیتے ہیں یا آئندہ کو دیں گے پس یہ سمجھو کہ وہ بہت

بڑا بہتان صریح گناہ کا بوجھ اپنی گردن پر اٹھاتے ہیں جس سے ان کو کسی طرح سبکدوشی نہ ہوگی۔ مختصر یہ کہ جو عیب کسی میں نہ

ہو وہ اس کی طرف منسوب کرنا یہ ہے بہتان عظیم اور اثم مبین اے ہمارے پیارے نبی! چونکہ ہر کام کی اصلاح پہلے گھر سے

ہونی چاہئے اس لئے اس بے پردگی کی بدرسم کو مٹانے کے لئے تو اپنی بیویوں بیٹیوں اور مسلمانوں کی بیویوں سے کہہ دے کہ

باہر چلتے وقت بڑی بڑی چادریں اوڑھا کریں یعنی بڑی چادریا نقاب پہن کر باہر نکلا کریں۔ اس سے ان کی پہچان ہو سکے گی کہ

شریف زادا ہیں تو ان کو کسی نوع کی تکلیف نہ ہوگی۔ بہت لوگ ان کی وضعداری سے ان کو شریف جانیں گے اور کسی قسم کی

بدگوئی نہ کریں گے۔ اس لئے کہ گویہ صحیح ہے کہ اخذ و بطش (حملہ) مردوں کی طرف سے ہوتا ہے لیکن اس میں شک نہیں کہ

اس کی ابتدا عورتوں کی طرف سے ہوتی ہے کیونکہ

بچ عاشق خود نباشد وصل جو تانہ معشوقش بود جو یائے او

اپنے ظاہری معنی سے یہی معنی دیتا ہے اس لئے جو کچھ بھی فحش اور فتنہ دنیا میں ہوتا ہے اس کی ابتدا عورتوں سے ہوتی ہے اس

لئے ان کو پردہ میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے اور باوجود اس بندوبست کے بھی اگر بے اختیار کسی کے دل میں کوئی وسوسہ اٹھے گا تو خدا

تعالیٰ بڑا عشہد مہربان ہے بے قصد ارادوں پر مواخذہ نہیں کرے گا۔ اتنے انتظام سے بھی اگر بے ایمان منافق لوگ اور جن

کے دلوں میں بدکاری کا مرض ہے اور شر میں ادھر ادھر کی بے ثبوت باتیں اڑانے والے باز نہ آئے تو ہم تجھ کو ان پر اکسائیں

گے یعنی حکم دیں گے کہ تو ان کو ایسی سزا دے کہ یاد کریں پھر وہ تیرے ساتھ اس مدینہ میں بھی کم ٹھہر سکیں گے وہ بھی ایسے

حال میں کہ چاروں طرف سے ان پر لعنت ہوگی جہاں کہیں پائے جائیں گے عذاب الہی میں پکڑے جائیں گے اور بڑی سختی سے

قتل کئے جائیں گے یہ کوئی نئی بات نہیں۔

سُنَّةَ اللَّهِ فِي الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَكِنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۝

جتنے لوگ گزر چکے ہیں ان میں خدائی قانون کی سمجھ اور تم خدائی قانون میں کسی طرح رد و بدل نہیں پاؤ گے

يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۗ قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ ۗ وَمَا يُدْرِيكَ

قیامت کا حال یہ لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں اس کا علم اللہ ہی کے پاس ہے اور تجھے کیا معلوم شاید

لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُونُ قَرِيبًا ۝ إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكٰفِرِينَ وَأَعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ۝

وہ گھڑی قریب ہی آن لگی ہو۔ اللہ نے منکروں پر لعنت کی، ان کے لئے بھڑکتا ہوا عذاب تیار کر رکھا ہے

خٰلِدِينَ فِيهَا ۗ أَبَدًا ۗ لَا يُجَدُّونَ وِلْيًا وَلَا نَصِيرًا ۝ يَوْمَ تَقَلُّبُ وَجُوهُهُمْ

جس میں ان کو ہمیشہ رہنا ہوگا وہاں نہ کوئی ان کا دوست ہوگا نہ کوئی حمایتی۔ جس روز ان کے چہرے آگ میں

فِي التَّارِ يَقُولُونَ يٰلَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ ۝ وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا

الٹ پلٹ کئے جائیں گے کہیں گے ہائے افسوس ہم نے اللہ کی تابعداری کی ہوتی اور رسول کا کمانا ہوتا تو یہ بھی کہہ چکے ہوں گے کہ ہم نے

أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلًا ۝ رَبَّنَا آتِنَهُمْ صَعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ

اپنے سرداروں اور بڑے لوگوں کا کمانا پس انہوں نے ہم کو راستے سے گمراہ کر دیا۔ اے ہمارے پروردگار! تو ان کو ہم سے دگنا عذاب پہنچا

وَالْعَنَهُمْ لَعْنًا كَبِيرًا ۝ يٰأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى

اور بہت بڑی لعنت کی مار کر۔ اے مسلمانو! تم ان لوگوں کی طرح نہ بننا جنہوں نے موسیٰ کو ایذا دی

بلکہ آج سے پہلے جتنے لوگ گزر چکے ہیں ان میں خدائی قانون یہی سمجھو کہ ایک وقت تک انبیاء کے مخالفین کا شور و شغب

رہا کرتا تھا لیکن ان کی شرارت حد سے بڑھ جاتی تھی تو ان کی ہلاکت کے لئے خدائی حکم بھی فوراً پہنچتا تھا۔ اس طرح ان کے

ساتھ ہو گا اور تم خدائی قانون میں کسی طرح رد و بدل نہ پاؤ گے۔ ہر ایک کام اور وقوع کے لئے خدا کے ہاں قانون ہے بے

قانون کام کرنا نادانوں کا کام ہے۔ اسی طرح قیامت کی گھڑی کا حال یہ لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں وہ بھی خدائی قانون کے

مطابق اپنے وقت پر آئے گی۔ اس لئے تو ان سے کہہ کہ وہ الہی قانون کے مطابق ہے پس اس کا علم بھی اللہ ہی کے پاس

ہے اور تجھے کیا معلوم شاید وہ گھڑی قریب ہی آن لگی ہو تم کو چاہئے کہ اس کے آنے کے تصور سے اندیشہ کرو نہ کہ اس

کے آنے کا سوال کرو۔ سنو اللہ تعالیٰ نے اس کے منکروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے بھڑکتا ہوا عذاب تیار کر رکھا ہے

جس میں ان کو ہمیشہ رہنا ہوگا وہاں نہ کوئی ان کا دوست ہو گا اور نہ کوئی حمایتی یعنی اس روز یہ واقع ہوگا جس روز ان کے چہرے

آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے جیسے کباب دارِ سخ۔ اس روز یہ لوگ کہیں گے ہائے افسوس ہم نے اللہ کی تابعداری کی

ہوتی اور اس کے رسول کا کمانا ہوتا اور اس سے پہلے وہ یہ بھی کہہ چکے ہوں گے کہ ہائے ہم نے اپنے سرداروں اور بڑے

لوگوں کا کمانا پس انہوں نے ہم کو اپنے جیسا خدا کے راستے سے گمراہ کر دیا اس لئے ہم خدا سے دعا مانگتے ہیں کہ اے

ہمارے پروردگار! تو ہمارے حال سے آگاہ ہے پس تو ان کو ہم سے دگنا عذاب پہنچا اور بہت بڑی لعنت کی مار کر چونکہ ان کو

یہ نتیجہ انبیاء کی مخالف کا ملے گا۔ اس لئے تم کو سمجھایا جاتا ہے کہ اے مسلمانو! تم نے ان لوگوں کی طرح نہ بننا جنہوں نے

حضرت موسیٰ خدا کے رسول سلام اللہ علیہ کو ایذا دی تھی کہ جو عیب اس میں نہ تھے وہ اس پر لگائے کسی نے جا دو گر کہا کسی

نے مکار کہا کسی نے حصیوں کا بیمار بتایا وغیرہ وغیرہ۔

فَبَرَأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا ۝ يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا

تو خدا نے ان کی بے ہودہ گوئی سے اس کو بری کیا اور وہ خدا کے نزدیک بڑی عزت والا تھا۔ مسلمانو! اللہ سے ڈرتے

اللَّهُ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۝ وَ

رہا کرو اور ہمیشہ درست بات کہا کرو۔ خدا تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور

مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى

جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا وہ ضروری مراد پائے گا۔ ہم نے امانت کو آسمانوں

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا

زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اس میں کسی طرح کی خیانت نہ کی اور اس سے ڈرتے رہے اور انسان

الْإِنْسَانُ إِنَّهُ كَانَ ظَلُومًا جَهُولًا ۝ لِيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ

نے اس میں خیانت کی۔ وہ بڑا ظالم اور بڑا جاہل ہے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ منافق مردوں اور عورتوں

وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ

اور مشرک مردوں اور عورتوں کو عذاب کرے گا

تو خدا نے ان کی بیہودہ گوئی سے اس کو بری کیا اور ان سب پر اس کی بے یقینی کا اظہار کر دیا۔ کیونکہ خدا نے اس کو بھیجا تھا اور خدا کے

نزدیک بڑی عزت والا تھا چونکہ سب قسم کی عزت بندوں کو اسی میں حاصل ہوتی ہے کہ خدا کے ساتھ ان کا گہرا تعلق ہو۔ اسلئے

تم کو ہدایت کی جاتی ہے کہ مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو اور ہمیشہ درست بات کہا کرو۔ دنیا میں رہ کر انسان پر مختلف طرح

کے حالات اور واقعات گزرتے ہیں کبھی مدعی ہے تو کبھی مدعا علیہ، کبھی گواہ ہے تو کبھی منصف، کبھی حاکم ہے تو کبھی محکوم۔ غرض

جس حال میں بھی ہو اس اصول کو نہ بھولے کہ صاف اور سیدھی بات کہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تمہارے اعمال درست

کر دے گا یعنی خدا کے خوف اور راست بازی کو مد نظر رکھ کر جو کام کرو گے وہ ضرور بار آور ہوگا اور اس میں برکت ہوگی۔ یہ تو دنیا

میں تم کو بدلہ ملے گا اور آخرت میں یہ ملے گا کہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو دار النجات جنت میں پہنچا دے گا کیونکہ جو کوئی اللہ

اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا وہ ضرور مراد پا جائے گا۔ انسان غور نہیں کرتا کہ ہم نے اس کے لئے کیا کیا چیزیں پیدا کی

ہیں۔ سورج چاند تو اتنے بڑے بڑے سب کی نگاہ میں ہیں ان کے علاوہ بھی جو جو چیزیں تم کو ضروری ہیں وہ تمہارے لئے بنا دیں

پھر ان سب کو تمہارے کام میں لگا دیا۔ کیا مجال کہ ذرہ بھی اپنے امور مفوضہ میں غلطی کر جائیں۔ سنو ہم نے احکام کی امانت کو

آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں پر پیش کیا تو انہوں نے اس میں کسی طرح کی خیانت نہ کی بلکہ اس کو پورا اور اکیا اور اس کی خیانت سے

ڈرتے رہے یعنی جو احکام ان سے متعلق کہے انہوں نے ان کو پورا کیا اور انسان کو جب اس امانت کا متحمل بنایا تو اس نے اس میں

خیانت کی کیونکہ وہ بڑا ظالم اور بڑا جاہل ہے۔ اپنی آئندہ کی برائی بھلائی نہیں جانتا۔ حالانکہ داتا کی شان یہ ہے۔

چراکارے کند عاقل کہ باز آید پیشمانی

مگر یہ نادان نادانی سے باز نہیں آتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور عورتوں، مشرک مردوں اور عورتوں کو ان کی

بدکاری پر عذاب کرے گا۔

لہ قولہ فابین ان یحملنہا وحملہا الا نسان ای یخنها وخانہا الا نسان (القاموس) وهو القول الحسن البصری (منہ)

وَيُؤَيِّبُ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۖ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

اور ایماندار مردوں اور عورتوں پر توجہ فرمائے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے

سورت سبا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان نہایت رحم والا ہے

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي الْآخِرَةِ ۖ

تمام تعریفوں کا مالک اللہ ہے تمام آسمان اور زمین جس کی زیر حکومت ہیں آخرت میں بھی تعریف کا وہی سحق ہے

وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ۝ يَعْلَمُ مَا يَلْبِغُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْتَصِرُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ

اور وہ بڑا حکمت والا اور بڑا خبردار ہے جو کچھ زمین میں گھتا ہے اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمانوں کی

مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْزِرُ فِيهَا ۖ وَهُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا

طرف سے اترتا ہے اور جو کچھ اس کی طرف چڑھتا ہے خدا سب کو جانتا ہے اور وہ بڑا رحم کرنے والا اور بخشنے والا ہے اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ

لَا نَأْتِيْنَا السَّاعَةَ ۖ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَأَتَيْنَكُم بِهَا عَلِيمُ الْغَيْبِ ۖ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ

ہم پر قیامت کی گھڑی کبھی نہیں آئے گی تو کہہ دو اللہ ضرور آئے گی مجھے اپنے پروردگار کی قسم ہے جو سب مخفیات کو جاننے والا ہے ایک ذرہ بھر

مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرُ

چیز بھی نہ آسمانوں میں نہ زمینوں میں اس سے مخفی رہ سکتی ہے اور اس سے بھی چھوٹی بڑی جو کچھ بھی ہے

اور ایمان دار مردوں اور عورتوں پر نظر رحمت سے توجہ فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے (اللهم ارحمنا)

سورۃ سبا

تمام تعریفوں کا مالک اللہ ہے تمام آسمان اور زمین جس کی زیر حکومت ہیں انجام کار آخرت میں بھی تعریف کا وہی مستحق ہے اور

وہ بڑا حکمت والا ہے اور بڑا خبردار ہے۔ اس کے علم کی وسعت کا اندازہ خود اسی سے کر لو کہ جو کچھ زمین میں نچ پانی وغیرہ گھستا ہے

اور جو کچھ اس سے انگوری پانی وغیرہ نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان کی طرف سے پانی وغیرہ اترتا ہے اور جو کچھ اس کی طرف سے بخا

رات کا دھواں وغیرہ چڑھتا ہے خدا ان سب کو جانتا ہے۔ غرض ایک ذرہ بھی اس کے علم اور اور اک سے باہر نہیں باوجود اس

علم، قدر اور حکومت کے یہ نہیں کہ وہ سخت خاور ظالم ہو نہیں بلکہ وہ بڑا رحم کرنے والا اور بخشنے والا ہے مگر نادان لوگ خدا کی

□ اور رحم سے فائدہ اٹھانے کی بجائے لٹے بگڑتے ہیں گویا مثل مشور ہے

کر مہائے تو ما را کرد گستاخ

کی تصدیق کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کافر لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت کی گھڑی کبھی نہیں آئے گی جس کے صاف معنی یہ ہیں

کہ گویا ان کو کسی کی باز پرس نہیں جو چاہیں کرتے پھریں۔ اے نبی! تو ان سے کہہ کہ تمہارا خیال بالکل غلط ہے، واللہ وہ ضرور

آئے گی۔ مجھے اپنے پروردگار کی قسم ہے جو مخلوق کے اور اکات سے سب مخفیات کو جاننے والا ہے ایک ذرہ بھر چیز بھی نہ

آسمانوں میں پوشیدہ ہے نہ زمینوں میں اس سے مخفی رہ سکتی ہے اور اس سے بھی بڑی چھوٹی

إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۖ أُولَٰئِكَ

اللہ کے روشن علم میں سے نتیجہ یہ ہوگا کہ جو لوگ ایمان لاکر نیک عمل کرتے ہیں ان کے لئے

لَهُمْ مَغْفِرَةٌ ۖ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعْجِزِينَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ

بخش اور عزت کی روزی ہے اور جو لوگ ہمارے حکموں کی تکذیب کرنے میں مخالفانہ سعی کرتے ہیں ان ہی کے

عَذَابٌ ۖ وَمَنْ رَحِمْنَا إِلَيْكُمْ ۝ وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنزِلَ إِلَيْكَ

لے سخت عذاب کا حصہ ہے جن لوگوں کو علم ملا ہے وہ جانتے ہیں کہ جو کچھ تیری طرف پروردگار کے ہاں سے

مَنْ رَتَبَكَ هُوَ الْحَقُّ ۖ وَيَهْدِي إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ

اترا ہے وہ بالکل سچ ہے اور خدائے غالب اور حمد و ثنا کے مستحق کی طرف کی راہ دکھاتا ہے اور جو کافر ہیں وہ

كُفَرُوا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ يُنْبِتُكُمْ إِذَا حُرِّقْتُمْ كُلُّ مُمْرِقَةٍ ۖ لَكُمْ لَفَىٰ

کہتے ہیں آؤ رے ہم تم کو ایسا آدمی بتلاؤں جو کہتا ہے کہ بالکل ریزے ریزے ہو کر بھی تم کو ایک نئی

خَلَقَ جَدِيدٍ ۝ أَفَتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَمْ بِهِ جِنَّةٌ ۗ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

پیدائش میں آنا ہوگا۔ کیا یہ خدا پر جھوٹ افزا کرتا ہے یا اس کو جنون ہے نہیں بلکہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں

بِالْآخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلَالِ الْبَعِيدِ ۝

رکھتے عذاب اور دور گمراہی میں ہیں

جو کچھ بھی ہے اللہ تعالیٰ کے روشن علم میں ہے اس وسیع علم کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں ان

کے لئے □ اور عزت کی روزی کا وعدہ ہے اور جو لوگ ہمارے (یعنی خدا کے) حکموں کی تکذیب کرنے میں مخالفانہ سعی

کرتے ہیں ان ہی کے لئے قیامت میں سخت عذاب کا حصہ ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ بنی آدم دو قسم پر ہیں۔ ایک فرمانبردار

ہیں دوسرے بے فرمان ہیں۔ جیسے کہ عام طور پر انسان دو طرح کے ہیں ایک علم دار دوسرے جاہل کندہ ناتراش۔ ہر ایک

ایسے کام میں جو غور و فکر کے لائق ہوتا ہے اس میں اہل علم کی رائے کا اعتبار ہوتا ہے۔ اس لئے اہل علم یعنی جن لوگوں کو علم سے

کچھ حصہ ملا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ جو کچھ تیری طرف تیرے پروردگار کے ہاں سے اترا ہے وہ بالکل سچ ہے اور خدائے غالب

اور حمد و ثنا کے مستحق کی طرف راہ دکھاتا ہے۔ اہل علم کو تو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ وہ اس کی تعلیم سے ہدایت پاتے ہیں اور جو جاہل

یعنی کافر اور منکر ہیں وہ ایک دوسرے سے کہتے ہیں آؤ رے ہم تم کو ایک ایسا آدمی بتلاؤں۔ جو بتلاتا ہے کہ بعد مرنے کے بالکل

ریزہ ریزہ ہو کر پھر تم کو ایک نئی پیدائش میں آنا ہوگا۔ بھلا یہ بات عقل تسلیم کر سکتی ہے۔ کسی کی سمجھ میں آتا ہے کہ ریزہ ریزہ

ہو کر پھر ہم کو نئی صورت اور شکل ملے گی۔ پھر جو مدعی نبوت کہتا ہے ایسی باتیں کہتا ہے تو کیا یہ خدا پر جھوٹ افزا کرتا ہے یا اس

کو جنون ہے۔ غور سے دیکھا جائے تو کچھ بھی نہیں بلکہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے یعنی ایسا کہنے والے ہی عذاب میں اور

ہدایت سے دور گمراہی میں ہیں۔

۱۔ چونکہ سیاق و سباق علم الہی کے بیان میں ہے اس لئے غالب گمان ہے کہ کتاب ہمیں سے مراد علم الہی ہے (۱۲)

۲۔ ۱ اللام لام العاقبة ۱۳ منہ

أَكَلَمُ يَرَوْنَ إِلَى مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ وَإِن تُنْشَأُ نُحُفٌ

کیا انہوں نے اپنے آگے اور پیچھے آسمان و زمین پر بھی غور نہیں کیا؟ اگر ہم چاہیں تو ان کو زمین

بِهِمُ الْأَرْضُ أَوْ نَسْقُطُ عَلَيْكُمْ كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ ۗ وَإِن فِي ذَلِكَ لَآيَةٌ لِّكُلِّ

میں دھنسا دیں یا آسمان کے ٹکڑے ان پر گرا دیں۔ کچھ شک نہیں کہ اس میں ہر ایک بندے کے لئے دلیل

عَبْدٍ مُّبِينٍ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا دَاوُدَ مِنَّا فَضْلًا ۗ يُجِبَالُ أَوْبَىٰ مَعَهُ وَالطَّيْرُ ۗ

ہے جو خدا کی طرف رجوع ہے اور ہم نے داؤد کو بہت بڑا فضل دیا تھا۔ اے پہاڑ اور جانور! تم داؤد کے ساتھ تسبیحیں پڑھتے رہو

وَكَتَابَهُ الْحَمِيدَ ۝ إِن أَعْمَلَ سَبْعَتِ وَقْتٍ فِي السَّرْدِ

اور اسی کے لئے ہم نے لوہے کو نرم کر دیا (حکم دیا) کہ پوری پوری زرہیں بنا اور ان کے جوڑنے میں اندازہ رکھیو

اس سارے شبہ کی بنیاد ہے کہ خدا کی قدرت کاملہ کا ان کو یقین نہیں۔ کیا انہوں نے اپنے آگے اور پیچھے آسمان و زمین پر

بھی غور نہیں کیا کہ یہ اتنے بڑے اجرام سماوی اور ارضی کس نے بنائے ہیں جس نے اتنی بڑی مخلوق پیدا کی ہے اس سے

مستبعد ہے کہ ان کو دوبارہ پیدا کر دے؟ اس آفاقی دلیل کے علاوہ وجدانی دلیل پر غور کریں کہ اگر ہم (خدا) چاہیں تو ان

کو زمین میں دھنسا دیں یا آسمان کے ٹکڑے ان پر گرا دیں۔ غرض ہر طرح سے ان کی ذات اور صفات پر بقا اور فنا کی ہم کو

قدرت ہے جو چاہیں ہم کریں ہم کو کوئی روکنے والا نہیں کچھ شک نہیں۔ کہ اس بیان میں ہر ایک بندے کے لئے عبرت

کی دلیل ہے جو خدا کی طرف رجوع ہے۔ دیکھو اس قسم کے رجوع والے بندے کی ایک حکایت تم کو سناتے ہیں اور تم کو

سمجھاتے ہیں کہ اور تم بھی رجوع والے بنو۔ پس سنو ہم نے حضرت داؤد کو جو ہماری درگاہ میں بڑا رجوع تھا بہت بڑا فضل

دیا تھا یہ کہ پہاڑوں کو حکم دیا کہ اے پہاڑ اور جانور! تم داؤد کے ساتھ رجوع سے تسبیحیں پڑھتے رہو جس وقت حضرت

داؤد ذکر الہی میں مشغول ہوتے تو پہاڑوں سے بھی ان کو تسبیحوں کی آواز آتی جنگلی جانور بھی ان کی آواز پر مست ہو کر

تسبیح پڑھتے۔ کیا سچ ہے

برگ درختان سبز در نظر ہو شیار ہر دورے دفترے است معرفت کردگار

اور ایک احسان ہم نے داؤد پر یہ کیا کہ اسی کے لئے ہم نے لوہے کو نرم کر دیا (حکم دیا) کہ پوری پوری زرہیں بنا اور انکو جوڑنے

میں اندازہ رکھیو

۱۔ کیسے کیا اس کی تفصیل خدا کو معلوم۔ بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی خاص صورت تھی کیونکہ النالہ الحدید میں تین چیزیں ہیں فاعل

مفعول بہ اور جار مجرور (لہ) قاعدہ عربی کے مطابق فاعل کے بعد مفعول بہ اور اس سے بعد جار مجرور ہوتے ہیں تو کلام یوں ہونا چاہئے تھا النالہ

الحدید لہ لیکن علم معانی کا قاعدہ ہے کہ (تقدیم ماحقہ التأخیر یفید الحصر) یعنی جس لفظ کا حق پیچھے آنے کا ہے اور وہ کسی کلام میں پہلے لایا

جائے تو اس سے حصر کا فائدہ حاصل ہوتا ہے پس آیت موصوفہ میں چونکہ جار مجرور لہ کو مفعول بہ سے مقدم کیا گیا ہے اس لئے صحیح ترجمہ یہ ہوگا

کہ ہم نے اسی کے لئے لوہا نرم کر دیا۔ اس ترجمہ سے جو خصوصیت مفہوم ہوتی ہے وہ ارباب دانش پر واضح ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تسبیحیں

کسی ایسی طرح سے تھی جو حضرت داؤد سے خصوصیت رکھتی تھی پس جو لوگ کہتے ہیں کہ اس تسبیح سے مراد وہی تسبیح ہے جو عموماً آج کل لوہے

کے کارخانوں میں دیکھی جاتی ہے کہ ہزاروں من لوہا ہل کر پانی کی طرح بہ رہا ہے۔ وہ آپ ہی بتلا دیں کہ ان معنی سے وہ خصوصیت جو آیت سے

مفہوم ہوتی ہے رہ سکتی ہے؟ منہ

وَاعْمَلُوا صَالِحًا ۙ إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ وَسَلِّمَنَّا الرِّيحَ عَدُوَّهَا شَهْرًا

اور نیک عمل کیا کرو میں یقیناً تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہوں اور سلیمان کے لئے ایک خاص قسم کی ہوا کو ہم نے مسخر کر دیا تھا جو صبح کے وقت ایک مہینہ کی

سیر جتنا چلی جاتی تھی اور شام کو ایک مہینے جتنا اور ہم نے اس کے لئے پچھلے ہوئے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا اور بعض جنات اس کے پروردگار کے حکم سے اس کے

یہ احکام تو تمہارے استحکام سلطنت کے لئے ہیں مگر اصل مطلب جس کے لئے خاندان نبوت دنیا میں قائم کیا گیا ہے یہ ہے

کہ وہ نیک اعمال کریں اور لوگوں کو بھی نیک اعمال سکھائیں۔ پس اے داؤدؑ کے گھر والو اور تابعدارو! خود بھی نیک عمل

کرو اور لوگوں کو بھی سکھایا کرو۔ میں یقیناً تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہوں جو کچھ کرو گے اس کے مطابق بدلہ پاؤ گے اور اسنو

حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ایک خاص قسم کی ہوا کو ہم نے مسخر کر دیا تھا جو سلیمان کا تخت لے کر صبح کے وقت ایک

مہینے کی سیر جتنا چلی جاتی تھی اور شام کو ایک مہینے جتنا۔ ملک میں دورہ کرنے کو جو حضرت سلیمان نکلتے تو دو وقت ان کی روانگی

ہوتی صبح سے چاشت تک یا سہ پہر کو شام تک جیسا کہ حکام اور بڑے لوگوں کا دستور ہے۔ اتنے میں حضرت سلیمان کا تخت اتنی

مسافت طے کر جاتا جتنی کہ پیدل چلنے والے دو مہینوں میں کر سکتے۔ حضرت سلیمان کا تخت آج کل کے محاورے سے میں

ہوائی جہاز تھا اور اس کے علاوہ ہم (خدا) نے اس لئے پچھلے ہوئے تانبے کا چشمہ جاری کر دیا یعنی تانبے کی بہت بڑی کان اس

کے ملک میں پیدا کر دی جس سے اس کی ضرورتیں پوری ہو سکیں اور بعض جنات بھی اس کے تابعدار تھے اس کے پروردگار

کے حکم سے

۱۔ بعض لوگوں نے حضرت سلیمان کے اس واقعہ کو خلاف قانون قدرت جان کر تاویل بعید کی ہے۔ خدائے تعالیٰ دن بدن ایسے لوگوں کو جواب

دینے کے لئے دانا یا ن فرنگ کو سوجھا دیتا ہے تو وہ کوئی نہ کوئی ایسی نئی ایجاد کر دیتے ہیں کہ اسے معلوم ہو سکتا ہے کہ قدرت کے اسرار بنو بہت کچھ

مخفی ہیں بلکہ یہ کہنا شائبے جانہ ہو کہ معلوم ہونے اب شروع ہوئے ہیں آج کل یورپ میں ایک ایجاد ہوئی جس کا نام ہوائی جہاز ہے یہ جہاز ہوا میں

اڑتا ہے۔ دور دراز ملک کا کیا کر ۱۹۱۰ء میں بمقام الہ آباد جو نمائش ہوئی اس میں بھی وہ جہاز اڑتا ہوا دکھائی دیا۔ ہندوستان کی بعض ریاستوں میں بھی

وہ لایا گیا آج سے پہلے بھی ہوا میں پرواز کا ایک آلہ تھا جس کا نام غبارہ تھا حضرت سلیمان کا تخت بھی غالباً اسی قسم کا ہوا میں اڑتا ہو گا جس کو خلاف

قانون کہہ کر انکار یا تاویل کرنا ذرہ جلد بازی ہے۔ امام رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں:-

﴿المسخر لسليمان كانت ريحا مخصوصة لا هذه الرياح فانها لمنافع عامة في اوقات الحاجات ويدل انه لم يقرأ

على التوحيد فما قرأ احد الرياح (تفسیر کبیر، جلد ۷، صفحہ ۹)

یعنی حضرت سلیمان کی تابع یہ ہوانہ تھی جو ہمارے سامنے چل رہی ہے کیونکہ یہ تو عام لوگوں کے فائدے اور منافع کے لئے ہے اسی لئے ہم نے اس

کو غبارہ سے تشبیہ دی ہے (واللہ اعلم)

ہاں شاید اس جگہ یہ سوال ہو کہ جب یہ ایجاد غیر نبی نے بھی کر دکھائی تو خلاف عادت کیا ہو اور معجزہ کیسے بنا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ معجزہ کی حقیقت

صرف یہ ہے کہ نبی سے ایسا کام ظاہر ہو جو اس وقت کسی صنعت یا تعلیم کا نتیجہ نہ ہو تاکہ اس کے مخالفین اس جیسا کرنے سے عاجز رہیں یہ نہیں کہ

اس سے بعد وہ کسی طرح صنعت کی ذیل میں نہ آسکے مثلاً معجزہ شق القمر جو ایک اعلیٰ درجہ کا قانون قدرت ہے آج اگر کسی کی ایجاد میں آجائے کہ قمر

کو دو ٹکڑوں کر کے دکھادے اور اس کو عام تعلیم کے ذریعہ سے عام بھی کر دے تو بھی بلحاظ زمانہ نبوت معجزہ ہی ہے کیونکہ معجزہ تو اسی لئے ہوتا ہے

کہ اس وقت وہ کسی انسانی صنعت یا تعلیم سے نہیں ہو تا پیچھے چاہے ہو جائے۔

يَا ذِينَ رِبْتُمْ بِهِ ۖ وَمَنْ يُزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿١٠﴾

سامنے کام کرتے تھے اور جو کوئی ان میں سے ہمارے حکم سے سرتابی کرے گا ہم اس کو آگ کے عذاب کا مزہ چکھادیں گے

يَعْمَلُونَ لَهُ مَا يَشَاءُ مِنْ مَحَارِبٍ وَتَمَائِيلٍ وَجِفَانٍ كَأَجْوَابٍ وَ

جو کچھ وہ چاہتا اس کے حکم سے اس کے لئے قلعے، نقشے، بڑے بڑے حوضوں کے مانند پیالے، انور

قُدُورٍ تُسَبِّطُ ۖ اِعْمَلُوا آلَ دَاوُدَ شُكْرًا ۖ وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّاكِرِينَ ﴿١١﴾

بھاری بھاری دھمیں بناتے۔ اے داؤد کے کنبے والو! خدا کا شکر کرو اور میرے بندوں میں سے بہت کم شکر گزار ہیں

اس سلیمان کے سامنے کام کرتے تھے مگر ان کی ماتحتی میں سلیمان کے کمال کا اثر نہ تھا بلکہ محض خدائی حکم کا اثر تھا یہی وجہ تھی

کہ وہ اس کے حکم سے سرتابی نہ کرتے تھے کیونکہ ہم (خدا) خود ان کے مگر ان حال تھے اور ہم نے اعلان کر دیا تھا کہ جو کوئی ان

جنات میں سے ہمارے حکم سے جو سلیمان کی زبانی پہنچے سرتابی کرے گا کیونکہ ہم نے اس کو حکومت دی ہے تو ہم دنیاوی سزا

کے علاوہ اس کو آگ کے عذاب کا مزہ چکھادیں گے۔ جیسا کہ امیر المؤمنین کے باغیوں کا انجام ہوتا ہے کہ دنیا میں بھی

مستوجب سزا ہوتے ہیں اور آخرت میں بھی معذب ہوں گے۔ پس جنات کی کیا مجال تھی کہ ذرہ بھی سرتابی کرتے بلکہ نہایت

ہی تابعداری سے جو کچھ وہ (سلیمان) چاہتا اس کے حکم سے اس کے لئے قلعے، نقشے، بڑے بڑے حوضوں کی مانند پیالے اور

بھاری بھاری دیگیں جو ایک ہی جگہ رکھنے کے قابل ہوتیں بناتے۔ یہ سب ان کی فوجی ضروریات اور فوج کے لئے خورد و نوش کا

سامان تھا جس سے ان کو اور ان کی فوج کو تقویت ہوتی تھی۔ اس لئے ہم نے ان کو حکم دیا اے داؤد کے کنبے والو! خدا کا شکر

کرو اور جان رکھو کہ میرے بندوں میں سے بہت کم شکر گزار ہیں۔ پس تم اس کی پرواہ نہ کرنا کہ بہت سے لوگ خدا کے بے

فرمان ناشکر ہیں اس لئے خدا کو ناشکری سبلی معلوم ہوتی ہوگی نہیں بلکہ قانون الہی یہی ہے کہ قیمتی چیز کم ہوتی ہے جیسے سونا

بمقابلہ پتیل۔ اسی طرح خدا کی یاد والے شکر گزار لوگ بمقابلہ کفار ناہنجار کے کم ہیں۔

۱۔ تمائیل جمع ہے تماشل کی تماشل سے مراد اس جگہ نقشے ہیں جو جنگی ضرورتوں کے لحاظ سے کبھی تو اپنے ملک میں جنگی عمارت بنانے کے لئے

بناتے ہیں کبھی دوسری سلطنتوں کی جنگی عمارت کے ملاحظہ اور جانچنے کے لئے بنائے جاتے ہیں جن لوگوں نے تمائیل کے معنی مور تیں اور

تصویریں لے کر کہا ہے اس زمانے میں تصویریں بنانی جائز تھیں مذہب اسلام میں منع ہو گئیں جن کی ممانعت کا ثبوت حدیثوں میں ہے ان کا یہ کہنا

سیاق آیت کے برخلاف ہے۔ کیونکہ سیاق آیت سے مفہوم ہوتا ہے کہ حضرت سلیمان سلام اللہ علیہ کی سلطنت کی مضبوطی اور سامان جنگ کا بیان

کرنا مقصود ہے پھر ایسے موقع پر محراب یعنی قلعوں کے ساتھ تصویروں کی کیا مناسبت ہو سکتی ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ قلعے اور قلعوں کے نقشے تو

جنگی ضرورت کے لئے ہوتے ہیں جنگی ضرورت کسی باخبر سے مخفی نہیں قلعے تو اپنی حفاظت اور مدافعت کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ نقشے کبھی اپنے

ملک میں عمارت ضرور یہ بنانے کے لئے بنائے جاتے ہیں اور کبھی دوسری سلطنت کے قلعوں پر آگاہ ہونے کے لئے بناتے ہیں۔ ایسے ہی دوسری

چیزیں کھانے پکانے کے لئے اس زمانے کے دستور کے مطابق ہوں گی۔ غرض جو کچھ اس آیت میں مذکور ہے یہ سب ملک داری کی حیثیت سے

ہے تصویروں کی ملک داری میں نہ اس وقت ضرورت تھی نہ اب ہے پس جو لوگ اس آیت سے تصویر سازی اور تصویر داری کا ثبوت نکالتے ہیں ان

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّكُمْ عَلَىٰ مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةٌ الْأَرْضِ تَأْكُلُ

پس جب ہم نے اس پر موت کا حکم جاری کیا تو زمین کے ایک کیڑے نے عام لوگوں کو اس پر آگاہ کیا جو سلیمان کی لکڑی

يُنْسَاتُهُ ۖ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَن لَّو كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا

کھا رہا تھا۔ پس جب سلیمان گرا تو جنوں کو معلوم ہوا کہ اگر غیب جانتے تو ذلت کے

فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ ۗ لَقَدْ كَانَ لِسَبَإٍ فِي مَسْكَنِهِمْ آيَةٌ ۗ جَنَّاتٍ عَن

عذاب میں نہ رہتے۔ قوم سبا کے۔ اپنے ہی گھروں میں ایک نشانی تھی کہ دائیں۔ بائیں

تَيِّبِينَ وَشِمَالٍ ۚ كُلُوا مِن رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوا لَهُ ۗ بَلَدَةٌ طَيِّبَةٌ ۚ وَرَبِّ

دو باغ تھے اپنے پروردگار کا دیا کھاؤ اور اس کا شکر کرو ملک عمدہ ہے اور پروردگار

عَفُورٌ ۗ فَأَعْرَضُوا فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرْمِ وَبَدَّلْنَاهُم بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّاتِينَ

بخشہار۔ اس پر بھی انہوں نے روگردانی کی پس ہم نے ان پر بڑے زور کا سیلاب بھیجا اور ہم نے ان کے دو طرفہ باغوں کے بدلے

ذَوَاتِ أَكْمَلِ خَمْطٍ ۚ وَآثِلٍ وَشَيْءٍ مِّن سِنْدٍ قَلِيلٍ ۗ ذَٰلِكَ جَزَيْنَاهُم بِمَا

میں ان کو دو باغ ایسے دیئے جن میں سخت بد مزہ پھل جھاڑ اور کسی قدر بے حقیقت بیر تھے یہ ان کی ناشکری کا بدلہ ہم نے ان کو

كَفَرُوا ۗ وَهَلْ نُجْزِي إِلَّا الْكَفُورَ ۗ

دیا اور اس قسم کا بدلہ ہم ناشکروں کو ہی دیا کرتے ہیں

غرض حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت تمام کمال کے ساتھ چلتی رہی۔ ملک کے کسی حصہ میں شور و شر پیدا نہ ہوا، یہاں

تک کہ ان کا آخری وقت آگیا پس جب ہم (خدا) نے اس (سلیمان) پر موت کا حکم جاری کیا تو وہ اپنے وقت پر مر گیا مگر عام

طور پر ملک میں اس کی موت کی خبر شائع نہ ہوئی، یہاں تک کہ زمین کے ایک کیڑے (دیمک وغیرہ) نے عام لوگوں کو اس پر

آگاہ کیا جو حضرت سلیمان کی لکڑی کھا رہا تھا پس جب اس لکڑی کے گرنے سے سلیمان علیہ السلام بھی گرا تو جنوں کو معلوم ہوا

کہ ہمارا دعویٰ ہمہ دانی کا غلط ہے اگر ہم غیب کی باتیں جانتے تو اس ذلت کے عذاب سلیمان کی قید میں نہ رہتے۔ اس لئے عربی

میں ایک شعر ہے جو مثال کے طور پر کہا جاتا ہے۔

لو ان صدور الفعل يلدون للفتيٰ كا عقابه لم تلفه يتندم

یعنی اگر کسی شخص کو اپنے اعمال کا علم شروع میں ہو جیسا کہ آخر میں ہوتا ہے تو وہ کبھی ناشائستہ اعمال کر کے نادم نہ ہو۔

اس طرح دنیا میں کئی ایک قومیں ہوئیں۔ قوم سبا کا ذکر بھی ان لوگوں نے سنا ہو گا جو یمن میں رہتی تھی ان کے خود اپنے ہی

گھروں میں ایک بہت بڑی خدائی قدرت کی نشانی تھی کہ ان کی بستوں میں دائیں بائیں دو باغ تھے اس وقت کے کسی نبی نے ان

سے کہا تھا کہ اپنے پروردگار کا دیا کھاؤ اور اس کا شکر کرو، دیکھو تمہارا ملک کیسا عمدہ پیداوار دینے والا ہے اور پروردگار بخشہار۔ اس

پر بھی انہوں نے تعمیل ارشاد سے روگردانی کی پس ہم (خدا) نے ان پر بڑے زور کا سیلاب بھیجا جس سے ان کا تمام علاقہ برباد

ہو گیا اور ہم نے ان کے دو طرفہ باغوں کے بدلے میں ان کو دو باغ ایسے دیئے جن میں سخت بد مزہ پھل، جھاڑ اور کسی قدر بے

حقیقت بیر تھے جیسا کہ ویران جنگلوں میں ایسی چیزیں ہوا کرتی ہیں۔ غرضیکہ بجائے شاداب باغات کے ان کے ملک کو اجڑا اور

ویران کر دیا یہ ان کی ناشکری کا بدلہ ہم نے ان کو دیا اور اس قسم کا بدلہ ہم ناشکروں ہی کو دیا کرتے ہیں۔

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَىٰ الَّتِي بَرَكْنَا فِيهَا قُرَىٰ ظَاهِرَةً وَقَدَرْنَا فِيهَا

اور ہم نے ان کے اور بابرکت مقامات کے درمیان بڑی بڑی بارونق بستیاں بنائی تھیں اور ان میں سیر کا اندازہ لگایا

السَّيْرِ وَسَيَّرُوا فِيهَا لِيَالِيٍّ وَأَيَّامًا أَمِينِينَ ﴿٥﴾ فَقَالُوا رَبَّنَا بَعْدَ بَيْنِ أَسْفَارِنَا

تھا ان میں شب و روز امن و امان سے سیر کیا کرو۔ پھر وہ بولے اے ہمارے خدا! ہمارے سفر کا راستہ دور کر دے

وَوَظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ فَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ وَمَزَّقْنَاهُمْ كُلَّ مُمْتَرِقٍ ؕ إِنَّ فِي ذَلِكَ

اور انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کئے پھر ہم نے ان کو کہانیاں بنا دیں یعنی ان کا ستیا نامی کر دیا کچھ شک نہیں کہ اس میں

لَايَةٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿٦﴾ وَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ كُلَّهُ فَاتَّبَعُوهُ

ہر ایک صبر کرنے والے اور شکر ادا کرنے والے کے لئے بہت سے نشان ہیں اور شیطان نے بھی اپنا گمان ان کی نسبت صحیح پایا پھر چند ایمانداروں کے

یعنی جو لوگ خدا کی نعمتوں کی قدر نہیں کرتے ان کی نعمتیں چند روزہ رہتی ہیں آخر کار تباہ اور ویران ہو جاتے ہیں۔ ہم نے ان پر

یہ احسان بھی کیا تھا کہ ان قوم سب کے انداز لگھومت اور باقی نملک کے دیگر بابرکت اور آباد مقامات کے درمیان بھی بڑی بڑی

بارونق بستیاں بنائی تھیں اور ان میں سیر و سیاحت کا اندازہ لگایا تھا۔ بڑے بڑے ضلعوں کی سرکوں پر چلنے والوں کو ہر ایک منزل

پر کوئی نہ کوئی آبادی مل سکتی تھی جس سے مسافروں کو راحت اور آرام ملتا تھا۔ ہم نے نبی کی معرفت کہا تھا کہ ان مقامات میں

شب و روز امن امان سے سیر کیا کرو کیونکہ آبادی کی وجہ سے کسی قسم کا خطرہ نہیں پھر وہ اس نعمت کے شکر گزار نہ ہونے بلکہ

اللئے یوں بولے کہ ہمارے خدا! ہمارے سفر کا راستہ دور کر دے۔ یعنی ان میں سے متکبر مزاج امراء جو تمول اور دولت کے نشہ

میں مست تھے ان کی دل خواہش ہوئی کہ یہ منزلیں جو قریب ہیں ایسا ہو کہ دور دور ہو جائیں جیسے کہ آج کل پینجر

گاڑیوں پر جو عموماً ہر ایک اسٹیشن پر پھرتی ہیں سفر کرنے سے نازک مزاج سیاحوں کی طبیعت گھرائی ہے اور چاہتے ہیں کہ ہونہ

ہو ڈاک ہی پر سفر کریں جو کئی کئی اسٹیشنوں کو چھوڑ جاتی ہے۔ اس طرح اس زمانے کے حکم پسندوں کے دل میں معمولی منزلوں

پر ٹھہرنے سے گھبرانے لگے تو انہوں نے بزبان حال یا بزبان قال یہ خواہش ظاہر کی اور اپنی اس سرکشی کی وجہ سے انہوں نے

اپنے نفسوں پر سخت ظلم کئے۔ پھر ہم نے بھی ان کو یہ سزا دی کہ بس ان کو کہانیاں بنا دیا یعنی ان کا ستیا نامی کر دیا۔ ایسا کہ ایک

پرانی مثال انہی پر صادق آئی۔

جناب بحر کو دیکھو یہ کیسے سراٹھاتا۔ تکبر وہ بری شے ہے کہ فوراً ٹوٹ جاتا ہے

کچھ شک نہیں کہ اس واقعہ میں ہر ایک صبار یعنی تکلیفوں پر صبر کرنے والے اور خدائی نعمتوں پر شکر ادا کرنے والے کے لئے

بہت سے نشان ہیں کہ وہ اس واقعہ سے کم از کم اس قدر کوبا سکتے ہیں کہ دنیا کا نشیب و فراز سب خدا نے ذوالجلال کے قبضے میں

ہے۔ اگر کسی کو نعمت ملتی ہے تو اسی کے حکم سے۔ زحمت پہنچتی ہے تو اسی کے ارشاد سے۔ اسی لئے وہ اس نتیجے پر پہنچ جاتے

ہیں۔

پناہ بلندی و پستی توئی ہمہ نیستند آنچه ہستی توئی

مگر ان (قوم سب کے) لوگوں نے اپنی حرکات سے ثابت کر دیا کہ وہ اپنی نعمتوں کو خدا کی مہربانی کا نتیجہ نہ جانتے تھے بلکہ اپنی

لیاقت پر بھروسہ اور غرور کرتے تھے اسی لئے تباہ ہوئے اور شیطان نے بھی اپنا گمان ان کی نسبت صحیح پایا جو اس نے پہلے ہی سے

سمجھا اور کہا تھا کہ۔

إِلَّا قَرِيبًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۵﴾ وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِمْ مِّن سُلْطٰنٍ إِلَّا لِنَعْلَمَ

باقی سب لوگ اس کے پیرو ہو گئے حالانکہ شیطان کا ان پر کوئی زور نہ تھا لیکن نتیجہ یہ

مَنْ يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنهَا فِي شَكٍّ ؕ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ

ہوا کہ ہم نے آخرت پر ایمان رکھنے والوں کو شک کرنے والے لوگوں سے ممتاز کیا اور تیرا پروردگار ہر چیز پر نگران

حَفِظٌ ﴿۶﴾ قُلْ اذْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِّن دُونِ اللَّهِ ؕ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ

حال ہے۔ تو کہہ کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا کچھ سمجھے بیٹھے ہو تو ان کو ذرا پکارو وہ نہ تو آسمانوں میں ذرہ جتنا

ذَرَّةً فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهَا مِّن شَرِكٍ ؕ وَمَا لَهُ مِنْهُم مِّن

اختیار رکھتے ہیں نہ زمینوں میں اور نہ ان دونوں میں ان کو کسی قسم کا ساجھا ہے اور نہ ان میں سے کوئی خدا کا

ظَهِيرٌ ﴿۷﴾ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَن أَذِنَ لَهُ ؕ حَتَّىٰ إِذَا فُزِعَ عَن

مددگار ہے۔ اللہ کے پاس ان کی سفارش بھی کچھ کام نہیں دے سکتی مگر اس کو جس کے لئے وہ اجازت بخشے یہاں تک کہ جب ان کے

بنی آدم میں سے بہت کم شکر گزار ہوں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا پس بجز چند ایمانداروں کے باقی سب لوگ اس شیطان کے پیرو

ہو گئے حالانکہ شیطان کا ان پر کوئی زور اور غلبہ نہ تھا لیکن ہاں اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم نے آخرت پر ایمان رکھنے والوں اور بے

ایمانوں میں تمیز کر دی یعنی جو لوگ آخرت پر ایمان رکھتے تھے ان کو شک کرنے والے لوگوں سے بائیں طور ممتاز کیا کہ

ایمانداروں کو نجات دی اور بے ایمانوں کو تباہ کیا۔ کیونکہ تیرا پروردگار جو تمام دنیا کا حقیقی پالنا ہے ہر چیز پر نگران حال ہے۔

بغور دیکھا جائے تو جو جھگڑا اور تنازع اس وقت مومنوں اور کافروں میں تھا وہی اب اس زمانے میں بھی ہے۔ تمہارے مخاطب

اس لئے تم سے چڑتے ہیں کہ تم ایک خدا کی عبادت کرتے ہو اسی سے اپنی تمام حاجات مانگتے ہو اسی کو حاجت روا جانتے ہو اور

یہ لوگ متعدد خداؤں کو مانتے ہیں متعدد معبودوں سے دعائیں مانگتے ہیں ہر ایک کہ وہم سے التجا کرتے ہیں اس لئے اے نبی!

تو انکو سمجھانے کے لئے کہہ کہ جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا کچھ سمجھے بیٹھے ہو ان کو ذرہ پکارو تو سہی دیکھیں وہ تمہاری مشکل

کسانی کر سکتے ہیں۔ وہ بیچارے کیا کریں گے۔ وہ نہ تو آسمانوں میں ذرہ جتنا اختیار رکھتے ہیں نہ زمینوں میں۔ نہ ان دونوں

(آسمانوں وزمین) میں ان کو کسی قسم کا ساجھا ہے اور نہ ان تمہارے معبودوں میں سے جن کو تم لوگ پکارتے اور دعائیں مانگتے ہو

خدا کا کوئی مددگار اور معاون ہے۔ بلکہ یہاں تک بے اختیار ہیں کہ اللہ کے پاس ان کی سفارش بھی کچھ کام نہیں دے سکتی مگر اسی

کو جس کے لئے وہ حقیقی مالک خدائے ذوالجلال اجازت بخشے جن لوگوں (نبیوں و ولیوں اور فرشتوں) کو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ

تو خدا کے سامنے یہاں تک تنہا ہی اور سر بسجود ہیں کہ خدا کی ہیبت سے جو انکے دلوں پر وارد ہوتی ہے بے ہوش ہو جاتے ہیں

اور جب ان کے دلوں سے

﴿لَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شٰكِرِينَ﴾ کی طرف اشارہ ہے۔ منہ ۷ السلام لام العاقبة ۷ عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت

مختلف ہے خیالات رکھتے ہیں نافع ضار تو سب مانتے ہیں لیکن اس نفع اور ضرر کی وجوہات الگ الگ ہیں۔ کبھی تو کہتے ہیں کہ مسیح خود خدا ہے پادری

فنڈر لکھتا ہے پہاڑ پر حضرت موسیٰ کو پکارنے والا مسیح ہی تھا (مفتاح الاسرار صفحہ ۳۸) فرست بائبل کے ویساچہ میں لکھا ہے "خدا نے ہمارے لئے

جسم اختیار کیا (کتاب کلام اللہ ویساچہ ص ۴۰) اس کے علاوہ کبھی یہ بھی اظہار کرتے ہیں کہ حضرت مسیح ہمارا شفیع اور سفارش ہے۔ یہی ان کا کلمہ طیبہ

ہے ﴿اشھد الا شفیع الا المسیح﴾ یعنی ہم گواہی دیتے ہیں کہ مسیح کے سوا کوئی شفیع نہیں ہے۔ قرآن مجید نے

قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا الْحَقُّ ۖ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿۱۰﴾ قُلْ مَنْ

دلوں سے بیعت دور ہوتی ہے تو پوچھتے ہیں کیا تمہارے پروردگار نے فرمایا ہے۔ کہتے ہیں سچ فرمایا ہے اور وہ بڑا بلند بڑی کبریائی والا ہے تو کہہ کون تم کو

يَزُرُّكُمْ مِّنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ

آسمانوں اور زمین سے روزی دیتا ہے؟

دور ہوتی ہے تو ایک دوسرے سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے پروردگار نے کیا فرمایا یعنی بذریعہ کشف والہام کیا ارشاد ہوا ہے؟ پھر خود ہی کہتے ہیں کہ جو فرمایا بالکل ٹھیک اور سچ فرمایا ہے اور کیوں نہ حق فرمائے وہ تو بڑا بلند بڑی کبریائی والا ہے۔ اس کی بلندی شان اس امر کی مقتضی ہے کہ جو فرمائے وہ ٹھیک فرمائے۔ خدا کی عظمت شان کے مقابلہ میں ان لوگوں کی یہ کیفیت ہے اور ان لوگوں کی یہ حالت ہے کہ انہی کو نافع اور ضار جان کر دعائیں مانگتے ہیں۔ اے نبی! تو ان کو سمجھانے کی غرض سے کہہ کہ بتلاؤ تو کون تم کو آسمانوں یعنی اوپر کی جانب سے بذریعہ پانی کے اور زمین سے بذریعہ روئیدگی کے رزق دیتا ہے۔ یہ خود ہی مانتے ہیں کہ اللہ ہی دیتا ہے۔

ان دونوں خیالوں کی تردید کی ہے۔ پہلے خیال کی تردید تو اس طرح کی کہ مسیح اور ان کے سوا تمام ماسوی اللہ کی ذاتی ملکیت کی نفی کر دی کہ ﴿لَا يَمْلِكُونَ مِنْ خَلْقِ ذَرَّةٍ﴾ دوسرے خیال کی نفی کرنے کو فرمایا کہ کسی کی سفارش جب ہی کام دے گی کہ اللہ کے ہاں سے اجازت بھی ملے۔ جب سفارش بھی حقیقتاً اللہ ہی کے اختیار میں ہے تو پھر اس مطلب (شفاعت) کے لئے بھی اللہ ہی کو راضی کرنا چاہئے تاکہ وہ مالک اجازت فرمائے اور شفاعت قبول بھی کرے نہ کہ اسی شفیع سے وہ معاملہ کرنے لگ جائے جو اصل عشمہار سے کرنا چاہئے پس ثابت ہوا کہ عیسائیوں کا خیال دربارہ حضرت مسیح ہر دو جہوں سے غلط ہے۔

تنبیہ: مسلمانوں کو بھی اس آیت پر غور کرنا چاہئے جو بزرگوں سے منتیں مانگتے اور دعائیں کرتے ہیں جب ان سے کہا جاتا ہے کہ ایسا کرنا منع ہے تو وہ کہتے ہیں ہم ان سے نہیں مانگتے بلکہ ان کو خدا کی جناب میں سفارشی بناتے ہیں۔ حالانکہ الفاظ ان کے یہ ہوتے ہیں۔

﴿شَيْئاً لِلَّهِ﴾

چوں گدائے مستمد المدد خواہم ز خواجہ نقشبند۔

خدیوی یا شاہ جیلان خدیبری شیالہ انت نور احمد

اس دعا کا مطلب بالکل صاف ہے کہ قائل اپنے مخاطب بزرگ سے کہتا ہے کہ اے خواجہ نقشبند! میں آپ سے مدد چاہتا ہوں مجھ کو خدا کے لئے کچھ دیجئے، میں محتاج ہوں نظر عنایت کیجئے، اے پیر جیلانی! میری دستگیری کیجئے، خدا کے لئے کچھ دیجئے، یہ ترجمہ اور الفاظ ہی صاف بتلا رہے ہیں کہ مستحکم کے نزدیک مخاطب بزرگ فائدہ رساں ہیں ان کو دافع بلا اور ایصال خیر میں قدرت ہے، حالانکہ خدا تعالیٰ نے تمام مخلوق کی بابت فرمایا ہم اگر ان کو شفیع سمجھ کر پکاریں تو بھی درست نہیں کیونکہ سفارش اور شفاعت کسی انسان کے اختیار میں نہیں۔ پس اسی وجہ سے بھی کسی مخلوق کو پکارنا یا آڑے وقت میں اس سے استمداد اور استعانت کرنا ہرگز جائز نہیں۔ حضرت شیخ فرید الدین عطار مرحوم نے کیا اچھا فرمایا ہے:

دو بلایا ری خواه از پیچ کس زانکہ نبود جز خدا فریاد رس

غیر حق راہر کہ خواند اے پسر کیست در دنیا ازو گمراہ تر؟

(ایضاً اردو)

مسلمانو! ذرہ سوچو تو دل میں پھنسنے ہو کس طرح تم آب گل میں

بہت مدت کے سوائے اب تو جاگو خدا کے ہوتے بندوں سے نہ جاگو

(منہ)

قُلِ اللَّهُ ۚ وَإِنَّا أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلَىٰ هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۱۰﴾ قُلْ لَا تَسْأَلُونَ

تو کہ اللہ ہی دیتا ہے۔ ہم یا تم ضرور ہدایت پر ہیں یا صریح گمراہی میں ہیں تو کہہ دے تم ہمارے

عَمَّا أَجْرَمْنَا وَلَا نَسْأَلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿۱۱﴾ قُلْ يَجْعَلُ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مِثْمًا يُفْتَمُّ

گناہوں سے نہیں پوچھے جاؤ گے نہ ہم کو تمہارے اعمال سے سوال ہوگا تو کہہ اللہ ہم کو اور تم کو ایک جامع کر کے ہمارے اور

بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۖ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيمُ ﴿۱۲﴾ قُلْ أَرُونِي الَّذِينَ أَكْفَمْتُمْ بِهِ

تمہارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کر دیا کہ وہ ٹھیک فیصلہ کرنے والا بڑے علم والا ہے۔ تو کہہ دے کہ جن لوگوں کو تم نے اس کے ساتھ شریک بنا کر رکھا ہے

شُرَكَاءَ كَلَّا ۚ بَلْ هُوَ اللَّهُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱۳﴾ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ

جو اچھے بھی تو دکھاؤ ہرگز نہیں بلکہ وہ اللہ اکیلا ہی سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ ہم نے تجھ کو تمام انسانوں کے لئے خوشخبری سنانے والا اور

بَشِيرًا وَنَذِيرًا

ڈرانے والا پھر بھیجا

اس لئے تو بھی کہہ کہ ہمارا تمہارا اس پر اتفاق ہے کہ اللہ ہی رزق دیتا ہے تو پھر اس میں کیا شک ہے کہ ہم جو صرف اسی رازق کو پوجتے ہیں اور اسی اکیلے سے دعائیں مانگتے ہیں یا تم جو اس کے ساتھ اوروں کو بھی ملاتے ہو، ہم اور تم دونوں فریق سے ایک فریق کے لوگ تو ضرور ہدایت پر ہیں یا صریح گمراہی میں۔ کیونکہ اجتماع تظہیر تو ہوگا نہیں۔ پھر یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ خالص توحید والے بھی اور تم محض شرک والے بھی خدا کے ہاں ایک نظر سے دیکھے جائیں۔ مختلف اجناس مختلف نتائج دیا کرتی ہیں پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم دونوں فریق باوجود اختلاف شدید کے نتیجہ میں متفق ہوں ہرگز نہیں۔ اس سے ہماری غرض یہ ہے کہ ہماری مخالفت اور قرآن کی تکذیب کرنے میں جلدی نہ کرو شاید تمہارا ہی قصور ہو جس کا نتیجہ ہمارے حق میں برا ہو۔ دانا کو چاہئے کہ آئندہ کی فکر کرے یہ نہیں کہ جو منہ پر آئے کہہ دے اور جو دل میں آئے کر گزرے۔ تو اے نبی! یہ بھی کہہ دے کہ ہم تو تم لوگوں کو محض خیر خواہی سے سمجھاتے ہیں ورنہ تم ہمارے گناہوں سے نہیں پوچھے جاؤ گے نہ ہم کو تمہارے اعمال سے سوال ہوگا۔ پھر ہمیں کیا بڑی ہے کہ ہم تم لوگوں کو اتنا سمجھاتے ہیں اور خود تمہاری تکلیفیں اٹھاتے ہیں صرف ہمدردی سے۔ تو اے نبی! یہ بھی کہہ کہ تم یہ نہ سمجھو کہ جس طرح تم لوگ دنیا میں ہم سے بدکتے ہو الگ رہتے ہو اسی طرح آخرت میں بھی ہم تم الگ ہی رہیں گے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو ایک جامع کر کے ہمارے اور تمہارے درمیان ٹھیک ٹھیک فیصلہ کرے گا جس میں کسی کی رورعایت نہ ہوگی کیونکہ وہ بڑا ٹھیک فیصلہ کرنے والا اور بڑے علم والا ہے۔ اس کو کسی کے کہنے سنانے کی حاجت نہیں۔ پس بہتر ہے کہ تم ابھی سے ایسی ناجائز حرکات سے باز آ جاؤ ورنہ پچھتاؤ گے اور پچھتانے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اے نبی! تو بغرض تقسیم ایک دفعہ پھر کہہ دے کہ جن لوگوں کو تم نے اس اللہ کے ساتھ شریک بنا کر ملا رکھا ہے ذرہ مجھے بھی تو دکھاؤ کہ وہ کون ہیں؟ انہوں نے کیا کیا کام کئے ہیں۔ کیا کیا بنایا ہے؟ کیونکہ یہ مثل مشور ہے کہ درخت اپنے پھل سے پچھانا جاتا ہے۔ ہرگز نہیں دکھا سکو گے۔ کوئی ہو تو دکھاؤ جب کوئی نہیں تو دکھاؤ کیا بلکہ وہی اللہ اکیلا ہی سب پر غالب اور بڑی حکمت والا ہے۔ اس کے مقابلہ کا کوئی نہیں اسی لئے اس کا ہمتا کسی کو بنانا یا سمجھنا سخت درجے کا گناہ ہے۔ اسی گناہ کے سمجھانے کے لئے اے نبی! ہم نے تجھ کو تمام انسانوں کے لئے نیک کاموں پر خوشخبری سنانے والا اور برے کاموں پر ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِن كُنْتُمْ

لیکن بہت سے لوگ جانتے نہیں کہتے ہیں اگر سچے ہو تو یہ وعدہ

صَادِقِينَ ۝ قُلْ لَكُمْ مِيعَادُ يَوْمٍ لَا تَسْتَخِرُونَ عَنْهُ سَاعَةً وَلَا تَسْتَقْدِمُونَ ۝

کب ہوگا تو کہ تمہارے لئے ایک دن کی ميعاد مقرر ہے جس سے نہ ایک ساعت تم پیچھے ہو گے نہ آگے بڑھ سکو گے

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَنْ نُؤْمِنَ بِهَذَا الْقُرْآنِ وَلَا بِالَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا نُو

اور کافر لوگ کہتے ہیں کہ ہم نہ تو اس قرآن کو مانیں گے نہ اس سے پہلے کسی کتاب کو۔ اے کاش!

تَرَكْنَا إِذِ الظَّالِمُونَ مَوْقُوفُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ الْقَوْلِ

تم وہ وقت بھی کہیں سے دیکھ پاؤ جب یہ ظالم اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے ایک دوسرے کی طرف باتیں لوٹائیں گے

يَقُولُ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لَوْلَا أَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِينَ ۝

ضعیف لوگ بڑے آدمیوں کو کہیں گے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایماندار ہوتے

قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا لِلَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا أَنَحْنُ صَادِقُكُمْ عَنِ الْهُدَىٰ

بڑے لوگ ان ضعیفوں کو کہیں گے کیا ہم نے تم کو ہدایت آنے کے بعد

بَعْدَ إِذْ جَاءَكُمْ

ہدایت سے روکا تھا؟

تیرا یہ منصب ہے کہ نیک کاموں پر لوگوں کو خوشخبری سنا کہ تم کو اچھا بدلہ ملے گا اور برے کاموں پر عذاب کا ڈر سنا کہ انجام برا

ہوگا لیکن بہت سے لوگ جانتے نہیں کہ نبی کا منصب کیا ہے۔ وہ نبی کو خدا کا کوئی مشیر خاص یا بااختیار حاکم سمجھتے ہیں اس لئے اس

سے ایسے ایسے سوال اور دعائیں کرتے ہیں جو اس کے منصب سے اعلیٰ ہوتی ہیں۔ کوئی اس کو غیب دان جان کر حاضر ناظر

سمجھتا ہے کوئی اس کو وائسرائے ہند کی طرح اپنے کام میں بااختیار جان کر اپنی حاجات طلب کرتا ہے۔ چنانچہ ان مشرکوں کا

سوال بھی اس قسم سے ہے جو کہتے ہیں کہ مسلمانو! اگر سچے ہو تو بتلاؤ یہ وعدہ جو تم قیامت کا سنار ہے ہو کب ہوگا؟ یہ سوال بھی

اسی غلط اصول پر مبنی ہے جو اوپر مذکور ہوا کہ لوگ نبی کو غیب کلی کا عالم جانتے ہیں اسی لئے ایسے سوالات کرتے ہیں۔ پس تو

اے نبی! ان سے کہہ کہ تمہارے لئے ایک دن کی ميعاد مقرر ہے جس سے نہ ایک ساعت تم پیچھے ہو گے نہ آگے بڑھ سکو گے

لیکن اس کی تاریخ کا علم کسی کو نہیں دیا گیا۔ لہذا یہ سوال غلط ہے اور سنو ایسے سوالات کرنے والے کافر لوگ کہتے ہیں کہ ہم نہ تو

اس قرآن کو مانیں گے نہ اس سے پہلے کسی کتاب کو جاؤ ہم دونوں سے الگ ہیں ہم کسی کی نہیں سنیں گے۔ کہ لطف یہ ہے کہ

یہاں تو بڑے لوگوں کی سنگڑ چھوٹے بھی وہی راگ الاپتے ہیں۔ اے کاش! تم (وہ) وقت بھی کہیں سے دیکھ پاؤ جب یہ ظالم اپنے

پروردگار کے سامنے مجرمانہ حالت میں کھڑے کئے جائیں گے۔ ایک دوسرے کی طرف سوال و جواب میں باتیں لوٹائیں گے

کوئی کچھ کہے گا کوئی کچھ۔ جس کی تفصیل یہ ہے کہ یہی ضعیف لوگ جو دنیا میں بڑوں کی تابعداری میں ہر ایک نیک و بد بات

بلا تیز کہہ دیتے ہیں بڑے آدمیوں کو کہیں گے اے ظالمو! اگر تم نہ ہوتے تو ہم ایماندار ہوتے۔

اے باد صبا! ہم آوردہ تست

بڑے لوگ ان ماتحت ضعیفوں کو جواب میں کہیں گے کیا ہم نے تم کو ہدایت آنے کے بعد ہدایت سے روکا تھا؟ یعنی ہمارا تم پر

کوئی جبر نہ تھا۔

بَلْ كُنْتُمْ مُجْرِمِينَ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ اسْتَضَعَفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ

بلکہ تم خود مجرم تھے ضعیف لوگ بڑے لوگوں کو کہیں گے بلکہ تمہارے

مَكَرُ الْيَلْبِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَكْفُرَ بِاللَّهِ وَنَجْعَلَ لَهُ أَنْدَادًا وَأَسْرُوا

شبانہ روز داؤ گھات نے ہم کو روکا جب تم ہم کو حکم کرتے تھے کہ ہم اللہ کے حکموں سے انکار کریں اور اس کے شریک بنائیں اور جب وہ

النَّدَاةَ لَنَا رَأَوْا الْعَذَابَ ۖ وَجَعَلْنَا الْأَعْلَىٰ فِي أَغْتَابِكُمْ أَغْتَابِكُمْ أَكْفَرُوا ۖ

عذاب دیکھیں گے تو چھپے چھپے پھبتائیں گے اور ہم کافروں کی گردنوں میں طوق دلوادیں گے

هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَذِيرٍ إِلَّا

جو انہوں نے کیا ہوگا وہی ان کو بدلہ ملے گا۔ ہم نے جس بستی میں کبھی رسول بھیجے تو وہاں کے

قَالَ مُتْرَفُومًا ۖ إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ۝ وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَ

آسودہ حال لوگوں نے کہا کہ جو احکام دے کر تم کو بھیجا گیا ہے ہم ان سے منکر ہیں اور بولے ہم مال اور اولاد میں

أَوْلَادًا ۖ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذِّبِينَ ۝ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ الرِّزْقَ مِنْ رَبِّكُمُ

تم سے زیادہ ہیں اور ہم کو عذاب نہ ہوگا تو کہہ کہ میرا پروردگار جس کو چاہتا ہے روزی فراخ دیتا ہے اور

يَقْدِرُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝ وَمَا أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ

تک کر دیتا ہے لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں اور تمہارے مال اور اولاد

نہیں بلکہ تم خود مجرم تھے کہ بے سوچے سمجھے ہماری ہاں میں ہاں ملاتے تھے۔ اس کے جواب میں ضعیف لوگ بڑے لوگوں کو

کہیں گے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ تمہارے شبانہ روز داؤ گھات نے ہم کو روکا جب تم ہم کو ہر ایک داؤ سے حکم کیا کرتے تھے کہ

ہم اللہ کے حکموں سے انکار کریں اور اس کے شریک بنائیں اس لئے ہم بھی ایسا کرتے تھے ورنہ ہم کو کیا سمجھ اور کیا یار تھا کہ

ہم ایسا کرتے۔ اسی طرح جب وہ لوگ تابع اور متبوع عذاب دیکھیں گے تو چھپے چھپے پھبتائیں گے اور چپکے چپکے ایک دوسرے کو

ملامت کریں اور ہم (خدا) ان کافروں کی گردنوں میں طوق ڈلوادیں گے جو انہوں نے کیا ہوگا وہی ان کو بدلہ ملے گا یہ ہمیشہ سے

چلا آیا ہے کہ ہم (خدا) نے جس بستی میں کبھی رسول بھیجے تو وہاں کے آسودہ لوگوں پر چونکہ احکام کی پابندی ناگوار خاطر تھی اس

لئے انہوں نے کہا کہ جو احکام دے کر تم کو بھیجا گیا ہے ہم ان سے منکر ہیں۔ ہم سے ایسی غلامی نہیں ہو سکتی اور بولے کہ ہم ایسے

گئے گزرے نہیں کہ باوجود آسودہ ہونے کے تمہارے جیسے ناداروں کے تابع ہو جائیں جبکہ ہم مال اور اولاد میں تم سے کئی ایک

درجہ زیادہ ہیں اور یہ تو ظاہر ہے کہ جب یہاں ہماری عزت ہے تو آخرت میں بھی ہم کو کسی برے کام پر عذاب نہ ہوگا چونکہ

یہی خیال اس زمانے کے لوگوں کا بھی ہے کہ دنیاوی رزق کی حکمت خدا ہی کو معلوم ہے میرا پروردگار جو تمام دنیا کا مالک ہے جس

کو چاہتا ہے روزی فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ یہ اس کی حکمت کا تقاضا ہے لیکن اکثر لوگ اس راز حکمت کو

جانتے نہیں اور محض اٹکل پچو حکم لگاتے ہیں حالانکہ تمہارے مال اور اولاد ایسے نہیں کہ

بِالَّتِي تَقْرَبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفَىٰ إِلَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ قَوْلِكَ لَكُمْ

ایسے نہیں کہ تم کو ہمارے قرب میں پہنچائیں لیکن جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان ہی کے لئے

جَزَاءَ الضَّعْفِ بِمَا عَمِلُوا وَهُمْ فِي الْغُرَفَاتِ آمِنُونَ ﴿۵﴾ وَالَّذِينَ يَسْعَوْنَ فِي

ان کے اعمال کے مطابق دہرا بدلہ ہوگا اور بلند بالا خانوں میں امن سے رہیں گے اور جو مخالفانہ طور سے ہمارے

آيَاتِنَا مُعْجِزِينَ أُولَٰئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحَصَّرُونَ ﴿۶﴾ قُلْ إِنْ رِئِي يَبْسُطُ

احکام کے توڑنے میں لگتے ہیں وہ لوگ عذاب میں حاضر کئے جائیں گے۔ تو کہہ میرا پروردگار اپنے

الرِّزْقِ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ۖ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ

بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے روزی فراخ کردیتا ہے اور تنگ کردیتا ہے اور جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچہ گئے اس کا بدلہ وہ

يُخْلِفُهُ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ ﴿۷﴾ وَيَوْمَ يَنْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَكِ

تم کو دے گا اور وہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے اور جس روز خدا ان سب کو جمع کرے گا تو فرشتوں کو کہے گا

أَهْلَآءِ إِنِّي أَكُمُ كَانُوا يَعْبُدُونَ ﴿۸﴾ قَالُوا سُبْحٰنَكَ أَنْتَ وَلَيْسَ مِنْ دُونِهِمْ

کیا یہ لوگ تمہاری عبادت کرتے تھے؟ وہ کہیں گے تو پاک ہے ہمارا تو والی ہے ان سے ہمارا تعلق نہیں

بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ

بلکہ یہ لوگ جنوں کی عبادت کرتے تھے

تم کو ہمارے (خدا) قرب میں پہنچاویں لیکن جو ایمان لائیں اور عمل نیک کریں ان ہی کے لیے ان کے اعمال کے مطابق دہرا

بدلہ ہوگا اور وہ بڑے بڑے بلند بالا خانوں میں امن سے رہیں گے خواہ وہ دنیا میں امیر ہوں یا غریب خواہ دنیا داروں کی نگاہ میں

معزز ہوں یا ذلیل۔ کیونکہ دنیاوی وجاہت اور شے ہے اور اخروی عزت اور۔ ان دونوں میں تعلق اور ملازمت اسی وقت ہوتی ہے

جب کوئی شخص دنیاوی عزت کے نشہ میں مست ہو کر آخرت کو بھول نہ جائے اور جو لوگ دنیاوی عزت کے نشہ میں آخرت کو

بھول کر مخالفانہ طور سے ہمارے احکام کے توڑنے میں لگتے ہیں وہ لوگ عذاب میں حاضر کئے جائیں گے۔ اے نبی! تو ان کو کہہ

کہ تم کس خام خیالی میں ہو میرا پروردگار اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے رزق فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کردیتا

ہے اس تنگی اور فراخی پر تو ہرگز خیال نہ کرو اس کو مدار کار نہ جانو۔ ہاں یہ یقین رکھو کہ جو کچھ اللہ کی راہ میں خرچہ گئے اس کا بدلہ

وہ تم کو ضرور دے گا اور وہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے۔ ایک اصولی غلطی تو ان کی یہ ہے جو ذکر ہوئی۔ دوسری غلطی یہ ہے

کہ یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ فرشتے جو ہماری نظر سے غائب ہیں اس لئے ان کا تعلق خدا کے ساتھ ضرور کچھ ہے۔ اس خیال میں

پھنسنے کر یہ لوگ فرشتوں کو بھی خدا کی کاموں میں کچھ دخل جاننے اور ماننے ہیں۔ سو جس روز خدا ان سب کو جمع کرے گا یعنی

قیامت کے دن تو فرشتوں کو بطور اظہار ناراضگی کہے گا کیا یہ تمہاری عبادت کرتے تھے؟ فرشتے کہیں گے اے خدا! تو پاک ہے

ہمارا تو والی ہے ان سے ہمارا تعلق نہیں ہم تو ان کو جاننے بھی نہیں نہ یہ ہم کو جانیں بلکہ یہ لوگ دراصل جنوں یعنی شیاطین کی

عبادت کرتے تھے۔ گو اس کا اظہار نہ کرتے ہوں کہ ہم جنوں کو پوجا کرتے ہیں لیکن ان کی ایسی حرکات چونکہ ان ہی کی تحریکات

سے ہوئی تھیں اس لئے یہ بالکل ٹھیک ہے کہ دراصل جنوں کی عبادت کیا کرتے تھے۔

اَلْكَرْهُمُ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَفْعًا وَلَا ضَرًّا

اکثر ان میں سے ان ہی کو مانتے تھے پس اس روز تم میں سے کسی کو نہ تو کسی کے نفع پہنچانے کا اختیار ہوگا اور نہ نقصان کا

وَقَوْلُ الَّذِينَ ظَلَمُوا ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ ۝

اور ہم ظالموں سے کہیں گے کہ آگ کا عذاب چکھو جس کی تم تکذیب کیا کرتے تھے

وَإِنَّا تَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا بَيِّنَاتٍ قَالُوا مَا هَذَا إِلَّا رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يُصَدِّقَكُمْ

اور جب ہمارے کلمے کلمے اکام ان کو سنائے جاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ صرف ایک آدمی ہے جو تم کو تمہارے

عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ آبَاءَكُمْ ۚ وَقَالُوا مَا هَذَا إِلَّا لَأُفَاكُ مُفْتَدًى ۚ وَقَالَ الَّذِينَ

پاپ دادا کے معبودوں سے روکنا چاہتا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ تو ایک گھڑا ہوا بھوٹ ہے۔ ان کافروں کے پاس

كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ ۚ إِنَّ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ وَمَا أَنْتَ لَهُمْ مِنَ

جب سچائی آئی تو کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے۔ تجھ سے پہلے ہم نے ان کو کوئی

كِتَابٍ يَذُرُّونَهَا وَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَذِيرٍ ۝ وَكَذَّبَ الَّذِينَ

کتاب نہیں دی جس کو یہ لوگ پڑھتے ہیں اور نہ تجھ سے پہلے ان کے پاس ڈرانے والا کوئی رسول آیا ان سے پہلے لوگوں نے تکذیب

مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ وَمَا بَلَّغُوا مَعَشَارَ مَا أَنْتَ لَهُمْ

کی حالانکہ جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا تھا یہ لوگ اس کے دسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے

اکثر ان میں سے انہی کو مانتے تھے۔ انہی پر ان کا ایمان تھا۔ خدا کی طرف سے ان کو جواب ملے گا اصل بات وہی ہے جو تم

نے بتلا دی پس اس روز تم میں سے کسی کو نہ تو کسی کے نفع پہنچانے کا اختیار ہوگا نہ نقصان کا بلکہ اصل مالک مختار ہماری

(خدا) کی ذات ہے اور جن لوگوں نے تم (فرشتوں اور صالحین) لوگوں کو مشکل کشا حاجت روا جانا تھا ان کی غلطی اس روز

اظہر من الشمس ہو جائے گی اور ہم (خدا) ظالموں سے کہیں گے کہ آگ کا عذاب مزے سے چکھو جس کی تم لوگ

تکذیب کیا کرتے تھے۔ دیکھئے یہ لوگ تکذیب کرنے میں اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ نبی کے منہ سے نکلی ہوئی ہر ایک

بات کی تکذیب کرتے ہیں اور جب ہمارے کلمے کلمے اکام ان کو سنائے جاتے ہیں تو معقول جواب یا عذر تو کر نہیں سکتے

ہاں اتنا کہتے ہیں کہ یہ شخص (حضرت محمد ﷺ) تو صرف ایک آدمی ہے جو تم کو تمہارے پاپ دادا کے معبودوں سے

روکنا چاہتا ہے اور یہ بھی کہتے کہ اس کی یہ تعلیم صرف ایک گھڑا ہوا بھوٹ ہے۔ دیکھو ان کافروں کی شومی قسمت کہ ان

کے پاس جب خالص سچائی کی تعلیم آئی تو کہتے ہیں کہ یہ تو صریح جادو ہے کیونکہ اس تعلیم کی روشنی سے ان کی آنکھیں چکا

چاند ہو جاتی ہیں۔ اس لئے وہ اسکا نام جادو رکھتے ہیں۔ اے نبی! اصل بات یہ ہے کہ تجھ سے پہلے ہم نے ان کو کوئی کتاب

نہیں دی جس کو یہ لوگ پڑھتے ہیں اور نہ تجھ سے پہلے حضرت اسماعیل کے بعد ان کے پاس ڈرانے والا کوئی رسول آیا اس

لئے ان کی غفلت حد سے بڑھ گئی تو خدا کی رحمت ان کے حال پر متوجہ ہوئی۔ مگر ان لوگوں نے وہی طریقہ اختیار کیا جو

ان سے پہلے لوگوں نے اختیار کیا تھا کہ نبیوں کی تکذیب کی اور بھند تکذیب کی ایسی کہ تمام عمر اسی ضد پر اڑے رہے۔ یہ

لوگ بھی انہی کی ریس پر چلے حالانکہ جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا تھا یہ لوگ عرب کے رہنے والے اس کے عشر عشر

دسویں بیسویں حصے کو بھی نہیں پہنچے۔

فَلَذَبُوا رُسُلِي ۖ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۙ قُلْ إِنَّمَا أَعِظُكُمْ بِوَحْدَةِ ۙ أَنْ

پھر ان لوگوں نے کھذیب کی تو میری ناراضگی کیسی ہوئی۔ تو کہہ میں تم کو صرف ایک بات بتلاتا ہوں وہ یہ ہے۔

تَقْوُمُوا لِلَّهِ مِثْلِي وَفَوَادِي ثُمَّ تَتَفَكَّرُونَ ۗ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِنْ جِنَّةٍ ۙ إِنْ

کہ تم لوگ مل کر اور اکیلے اکیلے ہو کر خدا کی طرف لگ جاؤ پھر فکر کرو کہ تمہارے ہم نشین کو جنون نہیں ہے وہ

هُوَ إِلَّا نَذِيرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ ۙ قُلْ مَا سَأَلْتُكُمْ مِنْ

بڑے سخت عذاب سے بیشتر تمہیں ڈرانے کو آیا ہے۔ تو کہہ دے میں نے جو تم سے اس کی کوئی

أَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ۙ إِنْ أَجْرِي إِلَّا عَلَى اللَّهِ ۗ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۙ

مزدوری مانگی ہو تو وہ تم ہی کو رہے میری اجرت تو خدا کے ذمہ ہے اور وہ ہر ایک چیز پر گواہ ہے۔

قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنِّي لَأَعْلَمُ الْغَيْبُ ۙ قُلْ جَاءَ الْحَقُّ الْيَوْمَ

تو کہہ میرا پروردگار سچی تعلیم بھیجتا ہے وہ تمام غیبوں کا جاننے والا ہے۔ تو کہہ سچی تعلیم آج ہی ہے اور

يُبْدِي الْبَاطِلَ وَمَا يُعْبَدُ ۙ قُلْ إِنْ صَلَّيْتُ وَإِنَّمَا أَصَلُّ عَلَىٰ نَفْسِي ۙ

باطل کسی کام اور فائدہ کی چیز نہیں ہے۔ تو کہہ کہ اگر میں کسی کام میں بھولوں تو اس کا وبال میری جان پر ہے

پھر ان لوگوں نے کھذیب کی تو میری ناراضگی ان پر کیسی ہوئی۔ سب کو معلوم ہے کہ ان کو نیست و نابود کر کے جڑ سے کاٹ

دیا تو کیا یہ لوگ اس برائی کا بدلہ نہ پائیں گے؟ بیشک پادیں گے۔ اے نبی! تو ان کو سمجھانے کے لئے کہہ کہ میں تم کو صرف

ایک بات بتلاتا ہوں تم اس پر عمل کرو گے تو میرا مطلب پا جاؤ گے، وہ بات یہ ہے کہ تم لوگ باہمی مل کر اور اکیلے اکیلے

ہو کر خدا کی طرف لگ جاؤ یعنی اس کا خیال اور خوف دل میں رکھو پھر فکر کرو تو اس نتیجہ پر پہنچ جاؤ گے کہ تمہارے ہم نشین

(محمد ﷺ) کو جنون نہیں ہے پھر جو یہ تمہاری رسومات اور عادات اور عبادات وغیرہ کی مخالفت کرتا ہے تو اس کی وجہ کیا

ہے؟ وجہ صرف یہی ہے کہ وہ اپنے باطنی نور سے تم کو گناہوں اور بدکاروں کی ظلمات میں پھنسا ہوا پاتا ہے اس لئے وہ بڑے

سخت عذاب سے بیشتر تمہیں برے کاموں سے ڈرانے کو آیا ہے اور کچھ نہیں۔ اے نبی! تو یہ بھی کہہ دے یہ مت سمجھو کہ

اس میں میرا کوئی ذاتی فائدہ ہے میں نے جو تم سے اس کی مزدوری مانگی ہو تو وہ تم ہی کو رہے۔ میری اجرت اور مزدوری

تو خدا ہی کے ذمہ ہے اور کسی سے میرا مطلب نہیں۔ اس کے سوا نہ میں کسی کا اجر ہوں نہ کسی سے توقع رکھتا ہوں اور وہ

ہر ایک چیز پر حاضر اور نگہبان ہے۔ تو یہ بھی کہہ میرا پروردگار چونکہ سب پر نگہبان ہے اس کی نگرانی کا یہ نتیجہ ہے کہ

جس وقت تمام دنیا میں باطل پھیل جاتا ہے تو وہی خدا سچی تعلیم دنیا میں بھیجتا ہے جس میں تمام قسم کی ضروریات شامل

ہوتی ہیں کیونکہ وہ تمام غیبوں کو جاننے والا ہے۔ تو اے نبی! کہہ کہ اسی قاعدہ مستمرہ کے مطابق اب تمہارے سامنے سچی

تعلیم آچکی ہے اور باطل مٹنے کو ہے کیونکہ باطل کسی کام اور فائدہ کی چیز نہیں ہے۔ اے نبی! تو کہہ کہ اگر میں کسی کام میں

بھولوں تو اس کا وبال میری جان پر ہے

۱۔ یہ ایک دلیل ہے ان دلائل میں سے جو خود خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں یا نبوت محمد پر بیان کی ہیں۔ ان کی تفصیل دیکھنی ہو تو مقدمہ

تفسیر ہذا جلد اول ملاحظہ ہو (منہ)

۲۔ یہ ایک محاورہ ہے لفظی ترجمہ نہیں (منہ)

وَإِنْ اهْتَدَيْتُمْ فِيمَا يُؤْتِي إِلَيْنَا رَبِّي ۖ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ ۝ وَكُلُّ نَفْسٍ

اور اگر میں ہدایت پاؤں تو خدا کی وحی کے سب سے ہے جو میری طرف میرا پروردگار کرتا ہے کچھ شک نہیں کہ وہ سننے والا قریب ہے اور اگر تم اس وقت

لَاذِقُوا فَلَاقُوا مِنْ مَكَانٍ قَرِيبٍ ۝ وَقَالُوا آمَنَّا بِهِ ۖ

گو دیکھ پاؤ جب لوگ گھبرائیں گے کہیں بھاگ نہ سکیں گے اور پاس پاس ہی کے مکان میں پکڑے جائیں گے کہیں گے ہم اس پر ایمان لائے

وَإِنِّي لَهُمُ التَّنَاوُسُ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ ۝ وَقَدْ كَفَرُوا بِهِ مِنْ

مگر ایسے دور دراز مقام سے ان کو کیسے کامیابی ہوگی؟ اس سے پہلے وہ منکر

قَبْلِ ۖ وَيَقْدِرُونَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ ۝ وَحِيلَ بَيْنَهُمْ

تھے اور دور دور سے محض انکل پچو باتیں کیا کرتے تھے اور ان میں

وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُونَ كَمَا فُعِلَ بِأَشْيَاعِهِمْ مِنْ قَبْلُ ۖ إِنَّهُمْ كَانُوا

اور ان کی خواہشات میں روک کر دی گئی ہے جیسے ان سے پہلے ان کے ہم جنسوں سے کیا گیا کچھ شک نہیں کہ وہ

فِي شَكِّ مُرَابِّهِ ۝

سخت انکار میں تھے

اور اگر میں ہدایت پاؤں یعنی کسی امر میں صائب رائے ہوں تو خدا کی وحی کے سب سے ہے جو میری طرف میرا پروردگار کرتا

ہے۔ کچھ شک نہیں کہ وہ سب کی جاننے والا اور سب کے قریب ہے اسی لئے اس کو سب کے حالات ایسے معلوم ہیں کہ کسی

کے کہنے سنانے اور جتانے کی حاجت نہیں اسی قرب اور علم کے مطابق وہ بندوں میں فیصلہ کرے گا۔ وہ فیصلہ کیا ہوگا؟ ایسا

ہوگا کہ اس کا نمونہ دنیا میں نہیں۔ اگر تم اس وقت کو دیکھ پاؤ تو عجیب نظارہ دیکھو جب یہ مخالف لوگ اس فیصلے سے گھبرائیں گے

اور پچ و تاب کھائیں گے مگر کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ اس دن کہیں بھاگ نہ سکیں گے اور پاس پاس ہی کے مکان میں پکڑے

جائیں گے یعنی جہاں کہیں کوئی ہوگا اسی جگہ اس کا مواخذہ ہو جائے گا دور لے جانے یا سپاہی بھیجنے کی حاجت نہ ہوگی۔ اس وقت

کہیں گے ہم اس واقعہ قیامت پر ایمان لائے یہ اس لئے کہیں گے کہ ان کو توقع ہوگی کہ اتنا کہنے سے ہم چھوٹ جائیں گے مگر

ایسے دور دراز مقام سے ان کو کیسے کامیابی ہوگی؟ جو ایمان لانے کا موقع تھا وہ تو ہاتھ سے کھو بیٹھے اب کیا ہوگا کیونکہ اس سے

پہلے تو وہ منکر تھے اور دور دور سے محض انکل پچو باتیں کیا کرتے اور بے دیکھے بھالے انکار کیا کرتے تھے۔ اب جو یہ ایسا انقیاد اور

تسلیم ظاہر کر رہے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اب یہ لوگ پکڑے گئے ہیں اور ان میں اور ان کی خواہشات میں روک کر دی گئی

ہے ان کے ساتھ وہی برتاؤ کیا گیا جیسے ان سے پہلے ان کے ہم جنسوں سے کیا گیا کیونکہ علت فاسدہ میں دونوں شریک ہیں۔

کچھ شک نہیں کہ یہ اور وہ دونوں خدائی احکام سے سخت انکار میں تھے۔

سورۃ فاطر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان اور رحم کرنے والا ہے

الْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولٰٓئِیْ اَخْبَتُوْا

سب تعریفیں خدا ہی کو زیبا ہیں جو آسمانوں اور زمین کا خالق ہے، فرشتوں کو رسول بنایا کرتا ہے جن کے دو دو تین تین

مَثْنٰی وَثُلٰثٌ وَرُبْعٌ ۙ وَیَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ ۗ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ

چار چار پر ہوتے ہیں۔ جس قدر چاہتا ہے پیدائش میں زیادتی کر دیتا ہے اللہ ہر ایک چیز پر

قَدِیْرٌ ۝۱ مَا یَفْتَحُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَتِهٖ فَلَآ مُمْسِكَ لَهَا ۗ وَمَا یُمْسِكُ ۗ

قدرت رکھتا ہے جس قسم کی رحمت بندوں کے لئے خدا کھول دے کوئی اس کو بند نہیں کر سکتا اور جس کو بند

فَلَآ مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۗ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝۲ یٰۤاٰیُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا

کردے اس کے بعد کوئی اسے کھولنے والا نہیں، وہ بڑا زبردست حکمت والا ہے۔ اے لوگو! اللہ کی

نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ ۗ هَلْ مِنْ خَلْقٍ غَیْرِ اللّٰهِ یَزِدُّكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ

مہربانیوں کو یاد کرو جو تمہارے حال پر ہیں کیا اللہ کے سوا کوئی خالق ہے جو تم کو اوپر سے اور زمین سے رزق دے؟

لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۗ فَاَنۢیۡ تُوَفَّكُوْنَ ۝۳

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم کہاں کو برکائے جا رہے ہو؟

سورۃ فاطر

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

سب طرح کی تعریف خدا ہی کو زیبا ہے جو آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے۔ پر دار فرشتوں کو بنی آدم کی طرف رسول بنایا کرتا

ہے۔ جن کے دو دو تین تین چار چار پر ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی جس قدر چاہتا ہے پیدائش میں زیادتی کر دیتا ہے کیونکہ

اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس قسم کی رحمت کا دروازہ بندوں کے لئے خدا کھول دے کوئی اس کو بند

نہیں کر سکتا اور جس کو بند کر دے اس کے بعد کوئی اسے کھولنے والا نہیں۔ کیونکہ وہ بڑی قدرت والا ہے اور بڑا زبردست

حکمت والا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ اکیلا تمام دنیا کا خالق ہے اور سب کو رزق دیتا ہے اسی لئے وہ منادی کرتا ہے کہ اے لوگو! اللہ

کی مہربانیوں کو یاد کرو جو تمہارے حال پر ہیں۔ بڑی مہربانی تو یہ ہے کہ اس نے تمہارا انتظام کسی دوسرے کے سپرد نہیں کیا۔ کیا

اللہ کے سوا کوئی خالق ہے جو تم کو اوپر سے بذریعہ پانی اور زمین سے بذریعہ روئیدگی کے رزق دے؟ کوئی نہیں اس کی وجہ یہ ہے

کہ رزق دینا اور رزق کو پیدا کرنا خالق کا کام ہے جو عدم سے وجود میں لائے اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، پھر خالق کیونکر

ہو سکے؟ اسی لئے خدا کے سوا نہ کوئی خالق ہے نہ رازق پھر تم کہاں کو برکائے جا رہے ہو کہ اس کے ہوتے اوروں سے مانگتے ہو کیا

تم نے ایک اہل دل کی نصیحت نہیں سنی کہ؟

وہ کیا ہے؟ جو نہیں ہوتا خدا سے جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے

وَأَن يُكَذِّبُوكَ فَقَدْ كَذَّبَتْ رَسُولٌ مِّن قَبْلِكَ ۗ وَلِلَّهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝

اور اگر تیری تکذیب کرتے ہیں تو تجھ سے پہلے کئی رسولوں کی تکذیب ہوئی اور سب کام خدا ہی کی طرف پھرتے ہیں

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا ۗ وَلَا

لوگو! اللہ کا وعدہ بے شک سچا ہے پس تم دنیا کی زندگی سے دھوکا نہ کھاؤ اور نہ

اِيغْوِيَنَّكُمْ بِاللَّهِ الْعُرُورُ ۝ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا ۗ إِنَّمَا

اس بڑے دھوکا باز کے فریب میں نہ آؤ۔ شیطان تمہارا یقیناً دشمن ہے تم بھی اس کو دشمن سمجھو۔ وہ

يَدْعُو حِزْبَهُ لِيَكُونُوا مِنْ أَصْحَابِ السُّعْيِرِ ۗ الَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ

اپنے گروہ کو بلاتا ہے کہ وہ جہنمی نہیں جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے

عَذَابٌ شَدِيدٌ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ

سخت عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا

كِبْرٌ ۗ أَفَمَن رَّبَّنَآ لَهُ سُنُوءٌ عَلَيْهِ فَرَاكَ حَسَنًا ۖ فَإِن اللّٰهُ يُضِلِّ مَن يَشَاءُ

بڑا ہے۔ بھلا جس کو اپنے برے اعمال خوب نظر آئیں اور وہ انہی کو اچھا جانے تو خدا جسے چاہے گمراہ کرے

وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۗ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ

اور جسے چاہے ہدایت کرے۔ پس تو ان کے حال پر افسوس کرتے کرتے اپنی جان کو ہلاک نہ کر لے۔ جو کچھ یہ کرتے ہیں

بِمَا يَصْنَعُونَ ۝

خدا کو سب معلوم ہے

یہ تعلیم سن کر بھی اگر نہ مانیں اور ضد ہی کئے جائیں تو اے نبی! صبر کیجو۔ اگر تیری تکذیب کرتے ہیں تو کوئی بات نہیں تجھ سے

پہلے کئی رسولوں کی تکذیب ہوئی اور کئی ایک شہید کئے گئے مگر چونکہ آخر کار سب کام خدا ہی کی طرف پھرتے ہیں اس لئے ان کا

نجات بھی ان کے حق میں اچھانا ہوا۔ لوگو! اس قسم کے واقعات سے سبق حاصل کرو کہ اللہ کا وعدہ بیشک سچا ہے جو کچھ اس نے

اپنے رسولوں کی معرفت تم کو بتلایا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا۔ پس تم دنیا کی مختصر سی زندگی سے دھوکا نہ کھاؤ اور نہ اس بڑے

دھوکا باز شیطان کے فریب میں آؤ۔ سنو شیطان تمہارا یقیناً دشمن ہے تم بھی اس کو دشمن سمجھو وہ اپنے گروہ کو بد کاریوں کی

طرف اسی لئے بلاتا ہے کہ وہ جہنمی بنیں۔ جانتے ہو کون لوگ اس کے گروہ کے ہیں؟ جو کافر ہیں یعنی اللہ کے حکموں سے انکار

کرنے والے یا بے پروائی سے ٹلانے والے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل

بھی کئے ان کے لئے بخشش اور بہت بڑا اجر ہے یہ ہے نبیوں کی تعلیم کا خلاصہ جس کو بہت سے لوگ نہیں مانتے۔ اس کی وجہ یہ

ہے کہ ایسے لوگوں کو اپنے برے کام اچھے معلوم ہوتے ہیں تو بھلا جس کو اپنے برے اعمال خوب نظر آئیں اور وہ انہی کو اچھا

جانے تو وہ کیونکر ان کو چھوڑ سکتا ہے؟ ایسے لوگ ہی گمراہ ہوتے ہیں۔ خدا جسے چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے ہدایت کرے

مگر اس کا چاہنا بے وجہ نہیں! پس اے نبی! تو ان کے حال پر افسوس کرتے کرتے اپنی جان کو ہلاک نہ کر لے۔ ہر وقت تجھ کو یہی

فکر اور یہی غم ہے کہ لوگ کیوں خدا کی سچی تعلیم کو نہیں مانتے۔ نہیں مانتے تو نہ مانیں جو کچھ یہ کرتے ہیں خدا کو سب کچھ معلوم

ہے اور وہ سب کو جانتا ہے کیونکہ وہی دنیا کا منتظم حقیقی ہے۔

وَاللّٰهُ الَّذِيۡ اَرْسَلَ الرِّيۡحَ فَتُثَيِّرُ سَحَابًا مِّنۡهُ لِيۡ اُبۡلِكَ مَيۡتٍ فَاٰخِيۡنَا

اللہ ہی ہوا میں بھیجتا ہے پھر وہ بادل کو اڑاتی ہیں پھر ہم اس کو خشک زمین کی طرف لے جاتے ہیں پھر

بِہِ الْاَرْضِۢ بَعۡدَ مَوۡتِہَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوۡرُ ۝۱۰ مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ الْعِزَّةَ فَلِيۡهِ

اس سے زمین کو خشکی کے بعد تازہ کر دیتے ہیں اسی طرح جی اٹھنا ہوگا۔ جو کوئی عزت کا طالب ہو تو عزت سب کی سب خدا

الْعِزَّةَ جَمِيۡعًا ؕ اِلَيْہِۢ يَصۡعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ

کے قبضے میں ہے پاک کلمات اسی کی طرف جاتے ہیں اور نیک اعمال کو اپنی طرف اٹھاتا ہے

وَالَّذِيۡنَ يَنْكُرُوۡنَ السَّيِّۡاۡتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ ؕ وَمَكْرُۡ اُولٰٓئِكَ هُوَ يُبۡوۡدُ ۝۱۱

اور جو لوگ مکاری سے برے کام کرتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور ان کی مکاری آخر کار تباہ ہوگی

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِّنۡ نُّطۡفٰتٍ ثُمَّ جَعَلَكُمۡ اَزۡوَاجًا ؕ وَمَا تَحۡمِلُ

اور خدا ہی نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے پھر تم کو جوڑے بنایا جس کی مادہ کو

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہی بارش سے پہلے ہوا میں بھیجتا ہے پھر وہ بادل کو اڑاتی ہیں پھر ہم (خدا) انہی ہواؤں کے ذریعہ اس

بادل کو خشک زمین کی طرف لے جاتے ہیں پھر اس بادل کے پانی سے اس زمین کو خشکی کے بعد تازہ کر دیتے ہیں۔ دنیا کے

ایسے ہیر پھیر سے تم کو علم حاصل کرنا چاہئے کہ اسی طرح قیامت کے روز بھی جی اٹھنا ہوگا یعنی جس طرح مردگی کے بعد

زندگی زمین پر دنیا میں آتی ہے اسی طرح قیامت کے روز مردگان پر دوبارہ حیات آئے گی۔ مگر کو تاہ اندیش لوگ دنیاوی

عزت کے بھوکے دنیا داروں کی غلط گوئیوں پر ہاں میں ہاں ملا کر عزت حاصل کرنی چاہتے ہیں حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ

جو کوئی عزت کا طالب ہو تو اس کو بھی اللہ ہی کی رضا جوئی کرنی چاہئے کیونکہ عزت سب کی سب خدا ہی کے قبضے میں ہے وہ

جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلیل کرے۔ وہ ایسا جلیل الشان بادشاہ ہے کہ دنیا میں جس قدر پاک کلمات مدحیہ

اور تعریفیہ ہیں سب کے سب اسی کی طرف جاتے ہیں یعنی وہی تمام دنیا کی مدائح اور صفات کا مستحق ہے۔ مثلاً کسی کی سخاوت

کی تعریف ہے تو اس کا مستحق بھی دراصل اللہ ہی ہے جس نے اس بندے کے دل میں سخاوت کی بنیاد رکھی کسی کے حسن

وجہال کی تعریف ہے تو وہ بھی دراصل خدا ہی کی ہے جس نے اس کو ایسا جمیل اور خوبصورت بنایا۔ علیٰ ہذا القیاس دنیا میں

جس قدر کلمات مدحیہ منصفین کسی خوبی کے ہیں ان سب کا مستحق وہی خدا تعالیٰ ہے جو تمام دنیا کا خالق ہے اور اس کی شان ہے

کہ نیک اعمال کو اپنی طرف اٹھاتا ہے یعنی قبول کرتا ہے۔ دنیا میں جو کوئی بھی نیک کام کرے اس کی قبولیت اسی خدا کے

ہاتھ میں ہے یعنی نیک اعمال کا اصل ثمرہ دینے والا وہی ہے باقی دنیاوی منعم اول تو کچھ دے نہیں سکتے جب تک کہ خدا کی

طرف سے ان کے دلوں میں القاء نہ ہو۔ دوئم ان کا بدلہ بہ نسبت بدلہ الہی کے بہت کم درجہ اور کم حیثیت ہوتا ہے۔ تاہم

لوگ خدا کی بے فرمانی کر کے نامہ اعمال سیاہ کرتے ہیں اور نہیں جانتے کہ جو لوگ مکاری سے برے کام کرتے ہیں

دکھاتے ہیں نیکی اور کرتے ہیں برائی ان کے لئے سخت عذاب ہے اور ان کی مکاری آخر کار تباہ ہوگی جس کا نتیجہ ان کے حق

میں برا ہوگا۔ خدائی ماتحتی ایسے بد معاشوں کو ناگوار ہوتی ہے وہ جانتے اور سمجھتے نہیں کہ خدا ہی نے تم کو یعنی ابتدا میں

تمہارے باپ آدم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفے سے تمہارا اسلسلہ چلایا پھر تم کو جوڑے خاندنیوی بنایا یہ تو اس کی صفت خالقیت

کا تم پر اثر ہے۔ علم اس کا یہ ہے کہ جس کسی مادہ کو

کا تم پر اثر ہے۔ علم اس کا یہ ہے کہ جس کسی مادہ کو

مَنْ أَنْتَىٰ وَلَا تَصُمْ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۚ وَمَا يُعْتَمِرُ مِنْ مَعْتَمِرٍ وَلَا يُنْقِضُ مِنْ عَمْرٍ ۚ إِلَّا

صل ہوتا ہے اور جو عورت بچہ بنتی ہے وہ اس کے علم سے جنتی ہے اور جو شخص زیادہ عمر دیا جاتا ہے اور جو کم کیا جاتا ہے وہ سب

فِي كِتَابٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَىٰ اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ وَمَا كَيْتَبُوا الْبَصَرَيْنِ ۙ هَذَا عَذَابٌ

کتاب میں موجود ہے۔ کچھ شک نہیں کہ یہ کام اللہ کے نزدیک احسان ہے اور دو دریا مساوی نہیں ایک ایسا ہے کہ اس کا

فَرَاتٌ سَابِغٌ شَرَابُهُ ۚ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ ۚ وَمَنْ كُلَّ تَاكُلُونَ لَعْنًا طَرِيقًا ۚ وَ

پانی بیضا بہت خوش ذائقہ ہے اور ایک نہایت کڑوا اور کھاری ہے اور تم لوگ ان دونوں میں سے تروتازہ گوشت کھاتے ہو اور

تَسْتَخْرِجُونَ حَلِيَّةً تَلْبَسُونَهَا ۚ وَتَرَىٰ الْفُلْكَ فِيهِ مَوَآخِرٌ لِّتَبْتَعُوا ۚ مِنْ فَضْلِهِ

زیور نکال کر پہنتے ہو اور تم دیکھتے ہو کہ جہاز اس میں پانی کو پھارتے ہوئے چلتے ہیں تاکہ تم اس کا فضل

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ يُؤَلِّجُ الْبَيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي الْبَيْلِ ۚ وَ سَخَّرَ

تلاش کرو اور تاکہ تم لوگ شکر گزاری کرو۔ رات کو دن اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور سورج

الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ ۚ كُلٌّ يَجْرِي لِأَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ ذَٰلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ وَ

اور چاند کو اسی نے مسخر کر رکھا ہے۔ ہر ایک وقت مقرر تک چلتا ہے یہی خدا تمہارا پروردگار ہے اسی کا سب کچھ اختیار ہے

الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا يَمْلِكُونَ مِنْ قِطْمِيرٍ ۚ

اس کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو وہ ایک دھاکہ کا بھی اختیار نہیں رکھتے

صل ہوتا ہے اور جو عورت بچہ بنتی ہے وہ اس کے علم سے جنتی ہے اور جو شخص انسانی عمر طبعی سے زیادہ عمر دیا جاتا ہے یعنی

آگے بڑھتا ہے اور جو کم کیا جاتا ہے وہ سب خدا کی کتاب میں مرقوم اور اس کے علم میں موجود ہے۔ کچھ شک نہیں کہ یہ

کام اللہ کے نزدیک بالکل آسان ہے کیا اتنے تعلقات کے ہونے پر بھی خدا کی اطاعت گراں ہے؟ اور سنو! خدا کی قدرت

کے نشان یہ کیا کم ہیں کہ اس نے پانی کے سمندر اور دریا پیدا کر دیئے پھر ان میں یہ تمیز ہے کہ دو قسم کے دریا مساوی

نہیں۔ ایک ایسا ہے کہ اس کا پانی بیضا بہت خوش ذائقہ ہے اور ایک نہایت کڑوا اور کھاری ہے جو تلخی میں انتہا کو پہنچ چکا

ہے۔ گوان کی کیفیت اور ذائقہ مختلف ہے مگر تم لوگ ان دونوں میں سے تروتازہ مچھلیوں کا گوشت کھاتے ہو اور موتی

وغیرہ جو اہرات کے زیور نکال کر بیچتے اور پہنتے ہو اور تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں اور جہاز اس سمندر میں پانی کو پھارتے ہوئے

چلتے ہیں تاکہ تم ان پر سوار ہو کر اس خدا کا فضل منافع بذریعہ تجارت تلاش کرو اور یہ واقعات تم لوگوں کو اس لئے سنائے

جاتے ہیں تاکہ تم لوگ شکر گزاری کرو۔ سنو! وہی خدا تمام دنیا کا منتظم حقیقی ہے۔ یہ نہیں کہ دنیاوی بادشاہوں کی طرح

اس کا انتظام ہے بلکہ اس کا انتظام سب کے انتظامات سے بالاتر ہے۔ رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں

داخل کر دیتا ہے یعنی کبھی دن بڑا ہے تو کبھی رات بڑی ہے ان دونوں کی کمی بیشی سے بھی تم کو اس بات کا پتہ ملتا ہے یا

نہیں کہ خدا دنیا کا اعلیٰ منتظم ہے پھر اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے میں عار کیوں ہے؟ اور سنو سورج اور چاند کو

اسی نے مسخر کر رکھا ہے کہ بغیر داموں تمہاری خدمت کر رہے ہیں ایسی کہ ہر ایک ان میں کا وقت مقرر تک چلتا ہے۔

سنو یہی خدا تمہارا پروردگار ہے اسی کا سب کچھ اختیار ہے اس کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے اور مرادیں مانگتے ہو ان

میں سے کئی ایک طرح کی ہے۔

إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُوا دُعَاءَكُمْ ۖ وَلَوْ سَمِعُوا مَا اسْتَجَابُوا لَكُمْ ۗ وَيَوْمَ

اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری دعا نہیں سنتے اور اگر وہ سن پائیں تو تمہاری دعا قبول نہیں کر سکتے اور قیامت کے

الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بَشْرِكُمْ ۗ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ ۝ يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمْ

روز تمہارے اس شرک سے انکار کریں گے اور خدا خبیر جیسی خبر تم کو کوئی نہیں بتلا سکتا۔ اے لوگو! تم

الْفُقَرَاءُ إِلَى اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ ۝ إِنْ يَشَاءُ يُدْهِبْكُمْ

خدا کی جناب کے محتاج ہو اور وہ خدا بے نیاز ہے، وہ تمام تعریفوں کا مستحق ہے، اگر چاہے تو تم کو فنا کر دے اور نئی مخلوق

يَخْلُقْ جَلِيدًا ۝ وَمَا ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ ۝ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۗ

لے آوے اور یہ کام اللہ پر دشوار نہیں اور کوئی کسی کے گناہ نہ اٹھائے گا

وَإِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ إِلَىٰ حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ ۗ

اگر کوئی دیا ہوا اپنے بوجھ کی طرف بلائے گا تو اس سے کچھ ہلکا نہ کیا جائے گا چاہے قربت دار بھی کیوں نہ ہو

اس لئے وہ ایک دھاک کا بھی اختیار نہیں رکھتے۔ اگر تم ان کو پکارو تو وہ دعا نہیں سنتے۔ پھر قبول کریں تو کیسے؟ اور اگر فرضاً وہ کسی

طرح سن پائیں تو تمہاری دعا قبول نہیں کر سکتے اور سنو قیامت کے روز تمہارے اس شرک سے انکار کریں گے اور خدائے خبیر

جیسی خبر تم کو کوئی نہیں بتلا سکتا یہ اس کی خبر داری کا نتیجہ ہے کہ ایسے آئندہ واقعات کی خبر تم کو کیسے بتلاتا ہے پس تم ان سے کسی

اچھے نتیجے پر پہنچو۔ اے لوگو! تم کیونکر خدا کی تابعداری سے عار کر سکتے ہو حالانکہ تم سب کے سب خدا کی جناب کے محتاج ہو۔

ہر طرح سے ذات میں صفات میں غرض سب کاموں میں اسی کے ساتھ تمہارا تعلق ہے۔ ذات میں تو اس لئے اس کے محتاج

ہو کہ اگر وہ پیدا نہ کرتا تو کچھ بھی نہ ہوتے۔ صفات میں اس لئے کہ اگر وہ تم کو علم، قدرت وغیرہ عطمانے فرماوے تو تم میں کچھ بھی

نہ ہو پھر ساتھ ہی اس کے یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ مخلوق کا خالق سے تعلق اس قسم کا نہیں کہ محض بناوٹ میں حاجت ہے،

بعد بن جانے کے نہیں بلکہ بعد بننے کے بقا میں بھی محتاج ہے۔ پس تم ہر حال میں خدا کی جناب کے محتاج ہو اور وہ خدا تم سے اور

تمام مخلوق سے بے نیاز ہے یعنی وہ اپنی ذات اور اپنی صفات میں اپنے غیر کا کسی امر میں محتاج نہیں۔ ذات اس کی قدیم ہے صفات

اس کی حادث نہیں اس لئے وہ بذاتہ تمام تعریفوں کا مستحق ہے۔ پس وہ کیا ہے۔

خرد و فہم سے گردل نے کوئی بات تراشی کہ ہوا اول و آخر کی حقیقت کا تلاشی

میرے نزدیک سوا اس کے ہے سب سمع خراشی نہ بدء خلق تو بودی نبود خلق تو باشی

نہ تو خیزی نہ نشینی نہ تو کا ہی نہ فزائی

سنو وہ خدا اس درجہ مخلوق سے بے نیاز اور با قدرت ہے کہ اگر چاہے تو تم سب کو فنا کر دے اور تمہاری جگہ نئی مخلوق لے آوے

اور یہ مت سمجھو کہ ایسا کرنا اس پر کچھ مشکل ہے۔ ہرگز نہیں یہ کام اللہ پر کچھ بھی دشوار نہیں پھر تم لوگ ایسے خدا کی تابعداری

سے گردن کشی کرتے ہو، یہ بات تم کو زیبا ہے؟ اور سنو اس غلطی میں بھی نہ رہنا جو بعض گمراہ لوگ تم کو کہتے ہیں کہ تم دین

اسلام کو چھوڑ دو ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے۔ ان کے پھندے میں ہرگز نہ پھنسنا۔ خدا کے ہاں عام قاعدہ ہے جو کرے گا سو

بھرے گا اور دوسرا کوئی کسی کے گناہ نہ اٹھائے گا۔ اگر کوئی گناہوں میں دبا ہوا اپنے بوجھ کی طرف کسی دوسرے کو بلائے گا تو اس

سے کچھ لے کر ہلکا نہ کیا جائے گا چاہے قربت دار بھی کیوں نہ ہو۔

إِنَّمَا تُنذِرُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُم بِالْغَيْبِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَمَنْ تَزَكَّىٰ

جو لوگ اپنے پروردگار سے بن دیکھے ڈرتے رہتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں انہی کو تو ڈراتا ہے جو شخص سدھر

فَأِنَّمَا يَتَزَكَّىٰ لِنَفْسِهِ ۗ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۝

جائے اس کا فائدہ اسی کو ہے اور اللہ ہی کی طرف رجوع ہے اور اندھا اور سواکھا برابر نہیں

وَلَا الظُّلُمُتُ وَلَا النُّورُ ۝ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ

نہ اندھیر اور نور برابر ہیں نہ سایہ اور گرمی برابر ہیں نہ زندے اور

وَلَا الْأَمْوَاتُ ۗ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَنْ يُشَاءُ ۗ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ ۝

مردے برابر ہیں خدا جسے چاہے سنا سکتا ہے تو قبروں میں پڑے ہوئے مردوں کو نہیں سنا سکتا

إِن أَنْتَ إِلَّا نَذِيرٌ ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ بِالْحَقِّ بَشِيرًا وَنَذِيرًا ۗ وَإِنْ مِنْ أُمَّةٍ

تو تو صرف ڈرانے والا ہے ہم نے تجھ کو سچائی کے ساتھ خوشخبری دے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے ہر ایک قوم میں کوئی نہ

الْأَخْلَافِ فِيهَا نَذِيرٌ

کوئی ڈرانے والا گذرا ہے

غرض دونوں صورتوں میں سے ایک بھی نہ ہوگی پس تم ابھی سے اس روز کی تکلیفات سے خائف ہو کر مناسب انتظام کرو مگر ایسا کرنے والے وہی لوگ ہیں جو اپنی زندگی کی ہر ایک بات میں خدا پر سہارا رکھتے ہیں۔ اسی لئے اے نبی! جو لوگ اپنے پروردگار کو اپنا حقیقی مالک مختار سمجھ کر اس سے بن دیکھے ڈرتے رہتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں انہی کو تو ڈراتا ہے یعنی انہی کو تیرے ڈرانے کا فائدہ پہنچا سکتا ہے اور یوں تو عام قاعدہ ہے کہ جو شخص سدھر جائے اس کا فائدہ اسی کو ہے اور اللہ ہی کی طرف سب کا رجوع ہے۔ اس وقت بھی اور انجام کار بھی سب امور اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں۔ مگر اس راز کو سمجھنے والے بہت کم ہیں دراصل وہی لوگ صاحب بصیرت ہیں اور باقی لوگ جو اس راز سے بے خبر ہیں۔ وہ دراصل تاہینا ہیں۔ پس تم خود ہی سوچ لو کہ اندھا اور سواکھا جس طرح برابر نہیں نہ اندھیر اور نور برابر ہیں نہ سایہ اور گرمی برابر ہیں نہ زندے اور مردے برابر ہیں۔ اس طرح اللہ کے بندے پر ہیزار گار اور بد کردار برابر نہیں۔ پس نتیجہ صاف ہے کہ یہ لوگ جو خدائی احکام کی مخالفت کرتے ہیں دراصل مردے ہیں یوں خدا تو جسے چاہے سنا سکتا ہے مگر تو انے نبی! قبروں میں پڑے ہوئے ان مردوں کو نہیں سنا سکتا یعنی تیری قدرت سے باہر ہے کہ تو مردوں کو سناوے کیونکہ جو حس ان میں سننے والی ہوتی ہے وہ تو موت کے آتے ہی فنا ہو جاتی ہے۔ اس کا تعلق کانوں سے ہوتا ہے جب کان ہی نہیں تو قوت کیسی؟ اس لیے یہ بالکل ٹھیک ہے کہ تو مردوں کو نہیں سنا سکتا کیونکہ مردوں میں سننے کی حس ہی نہیں۔ تو تو صرف ڈرانے والا ہے مگر ڈرانے والوں میں استعداد بھی ہونی چاہئے ان لوگوں میں جو مخالفت اسلام پر بھند مصر ہیں استعداد فطری تو ہے مگر ان کی بد اعمالی سے مغلوب اور قریب معدوم۔ تیرے وعظ و نصیحت کرنے میں شک نہیں اس لئے کہ ہم نے تجھ کو سچائی کے ساتھ خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے پھر تو کیوں نہ اپنا کام کرے گا۔ اسی طرح ہر ایک قوم میں عذاب الہی سے کوئی نہ کوئی ڈرانے والا گزرا ہے جن کے ڈرانے اور سمجھانے کا اثر کم و بیش اس وقت بھی ان قوموں میں ملتا ہے۔

لَا يَكْتُوبُكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ

اگر یہ لوگ تیری تکذیب ہی کرتے رہیں تو جو لوگ ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی تکذیب کی تھی۔ ان کے پاس ان کے رسول کھلے معجزے

وَبِالزُّبُرِ وَالْكِتَابِ الْمُنِيرِ ۚ ثُمَّ أَخَذْتُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۙ

دینی مسائل اور روشن کتاب لائے جو لوگ کافر تھے میں نے ان کو خوب پکڑا پھر میری کھلی کیسی ہوئی؟

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً ۖ فَخَرَجْنَا بِهِ ثَمَرَاتٍ مُخْتَلِفًا أَلْوَانُهَا

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ اوپر کی طرف سے پانی اتارتا ہے پھر وہ اس کے ساتھ مختلف رنگوں کے پھل پیدا کرتا ہے

وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌ بَيضٌ وَحُمْرٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهَا وَغَرَابِيبُ سُودٌ ۙ

اور پہاڑوں میں سے جو بعض گلزے سفید اور بعض سرخ مختلف رنگ کے ہیں اور بعض بہت سیاہ کالے

وَمِنَ النَّاسِ وَالْدَوَابِّ وَالْأَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ ۚ كَذَلِكَ ۖ إِنَّمَا يَخْشَى

اسی طرح آدمیوں، جانوروں اور چوپایوں میں بعض مختلف رنگ کے ہیں۔ خدا کے بندوں

اللَّهِ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَاءُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ غَفُورٌ ۙ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ

میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں اللہ غالب اور بخشنے والا ہے جو لوگ اللہ کی کتاب کو پڑھتے ہیں

اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ

اور کرتے ہیں نماز اور

پھر اگر یہ لوگ بھند ہوں اور تیری تکذیب ہی کرتے رہیں تو بھی تجھ کو عملگین نہ ہونا چاہئے کیونکہ جو لوگ ان سے پہلے تھے

انہوں نے بھی تکذیب کی تھی۔ ان کے پاس ان کے رسول کھلے معجزے، دینی مسائل اور روشن کتاب لائے مگر انہوں نے

ایک ہی انکار رکھا لیکن تاکہ۔ جو لوگ کافر تھے میں (خدا) نے ان کو خوب پکڑا پھر میری کھلی کیسی ہوئی؟ اور کیا رنگ لائی؟

جس درجہ کا کوئی حاکم ہو اسی قدر اس کی کھلی بڑی ہوتی ہے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ایسا بڑا حاکم اور مالک ہے کہ اوپر

کی طرف سے پانی اتارتا ہے پھر وہ اس پانی کے ساتھ مختلف رنگوں کے پھل پیدا کرتا ہے اور پہاڑوں میں جو بعض گلزے سفید

اور بعض سرخ رنگ کے ہیں اور بعض بہت سیاہ کالے یہ بھی اس کی قدرت کے کرشمے ہیں۔ اسی طرح آدمیوں، جانوروں اور

چوپایوں میں بعض مختلف رنگ کے ہیں ان واقعات کا جاننا ایک بڑا علم ہے جس کو آج کل کے لوگ سائنس یا فلسفہ کہتے ہیں بہت

سے لوگ ایسے واقعات کے جاننے والوں کو عالم کہتے ہیں ان کے نزدیک سوائے سائنسدان کے کوئی عالم نہیں ہو سکتا مگر الہامی

فرشتوں کی اصطلاح یہ ہے کہ اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں پس یہی (خوف خدا) علامت ہے علماء کی ورنہ صرف

کتابی علم بجز۔ نازد مختصر یہ ہے کہ جب تک علم کے مطابق عمل نہ ہو وہ علم نہیں جہل ہے۔ جس علم سے یہ سکہ دل پر بیٹھے

کہ اللہ تعالیٰ بڑا غالب بڑا بخشنے والا ہے وہی علم ہے اور نہیں۔ اسی لئے الہامی کتابوں میں یہ عام قاعدہ ہے کہ جو لوگ اللہ کی الہام

کی ہوئی کتاب کو پڑھتے ہیں مگر نہ صرف طوطے کی طرح پڑھتے ہیں بلکہ عمدہ طرح سے تدبیر و تفکر کرتے ہیں اور نماز وقت پر ادا

کرتے ہیں۔

۱ اردو میں ایسا محاورہ نہیں کہ اس قدر جلدی غائب سے متکلم اور پھر غائب کیا جائے اس لئے بھینچہ غائب ہی ترجمہ کیا گیا۔ ۱۲ (منہ)

وَأَنْقُضُوا مِمَّا رَزَقْنَهُمْ سَرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْجُونَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُورَ ۝ لِيُؤْفِقَهُم

اور ہمارے دینے میں پوشیدہ اور ظاہر خرچ بھی کرتے ہیں۔ بے شک وہی لوگ ایک بڑی نجات کی توقع رکھتے ہیں جس میں کبھی خسارہ نہ پائیں گے۔ نتیجہ یہ

أَجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُم مِّن فَضْلِهِ ۚ إِنَّكَ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝ وَالَّذِي أَوْحَيْنَا

ہو گا کہ خدا ان کے اعمال کے بدلے پورے دیکھا اور اپنے فضل سے زیادہ بھی عنایت کرے گا اور بڑا بخشنے والا بڑا قادران ہے۔ جو کتاب ہم نے تیری طرف

إِلَيْكَ مِنَ الْكِتَابِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِعِبَادِهِ

الہام کی ہے وہ سچی ہے جو کتاب ان کے سامنے ہے اس کی تصدیق کرتی ہے یقیناً خدا اپنے بندوں کے

الْخَبِيرُ ۚ بَصِيرٌ ۝ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ

حال سے خبردار دیکھنے والا ہے پھر ہم نے کتاب کے وارث ان لوگوں کو بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کیا بعض ان میں

ظَالِمٌ لِّنَفْسِهِ ۚ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ ۚ يُرِذِنُ اللَّهُ ۚ

کے اپنے حق میں ظالم ہیں بعض ان میں کے میانہ رو ہوں گے بعض ان میں کے خدا کے حکم سے نیکیوں میں آگے بڑھے ہوں گے

اور ہمارے (خدا کے) دینے میں سے حسب موقع پوشیدہ اور ظاہر خرچ بھی کرتے ہیں بیشک یہی لوگ ایک بڑی تجارت کی

توقع رکھتے ہیں جس میں کبھی خسارہ نہ پائیں گے غرض یہ کہ جو لوگ خدا کی الہامی کتاب کو ہر حال میں اپنا رہبر جانتے ہیں گو وہ

سائنس اور فلسفہ کی اعلیٰ لیاقت بھی پائے ہیں مگر مذہبی ہدایت الہامی کتاب ہی سے حاصل کرتے ہیں۔ عملی پہلو میں بھی

ضعیف نہیں بلکہ جسمانی عبادت (نماز) کے علاوہ مالی عبادت بلکہ صدقہ خیرات بھی حسب حیثیت اور حسب موقع کرتے رہتے

ہیں پس یہی لوگ الہامی نوشتوں کی اصطلاح میں علماء ہیں اور یہی لوگ بڑے تاجر ہیں جو ایک کے کئی ایک کریں گے نتیجہ ان

کی محنت اور تجارت کا یہ ہو گا کہ خدا ان کے اعمال کے بدلے پورے دے گا اور محض اپنے فضل سے زیادہ بھی عنایت کرے گا

کیونکہ وہ اللہ بڑا بخشنے والا بڑا قادران ہے۔ اس مضمون میں جو الہامی کتاب پڑھنے کا ذکر آیا ہے تم جانتے ہو یہ کوئی کتاب ہے اور

کون سے رسول کا الہام۔ سنو ہم ہی بتلاتے ہیں جو کتاب ہم (خدا) نے اے نبی! تیری طرف الہام کی ہے پس اس زمانے میں وہی

سچی کتاب ہے جو کتاب توریت انجیل کے نام کی اس کے سامنے ہے اس کے مضمون اور الہام کی تصدیق کرتی ہے گو اس میں

الہامی احکام کے علاوہ اور بہت کچھ خلط ملط ہو رہا ہے مگر چونکہ اصل میں اس کا نزول الہامی ہے اس لئے قرآن مجید ان کی

تصدیق کرتا ہے۔ یہ واہمہ جو لوگوں کو ہوتا ہے کہ خدا کو کیا ضرورت تھی کہ کبھی توریت اتاری، کبھی انجیل تو کبھی قرآن مجید۔

سوان لوگوں کو جاننا چاہئے کہ یقیناً خدائے تعالیٰ نے اپنے بندوں کے حال سے خبردار اور دیکھنے والا ہے جو زمانے کی ضرورت اور

مصلحت ہوتی ہے اس کے مطابق نئی طاقت کے ساتھ احکام نازل کرتا ہے۔ پہلی کتابوں کے بعد پھر ہم نے آسمانی کتاب کے

وارث ان لوگوں کو بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں میں سے منتخب کیا یعنی مسلمانوں کو جو بعد میں تین حصوں میں منقسم ہوئے

بعض ان میں کے اپنے حق میں ظالم اور مضرت رساں ہیں جن کے نیک اعمال بد اعمال کے مقابلہ میں کم ہوں گے بعض ان

میں کے میانہ رو ہوں گے جن کے اعمال قریب قریب برابر ہوں گے۔ بعض ان میں خدا کے حکم سے نیکیوں میں آگے بڑھے

ہوں گے جیسے اصحاب رسول اور ان کے پیرو جس زمانے میں ہوں۔

۱۔ اللام لام العاقبة (۱۲ منہ)

ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ۝ جَتُّ عَدِنٍ يَدْخُلُوْنَهَا يَحْكُوْنَ فِيْهَا

یہی بڑا فضل ہے۔ ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے سونے کے ٹکٹن

مِنْ اَسَاوِرٍ مِنْ ذَهَبٍ وَّلُوْلُوْا ۝ وَّلِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ۝ وَقَالُوا الْحَمْدُ

اور موتی ان کو پہنائے جائیں گے اور ان میں ان کا لباس ریشمی ہوگا اور وہ کہیں گے سب قسم کی تعریفیں

لِلّٰهِ الَّذِيْ اٰذْهَبَ عَنَّا الْحَزْنَ ۝ اِنْ رَّبُّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝ الَّذِيْ اٰهَلَّنَا

اللہ کو ہیں جس نے ہم سے ہر قسم کے تفکرات دور کر دیئے۔ بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا قادر دان ہے جس نے اپنے فضل سے ہم کو

دَارَ الْمَقَامَةِ مِنْ فَضْلِهِ ۝ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ۝

ٹھہرنے کے مقام میں اتارا ہے جس میں ہم کو کسی طرح کی نہ تکلیف ہے نہ ٹکان

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارٌ جَهَنَّمَ ۝ لَا يُقْبَضُ عَلَيْهِمْ فِيْهَا وُتُوْا وَّلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ

اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے جہنم کی آگ ہے نہ ان پر عہم ہوگا کہ مرجائیں اور نہ ان کے عذاب میں

مِّنْ عَذَابِهَا ۝ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كٰفِرٍ ۝ وَهُمْ يَصْطَرِحُوْنَ فِيْهَا ۝ رَبُّنَا

تخفیف ہوگی۔ اسی طرح ہم ہر ایک کافر کو سزا دیں گے۔ وہ اس میں چیخیں مارتے ہوئے کہیں گے اے ہمارے

اٰخِرِيْنَا نَعْمَلْ صٰلِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۝ اَوْلَمْ نَعْزِمُكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُوْ

پروردگار! تو ہم کو نکال لے تو ہم اپنی بد اعمالی چھوڑ کر نیک عمل کریں گے۔ کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی جس

فِيْهِ مَن تَذَكَّرُ وَّجَاءَكُمْ النَّذِيْرُ ۝ فَذُوْقُوْا مَآ لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نّٰصِيْرٍ ۝

میں کوئی نصیحت پانا چاہتا تو پاسکتا تھا؟ اور تمہارے پاس سمجھانے والے بھی آئے۔ پس تم مزہ چکھو ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہیں

غرض یہ تینوں قسم کے لوگ بلحاظ ایمان خدا کے ہاں فی الجملہ برگزیدہ ہیں یہی خدا کا بڑا فضل ہے جس کا عوض ہمیشہ رہنے کے

باغ ہیں جن میں یہ لوگ داخل ہوں گے۔ ان باغوں میں سونے کے ٹکٹن اور موتی ان کو پہنائے جائیں گے اور ان باغوں میں

ان کا لباس ریشمی ہوگا اور وہ کہیں گے سب قسم کی تعریفیں اللہ کو ہیں جس نے ہم سے ہر قسم کے تفکرات دور کر دیئے لہذا اب

ہم بے فکر و بے غم ہیں۔ بیشک ہمارا پروردگار بڑا بخشنے والا قادر دان ہے جس نے ہماری ناقص پونجی (معمولی عبادت) کو قبول فرما

کر محض اپنے فضل سے ہم کو ٹھہرنے کے مقام جنت میں اتارا ہے جس میں ہم کو کسی طرح کی نہ تکلیف ہے نہ ٹکان اور نہ ضعف

اور ان کے مقابلہ میں جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے نہ ان پر موت کا حکم ہوگا کہ

مر جائیں اور نہ ان کے عذاب میں تخفیف ہوگی اسی طرح ہم ہر ایک ناشکر کافر کو سزا دیں گے وہ اس دوزخ میں چیخیں مارتے

ہوئے کہیں گے اے ہمارے پروردگار! تو ہم کو اس دوزخ سے نکال لے تو ہم اپنی بد اعمالی چھوڑ کر نیک کام کریں گے۔ جو اب

طے گا کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی جس میں کوئی نصیحت پانا چاہے تو پاسکتا تھا؟ اور تمہارے پاس سمجھانے والے بھی آئے

تھے مگر تم نے کسی کی ایک نہ سنی پس اب تم اپنے کئے کا مزہ چکھو ظالموں نافرمانوں کے لئے کوئی مددگار نہیں۔ تم یہ نہ سمجھو کہ

خدا نے تمہارے حق میں فیصلہ غلط کیا ہے یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ غَيْبِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿۳۰﴾

خدا آسمانوں اور زمینوں کے مخفیات کو جاننے والا ہے، وہ سینوں کے بھیدوں سے واقف ہے

هُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ فِي الْأَرْضِ ۖ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَلَا يَزِيدُ

اسی نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا پس جس نے انکار کیا تو اس کے کفر کا وبال اسی پر ہے اور کافروں کے

الْكُفْرَيْنَ كُفْرَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ إِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيدُ الْكَافِرِينَ كُفْرَهُمْ إِلَّا

کفر سے ان کے پروردگار کے ہاں غضب ہی بڑھتا ہے اور کفر سے ان ہی کا نقصان ہوتا

خَسَارًا ﴿۳۱﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ شُرَكَاءَكُمُ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۗ

ہے۔ کہہ کہہ بتاؤ تو جن شریکوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو

أَرُونِي مَاذَا خَلَقُوا مِنَ الْأَرْضِ أَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمَوَاتِ ۗ أَمْ آتَيْنَهُمْ

مجھے دکھاؤ تو سہی کیا زمین میں انہوں نے کچھ پیدا کیا ہے؟ یا آسمانوں میں ان کی کچھ شرکت ہے؟ یا ہم نے ان کو کوئی

كِتَابًا فَهُمْ عَلَىٰ بَيِّنَةٍ مِّنْهُ ۗ بَلْ إِنْ يَتَّبِعُونَ الظَّالِمُونَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

کتاب دی ہے کہ اس کی دلیل پر یہ لوگ قائم ہیں؟ بلکہ بعض ظالم لوگ بعض کو محض فریب کے وعدے دیتے ہیں

إِلَّا غُرُورًا ﴿۳۲﴾

خدا تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں مخفیات کو جاننے والا ہے بلکہ وہ سینوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہے پھر کیونکر ہو سکتا ہے کہ

تمہارے اعمال کی براہ راست اس کو خبر نہ ہو اور مخبروں کی رپورٹ سے غلطی کھا جائے۔ سنو اسی نے تم کو تم لوگوں کو زمین پر اپنا

خلیفہ بنلایا کیا چیزوں پر خدا کی حکومت ہے، ان چیزوں پر تم کو بھی اختیار استعمال دیا مگر تم لوگوں نے اس خلافت کی قدر نہ کی اور اس مضمون سے بالکل غافل ہو گئے کہ۔

مہاز و ر مندی لکن بر کہاں کہ بریک نمط نے نماز جہاں

تم نے اس خلافت کے عطا کرنے والے ہی سے انکار کیا جس کا لازمی نتیجہ تمہارے حق میں مضر ہونا تھا سو ہوا۔ پس جس نے خدا

اور خدا کے احکام سے انکار کیا تو اس کفر اور انکار کا وبال اسی کی جان پر ہے اور کافروں کے کفر سے ان کا نقصان ہی نقصان ہوتا

ہے۔ یہ تو ایک قسم کی نصیحت ہے جسے شائد نہ مانیں اور ایچ بیچ کریں۔ اس لئے بطور مناظرہ ان سے کہہ کہہ آؤ تمہارا صدق و

کذب میں اس طرح بھی جانچو بتلاؤ تو جن شریکوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھاؤ تو سہی انہوں نے بنایا کیا ہے؟ کیا

زمین میں انہوں نے کچھ پیدا کیا ہے؟ یا آسمانوں میں ان کی کچھ شرکت ہے؟ اگر کچھ بھی نہیں تو پھر کیا یا باوجود اس بے قدرتی

کے ہم نے ان کو کوئی کتاب دی ہے کہ اس کی دلیل پر یہ لوگ قائم ہیں۔ جس میں اس امر کی بابت ان کو اجازت ہے کہ خدا کے

بندوں کو خدا کا شریک بناؤ مگر ایسا نہیں بلکہ محض ظالم لوگ بعض کو محض دھوکا اور فریب کے وعدے دیتے ہیں جو ایسی ناجائز

شرکانہ حرکات کی طرف بلا تے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم نے اس استھان سے یہ پھل کھایا۔ اس قبر سے فلاں مراد پائی جو کوئی یہاں

چندا یا م اخلاص اور راستی سے مجاور بنا رہے اس کو ضرور ہی مراد ملتی ہے حالانکہ یہ خیالات بالکل غلط ہیں خدا تعالیٰ کے حکم کے

سوا ایک پتا بھی حرکت نہیں کر سکتا۔

إِنَّ اللَّهَ يُمِصُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ تَزُولَا ۖ وَلَئِن زُلَّتَا إِنْ أَمْسَكُنَا

اللہ آسمانوں اور زمینوں کو گرنے سے تھامے ہوئے ہے اور اگر یہ دونوں ٹل جائیں تو اس کے سوا

مِن أَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهِ ۗ إِنَّهُ كَانَ حَلِيمًا غَفُورًا ۖ وَأَقْسَمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ

کوئی ان کو سنبھال نہیں سکتا وہ بڑا حوصلے والا بخشنے والا ہے اور انہوں نے بڑی پکی پکی حلفیں اٹھائی تھیں

لَئِن جَاءَهُمْ نَذِيرٌ لَّيَكُونُنَّ أَهْدَىٰ مِمَّنْ أَخَذَ مِنَ الْأُمَمِ ۗ فَلَمَّا جَاءَهُمْ

کہ اگر ہمارے پاس کوئی سنبھانے والا آئے تو ہم ضرور ہی دیگر اقوام سے زیادہ ہدایت یاب ہوں پھر جب ڈرانے والا ان کے

نَذِيرٌ مَّا زَادَهُمْ إِلَّا نُفُورًا ۖ اسْتَكْبَارًا فِي الْأَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ۗ وَلَا

پاس آچنچا تو ملک میں تکبر اور بد اطواری کرنے کی وجہ سے ان کو نفرت ہی زیادہ ہوتی گئی اور بد

يَجْتَنِي الْمَكْرَ السَّيِّئِ إِلَّا بِأَهْلِهِ ۗ فَهَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا سُنَّتَ الْأَوَّلِينَ ۗ

اطواری کا اثر ہمیشہ کرنے والوں ہی پر پڑتا ہے پس پہلے لوگوں کے سے برتاؤ کا انتظار کر رہے ہیں

فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۗ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا ۖ

پس تم اللہ کے قانون کو متغیر نہ پاؤ گے اور ہرگز خدائی قاعدہ کو ٹٹا ہوا نہ دیکھو گے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی نے آسمانوں اور زمینوں کو باقاعدہ پیدا کیا ہے اور وہی ان کو گرنے سے تھامے ہوئے ہے۔ کیا

مجال کہ کوئی چیز اس کے انتظام سے باہر ہو کر سر تابی کر سکے ہر ایک چیز اپنے قانون کے مطابق پیدا ہوتی ہے بڑھتی

ہے، فنا ہوتی ہے اور اگر یہ دونوں اپنی جگہ سے ٹل جائیں تو اس خدا کے سوا کوئی ان کو سنبھال نہیں سکتا کیونکہ

سنبھالے تو وہ جس میں خالقیت کا وصف ہو اور خالقیت کا وصف مخلوق میں نہیں ہو سکتا۔ خالق صرف وہی وحدہ لا

شریک لہ ہے اس لئے وہ باوجود واحد خالق ہونے کے بڑا حوصلے والا اور بخشنے والا ہے۔ تالائق مشرکوں کی شرارت

اور شوخی پر تنگ مزاجی سے جلد رنجیدہ نہیں ہوتا بلکہ تھوڑی سی توجہ کرنے پر بخش دیتا ہے مگر ان لوگوں کی بھی

عجیب حالت ہے بقول۔

کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ

جمالت پر جمالت کئے جاتے ہیں گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ انہوں نے بڑی پکی پکی حلفیں اٹھائی تھیں کہ

اگر ہمارے پاس کوئی سنبھانے والا آئے تو ہم ضرور ہی دیگر اقوام کتابیہ سے زیادہ ہدایت یاب ہوں گے یہ خواہش ان کی اہل

کتاب (یہود و نصاریٰ) کی بد اطواری دیکھ کر ہوتی تھی پھر جب ڈرانے والا ان کے پاس آچنچا یعنی محمد ﷺ رسول ہو کر آگئے تو

ملک میں تکبر اور بد اطواری کرنے کی وجہ سے ان کو سچی تعلیم اور حقانی تلقین سے نفرت ہی زیادہ ہوتی گئی۔ کیونکہ ان کو

عادت ہے ماتحتوں پر تکبر کرنے کی اور اسلام نے سب بنی آدم کو ایک نظر سے دیکھا ہے چونکہ تکبر اور بد اطواری خدا کو ناپسند

ہے اس لئے بد اطواری کا اثر ہمیشہ کرنے والوں ہی پر پڑتا ہے۔ سوان سے بھی وہی برتاؤ ہو گا کیونکہ یہ بھی تو اب بس پہلے لوگوں

کے سے برتاؤ کا انتظار کر رہے ہیں کہ جس طرح ان پر عذاب آیا ان پر بھی آوے۔ پس تم اللہ کے قانون کو متغیر نہ پاؤ گے اور

ہرگز خدائی قاعدہ کو ٹٹا ہوا نہ دیکھو گے۔ ضرور بالضرور ایسا ہی ہو گا جو وقت کسی کام کا خدا کے نزدیک مقرر ہے وہ کام اس وقت پر

اسی طرح ہو کر رہتا ہے۔

أَوَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ

کیا انہوں نے ملک میں پھر کر نہیں دیکھا کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیسا ہوا جو جتنے میں زیادہ

كَانُوا أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعْجِزَهُ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا

اور بل بوتے میں ان سے بڑھ کر تھے اور خدا کو۔ تو کوئی چیز نہ آسمانوں میں عاجز کر سکتی ہے اور نہ

فِي الْأَرْضِ إِنَّهُ كَانَ عَلِيمًا قَدِيرًا ۝ وَلَوْ يُوَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا

زمین میں۔ وہ بڑے علم والا بڑی قدرت والا ہے۔ اگر خدا لوگوں کو ان کے کاموں پر مواخذہ کرے

تَرَكَ عَلَى ظَهْرِهَا مِنْ دَابَّةٍ وَلَكِنْ يُؤَخَّرُهُمْ إِلَىٰ آجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَإِذَا جَاءَ

تو کسی جاندار کو زمین پر نہ چھوڑے لیکن ایک وقت مقرر تک ان کو ڈھیل دیتا ہے پس جب ان کا

أَجَلُهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِعِبَادِهِ بَصِيرًا ۝

وقت آجائے گا تو اللہ اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔

سورہ یس

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے

يَس ۝ وَالْقُرْآنِ الْحَكِيمِ ۝ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝

اے کامل انسان! قسم ہے باہمت قرآن کی بے شک تو رسولوں میں سے ہے۔ سیدھی راہ پر چلو جو

کیا انہوں نے ملک بھر میں پھر کر نہیں دیکھا؟ کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیسا ہوا جو جتنے میں زیادہ اور بل بوتے میں ان

سے بڑھ کر تھے لیکن آخر کار ہلاک ہوئے کیونکہ مخلوق تھے اور خدا تو خدا ہے اس کو تو کوئی چیز نہ آسمانوں میں عاجز کر سکتی ہے

نہ زمین میں کہ کسی کام کو وہ کرنا چاہے اور بوجہ کسی مانع کے نہ کر سکے ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ یعنی اللہ بڑے علم والا اور

بڑی قدرت والا ہے، نہ اس کے علم کو کوئی پاسکتا ہے نہ اس کی قدرت کو کوئی پہنچ سکتا ہے۔ باوجود اس علم اور قدرت کے علم

اور حوصلہ بھی اس قدر ہے کہ تمام مخلوق کو باوجود بے فرمانیوں کے مہلت اور ڈھیل دیتا ہے حالانکہ اگر خدا لوگوں کو ان کے

برے کاموں پر مواخذہ کرے تو کسی جاندار کو زمین پر زندہ نہ چھوڑے۔ بالنعوں اور شرعی مکلفوں کو تو گناہوں کے بدلے باقی

ان کے ساتھ جمعیت میں ہلاک ہو جائیں کیونکہ ان کی پرورش کا انتظام انہی سے وابستہ ہے لیکن ایک وقت مقرر (موت)

تک ان کو ڈھیل دیتا ہے پس جب ان کا وقت آجائے گا تو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کے مطابق ان کو بدلہ دے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ

اپنے بندوں کو دیکھ رہا ہے۔ الہی

برہانگر برکرم خویش نگر

سورہ یسین

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے

اے کامل انسان محمد رسول اللہ! قسم ہے تیری الہامی کتاب باہمت قرآن کی بیشک تو رسولوں میں سے ہے۔ سیدھی راہ قرآن پر

تَنْزِيلِ الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ۝ لِنُنذِرَ قَوْمًا مَّا أُنذِرَ آبَاؤَهُمْ فَهُمْ غٰفِلُونَ ۝

بڑے غالب بڑے رحم کرنے والے نے اتارا ہوا ہے تاکہ تو اس قوم کو ڈراوے جن کے باپ دادا نہیں ڈرائے گئے اس لئے وہ غافل ہیں۔

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰی أَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ

بے شک ان میں سے بہتوں پر حکم ثابت ہو چکا ہے جس لئے وہ ایمان نہ لادیں گے۔ ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال رکھے ہیں

اَغْلَالًا فَمَاۤ اِلٰی الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُونَ ۝ وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِمْ

جو ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں جن سے ان کے سر اوپر کو ہیں اور ہم نے ان کے سامنے روک کر رکھی ہے

سَدًّا وَمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَعْمٰیۤنُهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُونَ ۝ وَسَوَاءٌ عَلَيْنَا

اور ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال رکھا ہے پس وہ نہیں دیکھتے۔ تیرا سمجھنا نہ سمجھنا

ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ اِنَّمَا تُنذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَ

ان کو برابر ہے یہ ایمان نہ لادیں گے تو تو صرف انہی لوگوں کو سمجھا سکتا ہے جو تیرے

حٰثِرِ الرَّحْمٰنِ بِالْغَيْبِ، فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَتِيْ وَاَجْرٍ كَرِيمٍ ۝ اِنَّا نَحْنُ نُبْحِى الْمَوْتٰى

سمجھنے کی پیروی کرتے ہیں اور بن دیکھے رحمن سے ڈرتے ہیں ان کو بخشش اور باعزت بدلے کی خوشخبری سناؤ۔ کچھ شک نہیں کہ مردوں کو زندہ کریں گے

جو بڑے غالب بڑے رحم کرنے والے خدا کا اتارا ہوا ہے۔ اس کے رحم کے تقاضے سے اترا ہے اس کے غلبے کے اثر سے پھیلے

گا۔ تجھ کو اس لئے رسول بنایا ہے تاکہ تو اس قوم کو ڈراوے اور احکام الہی پہنچاوے جن کے قریبی باپ دادا نہیں ڈرائے گئے اسی

لئے وہ غافل ہیں۔ بیشک ان میں سے بہتوں کی شرارت کی وجہ سے ان پر حکم الہی ثابت ہو چکا ہے پس وہ ایمان نہ لادیں گے ہم

نے ان کی گردنوں میں گویا طوق ڈال رکھے ہیں جو ان کی ٹھوڑیوں تک پہنچے ہوئے ہیں جن سے ان کے سر اوپر کو ہیں اس لئے

نیچے اور سامنے کی چیزیں ان کو نظر نہیں آتیں اور ہم نے ان کے سامنے روک کر رکھی ہے اور ان کے پیچھے بھی روک ہے اور

ان کی آنکھوں پر گویا پردہ ڈال رکھا ہے پس وہ نہیں دیکھتے۔ یہ کلام ان کے حال کی ایک تمثیل ہے کہ ان لوگوں کو ہدایت سے

مختلف قسم کی رکاوٹیں ہیں کچھ برادری کا لحاظ ہے تو کچھ رسم رواج کی پابندی کہیں شرک و کفر کی محبت کہیں نفسانی خواہشات کی

بندش۔ غرض ہر قسم کی بندشوں میں یہ لوگ پھنسے ہوئے ہیں اس لئے ان کی تمثیل میں یہ کہا گیا کہ ان کے آگے پیچھے دیوار

ہے وغیرہ۔ ورنہ اصل میں وہ دیوار کوئی اینٹ چوڑی کی نہیں ہے بلکہ ان کی غفلت کا نتیجہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اے نبی! تیرا

سمجھانا یا نہ سمجھانا ان کو برابر ہے یہ ایمان نہ لائیں گے کیونکہ ان کی طبیعت ادھر نہیں جھکتی تو تو صرف انہی لوگوں کو سمجھا سکتا

ہے جو تیرے سمجھنے کی پیروی کرتے ہیں اور بن دیکھے خدائے رحمان سے باوجود اس کی صفت رحم کے اس سے ڈرتے رہتے

ہیں۔ انہی کو تیرے سمجھنے سے نفع ہوتا ہے کیونکہ وہی لوگ عمل کرتے ہیں۔ یوں سننے کو تو سب سنتے ہیں مگر محض کانوں

میں آواز کا پہنچنا کافی نہیں جب تک اس سے متاثر ہو کر عمل نہ کریں پس جو لوگ عمل کرتے ہیں ان کو خدا کی بخشش اور باعزت

بدلے کی خوشخبری سناؤ ان لوگوں کو خدا کی طرف سے نیک اعمال پر جو بدلے ملے گا وہ ایسا نہ ہوگا کہ دھتکار کر یا ذلت سے دیا

جائے، نہیں بلکہ بڑی عزت سے ملے گا جس کے وہ مستحق ہوں گے۔ یہ بدلہ کس روز ملے گا جس روز دوبارہ زندہ ہوں گے کچھ

شک نہیں کہ ہم مردوں کو زندہ کریں گے۔

وَكُتِبَ مَا قَدَّمُوا وَأَثَرَهُمْ ۖ وَكُلَّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ۝

اور ان لوگوں کے پیش کردہ اعمال اور آثار ہم لکھتے رہتے ہیں اور ہم نے تو سب کچھ روشن امام (کتاب) میں گنیر رکھا ہے اور

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَثَلًا أَصْحَابَ الْقَرْيَةِ ۖ إِذْ جَاءَهَا الْمُرْسَلُونَ ۝ إِذْ أَرْسَلْنَا

ان کو ایک بستی کی مثال بنا جب رسول اس میں آئے جب ہم نے ان کی طرف دو رسول

إِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُمْ مُّرْسَلُونَ ۝ قَالُوا

بیجے تو انہوں نے ان دونوں کی تکذیب کر دی پھر ہم نے تیسرے سے مدد کی تو ان تینوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف رسول آئے

مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا ۖ وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمَنُ مِنْ شَيْءٍ ۖ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ ۝

ہیں انہوں نے کہا کہ تم تو فقط ہماری طرح کے آدمی ہو، خدائے رحمان نے کوئی حکم نہیں اتارا، تم بالکل جھوٹ کہتے ہو

اور ان لوگوں کے پیش کردہ اعمال جو اپنی زندگی میں یہ کر گزرے ہیں اور آثار جو بیچے چھوڑ جاتے ہیں مثلاً کوئی خیرات چھوڑ

جائیں جس کا اثر عام ہو جیسے کنواں مسجد وغیرہ یا کوئی بد رسم چھوڑ جائیں جس کا وبال عام ہو جیسے بت پرستی استھان یا قبر پرستی کا

مقبرہ وغیرہ۔ یہ سب قسم کے اعمال ہم (یعنی خدا کے فرشتے بحکم خدا) ان کے اعمال نامہ میں لکھتے رہتے ہیں اس کے مطابق

بدلہ پاویں گے اور اسی کے موافق پھل بھوگیں گے۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ لکھنا لکھانا بھی صرف بندوں کے سمجھانے اور قائل

کرنے کو ہے ورنہ ہم (خدا) نے تو سب کچھ روشن امام (کتاب) یعنی اپنے علم میں گنیر رکھا ہے ممکن نہیں کوئی چیز اس کے

گھیرے سے باہر ہو جائے کیونکہ اس سے باہر ہونا تو خدا کے علم میں گویا نفیص لاتا ہے۔ پس یہ لوگ جلدی نہ کریں ہمیشہ برائی کا

بدلہ برا اور نیکی کا بدلہ نیک ہوتا ہے اس لئے ان کو ایک بستی کی مثال بنا جب ہمارے فرستادہ رسول اس میں آئے یعنی جب

ہم (خدا) نے ان کی طرف رسول بھیجے تو انہوں نے ان دونوں کی تکذیب کر دی پھر ہم نے تیسرے سے ان دونوں کی مدد کی تو

ان تینوں نے مل کر کہا ہم تمہاری طرف رسول ہو کر آئے ہیں لیکن اس بستی کے لوگ بھی عجیب دل و دماغ کے آدمی تھے کہ

کسی بات نے ان پر اثر نہ کیا اس لئے انہوں رسولوں کے جواب میں بالافتقار کہا کہ تم تو فقط ہماری طرح کے آدمی ہو، خدائے

رحمان نے کوئی حکم نہیں اتارا۔ اس کی صفت رحمانیت ہی متقاضی ہے کہ بندوں کو آسانی میں رکھے اس لئے تم بالکل جھوٹ

کہتے ہو کہ ہم خدا کے رسول ہیں انہوں یعنی

۱۔ اس بستی کی نسبت بعض مفسروں کی رائے ہے کہ وہ انطاکیہ تھی جس کی طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے شاگردوں کو بھیجا تھا حضرت

عیسیٰ کے شاگرد بھی چونکہ بواسطہ حضرت ممدوح خدا کے رسول تھے اس لیے خدانے ان کو اپنے رسول کہا۔ اس سے بعض عیسائیوں نے یہ نتیجہ نکالنا

چاہا کہ قرآن مجید بھی حضرت عیسیٰ کی الوہیت کا قائل ہے کیونکہ قرآن میں مسیح کے رسولوں کو خدا اپنے رسول کہتا ہے تو معلوم ہوا کہ خدا اور مسیح

ایک ہی ہیں یا مسیح میں بھی الوہیت ہے بغور دیکھا جائے تو عیسائیوں کے اس تمسک اور دلیل کی بنا ان مفسرین کے قول پر بے جنوں نے ایسی تفسیر کی

لیکن اگر ہم قرآن کی آیت کو قرآن مجید کی ہی اصطلاح میں دیکھیں تو نہ کوئی اعتراض ہے نہ کسی جواب کی حاجت کیونکہ جتنے اور مقامات پر یہ لفظ (انا

ارسلنا) آیا ہے اس سے یہی مراد ہوتی ہے کہ خدانے بلاواسطہ اپنے رسول بھیجے۔ پس یہاں بھی وہی مراد ہے۔ رہا یہ کہ وہ بستی کون سی ہے جس کا

یہاں ذکر ہے سو اس طرح کا جواب یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ نے اس بستی کا نام نہیں بتلایا نہ اس کے رسول ﷺ نے اس کی تعین کی ہے نہ تعین

کرنے میں کچھ مزید فائدہ ہے اگر ہو تا تو خدا خود ہی اس کا نام لے دیتا پس ہم بھی اس کی تعین نہیں کر سکتے جس کو خدانے جمل چھوڑا (منہ)

وَمَا لِيَ لَا أَعْبُدُ الَّذِي فَطَرَنِي وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿۱۰۳﴾ مَا تَأْتِيهِمْ مِنْ دُونِهِ

(کما) میرا کیا عذر ہے کہ میں اس خدا کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا اور اسی کی طرف تم بھی رجوع ہو کیا میں اس کے سوا اوروں کو بھی معبود

الهِمَّةُ إِنْ يُرِيدِ الرَّحْمَنُ بِضُرٍّ بِضُرٍّ لَا تَعْنِ عَنِّي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا وَلَا يُنْقِذُونِ ﴿۱۰۴﴾

بناؤں حالانکہ خدائے رحمان اگر مجھ کو کسی قسم کا ضرر پہنچانا چاہے تو ان کی توسفارش بھی میرے کسی کام نہ آئے گی اور نہ وہ مجھ کو چھڑا سکیں گے

إِنِّي إِذًا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۱۰۵﴾ إِنِّي آمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُونِ ﴿۱۰۶﴾ قِيلَ

کچھ شک نہیں کہ میں فوراً ہی صریح گمراہی میں جا پڑوں گا یقیناً میں تمہارے پروردگار پر ایمان لایا ہوں پس تم میری سنو! اس کو کہا گیا تو جنت

ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۗ قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ﴿۱۰۷﴾ بِمَا غَفَرْتُ لِي رَبِّي وَ

داخل ہو جا اس نے کہا اے کاش! میری قوم کو معلوم ہو جو خدا نے مجھ پر بخشش کی ہے اور مجھے مقرب بندوں

جَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ﴿۱۰۸﴾ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى قَوْمِهِ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ جُنْدٍ

میں کیا ہم نے اس کے بعد اس کی قوم پر آسمان سے کوئی فوج نہ بھیجی تھی اور نہ ہم کو بھیجے

مِنَ السَّمَاءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِينَ ﴿۱۰۹﴾ إِنْ كَانَتْ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ

کی ضرورت تھی ان کی ہلاکت تو صرف ایک ہی آواز سے ہوئی پس وہ فوراً

خَسِدُونَ ﴿۱۱۰﴾

ہی بھگ گئے

تو اس نے کہا میرا کیا عذر ہے کہ میں اس خدا کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور اسی کی طرف میں کیا تم بھی ہر آن رجوع ہو۔ کیا تم لوگ جانتے نہیں کہ ہماری ہستی اور ہمارا وجود سب اسی کے حکم سے وابستہ ہے پھر یہ کیا انصاف اور شعور ہے کہ میں اس کے سوا اوروں کو بھی معبود بناؤں حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ خدائے رحمان باوجود صفت رحمت کے اگر مجھ کو کسی قسم کا ضرر پہنچانا چاہے تو ان مصنوعی معبودوں سے یہ تو کیا ہی ہو سکے گا کہ مجھ کو جگمگ خود چھڑا لیں۔ ان کی توسفارش بھی میرے کسی کام نہ آئے گی اور نہ وہ عذاب سے مجھ کو چھڑا سکیں گے۔ بھلا جو نہ خود مشکل میں کام آوے نہ اس کی سعی و سفارش قبول ہو سکے تو پھر تمہی بتلاؤ کہ ایسے لوگوں کی عبادت کرنے سے مجھے کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ کچھ شک نہیں کہ میں ایسا کرنے سے صریح گمراہی میں جا پڑوں گا اس لئے چاہے تم لوگ خوش ہو یا ناخوش میں صاف صاف کہتا ہوں کہ یقیناً میں اپنے اور تمہارے پروردگار پر ایمان لایا ہوں دیکھو کچھ سوچو میں نے کوئی برا کام تو نہیں کیا۔ مانا ہے تو کسی غیر کو نہیں مانا ہاں اپنے اور تمہارے پروردگار کو مانا ہے پھر تم مجھ سے کیوں الجھتے ہو؟ پس تم میری سنو دیکھو میں بھی ان رسولوں کی طرح تمہارا خیر خواہ ہوں مگر ان کم بختوں نے اس کی ایک نہ سنی بلکہ اس کو قتل کر ڈالا خدا کی طرف سے اس کو کہا گیا تو جنت میں داخل ہو جا تیری بخشش ہو گئی مگر قومی شفقت سے اس نے کہا اے کاش میری قوم کو معلوم ہو جو خدا نے مجھ پر ہر بخشش کی اور مجھے اپنے مقرب بندوں میں کیا اگر میری قوم کو یہ معلوم ہو جائے تو کبھی حق سے سرتابی نہ کریں۔ ہم نے اس کے بعد وہی کیا جو عموماً نبیوں کی مخالفت کا نتیجہ ہوا کرتا ہے کہ ایمانداروں کو نجات دی اور اس کی قوم کو تباہ کیا مگر ان کے تباہ کرنے کے لئے ان پر آسمانوں سے کوئی فوج نہ بھیجی تھی اور نہ ہم کو بھیجنے کی ضرورت تھی بلکہ انکی ہلاکت تو صرف ایک ہی ہیبت ناک آواز سے ہوئی بس وہ فوراً ہی تیز آگ کی طرح ایک دم میں بھگ گئے۔

يَحْسِرَةٌ عَلَى الْعِبَادَةِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿۱۰۳﴾ أَلَمْ يَرَوْا

بندوں کے حال پر افسوس جب کبھی کوئی رسول ان کے پاس آیا تو یہ اس کے ساتھ ٹھٹھے بخول ہی سے پیش آئے۔ کیا انہوں

كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِنَ الْقُرُونِ أَنْتُمْ آلِيَوْمِ لَا يَرْجِعُونَ ﴿۱۰۴﴾ وَإِنْ كُلُّ لُتَّا

نے غور نہیں کیا کہ ان سے پہلے کئی ایک قوموں کو جو ہم نے ہلاک اور برباد کیا ہے وہ ان کی طرف واپس نہیں آتے یقیناً ہر ایک ہم سے

جَمِيعٍ لَدَيْنَا مَحْضَرُونَ ﴿۱۰۵﴾ وَآيَةٌ لَهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ ۖ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا

حضور میں حاضر ہونے والا ہے اور ان کے لئے مردہ زمین دلیل ہے جس کو ہم زندہ کر دیتے ہیں اور اس میں

مِنْهَا حَبًّا قَبْلَ ذَلِكَ ۚ وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِّنْ تَجْوِيلٍ وَأَعْنَابٍ وَفَجْرْنَا

انے اگاتے ہیں پھر اس میں سے یہ لوگ کھاتے ہیں اور ہم نے اس میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے نیز اس میں

فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ ۚ يَأْكُلُونَ مِنْ ثَمَرِهِ ۚ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿۱۰۶﴾

چشمے جاری کئے ہیں تاکہ اس کے پھل کھائیں اور ان کے ہاتھوں نے اس کو نہیں بنایا کیا پھر بھی وہ شکر نہیں کرتے۔

سُبْحٰنَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ

جس نے زمین کی پیداوار کی کل اقسام اور خود ان انسانوں کی کل اقسام اور جس کو یہ لوگ نہیں جانتے پیدا کئے ہیں وہ

وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۰۷﴾ وَآيَةٌ لَهُمُ اللَّيْلُ ۖ نَسَكُمُ مِنْهُ اللَّيْلَ فَإِذَا هُمْ

پاک ہے اور رات جس میں سے ہم دن کی روشنی کو نکال لیتے ہیں تو فوراً یہ لوگ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں

ان کے حال دیکھ کر ہر ایک اہل بصیرت کہتا تھا بندوں کے حال پر افسوس! جب کبھی کوئی رسول ان کے پاس آیا تو یہ اس کے

ساتھ ٹھٹھا بخول ہی سے پیش آئے۔ اختلاف ان کو بھی یہی تھا جو اس زمانے کے مشرکوں کو ہے کہ خدا کے ساتھ اور کوئی بھی

معبود ہے یا نہیں۔ بس اسی ایک بات پر ساری نزاع تھی اور اب بھی ہے۔ کیا انہوں نے اس پر غور نہیں کیا کہ ان سے پہلے کئی

ایک قوموں کو جو ہم نے ہلاک اور برباد کیا ہے وہ ان کی طرف واپس نہیں آتے تو کیا ان کو مرنا نہیں؟ ضرور ایک وقت ان کے

لئے بھی مقدر ہے یقیناً ہر ایک ہمارے حضور میں حاضر ہونے والا ہے تو آخر اس حاضری کا بھی کچھ خیال ہے اور اگر یہ لوگ اب

بھی انکار ہی پر مصر رہیں تو ان کے لئے مردہ خشک زمین دلیل ہے جس کو ہم (خدا) پانی سے زندہ یعنی تازہ کر دیتے ہیں اور اس

میں دانے اگاتے ہیں۔ پھر اس میں سے یہ لوگ کھاتے ہیں اور ہم نے اس زمین میں کھجوروں اور انگوروں کے باغ پیدا کئے۔ نیز

اس زمین میں چشمے جاری کئے ہیں تاکہ اس مذکور کے پھل کھائیں اور خدا کا احسان مانیں وہ اتنا تو جانتے ہیں کہ ان کے ہاتھوں

نے اس پھل کو نہیں بنایا کیا پھر بھی وہ شکر نہیں کرتے؟ بلکہ اس کے ہاتھ اس کی مخلوق کو شریک بنا کر کفرانِ نعمت کرتے ہیں۔

پس یاد رکھیں جس خدا نے زمین کی پیداوار کی کل اقسام اور خود ان انسانوں کی کل اقسام ایٹائی پورپی وغیرہ اور اس کے سوا اور بھی

جس کو یہ لوگ ابھی نہیں جانتے ہیں، صحرائی اور دریائی جانور پیدا کئے ہیں۔ وہ (خدا) انکے شرک و شراکت اور بیسودہ خیالات سے

پاک ہے اس کی ذات والا صفات تک ان کے غلط خیالات کا واہمہ بھی نہیں پہنچ سکتا اور اگر سننا چاہیں تو ایک اور دلیل ان کو سناؤ یہ

رات کا وقت جس میں سے ہم دن کی روشنی نکال لیتے ہیں یعنی روشنی کے بعد جب رات کا وقت آتا ہے تو فوراً یہ لوگ اندھیرے

میں رہ جاتے ہیں یہ بھی ان کیلئے ہماری قدرت

مُظْلِمُونَ ﴿۵﴾ وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿۶﴾

ہیں یہ بھی ان کے لئے ایک دلیل ہے اور سورج اپنے ٹھہرنے کی جگہ کے لئے چل رہا ہے۔ یہ اندازہ خدائے غالب اور علم والے

وَالْقَمَرَ قَدَرْنَاهُ مَنَازِلَ حَتَّىٰ عَادَ كَالْعُرْجُونِ الْقَدِيمِ ﴿۷﴾ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِي

کا ہے اور چاند کی ہم نے منزلیں بنائی ہیں یہاں تک کہ وہ ایک پتلی سی شاخ جیسا ہو جاتا ہے۔ نہ سورج سے بن پڑتا ہے

لَهَا أَنْ تَدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الْيَلُّ سَابِقَ الثَّمَارِ ﴿۸﴾

کہ چاند کو دبا لے اور نہ رات کا وقت دن سے پہلے آسکتا ہے

کی ایک دلیل ہے کہ اتنے بڑے اجرام فلکی آن کی آن میں ادھر سے ادھر کیسے آسانی سے چلے جاتے ہیں پھر ایسا انتظام اور ایسا عمدہ نظام کہ سورج جو اتنا بڑا ہے کہ ساری زمین سے اس کا اندازہ آج کل کے حساب سے چودہ لاکھ اسی ہزار درجے بڑا لگایا گیا ہے ممکن ہے آئندہ کو اس سے بھی بڑا ثابت ہو وہ بھی خدا کے حکم کا ایسا محکوم کہ رات دن اس کے چکر میں ہے کہ گویا اپنے ٹھہرنے کی جگہ کے لئے چل رہا ہے یعنی ہر وقت قدرت کے ماتحت وہ ایسا متحرک ہے گویا اپنا ٹھکانا تلاش کر رہا ہے۔ جسامت تو اتنی بڑی اور حرکت اتنی تیز کہ زمین کے حساب سے فی گھنٹہ اڑسٹھ ہزار میل رفتار کا حساب لگایا جاتا ہے۔ باوجود اس جسامت اور اس پر سرعت کے کبھی اپنی لائن سے گرا نہیں نہ کبھی مختلف ہوا۔ کیونکہ یہ اندازہ خدائے غالب اور علم والے کا ہے۔ دنیا میں ریلوے اوقات بنانے والوں کے اندازے اس لئے غلط ہو جاتے ہیں کہ ایک تو آئندہ کا علم نہیں ہوتا کہ کیا کیا موانعات پیش آئیں گے۔ دو نم پیش آمدہ موانعات کو اٹھانے کی ان میں قدرت نہیں ہوتی مگر خدائے ذوالجلال میں دونوں باتیں ہیں، علم اس کا جمیع موانعات گزشتہ اور آئندہ پر محیط ہے، غلبہ اس کا تمام عالم پر مسلم ہے۔ اس لئے اس کے اندازہ میں کسی طرح کا نقص نہیں آسکتا اور سنو چاند کی بھی ہم (خدا) نے کئی ایک منزلیں بنائی ہیں جن وہ مہینہ کا چکر کاٹتا ہے یہاں تک کہ جن لوگوں کی آنکھوں میں وہ بدر کامل ہوتا سنی کی نگاہ میں ایک پتلی سی شاخ ہو جاتا ہے حتیٰ کہ نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ دور روز بالکل گم رہ کر پھر مغرب سے نکلتا ہے۔ خدائی نظام دیکھو کہ نہ سورج سے بن پڑتا ہے کہ چلتے چلتے چاند کو دبا لے اور نہ رات کا وقت دن کے مقررہ وقت سے پہلے آسکتا ہے۔

۱۔ گزشتہ زمانہ کے یونانی فلاسفوں کی کثرت آراء تو اس پر تھی کہ سورج اپنے محور میں حرکت کرتا ہے جو مغرب سے مشرق کو ہے اور فلک الافلاک سب کو مشرق سے مغرب کی طرف لاتا ہے جس کا نام یومیہ حرکت ہے۔ زمین کو بالکل ساکن مانتے تھے مگر زمانہ حال کے یورپی فلاسفوں کی تحقیق یہ ہے کہ زمین اور دیگر سیارے سب کے سب سورج کے گرد گھومتے ہیں اور سورج فقط اپنے محور میں متحرک ہے۔ یہ مسئلہ کہ زمین حرکت کرتی ہے یا آسمان بحث طلب ہے ہماری تحقیق یوں ہے کہ زمانہ حال کے فلاسفر اگر پر زور دلائل سے زمین کی حرکت ثابت کریں تو قرآن مجید کو اس کی تسلیم سے انکار نہیں بلکہ بعض مقامات سے تائید ملتی ہے (بشرطیکہ دلائل قویہ سے زمین کی حرکت ثابت ہو جاوے) اور اگر زمین کا سکہ ان اور سورج کی حرکت ثابت ہو جیسا کہ گزشتہ فلسفہ کی تحقیق ہے اور مشاہدہ بھی اس کی شہادت دیتا ہے تو اس سے بھی قرآن مجید کو انکار نہیں۔ بہر حال یہ مسئلہ بیوٹایا نفیاً قرآن مجید کے مخالف نہیں ہے۔ اس لئے ہم نے جو تفسیر کی ہے نہ تو حدیث کے خلاف ہے نہ فلسفہ قدیم یا جدید کی مخالف۔ فلسفہ جدید کو انکار ہے تو حرکت یومیہ سے ہے کیونکہ جدید فلاسفوں کے نزدیک حرکت یومیہ زمین کی حرکت کا نام ہے ہمارے ترجمہ اور تفسیر میں بھی اس حرکت کا ذکر نہیں بلکہ سورج کی اپنی محوری حرکت کا ذکر ہے جو دونوں فلسفوں میں مسلم ہے (منہ)

وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ ﴿۱۰۶﴾ وَآيَةٌ لَهُمْ أَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفَلَكِ

اور سب کے سب اپنے اپنے مدار پر پھرتے ہیں اور ان کے لئے ایک نشان یہ ہے کہ ہم ان کی نسل کو بھری کشتیوں میں سوار

الْمَشْحُونِ ﴿۱۰۷﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِن مِّثْلِهِ مَا يَرْكَبُونَ ﴿۱۰۸﴾ وَإِن نَّشَأْ نُغْرِقَهُمْ

کرتے ہیں اور ہم نے اس کی مثل اور سواریاں بھی بنائی ہیں جن پر یہ لوگ چڑھتے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو ان کو غرق

فَلَا صَرِيحٌ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَدُونَ ﴿۱۰۹﴾

کر دیں پھر نہ تو کوئی ان کا فریاد رس ہو نہ مصیبت سے چھڑائے جائیں

ہر موسم کے لحاظ سے جو کسی کا وقت مقرر ہے وہ اسی وقت میں آتا ہے اور چاند سورج زہر، مشتری اور مریخ وغیرہ سب کے سب اپنے اپنے مدار پر پھرتے ہیں یہ ہے نظام شمسی جو نظام ارضی سے بدرجہا بڑا ہے۔ آج کل جو ہر ایک پڑھے بے پڑھے کی جیب میں دو تین انگلی کی گھڑی رہتی ہے اس کو ہر روز چابی لگاتے ہیں، بنواتے ہیں، تیل ڈالتے اور صاف کرتے ہیں تاہم وہ وقت پر نہیں چلتی۔ کبھی دو منٹ آگے کبھی چار پیچھے۔ تو کیا اتنا بڑا نظام شمسی جو ساری زمین سے بھی کئی مرتبہ بڑا ہے یہ بغیر کسی محافظ کے چل سکتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ ان کا بھی ایک زبردست محافظ ہے اسی کی طرف تمام انبیاء اور سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بلاتے ہیں اور اسی سے دل بستگی کا سبق دیتے رہے۔

اوپو جان ست و جہاں چوں کالبد کالبد از دے پزیر دآلبد

اور سنو! ان منکروں کے لئے ایک نشان یہ ہے کہ ہم (خدا) ان کی نسل کو بھری کشتیوں اور جہازوں میں سوار کرتے ہیں۔ ہم نے پانی کو ایسا بنایا کہ وہ بوجھ اٹھا سکے، لکڑی کو ایسا بنایا کہ وہ پانی پر تیر سکتی ہے، اس کے ساتھ لوہا بنایا پھر ساتھ ہی اس کے اس کا بنانے کا لوگوں کو ڈھب بتایا، غرض یہ سب ہمارے (یعنی خدا کے) کام ہیں کیا تم نے نہیں سنا؟

کار زلف تست مشک افشانی اما عاشقان مصلحت دانتہ بر آہوئے چیں بستہ اند

اور ہم (خدا) نے ان کے لئے اس مذکورہ کی مثل اور سواریاں بھی بنائی ہیں۔ گھوڑا، اٹو، سائیکل، موٹر کار اور ریل وغیرہ جن پر یہ لوگ چڑھتے ہیں کیا خدا کے احسانوں کا یہی شکر یہ ہے جو یہ لوگ کرتے ہیں؟ کہ جب تک دریا میں ہوتے ہیں مارے خوف کے ہماری طرف متوجہ رہتے ہیں اور جب کنارے پر پہنچتے ہیں تو شرک کفر میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اتنا بھی نہیں جانتے کہ اگر ہم چاہیں تو ان کو غرق کر دیں پھر نہ تو کوئی ان کا فریاد رس ہو نہ مصیبت سے چھڑائے جائیں۔ سو اس کے

۱۔ اگست ۱۸۹۶ء میں ایک آریہ لیکچرار کا لیکچر خدا کی ہستی پر تھا۔ فاضل لیکچر نے بڑی خوبی سے اس مضمون کو ثابت کیا، انشاء تقریر میں کہا کہ ایک دفعہ میرا لیکچر بمبئی میں ۳ بجے دن کے تھا۔ میں گیا تو لوگوں نے کہا آپ دیر کر کے آئے ہیں میں نے اپنی گھڑی دکھائی تو چند منٹ ہنوز باقی تھے کسی کی گھڑی میں چار منٹ زیادہ کسی میں پانچ کم۔ یہ کہہ کر لائق لیکچر نے یہ نتیجہ نکالا کہ جب یہ چھوٹی سی گھڑی جس کی اتنی اتنی حفاظت بھی کی جاتی ہے وقت پر ٹھیک نہیں چل سکتی تو اتنے بڑے سورج چاند وغیرہ بغیر کسی محافظ کے کیوں کر چل سکتے ہیں جن کی بابت کبھی لیٹ ویٹ کا جھگڑا بھی نہیں سنا۔ مجھے اس وقت قرآن مجید کی ان آیات پر توجہ ہوئی کہ سبحان اللہ آج اس علم اور روشنی کے زمانے میں جو بڑی زبردست دلیل دی جاتی ہے قرآن مجید میں تیرہ سو برس پیشتر پیش ہو چکی ہے کیوں نہ ہو۔

نظیر اس کی نہیں جتنی نظر میں غور کر دیکھا بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلام پاک رحمان ہے

إِلَّا رَحْمَةً مِنَّا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ

سوا اس کے کہ ہم ہی ان پر رحمت کریں اور ایک معین وقت تک پہنچانا چاہیں اور جب کبھی ان کو کہا جاتا ہے کہ اپنے آگے اور پیچھے کی

وَمَا خَلَقَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝ وَمَا تَأْتِيهِمْ مِنْ آيَةٍ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا

آفات سے بچو تاکہ تم پر رحم کیا جائے تو وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے اور جب کبھی ان کے پاس ان کے پروردگار کے علم سے کوئی نشان آتا

كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا رَزَقَكُمْ اللَّهُ قَالَ

ہے تو اس سے روگردانی کر جاتے ہیں۔ جب کبھی ان کو کہا جائے کہ اللہ کے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرو تو بے ایمان لوگ سب

الذَّيْنِ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا ۚ أَنْطَعِمُ مَنْ لَوْ يَشَاءُ اللَّهُ اطْعَمَهُ ۚ إِنْ أَنْتُمْ

ایمانداروں کو کہتے ہیں کیا ہم ایسے لوگوں کو کھانا کھلائیں اگر خدا چاہتا تو خود ان کو کھلا دیتا تم تو صریح غلطی میں ہو

إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَذَا الْوَعْدُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب ہوگا سچے ہو تو بتلاؤ؟ یہ

مَا يَنْظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ۝

لوگ ایک ہی آواز کے منتظر ہیں جو ان کو پکڑ لے گی اس حال میں کہ یہ لوگ باہمی جھگڑتے ہوں گے

سوائے اس کے کہ ہم ہی ان پر رحمت کریں اور ان کو زندگی کے ایک معین وقت تک پہنچانا چاہیں تو پہنچا سکتے ہیں پس بجز ہمازی

رحمت اور دستگیری کے کوئی بھی ان کا حامی یا مددگار نہیں اور سنو یہ ایسے مغرور اور متکبر ہیں کہ جب کبھی ان کو کہا جاتا ہے کہ

اپنے آگے اور پیچھے کی آفات سے بچو یعنی خدا کے عذاب سے ڈرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے (تو وہ اس کی پرواہ نہیں کرتے) اور

جب کبھی ان کے پاس پروردگار کے ہاں سے کوئی نشان آتا ہے کبھی بیماری کبھی قحط کبھی ارزانی کبھی گرانی تو بجائے عبرت حاصل

کرنے کے اس سے روگردانی کر جاتے ہیں۔ یہ تو ہوا اس سے بڑھ کر سنو جب کبھی ان کو کہا جائے کہ اللہ کے دیئے ہوئے میں

سے اسی کی راہ میں خرچ کرو تو بے ایمان لوگ ایمانداروں کو جواب میں کہتے ہیں کیا ہم ایسے لوگوں کو کھانا کھلائیں جو بحکم خدا

بھوکے ہیں۔ اگر خدا چاہتا تو ان کو کھلا دیتا بلکہ اس سے الٹا نتیجہ نکالتے ہیں کہ تم تو مسلمانو! ایسے لوگوں کو کھانا کھلانے میں صریح

غلطی میں ہو کیونکہ تم اتنا بھی نہیں سوچتے کہ یہ تو خدا کا مقابلہ ہے کہ جس کو خدا بھوکا رکھے تم اس کو کھانا کھلاؤ مگر یہ نادان

قدرتی امور کو کیا جانیں۔ قدرت کے کام اسی طرح ہیں کہ بندوں کو بندوں سے فائدہ پہنچاتا ہے کیا یہ نہیں جانتے کہ خدا کی پیدا

کی ہوئی چیزیں اسی طرح کھاتے ہیں جس طرح وہ پیدا ہوتی ہیں؟ نہیں بلکہ بنا سنوار کر کھاتے ہیں۔ کئی ایک بنانے پر ہیں کئی

ایک بیچنے پر۔ کئی ایک بکوانے پر۔ غرض ایک قدرتی چیز میں کئی ایک لوگوں کا رزق وابستہ ہوتا ہے مثلاً گیہوں، چاول، آم،

خربوڑہ وغیرہ یہ سب چیزیں جس حال میں پیدا ہوتی ہیں اسی میں کھائی جاتی ہیں۔ کسی بندے کی صنعت کو اس میں دخل نہیں

ہوتا بس یہی ان کا جواب سمجھو اور سنو یہ لوگ کہتے ہیں یہ قیامت کا وعدہ جو تم لوگ بتلاتے ہو کب ہوگا؟ سچے ہو تو بتلاؤ۔ یہ

سوال بھی ان کا کسی نیک نیتی سے نہیں بلکہ محض ضد سے ہے۔ سنو یہ لوگ دراصل ایک ہی آواز کے منتظر ہیں جو قیامت کے

وقت ان کو پکڑ لے گی اس حال میں کہ یہ لوگ دنیا میں باہمی جھگڑتے ہوں گے۔

فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ﴿١٠٨﴾ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا

پھر نہ وصیت کریں گے نہ اپنے اہل و عیال کی طرف واپس ہو سکیں گے اور صور پھونکا جائے گا تو یہ لوگ قبروں

هُم مِّنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنسِلُونَ ﴿١٠٩﴾ قَالُوا يَٰوَيْلَنَا مَن بَعَثَنَا مِن مَّن

سے نکل کر اپنے پروردگار کی طرف چل کھڑے ہوں گے۔ کہیں گے ہم کو ہماری خوابگاہ سے کس نے اٹھایا

مَرْقِدَنَا بِحَبِّ هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ ﴿١١٠﴾ إِن كَانَتْ إِلَّا

یہ تو وہی ہے جس کا خدائے رحمان نے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا ایک ہی آواز ہوگی جس کو

صَيْحَةً وَاحِدَةً فَإِذَا هُمْ جَمِيعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُونَ ﴿١١١﴾ قَالِيَوْمَ لَا تُظَلَمُ

سنتے ہی سب لوگ ہمارے (خدا کے) حضور حاضر ہو جائیں گے پھر اس روز کسی جان پر ظلم نہ ہوگا

نَفْسٌ شَيْئًا وَلَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١١٢﴾ إِن أَصْحَابَ الْجَنَّةِ

اور جو کچھ تم کرتے ہو اسی کا تم کو بدلہ ملے گا۔ جنت والے اس روز مزے میں ہی بسرارے ہوں گے

الْيَوْمَ فِي شِعْلٍ فَرَهُونَ ﴿١١٣﴾ هُمْ وَأَزْوَاجُهُمْ فِي ظِلِّ عَلَى الْأَرْبَابِكِ

وہ اور ان کی بیویاں تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے۔

مُشْكُونَ ﴿١١٤﴾ لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَلَهُمْ مَا يَدْعُونَ ﴿١١٥﴾ سَلَامٌ قَوْلًا مِّن

ان کے لئے ان میں ہر قسم کے پھل ہوں گے اور جو کچھ وہ چاہیں گے ان کو ملے گا۔ پروردگار مہربان کی طرف سے ان کو

رَبِّ رَحِيمٍ

سلام کہا جائے گا

پھر یہ ایسے پھنسیں گے کہ نہ اپنے پس ماندگان کو وصیت کریں گے نہ اپنے اہل و عیال کی طرف واپس ہو سکیں گے بلکہ جہاں پر

کوئی ہوگا وہیں پکڑا جائیگا اور سنو صور پھونکا جائیگا یعنی قیامت قائم ہوگی تو یہ سب لوگ قبروں سے نکل کر اپنے پروردگار کی

طرف چل کھڑے ہوں گے۔ ان مردگان میں نیک بھی ہوں گے چونکہ وہ اپنی قبروں میں آرام سے گزارتے ہوں گے اس

لئے وہ اٹھتے ہوئے کہیں گے ہم کو ہماری خواب گاہ سے کس نے اٹھایا؟ بعد غور فکر خود ہی جواب میں کہیں گے کہ یہ تو وہی

دن ہے جس کا خدائے رحمان نے اپنی مہربانی سے وعدہ کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا۔ دراصل وہ گھڑی ایک ہی آواز سے پیدا

ہوگی جس کو سنتے ہی سب لوگ ہمارے (خدا کے) حضور حاضر ہو جائیں گے پھر اس روز کیا ہوگا یہی کہ کسی جان پر ظلم نہ ہوگا

اور جو کچھ تم کرتے ہو اسی کا تم سب کو بدلے ملے گا۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ نیک لوگ جنت میں ہوں گے اور بدکار لوگ

جہنم میں ہوں گے اور جنت والے اس روز پسندیدہ مزے میں ہی بسرارے ہوں گے کیونکہ وہ اور ان کی بیویاں تختوں پر تکیہ

لگائے ہوں گے ان کے لئے ان بہشتوں میں ہر قسم کے پھل پھول ہوں گے اور اس کے سوا جو کچھ چاہیں گے انکو ملے گا۔ ان

سب نعمتوں میں بڑی بات یہ ہوگی کہ پروردگار مہربان کی طرف سے ان کو سلام کہا جاوے گا یہ سلام شاہانہ نظر عنایت ہوگا۔

وَأَمَّا زَوْجَا الْيَوْمِ أَيُّهَا الْمُجْرِمُونَ ۝ أَلَمْ أَعْهَدَ إِلَيْكُمْ بِبَنِي آدَمَ أَنْ لَا

او بدکارو! آج الگ ہو جاؤ۔ کیا میں نے تم کو اطلاع نہ دی تھی کہ اے بنی آدم! شیطان کی اطاعت مت

تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۝ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ وَإِنْ اعْبُدُونِي ۝ هَذَا صِرَاطٌ

کرنا وہ تمہارا صریح دشمن ہے اور میری اطاعت کرنا یہی سیدھی راہ

مُسْتَقِيمٌ ۝ وَلَقَدْ أَضَلُّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا ۝ أَفَلَمْ تَكُونُوا تَعْقِلُونَ ۝

ہے اور وہ تم میں سے بہتوں کو گمراہ کر بھی چکا تھا کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے تھے۔

هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ إِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ۝

یہ لو جہنم سامنے ہے جس کا تم لوگ وعدہ دیئے جاتے تھے۔ اچھا تو یہ سب کفر کرنے کے آج اس میں داخل ہو جاؤ

الْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلَىٰ أَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَا أَيْدِيهِمْ وَشِهُدَاءُ أَبْجَاهِهِمْ بِمَا كَانُوا

اس روز ہم ان کے مونہوں پر مہریں لگا دیں گے اور جو ہاتھ وہ لوگ دنیا میں کر رہے ہیں اس کی بابت ان کے ہاتھ ہم سے

يَكْسِبُونَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَطَمَسْنَا عَلَىٰ أَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَأَنَّى يُبْصِرُونَ ۝

بولیں گے اور ہر گواہی دیں گے۔ اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھوں کو بے نور کر دیتے پھر یہ راستہ کی طرف پلکتے تو کہاں سے دیکھ سکتے

اور بغرض امتیاز کرنے نیک و بد کے کہا جائیگا کہ او بدکارو! دنیا میں تو تم نیکیوں کے ساتھ ایک جا رہے۔ ایک ہی زمین پر ایک ہی

ہوا میں ایک ہی قسم کا رزق کھاتے اور پانی پیتے رہے، مگر آج تو تم الگ ہو جاؤ گو مجرموں کی شکل و شبہات اور چروں کی

علامت ہی تمیز کرانے میں کافی ہوں گی مگر ظاہری علیحدگی کے لئے بھی ان کو یہ حکم دیا جائیگا کیونکہ وہاں نیکیوں کے ساتھ

بدوں کا طے جلے رہنا خدا کو کسی طرح منظور نہیں ہوگا۔ یہ سخت حکم سن کر مجرم عذر کریں گے کہ ہمارا کیا قصور؟ ہمیں تو خبر نہ ہوئی

تھی کہ کیا کرنا چاہیے کیانہ کرنا چاہیے۔ اس کے جواب میں ان کو کہا جائے گا کیا میں (خدا) نے انبیاء کے ذریعے سے تم لوگوں کو

اطلاع نہ دی تھی؟ کہ اے بنی آدم! شیطان کی اطاعت مت کرنا کیونکہ وہ تمہارا صریح دشمن ہے اور خالص میری اطاعت کرنا

یہی سیدھی راہ ہے دیکھو تم لوگوں کو نبیوں کی معرفت اس امر کی اطلاع ہو چکی تھی اور وہ شیطان تم میں سے بہتوں کو گمراہ کر چکا

تھا کیا پھر بھی تم نہیں سمجھتے تھے؟ بس اب تمہارا کیا عذر ہے یہ لو جہنم تمہارے سامنے ہے جس کا تم لوگ وعدہ دیئے جاتے تھے

اچھا تو بسبب کفر کرنے کے آج اس میں داخل ہو جاؤ۔ اس روز ان مجرموں کے بیانات لینے کا طریقہ بھی ایک خاص قسم کا ہوگا

کہ ہم (خدا) ان کے مونہوں پر توہمہ نش کی مہریں لگا دیں گے اور جو کچھ وہ لوگ دنیا میں کر رہے ہوں گے اس کی بابت ان

کے ہاتھ ہم سے بولیں گے اور ہر گواہی دیں گے غرض جو کام کسی عضو سے ہوا ہو گا وہ اس کی شہادت دے گا بس تم سمجھ لو کہ

ایسے وقت میں مجرم کیا عذر کر سکیں گے؟ اگر یہ لوگ غور کرتے تو دنیا میں کیوں ایسی غفلت میں رہتے۔ کیا ان کو علم نہیں کہ

اگر ہم (خدا) چاہتے تو ان کی آنکھیں بے نور کر دیتے چونکہ یہ لوگ خدا داد طاقت بیانی سے اس کی رضا کا کام نہیں لیتے اس لئے

خدا کے غضب سے کچھ دور نہیں کہ وہ ان کی قوت بیانی چھین لے۔ پھر یہ راستہ کی طرف پلکتے تو کہاں سے دیکھ سکتے؟

وَلَوْ نَشَاءُ لَسَخْنَاهُمْ عَلَىٰ مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوا مَوْضِعًا وَلَا يَرْجِعُونَ ﴿۱۰﴾

اور ہم چاہتے تو جہاں ہیں وہاں ہی ان کو مسخ کر دیتے۔ تو نہ چل سکتے نہ واپس ہو سکتے اور ہم

وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ۗ أَفَلَا يَعْقِلُونَ ﴿۱۱﴾ وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا

جس کسی کو زیادہ عمر دیتے ہیں تو اس کو پیدائش میں الٹا کر دیتے ہیں کیا پھر تم سمجھتے نہیں؟ اور ہم نے اس کو شعر بنانا نہیں

يَلْبَغِي لَهُ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ وَقُرْآنٌ مُّبِينٌ ﴿۱۲﴾ لِيُنذِرَ مَنِ كَانَ حَيًّا وَيَحْيِي

سکھایا اور نہ اس کو شعر گوئی زیبا ہے وہ تو صرف نصیحت کی بات ہے اور قرآن مبین تاکہ جو لوگ زندہ ہیں ان کو ڈرائے

الْقَوْلِ عَلَى الْكَافِرِينَ ﴿۱۳﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِنَّا صِلًا أَمْثَلًا

اور منکروں پر حکم ثابت ہو جاوے کیا انہوں نے غور نہیں کیا کہ ہم نے اپنی قدرت کے ہاتھوں سے چوپائے بنائے

فَهُمْ لَهَا مُلْكُونَ ﴿۱۴﴾

تو یہ لوگ ان کے مالک ہیں

اور سنو ہم چاہتے تو جہاں ہیں وہاں ہی ان کو مسخ کر دیتے یعنی ان کی شکل بدل ڈالتے پھر توراہتہ بھی نہ چل سکتے نہ اپنے گھروں

کو واپس ہو سکتے بلکہ جہاں تھے وہیں رہ جاتے اور سنو! ہم ایک اور دلیل اپنی ہستی کی ان کو سناتے ہیں جو اسکے حق میں وجدانی ہے۔

غور کریں کہ ہم جس کسی کو زیادہ عمر دیتے ہیں یعنی طبعی عمر (۶۰-۷۰) سال سے اس کو بڑھاتے ہیں تو اس کو پیدائش میں الٹا

کر دیتے ہیں یعنی وہ باوجود طوالت عمر اور کثیر تجربہ کے عقل میں بے عقل اور طاقت میں کمزور ہوتا جاتا ہے تو کیا پھر بھی تم اس

راز کو سمجھتے نہیں کہ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ سنو! ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ اس کے اوپر ایک زبردست طاقت ہے تمام دنیا جس کے

قانون کی ماتحت ہے۔ اس لئے باوجود عمدہ عمدہ غذائیں کھانے کے کمزوری کی طرف ہی مائل ہوتا جاتا ہے، یہاں تک کہ پیوند

زمین ہو جاتا ہے۔ یہ تو خدا کی ہستی پر بین دلیل ہے۔ اب سنو رسالت کا بیان کہ یہ رسول جو تم کو قرآن سناتا ہے یہ کوئی شاعر

نہیں اور ہم (خدا) نے اس کو شعر بنانا نہیں سکھایا شعر گوئی تو بڑی بات ہے شعر خوانی میں بھی اس کی طبیعت موزوں واقع نہیں

ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ کسی دوسرے کا شعر بھی موزوں نہیں پڑھ سکتا نہ اس کو ایسی شعر گوئی زیبا ہے۔ وہ کلام جو تمہیں سنایا جاتا

ہے یعنی قرآن وہ تو صرف نصیحت کی بات ہے اور قرآن مبین یعنی ششہ عربی کلام تاکہ جو لوگ زندہ دل ہیں ان کو برائی سے

ڈراوے اور منکروں پر حکم ثابت ہو جاوے یعنی جو لوگ اس کی اطاعت کریں وہ بچ رہیں اور جو اس سے انکار کریں وہ عذاب میں

بتلا ہوں گے یہ ہے اصل غرض قرآن مجید کے اتارنے کی اور یہ ہے اصل مطلب قرآن کے سنانے کا۔ بھلا ان لوگوں کو علم

نہیں؟ یا کیا انہوں نے اس بات پر کبھی غور نہیں کیا کہ ہم نے اپنی قدرت کے ہاتھوں سے چوپائے بنائے تو یہ لوگ ان کے مالک

بن رہے ہیں۔ اس سے یہ لوگ اس نتیجہ پر نہیں پہنچ سکتے کہ خدا کے ساتھ ہمارا کیسا تعلق ہے وہ ہمارا کون ہے اور ہم اسکے کون

ہیں؟ خدا ان کا حقیقی مربی اور اصل مالک ہے اور یہ اس کے اصلی مملوک اور بندے ہیں پھر یہ کیونکر ممکن ہے کہ انکی جسمانی

تر بیت تو کرے مگر روحانی تربیت میں انکو بچھوڑ دے۔

۱۰۔ آنحضرت ﷺ جب کبھی کوئی شعر پڑھتے تو کلام موزوں نہ رہتا جیسے ہمارے ہاں غیر موزوں طبع والا کبھی کوئی شعر پڑھتا ہے تو خواہ مخواہ کی بیش

اس سے ہو جاتی ہے۔ (منہ)

وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ﴿٥﴾ وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمِنْهَا

اور ہم نے مویشیوں کو ان کے بس میں کر دیا بعض ان میں سے ان کی سواری ہیں اور بعض کو یہ کھاتے ہیں اور ان کے لئے ان میں کئی قسم کے فوائد

مَشَارِبُ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٦﴾ وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَّعَلَّهُمْ

ہیں اور پینے کو دودھ کیا پھر بھی شکر یہ نہیں کرتے اور خدا کے سوا مصنوعی معبود بناتے ہیں کہ کسی طرح ان کی طرف سے ان کو مدد پہنچ سکے

يُنصَرُونَ ۗ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحَضَّرُونَ ﴿٧﴾ فَلَا

حالا نکہ وہ ان کی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور یہ ان کے حضور میں جماعت جماعت حاضر ہوتے ہیں پس تو

يَخْزِنُكَ قَوْلُهُمْ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسْتَرُونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٨﴾ أَوَلَمْ يَرَ الْإِنْسَانُ

ان کی باتوں سے غمگین نہ ہوا کہ جو کچھ یہ لوگ چھپاتے ہیں اور جو ظاہر کرتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں۔ کیا انسان جانتا نہیں کہ ہم نے

أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِنْ نُطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ﴿٩﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَ

اس کو نطفے سے پیدا کیا؟ پھر بھی وہ ہمارا صریح دشمن ہے ہمارے حق میں مثالیں بیان کرتا ہے اور

نَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَنْ نَجَّيْتُ الْوِطَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ﴿١٠﴾ قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِينَ

اپنی پیدائش بھولتا ہے کہتا ہے۔ کہ سڑی گلی ہڈیوں کو کون زندہ کرے گا؟ تو کہہ کہ وہ ان کو زندہ کرے گا جس نے

أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴿١١﴾

ان کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور وہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے

اس لئے خدا نے جیسا ان کی جسمانی تربیت کے لئے جسمانی سلسلہ پیدا کیا۔ روحانی ہدایت کے لئے سلسلہ نبوت قائم فرمایا اور سنو

ان کی تربیت کے لئے ہم (خدا) نے مویشیوں کو ان کے بس میں کر دیا بعض ان میں سے بنی آدم کی سواری کا کام دیتے ہیں اور

بعض کو یہ لوگ کھاتے ہیں جیسے بھیڑ بکری وغیرہ اور ان لوگوں کے لئے ان مویشیوں میں کئی قسم کے فوائد ہیں اور پینے کو دودھ

کیا پھر بھی یہ شکر نہیں کرتے؟ اور خدا کے سوا مصنوعی معبود بناتے ہیں کہ کسی طرح ان کی طرف سے ان کو مدد پہنچ سکے۔

حالا نکہ وہ مصنوعی معبود ان کی مدد کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اور یہ ان کے حضور جماعت جماعت حاضر ہوتے ہیں جب یہ

ایسے بیوقوف ہیں تو ان کی کسی بات سے کیا ملال۔ پس اے نبی! تو ان کی باتوں سے غمگین نہ ہوا کہ پڑے بکلیں۔ جو کچھ یہ لوگ

چھپاتے اور ظاہر کرتے ہیں ہم (خدا) خوب جانتے ہیں۔ ہمیں کسی مخبر کی ضرورت نہیں نہ کسی گواہ کی حاجت ہے۔ بھلا کیونکر

ہمیں کسی مخبر کی ضرورت ہو؟ کیا انسان جانتا نہیں کہ ہم نے اس کو نطفے سے پیدا کیا کس طرح اس پر انقلابات آئے اور کس

طرح ہم اس کے نگران رہے۔ بایں ہمہ پھر بھی وہ ہمارا صریح دشمن ہے ہمارے (خدا) کے حق میں طرح طرح کی مثالیں بیان

کرتا ہے اور اپنی سابقہ پیدائش بھولتا ہے کہ کیسے ہم نے اس کو نطفے سے پیدا کیا بلکہ یہ ظالم کہتا ہے کہ سڑی گلی ہڈیوں کو کون زندہ

کرے گا کاش یہ لفظ بھی بغرض دریافت حال کہتا بلکہ بطور طنز کے کہتا ہے۔ اس لئے اے نبی! تو اس کو کہہ کہ وہی ہڈیوں کو زندہ

کرے گا جس نے ان کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور وہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے۔

کرے گا جس نے ان کو پہلی دفعہ پیدا کیا تھا اور وہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے۔

الَّذِي جَعَلَ لَكُم مِّنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقَدُونَ ﴿۱۰﴾

جس نے تمہارے سبز درخت سے آگ پیدا کی تم اس میں سے فوراً آگ لگا لیتے ہو کیا جس نے آسمانوں

أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَدِيرٍ عَلَىٰ أَن يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۚ

اور زمینوں کو پیدا کیا ہے اسے اس بات کی قدرت نہیں کہ وہ ان جیسے لوگ پیدا کر دے

بَلَىٰ ۚ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ﴿۱۱﴾ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَن يَقُولَ لَهُ كُنْ

بے شک وہ بڑا پیدا کرنے والا بڑے علم والا ہے جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کا حکم بس اتنا ہی ہوتا ہے کہ اس چیز

فَيَكُونُ ﴿۱۲﴾ فَسُبْحَانَ الَّذِي يَبْدِئُ مَلَكُوتَ كُلِّ شَيْءٍ وَيَأْتِيهِ تَرْجُعُونَ ﴿۱۳﴾

کو کہتا ہے ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے جس ذات کے قبضہ قدرت میں ہر چیز کی حکومت ہے وہ پاک ہے اور اسی کی طرف تم واپس کئے جاؤ گے۔

سورۃ الصافات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شرح اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالصَّفَاتِ صَفًا ﴿۱﴾ فَالْتَجَرَّتْ زَجْرًا ﴿۲﴾ فَالْتَلَيَتْ ذِكْرًا ﴿۳﴾ إِنَّ إِلَهَكُمْ لَوَاحِدٌ ﴿۴﴾

قسم ہے صفیں باندھنے والوں کی قسم ہے سخت زجر کرنے والوں کی قسم ہے قرآن پڑھنے والوں کی بے شک تمہارا پروردگار ایک ہے

جس نے تمہارے لیے سبز درخت سے آگ پیدا کی دیکھو تو یہی معمولی درخت ہیں جو دراصل سبز ہوتے ہیں لیکن ان میں

باوجود تری کے آگ قبول کرنے کی استعداد موجود ہے جو پتھروں میں نہیں ہے۔ اسی لئے تو تم لوگ اس میں سے فوراً آگ لگا

لیتے ہو۔ کیا تم لوگ غور نہیں کرتے کہ جس ذات پاک نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اسے اس بات پر قدرت نہیں کہ وہ ان

جیسے لوگ پیدا کر دے قیامت میں بھی جو حشر اجسام ہو گا وہ ان جسوں کا نہ ہو گا یہ تو گل سڑ کر فنا ہو جائیں گے بلکہ ان کی مثل

اور اجسام خدا پیدا کریگا جو انہی اجسام کی مثل ہوں گے وہ بیشک وہ قادر قیوم ہے اور وہ بڑا پیدا کرنے والا بڑے علم والا ہے۔ جب وہ

کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اس کا حکم بس اتنا ہی ہوتا ہے کہ اسے کہہ دے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ مجال نہیں کہ اس کے حکم

کو تخلف ہو سکے پس نتیجہ ساری صورت کا یہ سمجھو کہ جس ذات بابرکات کے قبضہ قدرت میں ہر چیز کی حکومت ہے وہ سب

عیوب سے پاک ہے اور اسی کی طرف بعد موت کے تم واپس کئے جاؤ گے۔

سورۃ صافات

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت ہی رحم والا ہے

لوگو سنو! قسم ہے صفیں باندھنے والے فرشتوں اور مجاہدوں کی قسم ہے حالت جنگ میں دشمنوں پر احکام الہی میں مناسب موقع

سخت زجر کرنے والوں کی۔ قسم ہے حالات جنگ میں بھی نصیحت کی کتاب قرآن شریف پڑھنے والوں کی۔ ان قسموں کا جواب

یہ ہے کہ بیشک تمہارا پروردگار ایک ہے متعدد نہیں۔

﴿إِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُونَ﴾ - ﴿وَيَقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِهِ صَفًا﴾ کی طرف اشارہ ہے (۱۲ منہ)

رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبِّ الْمَشَارِقِ ۝ إِنَّا زَيْنَا السَّمَاءِ

آسمانوں زمینوں اور ان کے درمیان سب چیزوں کا وہی رب ہے تمام مطلع کا پروردگار بھی وہی ہے ہم ہی نے اس درلے آسمان کو ستاروں

الدُّنْيَا بِزِينَتِهِ الْكَوَاكِبِ ۝ وَحَفِظًا مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ ۝ لَا يَسْمَعُونَ

کی زینت سے مزین کیا اور ہر ایک سرکش شیطان سے محفوظ رکھا۔ وہ اعلیٰ جماعت کی طرف کان بھی

إِلَى الْمَلَائِكَةِ وَيُقَدِّفُونَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُورًا ۝ وَلَهُمْ عَذَابٌ

نہیں لگا سکتے ہر طرف سے ان کو دھککا ہوتی ہے اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے

وَاصِبٌ ۝ إِلَّا مَنْ خَطَفَ الْخَطْفَةَ فَاتَّبَعَهُ شَهَابٌ ثَاقِبٌ ۝ فَاسْتَفْتَرَمُ

ہاں ان میں سے کوئی کسی بات کو اچک لے تو دہکتا ہوا انگرا اس کے پیچھے لگ جاتا ہے پس تو ان سے

أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَنْ خَلَقْنَا ۝ إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِنْ طِينٍ لَازِبٍ ۝ بَلْ

دریافت کر کہ ان کا پیدا کرنا بہت زیادہ مشکل ہے یا ان چیزوں کا جن کو ہم بنا چکے ہیں؟ کچھ شک نہیں کہ ہم نے ان کو لیس دار مٹی سے پیدا کیا ہے بلکہ تو

عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ ۝

عجب کرتا ہے اور وہ ہنسی کرتے ہیں

آسمانوں زمینوں اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کا وہی رب ہے۔ دنیا کے تمام مطلع اور تمام مطلع کے پاس رہنے والی

مخلوق کا پروردگار بھی وہی ہے چونکہ نظام شمسی اور ارضی کے مالک ہم (خدا) ہی ہیں۔ ہم ہی نے اس درلے آسمانوں کو ستاروں

کی زینت سے مزین کیا ہے اور ہر ایک سرکش شیطان سے اس آسمان کو محفوظ رکھا۔ ایسا محفوظ کیا کہ وہ شیاطین اعلیٰ جماعت

ملائیکہ کی باتیں نہیں سن سکتے بلکہ ان کی طرف کان بھی نہیں لگا سکتے۔ ہر طرف سے ان کو دھککا ہوتی ہے اور اس کے سوا ان کی

گمراہی اور گمراہ کنی پر ان کے لیے دائمی عذاب ہے۔ ہاں ان میں سے کوئی کسی بات کو اچک لے تو دہکتا ہوا انگرا اس کے پیچھے

لگتا جاتا ہے۔ غرض اس قسم کے انتظامات قدرتی ہیں ایسے انتظامات کو زیر نظر رکھ کر کوئی صاحب عقل سلیم کہہ سکتا ہے کہ

دوسری دفعہ پیدا کرنا خدا پر کوئی مشکل امر ہے؟ پس تو انے نبی! ان سے دریافت کر کہ ان کا دوبارہ پیدا کرنا بہت مشکل ہے یا ان

چیزوں کا پیدا کرنا جن کو ہم بنا چکے ہیں؟ کچھ شک نہیں کہ ہم (خدا) نے ان کو شروع پیدا کرنے کے وقت لیس دار مٹی سے پیدا

کیا ہے تو کیا جس کو ایک دفعہ بنایا ہو دوبارہ اس کو بنانا زیادہ مشکل ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ آسان ہے۔ اسی لئے تو اہل دانش ان

کی باتوں کو حقارت سے سنتے ہیں تو تعجب کرتا ہے اور وہ ہنسی کرتے ہیں۔ بیوقوف سمجھتے نہیں کہ یہ ہنسی دراصل ان کی ہنسی

ہے جو دور از کار سوال کرتے ہیں۔

۱۔ اس آیت پر ایک مشہور اعتراض وارد ہوتا ہے جس کا ذکر تفسیر کبیر میں بھی ہے کہ یہ رجوم جو شیاطین کو لگتے ہیں یہ کون سے ستارے ہیں یہی

جو دیکھنے میں آ رہے ہیں یا جو برسات کے دنوں میں ٹوٹتے نظر آتے ہیں؟ قسم اول ہے تو ان کی تعداد میں کمی آنی چاہئے قسم دوم ہے تو خاص

برسات بالخصوص اگست و ستمبر کے مہینوں میں کیوں زیادہ ہوتے ہیں؟ خاکسار کی ناقص تحقیق میں قسم اول مراد ہے کیونکہ جن ستاروں کو آسمان کی

زینت فرمایا انہی کو شیاطین کے لئے رجوم بتلایا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آسمانی ستارے ہی شیاطین کے لئے رجوم (دھککا) ہیں خدا نے ان

میں ایسی تاثیر رکھی ہے کہ شیاطین کو لعاء اعلیٰ کے قرب سے مانع ہے جیسی آگ میں تاثیر ہے کہ انسان کو اپنے قرب سے مانع ہوتی ہے۔ تفسیر ابن

کثیر اور فتح البیان میں بھی یہ توجیہ ملتی ہے واللہ اعلم (منہ)

وَإِذَا ذُكِرُوا لَا يَذْكُرُونَ ۝ وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخِرُونَ ۝ وَقَالُوا إِن

اور جب ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو نصیحت نہیں پاتے اور جب کوئی نشان دیکھتے ہیں تو مسخری کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ

هَذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ عَزَاذٌ مِّمَّنَّا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا ۝ عَرَاتًا لِّمَبْعُوثُونَ ۝

تو صریح جادو ہے بھلا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم دوبارہ پھر جنمیں گے؟

أَوْ آبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ۝ قُلْ نَعَمْ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ ۝ فَمَا تَأْتِي نَجْرَةً

کیا ہمارے باپ دادا بھی پھر جنمیں گے؟ تو کہہ کہ ہاں واقعی تم جیو گے اور تمہارے باپ دادا بھی جنمیں گے اور تم ذلیل ہو گے۔ وہ صرف ایک

وَأَحَدَةٌ ۝ فَإِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ ۝ وَقَالُوا يُؤَيِّنُكُمَا هَذَا يَوْمَ الدِّينِ ۝ هَذَا

آواز سے پیدا ہوگی فوراً ہی لوگ دیکھنے لگ جائیں گے اور کہیں گے کہ ہائے ہماری کم سختی یہ تو انصاف کا دن ہے یہی دن تو فیصلہ

يَوْمَ الْفَصْلِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكذِّبُونَ ۝ أَحْشَرُوا الَّذِينَ ظَلَمُوا وَ

کا ہے جس کی تم لوگ تکذیب کرتے تھے۔ ظالموں اور ان کے ساتھیوں کو اور اللہ کے سوا جن جن کی

أَزْوَاجُهُمْ وَمَا كَانُوا يَعْبُدُونَ ۝ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَاهْدُوهُمْ إِلَى صِرَاطِ

پوجا کرتے تھے سب کو جمع کر کے جہنم کی طرف لے جاؤ اور

الْجَحِيمِ ۝ وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُورُونَ ۝ مَا لَكُمْ لَا تَنْصَرُونَ ۝

ٹھہرا لچھو ان کو پوچھا جائے گا تمہیں کیا ہوا کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟

اور جب ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو نصیحت نہیں پاتے اور جب کوئی نشان دیکھتے ہیں تو مسخری کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو

صریح جادو ہے یہ کیسی ہنسی ہنسی باتیں ہیں کہ ہم مر کر اٹھیں گے۔ یہ بھی کہتے ہیں بھلا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں

گے تو کیا ہم دوبارہ پھر جنمیں گے؟ کیا ہمارے پچھلے باپ دادا بھی پھر جنمیں گے؟ اے نبی! یہ لوگ تو ایسی باتیں بڑی حیرانی سے

کرتے ہیں مگر تو ان کو کہہ کہ ہاں واقعی تم جیو گے اور تمہارے باپ دادا بھی سب کے سب دوبارہ جنمیں گے اور اگر اسی غلط

خیال پر قائم رہے تو تم اس روز ذلیل و خوار ہو گے۔ پس سنو وہ قیامت کی گھڑی تو بس صرف ایک آواز سے پیدا ہوگی فوراً ہی

وہ سب لوگ زندہ ہو کر دیکھنے لگ جائیں گے اور کہیں گے کہ ہائے ہماری کم سختی یہ تو انصاف کا دن ہے۔ اوہو ہمارا اعمال نامہ

تو ایسے کاموں سے بالکل خالی ہے جن کی وجہ سے نجات مل سکے۔ ان کو جواب ملے گا کہ یہی دن تو فیصلے کا ہے جس کی تم لوگ

تکذیب کرتے تھے اب تو تمہیں یقین بلکہ حق یقین ہو گیا کہ ہاں واقعی یہ دن ٹھیک ہے اور ادھر فرشتوں کو حکم ہو گا کہ اول

درجہ کے ظالموں یعنی مشرکوں کے گروؤں اور ان کے ساتھیوں یعنی تابعداروں کو اور اللہ کے سوا جن جن کی یہ لوگ پوجا

کرتے تھے بشرطیکہ وہ بھی اس پوجا پر راضی ہوں سب کو ایک جامع کر کے جہنم کی طرف لے جاؤ اور چلتے چلتے راستے میں

ٹھہرا لچھو۔ ان کو پوچھا جائے گا کہ تم لوگ جو دنیا میں ایک دوسرے کی اطاعت تابعداری اور جان نثاری کیا کرتے تھے اب تمہیں کیا ہوا کہ

ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے؟

۱۔ یہ قید ہم نے اپنی طرف سے نہیں لگائی بلکہ خود خدا نے بتائی ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

۲۔ ﴿إِنَّ الَّذِينَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِنَّا الْحَسَنَىٰ أُولَٰئِكَ عَنِهَا

مُعَذِّبُونَ﴾ یعنی جن صلحاء لوگوں کو مشرکوں نے مجبور بنایا ہے وہ دوزخ سے دور رہیں گے۔ اللہ اعلم (منہ)

بَلْ هُمْ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُونَ ﴿۱۰﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿۱۱﴾

بلکہ وہ اس وقت خدا کی فرماں برداری کا اظہار کریں گے اور بعض ان میں کے بعض کی طرف متوجہ ہو کر سوال کرتے ہوئے کہیں گے

قَالُوا إِنَّا كُنْتُمْ نأتُونَنا عَنِ الْيَئِينِ ﴿۱۲﴾ قَالُوا بَلْ لَمْ نَكُونُوا مُؤْمِنِينَ ﴿۱۳﴾

کہ آپ لوگ تو ہم پر بڑے زور سے آیا کرتے تھے وہ کہیں گے بلکہ تم کو خدا پر ایمان نہ تھا

وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُم مِّنْ سُلْطٰنٍ ؕ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طَغٰيٰنًا ﴿۱۴﴾ فَحَقَّ عَلَيْنَا

ہمارا تم پر کوئی زور نہ تھا بلکہ تم خود سرکش لوگ تھے۔ پس ہمارے پروردگار

قَوْلٌ رَّبِّيْنَا ۙ اِنَّا لَذٰلِقُونَ ﴿۱۵﴾ فَاَعْوَبْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِبِينَ ﴿۱۶﴾ فَاَنۢمُّ يَوْمَئِذٍ

کا حکم ہم پر لگ گیا کچھ شک نہیں کہ ہم بھگتیں گے ہم نے تم کو بھی گمراہ کیا جیسے خود گمراہ تھے پس بے شک وہ اس روز

فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ﴿۱۷﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفَعَلُ بِالْمُجْرِمِينَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهُمْ كَانُوۡا

عذاب میں شریک ہوں گے۔ اسی طرح ہم مجرموں کے ساتھ برتاؤ کریں گے جب ان کو کہا جاتا

اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۖ يَسْتَكْبِرُوۡنَ ﴿۱۹﴾ وَيَقُولُوۡنَ اِنَّا لَنَبَرِكُوۡا

ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ اڑ بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا ایک مجنون شاعر کے کہنے سے

اَلِهٰنَا اِشَاعِرٌ مَّجْنُوۡنٌ ﴿۲۰﴾

ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں

وہ لوگ بالکل خاموشی سے یہ کلام سنیں گے بلکہ وہ اس وقت خدا کی فرمانبرداری کا اظہار کریں گے اور بعض ان کے یعنی تابعدار

بعض یعنی گرووں اور پیروں کی طرف متوجہ ہو کر سوال کرتے ہوئے کہیں گے کہ حضرت آپ لوگ تو ہم پر بڑے زور سے آیا

کرتے تھے اور بڑے بڑے وعدے دیتے تھے کہ ہمارا مذہب ایسا ہے ہمارا دھرم ایسا۔ ہم تم کو یوں مدد دیں گے ہم تمہاری

نجات کرادیں گے مگر آج تو کچھ بھی ظاہر نہ ہوا جیسے ہم ڈوبے ویسے تم بھی غرق ہوئے۔ وہ ان کے گرو اور جھوٹے پیر کہیں

گے کہ یہاں بلکہ اصل بات تو یہ تھی کہ تم لوگوں کو خدا پر ایمان نہ تھا۔ ورنہ ہمارے خالی خولی زبانی دعاوی میں کیوں چھٹتے؟ تم

میں ایمان ہوتا تو تم اتنا ضرور سوچتے کہ ہمارے دعوے کہاں تک سچے ہیں۔ یہ کیا بات ہے کہ کوئی تم سے کہدے کہ میں خدا

ہوں تو تم لوگ اس سے نہ پوچھو کہ خدائی کی کوئی علامت تجھ میں ہے ایسا کرنا تو انہی لوگوں کا کام ہے جو خدا کو نہ جانتے ہوں

ورنہ ہمارا تم پر کوئی زور نہ تھا بلکہ تم خود سرکش بد معاش لوگ تھے۔ پس ہمارے پروردگار کا حکم جس کے ہم سب لوگ مستوجب

تھے ہم پر لگ گیا۔ کچھ شک نہیں کہ اب ہم عذاب بھگتیں گے چونکہ تم خود ہی سرکش تھے اس لئے ہم نے تم کو بھی گمراہ کیا جیسے

ہم خود گمراہ تھے پس اس گفتگو سے تم لوگ جو سن چکے ہو سمجھ گئے ہو گے کہ اس کا نتیجہ یقینی ہی ہو گا کہ بیشک وہ گمراہ اور گمراہ کرنے

والے اسی روز عذاب میں ایک دوسرے کے شریک ہوں گے۔ اسی طرح ہم مجرموں بدکاروں کے ساتھ برتاؤ کریں گے۔ ایسے

مجرموں کی علامت یہ ہے کہ جب ان لوگوں کو کہا جاتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں یعنی لا الہ الا اللہ کی تعلیم دی جاتی ہے تو

وہ لوگ بگڑ کر اڑ بیٹھتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ سب دنیا کا معبود ایک ہی ہو۔ اس لئے اس کی تردید کرنے کو طرح طرح کے

ہمانے تراشتے اور کہتے ہیں کہ کیا ایک مجنون شاعر اور ہوائی قلعے بنانے والے کے کہنے سے ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں؟ نبی کو

شاعر اس لئے نہ کہتے تھے کہ وہ شعر گو ہے بلکہ وہ اپنے خیال میں نبی کی تعلیم کو شاعروں کے وہی خیالات جیسی جانتے ہیں

بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَقَ الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۰﴾ إِنَّكُمْ لَذَائِقُوا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿۱۱﴾

بلکہ وہ سچی تعلیم لایا اور اس نے رسولوں کی تصدیق کی ہے تم دردناک عذاب چکھو گے اور

وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۲﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿۱۳﴾ أُولَٰئِكَ

جو کچھ تم کرتے ہو اسی قدر بدلہ پاؤ گے ہاں جو لوگ اللہ کے مخلص بندے ہیں ان کے لئے

لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ﴿۱۴﴾ فَوَاكِهُ ؕ وَهُمْ مُكْرَمُونَ ﴿۱۵﴾ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿۱۶﴾

رزق مقرر ہے پھل پھول اور وہ نعمتوں کے باغوں میں عزت کے ساتھ آئے سانسے

عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿۱۷﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِّنْ مَّعِينٍ ﴿۱۸﴾ بَيضَاءَ

تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔ ان میں صاف سفید اور پینے والوں کو لذت دینے والی شراب کا دور چلایا جائے گا جس میں

لَذَّةٌ لِشَرِبِينَ ﴿۱۹﴾ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ ﴿۲۰﴾ وَعِنْدَهُمْ قُصُوفٌ

نہ نشہ کا خمار ہوگا نہ ان کی عقلیں زائل ہوں گی۔ ان کے پاس بایا عورتیں ہوں گی

الطَّرْفِ عِينٌ ﴿۲۱﴾ كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ﴿۲۲﴾ فَاقْبَلْ بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ

موتی آنکھوں والی ہوں گی گویا وہ شتر مرغ کے انڈے مستور ہیں۔ اہل جنت دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھیں گے

يَتَسَاءَلُونَ ﴿۲۳﴾ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ إِنِّي كَانَ لِي قَرِيبٌ ﴿۲۴﴾ يَقُولُ آيَاتِكَ

بعض کہیں گے میرا ایک ساتھی تھا جو مجھے . کہا کرتا تھا

حالانکہ وہ ایسا نہیں بلکہ وہ نبی سچی تعلیم لایا ہے اور اس نے حکم الہی سب برگزیدوں اور رسولوں کی تصدیق کی ہے۔ اس لئے ہر

طرح سے راست باز اور راست بازوں کا دوست ہے۔ پس تم اے منکر و! اس کی سزا میں دردناک عذاب چکھو گے اور جو کچھ تم

کرتے ہو اسی قدر بدلہ پاؤ گے۔ ہاں جو لوگ اللہ کے مخلص بندے ہیں ان کے لئے رزق مقرر ہے یعنی ہر طرح کے پھل پھول

ان کو ملیں گے اور وہ آپس کی دوستانہ ملاقات کے وقت نعمتوں کے باغوں میں عزت کے ساتھ آئے سانسے تختوں پر بیٹھے

ہوں گے۔ ان کی مجلس میں صاف سفید اور پینے والوں کو لذت دینے والی شراب کا دور چلایا جائیگا جس میں نہ نشہ کا خمار ہوگا نہ ان

کی عقلیں زائل ہوں گی کیونکہ سرے سے وہ نشہ آوروں ہی نہ ہوگی بلکہ محض ایک لذیذ چیز ہوگی اس کے علاوہ ان کے پاس

بڑی خوبصورت بایا عورتیں موتی موتی آنکھوں والی ہوگی جو حسن اور دل فریبی میں ایسی ہوں گی کہ گویا وہ شتر مرغ کے انڈے

پردے میں مستور ہیں پردے کی وجہ سے ان کی خوبصورتی یعنی سرخی آمیز سفیدی پر غبار وغیرہ کا بالکل اثر نہیں پہنچ سکتا۔ ایسی

نعمتوں میں اہل جنت آپس میں ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھیں گے۔ بعض کہیں گے میرا ایک ساتھی تھا جو مجھے کہا

کرتا تھا کہ اسلام کے معتقدات کی تو تصدیق کرتا ہے؟

۱۔ آریوں کو دیکھا گیا ہے کہ عموماً مجلس میں جنت کی خمر (شراب) پر اعتراض کیا کرتے ہیں حالانکہ بارہا ان کو (تحریراً تقریراً) سمجھایا گیا ہے کہ

جنت کی خمر میں نشہ نہ ہوگا بلکہ (بیضاء لذة للشاربين) محض ایک رنگ کا دودھ جیسا لذیذ شیرہ ہوگا جو پینے والوں کو لذت دے گا۔ قرآن مجید

میں فرعونوں کے حق میں ذکر ہے ﴿وان يروا سبيل الرشدا لا يتخذوه سبيلاً﴾ یعنی ہدایت اور رشد کی بات سن کر اختیار نہ رکھتے تھے یہی حال

تمام مخالفین اسلام کا ہے اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کرے (منہ)

لَمِنَ الْمُصَدِّقِينَ ﴿۷۷﴾ مَا إِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا عَلِمْنَا لَمْدِينُونَ ﴿۷۸﴾

کہ تو صدیق کرتا ہے؟ بھلا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم بدلہ پائیں گے؟

قَالَ هَلْ أَنْتُمْ مُطَّلِعُونَ ﴿۷۹﴾ فَاطَّلَمَ فَرَأَاهُ فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ ﴿۸۰﴾ قَالَ

کہے گا کیا تم اسے دیکھنا جانتے ہو؟ پھر وہ جھانکے گا تو اس کو درمیان جہنم کے دیکھے گا کہے گا خدا

سَأَلَهُ إِنَّ كَيْدَكَ لَتَرْدِي ۖ ﴿۸۱﴾ وَلَوْ لَا نِعْمَةٌ رَبِّي لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِينَ ﴿۸۲﴾

کی قسم تو تو مجھے بھی تباہ کرنے کو تھا اگر مجھ پر خدا کی مہربانی نہ ہوئی تو میں حاضرین میں ہوتا

أَفَمَا نَحْنُ بِمَعْتَبِينَ ﴿۸۳﴾ إِلَّا مَوْنَتَنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿۸۴﴾ إِنَّ

کیا ہم نے خدا کا وعدہ نہیں پایا ہے پہلی موت کے سوا اب ہم نہ مریں گے نہ کسی طرح سے ہم پر عذاب ہوگا۔ کچھ شک

هَذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۸۵﴾ لِيَسْئَلْ هَذَا فَلَيَعْلَمِ الْعِلْمُونَ ﴿۸۶﴾ أذْ لِكَ خَيْرٌ

نہیں کہ یہ بڑی کامیابی ہے۔ چاہئے کہ ایسی ہی چیز کے لئے کام کرنے والے کوشش کریں کیا یہ مسہلی اچھی

تَزُولُ أَمْ شَجَرَةُ الزَّقْوَمِ ﴿۸۷﴾ إِنَّا جَعَلْنَاهَا فِتْنَةً لِلظَّالِمِينَ ﴿۸۸﴾ إِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ

ہے یا تھوہر کا درخت اچھا ہے جس کو ہم نے ظالموں کے لئے عذاب بنایا ہے۔ وہ ایک درخت ہے جو

بھلا جب ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے تو کیا ہم اپنے اعمال نیک و بد کا بدلہ پائیں گے۔ میں چاہتا ہوں اور اپنے ساتھی کو

دیکھوں کہ اس کا انجام کیا ہو اس کے بعد اپنے ساتھیوں سے کہے گا کیا تم اسے دیکھنا چاہتے ہو۔ پھر وہ جہنم کی طرف جھانکے گا

تو اس ساتھی کو درمیان جہنم کے دیکھے گا۔ اس کا حال دیکھ کر کہے گا خدا کی قسم تو تو اپنی طمع دار باتوں سے مجھے تباہ کرنے کو تھا۔

اگر مجھ پر خدا کی مہربانی نہ ہوتی تو میں بھی تیرے ساتھ ہی جہنم کے حاضرین میں ہوتا۔ کیا (ہم نے خدا کا وعدہ نہیں پایا) کہ

مر کر جی اٹھے ہیں؟ بیشک پایا ہے پس پہلی موت کے سوا جو ہم پر آچکی ہے اب نہ مریں گے نہ کسی طرح سے ہمیں عذاب

ہوگا کچھ شک نہیں کہ یہی نجات بڑی کامیابی ہے۔ چاہئے کہ ایسی ہی چیز کے لئے کام کرنے والے کوشش کریں۔ کیا یہ

بہشتوں کی خدائی مسہلی اچھی ہے یا تھوہر کا درخت اچھا ہے، جس کو ہم (خدا) نے ظالموں کیلئے عذاب بنایا ہے، اس کی

اہمیت یہ ہے کہ وہ ایک ایسا

۱۔ اس آیت کا ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے یوں کیا ہے ”البتہ نیتہم ہامردہ شوئندہ مگر بموت نختیں“ اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحب

رحمۃ اللہ علیہ نے یوں ترجمہ کیا ہے ”کیا اب ہم کو نہیں مرنا مگر جو پہلی بار مرچکے“ ڈپٹی نذیر احمد صاحب مرحوم نے یوں ترجمہ کیا ہے ”کیا ہم

(جنتیوں) کا یہ حال نہیں کہ پہلی بار مرنا تھا (سومر چکے) اب آگے کو ہمیں مرنا نہیں“ فارسی ترجمہ میں قرآنی حرف استفہام کا مفہوم نہیں پایا جاتا۔

دوسرے ترجمہ میں استفہام طے گا مگر استفہام تقریری نہیں۔ معلوم ہوتا ہے تیسرے ترجمہ میں ان دونوں سے زیادہ اخلاق ہے۔ خطوط و حدانی کی

عبارت کو اٹھائیں تو بالکل کچھ بھی مفہوم نہیں ہوتا۔ بہر حال ان بزرگوں کے ترجمے ناظرین کے سامنے ہیں، بجز انہم اللہ ہمارے خیال میں آیت

موصوفہ کا ترجمہ کرنے سے پہلے اس کی نحوی ترکیب پر غور کرنا ضروری ہے کچھ شک نہیں کہ ہمزہ استفہام کبھی حرف پر نہیں آتا۔ بظاہر جو اس کا

مدخول ہے وہ حرف ف ہے۔ اس لئے ہمزہ استفہام کا مدخول حقیقتاً یہ نہیں بلکہ جملہ محذوف ہے بقدر کلام یوں ہے ﴿السبائب مجزیین نعم فما نحن

بمعتین یعنی استفہام کا تعلق پہلے جملے سے ہے جو مستقیم استفہام تقریری ہے اور دوسرا جملہ محل استفہام نہیں بلکہ نتیجہ ہے اس ترکیب کے بعد

ہمارے ترجمہ پر نظر غائر ڈالیں گے تو صحیح پائیں گے۔ (منہ)

فِي أَصْلِ الْجَحِيمِ ۝ طَلَعَهَا كَأَنَّهُ دُؤُسُ الشَّيْطَانِ ۝ فَإِنَّهُمْ لَا يَكُونُونَ

جہنم کی تہ سے نکلتا ہے اس کے پھل گویا شیطانوں کے سر ہیں پس وہ اس کو کھا کر

مِنْهَا فَمَالُؤُونَ مِنْهَا الْبُطُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيمٍ ۝

پیت بھریں گے پھر کھوں ہوا گرم پانی ساتھ ساتھ ان کے پینے کو ہوگا پھر

ثُمَّ إِنَّ دَابَّيْنَهُمُ الْجَحِيمِ ۝ لَانْتَهُمُ الْآبَاءُ هُمْ ضَالِّينَ ۝

ان کی واپسی جہنم کی طرف ہوگی۔ انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا

فَهُمْ عَلَىٰ أَثَرِهِمْ يُهْرَعُونَ ۝ وَلَقَدْ صَلَّ قَبْلَهُمْ أَكْثَرُ الْأَقْلَامِ ۝ وَ

تو خود بھی ان کے نقش قدم پر لپکے لپکے جاتے رہے اور ان سے قبل اگلے لوگوں میں بہت سے لوگ گمراہ ہو چکے تھے

لَقَدْ أَرْسَلْنَا فِيهِمْ مُّنذِرِينَ ۝ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنذَرِينَ ۝

اور ہم نے ان میں ڈرانے والے بھیجے پس دیکھو کہ ان ڈرائے ہوئے لوگوں کا انجام کیا ہوا

إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلِصِينَ ۝ وَلَقَدْ نَادَيْنَا نُوْحًا فَلَنِعْمَ الْمُجِيبُونَ ۝

سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے؟ اور نوح نبی نے ہم کو پکارا پس ہم نے اس کی دعا قبول کی اور ہم بہت اچھے

وَنَجَّيْنَاهُ وَأَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ ۝

دعا قبول کرنے والے ہیں اور ہم نے اس کو اور اس کے متعلقین کو بڑی گھبراہٹ سے بچایا

درخت ہے جو جہنم کی تہ سے نکلتا ہے اور بہت بڑا بلند ہے۔ اس کے پھل کیا ہیں؟ اچھے خاصے گویا شیطانوں کے سر ہیں۔ یعنی

نہایت قبیح منظر۔ پس وہ لوگ اس کو کھا کر پیٹ بھریں گے۔ پھر کھولتا ہوا گرم پانی ساتھ ساتھ ان کے پینے کو ہوگا کھانے پینے

کا گمراہ الگ ہو گا یعنی رفرمسف روم۔ بعد کھا اور پی چکنے کے پھر اس رفرمسف روم سے انکی واپسی جہنم کی طرف ہوگی۔ ان کی ایسی

سزا کی وجہ کیا ہوگی؟ وجہ یہ کہ انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا تو خود بھی ان کے نقش قدم پر لپکے لپکے جاتے رہے۔ یعنی بس

سوچے۔ سمجھے ان کی تقلید کرتے رہے حالانکہ ان کو چاہئے تھا کہ سوچتے غور کرتے کہ عقل اور دین کی بات کیا ہے؟ اور سمجھتے کہ

ان فاعلمین سے قبل اگلے لوگوں میں بہت سے لوگ گمراہ ہو چکے ہیں پھر یہ کیوں اپنے باپ دادا کے طریق پر قانع ہوئے اور

اس کو عقل سے نہ جانچا حالانکہ ہم (خدا) نے ان میں ڈرانے والے لوگ یعنی رسول اور رسولوں کے نائب بھیجے۔ مگر وہ پھر

بھی باز نہ آئے۔ پس دیکھو کہ ان ڈرائے ہوئے لوگوں کو انجام کیا ہوا۔ یہ ہوا کہ سوائے اللہ کے مخلص بندوں کے سب

کے سب ہلاک ہوئے اور اپنے کیفر کردار کو پہنچے۔ مثال کے طور پر سنو ہم خدا نے نوح کو رسولوں کر کے بھیجا تو مدت مدید

وہ وعظ کتنا رہا مگر آخر کار تنگ آکر ہم کو بوقت مصیبت پکارا اور کہا خداوند! اب تو ان شریر کافروں کی شرارت حد سے بڑھ

گئی ہے۔ بس تو اب ان کو ہلاک کر پس ہم نے اس کی یہ دعا قبول کی۔ کیونکہ نیک بختوں کی دعائیں ہم بہت اچھی طرح قبول

کیا کرتے ہیں اور ہم بہت اچھے قبول کرنے والے ہیں اور ہم (خدا) نے اس کو اور اس کے متعلقین کو بڑی گھبراہٹ کے

عذاب سے بچایا۔

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ۝ سَلَامٌ عَلَىٰ

اور اس کے اتباع ہی کو باقی رکھا اور پچھلے لوگوں میں جاری کیا کہ سارے عالم میں

نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا

نوح پر سلام ہو۔ ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں وہ ہمارے ایماندار بندوں میں

الْمُؤْمِنِينَ ۝ ثُمَّ اَخْرَقْنَا الْاٰخِرِينَ ۝ وَاَن مِّنْ شَيْعِنِهٖ لِاِبْرٰهِيْمَ ۝ اِذْ

نے تھا۔ پھر اوروں کو ہم نے ہلاک کر دیا اور اسی کے گروہ میں سے ابراہیم تھا جب

جَاءَ رَبُّهٗ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ اِذْ قَالَ لِاٰبِيهٖ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ۝

وہ اپنے پروردگار کی طرف صاف دل کے ساتھ رجوع ہوا یعنی جس وقت اس نے اپنے باپ اور قوم سے کہا کہ کن چیزوں کی تم عبادت

اَفْئَكُمُ الْاِلٰهَۃٓ دُوْنَ اللّٰهِ شَرِيْدُوْنَ ۝ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

کرتے ہو، کیا اللہ کے سوا جھوٹے معبود بناتے ہو؟ تو رب العالمین کی نسبت تمہارا کیا گمان ہے؟

فَنظَرَ نَظْرَةً فِی النُّجُوْمِ ۝

پھر اس نے ستاروں میں نگاہ ڈالی

اور اس قوم میں سے اس نوح کے اتباع ہی کو باقی رکھا اور اس کے مخالفوں کو نیست و نابود کر دیا اور پچھلے لوگوں میں جاری کیا کہ

سارے عالم میں نوح پر سلام ہو۔ اسی لئے حضرت نوح سلام اللہ علیہ کی تعظیم کرنے والے سب دنیا میں موجود ہیں۔ ہمارے

ہاں عام قاعدہ ہے کہ ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ ان کے دشمن ان کو بدنام کرنے کے اسباب مہیا کرتے

ہیں۔ ہم ان کی نیک شہرت عالم میں پھیلاتے ہیں، آخر کار یہ ہوتا ہے کہ ان کے دشمن سب ناکام رہ کر ذلیل و خوار ہو جاتے

ہیں اور ہمارا ارادہ سب پر غالب آتا ہے۔ نوح سے ایسا برتاؤ اس لئے کیا گیا کہ وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھا۔ انسانی

کمالات میں یہ اعلیٰ درجہ ہے کہ خدا پر ایمان کامل ہو۔ اس لئے ہم نے اس کو بچایا پھر اوروں کو جو اس کے مخالف تھے ہم نے

ہلاک کر دیا کیونکہ وہ بڑے مفسد تھے اور سنو اسی نوح کے گروہ میں سے ابراہیم سلام اللہ علیہ تھا۔ اس نیک دل فرشتہ سیرت کا

قصہ سارا ہی عجیب و غریب ہے خصوصاً جب وہ اپنے پروردگار کی طرف طرف صاف صاف دل کے ساتھ رجوع ہوا یعنی جس

وقت اس نے اپنے باپ اور قوم سے کہا کہ کن چیزوں کی تم عبادت کرتے ہو؟ کیا اللہ کے سوا جھوٹے معبود بناتے ہو؟ اگر تم

ایسے ہو تو اصل رب العالمین کی نسبت تمہارا کیا گمان ہے؟ پھر اس نے اتفاقاً آسمان کے ستاروں میں نگاہ ڈالی۔

۱۔ تمام دنیا پر طوفان نوح آنا قرآن و حدیث سے ثابت نہیں بلکہ برعکس ثابت ہے کہ خاص ان لوگوں پر آیا تھا جنہوں نے حضرت نوح کی

تکذیب کی تھی۔ چنانچہ ارشاد ہے ﴿قَوْمِ نوح لما کذبو الرسل اغرقنہم﴾ نوح کی قوم نے جب تکذیب کی تو ہم نے ان کو غرق کر دیا پس

جنہوں نے تکذیب کی تھی وہی غرق ہوئے ساری دنیا پر نہ آبادی تھی نہ ساری دنیا نے تکذیب کی تھی (منہ)

۲۔ بعض لوگوں کو خیال ہوا ہے کہ چونکہ لوگ ستارہ پرست تھے اس لئے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سیاروں کی طرف دیکھ کر کہا تاکہ ان

لوگوں کو یقین ہو کیونکہ وہ ستاروں میں ایسی تاثرات کے قائل تھے مگر دراصل یہ خیال غلط ہے۔ انبیاء علماء کفار کو غلط خیالات پر قائم نہیں رکھا

کرتے نہ صراحتاً اشارہ تاہم اصل بات صرف یہ ہے کہ ف کاحرف صرف اس لئے ہوتا ہے کہ اس کے ماقبل کا تحقق با بعد سے پہلے ہونے کا ثبوت

ہو۔ پس کلام کا مطلب اتنا ہے کہ حضرت ابراہیم کے دونوں بلکہ تینوں کلام یکے بعد دیگرے وقوع پذیر ہوئے نہ یہ کہ ان میں سے کوئی دوسرے حصہ

کی علت یا سبب ہے اس لئے ہم نے تفسیر میں اتفاقاً کالفظ بڑھایا ہے۔

فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ ﴿۱۱﴾ فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِينَ ﴿۱۲﴾ فَرَأَىٰ إِلَىٰ الْعِزَّةِ فَقَالَ

تو کہا میں بیمار ہوں تو وہ اسے چھوڑ کر چلے گئے پھر وہ فوراً ان کے معبودوں کی طرف گیا

أَلَا تَأْكُلُونَ ﴿۱۳﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُونَ ﴿۱۴﴾ فَرَأَىٰ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِينِ ﴿۱۵﴾

اور کہا تم کھاتے کیوں نہیں؟ تم بولتے کیوں نہیں؟ تو وہ بڑے زور سے ان بتوں کو توڑنے پھوڑنے لگا

فَأَقْبَلُوا إِلَيْهِ يَزْفُونَ ﴿۱۶﴾ قَالَ أَعْبُدُونِ مَا تَخْتُونَ ﴿۱۷﴾ وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَ

پھر وہ لوگ ابراہیم کی طرف دوڑے آئے۔ ابراہیم نے کہا کیا تم ایسی چیزوں کو پوجتے ہو جن کو تم لوگ اپنے ہاتھوں سے تراش تراش کر بناتے ہو؟

مَا تَعْمَلُونَ ﴿۱۸﴾ قَالُوا ابْنُوا لَهُ بُنْيَانًا فَأَلْفَوْهُ فِي الْجَحِيمِ ﴿۱۹﴾ فَأَرَادُوا بِهِ

حالانکہ اللہ نے تم کو اور تمہارے کاموں کو پیدا کیا ان لوگوں نے کہا کہ اس کے لئے ایک بڑا مکان بناؤ پھر اس کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دو۔ غرض انہوں نے

كَيْدًا فَجَعَلْنَاهُمُ الْأَسْفَلِينَ ﴿۲۰﴾

اس کے حق میں برائی کرنے کا ارادہ کیا ہم نے انہی کو ذلیل کیا

تو کہا میں بیمار ہوں۔ مخالفوں نے جب یہ سنا تو وہ اسے چھوڑ کر چلے گئے پھر ابراہیم کی بن آئی وہ فوراً ان کے معبودوں کی طرف

گیا اور ان کے آگے کھانے کی چیزیں دھری پڑی دیکھ کر کہا اے مصنوعی معبودو! تم کھاتے کیوں نہیں؟ تم بولتے کیوں نہیں؟

یہ سب باتیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فقط ان کی توہین اور تذلیل کرنے کی نیت سے کی تھیں ورنہ اس کو معلوم تھا کہ یہ

مخض پتھر ہیں نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں نہ اٹھتے ہیں نہ چلتے ہیں اور جب وہ نہ بولے تو وہ بڑے زور سے ان بتوں کو توڑنے پھوڑنے

لگا۔ یہاں تک کہ توڑ پھوڑ کر چور چور کر دیا۔ پھر تو وہ لوگ ان کے پجاری ابراہیم کی طرف دوڑے آئے کہ ہیں ہیں ابراہیم یہ

کیا تم نے غضب کیا۔ ہمارے معبودوں کو توڑ دیا۔ ابراہیم نے کہا نادانو! تمہیں سمجھ نہیں کہ ان پجاریے عابدوں کو معبود بنائے

بیٹھے ہو۔ کیا تم ایسی چیزوں کو پوجتے ہو۔ جن کو تم لوگ اپنے ہاتھوں سے تراش تراش کر بناتے ہو حالانکہ معبود کے لئے خالق

ہونا ضروری ہے۔ یہ تمہارے معبود تو مخلوق ہوئے یعنی تمہارے بنائے ہوئے۔ ہاں میرا معبود اللہ ایسا سچا معبود ہے کہ اسی نے

تم کو اور تمہارے کاموں کو پیدا کیا۔ یعنی تم بھی اور تمہارے افعال بھی اسی کے مخلوق اور ماتحت ہیں پھر یہ کیا بے انصافی ہے کہ

خدائے خالق کو چھوڑ کر تم مخلوق کی عبادت کرتے ہو۔ ان لوگوں نے باہمی مشورہ کر کے کہا کہ ہم اس نوجوان پر کسی دلیل کے

ساتھ تو غالب آ نہیں سکتے اور یہ قاعدہ تو مسلمہ ہے۔

چو حجت نمائد جفا جوئے را بہ پیکار کردن کشد روئے را

اس لئے بہتر ہے کہ اس کا ایک دن فیصلہ ہی کیا جائے۔ پس اس کے لئے ایک بڑا مکان بناؤ اور اس میں بڑی تیز آگ جلاؤ۔ پھر اس

ابراہیم کو اس دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دو۔ ایسا کرنے سے اس کو مزہ آجائے گایا کہ ریگا کہ ساری قوم سے بگاڑ کر ناپایا ہوتا ہے۔ غرض

انہوں نے اس ابراہیم کے حق میں برائی کرنے کا ارادہ کیا کہ آگ میں جل کر مر جائے گا مگر ہم نے انہیں کو مغلوب اور ذلیل کیا

کہ کچھ شک نہیں کہ کید سے مراد اس جگہ وہی ان کی تدبیر ہے جو ﴿الْقَوَاهِ فِي الْجَحِيمِ﴾ میں وہ بتلا چکے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ

کے متعلق آج کل موشگافیاں ہورہی ہیں اس لئے پہلے قرآن مجید کے الفاظ پر غور کرنا چاہئے کہ اصل الفاظ سے آگ کا سرد ہونا ثابت ہے یا نہیں۔

اس تحقیق کے لئے ہمارے خیال میں دو لفظوں پر غور کرنے کی ضرورت ہے اول یہ کہ پروردگار نے فرمایا ہے ﴿يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا﴾ اس میں کوئی

مؤنث مخاطب کا صیغہ ہے

وَقَالَ إِنِّي ذَاهِبٌ إِلَى رَبِّي سَيَهْدِينِ ۝ رَبِّ هَبْ لِي مِنَ الصَّالِحِينَ ۝

اور اس نے کہا میں اپنے پروردگار کی راہ میں کسی طرف چلا جاتا ہوں وہ خود ہی مجھے ہدایت کرے گا۔ اے میرے پروردگار! مجھے صالح اولاد بخش!

فَبَشِّرْهُ بِغُلَامٍ حَلِيمٍ ۝ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَبْنَئِي لِيَّ إِنِّي آتِي فِي

پس ہم نے اس کو ایک بڑے بردبار لڑکے کی خوشخبری دی جب وہ لڑکا اس کے ساتھ چلنے پھرنے لگا تو ابراہیم نے کہا اے میرے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں

الْمَنَامِ إِنِّي أَدْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَى ۝ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ

کہ میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں پس تو بتلا تیری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا بابا جان! جو کچھ آپ کو علم ہوتا ہے کیجئے

سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ

ان شاء اللہ آپ مجھ کو

یعنی حضرت ابراہیم سلام اللہ علیہ کو سلامت باکرامت بچالیا وہ آگ سے نکل آیا اور نکل کر اس نے دیکھا کہ قوم کی حالت دگرگوں ہے۔ اس لئے اس نے سوچا کہ اب میرا یہاں رہنا اچھا نہیں۔ اپنے ہم خیالوں سے کہا اب میں اپنے پروردگار کی راہ میں کسی طرف چلا جاتا ہوں وہ خود ہی مجھے ہدایت کرے گا کہ مجھے کہاں ٹھہرنا اور کہاں رہنا چاہئے۔ پس۔

نہ سدھ بدھ کی لی لور نہ منگل کی لی نکل شہر سے راہ جنگل کی لی

خیر ابراہیم اپنا وطن چھوڑ کر نکل گیا اور جہاں اس کو امن و امان سے زندگی بسر کرنے کا موقع ملا بسر کرتا رہا۔ آخر کار جب وہ بہت بوڑھا ہوا تو اس نے دعا کی اے میرے پروردگار! مجھے صالح اولاد بخش جو میرے کام میں مدد کرے اور میرے پیچھے اس کے بحال رہنے کا باعث ہو۔ پس ہم (خدا) نے اس کو ایک بڑے بردبار لڑکے کی خوشخبری دی کیونکہ تبلیغ احکام میں بردباری کی بہت ضرورت ہے۔ اس لئے ہم نے اس کو بردبار لڑکا عطا کیا جس کا نام تھا اسماعیلؑ جب وہ لڑکا اس کے ساتھ چلنے پھرنے لگا یعنی پانچ چھ سال کا ہوا تو ابراہیم نے ایک خواب دیکھا جس کا بیان اپنے صاحبزادہ سے یوں کہا کہ اے میرے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں چونکہ میرا ضمیر کتا ہے کہ یہ خواب تاویل طلب نہیں بلکہ صاف صاف ظاہری الفاظ میں مراد ہے اس لئے میں تو اس کو خدائی حکم جانتا ہوں پس تو بتلا تیری کیا رائے ہیں؟ وہ بھی تو آخر ابراہیم زادہ تھا جو بحکم اللہ ابن الفقیہ نصف الفقیہؒ ابراہیمی خصائل رکھتا تھا گو عمر میں ہنوز بچہ تھا مگر ”ہو نہار بروے کے چکنے چکنے پات“ اس لئے اس نے صاف الفاظ میں کہا بابا جان! میرا خیال ہے کہ آپ کو بذریعہ خواب میرے ذبح

جس کا ترجمہ ہے اے آگ! سرد ہو جا۔ آگ کو سرد ہونے کی بابت کن کے لفظ سے حکم دیا ہے۔ ایک اور مقام پر عام قاعدہ کے طور پر ارشاد ہے ﴿اذا اراد شيئا ان يقول له كن فيكون﴾ یعنی خدا جب کسی کام کو چاہتا ہے تو اس کو کن کہتا ہے پس وہ ہو جاتا ہے۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ جس چیز کو کن کے لفظ سے حکم ہو۔ حکم ہوتے ہی وہ چیز پیدا ہو جاتی ہے اس عام قانون کو ملحوظ رکھ کر جب ہم ابراہیمی نار پر نظر کرتے ہیں تو ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ ابراہیمی آگ ضرور سرد ہوئی ہوگی ورنہ کن سے کون کا تخلف لازم آئیگا۔ رہا یہ سوال کہ ایسا ہونا ممکن ہے یا محال۔ واقعات پر غور کرنے سے پہلے معلوم ہو سکتا ہے کہ ایسے واقعات محال نہیں خدا اپنی مخلوق پر ہر طرح سے تصرف تام رکھتا ہے ﴿وهو القاهر فوق عباده﴾ انہی معنی میں ہیں اس اصول پر مفصل حواشی پہلی جلدوں میں لکھے گئے ہیں۔ منہ

۱۔ اس میں اختلاف ہے کہ یہ ذبح لڑکا کون تھا۔ اسماعیل یا اسحق۔ فریقین کے اپنے اپنے خیالات ہیں اور اپنے اپنے دلائل مگر یہ آیت قرآنی فیصلہ کرتی ہے کہ یہ لڑکا اسماعیل تھا کیونکہ انہی آیتوں میں اسحق کا ذبح لڑکے کے بیان کے بعد آتا ہے جس کا شروع یوں ہے ﴿وبشرناه باسحق﴾ نسیا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حلیم اور ذبح لڑکا اسماعیل تھا اور اسحق الگ ہے۔

مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ۝ فَلَمَّا اَسْلَمْنَا وَكُنَّا لِلْجَبِيْنِ ۝ وَنَادَيْتُهُ اَنْ يُّاْتِرْهُمِمْ ۝

صابر پادیں گے پس جب وہ دونوں تابعداری پر مستعد ہوئے اور اس کو ماتھے کے بل گرایا اور ہم (خدا) نے اس کو آواز دی کہ اے ابراہیم!

قَدْ صَدَقْتَ الرَّيْبَا ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّ هٰذَا لَهٗوُ

تو نے اپنا خواب سچا کر دکھایا ہم اسی طرح نیک بندوں کو بدلہ دیا کرتے ہیں یہی ایک بڑی کھلی نعمت

الْبَلٰوٰتِ الْمُبِيْنِ ۝ وَفَدَيْنٰهُ بِذِيْ عَظِيْمٍ ۝ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝

ہے اور ہم (خدا) نے اس کے بدلہ میں بڑی قربانی ذی اور پچھلے لوگوں میں ہم نے جاری کیا کہ

سَلَّمَ عَلٰٓ اٰبْرٰهِيْمَ ۝ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

ابراہیم پر سلام ہم نیک بندوں کو اسی طرح نیک بدلہ دیا کرتے ہیں کچھ شک نہیں کہ وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھا

کرنے کا حکم ہوا ہے پس جو کچھ آپ کو حکم ہوتا ہے کیجئے ان شاء اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی کوئی بے مہربانی یا بے چینی کا ظہور میں نہ

آئیگی بلکہ آپ مجھ کو صابر پائیں گے کیونکہ میرا عقیدہ ہے۔

در مسلخ عشق جز نکو را کشند لاغر صفتان وزشت خورا کشند

گر عاشق صادقی ز کشتن مگریز مردار بود ہر آنچہ او را کشند

پس جب وہ دونوں باپ بیٹا خدا کی تابعداری پر مستعد ہوئے اور بہ نیت ذبح کرنے کے ابراہیم علیہ السلام نے اس پیارے بچے کو

ماتھے کے بل گرایا تو ہمیں ان کی فرمانبرداری بہت بھلی معلوم ہوئی اور ہم (خدا) نے اس ابراہیم کو آواز دی کہ اے ابراہیم! تو

نے اپنا خواب اصلی معنی میں سچا کر دیا۔ جزاک اللہ بارک اللہ۔ شان عاشقی یہی ہے۔ بس اب یہ کمال عاشقی اپنا رنگ لایگا کہ تو

درجہ محبت سے درجہ محبوبیت میں پہنچے گا۔ یعنی تیرا نام ابراہیم خلیل اللہ ہوگا۔ ہم (خدا) اسی طرح نیک بندوں کو بدلہ دیا کرتے

ہیں کہ درجہ محبت سے ترقی دے کر درجہ محبوبیت تک پہنچادیتے ہیں وہ جس پر پہنچ کر دونوں مراتب محبتی اور محبوبی کے جامع

ہو جاتے ہیں یعنی ان میں دونوں وصف پیدا ہو جاتے ہیں کہ وہ خدا کو چاہتے ہیں خدا ان کو چاہتا ہے یہی ایک بڑی کھلی

نعمت ہے۔ خدا جسے نصیب کرے وہی خوش قسمت ہے اور سنو ابراہیم کے اخلاص کی وجہ سے ہم (خدا) نے اس کے لڑکے

اسماعیل کے بدلے میں بڑی قربانی تادی یعنی ابراہیم کو حکم دیا کہ اس کے بدلے میں ایک بہت عمدہ موٹی تازی قربانی ذبح

کر دے۔ چنانچہ وہی طریق تم مسلمانوں میں مروج ہوا اور ابراہیم کی شان کو ایسا بڑھایا کہ اس سے پچھلے لوگوں میں ہم (خدا)

نے یہ دستور جاری کیا کہ ابراہیم کا نام لیتے ہوئے یا ذکر خیر کرتے ہوئے یوں کہیں کہ ابراہیم پر اسلام یعنی حضرت ابراہیم کا نام

عزت سے لیا کریں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں میں دستور ہے کہ پیغمبروں کے ناموں کے ساتھ علیہ السلام وغیرہ کہتے ہیں۔ ہم

(خدا) اپنے نیک بندوں کو اسی طرح نیک بدلہ دیا کرتے ہیں کہ ان کے حاسد تو ان کو بدنام کرنا چاہتے ہیں مگر ہم ان کے خیر خواہ

اور محبت ایسے لوگ پیدا کر دیتے ہیں کہ ان کے مقابلے میں انکے حاسدوں کی آواز بالکل پست ہو جاتی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ وہ

ابراہیم ہمارے (خدا کے) یکے ایماندار بندوں سے تھا۔ بڑا وصف اس میں یہی ایک (ایمان کامل) تھا۔ واقعی بات یہ ہے کہ ایمان

کامل ہی ایک بڑا بھاری وصف ہے اس ایک وصف کے ہونے سے تمام کام سیدھے ہو جاتے ہیں اور اسی ایک کے نہ ہونے سے

تمام کام بگڑ جاتے ہیں مگر افسوس کہ بہت سے

۱۔ آیت قرآن رضی اللہ عنہم ورضو عنہ کی طرف اشارہ ہے۔ منہ

۲۔ بلا کے معنی تکلیف اور نعمت دونوں کے آتے ہیں۔ منہ

۳۔ بعض مفسرین کا قول ہے کہ یہ دنہ بہشت سے آیا تھا لیکن یہ ان کا قول کسی آیت یا حدیث صحیح مرفوع سے ثابت نہیں۔ منہ

وَبَشِّرْهُ بِاسْحَاقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَبَرَكَاتٍ عَلَیْهِ وَعَلَىٰ اسْحَاقَ ط

اور ہم نے اس کو اسحاق کے نبی اور نیکوں کی جماعت میں ہونے کی خوشخبری دی اور اس پر اور اسحق پر بڑی برکت کی اور ان دونوں کی

وَمِن ذُرِّيَّتِهَا مُحَمَّدٌ وَقَطَمٌ لِّنَفْسِهِ مُبِينٌ ۝ وَلَقَدْ مَنَّا عَلَىٰ مُوسَىٰ

اولاد میں نیک بھی ہوئے اور اپنے نفسوں کے حق میں صریح ظالم بھی اور ہم نے موسیٰ اور ہارون پر بھی بڑا

وَهَرُونَ ۝ وَنَجَّيْنَاهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكُرْبِ الْعَظِيمِ ۝ وَنَصَرْنَهُمْ فَاكْتَوٰ

احسان کیا اور ان کو اور ان کی قوم کو سخت گھبراہٹ سے نجات دی اور ہم نے ان کی مدد کی تو وہی

هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ۝ وَابْتَيْنَاهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ وَهَدَيْنَاهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝

غالب ہوئے اور ہم نے ان دونوں کو روشن کتاب دی اور ان کو سیدھی راہ کی ہدایت کی

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ سَلٰمٌ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَهَرُونَ ۝ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي

اور پچھلے لوگوں میں ہم نے جاری کیا کہ موسیٰ اور ہارون پر سلام۔ اسی طرح ہم نیکو کاروں کو

الْمُحْسِنِيْنَ ۝ اِنَّهُمَا مِّنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ۝

بدلہ دیا کرتے ہیں کچھ شک نہیں کہ یہ دونوں ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے

لوگ ایمان کے معنی بھی نہیں جانتے۔ ایمان یہ ہے کہ دینی اور دنیاوی تمام نفع اور نقصانات کا مالک خدا ہی کو جاننا اور دل سے

اعتقاد رکھنا کہ اس کی رضا میں بیزار پارہے اور اس کی خفگی میں غرقاب ہے۔ اس خیال کو ہر وقت دل میں جمائے رکھنا۔ بس یہ ہے

ایمان۔ ایسا ہی ایمان ہمارے ہاں مشر ہے اگر ایسا نہیں تو بجوئے نارزد (کوڑی کے کام کا نہیں) اور ہماری مہربانی سنو کہ ہم نے اس

ابراہیم کو ایک اور بیٹے اسحق کے نبی اور نیکوں کی جماعت میں ہونے کی خوشخبری دی یعنی بشارت تولد کے ساتھ ہی بتلادیا کہ وہ نبی

ہو گا اور صلحاء کی جماعت کا ایک کامل فرد ہو گا۔ یہ اس لئے بتلایا کہ نیک باپ کو بیٹے کو خوشی اسی حال میں ہوتی ہے جب بیٹا بھی اس

کی روش پر ہو۔ باپ کی روش پر نہیں تو بجائے خوشی کے اٹھا دمہ ہوتا ہے۔ اسی لئے ہم نے ابراہیم کو یہ خوشخبری سنائی اور اس

ابراہیم پر اور اسحق پر بڑی برکت کی اور ان کو بہت بڑھایا۔ ان کی اولاد دنیا معزز قوموں میں شمار ہوئی مگر یہ بھی سن رکھو کہ شیخ

سعدی کا قول بالکل سچ ہے۔

ہنرینا اگر داری نہ جوہر گل از خارست ابراہیم از آذرب

اس لئے ان دونوں نیک بختوں کی اولاد میں نیک بھی ہوئے اور بد اعمالیوں سے اپنے نفسوں کے حق میں صریح ظالم بھی۔ غرض ہر

طرح کے لوگ ہوئے یہ اس لئے تم کو بتلاتا ہے کہ تم سمجھ لو کہ کسی بزرگ اور صالح کی اولاد سے ہونے کا فخر بے جا ہے۔ خدا کے ہاں

اس کی کوئی قدر نہیں جب تک خوردوں کے اعمال بزرگوں جیسے نہ ہوں۔ اور سنو ہم (خدا) نے انہی کی اولاد میں سے حضرت موسیٰ

اور ہارون پر بھی بڑا احسان کیا کہ نبی بنایا اور ان کو اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو سخت گھبراہٹ یعنی فرعون بنی عذاب سے نجات دی اور ہم

(خدا) نے ان کی مدد کی تو وہی اپنے دشمنوں پر غالب ہوئے اور ہم نے ان دونوں کو روشن کتاب تورات دی اور ان کو سیدھی راہ کی

ہدایت کی۔ ایسی کہ وہ خود لوگوں کے ہادی بنے اور ان کے بعد پچھلے لوگوں میں ہم نے یہ دستور جاری کیا کہ موسیٰ اور ہارون پر سلام

یعنی ان کا ذکر اور نام عزت اور دعائے خیر سے لیتے ہیں۔ اسی طرح ہم نیکو کاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں کہ دنیا میں ان کا نام عزت کے

ساتھ لیا جاتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ یہ دونوں حضرات موسیٰ اور ہارون علیہما السلام ہمارے (خدا) کے ایماندار بندوں میں سے تھے۔

وَإِنَّ إِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ أَتَدْعُونَ

اور ایسا خدا کے مرسلوں میں سے تھا جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم لوگ ڈرتے نہیں؟ کیا تم بعل کے دعائیں

بغلاً وَتَدْرُونَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ۝ اللَّهُ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۝

مانگتے ہو اور سب سے بہتر خالق یعنی اللہ کو چھوڑتے ہو جو تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا پروردگار ہے تو انہوں نے اس کی

فَكَذَّبُوهُ فَإِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلِصِينَ ۝ وَتَرْكُنَا عَلَيْهِ

ایک نہ مانی ہیں وہ دوزخ میں حاضر کئے گئے ہاں اللہ کے مخلص بندے بچے رہیں گے اور ایسا کے لئے پچھلے لوگوں

فِي الْآخِرِينَ ۝ سَلِّمْ عَلَآ إِبْرَاهِيمَ ۝ إِنَّا كُنَّا نَمْنَعُ الْمُجْرِمِينَ ۝

میں جاری کیا کہ ایسا پر سلام ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَإِنَّ لَوْطًا لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ كَتَبْنَا

تحقیق وہ ہمارے نیک بندوں میں سے تھا اور کچھ شک نہیں کہ لوط ہمارے رسولوں میں سے تھا جب ہم نے اس کو

وَأَهْلَهُ أَجْمَعِينَ ۝ إِلَّا كَجُورًا فِي الْعُورِينَ ۝ ثُمَّ دَمَرْنَا الْآخِرِينَ ۝ وَكُنْتُمْ

اور اس کے مصلحتین کو بچا لیا بجز ایک بوزمی عورت کے جو پیچھے رہنے والوں میں تھی اور باقی سب کو ہلاک کر ڈالا تم لوگ صبح و شام

كَمْتَرُونَ عَلَيْهِمْ مُصْبِحِينَ ۝ وَيَالَيْلٍ مَا قَلَّ تَعْقِلُونَ ۝

کے وقت ان پر گزرا کرتے ہو کیا پھر بھی تم سمجھتے نہیں؟

اسی طرح اور بھی کئی ایک لوگ خدا کے بندوں میں قابل ذکر تھے۔ مثلاً حضرت ایسا بھی خدا کے مرسلوں میں سے تھا۔ اس

کی زندگی کے واقعات عموماً دلچسپ ہیں خصوصاً وہ وقت تو عجیب تھا جب اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم لوگ اللہ کی بے فرمانی

کرنے سے ڈرتے نہیں؟ کیا تم بعل جیسے بے جان بت سے دعائیں مانگتے ہو اور سب سے بہتر خالق یعنی اللہ کو چھوڑتے ہو جو

تمہارا اور تمہارے باپ دادا کا پروردگار ہے باوجودیکہ یہ تقریر حضرت ایسا کی بالکل صاف اور مدلل تھی مگر ان جاہلوں کو کوئی

اثر نہ ہوا تو انہوں نے اس کی ایک نہ مانی پس نتیجہ اسکا یہ ہو گا کہ وہ سب کے سب دوزخ میں حاضر کئے گئے۔ ہاں جو اللہ کے

مخلص بندے ہونگے وہ بچیں رہیں گے۔ اس لیے ہم نے ان سب کو تباہ کیا اور ایسا کے لئے پچھلے لوگوں میں یہ طریق جاری

کیا کہ نام کے ساتھ ایسا پر سلام کہیں اور تعظیم کے ساتھ نام لیں۔ یہ بھی قبولیت کی علامت ہے۔ ہم نیکوکاروں کو ایسا ہی

بدلہ دیا کرتے ہیں کہ نیک لوگوں میں ان کی عزت اور قبولیت ہوتی ہے۔ تحقیق وہ ایسا علیہ السلام ہمارے مومن بندوں میں

سے تھا اور بس یہی اس کا کمال تھا اور بھی ایک بزرگ کا قصہ سنو کچھ شک نہیں کہ لوط سلام اللہ علیہ بھی ہمارے رسولوں میں

سے تھا۔ اس کی زندگی میں عجیب تر واقعہ اس وقت کا ہے جب ہم نے اس کو اور اس کے تمام مصلحتین کو بچا لیا۔ بجز ایک بوزمی

عورت یعنی اس کی بیوی کے جو بوجہ اپنے کفر کے عذاب میں پیچھے رہنے والوں میں سے تھی باقی سب دینی تعلق رکھنے والوں کو

نجات دی اور باقی سب مخالفین کو ہلاک کر ڈالا۔ تم عرب کے لوگ سفر کرتے ہوئے صبح و شام کے وقت عموماً ان کی بستیوں پر

گزارتے ہیں کیا پھر بھی تم سمجھتے نہیں کہ برائی کا انجام برا ہے اور بھلائی کا نتیجہ ہمیشہ بھلا ملتا ہے؟

۱۔ بعل ان کے بت کا نام تھا جیسے ہندوؤں کے بتوں کے نام الگ ہیں۔

وَإِنَّ يُونُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ۖ إِذْ أَبَقَ إِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ۖ فَسَاهَمَ

اور یونس بھی اللہ کے رسولوں میں سے تھا جب وہ کشتی پر لپکا تو اس نے ان کے ساتھ قرعہ اندازی کی تو وہ اس میں مغلوب

فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِينَ ۖ فَالْتَقَمَهُ الْحُوتُ وَهُوَ مُلِيمٌ ۖ فَلَوْلَا أَنَّهُ

ہو گیا۔ پس مچھلی نے اس کو لقمہ بنا لیا اور وہ شرمندہ تھا اگر وہ خدا کی تسبیح نہ کرتا

كَانَ مِنَ الْمُسْتَجِيبِينَ ۖ لَكَيِّبٌ فِي بَطْنِهِ ۖ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ ۖ فَبَدَأْنَاهُ

تو اس کے پیٹ ہی میں قیامت تک پڑا رہتا۔ پس ہم نے اس کو کھلے میدان میں ڈال دیا اس حال میں کہ وہ بہت کمزور تھا اور

بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ ۖ وَأَثْبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَقْطِينٍ ۖ وَ أَرْسَلْنَاهُ

ہم نے اس کے قریب ایک درخت اگا رکھا تھا جو کدو کی تیل سے ڈھکا تھا اور ہم نے اس کو لاکھ

إِلَى مِائَةِ أَلْفٍ أَوْ يَزِيدُونَ ۖ

سے زیادہ آدمیوں کی طرف رسول کر کے بھیجا

اور سنو یونس نبی علیہ السلام بھی اللہ کے رسولوں میں سے تھے۔ اس کی زندگی کے واقعات میں وہ واقعہ خصوصیت سے قابل ذکر ہے جب وہ کسی کام کے لئے کشتی پر بیٹھے تو لپکا تو اتفاقاً کشتی رکی۔ کشتی والوں میں دستور تھا کہ ایسے موقع پر وہ قرعہ اندازی کرتے جس کے نام کا قرعہ نکلا وہ کشتی سے دریا میں کود پڑتا۔ وہ سمجھتے تھے کہ ایک آدمی کا گر پڑنا اس سے بہتر ہے کہ کشتی کے سارے سوار ڈوبیں۔ اسی اصول کے مطابق انہوں نے قرعہ ڈالا جن میں یونس بھی تھا اس لئے کہنا بجا ہوا کہ اس نے ان کے ساتھ قرعہ اندازی کی تو وہ اس میں مغلوب ہو گیا یعنی قرعہ اسی کے نام کا نکلا جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ وہ دریا میں کود پڑتا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا پس گرتے ہی مچھلی نے اس کو لقمہ بنا لیا اور وہ اپنے کئے پر شرمندہ تھا کیونکہ اس نے خدا کی بے اجازت ہجرت کی اور بے حکم قرعہ ڈالا مگر وہ تسبیح و تقدیس کرتا رہا اگر وہ اس حالت میں خدا کے نام کی تسبیح و تقدیس نہ کرتا یعنی اللہ تعالیٰ کو پاک ناموں سے یاد نہ کرتا تو اس مچھلی کے پیٹ ہی میں قیامت تک پڑا رہتا۔ وہیں سڑ جاتا۔ پس اس تسبیح کی برکت سے ہم نے مچھلی کے پیٹ سے نکال کر اس کو کھلے میدان میں ڈال دیا اس حال میں کہ وہ کمزور اور نڈھال تھا اور ہم نے اس کے قریب کر کے ایک درخت اگا رکھا تھا جو کدو کی تیل سے ڈھکا تھا جس کے سایہ میں حضرت یونس کو راحت ملی اور وہ صحت یاب ہوا۔ بعد صحت ہم نے اس کو اس کی قوم کے لاکھ سے زیادہ آدمیوں کی طرف رسول کر کے بھیجا جس قوم نے پہلے

۱۔ حضرت یونس کے دریا میں جانے کا سبب اور دریا میں تکلیف پہنچنے کی وجہ کیا پیش آئی اس کی تفصیل سورہ انبیاء میں آئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ﴿وَوَدَّ

۲۔ اس آیت میں ایک سخت مشکل ہے کہ کدو کی تیل بلند نہیں ہوتی بلکہ زمین پر پھیلتی ہے اس لیے اس کا سایہ نہیں ہو سکتا نیز شجر تادار درخت کو کہتے ہیں اور کدو تادار نہیں ہوتا۔ تیسری مشکل یہ ہے کہ علیہ کے معنے لو پر ہیں یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ درخت حضرت یونس کے جسم پر اگا ہوا ان تمام مشکلات کے حل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ منہ

فَامَنُوا فَمَسَعْنَهُمْ إِلَىٰ حِينٍ ۝ فَاسْتَفْتِهِمْ أَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُونَ ۝

پھر وہ ایمان لے آئے پس ہم نے ان کو ایک مقررہ وقت تک آسودگی سے گزار دیا پس تو ان سے دریافت کر کیا پروردگار کے لئے لڑکیاں ہیں اور ان کے لئے

أَمْ خَلَقْنَا الْمَلَائِكَةَ إِنَاثًا وَهُمْ شَاهِدُونَ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ مِّنْ أَفْكَهَمَ لِيَقُولُوا ۝

لڑکے؟ کیا ان کے سامنے ہم نے فرشتوں کو مؤنث بنایا تھا؟ یاد رکھو کہ یہ لوگ محض اپنی معمولی دروغ گوئی سے ایسا کہتے ہیں

وَلَدَ اللَّهُ ۖ وَإِنَّهُمْ لَكَاذِبُونَ ۝ أَصْطَفَىٰ الْبَنَاتُ عَلَىٰ الْبَنِينَ ۝ مَا لَكُمْ عَدْوٌ

کہ خدا نے اولاد جنی ہے اور یہ لوگ جھوٹے ہیں۔ کیا خدا نے بیٹوں پر بیٹیوں کو ترجیح دی ہے؟ تمہیں کیا ہوا؟ کیسے

كَيْفَ تَحْكُمُونَ ۝ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝ أَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِينٌ ۝ فَاتُوا

حکم لگاتے ہو؟ کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ کیا تمہارے پاس کوئی روشن دلیل ہے؟ سچے ہو تو

يَكْتُمِكُمْ إِن كُنْتُمْ صٰدِقِينَ ۝ وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ نَسْبًا ۖ وَ

اپنی کتاب لاؤ اور انہوں نے خدا میں اور جنات میں ناطہ مقرر کر رکھا ہے

لَقَدْ عَلِمْتِ الْجِنَّةُ

حالاتکہ جن خود بھی جانتے ہیں

اس کا انکار اور تکذیب کی تھی پھر وہ ایمان لے آئے پس ہم نے ان کو ایک مقررہ وقت تک آسودگی سے گزار دیا۔ اسی طرح کئی

ایک واقعات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے کاموں میں خود مختار ہے وہ کسی دوسرے کا محتاج نہیں۔ نہ اسکی

کوئی اولاد ہیں نہ شریک پس تو اسے نبی! ان سے دریافت تو کر کہ تم جو فرشتوں کو خدا کی لڑکیاں خیال کرتے ہو حالانکہ صنف

نساء تمہارے نزدیک بالکل بے کار چیز ہے تو کیا پروردگار کے لئے لڑکیاں جو بے کار چیز ہیں اور ان کہنے والوں کیلئے لڑکے واہ یہ

عجب تقسیم ہے حالانکہ زبردست کو زبردست اولاد ہوتی ہے اور کمزور کو کمزور مگر یہ لوگ خود تو لڑکیوں کو پسند نہ کریں اور خدا

کی نسبت یہ اعتقاد رکھیں کہ فرشتے اس کی لڑکیاں ہیں ان سے کوئی پوچھے کیا ان کے سامنے ہم نے فرشتوں کو مؤنث بنایا تھا یعنی

یہ لوگ جو فرشتوں کو مؤنث تصور کرتے ہیں تو ان کو اس کا علم کس طرح ہوا؟ کسی سمعی شہادت سے ہو یا روایت سے سمعی

شہادت سے تو ہے نہیں کیونکہ کسی الہامی نوشتہ سے ایسا ملتا نہیں ہاں یعنی روایت کی شہادت ہو تو بتلا دیں لیکن وہ بھی نہیں پس

مسلمانو! یاد رکھو یہ لوگ محض اپنی معمولی دروغ گوئی سے ایسا کہتے ہیں کہ خدائے اولاد جنی ہے کچھ شک نہیں کہ یہ لوگ ایسا کہنے

میں جھوٹے ہیں کیا خدائے اپنے لئے بیٹوں پر بیٹیوں کو ترجیح دی ہے؟ حالانکہ دنیا میں سب لوگ بیٹوں کو چاہتے ہیں اے لوگو!

تمہیں کیا ہوا کیسے بیہودہ حکم لگاتے ہو؟ کیا تم سمجھتے نہیں ہو؟ کیا ایسا کہنے پر تمہارے پاس کوئی روشن دلیل ہے؟ سچے ہو تو اپنی

کتاب لاؤ جس میں ایسی دلیل لکھی ہو اور انکی بیہودگی سنو کہ انہوں نے یعنی ان میں سے بعض نے خدائیں اور جنات میں ناطہ

مقرر کر رکھا ہے عجب فلسفی دماغ ہیں کہ جو چیز انکی نگاہ میں نہیں آتی ان کو خدا کا ناطہ دار بناتے ہیں حالانکہ جن خود بھی اس سے

انکاری ہیں کیونکہ وہ بھی اپنے آپ کو خدا کی مخلوق سمجھتے ہیں اور وہ جانتے ہیں یعنی ان میں سے ایماندار اسکا اعتقاد رکھتے ہیں

۱۔ عرب جاہلیت میں یہ اعتقاد تھا کہ فرشتے چونکہ نظروں سے مستور ہیں لہذا وہ مؤنث ہیں اور مؤنث پر تفریح کرتے تھے کہ خدا کی بیٹیاں ہیں ان

کے اس بد عقیدہ کی اصلاح قرآن مجید کے متعدد مواقع پر کی گئی ہے بخملاً ایک مقام یہ ہے۔ منہ

۲۔ جیسے فرشتوں کو خدا کی لڑکیاں کہتے ہیں جنوں کو بھی خدا کے لڑکے کہتے تھے ان کی اصلاح کے لیے یہ آیت نازل ہوئی۔ منہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ عَمَّا يُصِفُونَ ۝ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝

کہ وہ بھی خدا کے حضور پیش کئے جائیں گے، خدا ان کے ایسے بیانات سے پاک ہے، ہاں جو اللہ کے مخلص بندے ہیں وہ ایسے نہیں۔

فَأَنكُم مَّا تَعْبُدُونَ ۝ مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ بِفِتْنِينَ ۝ إِلَّا مَنْ هُوَ صَلَّ

پس تم اور تمہارے، معبود سوا اس کے جو جہنم میں جانے والا ہو کسی کو گمراہ نہیں کر

الْجَحِيمِ ۝ وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ۝ وَإِنَّا لَنَعْنُ الصَّاقُونَ ۝

کتے۔ ہم میں سے ہر ایک کا ایک مقام ہے اور ہم خدا کے سامنے صف بستہ رہتے ہیں

وَإِنَّا لَنَعْنُ الْمُسَبِّحِينَ ۝ وَإِن كَانُوا لَيَقُولُونَ ۝ لَوْ أَنَّ عِندَنَا ذِكْرًا

اور ہم تمہیں پڑھتے ہیں یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر ہمارے پاس پہلے لوگوں سے نصیحت

مِّنَ الْأَوَّلِينَ ۝ لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ۝ فَكَفَرُوا بِهِ فَسَوْفَ

پہنچی ہوتی تو ہم اللہ کے مخلص بندے ہو جاتے، سو اب اس کے منکر ہوئے۔ پس آپ ہی جان

يَعْلَمُونَ ۝ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ۝ إِنَّهُمْ لَهُمُ

جائیں گے ہمارا اپنے مرسلین کے حق میں فیصلہ ہو چکا ہے کہ آخر کار ان کو

الْمَنْصُورُونَ ۝ وَإِن جُنَدُنَا لَهُمُ الْعُلْبُونَ ۝ فَوَلَّوْا عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ۝

مدد پہنچتی ہے اور ہماری فوج ہی غالب آتی ہے پس تو ایک وقت تک ان سے روگردانی کر

کہ ایک روز وہ بھی خدا کے حضور پیش کئے جائیں گے۔ خدا تعالیٰ ان مشرکوں کے ایسے بیانات سے پاک ہے، ہاں جو اللہ کے

مخلص بندے ہیں وہ ایسے نہیں۔ نہ ایسی بیہودہ گوئی کیا کرتے ہیں نہ ایسے عقیدے رکھتے ہیں بلکہ وہ سیدھے سادھے طور پر خدا کو

مانتے ہیں پس بطور عبرت تم مسلمانو! ان مشرکوں کو کہو کہ اے مشرک! سنو تم اور تمہارے معبود یعنی گرو اور پیر جو تم کو شرک کی

تعلیم دیتے ہیں اور تم اس تعلیم کو مان کر شرک کرتے ہو گویا تم انہی کی عبادت کرتے ہو تم سب مل کر خواہ کتنا ہی زور لگاؤ ان

تھک کوشش کرو سوا اس بد بخت کے جو بدیہی طور پر جہنم میں جانے والا ہو کسی صاف دل آدمی کو گمراہ نہیں کر سکتے کیونکہ

تمہارے خیالات ایسے کمزور اور واہیات ہیں کہ ادنیٰ عقل کا آدمی بھی ان کو نہیں مان سکتا۔ دیکھو ہم نے فرشتوں کا بیان تم کو

سناتے ہیں کہ وہ خود باوجود عظمت اور بزرگی کے اس بات کے قائل ہیں کہ ہم فرشتوں میں سے ہر ایک کا ایک مقام ہے جس

سے وہ بڑھ نہیں سکتے اور ہم اپنی اپنی عبادت گاہوں میں خدا کے سامنے صف بستہ رہتے ہیں اور ہم سب خدا کی تسبیحیں پڑھتے

ہیں۔ پھر بھی یہ لوگ ہم (فرشتوں) کو خدا کی اولاد جانتے ہیں اور قرآنی تعلیم سے انکار کرتے ہیں حالانکہ یہ لوگ کہا کرتے تھے

کہ اگر ہمارے پاس پہلے لوگوں سے نصیحت پہنچی ہوتی تو ہم کچے اور سچے اللہ کے مخلص بندے ہو جاتے۔ سو اب یہ کتاب ان کے

پاس آئی تو اس سے منکر ہو گئے پس آپ ہی جان جائیں گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اسی دنیا میں ذلیل و خوار ہوں گے اور

آخرت میں بھی رسوا۔ کیونکہ ہمارا (خدا کا) اپنے مرسلین بندوں کے حق میں فیصلہ ہو چکا ہے کہ آخر کار ان کو مدد پہنچتی ہے اور

ہماری فوج (ویندار جماعت) ہی غالب آتی ہے خواہ چند روزہ تکلیف کے بعد۔

۱۔ قرآن مجید کا طرز نزول مختلف قسم کا ہے کبھی تو یہ بھیغہ خطاب نبی کو حکم ہے کہ لوگوں سے ایسا کو کبھی نبی کی زبانی حکایت ہے یہاں اس آیت

میں فرشتوں کی طرف سے کلام منقول ہے تاکہ مشرکوں کے خیال کی اصلاح ہو۔ منہ

وَأَبْصَرَهُمْ فَسَوَّفَ يُبْصِرُونَ ﴿۱۳﴾ أَوَعَدَّابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿۱۴﴾ فَإِذَا نَزَلَ

اور ان کو دیکھتا رہ وہ بھی اپنا انجام دیکھیں گے۔ پھر کیا ہمارا عذاب جلد چاہتے ہیں؟ جب وہ عذاب ان کی

پساحتہم فسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذِرِينَ ﴿۱۵﴾ وَكَوْلَ عَنْهُمْ حَتَّىٰ حِينٍ ﴿۱۶﴾ وَ

آنکھوں میں اترا تو جن لوگوں کو عذاب سے ڈرایا گیا ہے ان کا حال برا ہوگا اور ایک قریب وقت تک ان سے روگردانی کر اور

أَبْصَرَ فَسَوَّفَ يُبْصِرُونَ ﴿۱۷﴾ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعَزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿۱۸﴾ وَ

دیکھتا رہ پس وہ بھی دیکھ لیں گے تیرا پروردگار جو بڑی عزت والا ہے ان کی بے ہودگی سے پاک ہے اور رسولوں

سَلَّمَ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ﴿۱۹﴾ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۲۰﴾

پر سلام اور تعریفات جملہ کا مالک خدا ہے جو تمام جہان کا پروردگار ہے

سورت ص

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

ص وَالْقُرْآنِ ذِي الذِّكْرِ ﴿۱﴾ بَلِ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي عَذَابٍ وَشَقَاقٍ ﴿۲﴾ كَمْ

میں اللہ بڑا صادق ہوں قسم ہے نصیحت والے قرآن کی بے شک وعدہ الہی سچ ہے مگر کافر لوگ ناحق کی ہیکڑی اور مخالفت میں ہیں ہم نے کئی

أَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ قَبْلِهِمْ قَتَادًا وَآوَالَاتٍ حِينٍ مَنَاصٍ ﴿۳﴾

قومیں ان سے پہلے ہلاک کر دیں تو وہ چلائے لیکن غلطی کا وقت باقی نہ رہا تھا

ہی ایسا ہو۔ پس تو اے نبی! ایک وقت تک ان سے روگردانی اور صبر سے خاموش رہ کر ان کو دیکھتا رہ۔ وہ بھی اپنا کام انجام دیکھیں

گے۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ مواخذہ خداوندی کی تاب ان میں نہیں۔ پھر کیا ہمارا عذاب جلد از جلد چاہتے ہیں یاد رکھیں جب وہ

عذاب ان کے آنکھوں میں یعنی ان کے قرب و جوار میں اترا جن لوگوں کو عذاب سے ڈرایا گیا ہے ان کا حال برا ہو جائیگا۔ پس تو

صبر کر اور ایک قریب وقت تک ان سے روگردانی کر اور دیکھتا رہ پس وہ بھی دیکھ لیں گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ تیرا

پروردگار جو بڑی عزت والا ہے ان کی بے ہودہ گوئی سے جو یہ لوگ اللہ کی نسبت کہتے ہیں پاک ہے اور اللہ کے رسولوں کو کارخانہ

الہی میں کوئی حصہ نہیں۔ بجز اس کے کہ ان پروردگار و سلام ہے اور تعریفات جملہ کا مالک خدا ہے جو تمام جہان کا پروردگار ہے

فالحمد لله رب العالمين

سورۃ ص

لوگو سنو! میں اللہ بڑا صادق القول ہوں۔ مجھے قسم ہے اس نصیحت والے قرآن کی بیشک وعدہ الہی کی خیر سچ ہے مگر کافر لوگ ناحق

حق کی ہیکڑی (غرور) اور مخالفت میں ہیں سو اس کا بد نتیجہ پائیں گے۔ ہم (خدا) نے کئی قومیں ان سے پہلے ہلاک کر دیں تو وہ اس

وقت بڑے زور سے چلائے لیکن مخلصی کا وقت باقی نہ رہا تھا۔ ہر ایک کام کا وقت ہوتا ہے وہ وقت اگر ٹل جائے تو پھر کچھ بھی

نہیں۔ نہ انہی قانون کے مطابق عذاب آنے سے پیشتر اگر توبہ کی جائے تو ٹل جاتا ہے ورنہ نہیں۔ یہ عرب کے لوگ بھی اپنے

حق میں یہی چاہتے ہیں کہ عذاب جلدی آئے۔

وَجَبُّوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنذِرٌ مِنْهُمْ ۖ وَقَالَ الْكٰفِرُونَ هٰذَا سِحْرٌ كٰذِبٌ ۗ

اور ان کو تعجب ہوتا ہے کہ ان کے پاس انہی میں سے ایک آدمی سمجھانے والا آیا۔ اور منکر کہتے ہیں کہ یہ جادو گر ہے بڑا جھوٹا۔ اس نے

اَجْعَلِ الْاِلٰهَةَ الْاِلٰهًا وَّاحِدًا ۗ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجَابٌ ۗ وَاَنْطَلَقَ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْهُمْ

تمام معبودوں کو چھوڑ کر ایک ہی کو لے لیا ہے کچھ شک نہیں کہ یہ عجیب بات ہے ان میں سے ایک جماعت یہ کہتی

اَنْ اَمْشُوا وَاَصْبِرُوْا عَلٰی الْهَيْكَلِكُمْ ۗ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُرٰدُ ۗ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا

ہوئی چلی جاتی ہے کہ چلو میاں اپنے معبودوں پر جے رہو یہ تو محض ایک ہوس ہے۔ ہم نے پہلے لوگوں میں کبھی یہ

فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۗ اِنَّ هٰذَا اِلَّا اِخْتِلَاقٌ ۗ عَاۓزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا

میں سنا ہے شک یہ محض سن گھڑت بات ہے۔ کیا ہم میں سے اسی پر نصیحت آمیز کلام نازل ہوا ہے؟

بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِّنْ ذِكْرٍ ۚ بَلْ لَمَّا يَدُوْقُوْا عَذَابٍ ۗ اَمْ عِنْدَهُمْ

کہ ان کو میرے ذکر سے انکار ہے بلکہ ابھی تک انہوں نے میرا عذاب نہیں چکھا۔ کیا تمہارا پروردگار جو بڑا

خٰزِنٌ رَّحِيْمٌ سَرِيْكُ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۗ اَمْ لَهُمْ مَّلٰٓئِكَةُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا

غائب اور فیاض ہے اس کی رحمت کے خزانے ان کے پاس ہیں؟ کیا آسمانوں زمینوں اور ان کے درمیان کی چیزوں کے اختیارات انہی کو حاصل

اور تو کچھ نہیں ان کو اس بات سے تعجب ہوتا ہے کہ ان کے پاس انہی میں سے ایک آدمی ﷺ سمجھانے والا آیا اسی لئے اس کی

مخالفت پر تلے بیٹھے ہیں اور منکر جب دیکھتے ہیں کہ باوجود ہماری مخالفت کے لوگوں پر اس کا اثر ہوتا ہے تو عام لوگوں کو بدگمان

کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ یہ شخص جادو گر ہے اور نبوت کے دعوے میں بڑا جھوٹا ہے۔ کیا اس کے..... جھوٹ کی دلیل ایک

بیکانی نہیں کہ اس نے تمام معبودوں کو چھوڑ کر ایک ہی کو لے لیا ہے بس اسی کا گیت گاتا ہے اسی کے راگ الاپتا ہے اور کسی کو

جاتا بھی نہیں حالانکہ ہم لوگ مدت سے ایسا سنتے آئے کہ دنیا کا انتظام کئی ایک معبودوں کے ہاتھ میں بٹا ہوا ہے۔ کچھ شک

نہیں کہ اس کا یہ خیال عجیب بات ہے جو بات دینا بھر میں کوئی نہیں کہتا یہ کہتا ہے یہ کہہ کر ان میں سے ایک جماعت یہ کہتی ہوئی

چلی جاتی ہے کہ چلو میاں اپنے قدیمی معبودوں پر جے رہو۔ یہ اس کا خیال تو محض ایک ہوس ہے۔ ہم نے تو پہلے لوگوں اپنے

آباد و اجداد میں یہ کبھی نہیں سنا جو یہ مدعی نبوت کہتا ہے۔ پس بے شک یہ محض سن گھڑت بات ہے۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ دنیا بھر

میں ایک ہی ایسا ممتاز ہو کر نبوت کے درجہ تک پہنچ جائے کیا ہم میں کوئی رئیس نہیں۔ معزز نہیں جو نبوت و رسالت پاسکے پھر

کہا سب ہے کہ ہم میں سے اسی پر نصیحت آمیز کلام نازل ہوا ہے۔ کیا ہم نے کوئی چوری کی تھی۔ کیا ہم شریف خاندان کے نہ

تھے۔ کیا ہم قریش نہ تھے بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ان کو میرے (خدا کے) ذکر اور نصیحت سے انکار ہے یہ مانتے ہی نہیں کہ کوئی

کلام ہدایت نظام بغرض رفاہ عام خدا کے ہاں سے نازل ہوتا ہے بلکہ یہ سرے سے منکر ہیں کیونکہ ابھی تک انہوں نے میرا

عذاب نہیں چکھا۔ بھلا یہ جو خدائی کاموں میں دخل دیتے ہیں اور خدائی تقسیم پر معترض ہوتے ہیں کہ یہ کیوں نبی ہو اور ہم

کیوں نہ ہوئے۔ کیا تمہارا پروردگار جو بڑا غالب اور بڑا فیاض ہے۔ اس کی رحمت کے خزانے ان کے پاس ہیں کہ ان سے اجازت

لے کر وہ تقسیم کرے۔ پھر وہ غالب اور فیاض ہی کیا ہوا۔ یہ نادان جانتے ہی نہیں کہ اس کا غلبہ اور فیاضی اسی بات کی متقی ہے

کہ وہ جس کو چاہے جو چاہے دیدے روکنے والا اور پوچھنے والا کون؟ کیا زمینوں آسمانوں اور ان کے درمیان کی چیزوں کے

اختیارات انہی معترضین کو حاصل ہیں؟

فَلْيَرْقُبُوا فِي الْأَسْبَابِ ۝ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُومٌ مِنَ الْأَحْزَابِ ۝ كَذَّبَتْ

ہیں پھر تو آسمان کی طرف سیڑھیوں پر چڑھ جائیں؟ گزشتہ گروہوں میں سے یہ بھی ایک شکست یافتہ گروہ ہے۔ ان سے پہلے نوح کی

قَبْلَهُمْ قَوْمٌ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ ۝ وَثَمُودٌ وَقَوْمٌ لُوطٍ وَأَصْحَابُ

قوم نے، عاد کی قوم نے، بڑی قوت والے فرعون نے، قوم ثمود، قوم لوط اور ایک والوں نے جھٹلایا تھا

لَيْكُمُ أُولَئِكَ الْأَحْزَابُ ۝ إِنَّ كُلًّا لَكَاذِبٌ الرُّسُلِ فَحَقَّ عِقَابُ ۝

یہ تو برباد شدہ گروہ ہیں ہر ایک نے رسولوں کی تکذیب کی تھی پھر میرا عذاب ان پر واجب ہو گیا

وَمَا يَنْظُرُ هَؤُلَاءِ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً مِّنْ فَوْقِ ۝ وَقَالُوا رَبَّنَا عَجَلْ

یہ بھی تو صرف ایک آواز کے انتظار میں ہیں آواز میں وقفہ نہ ہوگا اور کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار جو کچھ

لَنَا قَطْنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ۝ لَمَصْبُورًا عَلَا مَا يَقُولُونَ وَأَذْكُرُ عَبْدَنَا

ہماری قسمت میں لکھا ہے وہ یوم الحساب سے پہلے جلدی جلدی ہم پر وارو کر دے۔ جو کچھ بھی یہ یہ لوگ کہتے ہیں ان پر صبر کر اور ہمارے نیک بندے داؤد کو یاد

دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ ۝ إِنَّهُ آوَابٌ ۝ إِنَّا سَخَرْنَا الْجِبَالِ مَعَهُ لِيُصَيِّنَ بِالْعَشِيِّ

کیا کہ جو بڑی قوت کا آدمی تھا بے شک وہ خدا کی طرف رجوع تھا ہم نے بڑے پہاڑوں کو مسخر کر دیا تھا کہ اس کے ساتھ صبح و شام

وَالْإِشْرَاقِ ۝

تسبیحیں پڑھا کریں

پھر تو آسمان کی طرف سیڑھیوں پر چڑھ جائیں اور آسمانی فیضان کو بند کر دیں۔ یہ ہیں کیا؟ بقول

کیا پدتی اور کیا پدتی کا شوربا!

گزشتہ زمانے کے تباہ شدہ گروہوں میں سے یہ بھی ایک شکست یافتہ ذلیل ترین گروہ ہے اور بس اس سے زیادہ نہیں چند ہی روز میں ان کی اکڑفون ختم ہونے کو ہے۔ جس طرح ان سے پہلے نوح کی قوم نے عاد کی قوم نے، بڑی قوت والے فرعون نے، قوم ثمود قوم لوط اور ایک والوں نے جھٹلایا تھا۔ یہ بھی جھٹلا رہے ہیں جس طرح ان پر عذاب آیا تھا ان پر بھی آئے گا۔ کیونکہ یہ تو برباد شدہ گروہ ہیں جن کے یہ لوگ آج بقیۃ السیف اور تکذیب حق میں تابع ہیں۔ جتنے یہ لوگ ہیں گو ان میں ان میں بہت سے امور میں اختلاف بھی تھا۔ مگر اتنے حصے میں سب شریک تھے کہ ان میں سے ہر ایک نے رسولوں کی تکذیب کی تھی پھر میرا عذاب ان پر واجب ہو گیا۔ اب جو یہ لوگ شور و شغب کر رہے ہیں یہ بھی تو صرف ایک آواز کے انتظار میں ہیں جیسی پہلے لوگوں پر آئی تھی اور وہ ہلاک ہو گئے تھے یاد رکھیں اس آواز میں وقفہ نہ ہوگا یعنی جب وہ آوے گی تو ایک دم فنا کر دے گی اور سنو! ان کی حماقت کا یہ حال ہے کہ کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار جو کچھ ہماری قسمت کا لکھا عذاب ہے وہ یوم الحساب سے پہلے اسی دنیا میں جلدی جلدی ہم پر وارو کر دے۔ یہ سن کر تیری طبیعت پر ایک گونہ اثر ہوتا ہے اور تو ان کی مخالفت کو خیال میں لاتا ہے اس لئے ہم تجھے ہدایت کرتے ہیں کہ تو ان باتوں کا ہرگز خیال نہ کرنا جو کچھ بھی یہ لوگ کہتے ہیں ان پر صبر کر اور اگر طبیعت کو کبھی ملال ہو تو ہمارے نیک بندے داؤد سلام اللہ علیہ کو یاد رکھو جو بڑی قوت اور ہمت کا آدمی تھا عبادت میں بھی چست اور جہاد میں بھی مضبوط بے شک وہ اللہ کی طرف رجوع تھا کوئی کام ہو وہ اس کی انجام دہی میں اللہ ہی سے امیدوار رہتا تھا ہم (خدا) نے بڑے بڑے پہاڑوں کو مسخر کیا تھا کہ اس کے ساتھ صبح و شام تسبیح پڑھا کریں عجب

وَالظَّيْرُ مَحْشُورَةٌ ۖ كُلُّ لَهٗ آوَابٌ ۝ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصَلَ

جانور اس کے سامنے جمع ہوتے سب کے سب اس کے فرمانبردار تھے اور ہم نے اس کے ملک کو مضبوط کیا اور اس کو عقلمندی اور فیصلہ کرنے کا سلیقہ

الْحِطَابِ ۝ وَهَلْ أَتَاكَ نَبُؤًا الْخَصْرُ إِذْ تَسْوَرُوا الْحُرَابَ ۝ إِذْ دَخَلُوا

عطا کیا۔ بھلا تجھے ایک مقدمہ والوں کی خبر پہنچی ہے جب وہ دیوار کو دو گئے تھے جس وقت وہ داؤد کے پاس

کیفیت ہوتی تھی۔ حضرت داؤد جب خدا کے نام کی تسبیح پڑھتے تو پہاڑوں سے بھی ان کو تسبیح کی آواز آتی یا کیفیت محسوس ہوتی جس کیفیت کو کسی عارف خدا نے یوں بیان کیا ہے۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر وقت دفترت معرفت کروگار

اسی طرح جانور بھی اس کے سامنے تسبیح خوانی کرتے ہوئے جمع ہوتے جیسے کسی عارف خدا نے کہا ہے۔

مرغان چمن بہر صباے تسبیح کنناں با صلاے

سب کے سب اس کے فرماں بردار تھے اور سنو ہم نے اس کے ملک اور حکومت کو مضبوط کیا اور اس کو عقلمندی یعنی سیاست پالیسی اور مقدمات میں فیصلے کرنے اور سیاسی معاملات میں گفتگو کرنے کا سلیقہ عطا کیا کہ نزاعات میں فیصلہ کرتا یا کسی سفیر یا وکیل سلطنت سے یا کسی مجلس میں گفتگو کرتا تو سب پر عجیب اثر ہوتا۔ نہایت معقول اور سلجھی ہوئی تقریر ہوتی۔ بھلا تجھے ایک مقدمہ والوں کو خبر پہنچی ہے جب وہ داؤد کے مکان کی دیوار کو دو گئے تھے یعنی جس وقت حضرت داؤد اپنے محل خاص میں بیٹھے تھے۔

۱۔ اس آیت کی تفسیر میں ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اوریا کی عورت کو کہیں دیکھ لیا چونکہ وہ خوبصورت تھی لہذا اس پر طبیعت مائل ہو گئی۔ اس کے نکاح میں لانے کو یہ ترکیب نکالی کہ اوریا کو جنگ میں بھیج کر مروایا جائے۔ چنانچہ ایک واقعہ جنگ میں گیا اور بیچ آیا۔ دوبارہ بھیجا پھر بیچ گیا۔ سہ بارہ افر اعلیٰ کو حکم دیا کہ اس کو کسی سخت جنگ میں بھیجو اور سب سے آگے رکھو چنانچہ تیسری دفعہ سخت جنگ معرکہ میں اوریا بھیجا گیا جس میں وہ قتل ہوا۔ تو حضرت داؤد نے اس کی بیوی سے نکاح کر لیا (معالم التنزیل) کہتے ہیں کہ فرشتے آسمان سے آئے۔ انہوں نے حضرت داؤد کو اس فعل پر تنبیہ کرنے کو کہا کہ ہم میں نزاع ہے آپ فیصلہ کیجئے دراصل وہ انسان نہ تھے۔ نہ ان میں کوئی نزاع تھی۔ یہ قصہ دراصل یہودیوں کی بائبل سے لیا گیا ہے مگر چونکہ بائبل میں قبل از نکاح حرام کاری کا ذکر ہے اس لئے تاملین نے اتنا حصہ چھوڑ کر باقی کو نقل کر دیا۔ بائبل میں اس قصے کے الفاظ یوں ہیں :-

”ایک دن شام کو ایسا ہوا کہ داؤد اپنے بچھونے پر سے اٹھا اور بادشاہی محل کی چھت پر ٹھلنے لگا اور وہاں سے اس نے ایک عورت کو دیکھا۔ جو نماز ہی تھی وہ عورت نہایت خوبصورت تھی۔ تب داؤد نے اس عورت کا حال دریافت کرنے کو آدمی بھیجے۔ انہوں نے کہا وہ العام کی بیٹی بنت سبغ تھی اور یہاں کی جو رو نہیں؟ اور داؤد نے لوگ بھیج کر اس عورت کو بلا لیا۔ چنانچہ وہ اس پاس آئی اور وہ اس سے ہمسر ہوا۔ کیونکہ وہ اپنی ناپاکی سے پاک ہوئی تھی۔ اور وہ اپنے گھر چلی گئی اور وہ عورت حاملہ ہو گئی۔ سو اس نے داؤد کے پاس خبر بھیجی کہ میں حاملہ ہوں اور داؤد نے نواب کو کہلا بھیجا کہ حتیٰ اوریاہ کو مجھ پر بھیج دے۔ سو اوریاہ کو نواب نے داؤد کے پاس بھیجا اور جب اوریاہ آیا داؤد نے پوچھا کہ یو اب کیسا ہے اور لوگوں کا کیا حال ہے اور جنگ کے کیسے انجام ہوتے ہیں۔ پھر داؤد نے اوریاہ کو کہا کہ اپنے گھر جا اور پانے پاؤں دھو اور یاہ جو بادشاہ کے محل میں سے نکلا تو بادشاہ کی طرف سے اس کے پیچھے پیچھے ایک جوان بھیجا گیا پر اوریاہ بادشاہ کے گھر کے آستانہ پر اپنے خداوند کے سب خادموں کے ساتھ سو رہا۔ اور اپنے گھر نہ گیا۔ اور جب انہوں نے داؤد کو یہ کہہ کر خبر دی تھی کہ اوریاہ اپنے گھر نہ گیا تو داؤد

عَلَىٰ دَاوُدَ فَفَزِعَهُ مِنْهُمْ قَالُوا لَا تَخَفْ ۗ خَصَمِينَ بَعِيَ بَعْضُنَا عَلَىٰ بَعْضٍ

جا بیچے تو وہ ان سے گھبرایا بولے، حضور! خوف نہ کیجئے ہم دونوں اہل مقدمہ ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر

فَاخَكُمْ بَيْنِنَا بِالْحَقِّ وَلَا تَشُوْطْ وَاهِدِنَا إِلَىٰ سَوَاءِ الصِّرَاطِ ﴿۱۰﴾

ظلم کیا ہے پس حضور انصاف کے ساتھ ہمارا فیصلہ فرمادیجئے اور کسی طرح کی نا انصافی نہ کیجئے اور ہم کو سیدھی راہ کی طرف ہدایت فرمائیے!

وہ اہل مقدمہ ان کے پاس جا بیچنے تو وہ ان کی اس جرأت اور وحشیانہ حرکت سے گھبرایا اور دل میں ٹھان لیا کہ ان کو اس وحشیانہ

حرکت پر سبق دیا جائے۔ وہ حضرت داؤد کے تیور بدلے دیکھ کر پانگے کہ سرکار ہم پر خفا ہوئی ہے۔ بولے کہ حضور! خوف نہ

کیجئے۔ خدا انخواستہ ہم حضور کے مخالف نہیں بلکہ ہم دونوں اہل مقدمہ ہیں ہم میں سے ایک نے دوسرے پر ظلم کیا ہے۔ پس

حضور انصاف کے ساتھ ہمارا فیصلہ دیجئے۔ ہماری پر زور درخواست ہے کہ ہم میں انصاف کیجئے اور کسی طرح کی بے انصافی نہ

کیجئے اور ہم کو سیدھی راہ کی طرف ہدایت فرمائیے!

نے اور یاہ کو کہا کیا تو سفر سے نہیں آیا پس تو اپنے گھر کیوں نہ گیا تب اور یاہ نے داؤد سے کہا کہ صدوق اور اسرائیل اور یہودہ
خیوں میں سے ہیں اور میرا خداوند یو اب اور میرے خداوند کے خادم کھلے میدان میں پڑے ہوئے ہیں ہیں میں کیونکر اپنے
گھر میں جاؤں اور کھاؤں اور بیوں اور اپنی جو رو کے پاس سو ہوں۔ تیری حیات اور تیری جان کی قسم کہ میں یہ کبھی نہ کروں
گا۔ پھر داؤد نے اور یاہ کو کہا کہ آج کے دن بھی یہاں رہ جا اور کل میں تجھے روانہ کروں گا۔ سو اور یاہ اس دن اور دوسرے دن
بھی یہی روٹھم میں رہ گیا تب داؤد نے اسے بلایا اور اس نے اس کے حضور کھلایا اور پیا اور اس نے اسے مست کیا اور شام کو باہر جا
کر اپنے خداوند کے خادموں کے ساتھ اپنے بستر پر سو رہا پر اپنے گھر میں نہ گیا اور صبح کو داؤد نے یو اب کے لئے خط لکھا اور
اور یاہ کے ہاتھ میں دے کر اسے بھیجا۔ اور اس نے خط میں یہ لکھا کہ اور یاہ کو سخت لڑائی کے وقت گاڑی کیچھ اور اس کے پاس
سے پھر آئیو تاکہ وہ مارا جائے اور جان بحق ہو اور ایسا ہوا کہ یو اب جو اس شہر کے گرداگرد کی حالت دیکھنے گیا تو اس نے اور یاہ کو
ایسے مقام پر جہاں اس نے جانا کہ جنگی لوگ وہاں ہیں مقرر کیا اور اس شہر کے لوگ نکلے اور یو اب سے لڑے اور وہاں داؤد
کے خادموں میں سے تھوڑے سے لوگ کام آئے اور حتی اور یاہ بھی مارا گیا تب یو اب نے آدمی بھیجا اور جنگ کا سب احوال
داؤد سے کہا اور قاصد کو ایسی تاکید کر کے کہا کہ جب تو بادشاہ سے جنگ کا سارا احوال عرض کر چکے تو اگر ایسا ہوا کہ بادشاہ کا
غصہ بھڑکے اور تجھے کہے کہ جب تم جنگ پر چڑھے تو شہر سے کیوں ایسے نزدیک گئے کیا تم نہ جانتے تھے کہ دے دیوار پر سے
تیرا میں گئے۔ یہ روٹھتے کے بیٹے ایک کو کس نے مارا کیا ایک عورت نے چکی کا پاٹ دیوار پر سے اس پر نہیں دے مارا کہ وہ
تلیبض میں مر گیا۔ سو تم کیوں شہر کی دیوار تلے گئے تھے تب کہو کہ تیرا خادم حتی اور یاہ بھی مارا گیا چنانچہ قاصد روانہ ہوا اور آیا
اور جو کچھ کہ یو اب نے کہا بھیجا تھا سو داؤد سے کہا سو قاصد نے داؤد سے کہا کہ لوگوں نے البتہ ہم پر بڑا غلبہ کیا اور دے
میدان میں ہم پاس نکلے۔ سو ہم انہیں رگیدتے ہوئے پھانک کے مدخل تک چلے گئے۔ تب تیرا اندازوں نے دیوار پر سے
تیرے خادموں کو نشانہ کیا۔ بادشاہ کے بعضے خادم کام آئے اور تیرا خادم حتی اور یاہ بھی مارا گیا۔ سو داؤد نے قاصد کو کہا کہ
یو اب کو جا کے کہہ کہ یہ بات تیری نظر میں بری نہ ٹھہرے۔ اس لئے کہ تلوار جیسا اسے کاٹی ہے اسے بھی کاٹی ہیں تو شہر
سے مقابل بڑی جنگ کر اور اسے ڈھاوے اور تو اسے دم دلا سادے اور اور یاہ کی جو رو اپنے شوہر اور یاہ کا مرنا سن کر سوگ میں
بیٹھی اور جب سوگ کے دن گز گئے تو داؤد نے اسے اپنے گھر میں بلوایا

إِنَّ هَذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَتِسْعُونَ نَجْعَةً وَلِي نَجْعَةٌ وَاحِدَةٌ فَقَالَ

یہ شخص میرا بھائی ہے اس کی ننانویں دنبیاں ہیں اور میری ایک ہے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ یہ ایک بھی مجھے دے دے۔

أَكْفَلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ ۝

اور گفتگو میں مجھ پر غالب آیا

یہ کہہ کر ان میں سے ایک نے بیان دعویٰ شروع کیا۔ کہ یہ شخص رشتہ یا برادری میں تمیرا بھائی ہے۔ اس کی ننانویں دنبیاں ہیں اور میری ایک ہے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ یہ ایک بھی مجھے دیدے۔ میں نے انکار کیا تو سو طرح کی جھٹیں اور دلیلیں اس نے بتلائیں اور گفتگو میں مجھ پر غالب آیا۔ کبھی کہتا ہے ایک دبی اور اس رہے گی۔ کبھی کہتا ہے تو ایک دبی کے لئے مارا مارا پھرتا ہے۔ مجھے دے کر فارغ ہو جا اور کسی مفید کام میں لگ جا غرض ہر طرح سے مجھے قائل کرتا ہے دھمکی

اور وہ اس کی جو رو ہوئی اور اس کے لئے بیٹا جی۔ پردہ کام جو داؤد نے کیا تھا خداوند کی نظر میں براہوا!!۔“ (سورہ نمل باب الفترہ ۲۷ تا ۲۸ تک) یہ قصہ بتانے والوں کی کتنی دلیری ہے کہ ایک نبی کی شان میں ایسے لکھے ہیں کہ معمولی آدمی کے حق میں بھی بولے جائیں تو ناپسند ہوں امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصے کی تکذیب میں سترہ قرائن پیش کئے ہیں۔ سات قبل آیت کے اور دس بعد کے چنانچہ فرماتے ہیں:-

والذی ادین بہ واذہبہ الیہ ان ذلک یا باطل
دیدل علیہ وجوہ

(الاول) ان هذه الحکایة لونسبت للفسق
الناس واشد هم ذجور الاستکف منها والرجل
الحشوی الخبیث بالذی یقرر تلک القصة
لونسب الی مثل هذا العمل لبالغ فی تنزیہ نفسه
دربا لعن من ینسب الیہا و اذا کان الامر کذلک
کیف یلیق بالعاقل نسبة المصوم الیہ

(الثانی) ان حاصل القصة یرجع الی امرین الی
السعی فی قتل رجل مسلم بغير حق والی لطمع
فی زوجة

(اما الاول) فامر منکر قال صلی اللہ علیہ ومن
سعی فی دم مسلم ولو بشطر کلمة جاء یوم
القیمة مکتو بابین عینہ ايس من رحمته اللہ

(واما الثانی) نسکر عظیم قال صلی اللہ علیہ
وسمل المسلم من سلم المسلمون من لسانہ
ویدہ وان اور یا من یسلم من داؤد لا فی روحہ
ولافی منکوحہ

میں جو عقیدہ رکھتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ قصہ بالکل باطل ہے بنیاد ہے اس پر کئی وجوہ ہیں۔
۱- اول یہ ہے کہ یہ واقعہ جو حضرت داؤد کی طرف لگایا گیا ہے کسی بڑے سے بڑے بد معاش کی طرف بھی نسبت کیا جائے تو وہ بھی اس کو برا جانے بلکہ جو تالائق اس قصے کو ثابت کرنے کو شش کرتا ہے اس کی طرف بھی منسوب کیا جائے تو وہ بھی اپنے نفس کو اس سے پاک صاف کرنے کی سعی بلیغ کرے اور جو اس کی طرف منسوب کرے تو یہ اس پر لعنت کرے جب یہ ایک عاقل آدمی کا حال ہے تو نبی مہصوم کی طرف نسبت کرنا کیسا ہے

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ اس قصے سے دو امر ثابت ہوتے ہیں۔
مسلمان شخص کے ناحق قتل کی کوشش اور اس کی عورت کے معاملہ میں طمع۔

(۱) پہلا تو سخت برا ہے۔ آنحضرت ﷺ فرمایا ہے جو کوئی کسی مسلمان کے خون بہانے میں کوشش کرے چاہے ایک لفظ کے ساتھ ہو وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کی پیشانی پر رحمت سے ناامید لکھا ہوگا۔
(۲) دوسرا امر بھی بہت ہی بڑا ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان امن میں رہے اور یا مذکورہ جو یقیناً مسلم تھا اس قصے کی رو سے داؤد کے ہاتھ سے محفوظ نہ رہا نہ اپنی جان دیں نہ زوجہ منکوحہ میں۔

قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْمَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ۗ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ

داؤد نے کہا کہ اس شخص نے تجھ پر ظلم کیا ہے جو تیری دینی کو اپنی دنیوں کے ساتھ ملانے کا سوالی ہے اور بہت سے شریک برادر ایک دوسرے

لِيَبْغِيَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ

پر ظلم کیا کرتے ہیں مگر جو لوگ ایماندار اور صالح اعمال ہیں ان کی یہ عادت نہیں۔ ایسے لوگ بہت کم ہیں!

سے لالچ سے مجھے مائل کرتا ہے مگر میرا دل نہیں مانتا۔ حضرت داؤد نے مدعا علیہ کا جواب سن کر کہا کہ واقعی اس شخص نے تجھ

پر ظلم کیا ہے جو دباؤ سے تیری دینی دنیوں کے ساتھ ملانے کا سوالی ہے اصل بات تو یہ ہے کہ بہت سے شریک برادر ایک

دوسرے پر ظلم کیا کرتے ہیں مگر جو لوگ ایمان دار اور صالح اعمال ہیں۔ ان کی یہ عادت نہیں لیکن ایسے لوگ بہت کم ہیں۔ پس

جب تک اپنی مرضی سے نہ دے یہ سائل خود بخود نہیں لے سکتا۔ حضرت داؤد نے یہ فیصلہ تو اچھا کیا مگر چونکہ شروع شروع

میں ان کی اس بیجا حرکت سے حضرت داؤد کی طبیعت پر ملال ہوا تھا جو قریب تھا کہ فیصلہ میں نخل ہو اس لئے وہ کبیدہ خاطر ہوا۔

۳- تیسری وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کو اس سے پہلے دس

صفتوں کے ساتھ موصوف کیا ہے اور اس کے بعد بھی بہت سی صفات کے

ساتھ اس کی تعریفات کی ہے وہ صفات اس امر کی مخالف ہیں کہ داؤد علیہ

السلام اس مکروہ اور فبیح فعل کا مرتکب ہو۔ ہم ان صفات کو بتاتے ہیں۔

پہلی صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو حکم دیا ہے کہ صبر اور

اطاعت الہی میں حضرت داؤد کی پیروی کر۔ اور اگر ہم اس امر کے قائل

ہوں کہ حضرت داؤد نے اپنے نفس کی مخالفت پر صبر نہیں کیا بلکہ

(معاذ اللہ) اپنی شہوت رانی کے لئے ایک مسلمان آدمی کا خون بہانے کی

کوشش کی تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین کا حضرت ﷺ افضل

الرسل کو حضرت داؤد کی طاعت اور صبر میں اقتداء کرنے کا حکم دینے

کیونکر مناسب اور لائق ہے؟

دوسری صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کو اپنا بندہ کہہ کر

موصوف کیا ہے اور اس وصف سے مقصود یہ ہے کہ حضرت داؤد کو

عبودیت میں کامل بندہ بنایا جائے۔ جو طاعات کے ادا کرنے اور ممنوعات

سے پرہیز کرنے میں پورا ہو۔ اگر ہم یہ کہیں کہ حضرت داؤد نے یہ

بیہودہ کام کئے (جن کا ذکر مذکورہ قصے میں آیا ہے) پھر تو وہ عبودیت میں

کامل نہ ہوگا۔

(زوالثالث) ان الله تعالى وصف داؤد عليه

السلام قبل ذكر هذه القصة بالصفات المغفرة

المذكورة ووصفه ايضا بصفات كثيرة بعد ذكر هذه

القصة وكل هذه المصفات تنافي كونه عليه السلام

موصوفا بهذا الفعل المنكر والعمل القبيح ولا باس لا

عادة هذه الصفات كما جل المألغة في البيان فنقول

(اما لصفة الاولى) في انه تعالى امر محمدا

صلى الله عليه وسلم بان يقتدى بدانود في

لصابرة مع المكابرة ولو قلنا ان داؤد لم يصبر

على مخالفة النفس بل سعى ني اراقة دمرا مرثى

مسلم لغرض شهوته فكيف يليق باحكم

الحكمين ان يامر محمد افضل الرسل بان

يقتدى بدانود في الصبر في طاعة الله

(اما الصفة الثانية) نهى انه وصفه بكونه

عبداله وقد بينا ان المقصود من هذا الوصف

بيان كون ذلك الموصوف كما ملاني موقف

لعبودية تاماني القيام باداء الطاعات والاحتراز

عن المحظورات ولو قلنا ان داؤد عليه السلام

شغل بتلك الاعمال الباطلة فحينئذ ماكان

وَظَنَّ دَاوُدُ أَنَّمَا فَتَتَتْهُ قَاتَسَعَمَرُ رَبِّهِ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ ﴿١٣٥﴾ فَغَفَرْنَا لَهُ

اور اس نے خیال کیا کہ ہم نے اسے جانچا ہے پس اس نے اپنے پروردگار سے بخشش مانگی اور خدا کے سامنے جھکا اور رکوع ہوا۔ پھر ہم نے اسے بخش دیا

ذَلِكَ ؕ وَإِنَّ لَهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَّآبٍ ﴿١٣٦﴾

کچھ شک نہیں اس کا ہمارے نزدیک بڑا اور درجہ اور بہت عزت تھی اور اس نے خیال کیا کہ ہم (خدا) نے اسے اس مقدمہ کی وجہ سے جانچا ہے اور اس کی تنگ مزاجی کی وجہ سے ہم اس سے نفا ہیں پس اس نے جھٹ سے اپنے پروردگار اللہ تعالیٰ سے اس تنگ مزاجی اور غلط ارادہ پر کشش مانگی اور خدا کے سامنے جھکا اور رجوع ہوا۔ پھر ہم نے اسے بخش دیا۔ کچھ شک نہیں کہ اس داؤد کا ہمارے نزدیک بڑا درجہ اور بہت عزت تھی

عبودیت میں کامل نہ ہوگا۔ بلکہ نفس کی خواہشوں کے پورا کرنے میں کامل ہوگا
۳- تیسری صفت یہ ہے کہ وہ داؤد بڑی قوت والا تھا۔ کچھ شک نہیں کہ اس قوت سے دینی قوت مراد ہے کیونکہ غیر دینی قوت تو کفار بادشاہوں میں بھی ہوتی ہے اور دینی قوت سے مراد یہی ہے کہ فرائض کے ادا کرنے پر اور ممنوعات سے روکنے پر قدرت کامل ہو بھلا جو شخص کسی مسلم کے قتل کرانے اور اس کی بیوی کو داخل حرم کرنے سے نہیں رک سکتا اس میں بھی کوئی دینی قوت ہو سکتی ہے۔

الباطلة في فحيشته ما كان داؤد كاملا في عبودية
الله تعالى بل كان كاملا في طاعة الهوى والشهوة
(الصفة الثالثة) هو قوله ذاللا يداى ذالقوة ولا شك
ان المراد منه القوة في الدين لان القوة في غير
الدين كانت موجودة في ملوك الكفارو لا معنى
لللوه في الدين الا القوة الكاملة على اداء الواجبات
والاجتناب عن المحظورات وای قوة لمن لا يلك
نفسه عن القتل والرغبة في زوجة المسلم

چوتھی یہ ہے کہ حضرت داؤد خدا کی طرف بہت رجوع تھا۔ بھلا جو شخص کسی بے گناہ کو قتل کرنے اور نفس پرستی میں مشغول ہو وہ خدا کی طرف کیسے بڑا رجوع ہو سکتا ہے۔

(الصفة الرابعة) كونه ادا باكثر الرجوع الى الله
تعالى وكيف يلبق هذا بمن يكون قلبه مشفوا
بالقتل والفجور

پانچویں صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے پہاڑ اور جانور اس کے لئے مسخر کر دیئے تھے کیا یہ تیسرا لئے تھی کہ وہ اس کو قتل نفس اور بدکاری کا ذریعہ بنائے۔

(الصفة الخامسة) قوله تعالى انا مسخر نالجبال
معه افرى انه مسخرت له الجبال ليتخذها وسيلة
الى القتل والفجور

چھٹی صفت یہ ہے کہ جانور اس کے سامنے جمع ہوتے تھے۔ بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ جانور اس سے امن میں ہوں اور ایک مسلمان اپنی جان اور بیوی کے حق میں اس میں نہ ہو۔

(والصفة السادسة) قوله والطير محورة وقبل
انه كان محر ما عليه ميد شنى من الطيرو كيف
يعقل ان يكون الطيرا منا منه ولا ينجومنه

ساتویں صفت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے داؤد کا ملک مضبوط کیا تھا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس کا ملک دین اور دنیا کے بارے میں مضبوط کیا تھا۔ پھر جو شخص کسی مسلم کے قتل کرنے اور بدکاری کرنے اپنے نفس کو نہیں

الرجل المسلم على روحه ومنكوحه
(الصفة السابعة) قوله تعالى و شددنا ملكه و
محال يكون المراد انه تعالى شد ملكه باسباب
الدنيا المراد انه تعالى شد ملكه بما يقوى الدين

يٰۤاٰدُوۡدُ اِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيۡفَةً فِى الْاَرْضِ فَاٰخِزْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا

ہم نے کہا اے داؤد! ہم نے تجھے زمین پر حاکم بنایا ہے پس تو لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلے کیا کرتا اور اپنی

تَتَّبِعِ الْهُوۡنَ فَيُضِلَّكَ عَنۢ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ؕ

خواہش پر نہ چلنا ورنہ تجھے اللہ کی راہ سے ہٹا دیں گی

بعد محسوس ہونے کے کہ اے داؤد! دیکھ ہم نے تجھے زمین پر حاکم بنایا ہے۔ حاکم کی شان یہ ہونی چاہیے کہ بوقت حکومت خیال رکھے کہ ایک وقت میں بھی کسی بڑے زبردست حاکم خداوند عالم کے سامنے جاؤں گا اور اسی طرح جیسے یہ فریقین میرے سامنے کھڑے ہیں میں بھی وہاں ہوں گا۔ ایسا خیال رکھنے سے حاکم کو عدل و انصاف کی توفیق ملتی ہے۔ پس تو اس خیال کو مد نظر رکھ لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلے کیا کرتا اور اپنی خواہش نفسانی پر نہ چلنا ورنہ خواہش نفسانی تجھے اللہ کی راہ سے ہٹا دے گی۔

و اسباب سعادة الاخرة والمراد تشديد ملكه
فى الدين والدنيا من لا بذلك نفسه عن القتل
والفجور. كيف يليق به ذلك؟

آنھوں صفت یہ ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ ہم نے داؤد کو فصل الخطاب دیا۔ حکمت ایک جامع لفظ ہے علم اور عمل کو پھر جو ایسے مخلص تیرین مسلمان کی جان اور بیوی کے حق میں ایسے کام کرنے سے نہ رک سکے اس کے حق میں یہ کیسے صادق ہو سکتا ہے؟ پس یہ مذکورہ صفات اس قصے کے محل سے پہلے دلالت کرتی ہیں کہ حضرت داؤد سلام اللہ علیہ اس قبل کی نسبت سے پاک ہے۔

(الصفة الثامنة) قوله تعالى واتيناه الحكمة و فصل الخطاب والحكمة جامع لكل ما ينبغى علما و عملا فيكف يجوز ان يقول الله تعالى انا اتيناه الحكمة و فصل الخطاب مع اصراره على ما يتكف عنه الخبيث الشيطان من مزاحمة اخلص اصحابه فى الروح والمنكوح فهذه الصفات المذكورة قبل شرح تلك القصة دالة على جائة ساحته عز تلك الاكاذيب (تفسير كبير

مصرى ج ۷ ص ۱۷۸، ۱۷۹)

اس کے بعد امام رازی نے دس وجوہات وہ لکھی ہیں جو اس آیت کے بعد مذکور ہیں۔ ان سب وجوہات سے امام ممدوح نے اس قصے کا بطلان ثابت کیا ہے۔ غالباً انہی وجوہات سے حضرت علیؑ نے فرمایا ہے جو کوئی حضرت داؤد کا قصہ مذکورہ بیان کرے گا۔ میں اس کو ایک سو ساٹھ درے لگاؤں گا جو انبیاء پر تمہمت کی سزا ہے (تفسیر کبیر مصری جلد ۷ ص ۱۸۰) اس ساری بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی نسبت عورت کا قصہ ایک بلکہ جھوٹا ہے مفسر ابو سعید لکھتے ہیں:

یعنی یہ قصہ بری ساخت کا گھڑا ہوا ہے اور بہت بڑا فریب ہے جو ان بنائے والوں نے بنایا ہے اس کو اپنے اندر نہیں آنے دیتے اور طبیعت اس سے نفرت کرتی ہے افسوس ہے ان کے لیے جس نے اس کو بنایا اور تباہی ہو اس کے لئے جو (بغیر تردید) اس کو شائع کرے اور پھیلائے۔ اظہار تعجب: باوجود یہ کہ سلف سے خلف تک محقق مفسرین اس قصہ کی تردید کرتے چلے آئے ہیں تاہم ہمارے زمانہ کے محقق مولوی عبد اللہ چکڑالوی نے اس قصہ کی تردید کر کے تمام سلف صالحین کو اس قصہ کا قائل بنا کر اپنی شنی بھگاری ہے اور لکھا ہے کہ سلف مفسرین نے حضرت داؤد علیہ السلام کی عزت کو بے لگایا ہے (پارہ ۲۳ ص ۳۳) حالانکہ اس کی تردید ابتدا سے مفسرین کرتے چلے آئے ہیں۔ انہی سے ان صاحب نے حاصل کیا پھر انہی کو مورد الزام بنایا۔ سچ ہے۔

کس نیا موخت علم تیرا من کہ مرا عاقبت نشاندہ نہ کرو

(منہ)

إِنَّ الَّذِينَ يَصِلُونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ يَمَا نَسُوا يَوْمَ

بے شک جو اللہ کی راہ سے بچتے ہیں ان کو شدید عذاب ہو گا اس لئے کہ وہ اپنے حساب کے دن کو بھول جاتے

الْحِصَابِ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذَلِكُمْ ظَنُّ

ہیں۔ ہم نے آسمان اور زمین کو اور ان کی درمیانی چیزوں کو بے نتیجہ پیدا نہیں کیا۔ یہ تو کافروں کا خیال ہے۔ آگ

الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ قَوْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنَ النَّارِ ۝ أَمْ نَجْعَلُ الَّذِينَ آمَنُوا وَ

کے عذاب کی وجہ سے ایسے کافروں کے حال پر بہت افسوس ہے کیا ایمان دار نیکو کاروں کو ہم ملک میں فساد

عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَالْمُفْسِدِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ أَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِينَ كَالْفُجَّارِ ۝

پھیلانے والوں کی طرح کر دیں گے؟ یہ بابرکت کتاب ہم نے تیری طرف اس لئے اتاری ہے کہ لوگ اس کے احکام پر غور کریں اور عقلمند

كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِيَدَّبَّرُوا آيَاتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ۝ وَ

صحیح پائیں۔ اور داؤد کو ہم نے سلیمان دیا۔ جو بہت ہی اچھا آدمی تھا بے شک وہ جھکا ہوا تھا جب بعد دوپہر

وَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمَانَ ۚ نِعْمَ الْعَبْدُ ۚ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝ إِذْ عَرَّضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ

خاص اصل گھوڑے اس کے سامنے پیش کئے گئے تو اس

بے شک جو لوگ اللہ کی راہ سے بچتے ہیں ان کو شدید عذاب ہو گا۔ کیونکہ وہ اس اصول سے غافل ہو جاتے ہیں جو ہم اوپر

بتا آئے ہیں کہ حاکم حکم کرتے وقت یہ سمجھے کہ میرا مقدمہ بھی ایک روز پیش ہو گا لیکن نفسانی خواہشات کے پیچھے چلنے والے

اس لئے گمراہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے حساب یعنی مقدمہ کے دن کو بھول جاتے ہیں حالانکہ ہم (خدا) نے آسمان زمین اور ان

دونوں کی درمیانی چیزوں کو بے نتیجہ پیدا نہیں کیا۔ اگر کسی نیک و بد کام کا انجام نیک و بد نہیں پھر تو یہ محض ایک کھیل ہے جس کا

کوئی نتیجہ نہیں ایسے خیال کے کفر ہونے میں کیا شک ہے یہ تو کافروں کا خیال ہے جس کی پاداش میں یہ لوگ کے عذاب میں

پھنسیں گے اور آگ کے عذاب کی وجہ سے ایسے کافروں کے حال پر بہت افسوس ہے جس کی پاداش میں یہ آگ کے عذاب میں

پھنسیں گے اور آگ کے عذاب کی وجہ سے ایسے کافروں کے حال پر بہت افسوس ہے کیسی مصیبت ان پر آئے گی اور یہ اس کو

کیسے برداشت کریں گے۔ ان کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ اگر جزا سزا کوئی چیز نہیں تو کیا ایمان دار نیکو کاروں کو ہم ملک میں فساد

پھیلانے والوں کی طرح کر دیں گے؟ دنیا میں برابر ہیں تو آخرت میں بھی برابر؟ کیا پرہیزگاروں کو ہم بدکاروں کی طرح بنا

دیں گے! نہیں ایسا ہو سکتا ہے؟ کہ ایک شخص تمام عمر خدا کے خوف میں امن و امان سے زندگی گزارے اور دوسرا تمام عمر

چوری کرے اور ڈاکہ مارے۔ مگر مرنے کے بعد دونوں برابر ہو جاویں ایسا ہونا تو صریح خلاف عقل و نقل ہے۔ اے نبی! یہ

بابرکت کتاب ہم نے تیری طرف اس لئے اتاری ہے کہ لوگ اس کے احکام پر غور کریں اور عقلمند ان میں نصیحت پائیں اور

سوچیں کہ بدی کرنے والا نیکی کرنے والے کے برابر کیوں ہونے لگا جبکہ قانون اخلاق اور قانون قدرت یہی ہے کہ

سوچیں کہ بدی کرنے والا نیکی کرنے والے کے برابر کیوں ہونے لگا جبکہ قانون اخلاق اور قانون قدرت یہی ہے کہ

گندم از گندم بروند جوز جو

پس جو لوگ عقل و فہم سے کچھ حصہ رکھتے ہوں گے وہ ہماری پیش کردہ دلیلوں سے نتیجہ پائیں گے اور جو ضدی اور معاند ہوں

گے وہ سزا پائیں گے اور ایک قصہ سنو! بقول۔ ایں خانہ ہمہ آفتاب است خاندان نبوت کے چشم و چراغ حضرت داؤد کو

ہم (خدا) نے ہونہار لڑکا سلیمان دیا۔ جو بہت ہی اچھا آدمی تھا۔ اس کے واقعات میں وہ واقعہ خاص قابل ذکر ہے۔ جب بعد

دوپہر خاص اصل گھوڑے اس کے سامنے بغرض

الضَّفِينَةُ الْجِيَادُ ۝ فَقَالَ إِنِّي أَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّي حَتَّىٰ

نے کہا کہ میں نے ان بہترین گھوڑوں سے محبت خدا کے ذکر کے لئے کی ہے۔

تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝ رُدُّوَهَا عَلَيَّ ، فَطَفِقَ مَسْمًا بِالسُّوقِ وَالْأَعْتَابِ ۝

یہاں تک کہ وہ کسی اوٹ میں چھپ گئے تو اس نے کہا ان کو میری طرف لاؤ پھر ان کی پنڈلیاں اور گردنیں چھونے کا

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ ۚ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ ۝ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِي

اور ہم نے سلیمان کو بھی جانچا اور اس کی کرسی پر ہم نے ایک بے جان جسم ڈلوایا پس وہ متوجہ ہوا اور بولا اے

جائزہ پیش کئے گئے تو خوب دیکھتا رہا۔ دیکھ چکا تو یہ سمجھ کر کہ لوگ نہ سمجھیں کہ میں بطور دل لگی کے ایسا کرتا ہوں۔ ایسا نہ

ہو کہ اس خیال کرنے سے یہ لوگ بھی بطور دل لگی ایسا کرنے لگیں اس لئے اس سلیمان نے کہا کہ میں نے جو ان بہترین سے

محبت کی اور ان کا جائزہ لیا ہے تو خدا کے ذکر یعنی تعقیل حکم کے لئے کی ہے کیونکہ میری نیت اس میں دو وجہ سے نیک ہے اول

یہ کہ میں چونکہ سلطان الملک ہوں میرا منصبی فرض ہے کہ میں ان کی خبر گیری کیوں تاکہ میری بے خبری میں میری قوم

کے مال کو نقصان نہ پہنچ جائے۔ دوم اس نیت سے کہ یہ گھوڑے اسباب جہاد کے ہیں جس سے خدائی دین اور احکام کی ترقی اور

بنیاد مضبوط ہوتی ہے یہاں تک ان کو دیکھتا رہا کہ وہ گھوڑے چلتے چلتے کسی اوٹ میں چھپ کر نظر سے اوجھل ہو گئے تو اس نے

کہا ان کو میری طرف واپس لاؤ۔ جب لائے پہلے تو نظر ہی سے جائزہ لیتا تھا پھر ان کی پنڈلیاں اور گردنیں محبت سے چھونے

لگا تاکہ ان کی طاقت اور فریبی کا اندازہ کر سکے۔ غرض یہ کہ حضرت داؤد کے صاحبزادہ سلیمان علیہم السلام کے اس واقعہ سے

تم لوگ سمجھ سکتے ہو کہ یہ لوگ جو کام کرتے تھے نیک نیتی سے کرتے تھے اور ایک واقعہ سنو! ہم (خدا) نے سلیمان کو بھی جانچا

یعنی ایسے واقعات اس کے پیش آئے کہ دوسرے لوگوں کے لئے جرت ہوں مثلاً ہم نے اس کو ایک بڑا بادشاہ بنایا اور اس کی

کرسی یعنی تخت پر ہم نے ایک جسم بے جان یعنی کپڑا گرا ہوا۔ پچھڑوایا جو اسی کا پچھڑا تھا سلیمان چونکہ اس حمل سے متوقع تھا کہ

بیٹا ہو گا اور دین کا خادم بنے گا اس لئے وہ اس واقعہ سے سمجھ گیا کہ اختیارات کلی خدا ہی کے ہاتھ میں ہیں پس وہ خدا کی طرف

متوجہ ہوا اور بولے اے میرے پروردگار میری خطا معاف فرما کہ میں نے اپنے دل میں ایسے خیالات باندھے۔ جو تیرے منشا

کے مطابق نہ تھے اور

کے مطابق نہ تھے اور

۱۔ بعض بلکہ اکثر مفسرین اور مترجمین نے اس آیت میں یہ کہا ہے کہ گھوڑوں کو دیکھتے دیکھتے سورج غروب ہو گیا اور حضرت سلیمان کی نماز عصر

فوت ہو گئی تھی اس لئے انہوں نے کہا کہ میں ان کی محبت میں خدا کے ذکر سے غافل ہو گیا۔ دوم یہ کہتے ہیں کہ تورات اور دوہائیں کی ضمیریں

شس کی طرف پھرتی ہیں یعنی سورج غروب ہو گیا۔ حضرت سلیمان نے دیکھا کہ میری عصر کی نماز فوت ہو گئی تو حکم دیا کہ سورج کو واپس لاؤ تاکہ

میں عصر کی نماز پڑھ لوں بعض حضرات نے تورات کی ضمیر سورج کی طرف پھیری ہے مگر ہاکی ضمیر خیل گھوڑوں کی طرف بتلائی ہے۔ مگر میرے

نزدیک یہ سب تکلفات ہیں۔ سارے مضمون میں سورج کا نام نہیں تو ضمیر اس کی طرف کیسے پھر سکتی ہے اس لئے صحیح ترجمہ یہ ہے جو ہم نے کیا ہے

اور شان نبوی کے موافق بھی ہے ہاں اگر سوال ہو کہ واسطے کے معنے کے لئے لفظ ہے تو جواب یہ ہے کہ عن کا لفظ واسطے کے معنے میں آیا ہے قرآن

شریف میں ہے یعنی حضرت ابراہیم کا باپ کے لئے استغفار محض ایک وعدے کی وجہ سے تھا اسی طرح

(منہ)

۲۔ یہ مضمون ایک حدیث میں آیا ہے۔ اس کے سوا اور بھی کئی توجہیں علماء تفسیر نے کی ہیں جو ہم کو پسند نہیں۔ منہ

وَهَبْ لِي مَلَكًا لَا يُتَّبِعُنِي لِإِحْدٍ مِّنْ بَعْدِي ۚ إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿٥٠﴾ فَسَخَرْنَا

میرے پروردگار میری خطا معاف فرما اور مجھ کو ایسی حکومت عطا کر جو میرے بعد کسی کو نہ ہو بیشک تو بڑا فیاض ہے پس ہم نے ہوا

لَهُ الرِّيحُ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ﴿٥١﴾ وَالشَّيْطَانُ كُلُّ بَنَاءٍ وَ

گو اس کا تابع کر دیا۔ جہاں پر وہ جانا چاہتا اس کے حکم سے ہوا آسانی کے ساتھ چلتی اور جتنے جن معمار اور غوطہ زن تھے ہم نے اس کے

غَوَاصٍ ﴿٥٢﴾ وَالْآخِرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ﴿٥٣﴾ هَذَا عَطَاؤُنَا فَامْنُنْ أَوْ

تابع کر دینے اور کئی ایک کو قابو کر رکھا تھا جو قیدوں میں جکڑتے ہوئے تھے یہ ہماری دین ہے پس تو بے حساب احسان کر

أَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٥٤﴾ وَإِن لَّهُ عِنْدَنَا لَزُلْفَىٰ وَحَسَنَ مَّآبٍ ﴿٥٥﴾ وَادْكُرْ

روک رکھ! اس کا ہمارے پاس بڑا رقبہ تھا اور اچھی شان اور ہمارے بندے

عِبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ ﴿٥٦﴾

ایوب کا ذکر کیا کہ جب اس نے پروردگار سے فریاد کیا کہ میرے مولا! مجھ کو شیطان نے بہت کچھ ایذا اور تکلیف پہنچائی ہے

أَرْكُضَ بِرَجْلِكَ هَذَا مَغْتَاسِلٌ بَارِدٌ وَشَرَابٌ ﴿٥٧﴾ وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمُ

م نے حکم دیا کہ اپنا پیر مار یہ ٹھنڈا غسل خانہ اور پانی موجود ہے اور اس کے اہل و عیال اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور اپنی

مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنَّا وَذِكْرًا لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿٥٨﴾

رحمت سے ہم نے اسے دے دیا تاکہ ظلمتوں کے لئے نصیحت ہو

مجھ کو ایک ایسی حکومت عطا کر جو میرے بعد کسی کو نہ ہو یعنی مجھ کو انتظام مملکت کی اعلیٰ لیاقت بخش تاکہ میرے بعد آنے والوں

کے لئے میرے قوانین سلطنت واجب العمل ہوں تاکہ بنی اسرائیل کی سلطنت کو قیام اور استحکام ہو۔ انسانوں کے علاوہ جنوں پر

حکومت ہو۔ جنات کے علاوہ ہوا وغیرہ بھی میرے زیر فرماں ہو بیشک تو بڑا فیاض ہے۔ پس ہم (اللہ) نے ہوا کو اس (سلیمان) کا تابع

کر دیا جہاں پر وہ جانا چاہتا۔ اس کے حکم سے ہوا آسانی کے ساتھ چلتی جیسے آج کل ہوائی جہاز ہوا کے ذریعہ سے چلتے ہیں اور جتنے جن

معمار اور سمندر میں غوطہ زن تھے۔ ہم۔ (خدا) نے اس (سلیمان) کے تابع کر دیئے۔ اور کئی ایک کو قابو کر رکھا تھا جو بوجہ سرکشی کے

قیدوں میں جکڑے ہوئے تھے یعنی انسانوں کے سوا جنوں پر بھی اس کو حکومت حاصل تھی۔ جن سے وہ سرکاری اور ذاتی ہر طرح کے

کام لیتا تھا۔ یہ بھی ہم نے اسے کہہ دیا تھا کہ یہ ہماری دین (عطیہ) ہے پس تو بے حساب احسان کریا روک رکھ عرض حسب موقع جو تو

کرے تجھے حق حاصل ہے کیونکہ اس (سلیمان) کا ہمارے پاس بڑا رتبہ تھا اور بہت اچھی شان تھی۔ ان دونوں باپ بیٹوں کے خیالات

تو تم کو معلوم ہو چکے کہ کس طرح سے ہر ایک کام میں خداوندی عظمت کا اوب کرتے تھے۔ اب آؤ ایک اور ہمارے بندے ایوب کا

حال سنو! اور آسانی کتاب میں اس کا ذکر کر جس نے خدائی مصائب پر تمام عمر صبر کیا کہ خصوصاً اس وقت کا ذکر کرو جب اس نے اپنے

پروردگار سے فریاد کیا کہ میرے مولا! مجھ کو شیطان نے بہت کچھ ایذا اور تکلیف پہنچائی ہے۔ بیماری تو تیرے حکم سے ہے مگر وہ میرے

دل میں ہر وقت تیری طرف سے بدگمانی ڈالتا ہے کہ اللہ نے تجھ پر ظلم کیا اللہ نے تجھ کو چھوڑ دیا۔ یہ مجھ کو سخت تکلیف ہے۔ مولا!

میرے حال پر رحم فرما! اور اس تکلیف سے مجھے چھڑا ہم نے حکم دیا کہ اپنا پیر زمین پر مار دیکھ یہ تیرے لئے ٹھنڈا غسل خانہ اور پیئے کا پانی

ہے۔ بس اس کے پیر مارنے کی دیر تھی کہ ہمارے حکم سے زمین میں سے پانی نکل آیا جس میں وہ نما کر شفا یاب ہو گیا اور اس کے اہل

و عیال جو اس عرصہ میں اس سے الگ ہو چکے تھے وہ اور ان کے ساتھ اتنے ہی اور لڑکے لڑکیاں اپنی رحمت سے ہم نے اسے دیئے تاکہ

ظلمتوں کے لئے نصیحت ہو۔

وَحَدِّ يَدَيْكَ ضَمًّا قَاضِرًا بِهِ وَلَا تَحْنُطْ ۖ إِنَّا وَجَدْنَاهُ صَابِرًا ۖ

اور ہم نے علم دیا کہ مٹھا اپنے ہاتھ میں لے کر اس کے ساتھ مار دے اور قسم نہ توڑ ہم نے اس کو صبر کرنے والا پایا وہ

نِعْمَ الْعَبْدُ ۖ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝ وَأَذْكَرُ عَبْدَنَا لِإِبْرَاهِيمَ ۖ وَسَمِعَ وَيَعْقُوبَ

بہت ہی اچھا بندہ تھا۔ وہ خدا کی طرف رجوع تھا اور ہمارے بندوں ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ اور یعقوبؑ کا ذکر کر جو بڑی قوت

أُولَى الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ ۝ إِنَّا أَخْلَصْنَاهُمْ بِخَالِصَةٍ ذَكَرْنَاهُ الْدَارِ ۝

والے اور بڑی بینائی والے تھے۔ ہم نے ان کو ایک خاص بات یعنی یاد آخرت کے لئے چن لیا تھا اور

وَلِإِنَّمْ عِنْدَنَا لِمَنْ الْمُصْطَفَيْنَ الْأَخْيَارِ ۝ وَأَذْكَرُ إِسْمَاعِيلَ ۖ وَالْيَسَعَ

وہ ہمارے نزدیک ہمارے برگزیدہ نیک بندوں میں سے تھے۔ اسمٰعیلؑ نیز یسعیاہ اور ذوالکفلؑ

وَذَا الْكُفْلِ ۖ وَكُلٌّ مِنَ الْأَخْيَارِ ۝ هَذَا ذِكْرُهُ وَإِنَّا لَمُنْتَقِينَ لِحَسَنِ مَا بِ ۝

بھی ذکر کر ان میں سے ہر ایک نیک بندوں میں سے تھا یہ قرآن ایک نصیحت ہے اور متقیوں کے لئے اچھا ٹھکانہ ہے یعنی

جَدَّتْ عَدْنٌ مُفْتَحَةٌ لَهُمُ الْأَبْوَابُ ۝ مُتَّقِينَ فِيهَا يَدْعُونَ فِيهَا

بیشہ رہنے کے لئے بہشت جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوں گے ان میں نیکی لگائے بیٹھے ہوں گے وہ بہت سے میوے

وہ جانیں کہ ہر قسم کی کامیابی خدا کی مانتھی میں ہے اور ناکامی اسی سے ہٹ رہنے میں۔ ایسے قصوں کے بیان کرنے سے مقصود بھی

یہی ہے کہ لوگ ان واقعات سے عبرت حاصل کریں۔ ایک اور واقعہ ہماری عنایت کا سنو! ایوبؑ نے باوجود اعلیٰ صابر ہونے کے

بقول اعوذ باللہ من غضب الجلیم کسی امر میں اپنے کسی متعلق کی نسبت قسم کھالی تھی کہ میں تجھے سو پیدر سید کروں گا۔ ہم

(اللہ) نے اس میں بھی تخفیف کرنے کا حکم دیا کہ سینکوں کا مٹھا اپنے ہاتھ میں لے کر اس کے ساتھ اپنے ملزم کو مار دے اور قسم

نہ توڑ جیسا کہ آج کل بھی عدالتوں میں خفیف بید (مٹھا باندھ کر اکٹھے) مار دیا کرتے ہیں۔ بس ایسا کرنے سے ہمارے نزدیک

تیری قسم پوری ہو جائے گی۔ یہ اس لئے کہا کہ ہم (خدا) نے اس کو صبر کرنے والا پایا۔ وہ بہت ہی اچھا بندہ تھا کیونکہ وہ خدا کی

طرف رجوع تھا۔ تمام خوبیوں کی جڑ یہی ہے کہ انسان اپنے خالق کو طرف جھکا ہو۔ یہ نہیں تو کچھ نہیں۔ ان لوگوں کو نصیحت

کرنے کیلئے ایک اور واقعہ سنا۔ ہمارے نیک بندوں حضرت ابراہیمؑ، اسمٰعیلؑ، یعقوبؑ کو بھی کتاب میں ذکر کر جو نیکی کے کاموں میں

بڑی قوت والے اور خدا کی قدرت کے دیکھنے میں بڑی بینائی والے تھے۔ ہم (خدا) نے ان کو ایک خاص بات یعنی یاد آخرت کے

لئے چن لیا تھا وہ خدا کے ایسے بندے تھے کہ ہر کام میں آخرت کا نفع نقصان ملحوظ رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم ان سے راضی

تھے اور وہ ہمارے نزدیک ہمارے برگزیدہ نیک بندوں میں سے تھے۔ اسی طرح خاندان محمدیہ کے بانی حضرت اسمٰعیلؑ نیز یسعیاہ

اور ذوالکفلؑ کا بھی ذکر کر ان میں سے ایک نیک بندوں میں سے تھا۔ نہ کوئی سمجھے کہ نیک بندوں کی فرست بس ختم ہو گئی۔

آئندہ کو کوئی نیک پیدا نہیں ہو سکتا نہیں بلکہ یہ قرآن ایک نصیحت ہے جو کوئی چاہے اس سے ہدایت پا کر متقیوں میں آجائے

اور متقیوں کے لئے آخرت میں اچھا ٹھکانہ ہے یعنی ہمیشہ رہنے کے لئے بہشت جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوں گے ان

بہشتوں میں تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ وہ خادمان بہشت سے کھانے کے لئے بہت سے میوے اور پینے کے لئے بہت

بہشتوں میں تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔ وہ خادمان بہشت سے کھانے کے لئے بہت سے میوے اور پینے کے لئے بہت

بِقَاهَتِهِ كَثِيرَةً وَشَرَابٍ ۝ وَعِنْدَهُمْ قَصْرٌ الطَّرْفِ انْتِرَابٍ ۝ هَذَا

اور پانی طلب کیا کریں گے اور چینی نگاہ رکھنے والی ہم عمر بیویاں ان کے پاس ہوں گی حساب کے

مَا تَوْصَدُونَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ۝ إِنَّ هَذَا لِرِزْقِنَا مَا لَهُ مِنْ تَفَادٍ ۝

روز انہی نعمتوں کے ملنے کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے کچھ شک نہیں کہ یہ ہمارا رزق کبھی ختم نہ ہو گا

هَذَا وَإِنَّ لِلظَّالِمِينَ أَكْثَرَ مَا يَكْفُرُونَ بِهِمْ ۝ يَصَلُّونَهَا ۝ فَيَسُّوا إِلَيْهَا ۝

متقیوں کا انعام تو یہ ہے اور بد معاشوں کا ٹھکانہ بہت برا یعنی جہنم ہے جس میں وہ داخل ہوں گے وہ بہت بری جگہ

هَذَا ۝ فَلْيَذُوقُوهُ حَمِيمٌ ۝ وَغَسَّاقٌ ۝ وَآخِرُ مِنْ شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ ۝ هَذَا

ہے یہ سخت گرم کھولتا ہوا پانی اور پیپ پیو یا اور اسی قسم کے کئی ایک اور عذاب ہوں گے یہ مجرموں کی

فَوْجٌ مُتَجَمِّعٌ مَعَكُمْ ۝ لَا مَرْحَبًا بِهِمْ ۝ إِنَّهُمْ صَالُوا النَّارَ ۝ قَالُوا بَلْ أَنْتُمْ تَنْتَهَكُونَ

جماعت پھنکار کی حالت میں تمہارے ساتھ داخل جہنم ہوتی ہے وہ کہیں گے بلکہ تم پر پھنکار ہو تم ہی

لَا مَرْحَبًا بِكُمْ ۝ أَنْتُمْ قَدْ مَاتُمْ ۝ لَنَا ۝ فَيَسُّوا الْقَرَارُ ۝ قَالُوا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ

لوگوں نے تو ہمارے لئے یہ عذاب آگے مہیا کر لیا پس بری جگہ ہے وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار جس نے ہمارے

لَنَا هَذَا قَوْلُهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ۝

لئے مہیا کر لیا تو اس کو آگ میں دگنا عذاب دے

قسم کے پانی خالص پانی انگوروں کا پانی برف، لین وغیرہ طلب کیا کریں گے غرض جو چاہیں گے وہاں ملے گا۔ یہ ظاہر ہے کہ

انسانوں بلکہ جملہ جانداروں کو تین قسم کی حاجات ہوتی ہیں۔ کھانے پینے کی اور کھانے پینے پر جو بطور نتیجہ کے پیدا ہوتی ہے یعنی

ضرورت نکاح۔ انسان کی کامل راحت اسی میں ہوتی ہے کہ تینوں حاجتوں کا انتظام ہو اس لئے خدائی آرام گاہ یعنی جنت میں ان

سب کا انتظام ہو گا اور اچھی طرح ہو گا کہ بڑی بڑی خوبصورت نگاہ رکھنے والی باحیا ہم عمر بیویاں ان کے پاس ہوں گی جن سے وہ

تیسری قسم کی حوائج (نفسانیہ) پوری کریں گے اور کامل راحت میں زندگی گزارینگے۔ حساب کے روز انہی نعمتوں کے ملنے کا تم

کو ہماری طرف سے وعدہ دیا جاتا ہے کچھ شک نہیں کہ ہمارا رزق بھی بے انتہا ہے جو کبھی ختم نہ ہو گا متقیوں کا انعام تو یہ ہے اور بد

معاشوں بے ایمان اور سرکشوں کا ٹھکانہ بہت برا یعنی جہنم ہے جس میں وہ داخل ہوں گے تو معلوم کر لیں گے کہ وہ بہت بری

جگہ ہے حکم ہو گا لویہ سخت کھولتا ہو اگر گرم پانی اور پیپ پیو اور اسی قسم کے کئی ایک اور عذاب وہاں ہو گے۔ چونکہ اصل مجرم وہ

لوگ ہیں جو دوسروں پر اثر پہنچا کر ان کو گمراہ کرتے ہیں اس لئے جہنم میں بھی پہلے وہی ڈالے جائیں گے ان سے بعد ان کے

چیلے چائے اور کہا جائے گا کہ یہ مجرموں کی جماعت پھنکار اور لعنت کی حالت میں تمہارے ساتھ داخل جہنم ہوتی ہے بس اب

تم دونوں گودہ ایک جگہ رہو گے۔ وہ گمراہ چیلے بعد غمور و فکر اپنے گمراہ کنندے گروہوں کو مخاطب کر کے کہیں گے لعنت اور

پھنکار ہم پر نہیں بلکہ تم لوگوں پر پھنکار ہو۔ تم ہی لوگوں نے تو یہ عذاب ہمارے لئے آگے مہیا کر لیا تمہاری گمراہی سے ہم لوگ

گمراہ ہوئے۔ تم لوگ ایسے نہ ہوتے تو ہماری کیوں ایسی گت ہوتی۔ پس تم دیکھ لو بہت بری جگہ ہے خداداد شکن کے بھی نصیب نہ

کرے پھر کچھ دیر بعد وہ اتباع خدا کی طرف مخاطب ہو کر کہیں گے اے ہمارے پروردگار! جس شخص نے ہمارے لئے یہ عذاب

مہیا کر لیا یعنی جو ہم کو گمراہ کر کے ہمارے اس عذاب کا باعث ہوا تو اس کو آگ میں دو گنا عذاب دے تاکہ واضح ہو جائے کہ یہ

شخص مخلوق کا گمراہ کنندہ ہے۔

وَقَالُوا مَا لَنَا لَا نَرَىٰ رَجُلًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِنَ الْأَشْرَارِ ۝ اتَّخَذْتَهُمْ صُغُرِيًّا

اور کہیں گے ہمیں کیا ہو گیا کہ ہم جن لوگوں کو برے جانتے تھے ان کو ہم یہاں نہیں دیکھتے کیا ہم ان کو یونہی مذاق کرتے تھے یا

أَمْ زَاغَتْ عَنْهُمْ الْأَبْصَارُ ۝ إِنَّ ذَلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ أَهْلِ النَّارِ ۝

ہماری نظریں ان پر نہیں پڑتیں۔ اس میں شک نہیں کہ جنہوں کی یہ تکرار واقعی ہوگی

قُلْ إِنَّمَا أَنَا مُنذِرٌ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ رَبُّ السَّمَوَاتِ

تو کہہ دے میں صرف ڈرانے والا ہوں اور اللہ زبردست کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں وہی آسمانوں اور

وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ۝ قُلْ هُوَ نَبُؤًا عَظِيمٌ ۝ أَنْتُمْ عَنْهُ

میںوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا پروردگار غالب بخشش کرنے والا ہے تو کہہ یہ خبر بہت بڑی ہے تم اس سے

مُعْرِضُونَ ۝ مَا كَانَ لِي مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَائِكَةِ الْأَعْلَىٰ إِذْ يَخْتَصِمُونَ ۝

وگردان ہو۔ مجھے تو اس وقت بھی اعلیٰ جماعت کی بات کوئی علم نہیں ہوتا جب وہ آپس میں گفتگو کرتے ہیں ہاں مجھے یہی پتہ

إِن يُوحَىٰ إِلَيَّ إِلَّا آتَمًا أَنَا نَذِيرٌ مُّبِينٌ ۝ إِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ

پہنچاتا رہتا ہے کہ میں صرف صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔ جب تیرے پروردگار نے فرشتوں کو کہا میں مٹی سے ایک آدمی

بَشَرًا مِنْ طِينٍ ۝ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِنْ رُوحِي فَقَعُوا لَهُ يَسْجُودِينَ ۝

پیدا کرنے لگو ہوں تو جب میں اس کو بنا سنوار لوں اور اس میں اپنی کوئی روح ڈال دوں تو تم اس کے سامنے تعظیم بجالانا

یہ کہہ کر وہ ادھر ادھر دیکھیں گے اور کہے گے ہمیں کیا ہو گیا کہ ہم جن ایماندار لوگوں کو اپنی بے وقوفی سے بد نصیب اور برے

جانتے تھے ان کو ہم یہاں نہیں دیکھتے کیا واقعہ میں ہم ان کو یونہی مٹول ہی کرتے تھے اس لئے وہ یہاں نہیں داخل ہوئے یا ہماری

نظریں ان پر نہیں پڑتیں اس میں شک نہیں کہ ان جنیوں کی یہ تکرار واقعی ہوگی جن لوگوں کی بابت ان کی نظریں خیرہ ہوں

گی وہ واقعی جہنم میں نہ ہو گئے بلکہ وہ نجات یافتہ ہو کر جنت میں جا پہنچے ہوں گے اختلاف تو ان میں صرف یہی تھا کہ دنیا کا معبود

واحد ہے یا مسعد دو تو اے نبی! ان کو کہہ دے کہ میں تم کو صرف برے کاموں پر ڈرانے والا ہوں۔ اور اللہ اکیلے زبردست کے

سوا دوسرا کوئی معبود نہیں۔ وہی آسمانوں اور زمینوں کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا پروردگار وہی غالب اور بخشش کرنے

والا ہے اے نبی! تو یہ بھی ان کو کہہ واقعات قیامت کی یہ خبر بہت بڑی دل پر ڈالنے والی ہے مگر تم اس سے روگردان ہو یہ مت

سمجھو کہ میں از خود جانتا اور بتلاتا ہوں نہیں بلکہ مجھے تو اس وقت بھی اعلیٰ جماعت ملائکہ کی بابت کوئی علم نہیں ہوتا جب وہ

آپس میں گفتگو کرتے ہیں حالانکہ عالم کشف میں ان کی گفتگو سے بہت کچھ چرچا ہو جاتا ہے میری طرف کوئی ایسا سلسلہ تار لگا

ہوا نہیں ہے جس میں ہر وقت خبریں پہنچتی ہوں ہاں مجھے یہی پیغام پہنچتا ہے کہ میں صرف تم لوگوں کو صاف صاف الفاظ میں

عذاب الہی سے ڈرانے والا اور نیک کاموں پر خوشخبری بتلانے والا ہوں اور بس لیکن یہ عرب کے لوگ تیرے حسد میں ایسے

جلے بھنے ہیں کہ سنتے ہی نہیں۔ جانتے نہیں کہ اس کا نتیجہ کیا ہوگا تو ان کو ایک عبرت ناک قصہ سنا۔ جب تیرے پروردگار نے

فرشتوں کو کہا دیکھو میں مٹی سے ایک آدمی پیدا کرنے کو ہوں سو جب میں اس کو بنا سنوار لوں اور اس میں اپنی مخلوق کردہ

روحوں میں سے کوئی روح ڈال دوں تو تم اس کے کمال کا اعتراف کرنے کو اس انسان کے سامنے تعظیم بجالانا۔ یہ اس قصہ کا

اجمال ہے جو دیگر مضامین پر تفصیل سے آئے ہے۔

فَعَبَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلَّهُمْ أَجْمَعُونَ ۝ إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ

تو سب کے سب ملائکہ تعظیم بجالائے لیکن ایک ابلیس نے تکبر کیا اور کافر ہو گیا۔

الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ يَاۤ اِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیْ ۖ

اللہ نے فرمایا ابلیس! جس چیز کو میں نے خود پیدا کیا اس کی تعظیم کرنے سے تجھے کس چیز نے

اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعٰلِیْنَ ۝ قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۖ خَلَقْتَنِيْ مِنْ

مع کیا تو تکبر ہے یا واقع میں تو بڑے لوگوں سے ہے؟ اس نے کہا میں اس سے اچھا ہوں تو نے مجھے آگ سے

نَارٍ وَّخَلَقْتَهُ مِنْ طَیْنٍ ۝ قَالَ فَاخْرِجْهَا مِنْهَا فَاتَكَ رَجِیْمٌ ۝ وَاِنَّ

بنایا ہے اور اس کو مٹی سے اللہ نے فرمایا پس تو اس سے نکل جا کیونکہ تو مردود ہے اور میری طرف سے قیامت

عَلَيْكَ لَعْنَتِيْ اِلَّا یَوْمَ الدِّیْنِ ۝ قَالَ رَبِّ فَانظُرْنِيْ اِلَّا یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ ۝

تک تجھ پر لعنت ہے۔ ابلیس نے کہا اے میرے مولا! جس روز مخلوق دوبارہ اٹھائی جائے اس روز تک مجھے مہلت عنایت ہو

كَالِ وَاتَكَ مِنَ الْمُنظَرِيْنَ ۝ اِلَّا یَوْمَ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۝ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ

حکم ہوا اچھا مقررہ وقت قیامت تک تجھے مہلت ہے ابلیس نے کہا مجھے تیری عزت کی قسم ہے میں ان سب کو بھادوں گا لیکن ان میں سے

لَاغُوِيَّتِهِمْ اَجْمَعِيْنَ ۝ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ الْمُخْلِصِيْنَ ۝ قَالَ فَالْحَقُّ ز

تیرے خاص بندوں پر میرا اثر نہ ہو گا۔ خدا نے فرمایا بے شک حق یہی ہے اور میں بھی

وَالْحَقُّ اَقُوْلُ ۝

سچ کہتا ہوں

کہ فرشتوں کے اظہار کمالات پر خدا کا یہ حکم ہوا تو سب کے سب ملائکہ تعظیم بجالائے لیکن ایک ابلیس نے ان میں سے تکبر کیا

اور کافر ہو گیا۔ اللہ نے فرمایا۔ ابلیس! جس چیز کو میں نے خود پیدا کیا اور اس کی تعظیم کرنے کا حکم دیا تو اس کی تعظیم کرنے سے

تجھے کس چیز نے منع کیا۔ کیا تو متکبر ہے یا واقع میں بڑے لوگوں سے ہے جن پر دبرِ عم (ان کے) میرے حکم بھی نافذ نہیں؟

اس (ابلیس) نے کہا گو میں تیری مخلوق ہونے کی حیثیت سے فرمانبردار ہوں۔ اس خیال سے توجو تو فرمادے حاضر ہوں مگر

واقعہ یہ ہے کہ میں اس (آدم) سے اچھا ہوں۔ اچھا بھی از خود نہیں بلکہ تیرے بنانے سے کیونکہ تو نے مجھے آگ سے بنایا ہے اور

اس کی مٹی سے اور یہ ظاہر ہے کہ آگ مٹی سے افضل اور بہتر ہے۔ خدا نے فرمایا کجبت! تو نہیں جانتا کہ نص کے مقابلہ میں

قیاس کرنا جائز نہیں۔ میرے حکم کے سامنے تو نا معقول ڈھکوسلے لگاتا ہے پس سو اس جماعت سے نکل جا کیونکہ تو مردود ہے ا

ور میری طرف سے قیامت تک تجھ پر لعنت ہے۔ ابلیس نے کہا اچھا حضور نے جو حکم فرمایا مجھے منظور ہے پس اے میرے

مولا! جس روز مخلوق دوبارہ اٹھائی جائے گی اس روز تک مجھے مہلت عنایت ہو۔ تو میں حضور کو ان پیارے بنی آدم کا پول

دکھا دوں۔ حکم ہوا اچھا مقررہ وقت قیامت تک تجھے مہلت ہے۔ ہم جانتے ہیں جو تیری غرض ہے جو تو کرے گا ہم اس کا انتظام

اچھی طرح کر دیں گے۔ اس کے بعد ابلیس نے کہا مجھے حضور کی عزت اقبال کی قسم ہے کہ میں ان سب بنی آدم کو بھادوں گا۔

لیکن ان میں سے تیرے خالص بندوں پر میرا اثر نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ بے شک حق یہی ہے کہ میرے نیک بندوں پر

تیرا اثر نہ ہو گا اور میں بھی سچ کہتا ہوں۔

لَا مَلَكَ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۱۰﴾ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ

کہ میں تجھ سے اور ان میں سے جو تیرے تابع ہوں گے ان تمام سے جہنم کو بھردوں گا تو کہہ دے کہ میں اس پر

عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ﴿۱۱﴾ إِنَّ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ﴿۱۲﴾

کوئی عوض نہیں چاہتا اور نہ میں تکلف کرنے والا ہوں یہ جہاں کے لوگوں کے لئے نصیحت ہے اور تم

وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَأَهُ بَعْدَ حِينٍ ﴿۱۳﴾

اس کی بتلائی ہوئی خبر تھوڑے ہی وقت بعد جان لو گے

سورة الزمر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے۔

تَنْزِيلِ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ﴿۱﴾ اِنَّا اَنْزَلْنٰ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ

یہ کتاب اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے نازل ہے بے شک ہم نے اس کتاب کو سچی تعلیم کے ساتھ نازل کیا ہے

بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ﴿۲﴾ اَلَا لِلّٰهِ الدِّينُ الْخَالِصُ ؕ وَاَلَا

پس تو اللہ ہی کی خالص عبادت کر۔ سنو! خالص عبادت اللہ ہی کے لئے ہے اور

الدِّينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ اَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقْرِبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰی ؕ

جو لوگ اس کے سوا اوروں کو حاجت روا بناتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم تو ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ لوگ ہم کو درجے میں لائیں

کہ میں تجھ سے اور ان بنی آدم میں سے جو تیرے تابع ہونگے ان تمام سے جہنم کو بھردوں گا اور تیرے شر سے بچانے کے لئے

یہ انتظام کروں گا کہ سلسلہ نبوت اور ولادت قائم کر کے مخلوق کو ہدایت پہنچاؤں گا۔ جو کوئی سعادت مند ہو گا وہ تیرے شر سے

تحفظ ظاہر ہے گا چنانچہ اسی سلسلے کا آخری اور اعلیٰ ممبر اے نبی! تو اس وقت موجود ہے۔ یہ لوگ جو تیری مخالفت کرتے ہیں تو ان

سے کہہ دے کہ میں محض خدا کے حکم تم کو سناتا ہوں اور اس پر کوئی عوض نہیں چاہتا۔ جو کچھ میں تم سے اس پر عوض مانگوں وہ تم

ہی رکھو میں اس کی طبع نہیں کرتا نہ میں تکلف کرنے والا ہوں کہ جو بات میرے علم میں نہ ہو وہ بھی میں کسی نہ کسی طرح بنا کر

بھردوں پس یہ قرآن شریف جہاں کے لوگوں کے لئے نصیحت ہے اور تم اسکی بتلائی ہوئی خبر اور آئندہ واقعات تھوڑے ہی وقت

بعد جان لو گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

سورة الزمر

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

کچھ شک نہیں کہ یہ کتاب اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے نازل ہے۔ بیشک ہم (خدا) نے اس کتاب قرآن مجید کی سچی

تعلیم کے ساتھ نازل کیا ہے جس کی تعلیم کا پہلا باب خدا کی خالص توحید ہے۔ پس تو اے نبی! اللہ ہی کی خالص عبادت کیا کر

سنو! خالص عبادت اللہ ہی کے لئے زیبا ہے اور کوئی شخص اس لائق نہیں کہ اس کی عبادت کی جائے اور جو لوگ اس اللہ کے سوا

اوروں کو حاجت روا بناتے ہیں وہ اسکے عذر میں کہتے ہیں کہ ہم تو انکی عبادت اس لئے کرتے ہیں کہ یہ لوگ ہم کو درجے میں لائیں

کہ قریب کر دیں یعنی انکی عبادت کے ذریعہ سے ہم خدا کا قرب حاصل کر لیں ان کی عبادت مقصود اصلی نہیں بلکہ مقصود اصلی

قرب خدا ہے ان لوگوں کا گویا یہ اصول ہے کہ۔

بت کو بٹھا کے سامنے یاد خدا کروں

إِنَّ اللَّهَ يَكْتُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي

کے قریب کر دیں جن جن امور میں یہ ک اختلاف کر رہے ہیں خدا ہی ان میں صحیح فیصلہ کریگا۔ بے شک اللہ جموٹے ناشکروں کو

مَنْ هُوَ كَذِبٌ كَفَّارٌ ۝ لَوْ أَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَتَّخِذَ وَلَدًا لَاضْطَفَىٰ مِنَّا

جمو نہیں دیا کرتا۔ خدا اگر اولاد بنانے کا ارادہ کرتا تو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا جن لیتا وہ اس

يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۗ سُبْحٰنَهُ ۗ هُوَ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ۝ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ

سے پاک ہے وہ اللہ اکیلا ہی سب پر ضابطہ ہے اس نے آسمان اور زمین سچائی کے ساتھ پیدا کئے ہیں

الْاَرْضِ بِالْحَقِّ ۗ يَكُوْدُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكُوْدُ النَّهَارَ عَلَى الْاَيْلِ وَسَعَرَ

رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے سورج اور چاند

السُّنَّسَ وَالْقَمَرَ ۗ كُلٌّ يَجْعِرُ لِاجِلٍ مُّسَمًّى ۗ اِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ ۝

تمہارے کام میں لگا رکھا ہے ہر ایک ان میں کا معین زمانے تک چلتا ہے۔ سنو! وہی اللہ زبردست بخشنے والا ہے۔ اس نے

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَانزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ

تم کو ایک جان سے پیدا کیا اسی سے اس کی بیوی پیدا کی اور اسی نے تمہارے لئے چوپاؤں میں سے آٹھ قسم کے

ثَمْنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۗ

حیوان پیدا کئے

یہ سب خیالات ان کے وسوسا ہی ہیں جن جن امور میں یہ لوگ اختلاف کر رہے ہیں خدا ہی ان میں صحیح فیصلہ کریگا۔ یہ لوگ اتنا

نہیں سمجھتے کہ خدا کے سوا کسی مخلوق کو اس بہانے سے بھی پوجنا شرک ہے کہ یہ ہم کو خدا کے ہاں مقرب بنا دیا گیا۔ بیشک اللہ

تعالیٰ ایسے جموٹے ناشکروں کو سمجھ نہیں دیا کرتے کہ وہ اتنی بات بھی سمجھ سکیں اسی بے سمجھی کا نتیجہ ہے کہ خدا کو بھی مثل

آدمیوں کے سمجھتے ہیں۔ اسی لئے تو خدا کی نسبت بھی صاحب اولاد ہونے کا خیال رکھتے ہیں حالانکہ خدا اگر اولاد بنانے کا ارادہ

کر تا تو یہ تو ہو نہیں سکتا کہ اس کے نطفے سے اولاد ہوتی کیونکہ ایسا ہو تو اس کی بیوی بھی چاہئے جو نہیں ہے بلکہ خدا اگر کسی کو

اولاد بنانا تو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا جن لیتا مگر وہ اولاد نہ خالق ہوتی نہ خالق کا جزو جیسے حقیقی اولاد ہوتی ہے بلکہ مخلوقیت

کے درجہ میں محبوبیت کے درجہ تک پہنچتی جیسے متمنی ہوتا مگر خدا اس سے بھی پاک ہے جو لوگ کسی مخلوق کو خدا کی اولاد کسی

معنی سے کہتے ہیں وہ لوگ جموٹے ہیں وہ اس سے پاک ہے وہ اللہ اکیلا ہی سب پر ضابطہ اور حکمران ہے اسی نے آسمان اور زمین

سچائی کے ساتھ یعنی باضابطہ پیدا کئے ہیں۔ اسی ضابطہ کا اثر ہے کہ اب تک بھی یہی قانون ہے کہ رات کو دن میں اور دن کو

رات میں داخل کر دیتا ہے کبھی رات بڑی ہے تو دن چھوٹا کبھی رات چھوٹی ہے تو دن بڑا ہے۔ دیکھو سورج اور چاند کو تمہارے

کام میں مفت لگا رکھا ہے دیکھو ہر ایک ان میں کا معین زمانے تک چلتا ہے جو جس کا وقت مقرر ہے اسی حساب سے چلتا ہے سنو

وہی اللہ بڑا زبردست گناہ بخشنے والا ہے اس نے تم سب بنی آدم کو ایک جان آدم سے پیدا کیا ہے اسی ایک جان کی قسم سے اس

کی بیوی حوا پیدا کی اس سے بعد سب بنی آدم کو پیدا کیا جن کا شمار حساب سے باہر ہے۔ اسی نے تمہارے لئے چوپاؤں میں سے

آٹھ قسم کے حیوان پیدا کئے جن کی تفصیل سورہ انعام پارہ آٹھ رکوع چار میں کر دی گئی ہے

يَخْلُقُكُمْ فِي بُطُونِ أُمَّهَاتِكُمْ خَلْقًا مِّنْ بَعْدِ خَلْقٍ فِي ظُلُمٍ ثَلَاثٍ ۗ

وہی تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں طور بطور کیے بعد دیگرے تین اندھیروں میں پیدا کرتا ہے

ذِكْرُ اللَّهِ رَبِّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۚ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ فَآتَىٰ نُصْرَتُونَ ﴿٥﴾ ۚ إِنَّ كُفْرًا

یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے، تمام حکومت اسی کی ہے، اس کے سوا عبادت کے کوئی لائق نہیں پس تم کہاں پھیرے جاتے ہو اگر تم

فَاتَ اللَّهُ غَنِيٌّ عَنكُمْ ۚ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَإِن تَشْكُرُوا يَرْضَهُ

منکر ہوگے تو خدا تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں سے کفر پسند نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے

لَكُمْ ۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ ۚ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا

حق میں پسند کرے گا کوئی کسی دوسرے کا گناہ نہیں اٹھائے گا اور تم کو اپنے پروردگار کی طرف واپس جانا ہے۔ پس وہ تم کو تمہارے

كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٦﴾ ۚ وَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ

کئے ہوئے کاموں کی خبر دے گا۔ خدا سینوں کے حالات سے بھی واقف ہے اور انسان کو تکلیف پہنچتی ہے

صُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ لَسَىٰ مَا كَانَ يَدْعُوًا

تو اپنے پروردگار کی طرف جھک کر اسی کو پکارتا ہے۔ پھر جب خدا اس کو اپنے ہاں سے کوئی نعمت بخشتا ہے تو جس تکلیف کے لئے پہلے

إِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَنْدَادًا

خدا کو پکارتا تھا وہ بالکل بھول جاتا ہے اور اللہ کے شریک بناتا ہے

وہی تم کو تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں طور بطور کیے بعد دیگرے تین اندھیروں میں پیدا کرتا ہے ایک اندھیرا پیٹ کا ایک اندھیرا

رحم کا ایک اندھیرا رحم کے پردے کا۔ ان سب اندھیروں کے اندر تمہاری پیدائش ہوتی ہے۔ ایسا کرنے والا کوئی اور بھی

ہے؟ یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے تمام ملک پر حکومت اسی کی ہے اس کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں پس تم اسی کی عبادت

کرو! اسی کے ہو کر رہو۔ تم جو اپنے چھوڑ کر ادھر ادھر جا رہے ہو کہاں کو پھیرے جاتے ہو۔ سنو تمہارے ایسا کرنے سے تمہارا

ہی نقصان ہے اگر تم خدا کے منکر ہو گے تو اپنا ہی کچھ بگاڑو گے کیونکہ خدا تم سے بے نیاز ہے اور وہ اپنے بندوں سے کفر پسند

نہیں کرتا اور اگر تم شکر کرو تو وہ اسے تمہارے حق میں پسند کرے گا۔ اس خیال میں غرہ مت ہو کہ کوئی شخص ہمارے گناہ

اٹھالے گا ہرگز نہیں کوئی کسی دوسرے کا گناہ نہیں اٹھائیگا۔ یاد رکھو اپنے گناہوں کے تم خود ہی ذمہ دار ہو گے اور تم کو اپنے

پروردگار کی طرف واپس جانا ہے پس وہ تم کو تمہارے کئے ہوئے کاموں کی خبر دیکھا اس وقت تم کو بھی اس بات کا علم ہو جائے گا

کہ ہاں واقعی ہم نے برے کام کئے ہیں یہ مت سمجھنا کہ خدا کو کیسے خبر ہوگی یا ہم انکار کر دیں گے تمہارا انکار نہ چل سکے گا کیونکہ

خدا سینوں کے حالات سے بھی واقف ہے اور انسان ایسا خود غرض اور عقل سے خالی ہے کہ خدا کے ساتھ بھی خود غرضی سے

پیش آتا ہے جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کی طرف جھک کر اسی کو پکارتا ہے بقول

عالم اندر زمان معزولی شیخ شبلی و بایزید شوند

روز و شب یہی کار ہے۔ اے خدا! تو میری مشکل آسان کر۔ اے خدا! تو میرے حال پر رحم فرما۔ خیر ایسا کرنے پر تو اسکو

ملامت نہیں ملامت کی بات تو یہ ہے کہ پھر جب خدا اسکو اپنے ہاں سے کوئی نعمت بخشتا ہے یعنی تکلیف دور کر کے آسائش دیتا

ہے تو جس تکلیف کے لئے پہلے خدا کو پکارتا تھا وہ بالکل بھول جاتا ہے۔ گویا اسے کبھی تکلیف نہ ہوئی تھی اور اگر کبھی یاد بھی کرتا

ہے تو نہ کرنے سے بدتر کیونکہ اس تکلیف کے رفع کرنے میں اللہ کے شریک بناتا ہے۔

لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۗ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ۝

تاکہ اور لوگوں کو بھی اس کے راستے سے گمراہ کرے تو کہہ تم اسی کفر میں چند روزہ زندگی گزار لو کچھ شک نہیں کہ آخر کار تم جہنمی ہو

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُوا

بھلا جو شخص رات کے اوقات سجدہ اور قیام کرتے ہوئے گزارے اور آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی

رَحْمَةً رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ

امید رکھتا ہو۔ کہہ کہ بھلا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟ اس میں شک نہیں کہ عقلمند لوگ ہی نصیحت حاصل

إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ۗ قُلْ يُعْبَادُ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ

کرتے ہیں۔ تو کہہ اے میرے ایماندار بندو! اپنے پروردگار سے ڈرتے رہا کرو جو لوگ نیک افعال ہیں

لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۗ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ ۗ

اسی دنیا میں ان کے حصے میں ہر طرح کی بھلائی ہے اور اللہ کی زمین فراخ ہے

لوگوں میں اس امر کا اظہار کرتا ہے کہ فلاں بزرگ یا فلاں دیوی نے مجھ پر یہ کرم کیا کہ میں اس تکلیف سے چھوٹا تاکہ اور

لوگوں کو بھی اس اللہ کے راستے سے گمراہ کرے کیونکہ لوگوں میں اتنی تمیز تو نہیں ہے کہ حق و باطل میں فرق کر سکیں۔ اس

لئے بھیڑ چال کی طرح ایک کے پیچھے دوسرا لگ جاتا ہے پس اے نبی! تو کہہ ایسے خیالات کفر کے ہیں پس تم اسی کفر میں چند

روزہ زندگی گزار لو کچھ شک نہیں کہ آخر کار تم جہنمی ہو۔ عام لوگوں میں چونکہ تمیز نہیں اس لئے وہ ظاہری حالت پر حکم

لگاتے ہیں کہ میاں فلاں شخص کیسا آسودہ حال ہے، بھلا اس کے افعال اگر ناپسندیدہ ہوں تو اللہ تعالیٰ اسے آسودہ کیوں کرے۔

ان کو سمجھنا چاہئے کہ پسندیدہ اور ناپسندیدہ افعال کے جانچنے کا یہ طریق نہیں بلکہ اس کے لئے معیار قانون شریعت ہے بھلا جو

شخص دن کے علاوہ رات کے اوقات میں بھی سجدہ اور خدا کے سامنے قیام کرتے ہوئے گزارے ایسا کرنے میں وہ آخرت کے

عذاب سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہو ایسا شخص اس شخص کی طرح ہے جو خدا کے بندوں کو ستائے اور خدا

سے نہ ڈرے اگر دونوں برابر ہوں تو خدا کے ہاں انصاف تو نہ ہو اندھیر کھاتا ہو۔ اس مطلب کے ذہن نشین کرنے کو اے نبی

! تو ان سے کہہ کہ بھلا علم والے اور بے علم برابر ہیں؟ جو کوئی کسی کام کا واقف ہے وہ ناواقف جیسا ہے؟ نہیں بلکہ دونوں میں

بہت بڑا فرق ہے۔ اس طرح جن لوگوں کو خدا کی معرفت حاصل ہے اور معرفت کے ساتھ اعمال حسنة کی توفیق بھی ہے تو

ایسے لوگ ان لوگوں کی طرح نہیں ہیں جن میں دونوں وصف نہیں۔ اس میں شک نہیں کہ عقلمند لوگ ہی نصیحت حاصل

کرتے ہیں اور وہی اس فرق کو سمجھتے ہیں۔ پس اے نبی! تو میرے بندوں کو میری طرف سے کہہ اے ایماندار بندو! چونکہ تم

لوگ عقلمند ہو اور اس عقلمندی سے تم کو بھلے برے کی تمیز ہے اس لئے تم میری اس نصیحت کو غور سے سنو کہ اپنے حقیقی

پروردگار سے ڈرتے رہا کرو کوئی وقت تم پر ایسا نہ آئے کہ تم خدا سے بے خوف ہو کر کام کرنے لگ جاؤ اس کا نتیجہ سنا چاہو تو

سنو ہمارے ہاں قانون ہے کہ جو لوگ نیک افعال ہیں یعنی شخصی اور قومی زندگی میں ہمیشہ انکو نیک سلوک ہی مد نظر رہتا ہے گویا

انکا اصول زندگی ہی یہ ہے کہ۔

خیر کن اے فلاں وغنیمت شمار عمر زان پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نمازند

اسی دنیا میں ایسے نیک لوگوں کے حصے میں ہر طرح کی بھلائی ہے وہ ہر طرح کی عزت کے مستحق خدا ان سے راضی وہ خدا سے

خوش۔ اس رضاء الہی کے علاوہ ملک پر ان کی حکومت ہوگی۔ چونکہ ایسے نیک بندوں کو نااہل لوگ ستایا کرتے ہیں۔

إِنَّمَا يُوقِ الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ

صبر کرنے والوں کو بے حساب بدلہ ملے گا۔ تو کہہ کہ مجھے علم ہے کہ میں اخلاص مندی سے اللہ کی

اللَّهُ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ۝ وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ ۝ قُلْ

عبادت کروں اور مجھے یہ بھی علم ہے کہ میں جملہ فرماں برداروں میں اول فرماں بردار ہوں۔ تو کہہ کہ پے در پے

إِنِّي أَخَافُ إِنْ عَصَيْتُ رَبِّي عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ قُلْ اللَّهُ أَعْبُدُ

کی بے فرماںی کرنے کی صورت میں مجھے بڑے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔ تو کہہ کہ میں خالص اللہ ہی کی

مُخْلِصًا لَهُ دِينِي ۝ فَاعْبُدُوا مَا شِئْتُمْ مِنْ دُونِهِ ۝ قُلْ إِنْ الْخَيْرِ

عبادت کرتا ہوں تم اس کے سوا جس کی چاہو عبادت کرو۔ تو کہہ سراسر نقصان والے وہی

الدِّينِ خَيْرٌ لَّكُمْ وَأَنْفُسُكُمْ وَأَهْلِيكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا ذَلِكَ هُوَ الْخَيْرُ

لوگ ہیں جو قیامت کے روز اپنے آپ کو اور اپنے مصلحتین کو خسارہ میں ڈالیں گے یہی بڑا کھلا نقصان ہے۔ ان کے

النَّبِيِّينَ ۝ لَهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِنَ النَّارِ وَوَجَّهْتَهُمْ لَهَا ۝ قُلْ

لوہر اور نیچے آگ کا سایہ ہوگا۔ اللہ اس عذاب سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ اے میرے بندو!

يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِ عِبَادَهُ لِيُعْبَادُوا فَاتَّقُوا ۝

مجھ سے ڈرو

اور ان کے کاموں میں روزانہ نکاتے ہیں۔ اس لئے ان کو اس امر کی بھی اطلاع کر دو کہ اللہ کی زمین فراخ ہے وہ جس کو

چاہتا ہے زمین کا وارث کر دیتا ہے۔ یہ تو ان نیک اعمال بندوں کا دنیاوی انعام ہے آخرت کا انعام باقی ہے چونکہ ان

لوگوں کو دین حق کو اختیار کرنے اور پھیلانے میں بڑی بڑی تکلیفیں ہوئی ہیں جن پر انہوں نے بڑی جو انمردی سے صبر

کیا ہے۔ ہمارے ہاں یہ عام قانون ہے کہ صبر کرنے والوں کو بے حساب بدلہ ملے گا جس کا نام جنت ہے۔ پس ہر کام میں

صبر کو مد نظر رکھو۔ اپنے وطن میں صبر سے رہ سکو تو بھی اجر سے خالی نہیں تکلیف انسانی طاقت سے بالا ہو تو وطن سے

ہجرت کر جاؤ۔ اس ہجرت میں تکلیف ہو تو اس میں بھی اجر ہے بشرطیکہ صبر و استقلال سے بناء ہو۔ اے نبی! تو انکو یہ

بھی کہہ کہ مجھے بھی یہی حکم ہے کہ میں اس وقت کے جملہ فرمان برداروں میں خدا کا اول فرمان بردار بنوں یہی میرا فرض

ہے اور یہی فخر کہ میں خدا کا بندہ بن کر رہوں نہ اس کا شریک نہ سیم۔ تو اے نبی! یہ بھی کہہ کہ پروردگار کی بے

فرمانی کرنے کی صورت میں مجھے بھی بڑے دن قیامت کے عذاب کا ڈر ہے۔ اے نبی! تو یہ بھی کہہ اللہ کے ہو رہنے

میں تو کوئی نقصان نہیں بلکہ سراسر فائدہ ہے ہاں نقصان والے وہی لوگ ہیں جو بوجہ بدکاریوں کے قیامت کے روز

اپنے آپ کو اور اپنے مصلحتین گھر والوں اور تعلقہ داروں کو خسارہ میں ڈالیں گے۔ غور کرو تو یہی بڑا کھلا خسارہ ہے کہ

ایک ایسے وقت میں جبکہ وہ لوگ ہر قسم کی نیکیوں کے محتاج ہوں گے ان کی تمام نیکیاں برباد ہو کر تمام برائیاں ان کے

ذمہ ڈالی جائیں گی اور ان بدکاروں کے اوپر اور نیچے آگ کا سایہ ہو گا یعنی ہر طرف سے ان کو آگ نے گھیرا ہوگا۔ بس

پھر ان کی کیا گت ہوگی؟ قابل غور ہے کچھ نہ پوچھو سنو اور ہو شیار ہو جاؤ اللہ تعالیٰ اس عذاب سے اپنے بندوں کو ڈراتا

ہے اور کہتا ہے اے میرے بندو! مجھ سے ڈرو۔

وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَنْ يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ

اور جو لوگ غیر اللہ کے پوجنے سے پرہیز کرتے ہیں اور خدا کی طرف بھگے رہتے ہیں انہیں کے لیے

الْبَشْرَىٰ ۖ فَبَشِّرْ عِبَادِ ۗ الَّذِينَ يَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ ۗ

خوشخبری ہے پس تو میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا جو ہر قسم کے اقوال سن کر سب سے اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَىٰ اللَّهُ ۖ وَوَالَيْكَ هُمْ أُولُوا الْأَلْبَابِ ۗ ۝ أَفَمَنْ حَقَّ

یہی لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت کی ہے اور یہی لوگ عقل مند ہیں تو کیا جن لوگوں پر

عَلَيْهِ كَلِمَةٌ ۖ الْعَذَابِ ۗ أَلَمْ تَرَ أَنَّ تِلْكَ أُمَّةً قَدْ خَلَتْ مِنَّا مِنَّا ۗ وَلَكِنَّ

عذاب کا حکم لگا ہو تو ایسے لوگوں کو جو آگ میں پڑے ہوئے ہیں تو نکال لے گا؟ ہاں جو لوگ اپنے

أَتَقُوا رَبَّهُمْ لَهُمْ عَرْفٌ ۖ مِّنْ قَوْمِهَا عَرَفُوا مَبِيتَهُ ۗ ۖ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا

پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے لئے بڑے بڑے بالا خانے ہیں جن کے اوپر بالا خانے بنے ہوئے ہیں۔ ان کے نیچے سے

الْأَنْهَارُ ۗ وَعَدَّ اللَّهُ ۗ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ الْمِيعَادَ ۗ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ أَنزَلَ مِنَ

نہریں جاری ہیں۔ خدا نے وعدہ کر رکھا ہے اللہ اپنا وعدہ کبھی خلاف نہیں کرے گا کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ اوپر سے

اور بدکاریاں چھوڑ دو اور سنو ہمارے ہاں عام قاعدہ ہے کہ جو لوگ غیر اللہ کے پوجنے سے پرہیز کرتے ہیں اور خدا کی طرف بھگے

رہتے ہیں انہیں کے لیے خوشخبری ہے وہی لوگ فلاح دارین پانے کے مستحق ہوں گے ایسے لوگوں میں علاوہ توحید خالص اور

انابت الی اللہ کے ایک اور وصف خاص ہوتا ہے کہ یہ لوگ ہر ایک بات کی تحقیق کرتے ہیں کسی بات یا خیال کے سننے سے

نفرت نہیں کرتے ہاں اختیار کرتے وقت تحقیق سے کام لیتے ہیں۔ پس تو اے نبی! میرے (یعنی خدا کے) ان بندوں کو خوش

خبری سنا جو ہر قسم کے اقوال سن کے سب سے اچھی بات کی پیروی کرتے ہیں سب اقوال میں اچھا قول خدا کا فرمان قرآن مجید

ہے اور بس یعنی ان کے دینی کاموں کا مدار قرآن پر ہے یہی لوگ ہیں جن کو خدا نے ہدایت کی ہے اور یہی لوگ عقل مند ہیں

ان کے مقابلہ میں دنیا کے بندے اپنی عقل و سمجھ پر کیا ناز کر سکتے ہیں بحالیہ وہ شرک و کفر اور دیگر اقسام کی بد اخلاقیوں سے

آلودہ ہیں تو کیا جن لوگوں پر خدا کی طرف سے بوجہ ان کی بد اعمالیوں کے عذاب کا حکم لگا ہو ایسے لوگوں کو جو گویا آگ میں

پڑے ہوئے ہیں تو نکال لے گا؟ نہیں۔ ہاں جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں ان کے لیے بعد موت خدا کے پاس بہشتوں

میں بڑے بڑے بالا خانے بنے ہوئے ہیں ان کے نیچے سے نہریں جاری ہیں خدا نے ان سے وعدہ کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ اپنا

وعدہ کبھی خلاف نہیں کریگا۔ اس قسم کی نعمتوں کا ذکر سن کر جو لوگ ناک بھوں چڑھاتے ہیں ان کو کہو کیا تم لوگوں نے نظام عالم

پر غور و خوض نہیں کیا جب کہ اس نظام کو خدا نے ظاہری طور پر ایسا منظم بنا رکھا ہے کہ کسی طرح کا خلل اس میں نہیں آتا۔ تو

کیا اس کے ساتھ باطنی انتظام اس نے نہ کیا ہوگا۔ باطنی انتظام وہی ہے جس کا نام ہے نیک و بد اعمال کی جزا و سزا۔ جس کی بابت

کہا گیا ہے۔

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم برومند جو از جو

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ اوپر کی طرف سے بارش کا

لہ اللہ نزل احسن الحدیث کی طرف اشارہ ہے۔

السَّمَاءِ مَاءً فَسَلَكَهُ يَنَابِيعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهِ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا

پانی اتارتا ہے پھر زمین میں اس سے چشمے جاری کر دیتا ہے پھر اس کے ساتھ مختلف رنگ کے کھیت پیدا کرتا

أَلْوَانُهُ ثُمَّ يَهَيِّجُ فَتَرَهُ مُضْفَرًا ثُمَّ يَجْعَلُهُ حُطَامًا إِنَّ فِي

ہے پھر تم اس کو زرد ہوا دیکھتے ہو۔ پھر خدا اس کو چورا چورا کر دیتا ہے۔ بے شک اس واقعہ میں

ذَلِكَ لَذِكْرٍ لِّلْأُولِي الْأَلْبَابِ ۗ أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِإِسْلَامٍ فَهُوَ عَلَىٰ

عقل مندوں کے لئے نصیحت ہے بھلا خدا نے جس شخص کا سینہ اسلام کے کھول دیا ہو پھر وہ اپنے پروردگار

نُورٍ مِّن تَرَبِّهِ ۗ قَوْلٍ لِّلْفُؤْسِيَّةِ قُلُوبُهُمْ مِّن ذِكْرِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ فِي

کی روشنی میں چل رہا ہو۔ افسوس ہے ان لوگوں پر جن کے دل ذکر سے سخت ہو رہے ہیں وہی لوگ

صَلَّىٰ مُّبِينٍ ۗ اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِي ۗ

صریح گمراہی میں ہیں۔ اللہ نے سب کلاموں سے اچھا کلام نازل کیا ہے جو ملتی جلتی کتاب ہے بار بار پڑھی جاتی ہے

تَقْشُرُ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۗ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ

جو لوگ اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اس کتاب سے ان کے بدن کانپ اٹھتے ہیں اور ان کے چمڑے اور دل

إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ ۗ ذَٰلِكَ هُدًى لِّلَّذِينَ يَهْتَدُونَ بِهِ ۗ مَن يَشَاءِ ۗ وَمَن يُضَلِلْ

خدا کے ذکر کی طرف جھکتے ہیں یہ اللہ کی ہدایت ہے اس کے ساتھ جس بندے کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور جس بندے کو

اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن هَادٍ ۗ

خدا گمراہ کر دے اس کے لئے کوئی ہادی نہیں

کاپانی اتارتا ہے پھر زمین میں اس پانی سے چشمے جاری کر دیتا ہے۔ بارش نہ ہو تو پہاڑی چشمے بھی سوکھ جاتے ہیں پھر اس پانی کے

ساتھ مختلف رنگ کے کھیت پیدا کرتا ہے پھر وہ کھیت زور سے لہکتی ہیں جدھر دیکھو سبزہ ہی سبزہ نگاہ میں آتا ہے پھر ایک

وقت آتا ہے کہ خدا اس کو چورا چورا کر دیتا ہے ایسا کہ دانے الگ تنکے الگ سب الگ الگ وہی میدان جو ابھی سبز نظر آتا تھا

چھٹیل میدان صاف نظر آتا ہے۔ یہ ہے قدرتی انقلاب۔ کیا ایسے انقلابات یونہی ہو رہے ہیں۔ بیشک اس واقعہ میں عقلمندوں کے

لیے بڑی نصیحت ہے جو لوگ ان واقعات سے عبرت حاصل کرتے ہیں وہی لوگ عزت یاب ہیں بھلا خدا نے جس شخص کا سینہ

اسلام یعنی خدائی احکام کی پابندی کے لیے کھول دیا ہو پھر وہ اس شرح صدر کی وجہ سے اپنے پروردگار کی روشنی میں چل رہا

ہو۔ شب و روز خدا کی مشعل ہدایت اس کے سامنے ہو گیا وہ اس شخص کی طرح ہے جو بد اعمالیوں کی تاریکیوں میں پھنسا ہوا

ہے؟ ہرگز نہیں افسوس ہے ان لوگوں پر جن کے دل اللہ کے ذکر سے غفلت کرنے کی وجہ سے سخت ہو رہے ہیں۔ وہی لوگ

صریح گمراہی میں ہیں اس لیے خدا کی اتاری ہوئی کتاب کے منکر ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے سب کلاموں سے اچھا کلام قرآن مجید

نازل کیا ہے جو ملتی جلتی کتاب ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کے مشابہ اور بار بار پڑھی جاتی ہے اور دلوں پر اثر کرتی ہے جو لوگ

اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں اس کتاب کے سننے سے ان کے بدن کانپ اٹھتے ہیں اور ان کے چمڑے اور دل خدا کے ذکر کی طرف

جھکتے ہیں یہ اللہ کی ہدایت کا اثر ہے اسکے ساتھ جس بندے کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور کامیاب فرماتا ہے اور جس بندے کی

بد اعمالی کی وجہ سے اسکو گمراہ کر دے یعنی اپنی رحمت خاصہ سے دور رکھے تو اس کیلئے کوئی ہادی نہیں جو اسکو راہ ہدایت پر لاوے۔

أَفَمَنْ يَتَّبِعِي بِوَجْهِهِ سَوْءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ

بھلا جو شخص اپنے آپ کو قیامت کے روز برے عذاب سے بچا لے گا اور ظالموں کو کہا جائے گا

ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿۱۰﴾ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاتَّخَذَهُمْ

جو کچھ تم کرتے رہے ہو اس کا عذاب چکھو ان سے پہلے لوگوں نے بھی تکذیب کی تھی پھر ایسی جگہ سے ان پر

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿۱۱﴾ فَآذَاهُمْ اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيَاةِ

عذاب آیا جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا۔ پھر خدا نے ان کو دنیا ہی میں ذلت کا عذاب

الدُّنْيَا ۖ وَالْعَذَابُ الْآخِرَةُ أَكْبَرُ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿۱۲﴾ وَلَقَدْ

چکھایا اور آخرت کا عذاب سب سے بڑا ہے۔ کاش وہ جانتے ہوتے اور ہم نے

صَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَذَا الْقُرْآنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۱۳﴾

لوگوں کی ہدایت کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بتلائی ہیں تاکہ وہ نصیحت پادیں

قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿۱۴﴾ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا

قرآن صاف عربی زبان میں اتارا ہے تاکہ لوگ پرہیزگار بنیں خدا ایک مثال سناتا ہے

رَجُلًا فِيهِ شُرَكَاءٌ مُتَشَكِّسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ ۖ هَلْ

ایک غلام ایسا ہے جس میں بہت سے شریک مساوی حصہ دار ہیں اور ایک شخص صرف ایک ہی کا غلام ہے۔ کیا یہ

يَسْتَوِينَ مَثَلًا ۖ

دونوں غلام حالت میں ایک سے ہیں

بعض لوگ اپنی جہالت سے ایسا کہا کرتے ہیں کہ ہمیں کیا ہدایت نہیں تو نہ سہی ہمارا کیا نقصان؟ ایسے لوگ غور کریں کہ بھلا

جو شخص اپنے آپ کو قیامت کے روز جنم کے برے عذاب سے بچالے گا یعنی اعمالِ صالحہ کی برکت سے دوزخ سے بچ جائے

گا ایسے نازک وقت میں ایسا آدمی اور جو ایسے نہیں بلکہ بدکاریوں کی وجہ سے ظالم ہیں برابر ہوں گے؟ حالانکہ ظالموں کو یہ کہا

جائے گا کہ جو کچھ تم دنیا میں کرتے رہے ہو اس کا بدلہ تم یہاں پاؤ اور عذاب چکھو۔ اے مسلمانو! ان سے پہلے لوگوں نے بھی

احکامِ خداوندی کی تکذیب کی تھی پھر ایسی جگہ سے ان پر عذاب آیا جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا پھر خدا نے ان کو دنیا میں

ہی عذاب چکھایا اور ابھی آخرت کا عذاب سب سے بڑا ہے۔ کاش وہ اس کو جانتے ہوتے اور سنو ہم (خدا) نے لوگوں کی

ہدایت کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بتلائی ہیں تاکہ وہ نصیحت پادیں یہ قرآن صاف عربی زبان میں اتارا ہے تاکہ

لوگ اس کی وجہ سے پرہیزگار بنیں مگر لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے اس لیے خدائے تعالیٰ ایک مثال سناتا ہے۔ ایک غلام

ایسا ہے جس میں بہت سے شریک مساوی حصہ دار ہیں اور اس کے مقابلہ میں ایک شخص صرف ایک ہی کا غلام ہے۔ پہلا غلام

بہتوں کا محکوم ہے۔ ہر ایک اس پر حکم چلاتا ہے بعض اوقات آن واحد میں اس پر مختلف احکام جاری ہوتے ہیں اور وہ بے چارہ

حیران سرگردان رہ جاتا ہے اور تہرور ویش بجان درویش کی مثال اس پر صادق آتی ہے۔ دوسرا غلام محض ایک ہی کی ملک

ہے چاہے اس پر حکم کرے یا نہ کرے کیا یہ دونوں غلام حالت میں ایک سے ہیں؟ ہرگز نہیں۔ بعینہ یہی کیفیت ہے

موحد اور مشرک کی۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّكَ مَيْتٌ وَإِنَّهُمْ

الحمد لله مگر بہت سے لوگ نہیں جانتے بے شک تو بھی مر جائے گا اور وہ بھی

مَيِّتُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَحْتَصِمُونَ ۝

مر جائیں گے پھر تم قیامت کے روز اپنے پروردگار کے حضور باہم جھگڑو گے

الحمد لله کہ اسلام ہر طرح صحیح اور مدلل ہے مگر بہت سے لوگ اس کی حقیقت نہیں جانتے اسی لیے بڑی بھاری غلطی ان کو لگتی

ہے جب سنتے ہیں کہ نبی خدا کا نائب ہے تو وہ اپنی نادانی سے خیال کر بیٹھتے ہیں کہ یہ بھی مثل خدا کے دائم حی القیوم ہو گا حالانکہ

یہ خیال سرے سے غلط ہے۔ نبی کی نیابت پیغام رسانی میں ہے ذات و صفات میں نہیں۔ اس لیے ہم اعلان کرتے ہیں کہ اے

نبی! بے شک تو بھی مر جائے گا اور وہ بھی مر جائیں گے پھر تم سب لوگ قیامت کے روز اپنے پروردگار کے حضور باہم جھگڑو

گے یعنی تمہارا باہمی مقابلہ ہو گا اس مقابلہ میں کیا ہو گا؟ یہی کہ مشرک موحدوں کو اور موحد مشرکوں کو تھوڑی دیر کے لیے

الاسنے دیں گے اور بس ورنہ فیصلہ تو خدا کے ہاتھ ہو گا۔ اس فیصلہ کا خلاصہ یہی ہو گا کہ خدا کی باتوں کو نہ ماننے والے سزایاب

ہوں گے۔

قَمِّنْ أَظْلَمَ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ ۗ أَلَيْسَ

پس جو شخص خدا پر جھوٹ لگائے یا جب اس کو سچ پہنچے تو اس کو نہ مانے ایسے ظالم سے بڑا ظالم کون ہے؟ کیا ایسے

فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكَافِرِينَ ۝ وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ

کافروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہ ہوگا اور جو شخص سچی تعلیم لایا ہے اور سچ کی تصدیق کرتا ہے

أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ۝ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ ذَلِكَ جَزَاؤُ

ایسے لوگ ہی متقی ہیں جو چاہیں گے ان کے پروردگار کے ہاں ان کو ملے گا یہی بدلہ ہے

الْمُحْسِنِينَ ۝ لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي عَمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُمُ

نیکیوں کا بدلہ۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا ان کے برے اعمال کو جو انہوں نے کئے ہوں گے دور کر دیکے اور جو کام کئے ہوں گے ان میں

بِأَحْسَنِ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ أَلَيْسَ اللَّهُ بِكَافٍ عَبْدَهُ ۗ وَبِخَوْفِكَ

سے بہت سے اچھے کاموں کے اندازہ سے ان کو بدلہ دیکے۔ کیا خدا اپنے بندے کو کافی نہیں ہے؟ اللہ کے سوا اور

بِالَّذِينَ مِنْ دُونِهِ ۗ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَأَلَا مِنْ هَادٍ ۝ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ

موجودوں سے تم کو ڈراتے ہیں جس کو اللہ ہی دھکا دے اس کے لئے کوئی ہادی نہیں اور جس کو اللہ ہدایت کرے

فَأَلَا لَهُ مِنْ مُضِلٍّ ۗ أَلَيْسَ اللَّهُ بِعَزِيزٍ ذِي انْتِقَامٍ ۝ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ

اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں۔ کیا اللہ تعالیٰ بڑا غالب بدلہ لینے پر قادر نہیں ہے؟ اور اگر تو ان کو پوچھے کہ

پس جو شخص خدا پر جھوٹ لگائے کہ بغیر اطلاع خدا کے الہام یا نبوت کا دعویٰ کرے یا جب اس کو خدا کے ہاں سے سچ پہنچے تو اس کو

نہ مانے ایسے ظالم سے بڑا ظالم کون ہے جو نہیں جانتا کہ میرا حشر کیا ہوگا؟ محض دنیا کے کمانے کے لیے دعویٰ کرتا ہے اور دنیا

یہی کے خوف سے حق بات کو رد کرتا ہے۔ کیا ایسے کافروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہ ہوگا؟ اور ان کے مقابلہ میں جو ایسا شخص ہے کہ

خدا کی طرف سے سچی تعلیم لایا ہے اور سچ کی تصدیق کرتا ہے۔ ایسے لوگ ہی متقی یعنی خدا خوف ہیں جو چاہیں گے ان کے

پروردگار کے ہاں سے ان کو ملے گا نیکیوں کا بدلہ ہے۔ ان کے ایسے نیک اعمال کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا ان سے ان کے برے

اعمال کو جو انہوں نے کئے ہوں گے دور کر دے گا اور جو نیک کام کئے ہوں گے ان میں سے بہت اچھے کاموں کے اندازہ سے ان

کو بدلہ دے گا یعنی سب سے اچھا۔ بھلا یہ لوگ جو اے نبی! تیری ایسی تعلیم سنانے پر مخالفت کرتے ہیں یہ خیال کرتے ہیں کہ

اپنی بے ہودگی میں غالب آئیں گے۔ کیا خدا اپنے بندے خاص کر نبی کو کافی نہیں؟ یہ خیال ان کا کیسے صحیح ہو سکتا ہے مگر یہ

لوگ بھی اپنے دھن کے ایسے پکے ہیں کہ جو جی میں آتا ہے کہہ دیتے ہیں اور ایک مزہ کی بات سنو مشرک اللہ کے سوا اور

موجودوں سے تم کو ڈراتے ہیں کہتے ہیں دیکھو تم ایسا کام مت کرو ورنہ ہمارے بڑے پیرا مہادیو تمہارا ستیا ناس کر دیں گے۔

بہت خوب! بات یہ ہے کہ جسکو خدا ہی دھتکار کر دے اسکے لیے کوئی ہادی نہیں جو ہدایت کر سکے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا

نہیں۔ یہ لوگ چاہے کتنا ہی زور لگائیں ان مسلمانوں کو اسلام سے نہیں روک سکتے بلکہ یہ خود بتلاء عذاب ہو گئے۔ کیا اللہ تعالیٰ

بڑا غالب بدلہ لینے پر قادر نہیں ہے؟ پھر یہ لوگ کس طرح اس پر اور اسکے بندوں پر غالب آسکتے ہیں وہ خدا تو وہ ہے کہ خود یہ

بھی اسکو ایسا ہی برتر مانتے ہیں اگر تو ان کو پوچھے

بھی اسکو ایسا ہی برتر مانتے ہیں اگر تو ان کو پوچھے

۱۔ واؤ کے معنی او کے لئے ہیں کیونکہ دوسرے مقام پر ہے من اظلم ممن افترى على الله كذبا اور كذب باينه (پ: ۷: ۹)

خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ لِيُقُولَنَّهُ اللَّهُ ۗ قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ مِنْ دُونِ

آسمان و زمین کس نے پیدا کئے تو وہ فوراً کہہ دیں گے کہ اللہ نے۔ تو کہہ کہ بتاؤ تو اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو اگر

اللَّهُ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَاشِفَاتُ ضُرِّيهِ أَوْ أَرَادَنِي بِرَحْمَةٍ هَلْ

اللہ مجھ کو کسی قسم کی تکلیف پہنچائی چاہے تو کیا یہ لوگ اللہ کی تکلیف کو ہٹا سکتے ہیں یا خدا میرے حق میں رحمت چاہے تو یہ

هُنَّ مُسَكِّتَاتُ رَحْمَتِهِ ۗ قُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ ۗ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُونَ ۝ قُلْ

لوگ اس کی رحمت کو روک سکتے ہیں۔ تو کہہ مجھ کو اللہ ہی کافی ہے اور سب متوکلین اسی پر بھروسہ کیا کرتے ہیں۔ تو کہہ

يَقُومُوا أَعْلَمُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنِّي عَامِلٌ ۗ فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۝ مَنْ يَأْتِيهِ

اے میرے بھائیو! تم اپنے طریقہ پر عمل کئے جاؤ میں بھی کرتا ہوں تم کو معلوم ہو جائے گا کہ سخت رسوا کرنے والی

عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَجِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝ إِنَّا أَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ

مصیبت کس پر آتی ہے اور دائمی عذاب کس پر نازل ہوگا۔ ہم نے لوگوں کی ہدایت کے لئے تجھ پر سچی کتاب

لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۗ فَمَنْ اهْتَدَىٰ فَلِنَفْسِهِ ۗ وَمَنْ ضَلَّ فَإِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۗ وَمَا

نازل کی ہے جو کوئی ہدایت پاوے گا اپنے لئے پاوے گا اور جو گمراہ ہوگا اسی کا نقصان ہوگا اور تو

أَنْتَ عَلَيْهِمْ بِرُكُوبٍ ۝ اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ

ان کا ذمہ دار نہیں ہے۔ اللہ ان جانداروں کی موت کے وقت ان کی ارواح قبض کر لیتا ہے اور جو نہیں مرتے ان کی نیند

فِي مَنَامِهَا ۗ فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ

کے وقت ان کے نفسوں پر قبضہ کرتا ہے جس کی موت کا وقت آچکا ہو اس کو روک لیتا ہے

کہ آسمان و زمین کس نے پیدا کئے تو وہ فوراً کہہ دیں گے کہ اللہ نے پس جب اس بات کے قائل ہیں کہ خالق سب کا اللہ ہے تو

تو کہہ بتاؤ تو اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو اگر اللہ مجھ کو کسی قسم کی تکلیف پہنچائی چاہے تو کیا یہ لوگ تمہارے بناوٹی

معبود اللہ کی طرف سے آئی ہوئی تکلیف کو ہٹا سکتے ہیں یا خدا میرے حق میں رحمت چاہے تو یہ لوگ اس کی رحمت کو روک سکتے

ہیں؟ ہرگز نہیں۔ جب ان کا بھی یہی خیال ہے تو تو اے نبی! کہہ مجھ کو اللہ ہی کافی ہے میرا اسی پر بھروسہ ہے اور سب متوکلین

بھروسہ رکھنے والے اسی پر بھروسہ کیا کرتے ہیں۔ ان کو اس کے سوا کوئی بھروسہ کے قابل نہیں ملتا۔ یہ صاف اور سیدھی تعلیم

سن کر تیری مخالفت کریں تو تو کہہ اے میرے بھائیو! اچھا تم اپنے طریقہ پر عمل کئے جاؤ میں بھی کرتا ہوں تم کو معلوم ہو جائیگا

کہ دنیا ہی میں سخت رسوا کرنے والی مصیبت کسی پر آتی ہے اور آخرت میں دائمی عذاب کس پر نازل ہوگا۔ اس کے بعد ہمارا عام

اعلان ہے کہ ہم (خدا) نے لوگوں کی ہدایت کے لیے تجھ پر اے نبی! سچی کتاب نازل کی ہے جو کوئی ہدایت پاویگا وہ اپنے لیے

پاویگا اور جو گمراہ ہوگا اسی کا نقصان ہوگا۔ پس یہ ہے مختصر اصول ہمارے ہاں کے فیصلے کا اور تیرے بتلانے کے قابل خاص بات

یہ ہے کہ تو انکا ذمہ دار نہیں ہے کہ انکے نہ ماننے سے تجھے سوال ہو۔ ہرگز نہیں بلکہ جو کرے گا وہی بھریگا۔ اللہ تعالیٰ تمام بے

جانوں اور جانداروں کا مالک ہے اسی سے ان کا حقیقی تعلق ہے یوں بھی تو وہ ہر حالت میں مالک ہے خاص کر ان جانداروں کی

موت کے وقت ان کی ارواح قبض کر لیتا ہے اور جو نہیں مرتے ان کی نیند کے وقت ان کے نفسوں پر وہی قبضہ کرتا ہے پھر نیند

ہی میں جس کی موت کا وقت آچکا ہو اس کو تو عدم ستان کے لیے روک لیتا ہے یعنی دنیا میں آنے ہی نہیں دیتا۔

وَيُرْسِلُ الْآخِرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿٥٠﴾

اور دوسرے کو اس کی موت کے وقت مقررہ تک چھوڑ دیتا ہے بے شک اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو فکر کیا کرتے ہیں

أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ شُفَعَاءَ ؕ قُلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ سَبِيلٍ لَّا يَمْلِكُونَ شَيْئًا وَلَا

کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا اوروں کو شفیع سمجھ رکھا ہے؟ تو پوچھ کیا تم ان کو شفیع سمجھتے رہو گے چاہے ان کو کچھ بھی اختیار نہ اور وہ کچھ نہ

يَعْقِلُونَ ﴿٥١﴾ قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا ؕ لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ؕ ثُمَّ

سمجھتے ہوں۔ تو کہہ کہ سفارش تو ساری اللہ کے قبضے میں ہے آسمانوں اور زمین کی تمام حکومت اسی کو حاصل ہے پھر اسی کی

إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٥٢﴾ وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْتَبَهَتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

طرف تم واپس کئے جاؤ گے۔ جس وقت اللہ اکیلے کا ذکر ہوتا ہے تو ان لوگوں کے دل جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے

بِالْآخِرَةِ ؕ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٥٣﴾

بھجھتے ہیں اور جب اللہ کے سوا اور لوگوں کا ذکر کیا جاتا ہے تو فوراً خوش ہو جاتے ہیں

اور دوسری کو اس کی موت کے مقررہ وقت تک چھوڑ دیتا ہے لیکن آخرت تک بقول۔

گو سلیمان زمان بھی ہو گیا تو بھی اے سلطان آخر موت ہے

آخر مرنا ہے اور ضرور مرنا ہے۔ بے شک اس موت کے واقعات میں ان لوگوں کے لیے بڑی نشانیاں ہے جو واقعات میں فکر کیا

کرتے ہیں کیا ایسے مالک الملک حی القیوم کو چھوڑ کر ان مشرک لوگوں نے اللہ کے سوا اوروں کو نام نہاد شفیع سمجھ رکھا ہے نام تو

شفیع رکھتے ہیں مگر دراصل برتاؤ ان کے ساتھ وہی کرتے ہیں جو معبود کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ مثلاً حاجات کا طلب کرنا حاضر

غائب ان سے ڈرنا نفع نقصان ان کے ہاتھ میں جاننا وغیرہ۔ اسی لیے تو اے نبی! ان کو پوچھ کیا تم ان کو شفیع سمجھتے رہو گے چاہے

ان کو کچھ بھی اختیار نہ ہو۔ گو شفیع بے اختیار ہی ہوتا ہے اسی لیے کہ وہ با اختیار کے سامنے سفارش کرتا ہے۔ مگر ان مشرکوں

کے خیالات اس بارے میں بھی الٹے ہیں انکے خیال میں شفیع با اختیار ہوتے ہیں اسی لیے تو یہ لوگ شفیع کہہ کر بھی ان سے

مراویں مانگتے ہیں۔ لہذا یہ سوال ان پر معقول ہے اور اس کے سوا یہ بھی پوچھ کہ تم ان کو ایسا ہی سمجھتے رہو گے گو وہ کچھ نہ سمجھتے

ہوں یعنی ان کو سفارش کا مفہوم بھی معلوم نہ ہو۔ ایسے لوگ کیا سفارش کریں گے اور کیا کسی کی حاجت بر لائیں گے۔ تو اے

نبی! کہہ کہ سفارش کے خیال پر غیر معبود کو معبود بنانا بھی سرے سے غلطی ہے کیونکہ سفارش تو ساری اللہ کے قبضے میں ہے

وہی جس کو چاہے گا قبول کرے گا۔ سفارش ہی پر کیا منحصر ہے سب کچھ اس کے قبضے میں ہے کیونکہ آسمانوں اور زمینوں کی تمام

حکومت اسی کو حاصل ہے حقیقی مالک اور اصلی بادشاہ وہی ہے۔ اس وقت بھی اسی کا حکم جاری ہے۔ دنیا میں تم اسی کے محتاج ہو

پھر مر کر بھی اسی کی طرف تم واپس کئے جاؤ گے جس نے اس کے ساتھ دل بستگی رکھی ہوگی۔ اس کا انجام اچھا ہو گا اور جس نے

روگردانی کی ہوگی اس کا برا انجام ہوگا۔ ساری روگردانی کی جز ترک توحید اور اختیار شرک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شرک میں پھنس

کر ان لوگوں کی ایسی ناگفتہ بہ حالت ہو گئی ہے کہ جس وقت اللہ اکیلے کا ذکر ہوتا ہے یعنی اسکی توحید کا بیان اور اعتقاد سکھایا جاتا

ہے تو ان لوگوں کے دل جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے بھجھتے ہیں اور منہ سے کہتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اکیلا خدا تمام دنیا کا

انتظام کر دے اور جب اللہ کے سوا اور لوگوں کا جو انکے معبود ہیں کسی مجلس میں ذکر کیا جاتا ہے تو یہ لوگ فوراً خوش ہو جاتے

ہیں مارے خوشی کے اچھلنے لگتے ہیں۔

قُلِ اللَّهُمَّ فَاطِرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَلِيمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ

تو کہ اے اللہ آسمان و زمین کے پیدا کرنے والے غائب اور حاضر کے جاننے والے تو ہی اپنے بندوں کے

بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ وَكَوْا أَنْ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي

درمیان ان باتوں میں فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں اگر ظالموں کو زمین کا تمام مال اور اس

الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَا فِتْنَاؤَ لَهُ مِنْ سِوَةِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۝

کے ساتھ ہی اس جتنا اور مل جائے تو قیامت کے دن کے برے عذاب کا بدلہ دے دیں گے

وَبَدَأَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَالَهُمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ ۝ وَبَدَأَ لَهُمْ سَيِّئَاتِ مَا

اور ان کو ایسے احوال معلوم ہو جائیں گے جن کا وہ گمان نہ کرتے تھے اور انہوں نے جو کچھ برے کام کئے تھے ان کے

كَسَبُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ

سائے آجائیں گے اور جس عذاب کی وہ ہنسی اڑاتے تھے وہ ان پر نازل ہوگا پس جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو ہم

دَعَاؤًا ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِمَّا ۝ قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ ۝ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ

سے دعا مانگتا ہے پھر جب ہم اس کو اپنے ہاں سے مہربانی کا کچھ حصہ دیتے ہیں تو کہتا ہے یہ تو میری لیاقت پر مجھے ملا ہے بلکہ وہ اس کے لئے مصیبت

وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ قَدْ قَالَهَا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ

ہے لیکن بہت سے لوگ جانتے نہیں۔ ان سے پہلے لوگوں نے بھی یہی کلمہ کہا تھا جب ان پر عذاب آیا تو جو کاروبار کرتے تھے

ایسے لوگوں کے سمجھانے کے طریق دو ہیں ایک تو زبان سے ان کو قائل کرنا وہ تو روز ہوتا ہے اور ہوتا ہے گا دوسرا خدا سے ان

کیلئے دعا کرنا پس تو اے نبی! کہہ اے اللہ! آسمان اور زمین کے پیدا کرنے والے غائب اور حاضر کے جاننے والے تو ہی اپنے

بندوں کے درمیان ان باتوں میں فیصلہ کرے گا جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ تیرے ہی بس کی بات ہے تو ہی ان بندوں کا

مالک ہے، تو ہی ان کا والی، تو ہی ان کا ہادی، تو چاہے تو دنیا میں انکو ہدایت کرے چاہے تو آخرت کے دن پر انکا فیصلہ ملتی رکھے۔

بہر حال تو سب کا مختار ہے۔ یہ بھی تیری مہربانی ہے کہ تو اطلاع دیتا ہے اگر ظالمو خدا کے بے فرمانوں کو زمین کا تمام مال اور اس

کے ساتھ ہی اس جتنا اور مل جائے تو قیامت کے دن کے برے عذاب کا بدلہ دیدیں گے اور چاہیں گے کہ یہ سارا مال دیکر ہمارا

چھٹکارا ہو جائے کیونکہ ان کو ایسے احوال معلوم ہو جائیں گے جنکا وہ گمان نہ کرتے تھے اور انہوں نے جو کچھ دنیا میں برے کام کئے

تھے وہ ان کے سائے آجائیں گے اور جس عذاب اور جزاوسزا کی وہ ہنسی اڑاتے تھے وہ ان پر آنازل ہوگا بس پھر کیا کریں گے

روئیں گے چیخیں گے مگر فائدہ کچھ نہ ہوگا۔ دنیا میں عام طور پر لوگ خود غرض ہیں جن کا اصول زندگی یہ ہے غرض کی تواضع

غرض کی مدارا۔ مگر اللہ رسول اور جماعت صلحاء کے نزدیک یہ طریق عمل ٹھیک نہیں بلکہ صلحاء کا طریق عمل یہ ہے کہ وہ اپنے

محسن کی جس نے اڑے وقت میں ان پر احسان کیا ہو ہمیشہ قدر کرتے ہیں پس خود غرض انسان کا حال سنو جب اسکو تکلیف

پہنچتی ہے تو ہم (خدا) سے دعا مانگتا ہے روتا ہے چلاتا ہے پھر جب ہم (خدا) اس کو اپنے ہاں سے مہربانی کا حصہ دیتے ہیں اس کی

حاجت پوری کر دیتے ہیں تو بجائے شکر کرنے کے کہتا ہے یہ تو میری لیاقت پر مجھے ملا ہے نہیں بلکہ وہ اس کے لیے مصیبت ہے

کیونکہ جس نعمت کا شکر نہ ہو وہ عذاب ہے لیکن بہت سے لوگ جانتے نہیں کہ اس کا انجام کیا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ ان کو علم

نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ جان کر عمل نہیں کرتے اور یہ بھی نہیں جانتے کہ ان سے پہلے لوگوں نے بھی یہی ناجائز کلمہ کہا تھا

جب ان پر عذاب آیا تو جو کچھ وہ دنیاوی کاروبار کرتے تھے۔

مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ فَاصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَؤُلَاءِ

وہ ان کو کام نہ آیا ان کی برائیوں کا بدلہ ان کو پہنچ گیا اور جو ان لوگوں میں ظالم ہیں ان کو بھی ان کی

سُيِّئَاتِهِمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا ۚ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ۝ اَوْلَمَ يَعْلَمُوا اَنَّ اللّٰهَ

برائیوں کی سزا پہنچے گی اور وہ خدا کو عاجز نہیں کر سکیں گے۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ اللہ جس کو

يَنْبِطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۗ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَآيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ

چاہتا ہے رزق فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بے شک اس واقعہ میں ایماندار قوم کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ تو کہہ

اِبْعَادِىَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ

اے میرے بندو! جنہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کئے ہیں تم اللہ کی رحمت سے بے امید نہ ہو اللہ تمام گناہ

الذَّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝ وَاَنْبِئُوْا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ

بخش دے گا بے شک خدا بڑا شہید مہربان ہے اور اسی کی طرف جھک جاؤ اور اسی کی فرمائیں بردار

مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّآتِيَكُمْ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَّرُوْنَ ۝ وَاَتَّبِعُوْا اَحْسَنَ مَا اُنزِلَ

ہے تو اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے پھر تم کو کسی سے مدد نہ پہنچے گی اور جو اچھی باتیں تمہارے پروردگار کی طرف

اِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّآتِيَكُمْ الْعَذَابُ بُغْتًا ۚ وَاَنْتُمْ لَا تُشْعُرُوْنَ ۝

سے تم پر نازل ہوئی ہیں ان کی پیروی کیا کرو اس سے پہلے کہ تمہاری بے خبری میں تم پر ناگہاں عذاب آجائے

وہ ان کو کچھ بھی کام نہ آیا۔ ان کی برائیوں کا بدلہ ان کو پہنچ گیا اور جو ان موجودہ لوگوں میں ظالم ہیں ان کو بھی ان کی

برائیوں کی سزا پہنچے گی اور وہ خدا کو عاجز نہیں کر سکیں گے کہ خدا ان کو سبکڑنا چاہے اور وہ نہ بچڑ لے جائیں ان نادانوں کی

نادانی کی بھی کوئی حد ہے؟ جب انکو کوئی بات نہیں ملتی تو اپنی آسودگی اور مسلمانوں کی عقلی کو اپنے صدق اور مسلمانوں کے

کذب پر دلیل بناتے ہیں۔ کیا ان کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ جسکو چاہتا ہے رزق فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ

کر دیتا ہے۔ بیشک اس واقعہ میں ایماندار قوم کے لیے بہت سے نشان ہیں وہ اس نتیجے پر پہنچتے کہ جس حال میں سب لوگ

کوشش میں مساوی ہیں تو نتیجے میں مختلف کیوں؟ اس لیے کہ ان سے اوپر کوئی ہے جس کو چاہتا ہے کامیاب کرتا ہے اور جس

کو چاہتا ہے ناکام فرماتا ہے اس لیے کہ وہ اسی کے ہو رہتے ہیں لہذا تو اے نبی میرے بندوں کو میری طرف سے کہہ اے

میرے (خدا کے) بندو! جنہوں نے مختلف قسم کے گناہوں کی وجہ سے اپنے نفسوں پر ظلم کئے ہیں تم اللہ کی رحمت سے بے

امید نہ ہونا اللہ تعالیٰ تمام گناہ بخش دے گا۔ صرف تمہارے توبہ کرنے کی دیر ہے بیشک خدا بڑا شہید مہربان ہے پس تم

اسی کے ہو رہو اور اسی اپنے پروردگار کی طرف جھک جاؤ اور دل سے اسی کے فرمانبردار بنے رہو۔ اس سے پہلے کہ تم پر

عذاب آئے پھر تم کو کسی طرح سے مدد نہ پہنچے گی اس لیے ابھی سے ڈرتے رہو اور جو اچھی اچھی باتیں تمہارے پروردگار کی

طرف سے تم پر نازل ہوئی ہیں ان کی پیروی کیا کرو اس سے پہلے کہ تمہاری بے خبری میں تم پر ناگہاں عذاب آجائے۔ عذاب

سے پہلے تم کو اس لیے متنبہ کیا جاتا ہے۔

۱ احسن ما انزل میں اضافت بیانیہ ہے کیونکہ قرآن مجید کی دوسری آیت میں سارے قرآن کو احسن الحدیث فرمایا ہے چنانچہ ارشاد نزل

احسن الحدیث (۱۲ منہ)

أَنْ تَقُولَ نَفْسٌ يُحْسِرْتُهُ عَلَى مَا قَرَّبْتُ فِي حُبِّ اللَّهِ وَإِنْ كُنْتُ لِنَفْسٍ

کہ کوئی شخص یہ نہ کہنے لگے کہ ہائے میں اللہ کے معاملے میں تصور کیا اور محول کرنے والوں میں

الشَّخِرِينَ ۝ أَوْ تَقُولَ لَوْ أَنَّ اللَّهَ هَدَانِي لَكُنْتُ مِنَ السَّاعِقِينَ ۝ أَوْ تَقُولَ

رہتا رہا یا کوئی کہنے لگے اگر اللہ مجھ کو ہدایت کرتا تو میں پرہیزگار بن جاتا یا جب وہ عذاب

حِينَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِي كَرَّةٌ فَأَكُونَ مِنَ الْمُحْسِنِينَ ۝ بَلَى قَدْ جَاءَتْكَ

دیکھے تو کہنے لگے اگر مجھ کو دنیا میں واپسی کی اجازت ہو تو میں بھی بھلے مانسوں میں ہو جاؤں۔ ہاں تیرے پاس ہمارے

آيَتِي فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِينَ ۝ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِينَ

احکام آئے تھے تو نے ان کو جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو منکروں میں ہو گیا اور قیامت کے روز تم دیکھو گے جن

كَذَّبُوا عَلَى اللَّهِ وَجُوهُهُمْ مُسْوَدَّةٌ ۝ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ ۝

لوگوں نے خدا کی نسبت جھوٹ باندھا ہوگا ان کے منہ کالے ہوں گے، کیا منکروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہ ہوگا

وَيُنَجِّي اللَّهُ الَّذِينَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۝ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

اور اللہ پرہیزگاروں کو کامیابی کے ساتھ نجات دے گا۔ نہ ان کو تکلیف پہنچے گی نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۝ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيْلٌ ۝ لَهُ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ

اللہ ہی سب چیزوں کا خالق اور ہر چیز کا خبر گیرا ہے آسمانوں اور زمینوں کے اختیارات

وَالْأَرْضِ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ۝

اسی کے ہاتھ میں ہیں اور جو لوگ اللہ کے احکام سے منکر ہیں وہی لوگ گھٹانے میں ہیں

کہ عذاب آنے پر کوئی شخص یہ نہ کہنے لگے ہائے میں نے اللہ کے معاملے میں تصور کیا اور اس کے حقوق ادا نہ کئے اور محول

کرنے والوں میں رہتا رہا میں ان باتوں کو ملائوں کی باتیں جانتا رہا کبھی یہ نہ سمجھا کہ ان کی کچھ اصلیت بھی ہے سو آج یہ اسی کی

پاداش ہے جو میں بھگت رہا ہوں یا کوئی ایسا شخص ہو جو کہنے لگے اللہ مجھ کو ہدایت کرتا تو میں پرہیزگار بن جاتا یا جب وہ

عذاب دیکھے تو کہنے لگے اگر مجھ کو دنیا میں واپسی کی اجازت ہو تو میں نیک اور بھلے مانسوں میں ہو جاؤں۔ یہ عذاب چونکہ ایک

معنی سے صحیح ہیں اس لیے کتاب ہذا اتار کر ان سب شبہات کو دور کرایا گیا۔ اب اگر کہے گا تو جواب ملے گا ہاں تیرے پاس

ہمارے احکام آئے تھے تو نے ان کو جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو منکروں میں ہو گیا۔ پس ایسے لوگوں کو ان کے لائق سزا ملے گی اور

سنو قیامت کے روز تم دیکھو گے جن لوگوں نے خدا کی نسبت جھوٹ باندھا ہوگا ان کے منہ کالے ہوں گے وہ اپنی حالت زار

کو دیکھ کر اور اپنی دنیاوی زندگی کو یاد کر کے روئیں گے کیا انہوں نے سمجھ رکھا تھا کہ منکروں کا ٹھکانہ جہنم میں نہ ہوگا ضرور

ہوگا اور اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کو کامیابی کے ساتھ اپنے فضل سے نجات دے گا یعنی وہ عذاب سے باہر ادھر رہیں گے نہ ان کو

تکلیف پہنچے گی نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اس لیے کہ انہوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے لو لگائی تھی جو اکیلا ہی سب چیزوں کا خالق

اور ہر چیز کا خبر گیرا، حاجت روا اور نگہبان ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کے اختیارات کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں اور جو لوگ

ایسے اللہ کے احکام سے منکر ہیں وہی لوگ گھٹانے میں ہیں، بات بالکل صاف ہے، خدا کے ہو کر رہے میں عزت اور فائدہ

ہے۔ اس سے ہٹنے میں ذلت اور خسران

ہے۔ اس سے ہٹنے میں ذلت اور خسران

قُلْ أَغْفِرُ اللَّهُ تَأْمُرُونِي أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ ۝ وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ

تو کہ اے نادانوں! کیا تم مجھے علم دیتے ہو کہ میں اللہ کے غیر کی عبادت کروں؟ حالانکہ تیری طرف اور تجھ سے پہلے لوگوں کی طرف بذریعہ وحی

مِن قَبْلِكَ ۝ لَئِن أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ۝ بَلِ

علم بھیجا جا چکا ہے کہ اگر تم شرک کرو گے تو تمہارے اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تم نقصان اٹھانے والوں میں ہو جاؤ گے بلکہ تم

اللَّهُ فَاعْبُدُوا ۝ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۝ وَالْأَرْضُ

اللہ ہی کی عبادت کیا کرو اور تم شکر گزاروں میں ملے رہو اور اللہ کی شان کے مطابق اس کی قدر نہیں کرتے حالانکہ قیامت کے

جَنِينًا قَبِضَتْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۝ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بَيْنَ يَدَيْهِ ۝ وَسُبْحٰنَهُ وَعَلَىٰ

روز ساری زمین اسی کی مٹھی میں ہوگی اور سارے آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے۔ وہ پاک ہے اور ان لوگوں کے

عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ وَنُفَعًا فِي الصُّورِ فَصَوِّقْ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَنْ

شرکیہ افعال سے بہت بلند ہے اور صور میں پھونکا جائے گا تو آسمان اور زمین والے سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے مگر جس کو خدا محفوظ

شَاءَ اللَّهُ ۝ ثُمَّ نُفَعًا فِيهِ أُخْرَىٰ ۝ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ۝ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ

رکھنا چاہے گا پھر اس میں ایک دفعہ اور پھونکا جائے گا تو وہ سب لوگ کھڑے دیکھتے ہوں گے اور زمین اپنے پروردگار کے نور

بِنُورِ رَبِّهَا ۝ وَوَضِعَ الْكِتَابَ وَجَاءَهُمُ مِنَ النَّبِيِّنَ وَالشَّهَادَاتُ وَقَضِيَ بَيْنَهُمُ بِالْحَقِّ

سے روشن ہو جائے گی اور اعمال کا دفتر رکھا جائے گا اور انبیاء اور شہید سب لائے جائیں گے اور ان میں سچا فیصلہ کیا جائے گا

وَهُمْ لَا يَظُنُّونَ ۝

اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا

پس تو اے نبی! بلند آواز سے کہہ اے عرب کے بے سمجھ نادانوں! کیا تم مجھے علم دیتے ہو کہ میں ایسے اللہ کو جو حقیقی معبود ہے

چھوڑ کر اس کے غیر کی عبادت کروں؟ حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ تیری طرف اور تجھ سے پہلے لوگوں کی طرف بذریعہ وحی حکم

بھیجا جا چکا ہے کہ اگر تم اللہ کے غیر کی عبادت کر کے شرک کرو گے تو تمہارے سب اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تم نقصان

اٹھانے والوں میں ہو جاؤ گے بلکہ تم اللہ ہی کی عبادت کیا کرو اور بجائے نقصان والوں میں ملنے کے تم شکر گزاروں میں ملے رہو۔

مگر اس دنیا کے لوگ بھی ایسے کچھ بے وقوف ہیں کہ خدا ہی سے بگاڑ کرتے ہیں اور اللہ کی شان کے مطابق اس کی قدر نہیں

کرتے حالانکہ قیامت کے روز ساری زمین اس کی ایک مٹھی میں ہوگی بلکہ اب بھی ہے اور سارے آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں

لپیٹے ہوئے ہوں گے اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کی مٹھی اور ہاتھ انسانوں کی مٹھی کی طرح ہے بلکہ وہ ایسے جسمانی اوصاف سے

پاک ہے اور ان لوگوں کے شرکیہ افعال سے جو یہ لوگ شرک کرتے ہیں بہت بلند اور بے مثال ہے تمام مخلوق اس کے قبضہ میں

ہے تاہم اس کی نہ مٹھی کہو نہ ہاتھ بلکہ وہ سب کچھ آپ ہی ہے۔ ہوا علم بذاتہ و صفاتہ اور سنو جس دن صور پھونکا جائیگا یعنی

دنیا کے فنا کا وقت آئیگا تو آسمان اور زمین والے سب لوگ بیہوش ہو جائیں گے گویا مر پڑے ہیں مگر خدا جسکو محفوظ رکھنا چاہے گا وہ

بیہوش نہ ہوگا لیکن تھوڑی دیر بعد آخر سب فنا ہو جائیں گے پھر مدتِ مدید اور عرصہِ بعید کے بعد اس صور میں ایک دفعہ اور پھونکا

جائے گا وہ سب لوگ کھڑے دیکھتے ہوں گے اور اپنے اعمال کی جزا سزا ان کو سامنے نظر آئیگی کیونکہ آجکل جو دنیا میں آخرت سے

محابت آئے ہوئے ہیں اس روز یہ سب اٹھ گئے ہوں گے۔ زمین اپنے پروردگار کے نور سے روشن ہو جائیگی اور ہر قسم کے پردے

اٹھ جائیں گے اور اعمال کا دفتر سب کے سامنے رکھا جائیگا انبیاء اولیاء صلحاء اور شہید سب لائے جائیں گے محکمہ قضا قائم ہوگا جب

لوگ صالح اور طالح حاضر کئے جائیں گے اور ان میں سچا فیصلہ کیا جائے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہوگا۔

وَوُصِّيتُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُونَ ۝ وَسَيِّئَ الَّذِينَ

اور ہر ایک نفس کو اس کے کئے کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ کو خوب معلوم ہے اور جو لوگ منکر ہیں وہ

كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ زُمَّرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا فَفَتَحَتْ أَبْوَابَهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا

جنہم کی طرف مختلف ٹولیوں کی صورت میں لائے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئیں گے اس کے دروازے کھولے جائیں گے اور دوزخ کے دربان انکو

أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ يَتْلُونَ عَلَيْكُمْ آيَاتِ رَبِّكُمْ وَيُنذِرُونَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ

کھیں گے کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہ آئے تھے جو تمہارے پروردگار کے حکم تم کو سناتے اور اس دن کی ملاقات سے تم کو

هَذَا قَالُوا بَلَىٰ وَلَكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝ قِيلَ

ڈراتے؟ وہ کہیں گے ہاں بے شک مگر عذاب الہی کا حکم منکروں پر لگ گیا۔ کہا جائے گا

أَدْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَلِيدِينَ فِيهَا فَمَنْ مَّثَوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ۝ وَسَيِّئَ

جنہم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اسی میں تم کو رہنا ہوگا جو متکبروں کے لئے بہت بری جگہ ہے اور جو لوگ

الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَّرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءُوهَا وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا

پر ہیزگار ہیں وہ جنت کی طرف مختلف جماعتوں کی صورت میں لے جائے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئیں گے اور جنت کے دروازے کھلے ہوں گے

وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلَامٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوهَا خَالِدِينَ ۝ وَ

اور جنت کے محافظ ان کو سلام علیکم مرحبا کہیں گے ہمیشہ کے لئے اس میں داخل ہو جائیے اور وہ

قَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقْنَا وَعَدَّهُ

کہیں گے سب تعریف اللہ کو ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا

اور ہر ایک نفس کو اس کے کئے کا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ پورے اور ادھورے کی فکر مت کریں جو کچھ وہ کرتے ہیں اللہ کو خوب

معلوم ہے اور جو لوگ خدا کی کتاب اور احکام سے منکر ہیں ان کی سزا کا تھوڑا سا شہہ سنو۔ وہ جنہم کی طرف مختلف ٹولیوں کی

صورت میں لائے جائیں گے یہاں تک کہ جب اس جنہم کے پاس آئیں گے اس کے دروازے ان کیلئے کھولے جائیں گے اور

دوزخ کے دربان ان کو کہیں گے کیا تمہارے پاس تم میں سے سمجھانے والے رسول نہ آئے تھے جو تمہارے پروردگار کے حکم

تم کو سناتے اور اس دن میں خدا کی ملاقات سے تم کو ڈراتے تم جو ایسے بد اعمال رہے کیا تم نے کسی واعظ کا واعظ بھی نہ سنا تھا یا

کبھی کسی نیک صحبت میں بھی نہ بیٹھے تھے۔ وہ کہیں گے ہاں بیشک ہم کو واعظوں نے سمجھایا مگر ہم منکر ہی رہے واعظوں سے

مخول کرتے رہے انبیاء علیہم السلام کی تعلیم پر ہنسی اڑاتے رہے۔ پس عذاب الہی کا حکم جیسا سب منکروں پر لگا ہے ہم پر بھی

لگ گیا پس ان کو کہا جاویگا جنہم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اسی جنہم میں تم کو رہنا ہوگا جو متکبروں کے لئے بہت بری جگہ

ہے جس میں وہ اپنے کئے کی سزا پائیں گے اور سنو جو لوگ پرہیزگار ہیں وہ جنت کی طرف بڑی عزت و وقار کے ساتھ مختلف

جماعتوں کی صورت میں لے جائے جائیں گے کوئی علماء کی جماعت ہوگی کوئی صلحاء کی وغیرہ یہاں تک کہ جب اس کے پاس

آئیں گے اور جنت کے دروازے ان سے پہلے ہی کھلے ہوں گے تاکہ ان کو پکارنے اور دروازہ کھلوانے کی تکلیف نہ ہو اور ان کے

آنے پر جنت کے محافظ پیش قدمی کر کے ان کو سلام علیکم مرحبا کہیں گے اور ساتھ ہی عرض کریں گے بس ہمیشہ کے لئے اس

میں داخل ہو جائیے۔ پس وہ متقی لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے اور داخل ہو کر بھی وہ خدا کی مہربانی اور احسان نہ بھولیں

گے بلکہ کہیں گے سب تعریف اللہ کو ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ سچا کیا۔

وَأَوْزَنَّا الْأَرْضَ نَتَبَوَّأُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ ۖ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ۝ وَتَرَى

اور ہم کو اس پاک سرزمین کا مالک بنایا ہم اس جنت میں جہاں چاہتے ہیں رہتے ہیں کام کرنے والوں کا اچھا بدلہ ہے۔ تو دیکھے گا کہ
الْمَلَائِكَةَ حَافِقِينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۖ وَقَضَىٰ بَيْنَهُمْ

فرشتے اپنے پروردگار کی حمد کے گیت گاتے ہوئے عرش الہی کے ارد گرد گھیرا ڈالے ہوں گے اور ان میں سچا فیصلہ کیا جائے

بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

کا اور بالاتفاق کہا جائے گا کہ سب تعریف اللہ رب العالمین کو سے

سورت مومن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حَمَّ ۝ تَنْزِيلُ الْكِتَابِ مِنَ اللَّهِ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ۝ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ

اللہ بڑا رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے۔ یہ کتاب اللہ غالب بڑے علم والے کی طرف سے اتری ہے جو گناہ بخشنے والا توبہ قبول کرنے والا

التَّوْبِ شَدِيدِ الْعِقَابِ ۖ ذِي الطَّلُوعِ ۗ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۗ إِلَيْهِ الْمَصِيرُ ۝ مَا

سخت عذاب والا بڑی سخت والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں سب کا رجوع اسی کی طرف ہے جو لوگ

يُجَادِلُ فِي آيَاتِ اللَّهِ إِلَّا الَّذِينَ كَفَرُوا

منکر ہیں وہی اللہ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں پس تو ان لوگوں کے ادھر ادھر

ہمارے معمولی اعمال پر محض اپنی مہربانی سے جو وعدے کئے پورے کئے اور ہم کو اس پاک سرزمین جنت کا مالک بنایا۔ ہم اس جنت میں جہاں چاہتے ہیں رہتے ہیں۔ خدائی حکم کے مطابق کام کرنے والوں کا کیا اچھا بدلہ ہے۔ قیامت کے روز کسی کا کیا ہوا عمل ضائع نہ جائے گا کیونکہ وہ دن تو یوم الجزاء ہے۔ تو اس روز دیکھے گا کہ فرشتے اپنے پروردگار کی حمد کے گیت گاتے ہوئے عرش الہی کے ارد گرد گھیرا ڈالے ہوں گے اور ان میں سچا فیصلہ کیا جائے اور بالاتفاق کہا جائے گا کہ سب تعریف اللہ رب العالمین کو ہے اس کے سوا کوئی بھی حمد و ثنا کے لائق نہیں۔

سورة مومن

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اللہ بڑا رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے۔ یہ کتاب قرآن اللہ غالب بڑے علم والے کی طرف سے اتری ہے جو گناہ بخشنے والا توبہ قبول کرنے والا سرکشی پر سخت عذاب والا اور بڑی سخت یعنی فضل والا ہے اہل دانش ان لفظوں کو غور سے سنیں تو اس نتیجے پر پہنچ جائیں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس لیے دنیا کے سب امور کار جو اس کی طرف ہے کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں جس کا تعلق اس کے ساتھ نہ ہو یا وہ اس کے ارادہ کے بغیر وجود پذیر ہو سکے۔ ایسے خدائے مالک الملک کی کتاب کی بہت کچھ قدر و منزلت ہونی چاہئے یہی وجہ ہے کہ جو بھلے آدمی اور دانشمند ہیں وہ تو اس کتاب کو سراہ کر صحیح سمجھتے ہیں اور جو لوگ ہر ایک سچی بات سے منکر ہونے کے عادی ہیں وہی اللہ کی آیات میں جھگڑا کرتے ہیں۔ گو وہ اپنے آپ کو بڑی طاقتور قوم جانتے ہیں لیکن درحقیقت وہ کچھ بھی نہیں۔

وَصَدَّتْهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ

ان سے وعدہ کیا ہوا ہے اور جو ان کے باپ دادا اور ان کی بیویوں اور ان کی اولاد میں سے صالح ہوں ان سب کو بھی بخش دے بے شک تو بڑا غالب

الْحَكِيمُ ۝ وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ ۚ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ ۚ وَ

حکمت والا ہے اور ان کو بد اعمالی کی سزا سے بچائیو۔ جس کو تو اس روز برے اعمال کی سزا سے بچاؤ گے گا تو تو اس پر بڑا رحم فرمائے گا اور

ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادُونَ كَمَا نَادَى اللَّهُ أَكْبَرُ

یہی بڑی کامیابی ہے۔ جو لوگ خدا کے حکموں سے منکر ہیں ان کو آواز دی جائے گی کہ جس وقت تم کو ایمان

مِنْ مَقْتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ إِلَى الْإِيمَانِ فَتُكْفَرُونَ ۝ قَالُوا رَبَّنَا

کی طرف بلایا جاتا تھا اور تم لوگ انکار کیا کرتے تھے تمہاری اس خفگی سے اللہ کی خفگی تم لوگوں پر بہت زیادہ ہے۔ وہ کہیں گے اے ہمارے پروردگار!

أَمَّنَّا أَثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْنَا أَثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَى خُرُوجٍ مِّنْ

تو نے ہم کو دو دفعہ مردہ کیا اور دو ہی دفعہ زندہ کیا پس ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں کیا اب نکلنے کے لئے کوئی

سَبِيلٍ ۝ ذِكْرُكُمْ بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ۚ وَإِنْ يُشْرِكْ بِهِ تُؤْمِنُونَ

راستہ ہے؟ یہ عذاب تو تم کو اس لئے ہے کہ جب خدا نے واحد لا شریک کو پکارا جاتا تھا تو تم لوگ انکار کرتے تھے اور جب اس کے ساتھ شریک کیا جاتا تھا تو تم خوش ہوتے

تو نے ان سے وعدہ کیا ہوا ہے نہ صرف ان کو بغیر اپنے متعلقین کے پریشان خاطر رہیں بلکہ ان کو اور جو ان کے باپ دادا اور ان کی

بیویوں اور ان کی اولاد میں سے صالح ہوں ان سب کو بھی بخش دے تاکہ ان کی بہشتی زندگی خوب آرام میں گزرے۔ خداوند

ایسا کرنے سے تجھے کون مانع ہو سکتا ہے۔ بیشک تو بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔ تیرے غلبہ قدرت کے سامنے کسی کی کیا مجال۔

تیری حکمت کے سامنے کسی کی کیا طاقت اور گزارش ہے کہ قیامت کے روز ان کو ان کے بد اعمال کی سزا سے بچاؤ تاکہ وہ دائمی

بے فکری میں رہیں کیونکہ جس کو تو اس روز برے اعمال کی سزا سے بچائے گا تو تو اس پر بڑا رحم فرمایا اور سچ تو یہ ہے کہ یہی بڑی

کامیابی ہے خدا سب کو نصیب کرے۔ ہاں جو لوگ خدا کے حکموں سے منکر ہیں یعنی ان کی اطاعت نہیں کرتے ان کو اس

مضمون کی آواز دی جائے گی کہ جس وقت تم کو ایمان کی طرف بلایا جاتا تھا اور تم لوگ بہت خفا ہوتے اور انکار کیا کرتے تھے

تمہاری اس خفگی سے آج اللہ کی خفگی تم لوگوں پر بہت زیادہ ہے۔ وہ اس کے جواب میں کہیں گے اے ہمارے پروردگار! تو نے

ہم کو دو دفعہ مردہ کیا ایک تو دنیا میں آنے سے پہلے کی حالت ہماری بے جان تھی دوسری دنیا میں آکر ہم پر موت وارد کی اور دو

ہی دفعہ ہم کو زندہ کیا ایک دنیا کی زندگی دوسری یہ آخرت کی۔ اس میں تو شک نہیں کہ ہم نے تیرے سب وعدے سچے پائے

پس ہم اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں کیا اب اس عذاب الیم اور مصیبت عظیم سے نکلنے کے لیے کوئی راستہ ہے؟ جو اب طے

گایا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم اس عذاب سے نکل جاؤ کیونکہ یہ عذاب تو تم کو اس لیے ہے کہ جب خدا نے واحد لا شریک کو پکارا جاتا

تھا یعنی اللہ کے موحد بندے خدا کی توحید کی تعلیم دیتے تھے یا اذان میں اللہ اکبر پکارتے تو تم لوگ انکار کرتے تھے اور جب اس

کے ساتھ شریک کیا جاتا یعنی ایسی تعلیم دی جاتی جو شریک و کفر کی ہو۔ بت پرستی، پیر پرستی، صلیب پرستی، تعزیہ پرستی وغیرہ

ہوتی۔ اس کے متعلق کوئی تحریر یا تقریر ہوتی تو تم لوگ بہت خوش ہوتے بلکہ اصل مقصود یہی جانتے۔

فَاَحْكُمْ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ۝ هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِنَ السَّمَاءِ

پس آج صرف عالیشان خدائے بزرگ کا حکم ہے وہی ذات پاک ہے جو تم کو اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور اوپر سے تمہارے لئے رزق

رِزْقًا وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنْبِتُ ۝ فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَ

اتارتا ہے اور وہی لوگ نصیحت پاتے ہیں جو اللہ کی طرف جھکتے ہیں پس تم اللہ ہی سے خالص دعا مانگا کرو اگرچہ کافر

لَوْ كُوِهَ الْكَافِرُوْنَ ۝ نَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۝ يُلْقِي الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰ

لوگ برا جانیں جو بڑا عالی درجہ تخت سلطنت کا اصلی مالک ہے۔ اپنے بندوں میں جس پر چاہتا ہے اپنے علم سے

مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِيُنۢزِلَ يَوْمَ التَّلٰقِ ۝ يَوْمَهُمْ بِرَبِّرُوْنَ ؕ لَا يَخْفٰى عَلٰ

وہی بھیجتا ہے تاکہ وہ خدا کی ملاقات کے دن سے لوگوں کو ڈراوے۔ جس روز وہ کھڑے ہوں گے ان میں سے کوئی ایک بھی

اللّٰهُ مِنْهُمْ شَيْءٌ

چھپانہ ہوگا

پس اس کا بدلہ یہ ہے کہ آج تم اس عذاب میں مبتلا ہو کیونکہ آج صرف عالی شان خدائے بزرگ کا حکم ہے۔ چونکہ تم لوگوں نے اس کی بے فرمانی کی بلکہ فرمانبرداروں کو ستایا۔ اس لیے جیسی اس کی حکمت تقاضا کرے گی وہی ہوگا۔ ہاں آج اس دنیاوی زندگی میں کوئی شخص سمجھنا چاہے تو موقع ہے دیکھو اس کی قدرت کے آثار ہر طرف نظر آرہے ہیں وہی ذات پاک ہے جو تم کو اپنی قدرت کی نشانیاں دن رات دکھاتا ہے، روزانہ اس کے نشان ظہور پذیر ہوتے ہیں، سورج چاند سیارے وغیرہ جن کو تمام لوگ دیکھتے ہیں یہ تو روز نمایاں ہوتے ہیں اور جو گاہے بگاہے ظہور پذیر ہوتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ اوپر بادلوں سے تمہارے لیے رزق کا سامان بارش اتارتا ہے جس سے تمہارا رزق پیدا ہوتا ہے اور تم اس کو کھا کر زندگی گزارتے ہو۔ اس راز قدرت کو سمجھ کر وہی لوگ نصیحت پاتے ہیں جو اللہ کی طرف جھکتے ہیں انہی کو اس نصیحت کا فائدہ ہوتا ہے انہی کو اس کا اثر پہنچتا ہے پس تم اپنی حاجات میں اللہ ہی سے خالص دعا مانگا کرو کسی اور سے نہیں یعنی اپنی طاعت اور دعائیں خالص رخِ اسی کی طرف رکھو، اسی کے ہو رہو، تمام کاموں کی کنجی اسی کے ہاتھ میں جانو اگرچہ تمہارے ایسا کرنے کو کافر لوگ برا جانیں۔ سنو ایسے خدا کی عبادت کرنا کسی مذہب میں برا ہو سکتا ہے؟ جو بڑا عالی درجہ یعنی ساری دنیا کی حکومت اور تخت سلطنت کا اصلی مالک ہے تمام دنیا کے بادشاہ اور امراء سب اسی کے ماتحت ہیں وہ چاہے تو ایک منٹ بلکہ سیکنڈ میں بڑے سے بڑے بادشاہ کو تخت سے اتار کر تخت پر بٹھادے۔ کیا تم نے نہیں سنا جو کسی اہل دل نے کہا ہے۔

ہست سلطانی مسلم مرورا نیست کسی راز ہرہ چون چرا

طرقہ العینی جہاں برہم زند کس نے آرد کہ انجام دم زند

وہ اپنی مخلوق کی ہدایت کے لیے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے اپنے حکم سے وحی بھیجتا ہے تاکہ وہ بندہ خدا کی ملاقات کے دن یعنی روز قیامت کے عذاب سے لوگوں کو ڈرائے۔ جس روز وہ سب خدا کے سامنے کھلے میدان میں کھڑے ہونگے ایسے سامنے ہوں گے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی چھپانہ ہوگا۔

۱۔ حسب قاعدہ عربیہ عبارت یوں چاہئے تھی ﴿فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّعَاءَ﴾ اس لیے الدین کو الدعاء کے معنی میں لیا گیا ہے ۱۲ (منہ)

لَمِنَ الْمَلِكِ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ۝ الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۖ

اس روز کس کی حکومت ہوگی؟ اکیلے زبردست خدا کی ہوگی۔ اس روز ہر نفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا

لَا ظَلَمَ الْيَوْمَ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ وَأَنْذَرَهُمْ يَوْمَ الْأَرْزَاقِ ۖ

اس دن ظلم نہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ بہت جلد حساب کرنے والا ہے اور ان کو قریب آنے والی مصیبت کے دن سے ڈرا جب

الْقُلُوبُ لَدَىٰ الْحَنَاجِرِ كَظُلْمِ هَذَا مَا لِلظَّالِمِينَ ۖ مِنْ حَمِيمٍ ۖ وَلَا شَفِيعَ يُطَاعُ ۝

مخلوق کے دل منہ کو آئے ہوں گے اور وہ غم و غصے میں بھرے ہوں گے اس روز ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا اور نہ کوئی سفارشی ہوگا جو ان کی تکلیف کو ہٹا دے

يَعْلَمُ خَائِبَتَهُ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفَى الصُّدُورُ ۝ وَاللَّهُ بِقُضِيِّ بِالْحَقِّ ۖ وَالَّذِينَ

خدا ان کی آنکھوں کی خیانت جانتا ہے اور جو ان کے سینوں میں مخفی ہے وہ بھی جانتا ہے۔ خدا حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا اور جن لوگوں کو

يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَقْضُونَ بِشَيْءٍ ۖ إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ أَوْ

اس کے سوا یہ مشرک لوگ پکارتے ہیں وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ اللہ بڑا سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ کیا

لَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ كَانُوا مِنْ قَبْلِهِمْ ۖ

انہوں نے ملک میں سیر نہیں کی دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں ان کا انجام کیا ہوا

تھیں بتلاؤ اس روز خالص حکومت کس کی ہوگی؟ بجز اس کے کچھ جواب ہے کہ اکیلے زبردست خدا کی ہوگی۔ اس دنیا میں بھی

در حقیقت اسی کی حکومت ہے تاہم یہاں دعویٰ داران حکومت مدعی بنے ہوئے ہیں وہاں اتنا بھی کوئی نہ ہوگا۔ اس روز ہر نفس کو

اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے گا۔ یہ یاد رکھو کہ اس دن ظلم کا نام و نشان نہ ہوگا بلکہ ہر ایک کو پورا پورا بدلہ ملے گا۔ یہ مت سمجھو کہ

اتنی مخلوق کا اتنی جلدی فیصلہ کیسے ہوگا؟ یاد رکھو خدا تعالیٰ بہت جلد حساب کرنے والا ہے کیونکہ وہ حساب خدا اپنے علم حاصل

کرنے کو نہیں کریگا اس کو تو سب حال معلوم ہے اصل حساب تو قبروں سے نکلتے ہی سب کو معلوم ہو جائے گا بلکہ الٰہی حساب

بصورت فیصلہ ہوگا اور جرائم کا علم مجرموں کو فطری ہوگا جس سے وہ کسی طرح انکار نہ کر سکیں گے۔ اسی فطری اطلاع کے لیے

ہم (خدا) نے سلسلہ انبیاء قائم کیا اور اسی غرض سے تجھ کو اے نبی! ہم حکم دیتے ہیں کہ ان مشرکوں کو اس قریب آنے والی

مصیبت کے دن سے ڈرا۔ جب مارے خوف کے مخلوق کے دل منہ کو آئے ہوں گے اور وہ لوگ غم و غصے میں بھرے ہوں گے

پیش نہ جائے گی اپنی کمزوری اور سرکار الٰہی کی خلقی اور جوش اور غضب پر ہوگا۔ اس لیے بحکم

عصمت بی بی ست از بے چادری

بے دست و پا چپ رہیں گے۔ اس روز ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا جو ان کی بلا کو خود ہٹا دے اور نہ کوئی سفارشی ہوگا جو سفارش

کر کے ان کی تکلیف کو ہٹا دے، کیسے ہٹائے جب کہ مالک الملک خدائے تعالیٰ کا علم اتنا وسیع ہے کہ ان کی آنکھوں کی خیانت

جانتا ہے اور جو ان کے سینوں میں مخفی ہے وہ بھی جانتا ہے اسی واسطے تو یہ بات بالکل سچ ہے کہ خدائے تعالیٰ حق کے ساتھ فیصلہ

کریگا اور جن لوگوں کو اس کے سوا یہ مشرک لوگ پکارتے اور دعائیں مانگتے ہیں خواہ وہ نبی ہوں یا ولی وہ کچھ نہیں کر سکتے پھر ان کو

کیا ہوا ہے کہ ان سے ایسی باتوں کی توقع رکھتے ہیں جو ان کی طاقت میں نہیں کچھ کرنا تو بڑی بات ہے وہ تو ان کی فریاد بھی نہیں

سننے اور اللہ تعالیٰ بڑا سننے والا سب کچھ دیکھنے والا ہے۔ کیا اب بھی یہ لوگ خدا کی اتاری ہوئی تعلیم سے انکار کرتے رہیں گے؟ کیا

انہوں نے ملک میں پھر کر سیر نہیں کی دیکھتے کہ جو لوگ ان سے پہلے گزرے ہیں ان کا انجام کیا ہوا سب تباہ و برباد ہو گئے۔

كَانُوا هُمْ أَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَ آثَارًا فِي الْأَرْضِ فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ بِذُنُوبِهِمْ ؕ وَمَا

وہ ان سے زیادہ قوت والے اور ملک میں نشانات مضبوط رکھتے تھے پس خدا نے ان کے گناہوں کی وجہ سے ان کو پکڑا جو ان کو

كَانَ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَاقٍ ۝ ذَلِكِ بِأَنَّهُمْ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ

خدا کی غضب سے بچانے والا کوئی نہ ہوا۔ یہ حالت ان کی اس لئے ہوئی کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلے کھلے احکام لے کر

كَفَرُوا فَأَخَذَهُمُ اللَّهُ ؕ إِنَّهُ قَوِيٌّ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا

آئے تھے پھر انہوں نے ان کا انکار ہی کیا پس خدا نے ان کو پکڑا اللہ بڑا قوت والا سخت عذاب والا ہے اور ہم نے فرعون اور ہامان اور قارون کی طرف

وَسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ۝ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَقَارُونَ فَقَالُوا سِحْرٌ كَذٰبٌ ۝

موسیٰ کو اپنے نشانات اور روشن دلیل کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا تو ان سب نے کہا کہ یہ جادوگر ہے جھوٹا۔

فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوا أَبْنَاءَ الَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ وَ

پھر جب سچی تعلیم ان کو ہمارے پاس سے پہنچی تو انہوں نے کہا موسیٰ کے ساتھ ایمان لانے والے مردوں کو قتل کر ڈالو اور

اسْتَحْيُوا نِسَاءَهُمْ ؕ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِي ضَلٰلٍ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذُرُوْقِي

ان کی عورتوں کو زندہ رکھو اور ان کافروں کی تدبیر واقعی غلطی میں تھی اور فرعون نے کہا تم لوگ مجھے مشورہ دو کہ

أَقْتُلْ مُوسَىٰ

میں کو موسیٰ کو قتل کر دوں

حالانکہ وہ ان سے زیادہ قوت والے اور ملک میں تعمیری نشانات از قسم قلعہ جات وغیرہ بہت مضبوط رکھتے تھے۔ پس خدا نے ان

کے گناہوں کی وجہ سے ان کو پکڑا تو ایسا پکڑا کہ بالکل تباہ کر دیا پھر ان کو خدائی غضب سے بچانے والا کوئی نہ ہوا۔ یہ حالت ان کی

اس لیے ہوئی کہ ان کے پاس ان کے رسول کھلے کھلے احکام لے کر آئے تھے پھر انہوں نے ان احکام کا انکار ہی کیا نہ صرف

انکار بلکہ مخالفت پر اصرار کرتے رہے پس خدا نے ان کو پکڑا ایسا پکڑا کہ زندہ نہ چھوڑا کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑی قوت والا سخت عذاب

والا ہے۔ گو ان انبیاء کے مخالفین بڑی قوت والے تھے مگر خدا کی قوت کے سامنے ان کی پیش نہ گئی۔ ذرا اس کی تفصیل سنو اور

نصیحت پاؤ۔ ہم (خدا) نے فرعون اور اس کے وزیر ہامان اور اسرائیلی قارون کی طرف حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو اپنے

نشانات اور روشن دلیل کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا۔ فرعون تو حکومت کے نشہ میں تھا۔ ہامان بھی اس کا وزیر ملک تھا اس کو بھی

یہی نشہ تھا مگر قارون نہ بادشاہ تھا نہ وزیر لیکن مالدار کی پر نازاں تھا۔ اس لیے یہ سب حضرت موسیٰ کی مخالفت پر تل گئے تو ان

سب نے کہا کہ یہ موسیٰ شعبہ نمائی میں جادوگر ہے اور دعویٰ نبوت میں جھوٹا ہے۔ اس مخالفت کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرعون نے

اپنے خیال کے مطابق جادو گروں کو بلایا اور حضرت موسیٰ سے مقابلہ کرایا پھر وہ جب ہر طرح سے مغلوب ہوئے اور سچی تعلیم

ہمارے پاس سے ان کو پہنچی تو بچم تنگ آمد جنگ آمد آپس میں مشورہ کر کے انہوں نے کہا موسیٰ کے ساتھ ایمان لانے والے

مردوں کو قتل کر ڈالو اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھو تاکہ ان کی مردانہ طاقت کمزور ہو جائے آئندہ کو مقابلہ نہ کر سکیں مگر اس

سے کیا ہو سکتا تھا کچھ نہ ہو خدائی ارادہ غالب آیا اور ان کی تدبیر مغلوب رہی کیونکہ ان کافروں کی تدبیر واقعی غلطی میں تھی۔

آخر یہ ہوا کہ حضرت موسیٰ کا اثر بڑھتا گیا اور فرعون کو اس کی فکر ہوئی تو اب دوسرے رنگ میں اس نے اپنے درباریوں سے یہ

کہا کہ تم لوگ مجھے مشورہ دو کہ میں موسیٰ کو قتل کر دوں اور آئے دن کے فساد سے ملک کو نجات دلاؤں۔

وَلْيَدْعُ رَبَّهُ ۗ إِنِّي أَخَافُ أَنْ يُبَدِّلَ دِينَكُمْ أَوْ أَنْ يُظْهِرَ فِي الْأَرْضِ الْفَسَادَ ۝

اور وہ اپنے رب کو بلائے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ تمہارا دین نہ بدل دے اور ملک میں فساد نہ پھیلا دے

وَقَالَ مُوسَىٰ إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ

اور موسیٰ نے کہا میں ہر متکبر کی شر سے جو حساب کے دن پر یقین نہیں رکھتا اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ

الْحِسَابِ ۝ وَقَالَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ ۙ كَيْفَ كَانَ آيَاتُهُ اتَّقْتُلُونَ

میں آچکا ہوں۔ فرعون کے خاندان کے ایک آدمی نے جو اپنا ایمان چھپاتا تھا کہا تم ایک آدمی کو اس

رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ ۗ وَإِنْ يَكُ

جرم پر قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے اور تمہارے پروردگار کے ہاں سے کھلے نشان لایا ہے اور اگر وہ جھوٹا ہے تو

كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهُ ۗ وَإِنْ يَكُ صَادِقًا يُصِيبْكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعِدُكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ

اس کے کذب کا وبال اسی پر ہوگا اور اگر وہ سچا ہے تو جن سزاؤں سے تم کو ڈراتا ہے ان میں سے بعض تم کو پہنچ جائے گی اللہ تعالیٰ

لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ كَذَابٌ ۝

حد سے بڑھنے والوں جموں کو ہدایت نہیں کیا کرتا

اس میں اگر کوئی سچائی ہے تو وہ اپنے رب کو بلائے پھر دیکھیں وہ میرا کیا کر سکتا ہے۔ مجھے ایسا کرنے میں اور کوئی غرض نہیں

صرف یہ غرض ہے کہ موسیٰ اپنے خیالات ظاہر کرتا ہے کہ تمہارے ہمارے جدی بزرگوں کے مخالف ہیں اس لیے مجھے

اندیشہ ہے کہ وہ تمہارا دین نہ بدل دے اور اسی آبائی عقیدے میں تغیر پیدا نہ کر دے جس پر ہم لوگ مدت سے چلے آ رہے ہیں

یا بوجہ اختلاف ڈالنے کے ملک میں فساد نہ پھیلائے کیونکہ جب اس نے نیا دین ظاہر کیا تو کوئی اس کی طرف ہوگا کوئی ہماری

طرف اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ باہمی سر پھٹول ہوگی۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس کا کام ہی تمام کر دوں۔ فرعون نے کہا رہا

تھا ادھر حضرت موسیٰ کو جب خبر ملی تو انہوں نے بھی اپنے اسی طریقہ پر اس کا انتظام کیا جس طریقے پر اللہ کے صلحاء بندے کیا

کرتے ہیں اور وہ طریق سب سے آسان اور عمدہ ہے یعنی حضرت موسیٰ نے کہا میں ایسی ویسی گیدڑ بھبکیوں سے نہیں ڈرتا کیوں

کہ میں ہر ایک متکبر کی شر سے جو حساب کے دن پر یقین نہیں رکھتا اپنے اور تمہارے مالک پروردگار کی پناہ میں آچکا ہوں۔ اس

لیے مجھے اس کا مطلق خیال نہیں کہ تم مجھے کیا کہتے ہو اور کس سے ڈراتے ہو۔ سنو میرا مذہب ہے۔

ہوگا کیا دشمن اگر سارا جہاں ہو جائے گا جب کہ وہ باہم ہم پر مہربان ہو جائے گا

آخر وہی ہوا جو حضرت موسیٰ نے ظاہر کیا تھا۔ فرعون ان کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکا بلکہ اس کے خاندان کے لوگوں تک حضرت

موسیٰ کا اثر پہنچ گیا چنانچہ فرعون کے خاندان کے ایک آدمی نے جو اپنا ایمان فرعونوں سے چھپاتا تھا خاص کر لوگوں کو کہا اے

بھائیو! تم ایک آدمی کو اس جرم پر قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے میرا پروردگار وہ ذات پاک ہے جس کا نام اللہ تعالیٰ ہے یعنی وہ

فرعون کو اپنا رب اور معبود نہیں مانتا بلکہ اہل کو مانتا ہے جس نے فرعون اور اسکے باپ دادا اور تمام دنیا کی مخلوقات کو پیدا کیا اور

وہ تمہارے پروردگار کے ہاں سے کھلے نشان لایا ہے جو تم لوگ دیکھ چکے ہو اور اگر وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے تو اس کے کذب کا

وبال اسی پر ہوگا تمہیں کیا اور اگر وہ اپنے بیان میں سچا ہے تو جن سزاؤں سے وہ تم کو ڈراتا ہے ان میں سے بعض تو اسی دنیا میں تم کو

پہنچ جائیگی باقی دار آخرت میں پہنچے گی جہاں انکا تدارک مشکل بلکہ محال ہوگا ان کے متعلق اگر کچھ کرنا ہے تو یہ وقت ہے مگر یاد

رکھو قانون الہی ہے کہ اللہ تعالیٰ حد سے بڑھنے والے جھوٹوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا۔

يَقَوْمَ لَكُمْ الْمَلِكُ الْيَوْمَ ظَاهِرِينَ فِي الْأَرْضِ ذَمِنَ يَنْصُرُنَا مِنْ بَأْسِ اللَّهِ إِنْ

بھائیو! آج حکومت تمہاری ہے تم ملک پر متصرف ہو پھر اگر اللہ کا عذاب آجائے تو اس سے کون ہماری مدد کرے

جَاءَنَا ۚ قَالَ فِرْعَوْنُ مَا أُرِيكُمْ إِلَّا مَا أَرَاةُ وَمَا أَنهَدِيكُمْ إِلَّا سَبِيلَ الرَّشَادِ ۝

فرعون نے کہا میں تم لوگوں کو وہی راہ دکھاتا ہوں جو خود دیکھتا ہوں میں تم لوگوں کو ہدایت کی راہ دکھاتا ہوں

وَقَالَ الَّذِي آمَنَ يَقَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ مِثْلَ يَوْمِ الْأَحْزَابِ ۝ مِثْلَ

اس نے جو ایمان لایا تھا کہا اے میرے بھائیو! میں تمہارے حق میں ان قوموں کے عذاب سے ڈرتا ہوں یعنی

دَابِ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ وَالَّذِينَ مِنْ بَعْدِهِمْ ۚ وَمَا اللَّهُ يُرِيدُ ظُلْمًا

قوم نوح، عاد، ثمود اور جو لوگ ان سے بعد ہوئے اور اللہ بندوں کے حق میں ظلم کا ارادہ

لِلْعِبَادِ ۝ وَيَقَوْمِ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ۝ يَوْمَ تَوَلَّوْنَ مُدْبِرِينَ ۚ

نہیں کرتا۔ اے میرے بھائیو! میں تمہاری حالت پر اس پکار کے دن سے ڈرتا ہوں جس دن تم پیٹھ دے کر بھاگو گے

مَا لَكُمْ مِنَ اللَّهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُضْلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ۝

کوئی خدائی پکڑ سے تم کو بچانے والا نہ ہوگا اور جس کو خدا گمراہ کرے اس کوئی سمجھانے والا نہیں

یعنی ایسے بدکرداروں کو یہ بوجھ نہیں آتی کہ مشکلات سے پہلے ان کا انتظام سوچا کریں۔ بھائیو! ایسا نہ ہو کہ تم لوگوں پر بھی یہ

قانون جاری ہو جائے پھر بڑی مشکل ہوگی۔ آج ملک پر حکومت تمہاری ہے تم ملک پر قابض و متصرف ہو پھر اگر اس بے

فرمانی پر اللہ کا عذاب آجائے تو اس سے چھڑانے میں کون ہماری مدد کرے گا۔ بھائیو! ذرا غور کرو میں تم کو کیا کہہ رہا ہوں اور

تم کیا کر رہے ہو۔ اچھا جو کچھ کرو سوچ سمجھ کر کرو یہ ایماندار شخص خفیہ خفیہ خاص خاص لوگوں کو سناتا تھا۔ فرعون کو بھی اس

مخفی پروپیگنڈا کی خبر مل گئی تو اس نے سردار شاہی تقریر میں کہا میرے درباریو اور سلطنت کے رکنو! میں تم لوگوں کو وہی

راہ دکھاتا اور سمجھاتا ہوں جو خود دیکھتا ہوں یعنی میں تمہارے معاملہ میں کسی قسم کی بدینتی نہیں کرتا بلکہ میں تم لوگوں کو

ہدایت کی راہ دکھاتا ہوں بس اسی میں ہدایت ہے کہ مجھے معبود سمجھو اور موسیٰ کی مت سنو! اس میں ہمارا ملکی اور قومی نظام

ہے اس کے برخلاف تباہی کا خطرہ ہے اس شاہی تقریر کے اثر مٹانے کو اس اللہ کے بندے نے جو دل میں ایمان لایا تھا کہا

اے میرے بھائیو! مجھے بھی اس میں کوئی ذاتی غرض نہیں بلکہ میں تمہارے حق میں ان سابقہ قوموں کے عذاب سے ڈرتا

ہوں یعنی قوم نوح، عاد، ثمود اور جو لوگ ان سے بعد ہوئے یعنی مختلف تباہ شدہ قوموں کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ دیکھو طرح

طرح کے عذاب ان پر آئے اور وہ اپنے کئے کی سزا پا گئے۔ یقیناً جانو کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے حق میں ظلم کا ارادہ نہیں کرتا بلکہ

وہ بندے اپنے نفسوں پر خود ظلم کرتے ہیں۔ اس مومن نے یہ بھی کہا اے میرے بھائیو! میں تمہارے حال پر اس پکار کے

دن سے ڈرتا ہوں جس دن تم موسیٰ کے مقابلہ میں پیٹھ دے کر بھاگو گے اس وقت کوئی خدائی پکڑ سے تم کو بچانے والا نہ

ہوگا۔ یاد رکھو ایک دن ایسا ہو کر رہے گا جو نہی تم مقابلہ پر آئے تم پر بلا آئی۔ تمہاری ضد اور ہٹ دھرمی سے مجھے خوف ہوتا

ہے کہ تم اللہ کے عتاب میں نہ آ جاؤ جس میں خدا ایسے انسانوں کو گمراہ کر دیتا ہے یعنی ان کو نفع نقصان کی سوجھ نہیں دیتا اور یہ

بھی یاد رکھو جس کو خدا گمراہ کرے یعنی اس کو نفع نقصان کی سمجھ نہ دے اس کے لیے کوئی سمجھانے والا نہیں۔ مجھے خطرہ ہے

کہ تم لوگ جو ایسے نڈر ہو رہے ہو۔

وَلَقَدْ جَاءَكُمْ يُوسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنَاتِ فَمَا زُلْتُمْ فِي شَكِّ مِمَّا جَاءَكُمْ

اور پہلے تمہارے پاس یوسف کھلے کھلے احکام لائے تو تم ان کی لائی ہوئی تعلیم سے ہمیشہ شک ہی میں

ہو، حتیٰ اِذَا هَلَكَ قُلْتُمْ لَنْ يَبْعَثَ اللَّهُ مِنْ بَعْدِهِ رَسُولًا كَذَلِكَ يُضِلُّ

رہے یہاں تک کہ جب وہ فوت ہو گئے تو تم نے یہ خیال کیا کہ آج کے بعد اللہ کوئی رسول نہ بھیجے گا۔ اسی طرح اللہ ان لوگوں کو گمراہ

اللَّهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُرْتَابٌ ۝ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ

کردیتا ہے جو حد سے بڑھنے والے شک کرنے والے ہوتے ہیں جو بغیر کسی دلیل کے جو ان کے پاس ہو اللہ کے

سُلْطَنِ اِنَّهُمْ كَبِرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ وَ عِنْدَ الَّذِينَ اٰمَنُوْا كَذَلِكَ يَطْبَعُ اللَّهُ

احکام میں جھگڑا کیا کرتے ہیں۔ یہ بڑے غضب کی بات ہے اللہ کے نزدیک اور ایمانداروں کے نزدیک بھی۔ اسی طرح اللہ ہر متکبر سرکش کے دل

عَلَى كُلِّ قَلْبٍ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٌ ۝ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَا هَامُؤْنُ ابْنِ لِي صَرْحًا

پر سر لگا دیا کرتا ہے اور فرعون بولا اے ہامان! تو میرے لئے اہل بلند مکان بنا

لِعَلِّيْ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ۝ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاظْلَعِ اِلَى اللّٰهِ مُؤِيْسَةً وَاِنِّيْ لَآكٰظِمَةٌ

تاکہ میں آسمان کے راستے طے کر کے موسیٰ کے خدا کو دیکھوں اس میں شک نہیں کہ میں تو اس کو بالکل جھوٹا

كَاذِبًا وَّكَذٰلِكَ رَآيْنَا فِرْعٰوْنَ

جانتا ہوں اسی طرح فرعون کو اس کے

تمہاری حالت کہیں ایسی خطرناک نہ ہو گئی جن پر خدا کے ہاں سے گمراہی کا حکم لگ جاتا ہے پس تم سمجھو اور غور کرو کہ آج سے

پہلے تمہارے پاس حضرت یوسف (علیہ السلام) کھلے کھلے احکام لائے تو تم نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا یہی کہ تم یعنی تمہارے

باپ دادا ان کی لائی ہوئی کھلی تعلیم سے ہمیشہ شک اور انکار ہی میں رہے نہ ماننا تھا نہ مانا۔ یہاں تک کہ جب وہ یوسف فوت ہو گئے تو

تم نے یعنی تمہارے بزرگوں نے یہ خیال کیا کہ آج سے بعد اللہ تعالیٰ کوئی رسول نہ بھیجے گا یعنی کوئی شخص رسالت کا مدعی بن کر

نہیں آئے گا۔ بس ہماری جان چھوٹی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تم ہمیشہ سے خدائی احکام کا مقابلہ کرتے آئے ہو۔ اسی لیے تم

لوگوں کو اپنا نفع نقصان نہیں سوچتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور دھشکار دیتا ہے جو حد سے بڑھنے والے

سچی تعلیم میں شک کرنے والے ہوتے ہیں یعنی وہ ان لوگوں کو گمراہ کرتا ہے جو بغیر سند اور بغیر دلیل کے جو انکے پاس ہو اللہ کے

احکام میں جھگڑا کیا کرتے اور لوگوں کو بہکاتے ہیں۔ یہ بڑے غضب کی بات ہے اللہ کے نزدیک اور ایمانداروں کے نزدیک بھی۔

ایسی بے جا حرکتوں سے باز آؤرنہ یاد رکھو اس طرح اللہ ہر متکبر سرکش کے دل پر مہر لگادیا کرتا ہے پھر انکو بھلے برے کی سوجھ نہیں

رہتی۔ اس مخفی مومن کی یہ لمبی تقریر جب مشہور ہوئی اور فرعون کو بھی پہنچی تو کھسیانے ہو کر اپنے وزیر ہامان کو مخاطب کر کے بولا

اے ہامان! اس آئے دن کے فساد کا قلع قمع کرنے کا میں نے تہیہ کر لیا ہے جس کی صورت یہ ہے کہ تو میرے لیے ایک بلند مکان

بناتا کہ میں آسمان کے راستے طے کر کے موسیٰ کے خدا کو دیکھوں کہ واقع میں وہ کچھ ہے بھی یا یونہی موسیٰ ہمارا وقت ضائع کر رہا

ہے۔ اس میں شک نہیں کہ میں تو اس کو بالکل جھوٹا جانتا ہوں تاہم چاہتا ہوں کہ اس کو انجام تک پہنچاؤں۔ اگر موسیٰ کا خط مجھے

مل جائے تو ایک منٹ کا کام ہے دیکھتے ہی میں وہیں اسکو رکھوں۔ کیسا لغو خیال تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ اس طرح فرعون کو اس کے

اللہ حضرت یوسف مصریوں کو بھی یہی احکام لہیے پہنچاتے تھے چنانچہ قید خانہ میں ان کا طریق عمل قرآن مجید میں مذکور ہے کہ اپنے ساتھیوں کو دعوٰ

نصیحت فرماتے جس سے ان کی روش کا علم ہوتا ہے بعد رہائی بھی ان کا طریق کار یہی رہا۔ اس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے۔ اللہ اعلم ۱۲

سُوْرَةُ عَلَيْهِ وَصَدًا عَنِ السَّبِيلِ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ إِلَّا فِي تَبَابٍ ۝ وَقَالَ

برے کام اچھے دکھائی دیتے تھے اور سیدھے راستے سے روکا گیا تھا اور فرعون کی تدبیر تباہ کرنے والی تھی اور اس مومن نے کہا

الَّذِي آمَنَ يَقَوْمُ اتَّبِعُونِ أَهْدِيكُمْ سَبِيلَ الرَّشَادِ ۝ يَقَوْمِ إِنَّمَا هَذِهِ

اے میرے بھائیو! تم لوگ میری تابعداری کرو میں تم کو ہدایت کی راہ دکھاؤں گا۔ اے میرے بھائیو! سوال کے نہیں کہ یہ دنیا کی زندگی تو بس چند روز

الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ۝ مَنْ عَمِلَ سَيِّئَةً

کا گزارہ ہے کچھ شک نہیں کہ آخرت کی زندگی ہی جائے قرار ہے جس نے برے کام کئے ہوں گے

فَلَا يُجْزَى إِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ دُونِ أَوْ أَنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

اس کو انہی جتنا بدلہ ملے گا اور جس نے ایمان کی حالت میں اچھے عمل کئے ہوں گے خواہ وہ مرد ہو یا عورت

فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ يُرْزَقُونَ فِيهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ وَيَقَوْمِ مَا لِي

وہ لوگ بہشت میں داخل ہوں گے جن میں بغیر حساب کے ان کو رزق ملے گا۔ میرے بھائیو! بات کیا ہے

أَدْعُوكُمْ إِلَى التَّجْوَةِ وَتَدْعُونَنِي إِلَى النَّارِ ۝ تَدْعُونَنِي لِأَكْفُرَ بِاللَّهِ وَأَشْرِكَ

کہ میں تم لوگوں کو نجات کی طرف بلاتا ہوں اور تم لوگ مجھ کو آگ کی طرف بلاتے ہو تم لوگ مجھے بلاتے ہو کہ میں خدا کا انکار کروں اور اس کے شریک مقرر کروں

برے سے برے کام اچھی دکھائی دیتے تھے اور وہ سیدھے راستے سے روکا گیا تھا۔ گو سلطنت کے کاموں میں بڑا ہوشیار تھا مگر

دینی کاموں میں بڑا بے سمجھ یا دانستہ بے سمجھ بن کر ماتحتوں کو گمراہ کرتا تھا اور اصل میں فرعون کی تدبیر جو ملک داری اور رعایا کو

قابو رکھنے کے متعلق تھی تباہ کرنے والی تھی کیونکہ وہ رعایا کو بزور قابو رکھنا چاہتا تھا جو بادشاہ رعایا کو بجائے نوازش کے دباؤ سے

قابو رکھنا چاہے وہ نہیں رکھ سکتا۔

اگر ماند شے ماند شے دیگر نے ماند

اسی لیے فرعون اپنی تدبیر میں کامیاب نہ ہو سکا۔ بنی اسرائیل کی طرف سے حضرت موسیٰ نے ہر چند عرض معروض کئے کہ ان

کو تکلیف نہ دیجئے مگر اس نے بنی قرین مصلحت سمجھا کہ دباؤ سے رکھے جاویں ورنہ سر نکالیں گے۔ ادھر خدا کے علم میں وہ وقت

آ گیا تھا جس میں بنی اسرائیل کی رہائی مقدر تھی اور فرعون کی تباہی ہونے والی تھی۔ اس لیے اس مخفی مومن نے کہا اے میرے

بھائیو! تم لوگ کسی اور کی مت سنو جو خود غرضی سے کہتا ہے بلکہ میری تابعداری کرو میں تم کو ہدایت کی راہ دکھاؤں گا اے

میرے بھائیو! سوال کے نہیں کہ یہ دنیا کی زندگی تو بس چند روز کا گزارہ ہے یہاں کسی کو قرار نہ ہو انہو ہو گا کچھ شک نہیں کہ

آخرت کی زندگی ہی جائے قرار ہے۔ جہاں کا قانون یہ ہے کہ جس نے برے کام کئے ہوں گے اس کو انہی جتنا بدلہ ملے گا اور

جس نے ایمان کی حالت میں اچھے عمل کئے ہوں گے خواہ وہ مرد ہو یا عورت وہ لوگ اس جائے قرار کے اندر بہشت میں داخل

ہوں گے جن میں بغیر حساب کے ان کو رزق ملے گا۔ یہ نہیں ہو گا کہ مقررہ خوراک آدھ سیر چاول پاؤ گشت، آدھ پاؤ گھی،

چھٹانک شکر وغیرہ ملے نہیں بلکہ بے حساب جتنا چاہیں گے کھائیں گے اور پیئیں گے اور انہیں کوئی روک نہ ہوگی۔ میرے

بھائیو! بات کیا ہے کہ میں تم لوگوں کو نجات کی طرف بلاتا ہوں تاکہ تم لوگ کسی طرح عذاب سے بچ جاؤ اور تم لوگ مجھ کو

آگ کے عذاب کی طرف بلاتے ہو تم خود ہی غور کرو کہ تم لوگ مجھے بلاتے ہو اور ترغیب دیتے ہو کہ میں خدا کا انکار کروں اور

اس کے ساتھ شریک مقرر کروں۔

بِهِ مَا لَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَإِنَّا أَدْعُوكُمْ إِلَى الْعَزِيزِ الْعَقَّارِ ۝ لَا جَرَمَ أَنَّمَا تَدْعُونَنِي

اس چیز کا جس کا مجھے علم نہیں اور میں تم کو اللہ غالب بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں یہ ٹھیک ہے کہ جس چیز کی طرف تم مجھے

إِلَيْهِ لَيْسَ لَهُ دَعْوَةٌ فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ وَأَنْ مَرَدَّنَا إِلَى اللَّهِ وَأَنْ

بلاتے ہو وہ نہ دنیا میں پکارے جانے کے لائق ہے نہ آخرت میں اور اس میں شک نہیں کہ ہمارا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے

الْمُسْرِفِينَ هُمْ أَصْحَابُ النَّارِ ۝ فَسْتَذَكِّرُونَ لَكُمْ ؕ وَأَقْبَلْصُنْ

اور اس میں بھی شک نہیں کہ جو لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں یہی دوزخی ہیں میں جو تم کو کتا ہوں تم اسے یاد کرو گے اور اپنا معاملہ خدا کے

أَمْرِي إِلَى اللَّهِ ؕ إِنَّ اللَّهَ بِصِئْتِنَا بِالْعِبَادِ ۝ فَوَقَّه اللَّهُ سَبِيَاتٍ مَا مَكْرُوا

پہرہ کرتا ہوں ہے شک اللہ تعالیٰ بندوں کو دیکھ رہا ہے پس خدا نے ان کے فریبوں سے اس کو بچالیا

وَحَاقَ بِإِلْفِرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ ۝ النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا

اور فرعون کی قوم پر عذاب نازل ہوا۔ وہ صبح و شام آگ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں

وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ ۖ تَدْخُلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ ۝ وَإِذْ يَتَحَاجُّونَ

اور جس روز قیامت قائم ہوگی اس دن حکم ہوگا کہ فرعونوں کو بڑے سخت عذاب میں داخل کرو اور جب دوزخی آگ میں

فِي النَّارِ فَيَقُولُ الضَّعْفَاءُ لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ أَنْتُمْ مُغْنُونَ

جھگڑیں گے کمزور لوگ بڑے لوگوں کو کہیں گے اس میں شک نہیں کہ ہم آپ لوگوں کے تابع تھے تو کیا آپ لوگ تھوڑا سا آگ کا

اس چیز کو جس کے شریک ہونے کا مجھے علم نہیں بچ پوچھو تو تم کو بھی اس کا علم نہیں یونہی سنے سنائے کہہ رہے ہو ورنہ یہ کوئی

بات قابل یقین ہے کہ کھانے پینے والے بیمار اور تندرست ہونے والے انسان (فرعون) کو خدا مانا جائے تم تو مجھے ایسے مکروہ

فعل کی طرف بلاتے ہو اور میں تم کو اللہ غالب بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں پھر تم لوگ خود ہی غور کرو کہ کیا یہ ٹھیک نہیں

ہے کہ جس چیز کی طرف تم بلاتے ہو وہ نہ دنیا میں پکارے جانے کے لائق ہے نہ آخرت میں یعنی فرعون اور اس کے مصنوعی

نائب معبود اور اس میں بھی شک نہیں کہ جو لوگ حد سے بڑھنے والے ہیں یعنی حد عبودیت جو مخلوق کے لیے مقرر ہے اس

سے نکل کر خود مدعی الوہیت بنتے ہیں جیسے تمہارا بادشاہ فرعون اور اس کو ماننے والے 'یہی دوزخی ہوں گے۔ بھائیو! میں جو تم

کو کتا ہوں ایک وقت آنے والا ہے کہ تم اسے یاد کرو گے اب تم میری نہیں سنتے میں صبر کرتا ہوں اور اپنا معاملہ خدا کے

سپردہ کرتا ہوں۔ بیشک اللہ تعالیٰ بندوں کو دیکھ رہا ہے پس اس ایماندار کی باتوں کو سن کر مخالف بھڑک اٹھے اور درپے آزار

ہوئے۔ مگر خدا نے ان کے فریبوں اور دواؤں باز یوں سے اس کو بچالیا اور فرعون کی قوم پر ان کی زندگی ہی میں برا عذاب نازل

ہوا اور بعد موت کے وہ آج تک صبح و شام آگ کے سامنے کھڑے کئے جاتے ہیں اور جس روز قیامت قائم ہوگی اس دن حکم

ہوگا کہ فرعونوں کو بڑے سخت عذاب میں داخل کرو پس وہ اس میں داخل کئے جائیں گے اور خوب جلیں گے اور ایک واقعہ

سنو جب دوزخی آگ میں جھگڑیں گے ایک دوسرے کو لاپٹنے طعنے دیتے ہوئے کمزور یعنی ادنیٰ درجے کے لوگ بڑے لوگوں

کو (جن کے لحاظ و شرم میں دب کر وہ ناجائز کام کرتے رہے تھے) کہیں گے حضور! اس میں شک نہیں کہ ہم آپ لوگوں کو

تابع تھے تو کیا آج آپ لوگ ہم سے تھوڑا سا

تابع تھے تو کیا آج آپ لوگ ہم سے تھوڑا سا

عَنَّا نَصِيبًا مِّنَ النَّارِ ۝ قَالَ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا إِنَّا كُلٌّ فِيهَا ۝ إِنَّ اللَّهَ قَدِ

عذاب ہم سے بنا سکتے ہیں بڑے لوگ کہیں گے ہم سب اسی میں ہیں اللہ نے اپنے بندوں میں علم

أَحْكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَازِنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ

جاری کر دیا ہے اور جو لوگ آگ میں ہوں گے وہ جہنم کے موکلوں کو کہیں گے آپ اپنے رب سے

يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۝ قَالُوا أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمُ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ

دعا مانگیں کہ وہ کسی دن تو ہم سے عذاب کم کرے وہ کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے رسول کھلے احکام لے کر نہ آئے تھے

قَالُوا بَلَىٰ ۖ قَالُوا فَادْعُوا ۚ وَمَا دُعَاؤُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ۝ إِنَّا لَنَنصُرُ

وہ کہیں گے بے شک آئے تھے پھر تم خود ہی دعا کر لو کافروں کی دعا ہمیشہ بے کار ہوتی ہے۔ ہم دنیا میں بھی اپنے

رُسُلَنَا وَ الَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ

رسولوں اور مومنوں کی مدد کیا کرتے ہیں اور جس روز گواہ قائم ہوں گے جس روز ظالموں کو

الظَّالِمِينَ مَعذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۝

ان کا عذر کچھ نفع نہ دے اور ان کی پر خدا کی لعنت ہوگی اور ان کے لئے برا گھر ہوگا

آگ کا عذاب ہٹا سکتے ہیں۔ ارے میاں! دنیا میں ہم تمہارے لیے سینہ سپر تھے تمہاری بلا اپنے پر لیتے تھے دل سے تمہارے

تا بعد ار تھے پھر ایسی بے وفائی کیا کہ آپ لوگ آج ہمارے ذرا کام نہیں آتے؟ بڑے لوگ اس کا جواب ہاں میں کیسے دیں وہ تو

آپ اپنی مصیبت میں گرفتار ہوں گے اس لیے وہ جواب میں کہیں گے ارے میاں! تم مدد چاہتے ہو یہاں تو یہ واقعی

دگرگوں ہے ہم تو تابع اور متبوع سب اسی دوزخ میں پڑے سڑ رہے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں جو فیصلہ کرنا تھا

اس کا حکم جاری کر دیا ہے اب اس کی اپیل ہے نہ گرائی۔ بس یہی بہتر ہے کہ چپکے رہو اور بس۔ یہ سوال و جواب تو یہاں ہی ختم

کھجیے اور دوسری طرف کی سننے جو لوگ آگ میں ہوں گے وہ جہنم کے موکلوں کو کہیں گے اے جناب! آپ ہی ہمارے لیے

اپنے رب سے دعا مانگیں کہ وہ کسی دن تو ہم سے عذاب کم کرے۔ دیکھئے دنیا کے جیل خانوں میں بھی ایک روز تعطیل کا ہوتا تھا۔

وہ ان کے جواب میں کہیں گے دعا تو ہم جب کریں گے کہ پہلے تم لوگ ہمارے ایک سوال کا جواب دے لو کیا تمہارے رسول

معجزات اور کھلے احکام لے کر نہ آئے تھے جو تم کو ہدایت کئے ہوتے اگر نہیں آئے تھے تو ہم بھی تم کو معذور سمجھ کر سرکار میں

سفارش کریں اور اگر آئے تھے اور تم لوگوں نے ان کا مقابلہ کیا تو تم لوگ سرکاری مجرم ہو اس کے جواب میں وہ کہیں گے انکار

کا موقع نہیں پیش آئے تھے مگر ہم رحم کی درخواست کرتے ہیں۔ اس پر وہ فرشتے ان کو کہیں گے تو پھر تم خود ہی دعا کر لو ہم تو

اس میں دخل نہیں ہو سکتے۔ ان کی دعا کا کوئی اثر نہ ہوگا کیونکہ کافروں کی دعا ہمیشہ بے کار رائیگاں ہوتی ہے۔ دنیا میں تو اس لیے

کہ وہ غیر خدا سے عرض معروض کرتے رہتے ہیں جو غرض معروض سننے کے اہل نہیں۔ عاقبت میں اس لیے کہ اسی دنیا کی

گمراہی کا وہ نتیجہ ہوگا۔ کفار چاہے کتنا ہی انبیاء اور رسل کی مخالفت کریں وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ہم (خدا) دنیا میں

بھی اپنے رسولوں اور مومنوں کی مدد کیا کرتے ہیں اور جس روز یعنی قیامت کے دن گواہ قائم ہوں گے اور تمام دنیا کا فیصلہ ہوگا

اس روز بھی ہم رسولوں کی مدد کریں گے۔ یعنی جس روز ظالموں کو ان کا عذر معذرت کچھ نفع نہ دے گا بلکہ وہ معذب ہوں گے

اور ان پر خدا کی لعنت ہوگی اور ان کے لیے برا گھر ہوگا۔ ہمارے ہاں یہی قانون ہے۔

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْهُدَىٰ وَأَوْرَثْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ الْكِتَابَ ۚ هُدًى وَ

اور ہم نے موسیٰ کو ہدایت دی اور بنی اسرائیل کو کتاب دی جو عقل مندوں

ذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ۗ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ

کے لئے ہدایت اور نصیحت تھی پس تو صبر کر کچھ شک نہیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کر

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعِشِيِّ وَالْإِبْكَارِ ۗ

اور اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ شام و صبح تسبیح پڑھا کر

اسی قانون کے ساتھ ہم نے انبیاء کو بھیجا اور اسی قانون کے پہنچانے کو ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ہدایت دی اور ان کے ذریعہ بنی اسرائیل کو کتاب دی جو عقل مندوں کے لیے ہدایت اور نصیحت تھی جس کے نتیجے دنیا پر روشن ہیں کہ کس طرح اس کتاب کے مخالفوں کی تباہی ہوئی اور وہ کتاب کہاں تک ترقی پر پہنچی۔ اسی طرح اس کتاب قرآن کا معاملہ سمجھو کہ اس کے ماننے اور انکار کرنے والوں میں بین امتیاز ہو گا مگر چند روز تک پس تو اے نبی! اپنے حسن خاتمہ کو ملحوظ رکھ کر صبر کر کچھ شک نہیں کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ وہ ضرور اسلام کی مدد کرے گا تو اس کی مدد کا منتظر رہ اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کر اور اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ شام و صبح تسبیح پڑھا کر۔

۱۔ عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ سب نبی گناہگار ہیں سوا حضرت مسیح کے۔ اس دعویٰ پر وہ قرآن میں سے یہ آیت اور اس جیسی اور آیات پیش کیا کرتے ہیں کیونکہ اس کے لفظی ترجمہ سے سمجھا جاتا ہے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ گناہگار تھے اس لیے گناہوں کی بخشش مانگنے کا ان کو حکم ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید بلکہ دیگر کتب میں بھی یہ محاورہ ملتا ہے کہ نبی کو مخاطب کر کے امت کو حکم ہوتا ہے قرآن کی دوسری آیات میں حکم ہے يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَطِعِ الْكُفْرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ "اے نبی! اللہ سے ڈر اور کسی کافر یا منافق کی تابعداری نہ کر اور فرمایا الم تو المی الملا من بنی اسرائیل وغیرہ۔ ان تمام آیات میں صیغہ مفرد مخاطب کا ہے یعنی ترجمہ ان کا یہ ہے کیا تو نے نہیں دیکھا وغیرہ۔ مطلب ان سب آیات کا عام ہے یعنی امت کو حکم ہوتا ہے۔ یا نبی میں بھی ہم کو یہ محاورہ ملتا ہے جہاں حکم ہوتا ہے۔

اے اسرائیل! سن لے اور اس کے کرنے پر دھیان رکھ تاکہ تیرا بھلا ہو۔ سن لے اے اسرائیل! خداوند ہمارا خدا اکیلا خداوند ہے تو اپنے سارے دل اور اپنے سارے زور سے خداوند اپنے خدا کو دوست رکھ (کتاب استثناء باب ۵ آیت ۲)

ان سب حوالجات میں اسرائیل بول کر بنی اسرائیل مراد ہیں کیونکہ اسرائیل (حضرت یعقوب علیہ السلام) تو تورات سے بہت پہلے فوت ہو چکے تھے۔ اسی طرح آیت قرآنی میں صیغہ مفرد مخاطب کا بول کر تمام امت مراد ہے۔ بس معنی آیت موصوفہ کے یہ ہیں۔ اے مسلمانو! تم اپنے گناہوں کی معافی مانگا کرو۔ اس سے اگر کچھ ثابت ہو تو یہ مسلمان گناہگار ہیں اس سے ہم کو بھی انکار نہیں۔

اسی مضمون کے ساتھ ساتھ یہ بحث بھی چھیڑی جاسکتی ہے کہ اگر دیگر انبیاء گناہگار تھے تو انجیل حوالجات سے حضرت مسیح بھی بے گناہ نہ تھے مگر ہماری غرض اس سے وابستہ نہیں۔ اس لئے ہم اس کے درپے نہیں ہوتے۔ اللہ اعلم۔ بعد ازاں ہمارے اس جواب پر ایک سوال وارد ہو سکتا ہے وہ یہ کہ سورت محمد میں اس حکم کے لفظیوں ہیں۔

﴿لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلِّبِكُمْ﴾ (پ ۲۶ ع ۲۶)

پس تو جان رکھ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کیلئے اور مومن مردوں اور عورتوں کے لیے بخشش مانگا کر اللہ تعالیٰ تمہارے سفر و حضر کے حالات سب کو جانتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَانٍ أَتَتْهُمْ ۖ إِنَّ فِي صُدُورِهِمْ

جو لوگ بغیر کسی قوی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو اللہ کے احکام میں جھگڑتے ہیں ان کے دلوں میں سوائے تکبر کے

إِلَّا كِبْرُ مَا هُمْ بِبَالِغِيهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۗ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ كَلَّا

کچھ نہیں جس پر وہ پہنچ نہیں سکتے پس تو اللہ کی پناہ مانگا کر بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ آسمانوں اور

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ۝

زمینوں کا پیدا کرنا لوگوں کے دوبارہ پیدا کرنے سے بہت بڑا کام ہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَلَا الْمُنْتَفِرُونَ

اور اندھا اور سنواکھا برابر نہیں۔ ایماندار نیکو کار اور بد اعمال برابر نہیں

دل میں پختہ یقین رکھ کہ جو لوگ بغیر کسی قوی دلیل کے جو ان کے پاس آئی ہو اللہ کے احکام میں جھگڑتے ہیں ان کے دلوں میں

سوا تکبر کے کچھ نہیں وہ اپنے زعم باطل میں اپنا رتبہ بہت اونچا جانتے ہیں جس پر وہ پہنچ نہیں سکتے۔ جو بات ان کی سمجھ میں

نہیں آتی اس پر بڑی سختی سے معترض ہوتے ہیں حالانکہ قصور ان کے فہم کا ہوتا ہے پس تو ان لوگوں کی شرارت سے اللہ کی پناہ

مانگا کر پھر ان کا اثر تجھ پر نہ ہوگا۔ بیشک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔ جو اس کے ہورہتے ہیں وہ ان کی سنتا اور مدد کرتا ہے۔ ان کی کم

فہمی کی مثال سننے۔ کہتے ہیں مر کر کس طرح زندہ ہوں گے؟ حالانکہ آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنا لوگوں کے دوبارہ پیدا

کرنے سے بہت بڑا کام ہے لیکن بہت سے لوگ حقیقت حال کو نہیں جانتے کہ جس خدا نے اتنے بڑے بڑے اجسام پیدا

کر دیئے ہیں اس کو انسانوں کا دوبارہ پیدا کرنا کیا مشکل ہے مگر وہ اس سے زیادہ نہیں جانتے ہیں کہ جو ان کی معمولی سمجھ میں آیا وہ

صحیح ہے جو نہ آیا وہ غلط۔ حالانکہ خدائی کاموں کو دیکھنے کے لیے چشم مینا چاہئے جو ان میں نہیں اور یہ تو عام بات ہے کہ اندھا اور

سنواکھا برابر نہیں۔ ایماندار نیکو کار اور بد اعمال برابر نہیں بس یہی ایک اصول ہمیشہ ملحوظ رکھنے کے قابل ہے۔ حضرات انبیاء

علیم السلام اور ان کے تابعدار نیکو کار سنواکھے ہیں اور ان کے مخالف اندھے۔

علیم السلام اور ان کے تابعدار نیکو کار سنواکھے ہیں اور ان کے مخالف اندھے۔

(بقول سائل) اس آیت میں نبی کو صاف حکم ہے کہ تو اپنے گناہوں کے لیے اور مومن کے لیے بخشش مانگا کر جس سے معلوم ہوتا ہے کہ استغفر

کے مخاطب مخصوص پیغمبر علیہ السلام ہیں نہ کہ امت کے لوگ۔

(جواب) یہ ہے کہ یہ آیت بالکل واضح ہے اس مدعا کے لیے کہ مراد اس سے امت کا ہر فرد ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ (بائینہ نبی بالجنون

رسول) امت کے ہر فرد کو حکم ہوتا ہے کہ تم مسلمان اپنے استغفار میں دوسرے مسلمانوں کو بھی شامل کر لیا کرو۔ چنانچہ اس شمول کے الفاظ خود

قرآن مجید میں آچکے ہیں ﴿وَابْرَأْنَا آغْفِرْ لَنَا وَلَاخْوَانَنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ﴾ یعنی اے خدا! ہم کو بخش اور ہمارے سابقہ برادران اسلام کو بخش۔

پس اس آیت کی روشنی میں آیت زیر بحث نہیں آیت کے معنی عام ہیں یعنی مراد ہے کہ اے مسلمانو! تم میں کا ہر فرد اپنی دعا میں دیگر مسلمانان دنیا کو

بھی شامل کیا کرے (۱۲۴)

قَلِيلًا مَّا تَتَذَكَّرُونَ ۝ إِنَّ السَّاعَةَ لَأْتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا

تم لوگ بہت کم سمجھتے ہو یقیناً قیامت کی گھڑی آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں لیکن بہت سے لوگ ایمان نہیں

يُؤْمِنُونَ ۝ وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ

لااتے۔ تمہارے رب نے کہا ہے کہ مجھ سے دعا مانگا کرو میں تمہاری قبول کروں گا۔ جو لوگ میری عبادت سے تکبر

عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دُخْرِبَيْن ۝ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الَّيْلَ

کرتے ہیں وہ ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی ہے

لَتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۝ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ

تاکہ تم اس میں آرام پاؤ اور دن کو روشن بنایا کچھ شک نہیں اللہ تعالیٰ لوگوں کے حال پر بڑا مہربان ہے لیکن بہت سے

النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ۝ ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ مَّا لَآ إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۝

لوگ شکر نہیں کرتے۔ یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے جو ہر ایک چیز کا خالق ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں

كَانَ تَوْفِيقُونَ ۝ كَذَلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِينَ كَانُوا يَالِئِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ۝ اللَّهُ

پھر تم لوگ کہاں کو بہکائے جاتے ہو؟ جو لوگ اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے تھے وہ اسی طرح بہکائے جاتے تھے۔ اللہ وہ

الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ الْأَرْضَ قَرَارًا وَالسَّمَاءَ بِنَاءً ۝ وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُورَكُمْ ۝

ہے جس نے زمین کو تمہارے ٹھہرنے کے لئے اور آسمان کو بلند چھت بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں اور کیسی اچھی صورتیں بنائیں

جو کچھ اور جن آنکھوں سے حضرات انبیاء اور صلحاء لوگ دیکھتے ہیں ان کے مخالف نہیں دیکھ سکتے مگر تم لوگ بہت کم سمجھتے ہو۔

فوراً اعتراض پر کمر باندھ لیتے ہو۔ بڑا اعتراض تمہارا قیامت پر ہے تو یاد رکھو یقیناً قیامت کی گھڑی آنے والی ہے اس کے آنے

میں کوئی شک نہیں لیکن بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے۔ کسی بات کو سمجھنے کے لیے ہمارے ہاں قاعدہ ہے کہ پہلے علمی زور

لگائیے پھر دعا مانگئے مگر تم لوگ دونوں میں سے کوئی نہیں کرتے حالانکہ تمہارے رب (یعنی ہم خدا) نے کہا ہے کہ مجھ سے دعا

مانگا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ بلکہ یہ اعلان بھی کر دیا ہے کہ جو لوگ میری عبادت یعنی مجھ سے دعا کرنے سے تکبر

کرتے ہیں ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ اس سزا کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اس اللہ کو چھوڑ لیا اس کے کمال قدرت پر

اعتقاد نہ کیا جس نے سب کچھ بنایا۔ جانتے نہیں کہ اللہ وہی ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام پاؤ۔ دن

کی محنت کا نیکان اتارو اور دن کو روشن بنایا تاکہ تم اس میں کسب معاش کرو کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کے حال پر بڑا

مہربان ہے لیکن بہت سے لوگ اس کی مہربانی کا شکر ادا نہیں کرتے۔ یہی اللہ خالق کائنات تمہارا پروردگار ہے جو ہر ایک چیز کا

خالق ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں پھر تم لوگ کہاں کو بہکائے جاتے ہو جو ایسا معبود برحق چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگتے

پھرتے ہو۔ کہیں پتھروں کے بتوں کو، کہیں قبروں کو، کہیں تعزیوں کو سجدے کرتے ہو۔ اللہ اللہ کیسی تمہاری حالت ہے اور کیا

تمہاری کیفیت۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے انکار کرتے تھے وہ اس طرح بہکائے جاتے تھے۔ ایک خدا کو چھوڑ کر بہتوں

کے پیچھے پھرتے ہیں حالانکہ اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے زمین کو تمہارے ٹھہرنے کے لیے اور آسمان کو بلند چھت کی طرح

بنایا اور تمہاری صورتیں بنائیں اور کیسی اچھی صورتیں بنائیں۔

وَرَزَقَكُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ ۗ ذَلِكُمْ اللَّهُ رَبُّكُمْ ۗ فَتَبَرَّكُ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ هُوَ

اور تم کو عمدہ عمدہ کھانے کی چیزیں کھانے کو دیں یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے پس اللہ رب العالمین بڑی برکت والا ہے۔ وہی

الْحَيُّ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۗ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝

زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم اغلاص مندی کے ساتھ اسی کو پکارا کرو۔ سب تعریفیں اللہ رب العالمین ہی کے لئے مخصوص ہیں

قُلْ إِنِّي نَهَيْتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِي الْبَيِّنَاتُ

تو مجھے کہ جب کہ میرے پاس رب کی طرف سے کھلی دلیلیں آچکیں تو مجھ کو اس سے روکا گیا کہ میں ان لوگوں کی عبادت کروں جن کو تم اللہ کے

مِنْ رَبِّي ۚ وَأُمِرْتُ أَنْ أُسَلِّمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ

سوا پکارتے ہو اور مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں اپنے رب العالمین ہی کی فرمائیں برداری کروں وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے

ثُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوا أَشُدَّكُمْ

پیدا کیا پھر نطفے سے پھر لوتھڑے سے پھر تم کو بچہ بنا کر باہر نکالتا ہے پھر تمہاری پرورش کرتا ہے

ثُمَّ لِتَكُونُوا شُيُوخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَنْ يَتُوقِي مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوا أَجَلَ مُّسَمًّى

تاکہ تم اپنی پوری طاقت کو پہنچو پھر تم کو اور بڑھاتا ہے تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ بعض تم میں سے پہلے ہی مر جاتے ہیں اور تم میں سے بعض بڑھتے ہیں تاکہ تم مقررہ وقت پہنچو

وَأَعْلَمُكُمْ تَعْقُلُونَ ۝

اور تاکہ تم سمجھو

اور تم کو عمدہ عمدہ کھانے کی چیزیں کھانے کو دیں۔ سنو یہی اللہ تمہارا پروردگار ہے۔ پس سنو اللہ جو رب العالمین ہے بڑی برکت والا ہے اس کی برکات کی کوئی انتہا نہیں وہی اکیلا واحد لا شریک زندہ ہے اور کوئی چیز دنیا میں اصل زندہ نہیں بلکہ اس کی طرف سے زندگی ملنے سے زندہ ہیں۔ کیا تم نے کسی صوفی کا شعر نہیں سنا۔

لوچو جان ست و جمان چوں کالبد کا لبد ازوے پزیر دآلبد

اس لیے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تم اغلاص مندی کے ساتھ اسی کو پکارا کرو اور یہ دل میں یقین رکھو کہ سب تعریفیں اللہ رب العالمین ہی کی ذات کے لیے مخصوص ہیں کیونکہ دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ وہی سب کاموں کی علت العلل ہے۔ سب کچھ اسی کے زیر فرمان ہے۔ اسی لیے اے نبی! تجھ کو حکم ہوتا ہے کہ تو ان لوگوں کو با آواز بلند کہہ دے کہ جب کہ میرے پاس میرے رب کی طرف سے کھلی دلیلیں آچکیں تو آئندہ کے لیے مجھ کو اس سے روکا گیا کہ میں ان لوگوں کی عبادت کروں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اور مجھ کو اس بات کا حکم ہوا ہے کہ میں اللہ رب العالمین ہی کی فرمانبرداری کروں۔ اس کے سوا میرا کسی سے تعلق عبودیت نہیں میں صرف اسی ایک خدا کا بندہ ہوں اور وہی میرا مالک ہے۔ سنو وہی ذات پاک ہے جس نے تم کو یعنی شروع میں تمہارے باپ آدم کو مٹی سے پیدا کیا پھر دنیا کا سلسلہ یوں چلایا کہ بچہ کو نطفے سے پھر لوتھڑے سے پیدا کیا یعنی نطفہ عورت کے رحم میں جا کر خون کالو تھڑا بن جاتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ اس میں ہڈیاں اور گوشت پوست بنتا ہے پھر تم کو بچہ بنا کر باہر نکالتا ہے پھر (تمہاری پرورش کرتا ہے) تاکہ تم اپنی پوری طاقت جوانی کو پہنچو۔ تم کو اور بڑھاتا ہے تاکہ تم بوڑھے ہو جاؤ۔ بعض تم میں سے اتنی عمر کو پہنچنے سے پہلے ہی مر جاتے ہیں اور (تم میں سے بعض بڑھتے ہیں) تاکہ تم مقررہ وقت تک پہنچو اور یہ بیان تم کو سنایا جاتا ہے تاکہ تم سمجھو کہ دنیا میں کیوں آئے۔ آکر اصل مطلب پر رہے یا دہرا ہر بھٹک گئے۔

هُوَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ فَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٥٠﴾

وہی ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے پھر جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو سوائے اس کے نہیں اس کو صرف اتنا ہی کہتا ہوتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِ اللَّهِ أَنَّىٰ يُضَرَّفُونَ ﴿٥١﴾ الَّذِينَ كَذَّبُوا

کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کے احکام میں جھگڑتے ہیں کہاں کو بکائے جاتے ہیں؟ وہی لوگ ہیں جو کتاب کی

بِالْكِتَابِ وَمِمَّا أَرْسَلْنَا بِهِ رُسُلَنَا تَفْشَرُونَ ﴿٥٢﴾ لِيُذَكِّرُوا الَّذِينَ

تکذیب کر چکے ہیں اور ان واقعات کو جھٹلاتے رہے ہیں جن کے ساتھ ہم نے اپنے رسول بھیجے ہیں جان لیں گے جس وقت طوق ان کی گردنوں میں

أَعْتَقَهُمْ وَالسَّلْسِلُ ۖ يُسْعَبُونَ ﴿٥٣﴾ فِي الْحَمِيمِ ۖ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ﴿٥٤﴾

اور زنجیر ہوں گے وہ گرم پانی میں گھسیٹے جائیں گے پھر آگ میں جھونکے جائیں گے

ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيُّنَا كُنْتُمْ تَشْرِكُونَ ﴿٥٥﴾ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا

پھر ان کو کہا جائے گا کہاں ہیں وہ جن کو تم اللہ کے سوا شریک بنایا کرتے تھے وہ کہیں گے وہ تو ہم سے کھوئے

بَلْ لَمْ يَكُنْ تُدْعَاؤَ مِنْ قَبْلُ شَيْئًا ۖ كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ﴿٥٦﴾ ذَلِكُمْ

گئے بلکہ ہم تو پہلے ہی سے کسی چیز کو پکارتے نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح کافروں کو بدحواس کر دے گا۔ یہ عذاب

بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَمِمَّا كُنْتُمْ تَمْرَحُونَ ﴿٥٧﴾

بسبب اس کے ہے جو تم زمین پر ناحق خوشیاں مناتے تھے اور اتراتے تھے

سنو اصل مطلب یہ ہے کہ تم اس مالک کے ہو رہو جو تمام دنیا کو زندگی بخشنے والا ہے۔ وہی ذات پاک ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا

ہے۔ اصل زندگی اور موت کا پیدا کرنا اسی کے ہاتھ ہے پھر جب وہ کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو سوائے اس کے نہیں اس کو

صرف اتنا کہتا ہے کہ ہو جا وہ ہو جاتی ہے اس کے حکم سے روگردانی نہیں کر سکتی۔ باوجود اس قدرت اور حکومت کے لوگ ایسے

مالک کو چھوڑ کر ادھر ادھر نیکے پھرتے ہیں۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو اللہ کے احکام میں جھگڑتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے

یوں ہونا چاہئے۔ کوئی کہتا ہے یوں ہونا چاہئے۔ کوئی تکذیب کرتا ہے کوئی انکار۔ کوئی شک کرتا ہے تو کوئی اعتراض۔ یہ لوگ

کہاں کو بکائے جاتے ہیں؟ ان کی کوئی بات ٹھکانے کی بھی ہے؟ یہ وہی لوگ یعنی ان لوگوں کی اولاد ہیں جو پہلے بھی الہی کتاب

کی تکذیب کر چکے ہیں اور ان واقعات (معجزات وغیرہ) کو جھٹلاتے رہے ہیں جن کے ساتھ ہم (خدا) نے اپنے رسول بھیجے۔

پس یہ لوگ اور ان کے پہلے جن کی روش پر چلتے ہیں اپنا انجام جان لیں گے جس وقت طوق ان کے گردنوں میں اور زنجیر ان کے

پیروں میں ہوں گے اور اسی آبرو کے ساتھ وہ گرم پانی میں گھسیٹے جائیں گے وہاں سے پھر آگ میں جھونکے جائیں گے۔ وہاں

ان کی حالت جیسی کچھ ہوگی عیاں راجحہ بیان۔ پھر ان کو کہا جائے گا کہاں ہیں وہ لوگ جن کو تم اللہ کے سوا شریک بنایا کرتے

تھے۔ وہ کہیں گے وہ تو ہم سے کھوئے گئے کیونکہ وہ آج ہم کو نظر نہیں آتے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے کہ ہم تو پہلے ہی سے کسی چیز

کو پکارتے نہ تھے۔ معلوم ہوتا ہے کسی غلط فہمی سے ہمارے نام پہ جرم لگایا گیا ورنہ ہم تو ایسے نہ تھے۔ اللہ تعالیٰ اس طرح کافروں کو

بدحواس کر دے گا۔ ان کو اپنا کیا بھی یاد نہ رہے گا۔ ان کو جواب میں کہا جائے گا۔ یہ عذاب جو واقعی تمہارے افعال قبیحہ کا نتیجہ

ہے بسبب اس کے ہے جو تم زمین پر ناحق خوشیاں مناتے اور چند روزہ ناز و نعمت پر اتراتے تھے۔ اپنے مقابلہ میں مسلمانوں کو بچ

سمجھتے اور ناکارہ جانتے تھے۔

ادْخُلُوا ابْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۗ فَبِئْسَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ ﴿۱۷۸﴾ فَاصْبِرْ

جہنم میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اس میں رہو گے پس متکبروں کا ٹھکانا برا ہے پس تو صبر کر
 اِن وَعَدَ اللّٰهُ حَقًّا ۗ فَاَمَّا نُرِّيَّتَكَ بَعْضَ الَّذِي نَعُدُّهُمْ اَوْ نَتَوَقَّيْتِكَ
 اور یقین رکھ کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ جن جن باتوں کا ہم ان کو وعدہ دیتے ہیں ان میں سے بعض ہم تجھ کو دکھادیں یا تجھ کو فوت کر لیں تو ہماری

فَاَلَيْسَا يُرْجَعُونَ ﴿۱۷۹﴾

طرف ہی یہ لوگ پھر کر آویں گے
 اچھا اب جہنم میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ اس میں رہو گے پس متکبروں کا ٹھکانہ برا ہے جہاں پہنچ کر اپنے کئے کا پھل پائیں گے۔ پس
 اے نبی! تو ان لوگوں کی بیسودہ گوئی پر صبر کر اور یقین رکھ کہ اللہ کا وعدہ بابت فتح و نصرت سچ ہے ضرور ہو کر رہے گا۔ ہاں یہ
 ضرور نہیں کہ جلدی ہو جائے بلکہ جو وقت اللہ کے علم میں اس کے لیے مقرر ہے اسی میں ہو گا۔ جن جن باتوں کا ہم ان کو
 وعدہ دیتے ہیں ان میں سے بعض ہم تیری زندگی میں تجھ کو دکھائیں یا ان کے وقوع سے پہلے ہی تجھ کو فوت کر لیں تو برابر ہے
 کیونکہ ہماری طرف ہی یہ لوگ پھر کر آویں گے اس وقت ہم ان کو سب کچھ دکھادیں گے۔

۱۔ ہمارے ملک پنجاب میں ایک شخص مرزا غلام احمد قادیانی مسیحیت کا مدعی ہوا۔ اس نے اپنی صداقت کے متعلق بہت سی پیشگوئیاں کیں۔ جن
 میں سے بعض اس کی زندگی سے وابستہ تھیں۔ مثلاً ایک عورت سے نکاح کا اعلان کیا اور کٹے لفظوں میں شائع کیا کہ وہ میری زندگی میں میرے
 نکاح میں آئے گی (رسالہ شہادت القرآن مصنف مرزا قادیانی صفحہ ۸۰) بلکہ اس سے اولاد بھی پیدا ہوگی (رسالہ ضمیمہ انجام آتھم مصنف مرزا
 صاحب صفحہ ۵۳) وغیرہ اور بھی بعض واقعات کا اپنی زندگی میں وقوع پذیر ہونا بتلایا تھا لیکن جب یہ واقعات ان کی زندگی میں نہ ہوئے اور مخالفوں کی
 طرف سے اعتراضات کی بھرمار ہوئی تو اس کے مریدوں نے جواب دیا کہ انبیاء اور مہمبن کی ساری پیشگوئیاں ان کی زندگی میں پوری نہیں ہو جاتی
 کرتیں بلکہ بعض ان کی زندگی میں پوری ہوتی ہیں اور بعض ان کے مرنے کے بعد ہوتی ہیں۔ اس دعوے پر یہ آیت اور اسی مضمون کی دوسری آیات
 انہوں نے پیش کیں۔ کہادیکھو ان آیات میں صاف ذکر ہے کہ جن باتوں کا خدا مومنوں سے وعدہ کرتا ہے ان میں سے نبی کی زندگی میں بعض کا پورا
 ہونا ضروری ہے سب کا نہیں۔

جواب۔ ان لوگوں نے دھوکا کھایا ہے یاد ہو کہ دیا ہے۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ حضرات انبیاء کی طرف سے منکروں کو دو قسم کے عذابوں سے ڈرایا
 جاتا ہے۔ کچھ تو ان کی زندگی میں واقع ہونے والے ہوتے ہیں اور کچھ آخرت میں ہونے والے ہوتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

﴿وَلَنَلْبِقِيَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُونَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾

یعنی ہم (خدا) ان کفار کو بڑے عذاب سے پہلے ادنیٰ عذاب پہنچاتے ہیں تاکہ یہ لوگ سچائی کی طرف رجوع کریں۔ (پ ۲۱-ع ۱۵)
 نیز ارشاد ہے:

﴿لَهُمْ عَذَابٌ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلِعَذَابٌ الْاٰخِرَةُ اَشَقُّ وَمَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ﴾ (پ ۳-ع ۱۱)

”یعنی ان کافروں کے لیے دنیا میں عذاب ہے اور آخرت میں بھی بڑے سخت عذاب ہیں اور ان کے لیے کوئی بچانے والا نہیں۔“

آیت زیر بحث میں جو بعض کا ذکر ہے یا ان مجموعہ عذابوں کا حصہ ہیں جو کفار کو تھلائے گئے تھے جن میں سے بعض دنیا سے اور بعض آخرت سے تعلق
 رکھنے والے تھے۔ اس لیے ان کی بابت یہ کہنا صحیح ہے جو آیت موصوفہ میں ذکر ہوا کہ بعض تم کو

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّن لَّمْ

جتنے رسول ہم نے تجھ سے پہلے بھیجے ہیں ان میں سے بعض کا بیان ہم نے تجھے سنایا ہے اور بعض کا نہیں

نَقَصُصَ عَلَيْكَ ۚ وَمَا كَانَ لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ فَإِذَا جَاءَ

سنایا۔ کسی رسول کا یہ کام نہیں کہ بغیر اذن خدا کے کوئی نشانی لاسکے جب اللہ کا حکم

أَمْرُ اللَّهِ قَضَىٰ بِالْحَقِّ وَحَسَرَ هُنَالِكَ الْهَاطِلُونَ ۖ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ

آئے گا تو حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا اور جھوٹ کو اختیار کرنے والے اس موقع پر سخت نقصان اٹھائیں گے۔ اللہ وہ ہے جس تمہارے لئے

الْأَنْعَامَ لِيَتَرَ كِبْوًا مِنْهَا تَأْكُلُونَ ۖ وَلَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوا عَلَيْهَا حَاجَةً

چوپائے پیدا کئے تاکہ ان میں بعض پر تم سوار ہو اور بعض کو تم کھا جاؤ اور تمہارے ان میں کئی ایک قسم کے منافع ہیں اور تم ان پر سوار ہو کر اپنے

فِي صُدُورِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفَالِكِ تَحْمَلُونَ ۖ وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ ۚ فَآتَىٰ آيَاتِ اللَّهِ

دلی مقاصد کو پہنچتے ہو اور ان چوپایوں اور کشتیوں پر تم سوار ہو کر پھرتے ہو اور وہ تم کو اپنے نشان دکھاتا ہے پھر تم اس کے نشانوں

تُنَكِّرُونَ ﴿١٥﴾

میں سے کس کا انکار کر سکتے ہو؟

جتنے رسول ہم نے تجھ سے پہلے بھیجے ہیں ان میں سے بعض کا بیان ہم نے تجھے سنایا ہے جو عرب کے ارد گرد رہتے اور عرب جن

سے آشنا ہیں۔ بعض کا نہیں سنایا جو عرب سے دور دراز ممالک چین، جاپان اور ہندوستان وغیرہ ملکوں میں ہوئے۔ ان سب کے

ساتھ کفار کی طرف سے یہی برتاؤ ہوتا رہا جو تیرے ساتھ ہوتا ہے۔ کوئی ان کے کھانے پینے پر، چلنے اور پھرنے پر اعتراض کرتا

کوئی ان سے معجزات طلب کرتا کوئی نشان مانگتا، حالانکہ کسی رسول کا یہ کام نہیں کہ بغیر اذن خدا کے کوئی نشانی لاسکے جو کچھ وہ

لائے یا آئندہ لائیں گے یہ سب بحکم الہی ہو اور ہوگا۔ اب آئندہ جب اللہ کا حکم آئیگا تو حق کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا جو جس

سزا کے لائق ہو گا وہ پائے گا اور جھوٹ کو اختیار کرنے والے لوگ اس موقع پر سخت نقصان اٹھائیں گے کیونکہ وہ لوگ خدائے

برتر سے روگرداں ہوتے ہیں حالانکہ اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے تمہارے لیے چوپائے پیدا کئے تاکہ ان میں سے بعض پر تم

سوار ہو جیسے گھوڑا اونٹ، ہاتھی وغیرہ اور بعض کو تم کھا جاؤ جیسے بکری، بھیڑ، گائے، بھینس وغیرہ اور تمہارے لیے ان چوپایوں

میں کئی ایک قسم کے منافع ہیں اور تم ان پر سوار ہو کر دور دراز مقامات میں اپنے دلی مقاصد کو پہنچتے ہو اور ان چوپایوں اور کشتیوں

پر تم سوار ہو کر پھرتے ہو، یہ کس کی قدرت کے آثار ہیں؟ اسی خدائے واحد کی اور سنو وہ تم کو روزمرہ اپنے نشان دکھاتا ہے پھر

تم اس کے نشانوں میں سے کس نشان کا انکار کر سکتے ہو۔

دکھائیں گے کیونکہ دوسرے بعض کے دکھانے کا ظرف زمانہ دار دنیا نہیں بلکہ دار آخرت ہے۔

مگر مرزا صاحب کی جن پیشگوئیوں پر اعتراض ہیں وہ خاص دنیا میں ہونے والی ہیں بلکہ مرزا صاحب مدعی الہام کی ذات خاص سے تعلق رکھنے

والے ہیں۔ کیونکہ نکاح کا ہونا یا ان کی زندگی میں کسی اور کامرنا وغیرہ یہ ایسے واقعات ہیں کہ خصوصیت سے مدعی کی زندگی چاہتے ہیں۔ اس لیے اس

قسم کی پیشگوئیوں کو اس آیت سے کوئی تعلق نہیں۔ اللہ اعلم۔

اس بحث کے متعلق ہمارے کئی ایک مستقل رسالے ہیں جن کے یہ نام ہیں۔ الہامات مرزا۔ نکاح مرزا۔ تاریخ مرزا۔ شہادت مرزا۔ وغیرہ

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا

کیا انہوں نے ملک میں پھر کر دیکھا نہیں کس طرح انجام ان لوگوں کا ہوا جو ان سے پہلے تھے جو گنتی میں

أَكْثَرُ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَأَذَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أُغْنِي عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۱﴾

ان سے بہت زیادہ اور قوت اور زہنی آثار اور زہنی آثار کے لحاظ سے بھی بہت بڑھے ہوئے تھے پھر ان کی دنیاوی کمائی نے جو وہ کماتے تھے کچھ کام نہ دیا۔

فَلَمَّا جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَرِحُوا بِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ

پھر جب ان کے پاس ان کے رسول کھلے احکام لے کر آئے تو وہ اپنے علم پر جو ان کے پاس تھا نازاں ہوئے جن خبروں پر وہ

مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴿۲﴾ فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحَدَاهُ

مخول کرتے تھے وہی ان پر الٹ پڑیں۔ پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا تو بولے ہم خدائے واحد پر ایمان

وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهِ مُشْرِكِينَ ﴿۳﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا

لائے اور جن جن چیزوں کو ہم خدا کے شریک بناتے تھے ان سے ہم منکر ہوئے۔ جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو وہ ایمان ان کا اس قانون

بَأْسَنَا سُنَّتَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ حَكَمْتُ فِي عِبَادِهِ وَخَسِرَ هُنَالِكَ

الہی کے مطابق جو اس کے بندوں میں جاری ہے ان کے حق میں نفع مند نہ ہوا اور اس موقع پر منکروں نے سخت

الْكَافِرُونَ ﴿۴﴾

نقصان اٹھایا

بھلا یہ لوگ جو اتنے مغرور ہیں کیا انہوں نے ملک میں پھر کر دیکھا نہیں کس طرح انجام ان لوگوں کا ہوا جو ان سے پہلے تھے جو

گنتی میں ان سے زیادہ اور قوت اور زہنی آثار آبادی زراعت وغیرہ کے لحاظ سے بھی بہت بڑھے ہوئے تھے پھر ان کی دنیاوی

کمائی نے جو وہ کماتے تھے کچھ کام نہ دیا۔ آخر کار غضب الہی سے تباہ ہو گئے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ وہ اپنے مال و متاع پر

ناز کرتے رہے پھر جب ان کے پاس ان کے رسول کھلے احکام لے کر آئے تو وہ اپنے علم پر جو ان کے پاس تھا نازاں ہوئے اور

اس علم کے مقابلے میں حضرات انبیاء کی توہین کرتے۔ اسی حال میں تھے کہ غضب الہی نے ان پر یورش کی اور انبیاء کی خبروں

پر مخول کرتے تھے وہی ان پر الٹ پڑیں یعنی عذاب نے ان کو گھیر لیا پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب اترنا ہوا دیکھ لیا تو بولے ہم

خدائے واحد پر ایمان لائے اور جن جن چیزوں کو ہم خدا کے شریک بناتے تھے ان سے ہم منکر ہوئے یعنی ہم کو یقین ہو گیا کہ

ان ہمارے مصنوعی معبودوں میں یہ کمال نہیں کہ وہ الوہیت میں شریک ہو سکیں ان کے مراتب کمال زیادہ ولایت یا نبوت

ہے اس سے اوپر حدود الوہیت ہیں جن میں ان کو گزر نہیں پس ہماری دعا یہ ہے کہ خداوند! ہم کو بخش۔ چونکہ قانون الہی ہے

کہ عذاب دیکھنے کے بعد ایمان لانا کام نہیں آتا۔ اس لیے جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا اور دیکھ کر ایمان لائے تو وہ ایمان

ان کا اس قانون الہی کے مطابق جو اس کے بندوں میں ابتداء سے جاری ہے ان کے حق میں نفع مند نہ ہوا اور اس موقع پر انبیاء

کے منکروں نے سخت نقصان اٹھایا اور آئندہ بھی اٹھائیں گے۔

سورت حم السجده

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بہت رحم کرنے والا ہے

حَمْ ۝ تَنْزِیْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ كِتٰبٌ فَصَّلَتْ اٰیٰتُهُ قُرْاٰنًا

میں رحمن رحیم ہوں۔ یہ کتاب رحمن رحیم کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ یہ ایسی کتاب ہے کہ اس کے احکام کھول کھول کر بیان کئے گئے ہیں

عَرَبِیًّا لِّقَوْمٍ یَعْلَمُوْنَ ۝ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا ۝ فَاعْرَضْ اَكْثَرَهُمْ فَهُمْ لَا یَسْمَعُوْنَ ۝

اس کا نام قرآن عربی ہے۔ ان لوگوں کے لئے جو علم رکھتے ہیں یہ کتاب خوشخبری دینے والی اور ڈرانے والی ہے پھر بھی ان میں سے بہت سے لوگ اس سے روگردان ہو کر اس کو نہیں سنتے

وَ قَالُوْا قُلُوْبُنَا فِیْ اَكْتٰۤیْمٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَا اِلَیْهِ وَ فِیْ اٰذَانِنَا وَقْرٌ مِّنْ بَیْنِنَا وَ بَیْنِكَ

اور کہتے ہیں جس بات کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے ہمارے دل اس سے پردوں میں ہیں اور ہمارے کانوں میں ٹھوس ہے اور ہم میں اور تجھ میں ایک

حِجَابٌ فَاعْمَلْ اٰتِنَا عَمَلُوْنَ ۝ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ یُوْحٰی اِلَیَّ اَنْتُمَا الْهٰكُمُ

پردہ ہے پس تو اپنا کام کئے جاہم اپنا کریں گے۔ تو کہہ کہ سوائے اس کے نہیں میں تمہاری طرح کا ایک آدمی ہوں میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا

اِلٰهٌ وَّ اَحَدٌ فَاسْتَقِیْمُوْا اِلَیْهِ وَ اسْتَغْفِرُوْهُ ۝ وَ وِیْلٌ لِّلْمُشْرِکِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ لَا

سب کا معبود ایک ہے پس تم اس کی طرف سیدھے ہو کر چلو اور اس سے بخشش مانگا کرو اور جو مشرک لوگ اپنے آپ کو پاک نہیں کرتے اور

یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوٰةَ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝

آخرت کی زندگی بھی منکر ہیں ان کے لئے افسوس ہے

سورة حم السجدة

میں اللہ رحمن رحیم ہوں یہ کتاب قرآن مجید رحمن رحیم کی صفت رحمانیت کے تقاضا اور اس کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ یہ ایسی کتاب ہے کہ اس کے احکام کھول کھول کر بیان کئے گئے ہیں۔ اس کا نام قرآن عربی ہے ان لوگوں کے لیے بیان ہوئی ہے جو علم رکھتے اور علم سے کام لیتے ہیں۔ یعنی جو لوگ خدائی کاموں کو جانتے اور احکام الہیہ کی پہچان رکھتے ہیں ان کو یہ کتاب بہت جلد ہدایت کرتی ہے۔ یہ کتاب نیک کاموں پر خوشخبری دینے والی اور برے کاموں پر ڈرانے والی ہے۔ دونوں باتیں کیسی مفید اور ضروری ہیں مگر پھر بھی ان میں سے بہت سے لوگ اس سے روگردان ہو کر اس کو نہیں سنتے اور اس کے جواب میں کہتے ہیں ہم اس کو نہ سنیں گے کیونکہ جس بات کی طرف تو ہم کو بلاتا ہے ہمارے دل اس سے پردوں میں محفوظ ہیں اور ہمارے کانوں میں ٹھوس سے گرانی ہے اور ہم میں اور تجھ میں ایک حجاب پردہ ہے پس تو اپنا کام کئے جاہم اپنا کریں گے۔ یہ انکا جواب کیسا نامعقول ہے کہ نصیحت کو بھی سننا گوارا نہیں کرتے۔ مگر بیمار مخلص طبیب کی بات کو سننا نہ چاہے تو کیا طبیب بھی اس کو چھوڑ دیگا۔ ہرگز نہیں اس لیے بطور تبلیغ تو اے نبی! ان لوگوں کو کہہ کہ سوائے اس کے نہیں کہ میں تمہاری طرح کا ایک آدمی ہوں جیسے تم ماں باپ سے پیدا ہوئے ہوں میں بھی ہو جیسے تم کھاتے پیتے ہو میں بھی کھاتا ہوں ہاں فرق مراتب ضرور ہے سو وہ یہ ہے کہ میری طرف وحی کی جاتی ہے یعنی مجھ کو خدائی حکم پہنچتا ہے کہ تمہارا سب کا معبود ایک ہے پس تم اس کی طرف سیدھے ہو کر چلو اور گناہوں پر اس سے بخشش مانگا کرو اور یقین جانو کہ جو مشرک لوگ اپنے آپ کو مشرک کی نجات سے پاک نہیں کرتے اور آخرت کی زندگی سے بھی منکر ہیں ان کے لیے تباہی اور تباہی پر افسوس ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَنُونٍ ۝ قُلْ أَيْتَكُمْ

ہاں جو لوگ ایمان لائے نیک عمل کئے ہوں گے ان کے لئے غیر منقطع اجر ہوگا۔ تو کہہ کیا تم

لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَندَادًا ذَلِكَ

اس خدا سے منکر ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا کیا اور تم اس کے لئے شریک بناتے ہو۔ یہ اللہ

رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ وَجَعَلَ فِيهَا رِوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا

تمام جہان کا پروردگار ہے اور اسی نے زمین کے اوپر بڑے بڑے پہاڑ پیدا کر دیئے اور اس نے زمین میں بڑی برکت دی اور ہر ایک جاندار کی

أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاءً لِّلنَّاسِ لِيْلِينَ ۝ ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ

غذا اس میں رکھی یہ سب کچھ چار یوم میں پیدا کر دیا سب محتاجوں کیلئے برابر ہے پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جب کہ وہ ابھی

وہ اس وقت افسوس کریں گے مگر ان کا افسوس کچھ کام نہ آئے گا کیونکہ وہ موقع افسوس کا نہ ہوگا۔ ہاں جو لوگ ایمان لائے نیک عمل

کئے ہوں گے ان کے لئے غیر منقطع اجر ہوگا جو کبھی ختم نہ ہوگا اور دائمی عیش میں رہیں گے پس تم دیکھ لو کہ تم کہہ رہے ہو نا پسند

کرتے ہو۔ اے نبی! تو ان کو کہہ تم جو اس سیدھی بات اور سچی تعلیم کو نہیں مانتے کیا تم اس ذات پاک خدا سے منکر ہو جس نے

زمین کو دو دن میں پیدا کیا یعنی اڑتالیس گھنٹوں کی مدت میں جتنی دودن کی ہوتی ہے زمین کو موجود کر دیا۔ گواں وقت سورج نہ تھا

جس سے دن رات میں امتیاز اور شمار ہوتا۔ اتنا کام وہ ایک لمحہ میں بھی کر سکتا تھا مگر زمین کے تغیرات اس کے متقاضی تھے کہ اتنی

دیر لگے اس کی حکمت کا تقاضا بھی یہی تھا۔ غرض اسی نے زمین کو پیدا کیا جس پر تم لوگ بستے اور رہتے سستے ہو اور تم اسکے لیے

شریک بناتے ہو یہ اللہ تمام جہان کا پروردگار ہے یہاں تک کہ تمہارے مصنوعی معبودوں کا بھی یہی پروردگار ہے اور سنو اس کی

قدرت کا کرشمہ ہے کہ اس نے زمین کے اوپر بڑے بڑے پہاڑ پیدا کر دیئے جو میٹھوں کا کام دیتے ہیں۔ ان کے بغیر زمین ڈالوٹل

متحرک رہتی۔ خدا نے اس پر پہاڑوں کی میٹھیں لگا دیں علاوہ اس کے پہاڑوں سے بھی جو جو فوائد لوگوں کو حاصل ہوتے ہیں وہ بجائے

خود مستقل نعمت ہیں اور اس کی قدرت کاملہ دیکھو کہ اس نے زمین میں بڑی برکت دی اور ہر ایک جاندار کی غذا پیدا کرنے کی

طاقت اس زمین میں رکھی۔ آج تک جو کچھ زمین سے پیدا ہوا ہے اس کا شمار اور حساب نہیں ہو سکتا باوجود اس کے اس کی روزی اور

روزی پیدا کرنے والی قوتوں میں کمی نہیں آئی۔ کیونکہ خدائے علیم قدیر کے زیر حکم کام ہو رہا ہے حالانکہ اس نے یہ سب کچھ مع

پیدائش زمین چار یوم میں پیدا کر دیا۔ گوا میر لوگ اپنی حیثیت کی غذا کھاتے ہیں اور غریب اپنی حیثیت کی مگر یہ دونوں غذائیں زمین

کی پیداوار سے ہیں۔ اس لیے زمین کی روزی سب محتاجوں کے لیے برابر ہے۔ کیا تم نے نہیں سنا کسی بزرگ نے کیا اچھا کہا ہے۔

ادیم زمیں سفرہ عام اوست چہ دشمن بریں خوان یغما چہ دوست

چنال پہن خوان کرم گسترد کہ یسرغ در قاف قسمت خورد

وہ اپنی سب مخلوق کی برابر پرورش کرتا ہے اس لیے اس کا نام رب العالمین ہے اس نے اپنی حکمت اور علم کے تقاضا سے زمین

میں طاقتیں ودیعت کیں پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جب کہ وہ ابھی

۱۰ اقواتھا میں اضافت اصلی معنی میں نہیں کیونکہ اقوات جمع قوت کی ہے اور قوت گزارہ کی روزی کو کہتے ہیں چونکہ جانداروں کی روزی زمین

سے پیدا ہوتی ہے اس لیے اونی مناسبت سے اقوات کو اس کی طرف اضافت کر دیا ورنہ دراصل مراد ہے ﴿اقوات ماسکن علیہا﴾

دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ ﴿۱۰﴾

دھواں تھا پھر اس کو اور زمین کو کہا کہ تیار ہو جاؤ چاہے خوشی سے چاہے ناخوشی سے۔ ان دونوں نے عرض کیا حضور ہم برضا و رغبت تیار ہیں

فَقَضَيْنَهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَىٰ فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهُا وَرَبَّنَا

پس اس نے دو روز میں سات آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اپنا حکم نافذ کیا پہلے آسمان کو

السَّمَاءِ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ ؕ وَحِفْظًا ۗ ذَٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ ﴿۱۱﴾ فَإِنْ أَعْرَضُوا

ستاروں کی قندیلوں کے ساتھ سجایا اور اس کو محفوظ کیا یہ اندازہ بڑے غالب اور بڑے علم والے کا ہے۔ اگر یہ لوگ روگردانی

فَقُلْ أَنْذَرْتَكُمْ طَبِيعَةً مِّثْلَ طَبِيعَةِ عَادٍ وَثَمُودَ ﴿۱۲﴾ ۖ إِذْ جَاءَتْهُمْ الرُّسُلُ

کریں تو تو کہہ کہ میں تم کو عادیوں اور ثمودیوں جیسے عذاب سے ڈراتا ہوں جب ان کے پاس ان کے آگے اور

مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ قَالُوا لَوْ شَاءَ رَبُّنَا

پیچھے سے پیغمبران خدا آئے اور انہوں نے یہ پیغام سنایا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو وہ بولے ہمارا پروردگار اگر چاہتا

لَأَنْزِلَ مَلَائِكَةً فَإِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُمْ بِهِ كَافِرُونَ ﴿۱۳﴾

تو فرشتوں کو رسول کر کے بھیجتا پس ہم تمہاری تعلیم سے جس کو تم لے کر آئے ہو منکر ہیں

پہلی حالت میں دھواں تھا پھر اس دھوئیں کو اور زمین کو جو ابھی پوری طرح تیار نہ تھی کہا یعنی قدرتی طور پر حکم دیا کہ تیار ہو جاؤ۔

چاہے خوشی سے چاہے ناخوشی سے یعنی ہر حال میں تم کو تیار ہونا پڑے گا۔ ان دونوں نے بزبان حال عرض کیا حضور بھلا ہم

کون! غلاموں کی کیا مجال کہ دم ماریں ہم برضا و رغبت تیار ہیں یعنی قدرت کے ماتحت ہیں جس صورت میں خدا چاہے ہم کو بنالے

پس اس دھوئیں کو دو روز میں تہ بہ تہ سات آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اپنا حکم نافذ کیا جو ہر روز بلکہ ہر ساعت نافذ رہتا ہے اور

زمین کو بھی مقہور رکھا۔ غرض دونوں اس حکم کے ماتحت ہیں۔ ان میں سے پہلے آسمان کو ستاروں کی قندیلوں کے ساتھ سجایا۔ گو

بعض سیارے پہلے آسمان سے بہت فاصلہ پر ہیں مگر چونکہ دیکھنے میں پہلے آسمان پر ہیں اس لیے یہی کہا جائے گا کہ پہلے کو سجایا اور

شیاطین اور دیگر خلل انداز چیزوں سے اس کو محفوظ کیا۔ کیا مجال کہ اس میں کبھی خلل آیا ہو یا کبھی مرمت طلب ہوا ہو۔ کیونکہ یہ

ہاتھ اور اندازہ بڑے غالب بڑے علم والے کا ہے جس کے علم اور غلبہ کے مقابلہ میں کوئی مانع ٹھہر نہیں سکتا۔ اتنی قدرت کاملہ

دیکھ کر بھی اگر یہ لوگ خدائی توحید سے روگردانی کریں اور تجھے اس تبلیغ اور وعظ کرنے میں جھوٹا کہیں تو تو کہہ کہ میں تم کو عادیوں

اور ثمودیوں جیسے عذاب سے ڈراتا ہوں وہ عذاب ان پر اس وقت آیا تھا جب ان کے پاس ان کے آگے اور پیچھے سے بکثرت پیغمبران

خدا آئے اور انہوں نے آکر انکو یہ پیغام سنایا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ وہ جواب میں بولے کہ تم کون ہو جو ہم کو ایسی

نصیحت کرتے ہو۔ رسولوں نے کہا ہم خدا کی طرف سے رسول ہیں۔ انہوں نے جواب میں کہا ہمارا پروردگار اگر چاہتا تو فرشتوں کو

رسول کر کے بھیجتا پس جب کہ تم فرشتے نہیں ہو ہم بھی تمہاری تعلیم سے جس کو تم اپنے خیال میں خدا کے پاس سے لے کر آئے

ہو، منکر ہیں۔ ان کی بیوقوفی دیکھئے کہ تعلیم کو نہیں دیکھا معلم کو اپنا ہم جنس دیکھ کر انکار کر گئے۔ حالانکہ عام قانون ہے۔

ہو، منکر ہیں۔ ان کی بیوقوفی دیکھئے کہ تعلیم کو نہیں دیکھا معلم کو اپنا ہم جنس دیکھ کر انکار کر گئے۔ حالانکہ عام قانون ہے۔

کند ہم جنس باہم جنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز

۱۔ عربیت کے قاعدہ سے ضمیر مرجع کے موافق ہونی چاہئے۔ اس اصول سے فقضاہا ہونا چاہئے تھا مگر چونکہ جعل مرکب کے دو مفعول

در اصل مبتداء خبریں ہوتی ہیں اس لیے سبع کے لحاظ سے قضاہن کہا گیا ہے۔ اللہ اعلم (۱۲)

إِنَّمَا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۗ أَوَلَمْ

عادیوں نے زمین پر ناحق تکبر کیا اور بولے کہ بل بوتے میں ہم سے کون بڑا ہے کیا انہوں

يَبْرَأُونَ ۗ إِنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۗ وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ ﴿١٠﴾

نے اس بات پر غور نہ کیا کہ جس خدا نے ان کو پیدا کیا وہ ان سے قوی تر ہے اور ہماری آیات سے انکار کرتے تھے

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَجَسَاتٍ لِنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ

پس ہم نے ان پر نحوست کے دنوں میں تیز ہوا بھیجی تاکہ ہم ان کو دنیا کی زندگی میں ذلت کا عذاب

فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۗ وَالْعَذَابُ الْأَخْرَجُ أَخْرَجَهُمْ وَلَهُمْ لَا يُنصَرُونَ ﴿١١﴾ وَإِنَّمَا تَثْوَدُ

چکھائیں اور آخرت کا عذاب بہت خوار کرنے والا ہے اور ان کو مدد نہ پہنچی گی اور تھمود کی قوم کو

فَهَدَيْنَهُمْ فَأَسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ ۗ فَأَخَذْتَهُمْ صَِعْقَةً الْعَذَابِ الْهُونِ

ہم نے رہنمائی کی مگر انہوں نے گمراہی کو ہدایت پر ترجیح دی ان کی بد اعمالی کی وجہ سے ذلت کے مسلک عذاب نے

بِهَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿١٢﴾ وَبَجَعْنَا الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿١٣﴾ وَيَوْمَ يُحْشَرُ

ان کو آدھیا اور جو لوگ ایماندار اور پرہیزگار تھے ہم نے ان کو بچا لیا اور جس روز اللہ کے

أَعْدَاءُ اللَّهِ إِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ﴿١٤﴾

دشمن آگ کی طرف چلائے جائیں گے پھر وہ دھکیلے جائیں گے

مگر ان کے دلوں میں جو رسولوں کا انکار گھر کر گیا تھا انہوں نے اس کی بھی کوئی پرواہ نہ کی۔ ان تباہ شدوں میں سے

عادیوں کا تو یہ حال تھا کہ انہوں نے زمین پر ناحق تکبر کیا گو بہت قوی الجبہ اور طاقتور تھے مگر اصلیت سے زیادہ بڑھے اور

بہت بڑے بنے اور بولے کہ بل بوتے میں ہم سے کون بڑا ہے، ہم جس طرف توجہ کریں درود یوار ہم سے ڈریں، جس

قوم پر حملہ کریں، نہیں دیں؟ کیا انہوں نے اس بات پر غور نہ کیا کہ جس خدا نے ان کو پیدا کیا وہ ان سے قوی تر ہے۔ اگر وہ

دنیا میں سب سے بگاڑتے تو بگاڑتے مگر اس خالق سے تو نہ بگاڑتے جس کے قبضہ قدرت میں سب کچھ ہے لیکن وہ اس

طرف نہ آئے کیونکہ وہ بدکار تھے اور ہماری (خدا کی) آیات نشانات قدرتی اور آیات کتابی دونوں سے انکار کرتے تھے

یعنی ان دونوں میں سے کسی سے عبرت حاصل نہ کرتے پس جب ان کا وقت آیا تو ہم نے ان پر نحوست کے دنوں میں جو

ان کے حق میں منحوس تھے ان پر بڑے زور کی تیز ہوا بھیجی تاکہ ہم ان کو دنیا کی زندگی میں ذلت کا عذاب چکھائیں اور

آخرت کا عذاب جو بہت خوار کرنے والا ہے ہنوز باقی ہے جس میں وہ بری طرح پڑے جائیں گے اور ان کو کسی طرح

سے مدد نہ پہنچے گی اور تھمود کی قوم کو ہم نے رسولوں کی معرفت رہنمائی کی مگر انہوں نے گمراہی کو ہدایت پر ترجیح دی۔

وہی بد اعمالی وہی بد مستی کرتے رہے جس کا انجام یہ ہوا کہ ان کی بد اعمالی کی وجہ سے ذلت کے مسلک عذاب نے ان کو

آدھیا۔ پس وہ سب برباد کئے گئے۔ دنیا میں جو ایسے لوگوں کو سزا ملتی ہے یہ تو ہے مگر آخرت کی سزا بھی اور ہے اور وہ اس

دن ہو گی جس روز اللہ کے دین کے دشمن آگ کی طرف چلائے جائیں گے پھر وہ بزور جنم کی طرف دھکیلے جائیں گے

جیسے اس دنیا میں دستور ہے کہ پولیس مجرموں کو جیل کی طرف لے جاتی ہے اگر وہ راستے میں اڑیں تو بزور دھکیل کر لے

جاتی ہے۔ اسی طرح دوزخیوں کو فرشتے لے جائیں گے۔

حَتَّىٰ إِذَا مَا جَاءُوهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَأَبْصَارُهُمْ وَجُلُودُهُمْ بِمَا كَانُوا

یہاں تک کہ جب اس میں پہنچیں گے تو ان کے کان، ان کی آنکھیں اور ان کے چڑے جو کچھ وہ کرتے رہے تھے اس کی

يَعْمَلُونَ ﴿٥﴾ وَقَالُوا لِمَلُودِهِمْ لِمَ شَهِدْتُمْ عَلَيْنَا قَالُوا أَنْطَقْنَا اللَّهُ الَّذِي

گواہی دے دیں گے اور وہ لوگ اپنے چڑوں کو کہیں گے تم نے کیوں ہمارے خلاف شہادت دی، وہ کہیں گے ہم کو اللہ نے بلایا ہے جس نے

أَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٦﴾ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَوِيُونَ

سب چیزوں کو بلویا اور اسی نے تم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اب تم اسی طرف لائے جا رہے ہو اور تم اس امر سے نہ چھپ سکتے تھے

أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَكِنْ ظَنَنْتُمْ أَنَّ اللَّهَ

کہ تمہارے کان، آنکھیں اور تمہارے چڑے تمہارے برخلاف شہادت دیں گے۔ ہاں تم سمجھتے تھے کہ اللہ تمہارے بہت

لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٧﴾ وَذَلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ

سے کاموں کو جانتا ہے اور یہی تمہارا خیال تھا جو تم نے اپنے پروردگار کے حق میں گمان کیا۔ اسی

فَأَصْبَحْتُمْ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٨﴾

نے تم کو تباہ کیا اور تم نے نقصان اٹھایا

یہاں تک کہ جب اس دوزخ میں پہنچیں گے تو اپنے دل میں خیال کریں گے اور ایک دوسرے کو کہیں گے کہ اتنا سخت عذاب

ہم کو بے وجہ ہوا ہے ہم نے ایسا کوئی برا کام نہ کیا تھا جس کی سزا اتنی سخت ہو۔ اس خیال کے پیدا ہوتے ہی ان کی آنکھیں، ان کے

کان اور ان کے چڑے جو کچھ وہ دنیا میں کرتے رہے تھے اس کو گواہی دے دیں گے ہر ایک جوڑے جو اس نے کیا ہوگا اقرار جرم

کی آواز نکلے گی۔ کیسے نکلے گی؟ جیسے فونوگراف سے نکلے ہے اور وہ لوگ اپنے ان اعضاء اور چیزوں کو کہیں گے بھلا بھی تم نے

کیوں ہمارے برخلاف شہادت دی کیا تم کو معلوم نہیں کہ ہم سب ایک ہی ناؤ پر سوار ہیں، ڈوبیں گے تو سب ایک ساتھ ڈوبیں

گے۔ وہ اعضاء ان کے جواب میں کہیں گے ہم اس میں مجبور ہیں کیا کریں ہم کو اس اللہ تعالیٰ نے بلویا ہے جس نے آج سب

چیزوں کو بلویا۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم بھی تمہارے ساتھ ہیں بلکہ ہمارے مجموعے ہی کا نام انسان ہے مگر اس کا کیا علاج کہ ہم

مخلوق اور مجبور ہیں اور وہ خدا ہمارا خالق ہے، اسی نے ہم کو تم سب کو پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا۔ اس اول پیدائش میں تم نے اس کی

الوہیت اور رحمت کی قدر نہ کی۔ اب تم اسی کی طرف لائے جا رہے ہو۔ پس اس بے فرمانی کا مزہ چکھو اور کسی غیر کا گلہ نہ کرو

بقول۔

گل و گل چیں کا گلہ بلبل خوش لہجہ نہ کر تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

کسی اور کا گلہ اور شکایت بے جا ہے اور تم لوگ جو بعض اوقات چھپ چھپا کر گناہ کرتے تھے لوگوں سے تو چھپ سکتے تھے مگر اس

امر سے نہ چھپ سکتے تھے کہ تمہارے کان، آنکھیں اور تمہارے چڑے برخلاف شہادت دیں گے۔ کیونکہ اس کی تمہیں خبر

بھی نہ تھی اور ان سے چھپنا تمہارے بس میں بھی نہ تھا۔ ہاں تم جو چھپ چھپ کر گناہ کرتے تھے کہ تم سمجھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ

تمہارے بہت کاموں کو نہیں جانتا یہی تمہارا خیال تھا جو تم نے اپنے پروردگار کے حق میں گمان کیا، اسی نے تم کو تباہ کیا اور تم نے

نقصان اٹھایا۔

فَإِنْ يَصْبِرُوا فَالتَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۖ وَإِنْ يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُمْ مِنَ الْمُعْتَبِينَ ﴿۱۰﴾ وَ

اگر وہ صبر کریں گے تو بھی انکا ٹھکانا آگ ہی ہوگا، اگر وہ معافی چاہیں گے تو ان کو معاف نہ کیا جائے گا اور

فَيُضْنَا لَهُمْ قُرْنَاءَ كُذِبُوا لَهُمْ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ

ہم نے شیاطین کو ان کا سامھی بنا دیا جنہوں نے ان کے آگے اور پیچھے کی بدکاریوں کو مزین کر دکھایا جنوں اور انسانوں کی جو جماعتیں

فِي أُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ ۗ إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ﴿۱۱﴾ وَ

ان سے پہلے گذر چکی ہیں ان کے ساتھ ان پر بھی حکم ثابت ہو چکا ہے۔ بے شک یہ لوگ نقصان والے ہیں اور

قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَذَا الْقُرْآنِ وَالنَّوْءُ فِيهِ كَعَلْمِكُمْ تَغْلِبُونَ ﴿۱۲﴾

مکر لوگ کہتے ہیں اس قرآن کی طرف کان بھی نہ جھکانا اور اس میں شور کیا کر دو تاکہ تم غالب رہو۔

فَلَنُذِيقَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا ۖ وَكَنُزَيْتُمْ أَشْوَابًا كَانُوا

پس ہم ان منکروں کو سخت عذاب چکھادیں گے اور ان کے بدترین کاموں کا جو کرتے رہے ہیں ان کو

اور ان پر سزا کا حکم ایسا سخت لگا ہوگا کہ اگر وہ معافی چاہیں گے تو ان کو معاف نہ کیا جائے گا۔ کیونکہ معافی مانگنے اور دینے

کا موقع دنیا میں ہے جو انہوں نے غفلت میں کھو دیا اور اس کی سزا میں ہم نے شیاطین کو ان کا ساتھی بنا دیا جنہوں نے ان

کے آگے اور پیچھے کی بدکاریوں کو مزین کر دکھایا یعنی جو کچھ وہ زندگی میں کرتے ہیں اور جو رسوم بد وہ اپنے پیچھے چھوڑ

جاتے ہیں ان کو بھلی معلوم ہوتی ہیں اس لیے تو ان کی یہ گت بنی ہے کہ جنوں اور انسانوں کی جو جماعتیں ان سے پہلے

گزر چکی ہیں ان کے ساتھ ان پر بھی عذاب الہی کا حکم ثابت ہو چکا ہے جس طرح وہ لوگ تباہ ہوئے ہیں یہ بھی ہلاک

ہوں گے۔ بیشک یہ لوگ نقصان والے ہیں اور سنا چاہئے تو یہ تھا کہ یہ مکر لوگ گذشتہ واقعات سے سبق حاصل کرتے

لیکن انکی اخلاقی حالت ایسی کمزور ہے کہ چاہے کسی قسم کی ہدایت ہو اس سے مستفید نہیں ہوتے۔ یہی دیکھو اس قرآن

میں کون سے بری یا کڑوی بات ہے جو ان لوگوں کو تلخ لگتی ہے کہ لوگوں کو کہتے ہیں ارے بھائی! اس قرآن کی طرف

کان بھی نہ جھکانا، خبردار ایسا نہ ہو کہ اس کی تاثیر سے تم بھی خراب ہو جاؤ اس کی آواز بھی تمہارے کان میں نہ آنے

پائے اور زیادہ ہی بچاؤ کی ضرورت آن پڑے تو اس کے پڑھے جانے میں شور و شغب کیا کرو تاکہ تم غالب رہو اور وہ تم

پر کسی طرح اثر نہ کر سکے۔ بھلا بتاؤ تو ایسے لوگ بھی کسی طرح ہدایت پاسکتے ہیں پس ہم بھی ان کے ساتھ وہی برتاؤ

کریں گے جس کے یہ لوگ اہل ہیں۔ جس کا اعلان ابھی سے کئے دیتے ہیں کہ ان منکروں کو سخت عذاب چکھائیں گے

اور ان کے بدترین کاموں کا جو یہ کرتے رہے ہیں۔

۱۰۔ اس آیت میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ اسوا اسم تفہیل کا صیغہ ہے جو مضاف ہے الذی کی طرف۔ تقدیر کلام یہ ہے ﴿نجزینہم اسوا

اعمالہم﴾ اس تقدیر پر اسوا کے معنی اضافت لیے جائیں تو یہ اعتراض ہوگا کہ ان کے غیر اسوا اعمال کا بدلہ نہ ملا اور اگر موصوف محذوف ہو یعنی

نجزینہم اجزا اسوا تو اعتراض ہوگا کہ اعمال سے جزا بڑھ گئی حالانکہ دوسرے مقام پر صاف ارشاد ہے ﴿انما تجزون ما کنتم تعملون﴾

یعنی کفار نے جو کچھ کیا ہوگا اسی جتنا بدلہ ان کو ملے گا۔ ہم نے پہلے معنی اختیار کئے ہیں۔ اس لیے پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ جب اسوا کا بدلہ ہی ہمیشہ

کا عذاب ہوا تو باقی کی کیا ضرورت ہے کل الصیدی جوف الفیل سب کا پاؤں ہاتھی کے پاؤں میں۔ ان معنی پر ظلم کا اعتراض نہیں رہتا۔

بعض مفسرین نے اسوا کو تفضیلی معنی میں نہیں لیا۔ تفسیر عربی میں میں نے یہی اختیار کیا ہے وہ ایک صورت اعتراض سے بچنے کی ہے (۱۲ منہ)

يَعْمَلُونَ ۝ ذَلِكُمْ جَزَاءُ اَعْدَاءِ اللّٰهِ التّٰرُ لَهُمْ فِيهَا دَارُ الْخُلْدِ ۝ جَزَاءُ مِمَّا كَانُوْا

بدلہ دیں گے۔ اللہ کے دشمنوں کا بدلہ دوزخ ہے۔ اسی میں ان کا دائمی گھر ہوگا۔ اس کام کے بدلہ میں

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَا اَرِنَا الَّذِيْنَ اَضَلْنَا مِّنَ الْجِبْتِ

جو یہ لوگ ہماری آیتوں سے انکار کرتے رہے ہیں۔ جو لوگ منکر ہیں کہیں گے اے ہمارے پروردگار! جن لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا جن ہوں

وَالْاِنْسِ بَعْضُهُمَا تَحْتِ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ

یا انسان وہ ہم کو دکھا دے ہم ان کو پیروں کے نیچے روندیں تاکہ وہ سب سے نیچے ہوں۔ جو لوگ

قَالُوْا رَبَّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۝ اَلَّا تَخٰفُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا

کہتے ہیں کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے پھر وہ اسی پر جم گئے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور جس

وَاَنْبِشُرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُوْنَ ۝ نَحْنُ اَوْلٰٓئِكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا

بہشت کا تم کو وعدہ دیا جاتا تھا آج اس کی خوشی مناؤ ہم دنیا میں بھی تمہارے دوست تھے

وَفِي الْاٰخِرَةِ ۝ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهٰٓيْ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝ نَزَّلَا

اور آخرت میں بھی اور اس میں جو تمہارے جی چاہیں گے تم کو ملے گا اور جو تم مانگو گے پاؤ گے خدائے خشدار

مِّنْ عَفْوٍ رَّحِيْمٍ ۝

مہربان کی طرف سے مہمانی ہوگی

ان کو بدلہ دیں گے اللہ کے دین کے دشمنوں کا بدلہ یہی دوزخ ہے۔ اسی میں ان کا دائمی گھر ہوگا۔ یہ سزا ان کو اس کام کے بدلے

میں جو لوگ ہماری آیتوں سے انکار کرتے رہے ہیں۔ وہاں ان کی جو گت ہوگی وہ کہنے سننے سے پوری سمجھ میں نہیں آسکتی بلکہ وہ

دیکھنے پر موقوف ہے۔ اس لیے جو لوگ منکر ہیں (قیامت کے روز) کہیں گے اے ہمارے پروردگار! جن لوگوں نے ہم کو گمراہ

کیا، جن ہو یا انسان ہو وہ ہم کو دکھادے تاکہ ہم ان کی ایسی گت بناویں کہ چھٹی کا دودھ ان کو یاد آجائے یعنی ہم ان کی گردنوں پر

چڑھ کر ان کو پیروں کے نیچے روندیں تاکہ وہ میاں سب سے نیچے اور سب سے ذلیل تر ہوں۔ ان نالائقوں نے محض اپنے فوائد

کے لیے ہم کو گمراہ کیا۔ اس ذاتی فائدے میں نہ ہمارا نقصان سوچا نہ اپنا۔ خدا ان کو عارت کرے ان کی سمجھ میں نہ آیانہ انہوں

نے ہمیں سمجھنے کا موقع دیا۔ حالانکہ اسلام کی تعلیم بالکل سیدھی اور مختصر تھی۔ جو لوگ کہتے ہیں کہ اللہ ہی ہمارا رب ہے اسی نے

ہم کو پالا پوسا وہی سب دنیا کا مالک ہے۔ پھر وہ اسی پر جم گئے۔ جم جانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے مطابق عمل کرتے رہے اور

کوئی ایسا کام نہیں کیا جو اس قول کے خلاف ہو۔ خدا کے ہاں ان کی یہ قدر ہوتی ہے کہ موت کے وقت ان پر فرشتے اترتے ہیں۔

یہ کہتے ہوئے کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور جس بہشت کا تم کو وعدہ دیا جاتا تھا آج اس کی خوشی مناؤ کہ وہ تمہیں ملنے والی ہے۔ فرشتے

یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں بھی تمہارے جی خواہ اور دوست تھے اور اس سے آگے چل کر آخرت میں بھی دوست رہیں گے

اور اس بہشت میں جو کچھ تمہارے جی چاہیں گے تم کو ملے گا اور جو تم مانگو گے پاؤ گے۔ یہ نہیں کہ قیمت سے بلکہ خدائے خشدار

مہربان کی طرف سے گویا مہمانی ہوگی سنو اور غور سے سنو۔

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۱۰﴾

جو شخص اللہ کی طرف بلائے خود بھی نیک کام کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں کی جماعت میں کا ایک فرد ہوں اس کی بات سے اچھی بات کس کی ہوگی

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۗ وَإِذْ قُمْنَا بِالنَّبِيِّ هِيَ أَحْسَنُ فَأِذَا الَّذِي بَيْنَكَ

نیک اور بدی برابر نہیں اس کو بہت ہی اچھے طریق سے دور کیا کرو۔ پھر تمہارا دشمن بھی تمہارا

وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ﴿۱۱﴾ وَمَا يُلْقِيهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا ۗ وَمَا يُلْقِيهَا

گویا مخلص دوست بن جائے گا یہ خصلت انہی لوگوں کو ملتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور انہی لوگوں کو

إِلَّا ذُو حِظٍّ عَظِيمٍ ﴿۱۲﴾ وَإِنَّمَا يَنزِعُكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نُزْرًا ۖ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۗ إِنَّهُ

ملتی ہے جو بڑے خوش قسمت ہوتے ہیں اور اگر شیطان کی طرف سے تمہیں کسی قسم کی چھیڑ بھینچی تو خدا کی پناہ لیا کرو وہ

هُوَ التَّوَكُّيْعُ الْعَلِيمُ ﴿۱۳﴾ وَمِنَ الْآيَةِ الْبَيْتُ وَالنَّهَارُ

سنتا اور جانتا ہے اور اسی کی نشانیوں میں رات اور دن ہے

ایمان اور دعوت ایمان کا یہ رتبہ ہے کہ جو شخص خدا پر ایمان لائے اور لوگوں کو بھی اللہ کی طرف بلائے نہ صرف لوگوں کو بلائے بلکہ خود بھی نیک کام کرے اور علی الاعلان کہے کہ میں مسلمانوں کی جماعت میں کا ایک فرد ہوں اس سے اچھا کون ہے اور اس کی بات سے اچھی بات کس کی ہوگی یعنی جو لوگ اللہ کو مانتے اور اعمال صالحہ کرتے ہیں وہی ہیں جن کی بابت ہم پہلے بتلا آئے ہیں کہ ان پر فرشتے اترتے اور ان کو نجات کی خوشخبری سناتے ہیں۔ اب سنو ایمان لانا اور لوگوں کو ایمان کی طرف بلانا ایک مشکل کام ہے عموماً جلاء اس میں مخالفت پر کمر بستہ ہوتے ہیں اور ایذا دیتے ہیں اس وقت ہر انسان کی طبیعت انتقام کی طرف متوجہ ہوتی ہے ایسے وقت کے لیے تم کو یہ اصول مد نظر رکھنا چاہئے کہ نیکی اور بدی برابر نہیں جو تم کو بدی و تکلیف پہنچائے اس بدی کو بہت ہی اچھے طریق سے دور کیا کرو پھر دیکھنا تمہارا دشمن یہی تمہارا گویا مخلص دوست ہو جائے گا۔ مگر بات یہ ہے کہ یہ خصلت انہی لوگوں کو ملتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور انہی لوگوں کو ملتی ہے جو بڑے خوش قسمت ہوتے ہیں۔ وہ اس نعمت کو پا جاتے ہیں کیونکہ شیخ سعدی مرحوم کا قول ان کو یاد ہو گا۔

تخل چو زہرت نماز نخست و لے شہد باشد چو در طبع رست

اس لیے تم بھی اس خصلت (تخل اور صبر) کو حاصل کرنے کے خوگر بنو اور اگر کسی وقت شیطان کی طرف سے تمہیں کسی قسم کی چھیڑ بھینچی یعنی کسی بدگو مخالف کی بدگوئی یا ایذا دہی پر طبیعت کو جوش آئے اور بدلہ لینے پر آمادہ ہو تو خدا کی پناہ لیا کرو یعنی اپنے آپ کو خدا کے سپرد کیا کرو اور اس کی ماتحتی کا اظہار کرنے کو ﴿اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم﴾ پڑھا کرو۔ اس سے تمہارا جوش بہت جلد فرو ہو جائے گا اور تم امن و سکون پا جاؤ گے۔ کیونکہ وہ خدا سب کی سنتا اور جانتا ہے وہ اپنے ایسے مخلص بندوں کو بے جا جوش سے بچاتا ہے۔ پہلے جو کہا گیا کہ اللہ کی طرف بلانا بہت اچھا کام ہے اور بلائے والا سب سے اچھا ہے اس کی صورت کیا ہے؟ سنو ہم اس کی صورت بھی بتلاتے ہیں خدا کی طرف خدا کے نشانوں سے بلاؤ یعنی وہ امور پیش کر کے بلاؤ جو قدرت سے ظہور پذیر ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں مثلاً یہ کہ کوادریوں سمجھاؤ کہ اسی اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی رات ہے اور دوسری نشانی دن ہے جو بالکل ایک دوسرے کی ضد ہیں مگر دونوں تم کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ رات میں تم لوگ آرام پاتے ہو۔ دن میں کاروبار کرتے ہو۔

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلّٰهِ

سورج اور چاند۔ تم لوگو! نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو! اس اللہ کو سجدہ کیا کرو جس نے

الَّذِي خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ۝۱۰۰ وَانِ اسْتَكَبَرُوا

تم کو پیدا کیا اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو پھر اگر یہ لوگ گردن کشی کریں

فَالَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسْتَبْحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ۝۱۰۱

تو جو لوگ اللہ کے ہاں مقرب ہیں وہ شب و روز اللہ کے نام کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں اور کبھی اکتاتے

وَمِنْ اٰيٰتِهِ اَنْكَرَ تَرْتِى الْاَرْضِ خَاشِعَةًۭۙ فَاِذَا اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ

زمین اور اس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ تم زمین کو ویران دیکھتے ہو پس جب ہم (خدا) اس پر پانی اتارتے ہیں

وَرَبَّتْ ۙ اِنَّ الَّذِي اَحْيَاہَا لَمُحْيِ الْمَوْتِ ۙ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ

تو وہ ہلتی اور پھولتی ہے جو ذات پاک اس زمین کو تروتازہ کر دیتا ہے وہ مردہ کو بھی زندہ کر دے گا وہ ہر کام پر قدرت

قَدِيرٌ ۝۱۰۲

رکھتا ہے

اسی طرح سورج اور چاند بھی اس کی قدرت کے نشان اور اثر ہیں۔ اسی کے بنانے سے بنے ہیں اسی کے فنا کرنے سے فنا

ہو جائیں گے۔ یہ بھی ان لوگوں کو سمجھا دو کہ سورج اور چاند دنیا کی سب چیزوں میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں تاہم ان کو خدائی

میں کوئی دخل نہیں۔ اس لئے تم لوگو! نہ سورج کو سجدہ کرو نہ چاند کو سجدہ کرو اور نہ کسی اور مخلوق کو۔ کیونکہ جب اتنی بڑی مخلوق

بھی سجدہ کے قابل نہ ہوئی تو اور کون ہوگی؟ بلکہ اس اللہ کو سجدہ کیا کرو جس نے ان سب چیزوں کو پیدا کیا اور تم اس اللہ کی

عبادت کرتے ہو تو اس کا خیال رکھو کہ اس کی عبادت میں کسی اور کو شریک نہ کرو ورنہ وہ عبادت بھی اکارت جائے گی۔ اس قسم

کے نرم کلام اور مفید نصیحت سن کر پھر بھی اگر یہ لوگ نہ مانیں اور اس سچی اور بے لاگ تعلیم سے گردن کشی کریں تو نہ تمہارا

حرج ہے نہ خدا کا کوئی کام بگڑتا ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرب ہیں فرشتے ہوں یا آدمی وہ شب و روز اس کے نام کی تسبیح

پڑھتے رہتے ہیں اور کبھی اکتاتے نہیں۔ گویا ان کی غذا ہی یہ ہے اور سنو جس خدا کی توحید سے لوگ منکر ہیں اس کی قدرت کی

نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ تم زمین کو ویران سناں دیکھتے ہو پھر جب ہم (خدا) اس پر پانی اتارتے ہیں تو وہ ہلتی اور

پھولتی ہے پھر چند روز بعد وہی سناں جنگل سرسبز شاداب بن جاتا ہے۔ اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ جو ذات پاک اس زمین خشک کو

تروتازہ کر دیتی ہے وہ مردہ کو بھی زندہ کر دے گی۔ کیوں کہ وہ ہر کام پر قدرت رکھتی ہے اس کی قدرت کا نمونہ تم دیکھ چکے ہو کہ

خشک بجز زمین تھوڑی دیر میں تروتازہ ہو جاتی ہے۔ باوجود اس کے کہ لوگ اس کے حکموں میں کجروی کرتے ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْهَا ۗ أَفَكُن يُلْقَى فِي النَّارِ

جو لوگ اللہ کے احکام میں سچ روی کرتے ہیں وہ ہم سے مخفی نہیں کیا جو شخص قیامت کے روز آگ میں ڈالا جائے گا

خَيْرٌ أَمْ مَنْ يَأْتِيَّ آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ۗ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

وہ بہتر ہوگا یا جو امن لان سے پروردگار کے پاس آئے گا؟ تم جو چاہو عمل کرو بے شک وہ خدا تمہارے کاموں کو دیکھ

بَصِيرٌ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاءَهُمْ ۗ وَإِنَّهُ لَكِتَابٌ

راہ ہے۔ جن لوگوں کے پاس نصیحت آئی اور وہ اس سے منکر ہوئے (وہ اپنا انجام دیکھ لیں گے) اور وہ بڑی غالب

عَزِيزٌ ۝ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ ۗ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۗ تَنْزِيلٌ مِّنْ

کتاب ہے نہ اس کے آگے سے جھوٹ آسکتا ہے نہ پیچھے سے یہ اس خدا کے پاس سے اترا ہوا ہے جو

حَكِيمٌ حَمِيدٌ ۝ مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ

بڑی حکمت والا بڑی تعریف والا ہے تجھے وہی باتیں کہی جاتی ہیں جو تجھ پہلے رسولوں کو کہی گئی

قَبْلِكَ ۗ

تھیں

پس سنو جو لوگ اللہ کے احکام میں کج روی کرتے ہیں یعنی بدعتی سے ان کا مقابلہ کرتے ہیں اور ان پر غالب آنے کا خیال پکاتے ہیں وہ ہم سے مخفی نہیں! ہم ان کو الٹا جہنم میں ڈالیں گے۔ ان کی اس وقت کی حالت کو ملحوظ رکھ کر بتلاؤ کیا جو شخص قیامت کے روز آگ میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہوگا یا جو امن و امان سے پروردگار کے پاس آئے گا اور اپنے نیک اعمال کا بدلہ پائے گا؟ کون دانا ہے جو پہلے شخص کو اچھا کہے۔ بیشک دوسرا شخص ہی اچھا ہوگا۔ پس تم اے منکر و اچھا ہو عمل کرو بے شک وہ خدا تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے پس سنو جن لوگوں کے پاس قرآن کی نصیحت آئی اور وہ اس نصیحت سے منکر بلکہ مخالف ہوئے وہ اپنا انجام دیکھ لیں گے کیونکہ وہ گمراہی پر ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ وہ قرآن بڑی غالب کتاب ہے مخالفوں سے نہ دے گی۔ کیوں کہ نہ اس کے آگے سے جھوٹ آسکتا ہے نہ پیچھے سے یعنی نہ کوئی صحیح واقعہ آئندہ کو ایسا پیدا ہوگا جو اس قرآن کی تکذیب کر سکے نہ گذشتہ واقعات سے کوئی واقعہ ایسا ملے گا جو قرآن کے صریح مخالفت ہو کیونکہ یہ قرآن اس خدا کے پاس سے اترا ہوا ہے جو بڑی حکمت والا بڑی تعریف والا ہے۔ اس لیے ان لوگوں کی مخالفت کا کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ باقی رہا ان کا زبانی صحیح صحیح کرنا۔ سوا اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ ہمیشہ سے ایسے لوگ ایسا کہتے چلے آئے۔ اے نبی! کفار کی طرف تجھے وہی باتیں کہی جاتی ہیں جو تجھ سے پہلے رسولوں کو مخالفوں کی طرف سے کہی گئی تھیں، باوجود ان لوگوں کی شرارتوں کے ان کی سچ کنی نہیں ہوتی۔

۱۔ راقم کتاب ہے اس قسم کے آدمی ہمیشہ سے چلے آئے ہیں۔ آج کل بھی ہیں۔ ان سب میں آگے بڑھے ہوئے آریہ سماجی ہیں۔ ہر بات جو قرآن شریف میں مذکور ہو محض ضد سے اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کرے (۱۲۴ منہ)

إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ۝ وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَبِيًّا

تیرا پروردگار بڑی بخشش والا ہے اور سخت عذاب والا بھی ہے اور اگر ہم اس قرآن کو عجیبی زبان میں نازل

لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ - أَعْجَبِيٍّ وَعَرَبِيٍّ ۚ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا

کرتے پھر تو یہ لوگ کہتے کہ اس کے احکام کیوں نہیں کھول کھول کر بتلائے گئے؟ کلام تو عجیبی اور مخاطب عربی؟ تو کہہ یہ ماننے والوں

هُدًى وَشَفَاءٌ ۚ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ

کے لئے ہدایت اور شفا ہے جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں ٹھوس ہے اور وہ ان کی آنکھوں سے

عَمَى ۚ أُولَٰئِكَ يُنَادُونَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ ۝ وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ

او جھل ہے گویا یہ لوگ بڑی دور سے بلائے جاتے ہیں ہم نے موسیٰ کو کتاب

الْكِتَابِ فَأَخْتَلَفَ فِيهِ ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ

دی گئی پھر اس میں اختلاف ہوا اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف حکم نہ گزرا ہوتا تو

لَقَضَىٰ بَيْنَهُمْ ۚ

ان میں ایک دم فیصلہ کیا جاتا

اس لیے کہ تیرا پروردگار باوجود گناہ بندوں کے بڑی بخشش والا ہے اور جو اس کی بخشش سے مستفیض نہیں ہوتے ایک حد تک

پہنچ کر ان کے حق میں سخت عذاب والا بھی ہے۔ ان لوگوں کی شرارت بھی دیکھو کہ اب تو قرآن کو اس لیے نہیں ماننے کہ ہم

میں سے ایک آدمی کیسے رسول ہو کر آیا یعنی اپنی جنس کے آدمی کا ان کو رسول بنا پسند نہیں اور اگر ہم اس قرآن کو عربی کے سوا

کسی اور عجیبی زبان میں نازل کرتے پھر تو یہ لوگ کہتے اور ایسا کہنے کا ان کو حق حاصل ہوتا کہ اس کے احکام عربی زبان میں کیوں

نہیں کھول کھول کر بتلائے گئے بھلا یہ کیوں موزوں ہے؟ کہ کلام تو عجیبی اور مخاطب عربی؟ درحقیقت یہ عذر ان کا ایک حد تک

معقول بھی ہوتا۔ اس لیے خدا نے جس کو نبی بنا کر بھیجا ہے اسی ملک کی زبان پر بولتا ہوا بھیجا جس ملک میں وہ قوم رہتی تھی۔ یعنی

وہ اپنی قوم کے محاورات بولا کرتا تھا کیونکہ مادری زبان میں تعلیم آسان ہوتی ہے۔ اے نبی! تو کہہ کہ اس قسم کی کجروی چھوڑو

اور سیدھے ہو کر اس نعمت کی قدر کرو۔ دیکھو یہ قرآن ماننے والوں کے لیے ہدایت اور شفا ہے۔ ان کو پیش آمدہ امور میں راہ

نمائا کرتا ہے اور ان کے روحانی امراض کفر شرک حسد کینہ ریوا وغیرہ کی شفا ہے۔ آزما کر دیکھو لو۔ سنو کسی بے دینی چیز کے حاصل

کرنے کے عموماً وہی ذریعے ہیں سننا اور دیکھنا۔ ان دو ذریعوں سے آدمی نامعلوم چیزوں کو معلوم کر سکتا ہے جو لوگ ایمان

نہیں لاتے یعنی اس قرآن کو محض ضد اور نفسانیت سے نہیں ماننے، قرآن کے سننے سے ان کے کانوں میں گویا ٹھوس ہے اس

لیے تو وہ ان کو سن نہیں سکتا اور ان کی آنکھوں میں گویا اندھا پن ہے اس لیے وہ قرآن ان کی آنکھوں سے او جھل ہے ان کو

نظر نہیں آتا۔ یعنی نہ تو قرآن کے نشانات قابل سننے جانے کے سنتے ہیں نہ دیکھے جانے کے لائق نشانوں کو دیکھتے ہیں۔ اس

لئے ان کے دونوں راستے بند ہیں۔ کیوں بند ہیں؟ انھوں نے قرآن کی مخالفت محض ضد اور نفسانیت سے کی اس لیے اب ان

کی یہ حالت ہے کہ قرآن کے وعظ و نصیحت کو یہ سنتے ہیں گویا یہ لوگ بڑی دور سے بلائے جاتے ہیں۔

کی یہ حالت ہے کہ قرآن کے وعظ و نصیحت کو یہ سنتے ہیں گویا یہ لوگ بڑی دور سے بلائے جاتے ہیں۔

وَأَتَتْهُمْ لَيْفِي شَكِّ مِّنْهُ مُرَيْبٍ ۝ مَنْ عَمِلْ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ

اور وہ لوگ بہت بڑے انکار پر مصر تھے جو کوئی نیک کام کرتا ہے وہ اپنے لئے کرتا ہے اور جو برا کرتا

فَعَلَيْهَا ۖ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيدِ ۝

ہے وہ بھی اسی کی جان پر ہوتا ہے اور تمہارا پروردگار بندوں کے حق میں ظالم نہیں

ایسے کہ بلانے والے کی آواز تو سنی جاتی ہے مگر مضمون مفہوم نہیں ہو سکتا پھر عمل کریں تو کیسے؟ اسی کا اثر ہے کوان لوگوں کے

اعتراضات بھی عجیب قسم کے ہوتے ہیں چنانچہ یہ لوگ کہتے ہیں بھلا اگر قرآن حق ہے اور ہم اس کی مخالف کرتے ہیں تو خدا ہم

کو تباہ اور ہلاک کیوں نہیں کر دیتا۔ اس کے جواب میں ایک تاریخی واقعہ سنو ہم نے اس سے پہلے حضرت موسیٰ کو کتاب

تورات دی تھی پھر اس میں بھی اختلاف ہوا کسی نے مانا کسی نے انکار کیا تو کیا ہم نے سب منکروں کو یکدم تباہ کر دیا تھا؟ نہیں

بلکہ چند اشخاص (فرعون اور اس کے مشیر کار لوگوں) کو جو برسر شرارت تھے اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے حکم نہ گزرا

ہوتا کہ جلدی میں سب کو تباہ نہیں کروں گا تو ان لوگوں میں یکدم فیصلہ کیا جاتا۔ کافروں کو تباہ و برباد کر کے ان کی جگہ مومنوں

کو بسایا جاتا۔

إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۖ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ

قیامت کی گھڑی کا علم اسی اللہ کو ہے۔ جو جو پھل پھول اپنے اپنے کاموں سے نکلتے ہیں اور جو مادہ حاملہ ہوتی اور

مَنْ أَنْثَىٰ وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهِ ۖ وَيَوْمَ يُنَادِيهِمْ آيُنَ شُرَكَائِي ۖ قَالُوا

جنتی ہے یہ سب واقعات اس کے علم سے ہوتے ہیں اور جس دن ان کو بلا کر پوچھے گا میرے شریک کہاں ہیں؟ وہ کہیں گے

أَذْنُكَ ۖ مَا مِتْنَا مِنْ شَهِيدٍ ۗ وَصَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَدْعُونَ مِنْ قَبْلُ

ہم آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی بھی ان کا واقف نہیں اور جن جن چیزوں کو وہ پہلے پکارا کرتے تھے ان سب

وَكُنَّا مَا لَهُمْ مِنْ مَّحِيصٍ ۗ لَا يَسْمَعُ الْإِنْسَانُ مِنْ دُعَاءِ الْخَيْرِ وَلَا

کو وہ بھول جائیں گے اور سمجھیں گے کہ ہمارے لئے مخلص نہیں۔ انسان بھلائی مانگنے سے نہیں تھکتا اگر اس کو برائی پہنچتی ہے

مَسَّهُ الشَّرُّ فَيُؤَسُّ قَنُوطٌ ۗ وَلَكِنْ أَدْقَنَهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَاءٍ

تو بالکل ناامید ہو جاتا ہے اور اگر بعد تکلیف پہنچنے کے ہم اس کو اپنی طرف رحمت پہنچاتے

مَسَّنَهُ لَيَقُولَنَّ هَذَا لِي ۖ وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً ۖ وَلَكِنْ رُجِعْتُ إِلَىٰ رَبِّي

میں تو کہنے لگتا ہے یہ تو میرا حق ہے۔ میں قیامت کو ہونے والی نہیں جانتا اور اگر میں اپنے پروردگار کے پاس

إِنِّي لِي عِنْدَكَ لِلْحُسْنَىٰ

لوٹ کر گیا بھی تو وہاں بھی اس کے میرے لئے اچھی جگہ ہے

حالانکہ حقیقت الامر یہ ہے کہ قیامت کی گھڑی کا علم بھی اسی اللہ کو ہے وہی جانتا ہے کہ اس کا وقت کب ہے؟ اسی پر کیا موقوف

ہے۔ جو جو پھل پھول اپنے کاموں سے نکلتے ہیں اور جو مادہ حاملہ ہوتی اور جنتی ہے یہ سب واقعات اس اللہ کے علم سے ہوتے

ہیں۔ اس لیے اس کو نہ کسی کے بتلانے کی ضرورت اور نہ کسی کے سمجھانے کی حاجت۔ جس دن کی بابت یہ سوال کرتے ہیں

اس کی تاریخ کا بتلانا تو مصلحت الہی نہیں مگر اتنا بتانا تو ضروری ہے اس روز ان مشرکوں کو بلا کر پوچھے گا میرے شریک جن کو تم

میرے شریک جانا کرتے تھے وہ آج کہاں ہیں؟ وہ آج تم کو کیوں فائدہ نہیں پہنچاتے؟ وہ جواب میں کہیں گے اے ہمارے

مولا! ہم آپ کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی بھی ان کا واقف نہیں۔ وہ سمجھیں گے کہ دنیا میں ملزم

اپنے جرم سے انکاری ہو جاتا تھا تو بسا اوقات عدم ثبوت کی حالت میں چھوٹ جاتا تھا یہاں بھی ایسا ہی ہوگا۔ اس لیے وہ اپنے

صحیح صحیح واقعات سے سے انکار کر جائیں گے اور جن جن چیزوں کو وہ پہلے پکارا کرتے تھے یعنی جن جن لوگوں سے دعائیں مانگا

کرتے تھے ان سب کو وہ بھول جائیں گے اور بگمان غالب سمجھیں گے کہ اقرار کرنے میں ہمارے لیے مخلص نہیں مگر عالم

الغیب خدا کے سامنے ان کی ایک بھی نہ چلے گی۔ غور کیا جائے تو ثابت ہوتا ہے کہ انسان میں کئی قسم کے عیوب ہوتے ہیں

صریح شرک و کفر تو سب جانتے ہیں ان کے سوا اور بھی ہیں وہ یہ کہ انسان بھلائی مانگنے سے تھکتا نہیں مانگتا جائے اور ملتی جائے

لیکن کوئی وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ مصلحت الہی اس کے منشا کے خلاف ہوتی ہے۔ یہ کچھ چاہتا ہے خدا کچھ۔ پس اگر مصلحت

خداوندی سے اس انسان کو کسی قسم کی برائی پہنچتی ہے تو بالکل بے امید ہو جاتا ہے اور اگر بعد تکلیف پہنچنے کے ہم اس کو اپنی طرف

سے رحمت، آرام و آسائش پہنچاتے ہیں تو بجائے شکر گزار ہونے کے کہنے لگتا ہے یہ تو میرا حق ہے میں اپنی لیاقت کی وجہ سے

اس کا مستحق ہوں اور اسی پر بس نہیں کرتا بلکہ اس غرور میں یہ بھی کہہ اٹھتا ہے کہ میں قیامت کو ہونے والی

فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا زَكَاةً وَلَسَوْفَ يَكْفُرُونَ كُفْرًا كَبِيرًا ۝ وَإِذَا
 كَفَرُوا قُلْنَا لَا يَأْتِيهِمْ مَوْلَاةٌ سَابِقَةٌ إِلَىٰ ذُنُوبِهِمْ يَنْصَرُوا بِهَا ۚ وَإِذَا مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ عَبْدٍ
 لَّيْسَ لَهُ كَفْرٌ أَوْفَءٌ لِّمَا كَفَرُوا ۚ وَإِذَا مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ عَبْدٍ لَّيْسَ لَهُ كَفْرٌ أَوْفَءٌ لِّمَا كَفَرُوا ۚ وَإِذَا مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ عَبْدٍ
 لَّيْسَ لَهُ كَفْرٌ أَوْفَءٌ لِّمَا كَفَرُوا ۚ وَإِذَا مَنَّ اللَّهُ عَلَىٰ عَبْدٍ لَّيْسَ لَهُ كَفْرٌ أَوْفَءٌ لِّمَا كَفَرُوا ۚ

انسان پر انعام کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے اور اکڑا کر چلتا ہے اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو بڑی لمبی چوڑی
 دعائے کرتے لگ جاتا ہے تو کہہ تلاء تو سہی اگر یہ اللہ کے پاس ہو پھر بھی تم اس سے منکر ہی رہو تو کون بڑھ کر گمراہ ہے

مَنْ هُوَ فِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۝ سَأُيْبِهِمْ آيَاتِنَا فِي الْأَفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ
 حَتَّىٰ يَتَّبِعِنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۚ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝

یہاں تک کہ ان کو حق واضح ہو جائے گا کیا تمہارا پروردگار کالی نہیں ہے اس وجہ سے کہ وہ ہر چیز پر گمان ہے
 سنو! یہ لوگ اپنے رب کی ملاقات سے شک میں ہیں۔ سنو! لاریب وہ ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے

نہیں جانتا۔ یہ سب ملا لوگوں کے ڈھکوسلے ہیں نہ کوئی قیامت ہے نہ دوزخ نہ بہشت ہے اور اگر فرضاً میں مر کر اپنے پروردگار
 کے پاس لوٹ کر گیا بھی تو وہاں بھی اس کے پاس میرے لیے اچھی جگہ ہوگی۔ یہ ایسے لوگوں کے خیالات ہیں جو دراصل خدا
 کے احکام سے منکر ہیں پس وہ سن لیں کہ ہم (خدا) ان کافروں کو ان کے کاموں کی خبریں دیں گے اور انکو سخت عذاب چکھادیں
 گے کیسے نامعقول لوگ ہیں اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ دنیا کا ہیر پھیر سب ہمارے اختیار میں ہے۔ کسی کو امیر کرنا امیر کو غریب
 کر دینا ہماری قدرت کا عجب کرشمہ ہے مگر انسان ایسا شریک ہے کہ جب ہم ایسے انسان پر انعام کرتے ہیں یعنی کسی قسم کی آسائش
 و آرام دیتے ہیں تو ہمارے حکموں سے منہ پھیر لیتا ہے اور اکڑا کر چلتا ہے اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو بڑی لمبی چوڑی
 دعا کرنے لگ جاتا ہے غرض انسان کی عملی تصویر بالکل اس شعر کی مانند ہے: عامل اندر زمان معزولی شیخ شبلی و بایزید شونڈ۔

اے نبی! تو ان مخالفوں کو کہہ آواصل بات پر غور کرو۔ تلاء تو سہی اگر یہ قرآن جو مجھے الہام ہوتا ہے اللہ کے پاس سے ہو پھر
 بھی تم اس سے منکر ہی رہو تو تمہاری گمراہی میں کیا شک ہے۔ پس تلاء کون بڑھ کر گمراہ ہے اس شخص سے جو ہدایت سے بہت
 دور گمراہی میں پھنسا ہوا ہے۔ خدائی ہدایت کو چھوڑ کر ادھر ادھر جاتا ہے۔ ہم (خدا) اس کو اسلام کی سچائی کے لیے ان کے
 ارد گرد اور خود ان کے اندر اپنے نشان دکھائیں گے پس یہ لوگ اسلام اور قرآن کے پھیلنے میں رکاوٹیں پیدا کر لیں ہم بھی ان کو
 کرشمہ قدرت دکھادیں گے کہ پہلے انکے ارد گرد اسلام شائع کریں گے یعنی مکہ معظمہ کے ارد گرد کے لوگ مسلمان ہوں گے
 انکے بعد خود مکہ میں بھی کافی اشاعت ہوگی یہاں تک کہ ان کو حق واضح ہو جائیگا اور خود بخود اسکے ماننے پر مجبور ہوں گے مخالفوں
 کی قوت اور مسلمانوں کے ضعف پر نظر کر کے انکے دلوں میں خیال پیدا ہوتا ہوگا کہ یہ ایک خواب خیال ہے جس کی کوئی تعبیر
 نہیں تو کیا تمہارا پروردگار ایسے کام کرنے کو ایسا کافی نہیں ہے؟ اس وجہ سے کہ وہ ہر چیز اور ہر کام پر نگران اور منتظم ہے دنیا کی
 ہر ایک چیز اس کے قبضے میں ہے جس سے وہ چاہتا ہے کام لیتا ہے اور جو چاہے لے سکتا ہے ہاں سنو لوگو! یہ منکر لوگ اپنے رب
 کی ملاقات سے شک میں ہیں یعنی انکو خدا پر ایمان نہیں پس سنو لاریب وہ پروردگار ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے اس کے احاطے
 سے کوئی چیز باہر نہیں سچ ہے

بہت سلطانی مسلم مرورا نیست کس رازہرہ چون و چرا

سورة الشوری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حَمَّ ۝ عَسَقَ ۝ كَذٰلِكَ يُوحٰى اٰلِكَ وَاٰلِ الذِّیْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۝ اللّٰهُ

میں ہوں اللہ رحمن رحیم، علیم کل، ستارعیوب، قادر مطلق۔ جس طرح یہ سورت اللہ غالب بڑی حکمت والے نے تجھ پر وحی کی ہے اسی طرح آئندہ

الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ۝ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝

بھی تیری طرف وحی کرے گا اور تجھ سے پہلے لوگوں کی طرف بھی وحی کرتا رہا۔ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے یہ سب اسی کی ملک ہے اور وہ سب بڑا عالی شان

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلَائِكَةُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِنَّ وَ

ہے۔ دور نہیں کہ اس کی ہیبت کے خوف سے سارے آسمان اوپر کی طرف سے پھٹ جائیں اور فرشتے اپنے پروردگار کی تعریف کے گیت گاتے

یَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ ۝ الْاٰلٰتِ اللّٰهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ۝ وَالذِّیْنَ

میں اور جو لوگ زمین پر ہیں ان کے لئے بخشش مانگتے ہیں۔ سنو! یقیناً اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور جو اس کے سوا

اَتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِیَاءَ اللّٰهُ حَفِیْظُ عَلَیْهِمْ ۝ وَمَا اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَكِیْلٍ ۝

اور لوگوں کو اپنا کارساز جانتے ہیں اللہ ان کا حال دیکھ رہا ہے تو ان کا ذمہ دار نہیں

سورة الشوری

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

میں ہوں اللہ رحمن رحیم، علیم کل، ستارعیوب، قادر مطلق۔ اے پیغمبر! جس طرح یہ سورت اللہ غالب بڑی حکمت والے نے

تجھ پر وحی کی ہے اسی طرح آئندہ بھی تیری طرف وحی کرے گا اور تجھ سے پہلے لوگوں کی طرف بھی وحی کرتا رہا یعنی جس

طرح پہلے لوگوں کی طرف وحی آتی رہی ہے تمہاری طرف بھی آتی ہے کیونکہ خدائی فیض برابر جاری ہے۔ اس وحی میں پہلا

سبق یہ ہوتا رہا ہے جو اب بھی ہے اور کبھی نہیں بدلے گا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے یہ سب اسی خدائے غالب کی ملک اور

مخلوق ہے اور وہ سب سے بڑا عالی شان ہے۔ اس کی شان اور عظمت کی تہ کو کون پہنچ سکے۔ دور نہیں کہ اس کی ہیبت کے خوف

سے سارے آسمان اوپر کی طرف سے پھٹ جائیں اور فرشتے اپنے پروردگار کی تعریف کے گیت گاتے ہیں۔ اور جو لوگ بنی آدم

زمین پر ایمان دار ہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتے ہیں۔ تم باور کرو کہ فرشتوں کے سوال کو جو وہ ایمان دار بندوں کے

حق میں کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔ سنو یقیناً اللہ ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ اس کی صفت بخشش اور رحمت اس امر کی

مقتضی ہے کہ جو کوئی اس کا ہو رہے وہ اس کو بخشتا ہے اور جو اس کے سوا اور لوگوں کو اپنا کارساز مشکل کشا حاجت روا بناتے اور

جانتے ہیں وہ اللہ کی نگاہ میں ہیں اور اللہ ان کا حال دیکھ رہا ہے ان کی حرکات و سکنات اس پر کسی طرح مخفی نہیں اور تو اے نبی!

ان پر ذمہ دار نہیں۔ پس تو اس سے بے خوف رہ۔

وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَىٰ وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنذِرَ

اور اسی طرح ہم نے تیری طرف یہ عربی قرآن نازل کیا ہے تاکہ تو مکہ والوں کو اور اس کے ارد گرد کے لوگوں کو سمجھاوے اور

يَوْمَ الْجُمُعِ لِأَرْبَابٍ فِيهِ ۖ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ۗ وَلَوْ شَاءَ

جمع ہونے کے دن سے ذراوے جس میں کوئی شک نہیں ایک جماعت جنت میں جائے گی اور ایک جماعت دوزخ میں ہوگی اور اگر

اللَّهُ لَجَعَلَهُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً ۗ وَلَكِنْ يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۗ

اللہ چاہتا تو ان لوگوں کو ایک گروہ بنا دیتا لیکن وہ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے

اور سن رکھ اسی طرح جیسے ہم پہلے انبیاء کو وحی بھیجتے رہے ہم نے تیری طرف یہ عربی قرآن نازل کیا ہے تاکہ تو اس شہر مکہ

والوں کو اور اس کے ارد گرد سب لوگوں کو سمجھائے اور برے کاموں کا انجام ان کو بتلاوے اور جمع ہونے کے دن یعنی روز

قیامت سے ڈرائے جس کے آنے میں کوئی شک نہیں۔ اس دن کا مجمل فیصلہ یہ ہوگا ایک جماعت جنت میں جائے گی اور ایک

جماعت دوزخ میں ہوگی اور اصل بات سننا چاہو تو سنو کہ اگر اللہ تعالیٰ جبر چاہتا تو ان تیرے مخالف اور موافق لوگوں کو ایک

گروہ ایمان دار بنا دیتا اس کے ارادہ کو کوئی مانع نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ قانون مجرب ہے جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا

ہے یعنی اس کی رحمت میں داخل ہونے کا جو قانون ہے اس کے مطابق جو چلتا ہے اس پر رحمت ہوتی ہے اور جو اس کے خلاف

کرتا ہے وہ ظالم ہے اپنی سزا بھگتے گا۔

۱۔ اس آیت میں مشکل پیدا ہوتی ہے وہ یہ کہ لو شاء ماضی کا صیغہ ہے اور لو جہاں آتا ہے اس کی جزا منفی ہوتی ہے اس کے منفی ہونے سے شرط کا

منفی ہونا ثابت ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام لوگوں کا مسلمان ہونا خدا نے نہیں چاہا بلکہ جن بعض کو رحمت سے حصہ دینا چاہا ان کو ایمان سے

بہرہ ور کر دیا صوفیانہ مذاق میں تو اس کا مطلب صحیح ہے جو کہا کرتے ہیں

داو حق را قابلیت شرط نیست بلکہ شرط قابلیت داو اوست

مگر تمہارا نظر میں یہ ترجیح بلا مرجح ہے جو شان عدل و انصاف سے بعید ہے۔ یہ ہے سوال کا خلاصہ؟

جواب: تمہارا روش پر یہ ہے کہ مشیت الہی دو قسم پر ہے ایک بالجبر دوسرے تو انہیں قدرت کے ماتحت۔ قرآن مجید میں ان دونوں معنی کا استعمال آیا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے:

”ہم (خدا) نے حضرت عیسیٰ کو کھلے نشان دینے اور اس کو روح القدس

کے ساتھ قوت دی۔ اگر اللہ چاہتا تو ان نبیوں کے بعد والے لوگ

دلائل بیانات دیکھنے کے بعد آپس میں نہ لڑتے لیکن وہ آپس میں مختلف

الخیال ہوئے (اس لیے لڑے) تاہم اگر خدا چاہتا تو نہ لڑتے مگر خدا جو

ارادہ کرتا ہے وہی کرتا ہے“

﴿اتینا عیسیٰ ابن مریم البینت وایدنہ بروح القدس

ولو شاء اللہ ماقتل الذین من بعد ہم من بعد ماجاء تہم

البینت ولكن اختلفوا فمنہم من امن ومن کفر و لو

شاء اللہ ماقتلوا ولكن اللہ يفعل ما یرید﴾

اس آیت کا یہ ہدایت میں پہلے نبیاء سے اس کے اختلاف کو استدراک کیا ہے۔ دوسرے سے اپنے ارادے کو سابقہ لوگوں کی باہمی جنگ و جدل کو روکنے

کے متعلق مشیت الہی کا منفی ہونا بتا کر اس جنگ و جدل کا سبب ان کا اختلاف بتایا ہے۔ اس کے بعد مشیت الہی کی نفی کر کے ارادہ الہی کا ثبوت دیا جس سے

صاف پایا جاتا ہے کہ سابقہ لوگوں کی باہمی جنگ و جدل کا سبب ان کا باہمی اختلاف اور اس اختلاف پر ارادہ الہی علت موجودہ تھا۔ دنیا دار الاسباب ہے جب

کسی چیز کی علت اور علت العلل پائی جائے تو معلول کا پایا جانا ضروری ہے اس لیے ان کی باہمی چٹختشیں ہوئیں باوجود اس کے ارشاد ہے کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ

لڑتے کیوں اس لیے کہ وہ اپنے ذہن اختیار میں تمام علل اور اسباب کے ہوتے ہوئے بھی معلول کو وجود میں آنے سے جبرازدک سکتا ہے

وَ الظالمون ما لهم من وصى ولا نصير ۝ امر اتخذوا من دونه اولياء قاله

اور ظالموں کو کوئی حامی اور کوئی مددگار نہ ہوگا کیا انہوں نے اللہ کے سوا اور لوگوں کو کارساز بنا رکھا ہی

هو الولى وهو ينجى المؤمن ذوهو على كل شئ قدير ۝ وما اختلفتم فيه

بالا نکہ اللہ ہی کارساز ہے وہی مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے اور جس جس کام میں

من شئ فحكمه اى الله ۝ ذلكم الله ربى عليه توكلت ۝ واليه ائيب ۝

تم لوگ اختلاف کر رہے ہو اس کا فیصلہ اللہ ہی کے قبضے میں ہے۔ یہی اللہ میری پروردگار ہے اسی پر میں نے بھروسہ کر رکھا ہے اور اسی کی طرف

فاطر السموات والارض ۝ جعل لكم من انفسكم ازواجا ومن الانعام

رجوع ہوں وہ آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنے والا ہے۔ اسی نے تمہارے لئے تمہاری جنس کی بیویاں بنائیں اور چوپایوں کو بھی جوڑے جوڑے بنایا

اور یاد رکھو ظالموں کا کوئی حامی اور کوئی مددگار نہ ہوگا کیا ان کی بے عقلی میں بھی شبہ ہے کہ انہوں نے اللہ کے سوا اور لوگوں کو

کارساز بنا رکھا ہے حالانکہ اللہ ہی کارساز ہے؟ اس کے سوا نوشتہ تقدیر کسی کے ہاتھ میں نہیں۔ وہی مردوں کو زندہ کرے گا

اور وہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے۔ پھر اس کو چھوڑ کر اس کے سوا دوسروں سے کسی چیز کی امید رکھنا حماقت نہیں تو کیا ہے؟ سنو

اور یاد رکھو جس جس کام میں تم لوگ اختلاف کر رہے ہو اس کا فیصلہ اللہ ہی کے قبضے میں ہے چونکہ وہ اپنی مخلوق کا خالق ہے اور

اپنی قدرت کا عالم۔ اس لیے اس کو معلوم ہے کہ باوجود میری قدرت کے میری مخلوق مجھ سے کس طرح منحرف ہے لہذا وہ

مجرموں کو پوری پوری سزا دے گا۔ (اے نبی! تو کہہ) یہی اللہ میرا پروردگار ہے اسی پر میں نے بھروسہ کر رکھا ہے اور اس کی

طرف میں رجوع ہوں۔ میں تو اس کے سوا کسی اور کو اپنا کارساز نہ بناؤنگا کیونکہ وہ میرا پروردگار آسمانوں اور زمینوں کا پیدا

کرنے والا ہے۔ دیکھو اسی نے تمہارے لیے تمہاری جنس کی بیویاں بنائیں نہ صرف بنائیں بلکہ بیوی کو خاندان کی محتاج اور خاوند

کو بیوی کا حاجت مند بنایا اور دونوں میں محبت پیدا کی ہے تاکہ دونوں باہمی محبت اور سلوک سے رہیں۔ یہ نہیں کہ انسان ہی کو

جوڑے

پس ثابت ہو کہ لو شاء میں مشیت الہی منفی بمعنی جبر ہے۔ اس طرح آیت زیر بحث کا مطلب ہے یعنی اگر اللہ بالجبر مومن بنا نا چاہتا تو سب کو ایک

ہی امت مسلمہ بنا دیتا لیکن جس کو چاہتا ہے وہ رحمت میں داخل کرتا ہے۔ ہماری یہ دوسری مشیت اس معنی میں ہے جس میں پارہ ۳ کی آیت مرقومہ

میں برید آیا ہے یعنی بقانون مجریہ مشیت بلا جبر۔ پس مطلب آیت کا صاف ہے کہ خدا ایمان اور اسلام کے بارے میں کسی پر جبر نہیں کرتا اگر وہ جبر

سے کام لیتا تو ان سب کو ایک دین اسلام پر جمع کرویتا مگر خدا جبر نہیں کرتا بلکہ فرماتا ہے:

ومن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر ۝ یعنی جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔ پس جو ایمان لانا چاہے گا خدا اس کو قبول کرے گا اور جو

کفر کرے گا خدا اس کو مردود کرے گا۔ اللہ اعلم (منہ)

أَزْوَاجًا ۚ يَذُرُّوكُمْ فِيهِ مَا لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۝ لَهُ مَقَالِيدُ

وہی تم کو اس جہاں میں ادھر ادھر پھیلاتا ہے اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ سنتا اور دیکھتا ہے تمام آسمانوں اور

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ

زمینوں کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں وہ جس کو چاہتا ہے رزق فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے وہ ہر چیز کو

عَلِيمٌ ۝ شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا

جانتا ہے تمہارے لئے وہی دین مقرر کیا ہے جس بابت نوح کو ہدایت کی تھی اور جو بذریعہ وحی تمہاری طرف علم بھیجا ہے اور جس کی

وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ۚ

ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو ہدایت کی تھی یہ کہ دین الہی کو قائم رکھو اور اس میں متفرق نہ ہو

جوڑے بنایا بلکہ اور چوپایوں کو بھی جوڑے جوڑے بنایا۔ دیکھو وہی تم کو اس جہاں میں پیدا کر کے ادھر ادھر پھیلاتا ہے اتنا کچھ تو

کرتا ہے مگر تعریف یہ ہے کہ اس جیسی کوئی چیز نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں پس اس کی صفات کمال کو سن کر یہ خیال مت

کرو کہ وہ فلاں کارِ یگر یا فلاں مشین مین یا مشین میکر کی طرح ہوگا نہیں حق یہ ہے کہ نہ تم اس کی ذات کو پہچان سکتے ہو نہ اس کی

صفات کو قیاس کر سکتے ہو کہ تم نے مولانا روم مرحوم کا شعر نہیں سنا؟

دور بینان بارگاہ الست جزا زیں بے نبرہ اند کہ ہست

یعنی خدا کی ذات و صفات کے سمندر میں بڑے بڑے پیرا ک عارفان خدا تھی اس سے زیادہ نہیں جان سکے کہ ہے لیکن یہ

بات کہ کیسا ہے انکو بھی پتہ نہیں ملا۔ پس تم بھی اس سے زیادہ نہیں سمجھ سکتے کہ وہ ہے اور اس کی صفات میں سے خاص

صفات صبح بصر ہیں جو وہ بھی بے کیف ہیں یعنی ماننے اور کہنے کے قابل صرف اتنی بات ہے کہ وہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

وہ سب کے حالات سنتا اور دیکھتا ہے۔ نہ صرف سنتا اور دیکھتا ہے بلکہ اختیار اس کے اتنے وسیع ہیں کہ تمام آسمانوں اور زمینوں

کے خزانوں کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں یعنی جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہوتا ہے سب اس کے قانون قدرت کے

تحت ہوتا ہے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ وہ جس کو چاہتا ہے رزق فراخ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ یہ مت سمجھو

کہ وہ بے وجہ اور بے حکمت ایسا کر دیتا ہے، نہیں بلکہ باحکمت کرتا ہے کیونکہ وہ ہر چیز کو جانتا ہے اس نے تمہارے جسمانی

انتظامات کے علاوہ روحانی انتظام بغرض ہدایت یہ کر رکھا ہے کہ دنیا میں انبیاء کا سلسلہ قائم کیا، انکو بذریعہ وحی اپنے احکام

سے اطلاع دیتا رہا گو وہ اپنے اپنے اوقات میں آئے اور مختلف زبانوں اور مختلف زمانوں میں تعلیم دیئے گئے تاہم ان سب کا

مدعا ایک ہی تھا چنانچہ تمہارے لئے دین الہی مقرر کیا ہے جس کی بابت نوحؑ نبی کو ہدایت کی تھی اور جو بذریعہ وحی تمہاری

طرف حکم بھیجا ہے وہ بھی تمہارا دین ہے اور جس کی ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو ہدایت کی تھی اس کا مختصر

مضمون یہ ہے کہ دین الہی کو قائم رکھو اور اس سے متفرق نہ ہو۔ یعنی خود بھی اخلاص مندی سے عمل کرتے رہنا اور لوگوں کو

بھی اخلاص فی العمل سکھانا ہر وقت اشاعت

۱۔ دنیا میں ہم قوانین الہیہ دو طرح کے پاتے ہیں ایک وہ ہیں جن میں ہمارا کوئی اختیار نہیں بلکہ ہم ان میں محض محکوم ہیں جن کے تحت ہماری حیوۃ

موت، مرض، صحت وغیرہ بلکہ دنیا کا نظام ہے اس قسم کا نام قانون قدرت ہے۔ دوسری قسم وہ قانون ہیں جن پر عمل کرنا نہ کرنا ہمارے اختیار میں

ہے جیسے افعال شرعیہ صوم، صلوة، اخلاق وغیرہ اس قسم کا نام قوانین شرعیہ ہے پہلی قسم میں ہم انسان بلکہ جملہ مخلوق تابعدار ہیں تو دوسری میں مختار

اسی لیے دوسری قسم کے متعلق ارشاد ہے: مَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْفُرْ ۚ جو چاہے مانے جو چاہے نہ مانے۔ ان دونوں قسموں میں بہت

امتیاز ہے ان میں بے امتیازی کرنے سے بہت غلطیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِينَ مَا تَدْعُوهُمْ إِلَيْهِ ۗ اللَّهُ يَجْتَبِي إِلَيْهِ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي

جس مطلب کی طرف تم لوگوں کو بلاتے ہو وہ ان مشرکوں پر ناگوار ہے اللہ جس کو چاہے گا اپنی طرف کھینچ لے گا اور جو اس کی طرف

إِلَيْهِ مَنْ يُنِيبُ ۗ وَمَا تَفْقَهُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۗ وَلَوْ

جھکیں گے ان کو اپنی طرف راستہ دکھائے گا۔ یہ لوگ جو بعد آجانے پورے علم کے جدا جدا ہوئے ہیں تو محض آپس کی ضدت ہوتے ہیں

لَا كَلِمَةَ سَبَقَتْ مِنْ رَبِّكَ إِلَّا أَجَلٌ مُسَمًّى لِقَضَائِهِمْ ۗ وَلِلَّهِ الَّذِينَ

اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک وقت مقرر تک فیصلہ کا حکم نہ لگ چکا ہوتا تو ان میں مدت کا فیصلہ ہو چکا ہوتا اور ان لوگوں

أُورِثُوا الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَنْ نَحْنُ كَافِرِينَ ۗ فَلِذَلِكَ فَادْعُ ۗ

کے بعد جو لوگ کتاب کے وارث ہوئے وہی اس تعلیم سے سخت شک میں ہیں۔ پس تو اس کی طرف بلاتا رہو

توحید و سنت میں لگے رہنا کسی وقت غفلت نہ کرنا نہ توحیدی مضامین میں اختلاف پیدا کر کے متفرق گروہ بننا۔ پس یہی تمام

حکموں کی بنیاد ہے اسے پکڑے رہنا۔ تمہارا کوئی کام اس اصول سے باہر نہ ہو کہ وہ تمہارا مولا ہے اور تم اس کے تابع اور

غلام ہو۔ اس لیے ہر وقت دست بستہ حاضری کے سوا چارہ کیا؟ پس تم اسی خیال پر جمے رہو اور اسی کی طرف لوگوں کو بلاؤ

جس مطلب کی طرف تم لوگوں کو بلاتے ہو یعنی اللہ سے تعلق خاص پیدا کرنے کی طرف۔ اگرچہ وہ تعلیم ان مشرکوں پر

ناگوار اور سخت شاق ہے۔ وہ تو ایسی بات کو کان میں ڈالنا بھی نہیں چاہتے بلکہ سخت نفرت کرتے ہیں تاہم اللہ تعالیٰ انھی میں

سے جس کو چاہے گا انتخاب کر کے اپنی طرف کھینچ لے گا اور اپنے کام میں لگالے گا اور جو اس کی طرف جھکیں گے ان کو اپنی

طرف راستہ دکھادے گا مطلب یہ کہ جو لوگ ذرہ بھی دل میں خدا کی محبت یا خوف کو جگہ دیں گے ان کو راہ نمائی کر دے گا۔

اس کے بعد ان میں سے جس کو اپنی مشیت کے مطابق چاہے گا برگزیدہ کرے گا۔ یہی مضمون پہلی کتابوں میں پہلے لوگوں کو

بتلایا گیا تھا کہ کل اختیار اللہ تعالیٰ کو ہے مگر یہ موجودہ لوگ جو بعد آجانے پورے علم کے جدا جدا ہوئے ہیں تو محض آپس کی

ضد اور حسد سے ہوئے ہیں اور اگر تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک وقت مقرر تک فیصلہ کا حکم نہ ہو چکا ہو تا یعنی علم

الہی میں یہ مقدر نہ ہو تا کہ ان مخالفوں کے فیصلہ کے لئے ایک خاص وقت مقرر ہے تو ان میں مدت کا فیصلہ ہو چکا ہو تا یعنی

چچوں اور جھوٹوں میں امتیازی نشان کیا جاتا مگر ایسا نہ کرنے میں مصلحت الہی ہے۔ تعجب اور حیرت کی بات تو یہ ہے کہ ان

سے پہلے لوگوں کے بعد جو لوگ آسمانی اور الہامی کتاب کے وارث ہوئے ہیں وہی اس تعلیم سے جو اوپر مذکور ہوئی ہے

سخت شک بلکہ انکار میں مبتلا ہیں۔ جب ان کو اصلی تعلیم اس کتاب کی سنائی جاتی ہے تو انکار کر جاتے ہیں۔ پس اسے نبی! تو

اس حقانی تعلیم کی طرف لوگوں کو بلا تارہو۔

۱۔ اس میں ارشادہ الہی وما امروا الا ليعبدوا الله مخلصين له الدين حنفاء ويقيموا الصلوة ويؤتوا الزكوة ذلك دين القيمة کی طرف

اشارہ ہے ۱۲

۲۔ اس کی مثال آج کل کے مسلمانوں میں بھی ملتی ہے جو قرآن مجید کی اصلی تعلیم توحید و سنت سے تفرق اور شرک و بدعت میں راغب جب ان کو

اصلی تعلیم سنائی جاتی ہے تو اعتراض کر جاتے ہیں اور سنانے والے کو برے بھلے بول سے یاد کرتے ہیں۔ ہماری اس توجیہ میں منہ کی ضمیر کا مرجع

کہیں دور تلاش کرنے کی نہیں بلکہ وہی الکتاب ہے جو اور ثلث الکتاب میں مذکور ہے اس توجیہ میں ان کی تحقیر اور تذلیل زیادہ ہے۔

وَأَسْتَقِمُّ كَمَا أُمِرْتُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ وَقُلْ أَمَدْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ

اور جیسا تجھے علم ہے پختہ رہو اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کریو اور کتب میں اس کتاب پر ایمان لایا جو اللہ نے

وَأُمِرْتُ لِأَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ط اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ط لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ وَلَا حِجَّةَ

اتاری ہے۔ اور مجھے علم ہوا ہے کہ میں تم لوگوں میں عدل کروں اللہ میرا اور تمہارا رب ہے ہمارے کام ہم کو اور تمہارے کام تم کو ہوں گے

بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ط اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَالَّذِينَ يَحْكُمُونَ فِي اللَّهِ

ہم میں اور تم میں تکرار کی کوئی وجہ نہیں اللہ ہم کو اور تم کو ایک جگہ جمع کر دے گا اسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے جو لوگ خدا کی خدائی تسلیم ہونے کے بعد

مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيبَ لَهُ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ

اٹ جتیں کرتے ہیں ان کی حجتیں خدا کے پاس ہیں اور ان پر خدا کا غضب ہے اور ان کے

وَأُولَئِكَ عَذَابٌ شَدِيدٌ ط اللَّهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ ط وَمَا

لئے سخت عذاب ہے اللہ وہ ذات پاک ہے جس نے یہ کتاب سچی تعلیم کے ساتھ اتاری ہے اور اسی نے میزان

يُذَرِّبُكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيبٌ ط

عدل نازل کی ہے تجھے کیا معلوم قیامت کی گھڑی شاید قریب ہے

اور جیسا تجھے حکم ہے اس کام پر پختہ اور مضبوط رہو اور ان مخالف لوگوں کو خواہشات کی پیروی نہ کریو اور اگر تیرے مخالف تجھ کو

اپنی طرف بلا دیں تو کتب میں اس کتاب پر ایمان لایا جو اللہ نے اتاری ہے اور اس کے سوا میں کسی اور کو نہیں مانتا۔ اور تجھے حکم ہوا

ہے کہ میں تم لوگوں کے اختلافات میں عدل کے ساتھ فیصلہ کروں چونکہ اللہ تعالیٰ ہمارا اور تمہارا رب ہے اور ہمارے کام ہم

کو اور تمہارے کام تم کو ہوں گے اس لیے ہم میں اور تم میں تکرار کی کوئی وجہ نہیں ہوئی جب ہم تم اس کے غلام ہیں اور وہ ہمارا

مولا ہے تو پھر جھگڑا کیسا؟ اللہ ہم کو اور تم کو ایک جا جمع کر دے گا وہیں ہمارے اختلافات کا فیصلہ ہوگا اسی کی طرف ہم سب کو

لوٹ کر جانا ہے۔ گویا ہم اور تم ایک باپ کے بیٹے اور ایک دادا کی اولاد ہیں جو کچھ ہم میں اختلاف کی وجہ سے علیحدگی پیدا ہو گئی

ہے وہ عارضی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب اختلافات کا فیصلہ کر دے گا اس فیصلہ کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ دنیا میں خدا کی خدائی

تسلیم ہونے بعد کٹ جتیں نکالتے ہیں کبھی اس سے انکار کرتے ہیں کبھی اس کے شریک بناتے ہیں ان کی حجتیں خدا کے پاس

بالکل بودی ہیں اور ان پر خدا کا غضب ہے اور ان کے لیے سخت عذاب ہے۔ سنو! تم مسلمانوں کو اس سے مطمئن رہنا چاہیے کہ

خدائی وعدے کس طرح پورے ہوں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے یہ کتاب سچی تعلیم کے ساتھ اتاری ہے۔ اور

اسی نے میزان عدل نازل کی ہے میزان عدل ہی ایسی چیز ہے کہ دنیا کو اخلاق حسنہ سے آراستہ پیراستہ کر سکتی ہے وہ کیا ہے سنو!

اعدلو ہوا قرب للتقوی ہر کام میں عدل و انصاف کیا کرو عدل ہی تم کو بہت جلد تقوی کی منزل کے قریب لے جائے

گا۔ پس یقین رکھو کہ جس خدا نے یہ کتاب اور یہ میزان اتارے ہیں وہی اس کی اشاعت کا ذمہ دار ہے۔ تمہارے فکر سے کیا بنتا

ہے اور کیا بنے گا؟ تمہارا کام صرف یہ ہے کہ جو تم کو حکم ہوتا ہے کیے جاؤ اور اس فکر میں نہ لگو کیا ہوگا؟ اے نبی تو تو بالکل اس

سے بے فکر رہ کر عبادت الہی میں لگا رہا کرتے ہو کیا معلوم قیامت کی گھڑی شاید قریب ہو۔

يَسْتَعِجِلُ بِهَا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهَا، وَالَّذِينَ آمَنُوا مُشْفِقُونَ مِنْهَا، وَيَعْلَمُونَ

جو لوگ اس پر ایمان نہیں رکھتے وہ اس کے لیے جلدی کرتے ہیں جو لوگ اس کا یقین رکھتے ہیں وہ اس سے ڈرتے رہتے ہیں اور

أَنَّهَا الْحَقُّ، أَلا إِنَّ الَّذِينَ يُمَارُونَ فِي السَّاعَةِ لَفِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۝ اللَّهُ كَطِيفُ

جانتے ہیں کہ وہ ضرور ہوگی۔ سنو! جو لوگ قیامت کی گھڑی میں شک کرتے ہیں وہ دور گمراہی میں ہیں اللہ اپنے بندوں

بِعِبَادِهِ يَرْزُقُ مَنْ يَشَاءُ، وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيزُ ۝ مَنْ كَانَ يَرْيِدُ حَرْثَ

پر بڑا مہربان ہے جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے اور وہ بڑا زور آور غالب ہے جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے ہم اس

الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ، وَمَنْ كَانَ يَرْيِدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُوتِهِ مِنْهَا، وَمَا لَهُ

کی کھیتی میں برکت دیتے ہیں۔ اور جو کوئی صرف دنیا کی کھیتی چاہتے ہیں ہم ان کو بھی دیتے ہیں۔ مگر آخرت

فِي الْآخِرَةِ مِنْ نَصِيبٍ ۝ أَمْ لَهُمْ شُرَكَوَا شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنُ

میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ کیا ان لوگوں کے شریک ہیں جنہوں نے ان کو دین میں ایسے کاموں کی اجازت دے رکھی

بِهِ اللَّهُ، وَلَوْ لَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۝ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

ہے جن کی بابت خدا نے حکم نہیں بھیجا اگر فیصلہ کا حکم نہ ہوا ہوتا تو ان کے درمیان فیصلہ کیا جاتا۔ اور ظالموں کو سخت دکھ کا عذاب ہوگا

جو لوگ اس پر ایمان نہیں رکھتے وہ اس کے لیے جلدی کرتے ہیں۔ شب روزان کا یہی تقاضا ہے کہ کب ہوگی کب ہوگی یہ بھی

نہیں کہ اس کے خوف سے بلکہ محض محول سے۔ ہاں جو لوگ اس کا یقین رکھتے ہیں وہ اس سے ہر حال ڈرتے رہتے ہیں اور دل

سے جانتے ہیں کہ وہ ضرور ہوگی۔ سنو! جو لوگ قیامت کی گھڑی میں شک کرتے ہیں وہ دور از حق گمراہی میں ہیں مگر خدا بھی

اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ بہت سی خطاؤں سے چشم پوشی کر کے جس کو چاہتا ہے فراخ رزق دیتا ہے اور اور وہ اپنی ذات خاص

میں بڑا زور آور غالب ہے۔ اے نبی! ہمارا غلبہ قدرت بندوں کو مقمور اور مظلوم بنانے کے لیے نہیں۔ بلکہ باقاعدہ اپنی قدرت

کے ماتحت چلانے کو ہے۔ سنو! ہم اپنے ایک قاعدہ کا اعلان کرتے ہیں جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے یعنی ان کو یہ فکر ہے کہ

میری دوسری زندگی درست ہو جائے اسی دھن میں لگا رہتا ہے ہم بھی اس کی کھیتی میں برکت دیتے ہیں یعنی اس کو توفیق دیتے

ہیں کہ وہ اعمال صالحہ کرے اور جو کوئی صرف دنیا کی کھیتی یعنی دنیوی فوائد چاہتے ہیں ہم ان کو بھی اپنی مشیت کے مطابق جتنا

چاہتے ہیں دے دیتے ہیں مگر آخرت کی زندگی میں ان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا غرض اس سخت ضرورت کے وقت وہ بے نصیب

رہے گا۔ ان لوگوں کو اس بات کی سمجھ نہیں کہ جو کام بوقت ضرورت کام آئے وہ اچھا ہے یا جو اکارت جائے وہ اچھا؟ کون دانا

بچھلی بات کہے گا؟ پھر جو یہ لوگ راہ راست پر نہیں آتے کیا ان لوگوں کے بنائے ہوئے شریک اللہ کی سلطنت میں واقعی

شریک ہیں؟ جنہوں نے ان کو دین میں ایسے کاموں کی اجازت دے رکھی ہے جن کی بابت خدا نے حکم نہیں دیا اللہ تو فرمائے

توحید اختیار کرو۔ یہ اس کے برعکس شرک اختیار کریں اللہ فرمائے۔ نیک اعمال کرو۔ یہ اس کے برعکس بد اعمال کریں اگر فیصلہ

کا حکم پہلے صادر نہ ہوا ہوتا کہ حقیقی فیصلہ قیامت کے روز ہوگا تو اسی دنیا میں ان کے درمیان فیصلہ کیا جاتا۔ مطیعوں اور مجرموں

میں امتیازی نشان لگایا جاتا۔ گو فیصلہ کا دن ابھی دور ہے لیکن فیصلہ کا طریق ابھی بتلائے دیتے ہیں کہ نیک کار موحد خدا کے ہاں

مقبول ہوں گے۔ اور ناخدا ترس ظالموں کو سخت دکھ کا عذاب ہوگا۔

تَرَءِ الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا

تو دیکھے گا کہ ظالم لوگ اپنے کئے ہوئے سے ڈریں گے اور وہ ان پر ضرور آن پڑے گا اور جن لوگوں نے ایمان لاکر نیک کام کئے ہیں

الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ ۗ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ ذَلِكَ هُوَ

وہ اعلیٰ درجہ کے باغوں میں : وہ گئے ان باغوں میں جو وہ چاہیں گے ان کو ان کے رب کی طرف سے ملے گا یہی تو خدا

الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۝ ذَلِكَ الَّذِي يُبَشِّرُ اللَّهُ عِبَادَهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۗ

کا بڑا فضل ہے۔ یہی نعمت ہے جس کی اللہ اپنے ایماندار نیکوکار بندوں کو خوش خبری دیتا ہے۔

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ

تو کہہ میں اس کام پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا مگر رشتہ داری کی محبت

اے دیکھنے والے! تو اس وقت دیکھے گا کہ ظالم لوگ اپنے کئے ہوئے بد اعمال کے بدلے کو دیکھ کر دور سے ڈریں گے اور اس سے

بچنا چاہیں گے لیکن بچ نہ سکیں گے اور وہ عذاب ان پر ضرور آن پڑے گا۔ نہ کہیں بھاگ سکیں گے نہ چھپ سکیں گے جب تک

خدا کے ہاں سے رہائی کا حکم نہ ہو گا اسی میں مبتلا رہیں گے اور جن لوگوں نے ایمان لاکر نیک کام کئے ہیں وہ اعلیٰ درجہ کے

باغوں میں ہوں گے ان باغوں میں جو وہ چاہیں گے ان کو ان کے رب کی طرف سے ملے گا یہی تو خدا کا بڑا فضل ہے۔ جسے ملے وہ

اپنے آپ کو خوش قسمت جانے۔ یہی نعمت ہے جس کی اللہ تعالیٰ اپنے ایماندار نیکوکار بندوں کو خوش خبری دیتا ہے مگر یہ لوگ

ایسے ضدی ہیں کہ کسی کی سنتے ہی نہیں اٹنے مخالفت پر اڑے ہیں۔ اس لیے اے نبی! تو ان کو کہہ میں تم کو محض نیک نیتی اور

تمہاری اصلاح کی غرض سے تم کو تبلیغ کرتا ہوں ورنہ میں اس کام پر تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ جو مانگوں وہ اپنے پاس رکھو

مگر میرے پاس رشتہ داری کے تعلقات اور قرابت کی محبت کا تو لحاظ!

۱۔ بعض لوگوں خصوصاً شیعہ گروہ نے اس آیت کے سمجھنے میں غلطی کھائی ہے۔ کہتے ہیں مودۃ فی القربی سے مراد ہے آل نبی کی محبت یعنی رسول

اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تو ان کا فروں کو کہہ دے کہ میں تم سے اور کچھ نہیں مانگتا صرف یہ مانگتا ہوں کہ میرے قرابت داروں (اولاد) سے محبت کیا

کرو۔ محبت اہل بیت کا مسئلہ الگ رکھا جائے (کیونکہ اس میں اختلاف نہیں) اور آیت موصوفہ کو بقاعدہ عربی اور باصطلاح قرآن مجید دیکھا جائے تو

مطلب بالکل صاف ہے القربی مصدر ہے معنی قرابت۔ اس لیے اس پر ذور اور اضماف کی صورت میں آتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے ﴿ذَاتِ الْقُرْبَىٰ

حَقَّهُ﴾ اس میں قرابت سے مراد وہی قرابت ہے جس کا تعلق مخاطب سے ہے۔ ایسی قرابت مراد نہیں ہو سکتی جس سے مخاطب بالکل بے تعلق

ہو۔ مثلاً ہم اپنی زبان میں بطور وعظ کہیں مسلمانو! قرابت داروں کے حقوق ادا کیا کرو۔ تو مراد اس سے یہی ہوگی کہ مخاطب! اپنے قرابت داروں سے

سلوک کیا کرو۔ یہ نہیں کہ واعظ کے قرابت داروں کے حقوق ادا کرو۔ ایسا کہنا قطع نظر خود غرضی کے کچھ موزوں بھی نہیں پس معنی آیت موصوفہ

کے وہی صحیح ہیں جو ہم نے تفسیر میں کہے ہیں ان معنی کی تائید دوسری آیت سے ہوتی ہے جس میں کفار کی مذمت ان لفظوں میں کی گئی ہے۔

لَا يَرْقُبُونَ مَوَدَّةَ وَلَا ذِمَّةَ (پ ۱۰ ع ۸) یہ کفار مومن کے حق میں نہ رشتہ کا لحاظ کرتے نہ وعدہ کا۔ ایسے لوگوں کو کہا گیا ہے کہ میں تو کفار

سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا ہاں اتنا ضرور کہتا ہوں کہ اور کچھ نہیں میرے اور اپنے رشتہ کے تعلق کا لحاظ تو ضرور رکھو۔

ان معنی سے الا المودۃ مستثنیٰ منقطع ہی ہو گا جیسے ان معنی سے بھی منقطع ہے۔ اللہ علم (منہ)

وَمَنْ يَفْتَرِ حَسَنَةً تَزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ شَكُورٌ ۝۱۰۰ أَمْ يَقُولُونَ

جو کوئی نیکی کا کام کرے گا ہم اس کی نیکی میں اور نیکی بڑھائیں گے اللہ بڑا بخشنے والا قبول کرنے والا ہے۔ کیا یہ کہتے ہیں

افترى على الله كذبا ۝ فَإِنْ تَشَاءُ اللَّهُ يَخْتَمِرْ عَلَى قَلْبِكَ ۝ وَيَمَسُّ اللَّهُ الْبَاطِلَ

اس نے اللہ پر افترا لگایا ہے اگر اللہ چاہے تو تیرے دل پر مہ لگا دے اور باطل کو منا دے اور خدا

وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ ۝ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝ وَهُوَ الَّذِي

اپنے احکام سے ثابت رکھا کرتا ہے وہ سینوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہے اور وہی ہے جو اپنے

يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهِ وَيَعْفُو عَنِ السَّيِّئَاتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝۱۰۱ وَ

بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کی برائیاں معاف کر دیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو اس کو جانتا ہے اور

يَسْتَجِيبُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيَزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ ۝ وَ

جو لوگ ایمان لاتے اور نیک اعمال کرتے ہیں خدا ان کو قبول کرتا ہے اور خدا ان کو زیادہ اپنے فضل سے دیتا ہے

الْكَافِرُونَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝۱۰۲

اور کافروں کے لئے سخت عذاب ہے

کرو بالکل بغیر اعداء نہ بن جاؤ۔ سنو! میرا بھیجنے والا فرماتا ہے جو کوئی نیکی کا کام کرے گا ہم (خدا) اس کی نیکی میں اور نیکی

بڑھائیں گے۔ یعنی اس کی نیکی بعض دفعہ اور نیکی کا سبب بن جاتی ہے اور اس کے گناہ بھی معاف ہو جاتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ

بڑا بخشنے والا قبول کرنے والا ہے۔ وہ کسی کی نیکی خواہ ذرے جتنی ہو ضائع نہیں کرتا۔ اس کی رحمت کے امیدوار رہنا چاہئے۔ کیا

ان لوگوں کو دیکھ کر بھی کوئی کہہ سکتا ہے؟ کہ یہ بھی خدا کی رحمت کے امیدوار ہیں جو رسول کی اطاعت کرنے کی بجائے لٹے

کہتے ہیں اس نے نبوت کا دعویٰ کر کے اللہ پر افترا لگایا جو کتنا ہے میں رسول ہوں حالانکہ رسول نہیں ہے۔ سو ایسی صورت

میں اللہ چاہے تو اے نبی! تیرے دل پر مہ لگا دے اور جو تو نے از خود بنایا ہو اس باطل کو منادے ایسا کہ اس کا نام نہ چھوڑے مگر

ایسا تو جب کرے کہ واقعی تو نے افترا کیا ہو اور خدا کے ذمہ جھوٹ لگایا ہو کیونکہ خدا تعالیٰ اپنے قدرتی احکام کے زور سے حق کو

ثابت رکھا کرتا ہے کوئی شخص کتنا ہی بے مگر اس سے کسی کی اصلیت مخفی نہیں کیونکہ وہ سینوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہے

لہذا اس سے کسی کا کھوٹ اور اخلاص چھپ نہیں سکتا اور وہی ذات پاک ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور ان کے گناہ

معاف کر دیتا ہے کیونکہ وہ ازراہ اخلاص توبہ کرتے ہیں اور جو کچھ تم کرتے ہو اس کو خوب جانتا ہے۔ تمہارے اعمال کا نتیجہ تم کو

پورا دے گا اور جو لوگ ایمان لاتے اور نیک اعمال کرتے ہیں خدا ان کے اعمال صالحہ کو قبول کرتا ہے اور ان کے اعمال صالحہ کے

اندازہ سے بھی ان کو زیادہ اپنے فضل سے دیتا ہے کیونکہ ان میں اخلاص علیٰ وجہ الکمال ہوتا ہے۔ یہ اسی اخلاص کا نتیجہ ہے اور

کافروں کے لیے سخت عذاب ہے کیونکہ وہ خدا سے تعلق نیاز نہیں رکھتے۔ اسی کی ان کو سزا ملے گی بغور دیکھو تو انسان عجیب

خصلت کا بھوت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر رزق کی تنگی ڈالی جائے

وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ وَلَكِنْ يُنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَاءُ ۗ

اگر اللہ اپنے بندوں پر رزق فراخ کر دے تو زمین میں بغاوت کریں مگر وہ اندازہ کے ساتھ جس قدر چاہتا ہے نازل کرتا ہے

إِنَّهُ يَعْبَادُهُ خَبِيرٌ بَصِيرٌ ۝ وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَمِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَ

بے شک وہ اپنے بندوں سے حال سے خبردار اور نگران حال ہے۔ وہی خدا ہے جو لوگوں کی مایوسی کے بعد بارش

يُنشُرُ رَحْمَتَهُ ۗ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا

اُتارتا ہے اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے۔ وہی والی اور محمود ہے اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنا ہے

بَثَّ فِيهِمَا مِنْ دَابَّتِهِ ۗ وَهُوَ عَلَا جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ ۝ وَمَا أَصَابَكُمْ

اور جو جاندار ان میں اس نے پھیلائے ہیں اور جب چاہے گا ان کو جمع کر لے گا اور جو کچھ تم کو تکلیف پہنچتی

مِنْ مُصِيبَةٍ فِيمَا كَسَبَتْ آيَاتِكُمْ

ہے یہ سب تمہارے اعمال کا نتیجہ ہے

تو بس گھبراتے اور اگر وہ کسی وقت اپنے بندوں کے ساتھ رزق فراخ کر دے تو زمین میں بغاوت کر دیں۔ یقین جانو کہ خدا کے پاس تو سب کچھ ہے مگر وہ اندازے کے ساتھ جس قدر چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں کے حال سے خبردار اور نگران حال ہے اسی لیے تو اس نے بندوں کے رزق کا انتظام اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں وہی خدا ہے جو لوگوں کی مایوسی کے بعد بارش اتارتا ہے جب لوگ بے امید ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ موسم بارش ختم ہو گیا انجرات ماسیہ معدوم ہو گئے تو اس وقت خدا اپنی رحمت بشکل پانی اتارتا ہے جس سے دنیا آباد اور شاداب ہو جاتی ہے انسانوں اور حیوانوں کی غذا بنتی ہے کیونکہ اللہ اپنی سب مخلوق کا والی کارساز ہے ان کی حاجتوں کو جانتا ہے اس لیے وہ ان کی ہر ایک ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ یہ لوگ اگر اس کی ولایت اور مالکیت سے منہ پھیرے ہوئے ہیں تو اس سے اس کا کوئی نقصان نہیں۔ وہ بذات خود محمود اور تعریفیات کا مستحق ہے اور سنو گو اس کا اقرار دلوں میں مرکوز ہے اور دنیا میں کوئی بھی اس کا منکر نہیں ہو سکتا جو ہے اس کا بھی دل اقراری ہے جیسا کہ کسی نیک دل شاعر نے کہا ہے۔

مسلم نے حرم میں راگ گایا تیرا ہندو نے صنم میں جلوہ چاہا تیرا

دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے انکار کسی سے بر نہ آیا تیرا

تاہم بطور مزید تشفی کے اظہار ہے کہ اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنا ہے اور جو کسی قسم کے جاندار ان میں اس نے پھیلائے ہیں یہ سب اس کی قدرت اور ہستی کے گواہ اور ثبوت ہیں بلکہ زمین کی انگوریاں اور سبز درخت اور درختوں کا ایک ایک پتہ بھی اسکی کمال قدرت کا اظہار کر رہا ہے۔ کیا تم نے ایک بزرگ کا قول نہیں سنا جو کہہ گیا ہے۔

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار ہر درتے دفترت معرفت کردگا

اس کی قدرت میں پر ختم نہیں بلکہ وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور جب چاہے گا بعد موت بھی ان کو جمع کر لے گا اس کے قبضہ تامہ کا ذکر اور سنو جو کچھ تم کو تکلیف پہنچتی ہے خواہ از قسم بدنی ہو یا از قسم روحانی۔ یہ سب کچھ تمہارے اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے کبھی تو شرعی اعمال میں ان سے غلطی ہوتی ہے کبھی قدرتی قانون کا تم خلاف کرتے ہو۔ مثلاً شراب خوری اور زنا کاری دو فعل ہیں دونوں شرعی گناہ ہیں مگر ساتھ ہی اس کے قدرتی قانون کی خلاف ورزی بھی ہے۔ اس لیے اس

وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ ۝ وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۝ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ

اور بہت سے قصور معاف بھی کر دیتا ہے اور تم خدا کو زمین میں عاجز نہیں کر سکتے ہو اور نہ اللہ کے سوا تمہارا

اللَّهُ مِنْ دُونِي وَلَا نَصِيرٌ ۝ وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ۝ إِنَّ يَسَاءَ

کوئی والی ہے اور نہ کوئی حمایتی اور ٹیلوں جیسے بڑے جہاز پانی پر تیرتے ہیں اس کے نشانات میں سے ہیں۔ اگر خدا

يُسْكِنُ الرِّيحَ فَيُظْلَمْنَ رَوَاكِدَ عَلَى ظَهْرِهِ ۝ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ

چاہے تو ہوا کو ٹھہرا لے پھر وہ جہازات سمندر میں کھڑے رہ جائیں۔ بے شک ہر صابر و شاکر کے لئے اس میں بڑے نشانات

شَاكِرٍ ۝ أَوْ يُوقِفَهُنَّ بِمَا كَسَبْنَ وَيَعْفُ عَنْ كَثِيرٍ ۝

ہیں یا ان کے اعمال بد کی وجہ سے ان کو غرق کر دے اور بہت سے گناہوں سے درگزر کر دے

جرم پر دو قسم کی سزائیں ہوتی ہیں شرعی سزا تو وہ ہے جو حاکم وقت کی طرف سے ملے یا آخرت سے ملے گی قدرت کی سزایہ ہے کہ

اس بد پر ہیزی سے آتشک ہو جاتا ہے یا جگر وغیرہ اعضاء رسیہ خراب ہو جاتے ہیں یہ تکلیف قدرت کی قانون کے تحت ہوتی ہے

اس کا دینے والا کوئی دنیاوی قانون یا بادشاہ نہیں جو بے خبری یا عدم ثبوت کی وجہ سے سزا نہ دے سکے بلکہ قانون قدرت ہے جو

ہر چیز کے اندر حکمران ہے۔ اس لیے وہ اپنا حکم فوراً جاری کرتا ہے اور خدا کی مہربانی دیکھو کہ وہ تمہارے بہت سے قصور جو تم

خلاف شریعت اور قانون قدرت کی خلاف ورزی میں کرتے ہو معاف بھی کر دیتا ہے یعنی بعض ایسی بداعتدالیاں بھی تم سے

ہو جاتی ہیں جن کی تلافی کا سامان اس نے محض اپنی قدرت سے مہیا کر رکھا ہے تاہم تم لوگ اس کے ہو کر نہیں رہتے بلکہ اس

کے قوانین کی مخالفت کرتے ہو اور اس مخالفت میں سمجھتے ہو کہ خدا کی مقرر کردہ سزا سے بچے رہو گے۔ ہرگز نہیں کیونکہ تم

خدا کو عاجز نہیں کر سکتے ہو کہ وہ تمہیں پکڑنا چاہے اور پکڑ نہ سکے اور نہ اللہ کے سوا تمہارا کوئی والی ہے اور نہ حمایتی جو تم کو اس کے

عذاب سے بچائے۔ پس بہتر ہے کہ تم لوگ اسی کے ہو کر رہو ورنہ پھر خیر نہیں اور سنو ٹیلوں جیسے بلند بڑے بڑے جہاز جو

باوجود اپنی بلندی کے پانی پر صاف تیرتے ہیں یہ سب اسی خدا کی قدرت کے نشانات میں سے نشان ہیں۔ دیکھو خدا ہی نے لکڑی

کو ایسا بنایا کہ وہ پانی پر تیر سکے پانی کو ایسا بنایا کہ وہ لکڑی کو اٹھائے۔ لوہے کو ایسا بنایا کہ لکڑی کا وزن ٹھیک رکھے سب سے بالاتر ہوا

کو ایسا بنایا کہ تمام کو دھکیل کر لے جائے۔ یہ مت سمجھو کہ یہ چیزیں اپنا فعل کرنے میں خود مختار ہیں۔ نہیں اگر خدا چاہے تو ہوا

کو ٹھہرا لے پھر وہ جہازات اور کشتیاں سمندر میں کھڑی رہ جائیں۔ بے شک اس واقعہ میں بڑے نشان ہیں صابروں اور شکر

گزاروں کے لئے۔ جہازوں پر سیر کرنے والوں کو کبھی تکلیف اور کبھی راحت ہوتی رہتی ہے۔ تکلیف پر صبر کرنا اور راحت پر شکر

کرنا ایک مذہبی فرض ہے۔ بے شک ہر صابر و شاکر کے لئے اس واقعہ میں قدرت کے بڑے نشان ہیں وہ اپنی دونوں حالتوں میں

خدا کی طرف جھکتے ہیں اور دل سے یقین رکھتے ہیں کہ خدا کو سب قدرت ہے۔ ان جہازوں کو پار اتارے یا چاہے تو ان لوگوں کے

اعمال بد کی وجہ سے ان کو غرق کر دے۔ وہ سب کچھ کر سکتا ہے اور چاہے تو بہت سے گناہوں سے درگزر کرے۔ ایسے حال

میں اس کی قدرت کا کرشمہ خوب ظاہر ہو۔

۱۔ یہاں یہ سوال پیدا ہو گا کہ آج کل جہاز ہوا سے نہیں چلتے بلکہ انجنوں کی طاقت سے چلتے ہیں پھر ہوا کے رکنے سے ان پر کیا اثر ہوا؟ اس کا جواب

یہ ہے کہ انجنوں کی بھاپ ہوا ہی ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں الریح کا لفظ اس ریح کو بھی شامل ہے (منہ)

وَيَعْلَمُ الَّذِينَ يُجَادِلُونَ فِي آيَاتِنَا مَا لَهُمْ مِنْ مَّحِيصٍ ۝ فَمَا أَوْتَيْتُمْ مِنْ

اور جو لوگ ہمارے حکموں کا مقابلہ کرتے ہیں ان کو معلوم ہو جائے گا کہ ان کو کہیں بھی پناہ نہیں۔ جو کچھ تم کو ملا ہے یہ

شَيْءٍ فَمَتَاءُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَى لِلَّذِينَ آمَنُوا وَعَلَىٰ

دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہت اچھا اور دیرپا ہے ان لوگوں کے لئے جو

رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ وَالَّذِينَ يَبْتَغِبُونَ كِبْرَ الْإِثْمِ وَالْفَوَاحِشِ وَإِذَا

اللہ پر ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں اور جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے رہتے ہیں اور

مَا غَضَبُوا لَهُمْ يَغْفِرُونَ ۝ وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ ۚ

جب وہ غصا ہوتے ہیں فوراً بخش دیتے ہیں اور جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں

وَأَهْرَهُمْ سُورَىٰ بَيْنَهُمْ ۚ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ۝

اور ان کے کام آپس کے مشورہ سے ہوتے ہیں اور ہمارے دیئے میں سے خرچ کرتے ہیں

اور جو لوگ ہمارے حکموں کا مقابلہ کرتے ہیں ان کو معلوم ہو جائے گا کہ اگر خدا ہمارا مواخذہ کرے تو ان کو کہیں بھی پناہ نہیں

ملے گی۔ خدائی احکام کا مقابلہ انسان اس لیے بھی کرتا ہے کہ اس کے پاس مال و دولت کافی ہوتا ہے وہ جانتا ہے کہ مجھے کیا

ضرورت ہے کہ خدا کا حکم مانوں۔ پس ایسے لوگوں کو سنا دو کہ جو کچھ تم کو ملا ہے جس پر تم اترا تے ہو یہ صرف دنیا کی زندگی کا

سامان ہے۔ اس کی مثال ایسی سمجھو کہ سفر میں چند آدمی جارہے ہیں کوئی ریل پر ہے کوئی گھوڑا گاڑی پر کوئی موٹر پر کوئی تیل

گاڑی پر کوئی پیدل مگر منزل مقصود پر پہنچ کر سب برابر ہوتے ہیں۔ اسی طرح مختلف مراتب کے انسان اس سطح دنیا پر تو امتیاز

رکھتے ہیں یہ امتیازات سب موت کے کنارہ تک ہیں اس کے بعد حیثیت انسانیہ میں سب برابر اور اعمال میں مختلف۔ اس وقت

جان لیں گے کہ جو نیک کاموں کا بدلہ اللہ کے پاس ہے وہ بہت اچھا اور بہت دیرپا ہے ان لوگوں کے لیے جو اللہ پر ایمان لائے اور

اپنے ہر کاموں میں اپنے رب پر کامل بھروسہ رکھتے ہیں اور ان لوگوں کے لیے اچھا بدلہ ہے جو بڑے بڑے گناہوں اور بے

حیائی کی باتوں سے بچتے رہتے ہیں یہ تو ان کا مذہبی پہلو ہوتا ہے اور اخلاقی پہلو اس کا یہ ہے کہ جب وہ کسی ذاتی کام میں کسی شخص پر

خفا ہوتے ہیں تو اللہ کے خوف سے فوراً بخش دیتے ہیں۔ یہ نہیں کہ سال ہا سال تک اس رنج کو لیے جائیں پشت پاشت ختم

ہو جائیں مگر رنج دور نہ ہو اور ان لوگوں کے لیے خدا کے ہاں اجر دائمی اور نیک ہے جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم

رکھتے یعنی باجماعت پڑھتے ہیں اور ان کے ذاتی خصوصاً قومی بالخصوص سیاسی کام آپس کے مشورے سے ہوتے ہیں کیونکہ وہ

جانتے ہیں کہ دنیا میں کوئی انسان عقل کل نہیں اس لیے خود رائی سے کام کرنے میں غلطی کا ہونا بہت اقرب اور آسان ہے

بہ نسبت مشورہ کے۔ اس لیے یہ لوگ مشورہ سے کام کرتے ہیں۔ گویا یہ کام ان کا دنیاوی ہوتا۔ ہم چونکہ ماتحت حکم شرعی کے

کرتے ہیں اس لیے اجر کے مستحق ہوتے ہیں اور ہمارے دیئے میں سے نیک کاموں میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ یعنی وہ دیتے

ہوئے اس خیال کو مد نظر رکھتے ہیں کہ یہ مال جو ہم دیتے ہیں بلکہ وہ بھی جو اس دینے کے بعد ہمارے پاس رہا ہے یہ سب

۱۔ مسئلہ خلافت

مسلمانوں کے دو گروہوں (سنی شیعوں) میں یہ ایک مسئلہ عرصہ سے دیرینہ تنازع چلا آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کے خلفاء ثلاثہ راشدین

ھے یا غاصبین۔ سنی فرقہ ان کو راشد یعنی مستحق خلافت جانتے ہیں اور شیعوں ان کو

وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ ﴿۷﴾

اور وہ لوگ کہ جب ان پر ظلم ہوتا ہے تو بدلہ لے لیتے ہیں خدا ہی کا دیا ہوا ہے اس لیے ان کو اس کا دینا ناگوار نہیں ہوتا اور سنو بعض لوگوں کا خیال ہے کہ خدا کے برگزیدہ بندے بننے کے لیے یہ ضروری ہے کہ جو کوئی جتنا چاہے ظلم کرے وہ سرنہ اٹھائے نہ بدلہ لے۔ یہ اس کا خیال غلط ہے اس لیے ہم اعلان کرتے ہیں کہ وہ لوگ بھی خدا کے نیک بندے ہیں کہ جب ان پر کسی کی طرف سے ظلم و ستم ہوتا ہے تو بغرض دفع ظلم

غاصب کہتے ہیں بغور دیکھا جائے تو یہ اختلاف درحقیقت ایک اصولی اختلاف پر مبنی ہے یعنی نصب خلیفہ کا طریق کیا ہے۔ شیعہ کہتے ہیں نصب خلیفہ کا طریق نص ہے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ خود خلیفہ مقرر کریں اور ان کے بعد ان کا خلیفہ اپنا جانشین مقرر کرے علیٰ ہذا القیاس۔ چونکہ بقول شیعہ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کر دیا تھا پس وہ خلیفہ ہوئے اور جنہوں نے ان کو خلافت سے ہٹا کر قبضہ کیا وہ غاصب ٹھہرے۔ اہل سنت کہتے ہیں کہ انتخاب کا طریقہ وہی ہے جو اس آیت میں مذکور ہے۔ فرمان الہی ہے کہ مسلمانوں کے کام یا ہی مشورے سے ہوتے ہیں یعنی مشورے سے ہونے چاہئیں امرہم شوریٰ بینہم مطلب اس آیت کا عام ہے جس کی طرف ہم نے تفسیر میں اشارہ کیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ مسلمانوں کو سیات میں جمہوریت اور مشورے سے کام کرنا سکھایا ہے جو مطلب آیت کا اہل سنت بتاتے ہیں خوشی کا موقع ہے کہ یہی مطلب فریقین کے مسلمہ بزرگ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بتایا ہے۔ چنانچہ حضرت ممدوح کے الفاظ ہم بروایت شیعہ نقل کرتے ہیں۔ ناظرین اس سے اندازہ لگا سکیں گے کہ مسئلہ خلافت عرصہ سے طے شدہ ہے جس کی تفصیل بعد حوالہ مذکور ہم کریں گے۔

حضرت امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے خطبے اور خطوط ایک کتاب کی صورت میں جمع کئے ہوئے ہیں جس کا نام ”نہج البلاغہ“ ہے یہ کتاب شیعہ گروہ کے نزدیک قرآن نہیں تو عزت میں کم بھی نہیں۔ اس کتاب میں ایک خط حضرت ممدوح کا ہے جو دراصل نصب خلیفہ کے لیے ایک اصول ہے۔ حضرت ہر صوف نے اپنی خلافت حقہ منوانے کے لیے امیر معاویہ کو ایک خط استدلالی صورت میں لکھا جس کے الفاظ یہ ہیں:

تحقیق مجھ سے ان لوگوں نے بیعت کی ہے جنہوں نے ابو بکر عمر اور عثمان سے بیعت کی تھی اسی شرط پر کہ ہے جس شرط پر اگلے ساتھ کی تھی پس نہ حاضر کو اب اسکے برخلاف رائے دینے کا حق ہے نہ غیر حاضر کو رد کرنے کی اجازت ہے سوائے اسکے کوئی بات نہیں کہ شوریٰ (اگر کیٹو کو نسل) مہاجرین اور انصار کی یہ ہے پس اگر وہ کسی شخص پر جمع ہو کر اس کا نام امام (خلیفہ) رکھیں تو خدا کے ہاں وہی پسندیدہ ہوگا۔ اگر کوئی بطور طعن یا بدعت کی وجہ سے ان (ممبران شوریٰ) کے فیصلہ سے نکل جائے تو وہ ممبران شوریٰ (یا اگر کیٹو کو نسل کے ارکان) اس کو مجبور کر کے اسی حال میں واپس کریں گے جس سے وہ نکلا ہے اگر وہ اس میں آنے سے انکار کرے وہ اس سے لڑیں گے کیونکہ اس نے غیر موثنین کا راست اختیار کیا اور جدھر گمراہی کی طرف وہ پھرا خدا اس کو اسی طرف پھیرے گا (نہج البلاغہ حصہ ۱ صفحہ ۷)

﴿انہ بایعنی القوم الذین بایعوا ابابکر وعمر وعثمان علی ما بایعوہم علیہ فلم یکن للمشاہد ان یختار ولا للغائب ان یردو انما الشوریٰ للمہاجرین والامانصار فان اجتمعوا علی رجل وسموہ اما ماکان ذالک رضی فان خرج من امرہم خارج بطعن او بدعة ردوہ الی ما خرج منه فان ابی قاتلوہ علی اتباعہ غیر سبیل المؤمنین وولاہ اللہ ما تولی﴾ (نہج البلاغہ حصہ: ۱- ص: ۷)

اس خط میں جو شوریٰ مہاجرین کا ذکر ہے وہ اسی آیت کا ماتحت ہے جس میں مسلمانوں کا طریق کار بتایا ہے ﴿امرہم شوریٰ بینہم﴾ پس یہ آیت اور یہ روایت مسئلہ خلافت کا صاف لفظوں میں فیصلہ کرتی ہے کہ خلیفہ کا نصب و عزل ممبران شوریٰ کے ہاتھ میں ہے چونکہ اصول یہی ہے کہ جس کسی کو مجلس شوریٰ اپنا خلیفہ بناوے وہی خلیفہ راشد ہے اور خلفائے اربعہ کو شوریٰ نے خلیفہ بنا لیا ہذا وہ خلیفہ راشد تھے۔ (۱۲۰ منہ)

وَجَزَاءٌ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ، فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى

برائی کا بدلہ برائی جتنا ہے جو کوئی معاف کر دے اور اصلاح کرے تو اس کا بدلہ اللہ کے

اللَّهُ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴿۵﴾

پاس سے یقیناً وہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا

اور قیام امن لے لیتے ہیں مگر نہ اتنا بدلہ کہ ان کی طبیعت ان کو بتلائے بلکہ شرعی انداز سے جو یہ ہے کہ برائی کا بدلہ برائی جتنا ہے زیادہ نہیں۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ معاف کرنا اعلیٰ درجہ ہے۔ اس لیے ہم اس کا اعلان کرتے ہیں کہ جو کوئی باوجود مظلوم ہونے کے معاف کر دے اور معافی کا ذریعہ بگاڑ کی اصلاح کرے تو اس کا بدلہ اللہ کے پاس ہے۔ اس معافی کے عوض وہ اسکو معاف فرمائے گا۔ ان شاء اللہ اور جو لوگ بجائے کسی کو معاف کرنے کے اٹھنے ظلم کرتے ہیں یقیناً جانو کہ

۱ قرآن مجید کے پارہ ۳ کو ع ۵ میں ارشاد ہے :

«أَعَدْتُ لِلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يَنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ»
یعنی جنت ان متقیوں کے لئے تیار ہے جو آسانی اور تنگی ہر حال میں اللہ کی راہ میں خرچتے ہیں اور غصہ دبا جاتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں اور اللہ ایسے نیکو کاروں کو محبت کرتا ہے۔

اس آیت میں معاف کرنے والوں کو مقام مدح میں ذکر فرمایا اور متقیین کے ذیل میں لاکران کو متقیین کا فرقرار دیا اور آیت زیر تفسیر میں بدلہ لینے والوں کو بھی مقام مدح میں درج کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بدلہ لینا بھی قابل تعریف ہے۔
ان دونوں آیات میں تطبیق یہ ہے کہ بعض مواقع پر بدلہ لینا بھی اچھا ہوتا ہے۔ شیخ سعدی مرحوم جو فلسفہ اخلاق کے اعلیٰ معلم ہیں اعلیٰ اخلاق کی یہ تعلیم دیتے ہیں۔

بدی را بدی سہل باشد جزا اگر مردی احسن الی من اسما

یعنی برائی کا برابر بدلہ آسان کام ہے۔ اگر تو بہادر ہے تو برائی کرنے والے سے نیکی کر۔

باد جو داس اخلاقی تعلیم کے ان کے دسج تجربہ نے ان کو اس کہنے پر بھی مجبور کیا۔

نکوئی بادل کردن چنال ست کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

یعنی برے لوگوں کے ساتھ نیکی کرنا اتنا جرم ہے جتنا نیکوں کے ساتھ برائی کرنا۔

ان دو مختلف تعلیموں کی کیا وجہ؟ یہ کہ دنیا میں مخالفت دو وجہ سے ہوتی ہے :

ایک صحیح واقعہ سے فریقین شریر نہیں مگر ایک فریق سے ایسا کام ہو گیا ہے جس سے دوسرے فریق کو رنج اور رنج سے عدالت تک نوبت پہنچی ہے۔ ایسی صورت میں اگر کوئی اس کوشش میں ہو کہ میری طرف سے اس کی صفائی ہو جائے جس کی صورت یہ ہے کہ اس کی برائی کے بدلہ میں نیکی کرے تو اس کے دوسرے فریق کو بھی خیال ہو گا کہ میں غلطی پر ہوں۔ یہ شخص دل سے میرا دشمن ہے یا کم سے کم اس کی شرافت اس کو اس کے ساتھ شرافت کرنے سے مانع ہوگی۔ یہ تو ہے قسم اول۔

دوسری قسم کی دشمنی ان لوگوں کی طرف سے ہوتی ہے جو ذاتی طور پر بد اطوار اور شریر ہوتے ہیں جن کی شان میں یہ اخلاقی شعر موزوں ہے

نیش عقرب نہ از پے کین است مہمقتضای طبیعتش این است

وَلَكِنْ أَنْتَصِرْ بَعْدَ ظَلْمِهِ فَأُولَئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِنْ سَعِيرٍ ۝ إِنَّمَا السَّبِيلُ

جو اپنی مظلومی کے بعد بدلہ لیں تو ان لوگوں پر الزام نہیں البتہ الزام ان لوگوں پر

عَلَى الَّذِينَ يَظْلِمُونَ النَّاسَ وَيَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ أُولَئِكَ

ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق فساد پھیلاتے ہیں انہی لوگوں کے

لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ وَلَكِنْ صَبْرٌ وَعَفْوٌ إِنَّ ذَلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝

لے دردناک عذاب ہے جو کوئی صبر کرے اور بخش دے تو بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ہے

وہ خدا ان ظالموں سے محبت نہیں کرتا۔ دنیا کی چند روزہ زندگی میں پرورش اور بات ہے محبت اور بات۔ ہاں جو اپنی مظلومی کے بعد جائز طور سے بدلہ لیں تو ان لوگوں پر الزام نہیں ہوگا کہ انہوں نے ظلم یا ناجائز کام کیا۔ البتہ الزام ان لوگوں پر ہے جو بے وجہ لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور ملک میں ناحق فساد پھیلاتے پھرتے ہیں۔ کسی کو لوٹ، کسی کو مار، کسی کو قتل، کسی پر جبر، کسی کی ہتک، کسی کو گالی، انہی لوگوں کے لیے دردناک عذاب سے باوجود اجازت بدلہ کے جو کوئی صبر کرے اور مجرم کو بخش دے تو بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ہے۔ مگر جس کو

ایسے دشمنوں سے سلوک و مردت کرنے سے ان کا خیال ہوتا ہے کہ مجھ سے دب کر ایسا ہوتا ہے اس لیے اس کو دہانا چاہئے ایسے لوگوں کے حق میں شیخ مرحوم نے کہا ہے۔

نکوئی باپداں کردن چنان ست کہ بد کردن بجائے نیک مرداں

ہاں قرآن مجید کی غرض چونکہ اصلاح خلق اور امن و امان قائم کرنا اور قائم رکھنا ہے اس لیے اس نے اتنی سختی نہیں کی جتنی شیخ مرحوم نے کی کہ بروں کے ساتھ نیکی کرنے کو سخت گناہ قرار دیا بلکہ یہ فرمایا کہ ایسے لوگوں کی ایذا رسانی کا بدلہ بھی جائز بلکہ بعض اوقات میں بہتر ہوتا ہے تاہم معافی کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ بلکہ ساتھ ہی فرمایا *فمن عفا واصلح فاجره على الله* لہ یہی قرآن مجید کی خوبی ہے کہ میزان عدل اور میزان رحم بلکہ میزان انتظام سب کی تمکبانی کرتا ہے اور کتابوں کی طرح ایک ہی طرف کو نہیں جھک جاتا۔ جیسا انجیل میں لکھا ہے

”تم سن چکے ہو کہ کیا کہا گیا آکھ کے بدلے آکھ اور دانت کے بدلے دانت پر میں نہیں کہتا ہوں کہ ظالم کا مقابلہ نہ کرنا بلکہ جو تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے“ (انجیل متی باب ۵ کی آیت ۳۹)

اس انجیلی حکم میں مقابلہ کرنا یا بدلہ لینا حرام کیا گیا ہے مگر انسانی فطرت اور سیاست مملکت جس امر کی مقتضی ہے وہ یورپ کی جنگ عظیم سے معلوم ہو سکتا ہے اگر اس پر عمل ہوتا تو جنگ کی نوبت ہی نہ آتی۔ آتی تو جو فریق ایک مقام دوسرے کا لیتا دوسرا اس کا مقابلہ نہ کرتا بلکہ اور ایک مقام اس کے حوالے کر دیتا ہے اسی طرح چند روز میں جنگ کا خاتمہ ہو جاتا جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ ظالم اور اس کی فوج ہی دنیا پر حکمران ہوتے۔

مگر قرآن مجید ایسی تعلیم کا روادار نہیں جو سیاست ملکی اور فطرت انسانی کے خلاف ہو بلکہ انسانی فطرت کے مطابق اور نظام عالم کے موافق حکم دے کر اپنے پیروان کی ظالموں سے حفاظت کروانا اور اپنے اتباع کو معراج ترقی میں پہنچاتا ہے۔ سچ ہے۔

کیا جانے اس میں کیا ہے جو لوٹے ہے اس پہ جی

یوں اور کیا جہاں میں کوئی حسین نہیں ؟

(منہ)

وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ وَجْهٍِ وَمَنْ يَهْدِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ خَاطِئَةٍ ۝ وَتَرَى الظَّالِمِينَ لَمَّا رَأَوْا

اور جس کو خدا گمراہ کر دے اس کے لئے اس کے سوا کوئی بھی مددگار نہیں ہے۔ ظالم جب عذاب الہی دیکھیں گے

العَذَابَ يَقُولُونَ هَلْ لَنَا مَرَدٌّ مِنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَتَرْهُمْ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا

تو تو ان کو کہتے ہیں گاہ کہیں گے کیا لوٹنے کی کوئی راہ ہے؟ اور جب دوزخ کے سامنے پیش کئے جائیں گے

خَشِعِينَ مِنَ الدَّلِيلِ يُنظَرُونَ مِنْ طَرَفِ حَفِيفٍ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ

تو ان کو ذلت میں خوف زدہ دیکھے گا۔ سچی نگاہ سے دیکھیں گے۔ جو لوگ ایماندار ہوں گے وہ کہیں گے کہ خسارہ

الْخُسْرَيْنِ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَأَهْلِيَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۝ الْآلِ إِنَّ الظَّالِمِينَ

والے وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو آج قیامت کے دن خسارہ میں ڈالا۔ سنو یہ ظالم

فِي عَذَابٍ مُقِيمٍ ۝ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِنْ أَوْلِيَاءَ يَنْصُرُوهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ ۝

لوگ ضرور دائمی عذاب میں پھنسے رہیں گے اللہ کے سوا ان کا کوئی حمایتی نہ ہوگا جو ان کی مدد کرے اور جس کو خدا ہی گمراہ کر دے

وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِنْ سَبِيلٍ ۝ اسْتَجِيبُوا لِرَبِّكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ

اس کے لئے کوئی صورت نہیں۔ اپنے رب کی تعظیم کو مانو اس سے پہلے کہ وہ قیامت کا دن

يَوْمَ لَا مَرَدَّ لَهُ مِنَ اللَّهِ مَا لَكُمْ مِنْ مَلْجَأٍ يَوْمَئِذٍ وَمَا لَكُمْ مِنْ مُكْرِمٍ ۝

آئے جو خدا کی طرف سے ہٹنے والا نہیں اس روز تمہارے لئے کوئی پناہ کی جگہ نہ ہوگی اور نہ تمہاری حالت کو کوئی برا سمجھنے والا

خدا سمجھ دے وہی اس راز کو پاسکتا ہے اور جس کو خدا گمراہ کر دے یعنی اس حکمت کی سمجھ نہ دے اس کے لیے اس خدا کے سوا

کوئی بھی یار و مددگار نہیں جو اس کی مدد کر سکے۔ اے دیکھنے والے! یہ ظالم جب عذاب الہی دیکھیں گے تو تو ان ظالموں کو دیکھے

گا۔ اس وقت کہتے ہوں گے کیا اس عذاب سے نکل کر دنیا کی طرف لوٹنے کی کوئی راہ ہے؟ جو اب ملے گا نہیں اور جب دوزخ

کے سامنے پیش کئے جائیں گے تو تو ان کو ذلت میں خوف زدہ دیکھے گا۔ ایسے سم گین ہونگے کہ کسی کی طرف دیکھیں گے تو

سچی نگاہ سے دیکھیں گے جو انکی کمال ذلت کی علامت ہوگی۔ ان کے مقابلہ میں جو لوگ ایمان دار صالح بندے ہوں گے وہ زور

سے کہیں گے کہ خسارہ والے بد نصیب وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو آج قیامت کے دن خسارہ

میں ڈالا کیونکہ انہوں نے ایسے کام نہ کئے جو آج ان کو کام آتے۔ فرشتے کہیں گے سنو لوگو یہ ظالم لوگ ضرور دائمی عذاب

میں پھنسے رہیں گے۔ خدا کے سوا جن لوگوں کو اپنے حاجت روا اور مشکل کشا جانتے تھے اس روز اللہ کے سوا ان کا کوئی حمایتی نہ

ہوگا جو ان کی مدد کرے اور سچ تو یہ ہے کہ جس کو خدا ہی گمراہ کر دے یعنی اپنی جناب سے دھتکار دے اس کے لیے بہتری کی کوئی

صورت نہیں مگر خدائے رحیم کسی بندے کو یوں ہی نہیں دھتکار یا گمراہ کر تا بلکہ ایسے لوگوں کی شرارتوں کی وجہ سے ایسا ہوتا

ہے۔ ایسی شرارتوں کی وجہ سے خدا جسے گمراہ کرے تو اس کی ہدایت کے لیے کوئی راستہ نہیں ہوگا ہو کہاں سے جبکہ خیر و برکت

کے سارے راستے خدا کے قبضے میں ہیں جو اس کی تنگی کی وجہ سے بند ہو گئے اب خیر آئے تو کہاں سے آئے اس لیے تم کو

نصیحت کی جاتی ہے کہ اپنے رب کی تعظیم قرآن مجید کو مانو اس سے پہلے کہ وہ قیامت کا دن آئے جو خدا کی طرف سے ہٹنے والا

نہیں۔ اس روز تمہارے لیے کوئی پناہ کی جگہ نہ ہوگی اور نہ تمہاری حالت کو کوئی برا سمجھنے والا اور حمایت کرنے والا ہوگا۔ غرض

اس روز تم سب لوگ بالکل بے چارے اور بے یار و مددگار

فَإِنْ أَعْرَضُوا فَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ حَفِيظًا إِلَّا أَلْبَسُهُمْ دِرَاسًا وَإِذَا أَدْرَأْنَا

پھر اگر یہ لوگ روگردان ہوں تو ہم نے تجھے ان پر ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجا تیرے ذمہ صرف پہنچانا ہے اور جب انسان کو اپنی

الْإِنْسَانَ مِمَّا رَحِمْنَا فَرِحَ بِهَا وَإِنْ تُصِيبُهُمْ سَيِّئَةٌ مِمَّا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَإِنَّ

رحمت سے مزا چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوتا ہے اور جب ان کی بد اعمالی کی وجہ سے ان کو کسی قسم کی تکلیف پہنچتی ہے تو انسان

الْإِنْسَانَ كَقَبْرٍ ۗ لِلَّهِ الْمُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۗ يَهَبُ لِمَنْ

بڑا ناشکرا ہو جاتا ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کی حکومت خدا کے قبضے میں ہے وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے وہی جسے

يَشَاءُ إِنَّا لَهُ وَبِهُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ ۗ أَوْ يَرْجِعُهُمْ دُونَ مَلَأَتْ بِهَا جُنْحًا ۗ وَ

چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکے بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے لڑکیاں دونوں ملے جلے بخشتا ہے اور

يَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا ۗ إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ۝ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ

جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے بے شک وہ بڑے علم والا اور بڑی قدر والا ہے۔ کوئی آدمی اس قابل نہیں کہ خدا اس کے ساتھ

إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَائِهِ حِجَابٌ ۗ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بآيَاتِهِ مَا يَشَاءُ ۗ

کلام کرے مگر الہام سے یا پس پردہ قاصد بھیجے پھر وہ اللہ کے حکم سے جو کچھ خدا چاہے اس رسول کی طرف وحی پہنچائے

ہوں گے۔ تمہاری کوئی بھی حفاظت یا حمایت کرنے والا نہ ہوگا۔ یہ سن کر پھر بھی اگر یہ لوگ روگردان ہوں اور پرواہ نہ کریں تو

کچھ پرواہ نہیں کیوں کہ ہم نے تجھے ان پر ذمہ دار روئے بنا کر نہیں بھیجا کہ ان کی بے فرمانیوں کی جواب دہی تجھ پر ہوگی۔ ہرگز

نہیں تیرے ذمہ صرف پہنچانا ہے اور ہمارے ذمہ حساب لینا۔ ہم انسان کی طبیعت اور اس کی عادات کو خوب جانتے ہیں۔ اس کی

طبعی عادت ہے کہ جب ہم (خدا) انسان کو اپنی رحمت سے مزہ چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوتا ہے اور بڑے مزے لیتا ہے

اور جب ان کی بد اعمالی کی وجہ سے ان کو کسی قسم کی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ انسان پچھلے سارے احسانوں کو ایک دم بھول کر بڑا

ناشکرا ہو جاتا ہے کس قدر اس کی ناشکری اور کس قدر احسان فراموشی ہے ایسے انسان کے حال پر افسوس ہے اتنا بھی نہیں

سوچنا کہ میں کس سے بگاڑتا ہوں اس مالک شہنشاہ سے جس کی حکومت کی کوئی حد نہیں تمام آسمانوں اور زمینوں کی حکومت اسی

اکیلے خدا کے قبضے میں ہے وہی رات دن میں تصرف کرتا ہے نہ صرف رات دن بلکہ تمام مخلوقات میں اسی کا تصرف ہے وہی

جسے چاہتا ہے لڑکیاں دیتا ہے جسے چاہتا ہے لڑکے بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے لڑکیاں دونوں ملے جلے کر بخشتا ہے اور جسے

چاہتا ہے بے اولاد بانجھ کر دیتا ہے اور سب کچھ اس کے علم اور قدرت سے ہوتا ہے بے شک وہ بڑے علم والا اور بڑی قدرت

والا ہے۔ مخلوق چاہے کیسے ہی اعلیٰ درجہ پر پہنچ جائے تاہم وہ خدائی صفات میں سے کسی صفت کے ساتھ موصوف نہیں

ہو سکتی۔ بلکہ یوں کہنے کہ بالمشافہ خطاب کے بھی لائق نہیں اس لیے کوئی آدمی اس قابل نہیں کہ خدا اس کے ساتھ بالمشافہ

کلام کرے مگر براہ راست بلا واسطہ القاء اور الہام سے یا پس پردہ کہ وہ انسان کسی کلام کو تو اپنے کانوں سے سنے مگر متکلم کو نہ دیکھ

سکے یا تیسری صورت یہ ہے کہ فرشتہ کو قاصد بنا کر بھیجے۔ پھر وہ فرشتہ اللہ کے حکم سے جو کچھ خدا چاہے اس بشر رسول کی

طرف وحی پہنچائے یعنی جبرائیل فرشتہ خدا کی طرف سے وحی لے کر بحکم خدا نبیوں تک پہنچاتا رہا ہے۔

لَا تَهْتِكْ عَلَىٰ حَكِيمٍ ۝ وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا ۚ مَا كُنْتَ

بے شک وہ بہت بلند درجہ اور حکیم ہے اور اسی طرح ہم نے تیری طرف اپنے حکم سے روح بھیجی ہے تو نہ جانتا تھا کتاب کیا

تَدْرِىٰ مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَكِنْ جَعَلْنَاهُ نُوْرًا نُّهْدِىٰ بِهٖ مَن

ہوتی ہے نہ ایمان جانتا تھا لیکن ہم نے اس کو نور بنایا۔ اس کے ساتھ ہم اپنے بندوں میں سے جسے

نَشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَإِنَّكَ لَتَهْدِىٰ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝ صِرَاطِ اللّٰهِ

چاہیں گے ہدایت کریں گے اس میں شک نہیں کہ تو سیدھی راہ کی طرف راہنمائی کرتا ہے یعنی اس اللہ کی راہ

الَّذِىٰ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ اَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تَصْبِيْرُ الْاُمُوْر ۝

آسمانوں اور زمینوں کی سب چیزیں جس کی ملک ہیں سنو! تمام امور اللہ کی طرف رجوع ہوتے ہیں

عام طریق رسالت یہی ہے بس یہ تین صورتیں ہیں جن سے خدا کسی انسان کو وحی الہام یا القاء کرتا ہے۔ خواب میں کسی امر کا

کھل جانا پہلی قسم میں داخل ہے۔ اس کے سوا یہ خیال کہ کوئی بشر خدا سے بالمشافہ بمکلام ہو سکے محال ہے۔ بے شک وہ خدا بہت

بلند درجہ ہے اس کی کبریائی شان اس سے بے پردہ بمکلامی سے مانع ہے اور حکیم ہے اس کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے جسے کوئی

فہمض پورا پورا نہیں پاسکتا۔ اس لیے جو کچھ تمہیں بتایا جاتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور سنئے سنائے وہمات میں نہ پڑو۔ اگر یہ سوال ہو کہ

تیری طرف (اے نبی!) کون سی قسم سے وحی آتی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسی طرح یعنی اس تقسیم کو ملحوظ رکھ کر ہم نے

تیری طرف اپنے حکم سے روح یعنی روحانی زندگی بخشنے والی کتاب بذریعہ روح الامین جبرائیل کے بھیجی ہے ورنہ اس سے پہلے

تو نہ جانتا تھا کتاب کیا ہوتی ہے نہ ایمان کی تفصیل جانتا تھا؟ گو تجھے خدا پر ایمان تھا اور شرک سے تجھے پیدائشی نفرت تھی مگر اس

کی تفصیل کا علم نہ تھا نہ یہ معلوم تھا کہ آسمانی کتاب کس طرح کی ہوتی ہے لیکن ہم نے اس کو تیرے سینے میں نور بنایا جس سے تو

دنیا نورانی کر رہا ہے۔ اس نور کے ساتھ ہم اپنے بندوں میں سے جسے چاہیں گے بہرہ یاب کریں گے اور جس کو اس کی بدروش

چاہیں گے محروم کر دیں گے۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ تو سب کو سیدھی راہ کی طرف راہ نمائی کرتا ہے یعنی اس اللہ کے قرب

کی راہ کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کی سب چیزیں جس کی ملک ہیں سب اسی کا ہے۔ سنو لوگو! خدا کی مالکیت

صرف یہی نہیں ہیں کہ وہ مالک ہے اور دنیا کے مالکوں کی طرح اپنی مالکیت سے غافل اور بے خبر ہے۔ نہیں نہیں بلکہ دنیا کے

تمام امور اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں یعنی سب واقعات کا وہی علت اور علت العلل ہے اس کے حکم اور اذن کے بغیر کوئی چیز

وجود پذیر یا وجود میں آکر فنا نہیں ہو سکتی۔

اللهم يا مسبب الاسباب سبب لنا و هي لنا من امرنا ارشدا

سورۃ زخرف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدا کے نام سے شروع جو بڑا رحم والا نہایت مہربان ہے

حَمْدٌ ۙ وَالْكِتَابِ الْبَیِّنِ ۙ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءَانًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۙ

میں رحمن رحیم ہوں مجھے اس واضح کتاب کی قسم ہے ہم ہی نے اس کو عربی زبان میں بنایا ہے تاکہ تم سمجھو

وَاِنَّهٗ فِیْ اَمْرِ الْكِتَابِ لَدَیْنَا لَعَلٌّ حٰكِمِیْمٌ ۙ اَفَتَضْرِبُ عَنْكُمْ الذِّكْرَ صَفْحًا

اور وہ ہمارے پاس ام الکتاب میں بڑا بلند قدر باحکمت ہے تو پھر ہم نصیحت کو تم لوگوں سے ہٹائیں اس

اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِیْنَ ۙ وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِیٍّ فِی الْاَوَّلِیْنَ ۙ وَمَا یَاْتِیْهِمْ

وجہ سے کہ تم بے ہودہ لوگ ہو اور کتنی ایک نبی ہم نے پہلی قوموں میں بھیجے جب کبھی کوئی

سورۃ زخرف

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

میں رحمن رحیم ہوں۔ مجھے اس واضح آسمانی کتاب کی قسم ہے ہم (خدا) ہی نے اس کتاب کو عربی قرآن کی صورت میں بنایا ہے

جس سے غرض ہماری ذاتی نہیں بلکہ تمہاری غرض ہے تاکہ تم اسے سمجھو اور مطلب پاؤ۔ اس لیے کہ اگر یہ آسمانی کتاب کسی اور

غیر عربی زبان میں ہوتی تو تم عذر کرتے لو جی اچھی کتاب ہے جو مخاطبوں کی زبان میں نہیں پھر ہم سمجھیں کیا اور اسے پاویں

کیا؟ اس لیے اس کو عربی زبان میں نازل کیا تاکہ اس کے مخاطبین میں سے اول طبقہ اس کو سمجھ کر دوسروں کو سمجھا سکے۔

دوسروں کو جس زبان میں سمجھاؤ گے قرآن میں تبدیلی نہ آئے گی کیونکہ قرآن تو ایسی کتاب ہے جو لفظوں اور زبانوں کے

تغییرات سے متغیر نہیں ہوتی کیونکہ وہ قرآن ہمارے پاس ام الکتاب کی صفت میں بڑا بلند قدر اور باحکمت کتاب ہے۔ ہماری

صفت علم اور حکمت سے بھرپور ہو کر دنیا میں آیا ہے تو پھر ہم ایسی باحکمت نصیحت کو تم لوگوں سے ہٹائیں اس وجہ سے کہ تم ایک

بے ہودہ لوگ اس کی نصائح باحکمت سے فائدہ حاصل نہیں کرتے ہو؟ تمہاری اس غفلت سے ہم اپنی رحمت نہیں روکیں گے۔

تم اپنا کام کئے جاؤ ہم اپنا کام کئے جائیں گے پہلے بھی ایسا ہی ہوتا رہا اور ہوتا رہے گا۔

لَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْءَانًا اَعْجَمِیًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فِصَّلْتْ اٰیٰتِهَا اَعْجَمِیٌّ وَّعَرَبِیُّ الْاٰیۃِ الْیَاقُوْبُ

اے ام الکتاب اگر کتاب لفظ ہے اللہ کے معنی تو کتاب کے ہیں اور ام کے معنی اصل یا جز جس سے کتاب پیدا ہوئی ہو۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ دنیا میں

کتابیں اور نوشتے مع لوح محفوظ کے جتنے بھی ہیں ان سب کا ماخذ کچھ ہے یا یہ از خود ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ان سب کا ماخذ علم الہی ہے قرآن مجید خود

بتلاتا ہے ﴿لَا یَحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہِ اِلَّا بِمَا شَاءَ﴾ لوگ اسی قدر علم حاصل کر سکتے ہیں جس قدر خدا چاہے تو سب علوم کا ماخذ یا الفاظ دیگر

ام الکتاب علم الہی ہے۔ اس کے علاوہ لدی اور عند میں فرق ہے قابل غور ہے۔ وہ فرق یہ کہ لدی خاص قرب کے لیے ہوتا ہے اور عند عام ہے

﴿الْفَرْقُ اِنَّہٗ یُقَالُ الْمَالُ عِنْدَ زَیْدٍ فِیْمَا یَحْضُرُ عِنْدَہٗ وَفِیْمَا فِیْ فِرَازِہٖ وَاِنْ کَانَ غَایِبًا عَنْہٗ وَلَا یُقَالُ الْمَالُ لَدِیْ زَیْدٍ اِلَّا فِیْمَا یَحْضُرُ

عِنْدَہٗ﴾ (شرح جامی) بحث ظروف جبکہ قرآن مجید میں لدی ہے جو عند سے مخصوص قرب کے لیے ہے تو اللہ کے ساتھ سب چیزوں سے اقرب

اس قلی صفات ہیں جن میں ایک صفت علم ہے لہذا ام الکتاب سے مراد علم الہی ہے۔ اللہ اعلم (منہ)

مَنْ نَبِيٍّ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ فَاهْلَكْنَا أَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضَىٰ

تبی آیا وہ لوگ اس سے استہزاء کرتے رہے پھر ہم نے ان میں سے بڑے زور آور لوگوں کو ہلاک کیا اور پہلے

مَثَلُ الْأَقْلَمِينَ ۝ وَلَٰكِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَيْقُوْلُنَّ

لوگوں کے افسانے چل پڑے اور اگر تو ان کو پوچھے کہ آسمان اور زمین کس نے پیدا کئے ہیں تو فوراً کہہ دیں گے

خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ

کہ اللہ بڑے غالب علم والے نے ان کو پیدا کیا ہے۔ جس نے تم لوگوں کے لئے زمین کو گوارہ بنایا اور تمہارے لئے اس میں

فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً يَّقْدِرُ ۙ فَاَنْشَرْنَا

راستے بنائے تاکہ تم ہدایت پاؤ وہی اندازہ کے ساتھ اوپر سے پانی اتار رہا ہے پھر اس کے ساتھ وہ

بِهِ يَلْدَةُ مَيِّتًا ۙ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝ وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَّجَعَلَ

خشک مقام کو تازہ کر دیتا ہے اسی طرح تم لوگ نکالے جاؤ گے اور جس نے ہر قسم کی چیزیں پیدا کیں اور تمہارے لئے

لَكُمْ مِنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ۝ لِتَسْتَوُوْا عَلٰى ظُهُوْرِهِ ثُمَّ تَذْكُرُوْا

اشتیاء اور چوپائے بنائے جن پر تم لوگ سوار ہوتے ہو تم کو چاہئے کہ جب تم ان پر سوار ہونے لگو تو ان کی پیٹھ

کئی ایک نبی ہم نے پہلی قوموں میں بھیجے جب کبھی کوئی نبی آیا وہ لوگ اس سے مخول اور استہزاء کرتے رہے پھر ہم نے ان میں

سے بڑے زور آور اور حملہ کن لوگوں کو پہلے ہلاک کیا ان کے بعد اور لوگوں کا بھی صفایا کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے تو ہلاک

ہوئے اور پچھلے لوگوں میں پہلے لوگوں کے افسانے چل پڑے بطور حکایات کے لوگ بیان کرتے کہ فلاں شہر میں فلاں قوم تھی

جس کا یہ حال تھا اور ان کا یہ انجام ہوا ان کہہ والوں کو بھی ہم ایسا کر دیں مگر ہمارے علم میں ہے کہ ان کی نسلوں سے اسلام کے

خادم پیدا ہوں گے کیونکہ ان کے دلوں میں بھی ہنوز کچھ تھوڑی سی چمک باقی ہے اور اس کی علامت یہ ہے کہ اگر تو ان کو پوچھے

کہ آسمان اور زمین کس نے پیدا کئے ہیں؟ تو فوراً کہہ دیں گے کہ اللہ بڑے غالب علم والے نے ان کو پیدا کیا ہے پھر ان کو کہہ دو کہ

جس عزیزِ عظیم کو تم آسمان و زمین کا خالق مانتے ہو وہی ہے جس نے تم لوگوں کے لئے زمین کو گوارہ کی طرح بنایا جس میں تم

لوگ ادھر ادھر جھومتے پھرتے ہو جیسا بچہ گوارہ میں جھومتا ہے اور تمہارے چلنے پھرنے کے لیے اس زمین میں قدرتی راستے

بنائے تاکہ تم منزل مقصود کی طرف ہدایت پاؤ مگر تم لوگ اس کی کسی مہربانی کا شکر ادا نہیں کرتے وہی اندازہ کے ساتھ اوپر سے

پانی اتار رہا ہے پھر اس کے ساتھ وہ خشک مقام کو تازہ کر دیتا ہے یہ تورات دن تمہارے دیکھنے میں آتا ہے بقاعدہ علم برہان اس

معلوم سے اس جمہول پر پہنچو جو ہم میں اور تم میں متنازعہ ہے وہ یہ ہے کہ اسی طرح تم لوگ قبروں سے نکالے جاؤ گے اور سنو

جس خدا کی طرف تم لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور جس خدا کی توحید سے تم لوگ روگردان ہوتے ہو وہی ہے جس نے ہر قسم کی

چیزیں پیدا کیں اور تمہارے لیے کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم لوگ سوار ہوتے ہو۔ تم کو چاہئے کہ جب تم ان پر سوار

ہونے لگو تو ان کی پیٹھ پر اچھی طرح بیٹھ کر اپنے پروردگار

۱۔ غائب سے منکلم پھر فوراً نبی غائب۔ اردو زبان میں مجاورہ نہیں ملتا۔ اس لیے منکلم کے صیغے کا ترجمہ ہم نے غائب سے کیا ہے۔ (۱۴)

نِعْمَةٌ رَّبِّكُمْ إِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُولُوا سُبْحَانَ الَّذِي سَفَرْنَا هَذَا وَمَا

پر اچھی طرح بیٹھ کر اپنے پروردگار کی نعمت کو یاد کرو اور کہو کہ ہمارا خدا پاک ہے جس نے یہ ہمارے قابو میں کر رکھا ہے ورنہ

تَحْكُمْنَا لَهُ، مُقَرَّبِينَ ۝ وَأَنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ ۝ وَجَعَلُوا لَهُ مِنْ عِبَادِهِ جُزْءًا

ہم تو اس کے قریب بھی نہ جاسکتے اور ہم اپنے پروردگار کی طرف رجوع ہیں اور ان لوگوں نے اللہ کے بندوں سے اس کے جز بنائے۔

إِنَّ الْإِنْسَانَ لِكَفُورٍ مُّبِينٍ ۝ أَمَّا تَخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنَاتٍ وَأَصْفَاكُمْ بِالْبَنِينَ ۝

بے شک انسان بڑا ہی کھلا ناشکرا ہے۔ بھلا خدا نے اپنے لئے لڑکیاں پسند کیں اور تمہارے لئے لڑکے؟

وَإِذَا بُشِّرَ أَحَدُهُمْ بِمَا صَرَبَ لِلرَّحْمَنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا وَهُوَ كَظِيمٌ ۝

حالانکہ جب ان میں سے کسی کو اس چیز کی خوش خبری دی جاتی ہے جو خدا کے حق میں بیان کرتا ہے تو اس کا منہ کالا ہو جاتا ہے

أَوْ مَنْ يَنْشُرُوا فِي الْحَيَاتِهِ وَهُوَ فِي الْخِصَامِ غَيْرُ مُبِينٍ ۝ وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَةَ

اور وہ خود غصے میں بھر جاتا ہے کیا جو زیر میں نشوونما پاتی ہے اور مقابلہ کی گفتگو میں اچھی طرح بیان نہیں کر سکتی۔ فرشتوں کو جو رحمان کے

الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَنِ إِنَّا كَذَّبْنَا أَشْهَدُوا خَلْقَهُمْ ۝ سَتَكْتُبُ شَهَادَتَهُم

نیک بندے ہیں لڑکیاں بتاتے ہیں کیا یہ ان کی پیدائش کے وقت حاضر تھے ان کا یہ بیان لکھا جائے گا

وَيُسْئَلُونَ ۝

اور ان کو پوچھا جائے گا

کی اس نعمت کو دل سے یاد کرو اور زبان سے کہو کہ ہمارا خدا سب عیبوں سے پاک ہے جس نے یہ طاقت ور جانور ہمارے قابو

میں کر رکھا ہے اور ہم اس پر سوار ہوتے ہیں۔ ورنہ ہم تو اس کے قریب بھی نہ جاسکتے اور اس مہربانی کا شکر یہ یہ ہے کہ ہم

اپنے پروردگار کی طرف رجوع ہیں۔ خدا ہم کو توفیق دے کہ ہم اس رجوع میں پختہ رہیں۔ یہ لوگ اگر ایسا کرتے تو خدا کی

نعمت کے قدر دان ہوتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ اسی شرک و کفر میں پھنسے رہے جس میں ان کے بڑے پھنسے ہوئے

تھے اور مزید ان لوگوں نے یہ کیا کہ اللہ کے بندوں میں سے اس کے جزو بنائے یعنی فرشتوں کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ

خدا کی اولاد لڑکیاں چونکہ اولاد والد کا جزو ہوتا ہے اس سے لازم آیا کہ فرشتے ان کے نزدیک خدا کے جزو ہیں۔ معاذ اللہ بے

شک انسان بڑا ہی کھلا ناشکرا ہے۔ دیکھتا نہیں کہ میں کیا کرتا ہوں؟ سنتا نہیں میں کیا کہتا ہوں؟ بھلا خدا نے اپنے لیے

لڑکیاں پسند کیں اور تمہارے لیے لڑکے۔ افسوس ہے پھر تو خدا کے حصے میں بڑی کمی رہی، حالانکہ جب ان میں سے کسی کو

اس چیز کی خوشخبری دی جاتی ہے جو خدا کے حق میں بیان کرتا ہے یعنی جب گھر سے خبر آتی ہے کہ لڑکی پیدا ہوئی تو مارے

غصے کے اس کا منہ کالا ہو جاتا ہے اور وہ خود غم اور غصے میں بھر جاتا ہے۔ کیا وہ بیٹی جو زیور میں نشوونما پاتی ہے اور مقابلہ کی

گفتگو میں بوجہ خلقی کمزوری کے اچھی طرح بیان نہیں کر سکتی وہ تو خدا کے لیے اور بیٹے تمہارے لیے۔ ہاہا! کیسی ان کی

الٹی عقل ہے کہ فرشتوں کو جو خدا کے رحمن کے نیک بندے ہیں لڑکیاں بتاتے ہیں کوئی پوچھے کیا یہ ان کی پیدائش کے

وقت وہاں حاضر تھے؟ نہیں نہیں۔ پس یاد رکھیں ان کا یہ بیان لکھا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کہ اس دعویٰ کا ثبوت

تمہارے پاس کیا تھا؟

لہ آیت تلك اذا قسمة ضیعی کی طرف اشارہ ہے۔ (منہ)

وَقَالُوا كُوْشَاءُ الرَّحْمٰنِ مَا عَبَدْنٰهُمْ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ؕ اِنْ هُمْ اِلَّا

اور کہتے ہیں اگر خدا چاہتا تو ہم ان کی عبادت نہ کرتے اس بات کا ان کو کوئی علم نہیں صرف اٹکلیں

يَخْرَصُوْنَ ؕ اَمْ اَتَيْتَهُمْ كِتٰبًا مِنْ قَبْلِهٖ فَمَنْ يَّهْدِيْهِمْ مُّسْتَمْسِكُوْنَ ؕ بَلْ قَالُوْا

ماتے ہیں۔ کیا ہم نے ان کو اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے جس سے یہ لوگ دلیل پکڑتے ہیں بلکہ کہتے

اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا عَلٰٓى اُمَّتٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثَرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ مَا

ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریق پر چلتے پایا اور ہم ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ اسی طرح ہم نے تمہ سے پہلے

اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ تٰذِيْرٍ اِلَّا قَالُوْا مُتْرَفُوْهَا ؕ اِنَّا وَجَدْنَا اٰبَاءَنَا

جس کسی بستی میں کوئی سمجھانے والا بھیجا تو اس کے آسودہ حال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا

عَلٰٓى اُمَّتٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثَرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ؕ قُلْ اَوَلَوْ جِئْتَكُمْ بِاٰهْدٰى مِمَّا

اور ہم ان کے قدم بقدم چلیں گے۔ اس نے کہا کیا اگرچہ میں تم کو اس طریق سے جس پر تم نے

وَجَدْتُمْ عَلَيْهِ اٰبَاءَكُمْ دَقَالُوْا اِنَّا بِنَا اُرْسَلْتُمْ بِهٖ كَقُرُوْٓنٍ ؕ فَانْتَقْنَا مِنْهُمْ

اپنے باپ دادا کو پایا ہے بہت سیدھا راستہ بتلاؤں۔ انہوں نے کہا تم جس دین کو لے کر آئے ہو ہم اس کے منکر ہیں۔ پھر ہم نے ان سے

فَاَنْظُرْ كَيْفَ كَانَ عٰقِبَةُ الْمُكْذِبِيْنَ ؕ وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِيْمُ لِاٰيٰتِهٖ وَقَوْمِهٖ

بدلہ لیا پھر تو دیکھ ان مکذبوں کا انجام کیسا ہوا اور جب ابراہیم نے اپنے باپ اور قوم سے کہا کہ میں

اِنِّىْۤ اِبْرٰهِيْمٌ مِّنْ اٰتَمٰتِ عِبٰدُوْنَ ۙ

تمہارے معبودوں سے جن کی تم عبادت کرتے ہو سوائے اس ذات پاک کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے میں بیزار ہوں

اور سنو یہ لوگ اپنی بے دینی کے عذر میں کہتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا تو ہم ان معبودوں کی عبادت نہ کرتے مطلب ان کا یہ ہے کہ

ہمارے فعل پر خدا راضی ہے حالانکہ اس بات کا ان کو کوئی علم نہیں صرف اٹکلیں مارتے ہیں۔ ثبوت کے دو طریق ہیں یا تو خود

حاضر ہوں یا کسی کتاب میں صحیح واقعہ پڑھیں۔ کیا ہم نے ان کو اس سے پہلے کوئی کتاب دی ہے جس سے یہ لوگ دلیل پکڑتے

ہیں؟ سچ تو یہ ہے کہ نہ کوئی کتاب ہے نہ عینی شہادت ہے بلکہ صرف اتنا کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر چلتے

پایا ہے اور ہم ان کے نقش قدم پر چلتے ہیں اس سے زیادہ ہم نہیں کہہ سکتے۔ اے رسول! اسی طرح ہم (خدا) نے تمہ سے پہلے

جس کسی بستی میں کوئی سمجھانے والا بھیجا تو اس بستی کے آسودہ حال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر

پایا ہے اور ہم ان کے قدم بقدم چلیں گے سر موادھر ادھر نہ ہوں گے۔ اس پر ان کو اس پیغمبر نے کہا کیا تم اپنے باپ دادا کے

طریق ہی پر چلو گے اگرچہ میں تم کو اس طریق سے جس طریق پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے بہت اچھا اور سیدھا راستہ تم کو

بتلاؤں؟ اس کا جواب چاہئے تو یہ تھا کہ ہم سیدھے راستے کو قبول کریں گے مگر یہ تو وہ کہے جسے سچے مذہب کی ضرورت اور خواہش

ہو چونکہ ان کو حق کی تلاش نہ تھی اس لیے انہوں نے اس کے جواب میں یہ کہا کہ تم نبی جس دین کو لے کر آئے ہو ہم تو سرے

سے اس کے منکر ہیں تمہاری کسی بات کو ہم نہیں مانیں گے چاہے تم کتنا ہی سر کھپاؤ بس پھر کیا تھا ہم نے ان سے منصفانہ بدلہ لیا

پس تو دیکھ ان مکذبوں کا انجام کیسا ہوا؟ ان لوگوں کے سمجھانے کو اور تمہاری تسلی کو ہم حضرت ابراہیم کا وہ واقعہ سنا تے ہیں جب

ابراہیم نے اپنے باپ اور اپنی قوم کو کہا تھا کہ میں تمہارے سارے معبودوں سے جن کی تم عبادت کرتے ہو بیزار ہوں

إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِينِ ۝ وَجَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ

سو وہی مجھے ہدایت دے گا اور خدا نے اس کے اس کلمہ کو اس کے پیچھے مضبوط کیا تاکہ

يَجْمَعُونَ ۝ بَلْ مَتَّعْتُ هَؤُلَاءِ وَآبَاءَهُمْ حَتَّىٰ جَاءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُولٌ مُّبِينٌ ۝

رجوع کریں میں نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو رسایا بسایا یہاں تک کہ ان پاس سچی تعلیم اور صاف صاف سمجھانے

وَلَكِنَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ وَإِنَّا بِهِ كَافِرُونَ ۝ وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَذَا

والا رسول آگیا اور جب ان کے پاس حق کی تعلیم آئی تو انہوں نے کہا کہ یہ تو جادو ہے اور ہم اس سے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ ان

الْقُرْآنِ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقُرَيْشِيِّنَ عَظِيمٍ ۝ أَهُمْ يَقْسُونُ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۝

دو بڑے شہروں میں ت کسی بڑے آدمی پر یہ قرآن کیوں نہیں اترا؟ کیا پروردگار کی رحمت کو یہ لوگ ہانتے ہیں

لَعَنَّا قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيشتَهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ

ہم دنیا کی زندگی میں ان کی معیشت ان کے درمیان تقسیم کرتے ہیں اور ان میں بعض کو بعض پر درجہ میں بلندی دی

دَرَجَاتٍ لِّيَتَذَكَّرَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَخِرَ بِهَا ۝ وَرَحِمْتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ ۝

ہے تاکہ ایک دوسرے کو محکوم بنا کر کام لے اور تمہارے رب کی رحمت بہت اچھی ہے ان سب چیزوں سے جو دنیا کے لوگ جمع کرتے ہیں

سوائے اس ذات پاک کے جس نے مجھے پیدا کیا ہے باقی تمہارے مصنوعی معبودوں کی عبادت سے میں بیزار ہوں۔ سو وہی مجھ

کو ہدایت کرے گا۔ خدا نے ابراہیم علیہ السلام کے استقلال پر اس کی مدد کی اور اس کے اس کلمہ کو جو اس نے مشرکوں کے

سامنے کہا تھا اس کے پیچھے پختہ اور مضبوط کیا۔ مضبوطی کی صورت یہ تھی کہ اس کی تائید میں انبیاء اور اولیاء بھیجے جنہوں نے

دنیا کو دین ابراہیمی کی طرف بلایا اور سمجھایا کہ توحید کی تعلیم صحیح ہے اور شرک غلط۔ یہ سب کچھ اس لیے کہا تاکہ وہ لوگ دین

حق کی طرف رجوع کریں مگر میں (خدا) نے جو ان موجودہ مشرکوں کو جو ان کے باپ دادا کو رسایا بسایا یہاں تک کہ بذریعہ

قرآن مجید ان کے پاس سچی تعلیم اور صاف صاف سمجھانے والا رسول آگیا۔ اس کے آنے پر چاہتے تھا کہ یہ لوگ ہدایت

قبول کرتے مگر انہوں نے ایسا نہ کیا اور جب ان کے پاس حق کی تعلیم آئی تو انہوں نے بجائے اس کو قبول کرنے کے کہا کہ یہ

تو جادو ہے اور ہم اس سے منکر ہیں حالانکہ جادو کا اس میں ایک حرف نہیں تھا مگر اس کی پر زور تاثیر کو یہ لوگ جادو کہنے لگے

اور گمراہ ہو گئے اور سو جب ان لوگوں کی کوئی بات نہیں چلتی تو کہتے ہیں کہ ان دو شہروں مکہ اور طائف میں سے کسی بڑے

آدمی پر یہ قرآن کیوں نہیں اترا؟ اترا تو ایک غریب آدمی پر کیونکہ ان کے نزدیک بڑائی چھٹائی کثرت دولت مال پر ہے

حالانکہ مال ایک بے اعتماد چیز ہے آج یہاں ہے تو کل وہاں باوجود اس کے ان سے پوچھنا چاہئے کیا پروردگار کی رحمت کو یہ

لوگ ہانتے ہیں؟ کیا بارش رزق اولاد مال وغیرہ جو دنیا میں قدرتی طور پر تقسیم ہوتا ہے انکے حکم یا مشورے سے ہوتا ہے؟

ہرگز نہیں۔ ہم (خدا) بذات خود اس دنیا کی زندگی میں ان کی معیشت زندگی کے سامان ان کے درمیان تقسیم کرتے ہیں اور

انہیں سے بعض کو بعض پر درجہ میں بلندی بخشی ہے تاکہ ایک دوسرے کو محکوم بنا کر کام لے اور دنیا کا انتظام چلتا رہے اور

حقیقت الامر یہ ہے کہ دنیا کا مال و متاع کوئی اصل مقصود چیز نہیں بلکہ تمہارے رب کی رحمت بہت اچھی ہے ان سب چیزوں

سے جو دنیا کے لوگ جمع کرتے ہیں۔ مال بھی اگر اس رحمت کے حاصل کرنے میں مؤید ہے تو بہتر ہے ورنہ بیچ۔ علم بھی اگر

رحمت الہی کے حصول میں کام نہیں دیتا تو لغو ہے غرض جو چیز

وَلَوْلَا اَنْ يَكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَجَعَلْنَا لِمَنْ يَكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوتِهِمْ

اور اگر یہ کمال مانع نہ ہوتا کہ سارے لوگ ایک ہی گروہ ہو جائیں گے تو جو لوگ خدائے رحمن سے منکر ہیں ہم ان کے گھروں کی چھتیں سونے

سُفْفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَمَعَارِبٍ عَلَيْهَا يُظْهَرُونَ ۝ وَلِبُيُوتِهِمْ اَبْوَابًا وَسُرُرًا عَلَيْهَا

چاندی کی بنا دیئے اور بیڑھیاں جن پر وہ چڑھا کرتے اور ان کے گھروں کے کواڑ اور تخت بھی جن پر وہ

يَتَّكُونَ ۝ وَزُخْرُقًا ۝ وَانْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَتَّاعٌ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۝ وَالْآخِرَةِ

بیٹھتے ہیں چاندی سونے کے بنا دیئے۔ یہ تو صرف دنیا کی زندگی کا چند روزہ گزارہ ہے اور آخرت تیرے پروردگار کے

عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۝ وَمَنْ يَعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقِصْ لَهُ شَيْطٰنًا

پاس پر بیڑھا کر دیا کیلئے ہے جو کوئی رحمان کے ذکر سے غافل ہو کر زندگی گزارتا ہے ہم اس پر شیطان مسلط کر دیتے

فَهُوَ لَهُ قَرِيْنٌ ۝ وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَجْسَبُوْنَ اَنْهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ۝

ہیں پس وہ اس کا ساتھی رہتا ہے اور وہ ان کو سیدھے راستے سے روکتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ وہ سیدھے رستے پر جا رہے ہیں

حَتّٰى اِذَا جَاءَنَا

یہاں تک کہ جب وہ ہمارے پاس آئے گا

رحمت الہی کے حاصل کرنے میں مدد دے وہی کار آمد ہے دگر پہنچ۔ ان لوگوں کو مال و دولت پر جو گھمنڈ ہے اس کا جواب یہ ہے

کہ ہمارے یعنی اللہ کے ہاں تو اس دنیا کی ذرہ بھر بھی عزت نہیں اور اگر یہ خیال مانع نہ ہوتا کہ سارے لوگ جو سادہ لوح ہیں

اور دنیاوی مال و متاع ہی کو نیکی اور بدی میں ماہہ الامتیاز جانتے ہیں جن کے نزدیک یہی اصول ہے کہ جو اس دنیا میں مال و دولت

کی وجہ سے راضی ہے۔ وہ دوسری دنیا میں راضی ہو گا ایسے لوگوں کی نسبت یہ خیال نہ ہوتا کہ یہ سب ایک ہی گروہ کے کافر

ہو جائیں گے۔ تو جو لوگ خدائے رحمن کی آیات سے منکر ہیں ہم ان کے گھروں کی چھتیں چاندی سونے کی بنا دیتے اور چھتوں پر

چڑھنے کے لیے بیڑھیاں بھی چاندی سونے کی جن پر وہ چڑھا کرتے اور اسکے علاوہ ان کے گھروں کے کواڑ اور بیٹھنے کے تخت

بھی جن پر وہ بیٹھتے ہیں چاندی سونے کے بنا دیتے ہیں کیونکہ ان چیزوں کی اللہ کے نزدیک کچھ بھی حقیقت نہیں یہ تو صرف

دنیا کی زندگی کا چند روزہ گزارہ ہے۔ جس طرح ریل گاڑی میں کوئی اول درجہ میں کوئی دوسرے میں بیٹھا ہے تو کوئی تیسرے

میں غرض سب کی یہ ہے کہ منزل کی مسافت طے ہو جائے۔ اصل عزت وہ ہے جو منزل مقصود پر پہنچ کر حاصل ہو پس سن

رکھو اصل عزت وہی ہے جو آخرت یعنی قیامت میں ہوگی اور آخرت تیرے پروردگار کے پاس خاص پر بیڑھا گاروں کے لیے ہے

کیونکہ وہ دارالجزاء ہے وہاں تو کمائی کا بدلہ ملے گا اس میں کسی دوسرے کو دخل شرکت نہیں۔ متقی (پر بیڑھا گار) کون ہوتے ہیں

بحکم تعرف الاشياء باضدادها متقی کی ضد تم کو بتاتے ہیں اسی لئے متقی کی پہچان تم کو ہو جائے گی۔ پس سنو جو کوئی مالک

الملک اور رحمن رحیم کے ذکر سے غافل ہو کر زندگی گزارتا ہے ہم اس پر شیطان مسلط کر دیتے ہیں پس وہ ہر دم اس کا ساتھی

رہتا ہے۔ قانون فطرت ہے کہ جو کوئی خدا کو چھوڑ کر دوسری طرف رخ کرتا ہے اس کو صحیحی بھی برے لوگ ملتے ہیں اور وہ

شیطان بتوسط ان کے ہم نشینوں کے ان پر حاوی ہوتے ہیں کہ ان کو سیدھے رستے پر چلنے سے روکتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ

وہ سیدھے رستے پر جا رہے ہیں یہ ان کا ملاپ اور ملاقات مرنے تک رہتی یہاں تک کہ جب وہ یعنی بے ذکر خدا زندگی گزارنے

والا بعد موت ہمارے پاس آئے گا تو اس شیطانی ملاپ کا نتیجہ

لہ زخرفا بزغ خافضه عطف ہے فضتہ پر۔ اسی لحاظ سے ترجمہ میں سونے کا لفظ چاندی کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ فافم۔

قَالَ يَلَيْتَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِينُ ﴿۵﴾ وَلَنْ يَنْفَعَكَ

تو کے گامے کا! مجھ میں اور تجھ میں مشرق مغرب جتنا فاصلہ ہوتا تو بہت برا ساگھی ہے اور چونکہ تم لوگ ظالم ہو اس

اليَوْمِ اِذْ ظَلَمْتُمْ اَنْكُمُ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُونَ ﴿۶﴾ اَفَاَنْتَ تَسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِي

لئے عذاب میں تمہارا شریک رہنا تم کو کچھ فائدہ نہ دے گا کیا تو بہروں کو سنا سکتا ہے یا اندھوں اور کھلی

الْعُصَىٰ وَمَنْ كَانَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿۷﴾ فَاِمَا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُنْتَقِبُونَ ﴿۸﴾

گمراہی میں رہنے والوں کو ہدایت کر سکتا ہے؟ بھلا اگر ہم تجھے لے جاویں تو ہم ان سے بدلہ لیں گے یا

اَوْ يُرِيَنَّكَ الَّذِي وَعَدْنَاهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُونَ ﴿۹﴾

تیری زندگی ہی میں موعودہ عذاب ہم ان کو دکھا دیں تو ہم اس پر بھی قادر ہیں

دیکھ کر کے گامے کا! مجھ میں اور تجھ شیطان میرے ساگھی میں مشرق مغرب جتنا فاصلہ ہوتا۔ میں تیرا منہ بھی نہ دیکھتا

کیونکہ تو بہت برا ساگھی ہے۔ وہ کے گامے کہنے سے کیا فائدہ؟ آؤ ہمارے لیے یہی بہتر ہے کہ لٹھوئے ہمارا یاراں دوزخ۔ ہمراہ

یاراں بہشت۔ جس طرح ہم دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہتے سستے رہتے تھے اس عذاب میں بھی اکٹھے رہیں تاکہ

دکھ کا احساس کم ہو جو اب ملے گا کیا خواب دیکھ رہے ہو؟ سنو تم سخت عذاب میں رہو گے اور چونکہ تم لوگ ظالم ہو اس لیے

عذاب میں تمہارا شریک رہنا تم کو کچھ فائدہ نہ دے گا یہ یکجائی تم کو کچھ مفید نہ ہوگی۔ یہ لوگ ہیں متقیوں کے خلاف پس تم

سمجھ گئے ہو گے کہ متقی وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ذکر کو اپنی زندگی کا اصل مقصد جانتے ہیں جن کا اصول زندگی یہ ہے

پس از صد سال اس معنی محقق۔ کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی با وجود ان وعیدوں اور تم دیدوں کے یہ لوگ جو کچھ نہیں

سمجھتے تو کوئی تعجب کی بات نہیں کیا تو (اے نبی) بہروں کو سنا سکتا ہے یا اندھوں اور کھلی گمراہی میں رہنے والوں کو ہدایت کر سکتا

ہے؟ ہرگز نہیں ان میں تو ان باتوں کی حس ہی نہیں۔ یہ تو اپنے خیالات میں ایسے محو ہیں کہ الامان ان کو کچھ سوچتا ہی نہیں

یہی سوچتا ہے اور یہی کہتے ہیں کہ یہ محمد (ﷺ) چند روزہ ہے آخر مر جائے گا تو کوئی اسے جانے گا بھی نہیں حالانکہ ان کو اصل

حقیقت کا علم نہیں کہ ان کا اصلی تعلق تو ہمارے ساتھ ہے بھلا اگر ہم تجھے بقضائے موت دنیا سے لے جاویں تو ان کو اس سے

کچھ فائدہ ہوگا؟ نہیں کیونکہ ہم ان سے ان کی بدکاری کا بدلہ لیں گے۔ دنیا میں تیرے رہنے یا دنیا سے چلے جانے سے ان کو کچھ

فائدہ نہیں ہوگا برابر ہے تو (اے نبی!) زندہ رہے یا دار آخرت کو انتقال کرے اگر تیری زندگی میں موعودہ عذاب ہم انکو

دکھائیں تو ہم اس پر بھی قادر ہیں۔

۱۔ ہمارے ملک پنجاب میں مرزا قادیانی نے جو دعویٰ نبوت کے ساتھ الہامی پیش گوئیاں کی تھیں جو سب یا اکثر جھوٹی ہوئیں تو انہوں نے اور ان کے

اتباع نے ایسی آیات کے استدلال پر یہ کنا شروع کیا کہ پیش گوئی کا صدق (لمہم کی زندگی میں ہو یا ضروری نہیں) اسکی زندگی کے بعد بھی سچی ہو سکتی ہیں۔

اسکا جواب: یہ دیا گیا کہ جو پیش گوئی عام ہو اس میں تو لمہم کی زندگی سے تعلق نہ سہی مگر جو پیش گوئی لمہم کی زندگی سے تعلق رکھتی ہو وہ تو اس

کی زندگی ہی میں پوری ہونی لازمی ہیں۔ مثلاً مرزا صاحب (لمہم) نے کہا کہ میں وحی الہی سے کہتا ہوں کہ فلاں عورت سے میرا نکاح ہو جائے گا۔

اگر یہ نکاح نہ ہو تو ہر شخص اس کو غلط کہے گا۔ اسی طرح فلاں شخص میری زندگی میں مرے گا مگر وہ نہ مر بلکہ خود مر گئے تو اس پیش گوئی کے غلط

ہونے میں کون کلام کرے گا۔ ہم تو مرزا صاحب کی اس قسم کی پیش گوئیاں بھی بہت دیکھتے ہیں جن کا ذکر ہمارے رسالہ ”الہامات مرزا“ میں

مفصل ہے۔ (۱۲۲)

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ، إِنَّكَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ۝ وَإِنَّهُ لَكُذُوبٌ وَ

جو کلام تیری طرف بذریعہ وحی کے بھیجا گیا ہے اس کو مضبوطی سے پکڑے رہ۔ اس میں شک نہیں کہ تو سیدھی راہ پر ہے اور وہ تیرے لئے اور

لِقَوْمِكَ ۝ وَسَوْفَ تَسْأَلُونَ ۝ وَسَأَلْ مَنْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُسُلِنَا

تیری قوم کے لئے نصیحت ہے اور تم سب سے اس کی بابت سوال ہوگا اور تو ان رسولوں سے پوچھ جن کو ہم نے تجھ سے پہلے بھیجا تھا ہم نے اپنی

أَجَعَلْنَا مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ آلِهَةً يُعْبَدُونَ ۝ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ بِآيَاتِنَا إِلَىٰ

ذاتِ الرَّحْمَنِ کے سوا کسی اور کی بھی عبادت کرنے کی اجازت دی تھی؟ اور تحقیق ہم نے موسیٰ کو کھلے کھلے نشان دے کر فرعون اور اس کے

فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ فَقَالَ إِنِّي رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِآيَاتِنَا إِذَا هُمْ

درباری امراء کی طرف بھیجا تو اس نے کہا کہ میں رب العالمین کی طرف سے رسول ہوں پھر جب وہ ان کے پاس ہمارے نشان

بَيْنَهَا يَعْصُونَ ۝ وَمَا يُؤْمِنُ مِنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتَيْهَا وَآخَذْنَاهُمْ بِالْعُنُقِ

لایا تو اسی وقت ان کی ہنسی اڑانے لگے اور ہم (خدا) جو نشان ان کو دکھاتے تھے وہ پہلے نشان سے بڑا ہوتا تھا اور ہم نے ان کو سخت

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ وَقَالُوا يَا أَيُّهُ الشُّجْرُ ادُّؤُا لَنَا رَبِّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۝

عذاب میں مبتلا کیا تاکہ وہ رجوع کریں اور انہوں نے کہا اے جادوگر! جو تیرے پروردگار نے تیرے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے وہ ہمارے لئے اس سے مانگ

غرض یہ کہ اس کام میں براہ راست ان کا تعلق ہم سے ہے تجھ سے نہیں پس تو ان کی باتوں کی طرف کان مت لگا بلکہ جو کلام

تیری طرف بذریعہ وحی کے بھیجا گیا ہے اس کو مضبوطی سے پکڑے رہ۔ اس میں شک نہیں کہ تو سیدھی راہ پر ہے اور یہ لوگ

گمراہی میں ہیں اور وہ کلام جو تیری طرف بذریعہ وحی کے بھیجا گیا ہے تیرے ہی لیے مخصوص نہیں بلکہ وہ تیرے لیے نصیحت

ہے اور تیری قوم کے سارے لوگوں کے لیے بھی نصیحت ہے اور تم سب سے اس کی بابت سوال ہوگا اور ان لوگوں کو جو اس

تعلیم سے نفرت اور شرک و کفر سے رغبت ہے کیا یہ تعلیم کوئی نئی ہے؟ اس امر کی تحقیق کے لیے تو ان رسولوں سے پوچھ

جن کو ہم نے تجھ سے پہلے دنیا کی ہدایت کے لیے بھیجا تھا یعنی ان کی کتابوں میں دیکھ اور ان کو دکھا کہ ہم نے اپنی ذاتِ رحمان

کے سوا کسی اور کی بھی عبادت کرنے کی اجازت دی تھی؟ ہرگز نہیں۔ جس حال میں کسی رسول مقبول کو بھی عبادت میں

حصہ نہیں ہے تو اور کسی کو کیا ہوگا اس مطلب کے ذہن نشین کرنے کے لیے ایک مشہور قصہ سنو اور نصیحت پاؤ۔ تحقیق ہم

(خدا) نے حضرت موسیٰ کو کھلے کھلے نشان دے کر فرعون اور اس کے درباری امراء کی طرف بھیجا تاکہ ان کی گمراہی میں راہ

نجات دکھائے تو حضرت موسیٰ نے ان کے پاس پہنچ کر حسب ضابطہ پہلے اپنی حیثیت بتلانے کو کہا کہ میں رب العالمین خدا کی

طرف سے رسول پیغام رساں ہو کر آیا ہوں تم لوگ میری سنو تاکہ تم گمراہی سے ہدایت میں آجاؤ۔ انہوں نے جواب میں

کہا کہ اس دعویٰ پر کوئی ثبوت پیش کرو پھر جب وہ موسیٰ ان کے پاس ہمارے (خدا کے) نشان لایا اور واضح طور سے ان کو

دکھائے تو وہ اسی وقت ان نشانوں کی ہنسی اڑانے لگے یوں کہنے لگے لوجی یہ بھی معجزہ ہے کہ لکڑی کا سانپ بن گیا واہ کیا کہتے

ہیں؟ ایسے کرشمے بھی کوئی معجزہ ہیں یہ تو سب جادوگر کر سکتے ہیں غرض یہ کہ وہ ہنستے رہے اور ہم (خدا) جو نشان ان کو

دکھاتے تھے وہ پہلے نشان سے بڑا ہوتا تھا اور ہم نے ان کو سخت عذاب میں مبتلا کیا تاکہ وہ رجوع کریں مگر وہ بجائے رجوع

کرنے کے الٹے اڑے اور انہوں نے حضرت موسیٰ کو بطور تکبر اور تحول کے مخاطب کر کے کہا اے جادوگر! جو تیرے

پروردگار نے تیرے ساتھ وعدہ کیا ہوا ہے وہ ہمارے لیے اس سے مانگ

إِنَّا لَمُهْتَدُونَ ۝ فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمْ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنْكُثُونَ ۝ وَنَادَى

ہم ہدایت پائیں گے پھر جب ہم نے ان سے عذاب دور کیا وہ فوراً عہد شکنی کرتے رہے فرعون نے اپنی

فِرْعَوْنَ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهَذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي

قوم میں منادی کر رہا تھا کہ اے میری قوم کے لوگو! کیا ملک مصر میرا نہیں ہے اور یہ دریا میرے ملکوں کے نیچے چل رہے ہیں کیا تم

مِن تَعْتَبِهِ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝ أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هَذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ ۚ وَلَا يُكَادُ

دیکھتے نہیں کیا میں اچھا ہوں یا یہ شخص جو ایک ذلیل آدمی ہے وہ گفتگو بھی

يُؤَيِّنُ ۝ فَلَوْلَا أَلْقَىٰ عَلَيْهِ آسُورَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ جَاءَ مَعَهُ الْمَلِئِكَةُ مُقْتَرِنِينَ ۝

ٹھیک نہیں کر سکتا پھر سونے چاندی کے ٹکٹن اس کو کیوں نہیں ملے یا فرشتوں کی جماعت اس کے ساتھ جمع ہو کر آئی ہوتی۔

فَأَسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَاطَاعُوهُ طَائِفًا مِّنْهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَسِيقِينَ ۝ فَلَمَّا أَسْفَوْنَا انْتَقَمْنَا

پس فرعون نے اپنی قوم کو بے خوف بنایا پھر وہ اس کے تابع ہو گئے کیونکہ وہ بدکار لوگ تھے پھر جب انہوں نے ہم کو سخت

مِنْهُمْ فَأَعْرَفْنَاهُمْ أَجْمَعِينَ ۚ

ارجحیدہ ہی کیا تو ہم نے ان سے بدلہ لیا پس ہم نے ان سب کو غرق کر دیا

یعنی اس نے جو کہا ہوا ہے کہ اگر فرعون تو بہ کریں گے تو میں ان سے عذاب ہٹا دوں گا۔ اب ہم توبہ کرتے ہیں تو ہم سے

عذاب ہٹا دے ہم تیری تعلیم کے مطابق ہدایت پائیں گے پھر جب ہم نے ان سے عذاب دور کیا وہ فوراً عہد شکنی کرتے

رہے۔ یہ حالت تو ان کی عام تھی خاص فرعون کا یہ حال تھا کہ اس نے اپنی قوم کے لوگ میں منادی کر کر سب کو جمع کیا اور

کہا اے میری قوم کے لوگو! تم جو موسیٰ کی طرف بھگتے جا رہے ہو اور میرے مقابلہ میں اس کی عزت سمجھتے ہو کیا اتنا بڑا

ملک مصر میرا مقبوضہ نہیں ہے اور یہ دریا میرے ملکوں کے نیچے باادب و تعظیم چل رہے ہیں کیا تم ان باتوں کو دیکھتے ہوئے

بھی اصل حال دیکھتے نہیں کہ میرے مقابلہ پر کسی اور کی وقعت تمہارے دل میں کیوں آتی ہے؟ کیا تم اس بات کو نہیں

جان سکتے کہ میں جو ان سب چیزوں کا مالک ہوں اچھا ہوں یا یہ شخص موسیٰ جو ایک ذلیل آدمی ہے اور بوجہ لکنت زبان کے

گفتگو بھی ٹھیک نہیں کر سکتا اس کی بھی کچھ عزت ہوتی تو میری طرح اس کو بھی ناز و نعمت حاصل ہوتی بھلا پھر سونے

چاندی کے ٹکٹن اس کو کیوں نہیں ملے دیکھو تو ہندوستان کے راجاؤں کی طرح میرے ہاتھوں میں ڈبل ٹکٹن ہیں یا اگر وہ ان

چیزوں کو اپنی دیداری کے گھنڈ میں ہم سگان دنیا کا حصہ جانتا ہے تو فرشتوں کی جماعت جمع ہو کر اس کے ساتھ آئی ہوتی

جو لوگوں کو اس کی طرف بلاتی یہ کیا بے ڈھب بات ہے کہ کہلائے تو خدا کا رسول اور حالت یہ ہو کہ نہ اوڑھنے کو نہ بچھونے

کو محض ایک فقیر فلاں نہ سواری ہے نہ اردلی نہ فوج ہے نہ پولیس کیا ایسا شخص خدا کا رسول ہونا چاہئے جو نانبینہ کا بھی

محتاج ہو۔ پس فرعون نے بھی ایسی باتیں کر کے اپنی قوم کا یہ توف بنایا۔ پھر وہ سارے اس کے تابع ہو گئے کیونکہ وہ بدکار

لوگ تھے جو نبی کوئی ان کو برائی کی طرف رغبت دلاتا وہ اسی طرف راغب ہو جاتے پھر جب انہوں نے اپنی بد اعمالی سے ہم

کو سخت رنجیدہ ہی کیا تو ہم نے ان سے بدلہ لیا ایسا بدلہ جس کو بدلہ کہا جائے پس ہم فرعون اور اس کے خاص الخاص مشیروں

اور فوجی افسروں کی جو اس کے ساتھ حضرت موسیٰ کے تعاقب میں دریا تک گئے تھے ان سب کو اسی دریا میں غرق کر دیا

جسکو وہ اپنا مسخر کہا کرتا تھا۔

فَجَعَلْنَاهُمْ سَلَفًا وَمَثَلًا لِلْآخِرِينَ ۝ وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ

پس ہم نے ان کو گویا گزارا اور پچھلوں کے لئے مثال بنایا اور جب عیسیٰ ابن مریم ذکر کیا جاتا ہے تو تیری قوم کے لوگ اس

مِنْهُ يَصُدُّونَ ۝ وَقَالُوا ءَا إِلَهِنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا

سے روگردانی کر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کیا ہمارے معبود اچھے ہیں یا یہ اچھا ہے؟ یہ لوگ تیرے سامنے صرف جھگڑے کے طور پر

بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصَصُونَ ۝ إِنَّ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا

کہتے ہیں بلکہ یہ لوگ طبعاً جھگڑالو ہیں وہ تو ہمارا ایک صالح بندہ تھا جس پر ہم نے بہت سے انعام کئے تھے اور ہم نے

لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلَفُونَ ۝

اس کو بنی اسرائیل کے لئے ہادی بنایا اور اگر ہم چاہتے تو تمہاری جگہ فرشتے پیدا کر دیتے جو زمین پر ایک دوسرے کے بعد رہتے سستے

پس ہم نے ان کو گویا گزارا اور پچھلوں کے لئے مثال بنایا کہ وہ ان کی حالت پر غور کر کے ہدایت پائیں چنانچہ آج تک

بھی ان فرعونوں کا قصہ بطور عبرت و نصیحت کے بیان کیا جاتا ہے اور لوگ اس سے یہ سمجھ کر نصیحت پاتے ہیں کہ ایسے ایسے

منکروں کا انجام ایسا برا ہوا مگر مثال اور واقعات سے بھی ہر کوئی فائدہ نہیں اٹھاتا بلکہ بعض لوگ اٹل الجھنے لگ جاتے ہیں۔

چنانچہ یہ تیرے مخاطب شرفاء مکہ کی یہی حالت ہے کہ جب کبھی ان کو تاریخی واقعہ بھی سنایا جاتا ہے تو روگردانی کر جاتے

ہیں اور ان کی ضد اور تعصب یہاں تک ترقی کر گئے ہیں کہ جب کبھی حضرت عیسیٰ ابن مریم جو بڑا بزرگ - مقبول خدا نبی

اور رسول تھا کا بطور ہادی اور راہ نما کے ذکر کیا جاتا ہے یعنی جب کبھی اس کا ذکر صلحاء کی جماعت میں باعزاز و اکرام کیا جاتا

ہے تو تیری قوم کے لوگ بت پرست اس سے روگردانی کر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کیا ہمارے معبود اچھے ہیں یا یہ مسیح اچھا

ہے؟ چونکہ یہودیوں سے حضرت مسیح کی بدگوئی سننا کہ حضرت ممدوح کی شان میں بد ظن ہیں اس لئے اپنے معبودوں کو

مسیح سے افضل جانتے ہیں لیکن اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ تیرے سامنے صرف جھگڑے کے طور پر کہتے ہیں بلکہ یہ لوگ

طبعاً جھگڑالو ہیں۔ اس لیے ان کو کسی حق ناقص بات سے واسطہ نہیں یہ تو محض مذاق پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اب ہم اصل

حقیقت سناتے ہیں کہ یہودیوں کی بدگوئی بالکل بے بنیاد اور غلط ہے وہ مسیح تو ہمارا (خدا) کا ایک صالح بندہ تھا جس پر ہم

(خدا) نے بہت سے انعام کئے تھے نبوت دی رسالت بخشی، معجزات دیئے بہت سے لوگوں پر فضیلت دی، دشمنوں سے

بچایا وغیرہ اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے لئے رہنما اور ہادی بنایا مگر بنی اسرائیل میں سے یہودی گروہ نے اپنی شومی قسمت

سے اس کو نہ مانا تو مسیح کے فیض تعلیم سے محروم رہے اور یہ عرب کے لوگ فیض نبوت سے اس لیے محروم ہیں کہ ان کے

خیال میں منصب نبوت کے لائق فرشتے ہیں غیر فرشتہ کو نبوت کا ملنا ان کی سمجھ سے بالاتر ہے اور اگر ہم (خدا) چاہتے تو

تمہاری جگہ فرشتے پیدا کر دیتے جو زمین پر ایک دوسرے کے بعد رہتے سستے۔ پھر تو ان کی ہدایت کے لیے جو رسول آتے

بیٹھتے وہ فرشتے ہوتے کیونکہ عام قانون ہے۔

کند ہم جنس باہم جنس پرواز

کبوتر با کبوتر باز با باز

دنیا کے تم باشندے چونکہ انسان ہو اس لیے تمہاری ہدایت کے لیے انسان ہی آنا چاہئے چنانچہ آئے حضرت مسیح کو جو

یہودیوں، مشرکوں نے نہیں مانا یہ ان کی شومی قسمت ہے۔

اَوَانَهُ لَعَلُّمٌ لِّلسَّاعَةِ ۚ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُون ۗ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿۱۰﴾

اور وہ مسیح قیامت کی دلیل اور نشانی ہے پس تم اس میں شک نہ کرو اور میری تابعداری کرو یہی سیدھی راہ ہے

وَلَا يَصُدُّكُمْ الشَّيْطٰنُ ۗ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۱۱﴾ وَكَلَّمَا جَاءَ عَيْسٰى

اور شیطان تمکو اس سے نہ روکے۔ بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور جب عیسیٰ کھلے احکام

بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُوْنَ

لائے تو انہوں نے کہا میں تم لوگوں کے پاس حکمت لایا ہوں اور اس لئے کہ بعض باتیں جن میں تم لوگ باہمی اختلاف رکھتے ہو

فِيْهِ ۗ فَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ وَاطِيعُوْنَ ﴿۱۲﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۗ هٰذَا

وہ تم لوگوں کو پوری طرح سمجھا دوں پس تم اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو بے شک اللہ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے پس تم اس کی عبادت

صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿۱۳﴾ فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۗ

کر دی گئی سیدھا رستہ ہے پھر بھی وہ جماعتیں آپس میں مختلف ہو گئیں

اور وہ مسیح قیامت کی دلیل اور نشانی ہے اس کی پیدائش، اس کی ہستی، اس کی تعلیم سے قیامت کا ثبوت ملتا ہے پس تم لوگ اس

قیامت میں شک نہ کرو اور جو تعلیم تم کو میرا رسول محمد ﷺ دیتا ہے اس کی تعمیل کرنے میں میری تابعداری کرو۔ یہی سیدھی

راہ ہے جو دنیا کو مجھ تک پہنچا دے گی اور یاد رکھو کہ شیطان اپنی شرارت سے باز نہ آئے گا لیکن وہ تم کو اس سے نہ روکے بے شک

وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، اس کی دشمنی سے پر حزر رہنا وہ تمہاری گزند رسانی میں ہمیشہ لگا رہتا ہے۔ تم بھی ہر وقت اس سے خدا کی

پناہ میں رہا کرو۔ یہ تو گفتگو ہوئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بعد کی اور ان کی زندگی کا حال بھی سننا چاہو تو ایک واقعہ سنو کہ

جب حضرت عیسیٰ کھلے احکام لائے اور لوگوں کو سنائے تو انہوں نے کہا کہ میں تم لوگوں کے پاس روحانی حکمت لایا ہوں جس

حکمت سے تم اپنے خالق کو پہچان کر اس سے رشتہ تعلق بنا اور ناپسندیدہ امور میں اس لیے آیا ہوں کہ بعض باتیں جن میں تم لوگ

باہمی اختلاف کرتے ہو وہ تم لوگوں کو پوری طرح سمجھا دوں پس تم لوگ اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو تاکہ تم اس روحانی

حکمت سے بہرہ ور ہو جاؤ۔ سنو اور دل سے یقین کرو کہ بیشک اللہ تعالیٰ ہی میرا اور تمہارا پروردگار ہے، پس تم اسی کی عبادت

کرو، اس کے سوا کسی کی مت کرو۔ یہی سیدھا راستہ ہے جو خدا تک تم کو پہنچائے گا۔ اس پر چلو اور ادھر ادھر نظر اٹھا کر بھی نہ

دیکھو، باوجود اس کے پھر بھی وہ جماعتیں آپس میں مختلف ہو گئیں۔ بعض تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم پر جتے رہے اور

بعض نے وہی شرکیہ اعتقادات اور کفریہ رسومات اختیار کر لیں جن کو اصطلاح شرع میں سخت ظلم سے موسوم کیا جاتا ہے۔

۱۔ یہ تعلیم آج تک انجیل میں ملتی ہے۔ حضرت عیسیٰ کا قول انجیل یوحنا میں یوں نقل ہے: ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ کو ایسا سمجھا دے اور یسوع کو

جیسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔ (باب ۱۷ فقرہ ۱۰) اس عبارت کا مطلب صاف ہے کہ نجات اخروی انھیں لوگوں کو نصیب ہوگی جو خدا کی کامل

توحید اور مسیح اور دیگر رسولوں کی رسالت پر ایمان رکھتا ہوگا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ناقصین کلام مسیح نے اس فقرے کو مختصر نقل کیا ہے اصل مفصل وہی

ہے جو قرآن مجید میں مذکور ہے۔ (۱۲)

قَوْلٍ لِّلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابٍ يَوْمَ الْيَوْمِ ۝ هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ

ہاں ایسے ظالموں کے لئے دردناک عذاب کی وجہ سے انہوں نے۔ کسی امر کا انتظار نہیں کرتے مگر اس امر کا کہ

اَنْ تَاتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ اَلَا خَلَاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ

قیامت کی گھڑی ناگہاں ان پر آجائے ایسے حال میں کہ یہ لوگ بالکل بے خبر ہوں۔ دوست سب اس دن ایک دوسرے

اِلَّا الْمُتَّقِينَ ۝ يٰعِبَادِ لَاخَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا اَنْتُمْ تَخْذَلُونَ ۝ اَلَّذِينَ

کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار لوگ ایسے نہ ہوں گے۔ اے اللہ کے بندو! تم پر خوف نہیں اور نہ تم لوگ غمگین ہو گے یعنی وہ لوگ

اٰمَنُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ اُدْخِلُوْا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ۝

جو ہمارے صلہوں کو مان کر فرماں بردار تھے تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ تم وہاں خوش کئے جاؤ گے

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّاَكْوَابٍ ۝ وَفِيْهَا مَا نَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ

سونے کی رکابیاں اور گھاس ان میں ادھر ادھر پھیرے جائیں گے اور جو کچھ طبائع چاہتی ہیں اور جو آنکھوں کو بھلی معلوم

وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۝ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

ہوتی ہیں ان میں ملے گا اور تم ان میں ہمیشہ رہو گے

پس ایسے ظالموں کے لیے دردناک عذاب کی وجہ سے انہوں نے کہ وہ ان پر سخت مصیبت ہوگی مگر ان لوگوں کی طبیعت

ایسی خدا سے ہٹ گئی ہے کہ کسی شرعی امر کو شرعی دلیل سے سمجھنا نہیں چاہتے بلکہ کسی امر کا انتظار نہیں کرتے مگر اس امر کا

کہ قیامت کی گھڑی ناگہاں ان پر آجائے ایسے حال میں کہ یہ لوگ بالکل بے خبر ہوں۔ ان کی گفتگو ان کی روش یہی جتنا رہی

ہے کہ بس اب یہ قیامت کی گھڑی کے منتظر ہیں اور کوئی بات ان کو اثر نہیں کرتی۔ اصل یہ ہے کہ ان کو ایک غلط فہمیہ دل

میں جاگزیں ہے کہ ہم بڑے بڑے تعلقات والے ہیں اس لیے ان کو ابھی سے بتلایا جاتا ہے کہ دنیاوی تعلق دار اور دوست

سب کے سب اس قیامت کے دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے کیونکہ ان کو یاد آجائے گا کہ اس نے مجھ سے فلاں

براکام کر لیا تھا۔ اس نے مجھے فلاں نیک کام سے روکا تھا اس لیے وہ بجائے محبت کے عداوت کرنے پر قتل جائیں گے مگر

پرہیزگار صلحاء کی جماعت جن کے تعلقات محض رضائے خدا کے لیے تھے وہ ایسے نہ ہونگے بلکہ وہ ایک دوسرے کے محبت

ہوں گے ان لوگوں کو جو متقی ہوں گے اور محض اللہ کی رضا جوئی کے لیے آپس میں محبت کئے ہوں گے کہا جائے گا اے اللہ

کے بندو! جس حال میں کہ آج سب لوگ بے چین اور مصیبت میں ہیں تمہارے نیک اعمال کی وجہ سے تم پر کوئی خوف

نہیں اور نہ تم لوگ اس طرح غمگین ہو گے یعنی ان بندگان الہی سے مراد وہ لوگ ہیں جو ہمارے حکموں کو مان کر فرمانبردار

تھے۔ لو آج تم اور تمہاری بیویاں باقی سب لوگوں سے پہلے جنت میں داخل ہو جاؤ گے، تم وہاں خوش کئے جاؤ گے، ہر قسم کی

نعوتیں وہاں ان کو ملیں گی۔ کھانے پینے کے لیے سونے کی رکابیاں اور گھاس ان کو دینے جائیں گے جو ان میں ادھر ادھر

پھیرے جائیں گے جب ان کی دوستانہ مجلس ہو کرے گی تو باہمی محبت کا دور چلا کرے گا غرض جو کچھ انسانی طبائع چاہتی

ہیں اور جو آنکھوں کو بھلی معلوم ہوتی ہیں وہ ان کو ان باغوں میں ملے گا اور بڑی بات یہ ہوگی کہ بطور اعلان ان کو کہا جائے گا کہ تم ان باغوں میں ہمیشہ رہو گے۔

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۰﴾ لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ

اور یہ باغ جو تم کو ملے ہیں نیک اعمال کے سبب سے ہیں تمہارے لئے اس میں بہت کثرت سے

كثيرةٌ منها تأكلون ﴿۱۱﴾ إِنَّ الْمَجْرِمِينَ فِي عَذَابٍ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ﴿۱۲﴾

پھل ہوں گے تم انہیں میں سے کھاتے رہو گے۔ بے شک مجرم لوگ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے

لَا يُفْتَرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ ﴿۱۳﴾ وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا هُمْ

جس میں ان کو عذاب سے ناعف نہ ہوگا اور وہ اس میں ناامید ہو جائیں گے۔ ہم نے ان پر کوئی ظلم نہ کیا ہوگا لیکن وہ

الظَّالِمِينَ ﴿۱۴﴾ وَنَادُوا بِلِقَاءِ رَبِّكَ ۗ قَالَ لِمُكُونَ ﴿۱۵﴾

خود آپ ظالم ہوں گے اور پکاریں گے کہ اے مالک! تیرا پروردگار ہمارا کام تمام کر دے۔ وہ کہے گا تم لوگ ہمیشہ اسی جگہ رہو گے

لَقَدْ جِئْتُمْ بِالْحَقِّ وَلَكِنَّ أَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كِرْهُونَ ﴿۱۶﴾ أَمْ أَرْبُومَآ

ہم نے تمہارے پاس سچی تعلیم بھیجی مگر تم میں سے اکثر لوگ حق بات کو ناپسند جانتے رہے۔ کیا انہوں نے کوئی تدبیر کر

أَهْرًا ۖ وَإِنَّا مُبْرَمُونَ ﴿۱۷﴾ أَمْ يُحْسِبُونَ أَنَّا لَا نَسْمَعُ سُرَّتْهُمْ وَنَجْوَاهُمْ ۗ بَلَىٰ وَرُسُلْنَا

رکھی ہے تو ہم بھی فیصلہ کر چکے ہیں کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان کے خفیہ بھید اور پوشیدہ مشورے نہیں جانتے ہاں اور ہمارے

اور یہ بھی کہا جائے گا کہ یہ باغ جو تم کو ملے ہیں یہ تمہارے نیک اعمال کے سبب سے تم کو ملے ہیں جو تم دنیا میں کیا کرتے تھے

دیکھو تمہارے لیے ان باغوں میں بہت کثرت سے پھل ہوں گے اور تم لوگ انہی میں سے ہمیشہ کھاتے رہو گے۔ ان

پر ہمیزگاروں کے مقابلہ میں جو لوگ بد معاش یا مجرم ہوں گے ان کا انجام بھی سنبوے شک مجرم لوگ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے

جس میں ان کو عذاب سے ناعف نہ ہوگا نہ کبھی ان کو تخفیف ہوگی اور وہ اس عذاب میں ایسے پھنسے ہوں گے کہ رہائی سے ناامید

ہو جائیں گے یہ مت سمجھ کہ ہم نے ان پر کسی طرح سے ظلم کیا ہوگا نہیں ہم نے ان پر کسی طرح سے کوئی ظلم نہ کیا ہوگا لیکن وہ

خود آپ ظالم ہوں گے اور عذاب کی تکلیف میں جہنم کے افسر فرشتے کو جس کا نام مالک ہوگا پکاریں گے کہ اے مالک! ہماری

درخواست ہے کہ تیرا پروردگار ہماری جان لے کر ہمارا کام تمام کر دے۔ وہ بھلا ایسا کہاں کہ خدا کے حکم کے خلاف کوئی لفظ

بولے یا کسی کو بے جا تسکین دے اس لیے وہ کہے گا مت بولو تمہاری درخواست بے سود ہے کیونکہ تم لوگ ہمیشہ اسی جگہ رہو گے

پس جو اب سے ان کی مایوسی کی کوئی حد نہ رہے گی جرم کی اصل وجہ سنبوہم (خدا) نے تمہارے پاس سچی تعلیم بذریعہ انبیاء کے

بھیجی تھی مگر تم میں سے اکثر لوگ حق کو ناپسند جانتے رہے بعض جو جاننے پر آمادہ ہوئے تو ان اکثر نے ان کو بھی دبا یا اور جھوٹے

سچے وعدے دے کر پھسلا یا اور اس تدبیر سے سمجھے کہ ہم کامیاب ہو جائیں گے وہ یہ سمجھے کہ ہم مالک الملک سے کیوں کر مٹ

سکتے ہیں کیا اس دین اور رسالت کے مٹانے کے لیے انہوں نے کوئی تدبیر کر رکھی ہے؟ ضرور کی ہے تو کچھ پرواہ نہیں ہم (خدا)

بھی مضبوطی سے فیصلہ کر چکے ہیں جس کا خلاصہ ابھی سے بتائے دیتے ہیں کہ اسلام کو غلبہ ہوگا اور کفر مٹ جائے گا کیا یہ سمجھتے

ہیں کہ ہم (خدا) ان کے خفیہ بھید اور پوشیدہ مشورے نہیں جانتے؟ ہاں ضرور جانتے ہیں اور ہمارے ذاتی علم کے علاوہ ہمارے

فرستادہ فرشتے بھی

لَدَيْهِمْ يَكْتُوبُونَ ﴿۵﴾ قُلْ إِنْ كَانَ لِلرَّحْمَنِ وَكُدٌ ۖ فَآنَا أَوْلَى الْعَبِيدِينَ ﴿۶﴾

فرستادہ فرشتے بھی ان کے پاس لکھتے رہتے ہیں تو کہہ کہ اگر خدائے رحمن کی اولاد ہو تو سب سے پہلے میں اس کی بندگی کروں

سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۷﴾ فَذَرَهُمْ

جو آسمانوں اور زمینوں اور عرش عظیم کا پروردگار ہے۔ وہ انکے بیان سے پاک ہے پس تو ان کو چھوڑ

يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يَلْقَوْا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوْعَدُوْنَ ﴿۸﴾ وَهُوَ الَّذِي فِي

دے بے ہودہ کھیل کود میں لگے رہیں یہاں تک کہ اس دن کو پائیں جس سے ان کو ڈرایا جاتا ہے اور وہ خدا وہی ہے جو آسمانوں

السَّمٰءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ اِلٰهٌ ۗ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۹﴾ وَتَبٰرَكَ الَّذِي لَهٗ مُلْكُ

میں معبود ہے اور زمینوں میں بھی وہی معبود ہے اور وہ بڑی حکمت والا بڑے علم والا ہے اور بڑی برکت والا ہے۔ وہ خدا کہ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۗ وَعِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ۗ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۰﴾

آسمان زمین اور ان کے بیچ کی سب چیزیں اسی کی ملک ہیں اور قیامت کی گھڑی کا علم بھی اسی کو ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے

ان کے پاس ان کے نیک و بد اعمال لکھتے رہتے ہیں وقت پر جب یہ لوگ انکار کریں گے وہ سب دکھائے جائیں گے۔ بھلا یہ

بھی کوئی بات کہنے کی ہے جو یہ لوگ کہتے ہیں کہ خدا بھی ہماری طرح صاحب اولاد ہے۔ عرب کے بت پرست فرشتوں

کو خدا کی لڑکیاں اور اہل کتاب حضرت مسیح وغیرہ کو خدا کے لڑکے کہتے ہیں تو اے نبی! ان سے کہہ کہ اگر خدائے رحمن

کی اولاد ہو تو سب سے پہلے میں اس کی بندگی کروں کیونکہ میرا جو تعلق خدا کے ساتھ عبودیت کا ہے وہ تم سب لوگوں

سے زیادہ ہے مگر اسی تعلق کی وجہ سے جو مجھے معرفت الہی حاصل ہے میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو آسمانوں اور زمینوں اور

عرش عظیم کا پروردگار ہے اور دنیا کی تمام حکومت کا اصلی مالک ہے وہ ان لوگوں کے غلط بیان سے پاک ہے۔ وہ نہ کسی کا

باپ ہے نہ اس کا کوئی باپ ہے۔ پس تو اے نبی! ان کو چھوڑ دے۔ بیہودہ کھیل کود میں لگے رہیں یہاں تک کہ اس دن روز

جزا کو پائیں جس سے ان کو ڈرایا جاتا ہے۔ دیکھو تو ان مشرکوں کو کیا کیا خدشے پیدا ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہمارے ایک

شہر مکہ میں سینکڑوں معبود ہیں پھر بھی پورا انتظام نہیں رہ سکتا یہ کیوں کر ہو سکتا ہے کہ ساری دنیا کا معبود ایک ہی ہو اس

لئے ان کو بتلاؤ اور سمجھا دو کہ وہ خدا وہی ہے جو آسمانوں میں معبود ہے اور زمینوں میں بھی وہی معبود ہے۔ تمام دنیا اس کی

پجاری اور پرستار ہے اور وہ بڑی حکمت والا بڑے علم والا ہے۔ اپنے تمام پرستاروں کے حالات سے واقف ہے ہر ایک

کی سنتا ہے ہر ایک کو جانتا ہے، صرف علم و حکمت ہی نہیں رکھتا بلکہ حکومت بھی ساری دنیا کی اسی کے قبضے میں ہے۔

حکومت بھی ایسی نہیں کہ اس کی حکومت سے ملک خراب اور برباد ہو جائے نہیں بلکہ بابرکت حکومت ہے۔ اس لئے کہ

بڑی برکت والا ہے وہ خدا جس کی حکومت اتنی وسیع ہے کہ آسمان زمین اور ان کے بیچ کی سب چیزیں اسی کی ملک اور اسی

کے قبضے میں ہیں۔ ان سب چیزوں پر اصلی حکومت اس کے سوا کسی کو نہیں۔ دنیا میں جتنے بادشاہ یا حاکم نظر آتے ہیں سب

اسی کے بنائے سے بنے ہیں جس کو چاہتا ہے بناتا ہے جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے۔ بس اسی کے ہو رہو اسی میں تمام فلاح اور

اسی میں خیر و برکت ہے۔ دوسرا سوال ان لوگوں کا قیامت کی گھڑی پر ہے بار بار بطور سرکشی کے پوچھتے ہیں کب قیامت

ہوگی اور اس میں کیا ہوگا؟ تم اس کے جواب میں کہو کہ قیامت کی گھڑی کا علم بھی اسی کو ہے اور جب وہ گھڑی آپہنچے گی تو

اسی کی طرف تم لوگ لوٹائے جاؤ گے۔

وَلَا يَنْفِكُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَ

اور جن لوگوں سے یہ لوگ دعائیں مانگتے ہیں وہ سفارش کا اختیار نہیں رکھیں گے ہاں جن لوگوں نے علم سے حق بات

هُم يَعْلَمُونَ ۝ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ فَأَنَّى يُؤْفَكُونَ ۝

شہادت دی ہوگی اور اگر تو ان سے پوچھے کہ کس نے ان کو دیا ہے تو کہہ دیں گے اللہ نے پھر کہاں کو جسکے چلے جارت ہیں

وَقِيلَهُ يَا رَبِّ إِنَّا كَؤُودٌ قَوْمٌ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلَامٌ

ہمیں اس کے یارب کہنے کی قسم ہے کہ یہ لوگ ہرگز ایمان نہ لائیں گے پس تو ان کی پرواہ نہ کر اور تو کہہ دیا کہ تم کو سلام

سَوْفَ يَعْلَمُونَ ۝

یہ خود ہی جان لیں گے

سنو اس روز سب حکومت ظاہری اور باطنی خدا کے قبضے میں ہوگی اور جن لوگوں نبیوں اور ولیوں اور فرشتوں سے یہ مشرک لوگ دعائیں مانگتے ہیں وہ حکومت کا اختیار تو کیا سفارش کا اختیار بھی نہیں رکھیں گے یعنی ان کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ بلا اجازت جس کی چاہیں اور جس وقت چاہیں مجرموں کی سفارش کر دیں۔ ہاں جن لوگوں نے علم اور بصیرت سے حق بات یعنی توحید الہی کی شہادت دی ہوگی ان کو اجازت ملے گی وہ کسی قابل معافی مجرم کی سفارش کریں گے تو وہ قبول بھی ہوگی۔ یہاں تک تو درست ہے مگر ان مشرکوں کا یہ خیال درست نہیں کہ یہ لوگ با اختیار خود جو چاہیں گے کر لیں گے یا کر لیں گے۔ بھلا جس صورت میں دنیا ساری خدا کی مخلوق ہے تو پھر مخلوق کو ایسے اختیار کیوں کر ہو سکتے ہیں کہ وہ خدائی کاموں میں مستقل طور پر دخل ہو۔ رہا یہ دعویٰ کہ تمام دنیا خدا کی مخلوق ہے یہ ایسا بدیہی ہے کہ یہ لوگ خود بھی مانتے ہیں اور اقرار کرتے ہیں۔ اگر تو اسے نبی! ان سے پوچھے کہ کس نے ان کو اور ان کے مصنوعی معبودوں کو بنایا ہے تو فوراً کہہ دیں گے اللہ نے۔ پھر کہاں کو جسکے چلے جارہے ہیں مگر نبی کو ان کے حال پر ایسی شفقت ہے کہ ہر شام و پگاہ ان کے حق میں یارب یارب ان کو ہدایت کر کہہ کہہ کر دعائیں مانگتا ہے ہمیں نبی کی یہ مخلصانہ دعا ایسی پیاری لگتی ہے کہ ہم کو اس کے یارب یارب کہنے کی قسم ہے اور قسم کھا کر کہتے ہیں کہ یہ لوگ ہرگز ایمان نہ لائیں گے کیوں کہ ان کو ایمان کی بابت غلط فہمی نہیں جو رفع ہو سکے بلکہ عناد قلبی ہے جو کسی طرح دور نہیں ہو سکتا پس تو ان کی پرواہ نہ کر اور تیرے سامنے پیش آئیں تو کہہ دیا کہ تم کو سلام تم خود ہی اصل حال جان لو گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

سورت دخان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدا کے نام سے شروع جو بڑا رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے

حَمْدٌ ۙ وَالْكِتَابِ الْمُبِیْنِ ۙ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ مُبْرَكَةٍ ۙ اِنَّا كُنَّا

میں رحمن رحیم ہوں قسم ہے کتاب کی جو بیان کرنے والی ہے۔ تحقیق ہم نے وہ کتاب بابرکت رات میں اتاری ہے۔ بے شک ہم لوگوں

مُنذِرِیْنَ ۙ فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ ۙ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ۙ اِنَّا كُنَّا مُرْسِلِیْنَ ۙ

ڈراویں گے اس رات میں تمام باحکمت امور کی تفصیل کی جائے گی بنی ہمارے علم سے ہوا ہے ہم ہی اس کتاب کو بھیج رہے ہیں

سورة دخان

میں خدا رحمان رحیم ہوں میری رحمت ہی کا تقاضا ہے کہ بنی نوع انسان پر رحم کر کے ان کی ہدایت کے لیے کتاب بھیجی۔ قسم ہے اس کتاب کی جو بندگان کے لیے احکام شرعیہ بیان کرنے والی ہے یعنی قرآن مجید۔ تحقیق ہم خدا نے وہ کتاب بابرکت رات یعنی رمضان کہ لیلۃ القدر میں اتاری ہے یعنی قرآن مجید کا نزول رمضان کی لیلۃ القدر میں شروع ہوا تاکہ لوگ بدکاریاں چھوڑ دیں اور نیکی اختیار کریں۔ بے شک ہم اس کتاب کے ساتھ لوگوں کو ڈراویں گے۔ اس بابرکت رات میں قرآن کے ذریعہ تمام باحکمت امور یعنی احکام متعلقہ نجات کی تفصیل کی جائے گی۔ یہ سب کچھ ہمارے حکم سے ہوا ہے کیونکہ ہم ہی اس کتاب کو اسے نبی! تیری طرف بھیج رہے ہیں خدا جس سے کوئی خدمت لے اس کا فضل ہے۔

۱ لیلۃ مبارکۃ اس آیت کی تفسیر میں اختلاف ہے مگر ہم نے جو معنی لکھے ہیں یہ معنی دونوں گروہوں (محدثین اور متکلمین) کے نزدیک معتبر ہیں تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے کہ:

لیلۃ مبارکۃ رمضان کی لیلۃ القدر ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے اس قرآن کو لیلۃ القدر میں اتارا اور یہ رمضان کے مہینے میں ہے جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے رمضان کے مہینے میں قرآن نازل ہوا ہے اس کے خلاف جو روایت آئی ہے وہ ضعیف ہے وغیرہ۔

۲ یقول تعالیٰ مخبرا عن القرآن العظیم انه انزلہ فی لیلۃ مبارکۃ وہی لیلۃ القدر کما قال عزوجل ان انزلنہ فی لیلۃ القدر وکان ذالک فی شہر رمضان کما قال تبارک وتعالیٰ شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن الخ ﴿زیر آیت لیلۃ مبارکۃ﴾

تفسیر کبیر میں لیلۃ القدر کے معنی لکھ کر امام فرماتے ہیں۔

جو لوگ لیلۃ مبارک سے شعبان کے وسط کی رات کہتے ہیں میں نے ان کے پاس اس دعوے پر کوئی معقول دلیل نہیں پائی۔ یہ ہے دونوں گروہوں کا اتفاق (فالمحمد للہ)

اما القائلون بان المراد من الیلۃ المبارکۃ المذكورۃ فی هذه الآیات هی لیلۃ النصف من الشعبان فما رایت لهم دلیلا یقول علیہ ﴿زیر آیت لیلۃ مبارکۃ﴾

فیما یفرق اس لفظ کے معنی میں مفسرین نے بہت کچھ لکھا ہے میں نے جو ترجمہ کیا ہے آیت کا سیاق سابق دیکھنے سے ان معنی کی تصدیق ہو سکتی ہے شروع سورت سے العلم تک قرآن مجید ہی کی تعریف ہے اس سیاق پر غور کر کے تفسیر میں یفرق کے معنی جو ہم نے کئے ہیں قابل تصدیق ہیں (منہ) چونکہ ابتدا اس تفصیل کی اس مبارک رات سے جس میں نزول قرآن شروع ہوا ہے ہوئی اس لیے تفصیل یفرق اسی کی طرف منسوب کی گئی (منہ)

اِخْتَمَتْ مِنْ رَبِّكَ ؕ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

مخمس تیرے پروردگار کی رحمت سے ہے بے شک وہ سنتا اور جانتا ہے جو آسمانوں و زمینوں اور ان کے درمیان کی کل

وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ إِنَّ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ ۝ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ؕ رَبُّكُمْ وَرَبُّ

چیزوں کا پروردگار ہے۔ اگر تم یقین کرتے ہو۔ اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے وہ تمہارا اور

آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۝ بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ يَلْعَبُونَ ۝ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ

تمہارے پہلے باپ دادوں کا پروردگار ہے لیکن یہ لوگ شک میں کھیل رہے ہیں پس تو اس روز کا انتظار کرو جس روز آسمان سے ایک

بِدُخَانٍ مُّبِينٍ ۝ يُعْشَى النَّاسَ ۚ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا

نہلیاں دھواں ظاہر ہوگا وہ تمام لوگوں پر چھا جائے گا یہ تو دردناک عذاب ہے۔ اے ہمارے خدا! یہ عذاب ہم سے

العَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ ۝ اِنِّي لَهُمُ الذِّكْرُ وَقَدْ جَاءَهُمْ رَسُولٌ مُّبِينٌ ۝ ثُمَّ

دور کر دے تو ہم ایمان لاویں گے پھر بھلا ان کو کیسے نصیحت ہوگی جس صورت میں ان کے پاس بیان کرنے والا رسول آیا

اس لیے یہ نزول قرآن تجھ پر محض تیرے پروردگار کی رحمت سے ہے ورنہ کسی کا اس پر استحقاق نہیں۔ کسی عارف نے کیا ہی

سچ کہا ہے۔

داو حق را قابلیت شرط نے بلکہ شرط قابلیت داد ہست

پس تو اس کتاب کی تبلیغ پر دل تنگ نہ ہو مخالفین جو کہتے ہیں تھل سے سنا کر بے شک وہ اللہ سب کی سنتا اور جانتا ہے وہ تیری ایسی

مدد کرے گا کہ دنیا جیران رہ جائے گی۔ سنو جی تیرا رب جس نے یہ کتاب اتاری ہے وہ ہے جو آسمان وزمین اور ان کے درمیان

کی کل چیزوں کا پروردگار ہے۔ اگر تم لوگ کسی سچی بات پر یقین کرتے ہو تو اس بات پر یقین کرو کہ وہی سب کا مالک ہے اس کے

سوا کوئی معبود برحق نہیں وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔ وہ تمہارا یعنی موجودہ نسل کا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا پروردگار

ہے پس سب لوگوں کو چاہئے کہ اسی کی طرف جھکیں اور اسی کے ہو رہیں لیکن یہ لوگ اس سچی تعلیم کو نہیں ماننے بلکہ شک میں

پڑے کھیل رہے ہیں پس تو اے نبی! ان کی اس حالت سے رنجیدہ نہ ہو اور اس روز کا انتظار کرو جس روز آسمان سے ایک

نہلیاں دھواں ظاہر ہوگا یعنی بوجہ گھٹا اور بھوک کے ان کے آسمان پر دھواں نظر آئے گا اور وہ تمام لوگوں پر چھا جائے گا اس

وقت ان کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ تو دردناک عذاب ہے پھر خدا کی طرف توجہ کر کے کہیں گے اے ہمارے خدا! یہ عذاب ہم

سے دور کر دے تو ہم ایمان لاویں گے۔ اس خوشامدی بات میں بھی کھوٹ چھپاویں گے کہ ایمان لانے کا وعدہ دفع عذاب پر

رکھیں گے حالانکہ ایمان ایسا کام نہیں ہے کہ اس کو کسی طمع یا غرض پر موقوف رکھا جائے پھر بھلا ان کو کیسے نصیحت ہوگی جس

صورت میں ان کے پاس بیان کرنے والا اور کھول کھول کر سنانے والا رسول حضرت محمد ﷺ آیا۔

تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوا مُعَلَّمٌ مَّجْنُونٌ ﴿۱۰﴾ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ

تو وہ اس سے روگردان رہے اور کہنے لگے یہ کسی کا سکھایا ہوا مجنون ہے۔ ہم تھوڑی سی مدت یہ عذاب نسا دیں گے تم لوگ پھر لوٹ

عَابِدُونَ ﴿۱۱﴾ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ ؕ إِنَّا مُنْتَقِمُونَ ﴿۱۲﴾ وَلَقَدْ

جاؤ گے۔ جس روز ہم ان کو بڑی سختی سے پکڑیں گے اس دن ہم ان سے پورا انتقام لیں گے اور ان سے پہلے ہم نے

أَفْتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ﴿۱۳﴾ أَنْ أَذُوا لَكُمْ عِبَادًا

فرعونی قوم کو جانچا تھا اور بڑا معزز رسول ان کے پاس آیا کہ اللہ کے بندے میرے سپرد کرو

اللَّهُ مَا لَكُمْ لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿۱۴﴾ وَأَنْ لَا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ ؕ إِنِّي أَرَىٰ إِلَيْكُمْ

میں تمہارے لئے خدا کی طرف سے ایمان دار رسول ہوں اور یہ کہ اللہ کے حکم کے آگے سرکشی مت کرو میں تمہارے

بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۵﴾

پاس کھلی دلیل لایا ہوں

لیکن وہ مخالفانہ رنگ میں اسی سے روگردان رہے اور کہنے لگے یہ جو کتابی باتیں کرتا ہے کسی کے سکھانے سے کرتا ہے ورنہ دراصل یہ کچھ بھی نہیں جانتا بلکہ اپنی عقل سے بھی خالی ہے۔ خلاصہ یہ کہ یہ مدعی نبوت کسی کا سکھایا ہوا مجنون ہے معاذ اللہ۔ اس کو اپنی تو ذرا بھی سمجھ نہیں اگر سمجھ ہو تو اتنا بھی نہ سوچے کہ جو رسوم ہمارے بڑے بڑے بزرگ باپ دادا کرتے آئے ہیں جن کے ناموں کا ہمیں فخر ہے انہی رسوم کو ہم برا کہیں تو یہ ایک مجنونانہ حرکت نہیں تو کیا ہے؟ یہ ہے ان کی سمجھ اور یہ ہے ان کی عقل اور بے عقلی کا معیار۔ سنو ہم تھوڑی سی مدت یہ عذاب ٹلاویں گے مگر انہیں ابھی سے ہم اطلاع کئے دیتے ہیں کہ تم لوگ پھر ادھر ہی کو لوٹ جاؤ گے جدھر سے واپس آنے کا تم وعدہ کرتے ہو۔ یہ لوگ ایسا کریں گے اور ضرور کریں گے۔ تو بعد اس عذاب کے ہم پھر ان کو پکڑیں گے۔ خاص کر جس روز ہم ان کو بڑی سختی سے پکڑیں گے اس دن ہم ان سے پورا انتقام لیں گے یعنی بعد قحط سالی اور بھوک کے ایک اور سخت سخت عذاب ان پر آئے گا جو سابق سے زیادہ مہیب ہوگا۔ ان مشرکین عرب سے پہلے بھی کئی قوموں کا یہی حال ہو رہا ہے ان عربوں سے پہلے مشہور ترین مصر کی فرعونی قوم ہے ان کو بھی ہم (خدا) نے جانچا تھا اس جانچنے سے ہمیں تحصیل علم مقصود نہیں تھا بلکہ ان کا اظہار حال مطلوب تھا ان کے پاس ہم نے سچی تعلیم بھیجی اور بڑا معزز رسول حضرت موسیٰ ان کے پاس آیا اس نے آکر فرعون اور فرعون کے درباریوں کو کہا کہ اللہ کے بندے! بنی اسرائیل کو غلامی سے آزاد کر کے میرے سپرد کرو میں انکے اصلی وطن فلسطین میں لے جاؤں اور اگر یہ پوچھو کہ مجھے اس سوال کرنے کا کیا حق ہے تو جواب یہ ہے کہ میں تمہارے لیے خدا کی طرف سے امانت دار رسول ہو کر آیا ہوں پس تم میری بات کو میرے بھیجنے والے خدا کا حکم سمجھو۔ سب سے پہلے تو میں تم لوگوں کو یہ سنا تا ہوں کہ خدائے حقیقی مالک الملک کو مانو اور اسی کے ہو رہو۔ شرک کفر بے ایمانی و عبادت کی سب باتیں چھوڑ دو۔ دوم یہ کہ بنی اسرائیل کو میرے ساتھ جانیکی اجازت دو اور بڑی بات یہ کہ اللہ کے حکم کے آگے سرکشی مت کرو۔ دیکھو میں تمہارے پاس کھلی دلیل لایا ہوں جو تم لوگ دیکھنا چاہو تو دکھا دوں۔

۱۔ آنحضرت ﷺ جب مکہ معظمہ سے ہجرت کر کے مدینہ شریف تشریف لے گئے مکہ میں پہلے تو قحط ہوا۔ ازاں بعد جنگ بدر میں مشرکین مکہ کو بڑی ذلت سے شکست ہوئی اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے (منہ)

وَلَا فِي عُدَّتِ يَدَيَّ وَرَبِّكُمْ أَنْ تَرْجُبُونِي ۝ وَإِنْ لَمْ تُؤْمِنُوا لِي فَاغْتِزِلُونِ ۝

اور میں اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ میں ہوں اس سے کہ تم مجھے مار سکو اور اگر تم میری نہ مانو تو مجھے چھوڑ دو

فَدَعَا رَبَّهُ أَنْ هَؤُلَاءِ قَوْمٌ مُجْرِمُونَ ۝ فَاسْرِ بِعِبَادِي كَيْلًا لِإِنِّكُمْ

پھر موسیٰ نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ یہ لوگ بدکار ہیں پس میرے بندوں کو رات کے وقت لے جاؤ تم لوگوں

مُتَّبِعُونَ ۝ وَاتْرِكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۝ إِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُونَ ۝ كَمْ تَرَكَوْا

کا پیچھا کیا جائے گا اور دریا کو خشک چھوڑ کر نکل جائیو وہ لوگ غرق کئے جائیں گے۔ وہ بہت سے باغ بیٹھے

مِنْ جَنَّتٍ وَعُيُونٍ ۝ وَزُرُوعٍ ۝ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ۝ وَنَعْمَةً كَانُوا فِيهَا فَكِهِينَ ۝

چشمے لہلہائی کھیتیاں بڑے بڑے شاندار مکان اور بڑی بڑی نعمتیں جن میں وہ مزے کیا کرتے تھے

كَذَلِكَ تَدْرَأُوْرَثْنَهَا قَوْمًا آخِرِينَ ۝ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ ۝ وَ

سب کچھ چھوڑ گئے ایسا ہی ہوا اور ہم نے ان چیزوں کا وارث دوسری قوم کو بنایا پھر ان پر آسمان اور زمین نہ روئے اور

مَا كَانُوا مُنظَرِينَ ۝

ذال کو مہلت ملی

اور اگر مجھے قتل یا پتھر او کی دھمکی دو تو سنو میں اپنے اور تمہارے پروردگار کی پناہ میں ہوں اس سے کہ تم مجھے مار سکو۔ پس

میں تم کو چیلنج دیتا ہوں کہ اگر تم سے ہو سکے تو بے شک مجھے مارنے کے سامان تیار کرو میں خدا کے فضل سے تمہارے ہاتھ

سے کبھی نہ مروں گا۔ ہاں میں تم کو خدا کی طرف بلاتا ہوں اور اگر تم میری نہ مانو تو خیر مجھے میرے حال پر چھوڑ دو۔ مگر ان

بندگان خدا بنی اسرائیل کو تنگ نہ کرو۔ پھر حضرت موسیٰ نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ اے میرے خدا! یہ فرعون کی لوگ

بدکار ہیں تو ان سے ہمیں نجات دے پس حضرت موسیٰ کو وحی ہوئی کہ میرے بندوں بنی اسرائیل کو رات کے وقت نکال

کر لے جا کر یہ سن رکھ کہ فرعون کی طرف سے تم لوگوں کا پیچھا کیا جائے گا اور اگر راستے میں دریا کا اندیشہ ہو تو دریا کو خشک

چھوڑ کر نکل جاؤ یعنی وہ تمہارے جاتے وقت وہ خشک ہو جائے گا اور فرعونیوں کے اندر آتے ہی وہ زور پکڑے گا کیونکہ وہ

لوگ وہاں غرق کئے جائیں گے۔ ان کی تباہی کے دن قریب آگئے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ فرعون کی لشکر جو اسرائیلوں کے

پیچھے گیا وہ سب غرق ہوا اور وہ لوگ بہت سے باغ بیٹھے چشمے لہلہائی کھیتیاں بڑے شاندار مکان اور بڑی بڑی نعمتیں جن

میں وہ مزے کیا کرتے تھے سب کچھ یہاں چھوڑ گئے تم یقین جانو ایسا ہی ہوا اور ہم (خدا) نے ایک عرصہ کے بعد ان چیزوں

کا وارث دوسری قوم (بنی اسرائیل) کو بنایا یہاں تک ان کی ذلت کی نوبت پہنچی کہ بنی اسرائیل کی قوم باوجود کئی تنزلات

کے آج تک تختہ دنیار پر خاص امتیاز سے بہتی ہے ان کے بزرگوں کی عزت کی جاتی ہے مگر فرعون کی عزت کرنے والا

کوئی بھی نہیں۔ پھر ان کی تباہی پر آسمان اور زمین کے لوگ نہ روئے اور نہ ان کو دنیا میں رہنے کی مہلت ملی بلکہ حکم پہنچتے

ہی تباہ کئے گئے

۱۔ بنی اسرائیل دریا سے سلامت نکل تو گئے مگر بے فرمانی کی وجہ سے چالیس سال تک میدان تیر میں تیرتے پھرتے رہے عرصہ مدید کے بعد وہ

اپنے ملک فلسطین میں داخل ہو گئے وہاں ان کی سلطنت قائم ہوئی پھر انہوں نے جنگی طاقت حاصل کرنے کے بعد دروازے کے ممالک فتح کئے۔ اس

لیے عرصہ کالفظ برہانا کا ضروری ہے (۱۲۳ منہ)

وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِينِ ﴿٥﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ إِذْ إِنَّهُ
 كَانَ عَلِيًّا مِنَ السُّرِفِينَ ﴿٦﴾ وَلَقَدْ اخْتَرْنَهُمْ عَلَىٰ عِلْمٍ عَلِيمِينَ ﴿٧﴾
 وَأَتَيْنَهُمْ مِنَ الْآيَاتِ مَا قَبِيهٌ بَلَّوْا مُبِينٌ ﴿٨﴾ إِنَّ هَؤُلَاءِ لَيَقُولُونَ ﴿٩﴾ إِنْ هِيَ
 إِلَّا مَوْتُنَا الْأُولَىٰ وَمَا نَحْنُ بِمُنشَرِينَ ﴿١٠﴾ فَاتُوا يَا بَابِئِنَّا إِنْ كُنْتُمْ
 صَادِقِينَ ﴿١١﴾ أَهْمٌ خَيْرٌ أَمْ قَوْمٌ تُبْعَ ۗ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ أَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّهُمْ
 لَعَاوِفٌ ﴿١٢﴾ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿١٣﴾

وہ لوگ مجرم تھے

ہم نے بنی اسرائیل کو فرعون کے سخت عذاب سے چھڑایا۔ بے شک وہ بڑا سرکش بے ہودہ لوگ میں سے تھا۔ اس لیے اس کی سرکشی جب انتہا کی پہنچ گئی تو نتیجہ بھی وہی ہوا جو ایسے کاموں کو ہوا کرتا ہے یعنی تباہی جیسا۔ کسی عارف نے کہا ہے۔
 از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروند جو ز جو
 اور ہم (خدا) نے ان (بنی اسرائیل) کو اپنے ذاتی علم سے اس وقت کے لوگوں پر فضیلت دی تھی اور ہم نے ان کو ایسے ایسے نشان دیئے تھے کہ ان میں ہماری صریح مہربانی تھی یہ بیضا دیا عصار دیا۔ آخر سب سے ان کی خاطر دریا کو روکا اور ان کو بچایا۔ ان واقعات سے یہ نتیجہ صاف پیدا ہوتا ہے کہ خدا کے بندوں کا مقابلہ کرنے کا نتیجہ اچھا نہیں ہوتا مگر یہ لوگ عرب کے مشرک ایسے کچھ سڑی ہیں کہ جو کچھ سنتے ہیں اسی پر اعتراض کرتے ہیں۔ دیکھو تو جب سنتے ہیں کہ مسلمان کہتے ہیں اعمال کا نیک و بد بدلہ پانے کو قیامت کے روز اٹھنا ہوگا۔ تو یہ کہتے ہیں ارے میاں! یہی ہماری زندگی ہے اور یہی ہماری ایک ہی دفعہ کی پہلی موت ہوگی اور اس کے سوا ہم قیامت کے روز نہ اٹھائے جائیں گے نہ انھیں گے نہ جنیں گے نہ کوئی ہمیں پوچھے گا نہ پاتھے گا۔ یہ تو یار لوگوں کی باتیں ہیں۔ یہ کہہ کر بطور آخری کلام کے یہ کہتے ہیں پس اگر تم مسلمانو! سچے ہو۔ تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے لے آؤ ہم بھی ان کی ملاقات کریں اور آخرت کا حال پوچھیں اگر وہ اپنی سرگزشت بتادیں گے تو ہم سن کر ایمان لاویں گے۔ یہ ہے ان کی کجروی کہ بات کچھ ہے اور سوال کچھ۔ بات تو یہ ہے کہ بعد فناء دنیا تم سب لوگ بغرض جزا و سزا اٹھو گے۔ سوال کرتے ہیں کہ اگر یہ بات سچ ہے تو ہمارے فوت شدہ بزرگوں کو ابھی زندہ کرو سبحان اللہ۔ بیان از آسمان سوال از ریسماں۔ کیا یہ لوگ اپنی ہستی میں اپنی قوت میں اچھے ہیں یا تیج کی قوم اور جو ان سے پہلے تھے وہ اچھے تھے؟ ہم نے ان سب کو ہلاک اور تباہ کیا۔ بے شک وہ لوگ مجرم تھے اسی طرح ان لوگوں کے ساتھ برتاؤ کیا جائیگا۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لِعَيْنٍ ۝ مَا خَلَقْنَاهُمَا إِلَّا بِالْحَقِّ

اور ہم نے آسمان زمین اور ان کے درمیان کی کل چیزیں کھیل تماشا کی نیت سے پیدا نہیں کیں۔ ہم نے ان کو حق کے ساتھ پیدا

وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّ يَوْمَ الْفُصْلِ مِيقَاتُهُمْ أَجْمَعِينَ ۝ يَوْمَ

کیا ہے لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ تحقیق فیصلہ کا دن ان سب کے لئے مقررہ وقت ہے جس روز کوئی

لَا يُغْنِي مَوْلًى عَنْ مَوْلًى شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ۝ إِلَّا مَنْ رَحِمَ اللَّهُ طَارَتْهُ

دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ وہ مدد کئے جائیں گے مگر جس پر خدا رحم کرے کچھ شک

هُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ ۝ إِنَّ شَجَرَةَ الزَّقْوِمِ ۝ طَعَامُ الْأَثِيمِ ۝ كَالْمُهْلِ ۝ يُغْلَى

نہیں کہ وہ خدا بڑا غالب بڑا رحیم ہے۔ تھوہر کا درخت بجرموں کا کھانا ہو گا اور وہ ان کے پیڑوں میں سخت

فِي الْبُطُونِ ۝ كَعَلْيِ الْحَمِيمِ ۝ خُدُّوهُ قَاعَتُلُوهُ إِلَّا سَوَاءَ الْجَحِيمِ ۝ ثُمَّ

کھولنے والے پانی کی طرح جوش مارے گا۔ حکم ہوگا اسکو پکڑو اور گھیت کر جنم کے پیڑوں نیچ لے جاؤ

صَبُّوا فَوْقَ رَأْسِهِ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيمِ ۝ ذُقْ ۝ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ۝

پھر اس کے سر پر عذاب دینے والا گرم پانی ڈالو۔ لے مزا کچھ تحقیق تو بڑی قدر و منزلت والا تھا

إِنَّ هَذَا مَا كُنْتُمْ بِهِ تَمْتَرُونَ ۝

یہ وہی ہے جس میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے۔

اور ان کے جواب کی عقلی دلیل سنو کہ ہم (خدا) نے آسمان زمین اور ان کے درمیان کی کل چیزیں کھیل تماشا کی نیت سے عبث

پیدا نہیں کیں بلکہ ہم نے ان کو حق یعنی سچے نتیجے کے ساتھ پیدا کیا ہے، بے نتیجہ کام تو عبث ہوتا ہے اور عبث کام کرنا نادانوں کا

کام ہے، ہم (خدا) نادان نہیں۔ لیکن بہت سے لوگ اس راز اور اس مسئلہ کو نہیں جانتے۔ وہ نتیجہ کیا ہے سنو وہ نتیجہ نیک

و بد اعمال کی جزا سزا ہے۔ تحقیق فیصلہ کا دن یعنی روز قیامت ان سب کے لئے مقرر وقت ہے۔ آج تو یہ ایک دوسرے کے

مددگار بننے اور ہمدردی کا اظہار کرتے ہیں مگر جس روز فیصلہ ہو گا اور جس زور کافروں کا کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ

آئے گا اور نہ وہ مدد کئے جائیں گے مگر جس پر خدا رحم کرے وہ کون ہوں گے؟ جو دنیا میں خدا کے ہو رہے ہوں گے کچھ شک

نہیں کہ وہ خدا بڑا غالب ہے اس کو اپنے بندوں پر رحم کرنے میں کوئی مانع نہیں ہو سکتا۔ اسے بخل ہے کیونکہ بذات خود بڑا رحیم

ہے مگر لوگ اس کے رحم سے حصہ لینے کی طرف رغبت نہیں کرتے بلکہ اٹلے عذاب کے مستوجب ہوتے ہیں اور نہیں

جانتے کہ بدکاری کا نتیجہ کیا ہے؟ سنو تھوہر کا درخت جو بہت ہی بد مزہ اور کڑوا اور نہایت ہی ناخوش گوار ہے وہ مجرموں کا کھانا

ہو گا جو مثل گلے ہوئے تانے کے ہو گا اور وہ ان کے پیڑوں میں سخت کھولنے والے پانی کی طرح جوش مارے گا۔ حکم ہو گا اس

مجرم کو پکڑو اور گھیت کر جنم کے پیڑوں نیچ لے جاؤ۔ پھر اس کے سر پر سخت عذاب دینے والا گرم پانی ڈالو جس کا مزہ اس کو

محسوس ہو اور کہو کہ مزہ کچھ تحقیق تو بڑی قدر و منزلت والا تھا یعنی دنیا میں جب کبھی کوئی شخص حکم الہی سنا تا تھا تو کہا کرتا تھا کہ

یہ حکم غریب لوگوں کے لیے ہیں ہم بڑے آدمی ان کے مخاطب نہیں پس یہاں بھی تجھے وہی ملے گا جس کا تو حق دار ہے۔ سنو

یہ عذاب وہی ہے جس میں تم لوگ شک کیا کرتے تھے۔ پس اب دیکھ لو کہ واقعی ہے یا نظر کی غلطی ہے۔ آؤ اب ان لوگوں کا حال

بھی سنو اور دیکھو جن کو تم لوگ نظر حقارت دیکھا کرتے تھے جو تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے

إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي مَقَامٍ أَمِينٍ ﴿۵﴾ فِي جَنَّتٍ وَعُيُوتٍ ﴿۶﴾ يَلْبَسُونَ مِنْ سُنْدُسٍ

پرہیزگار امن کی جگہ میں ہوں گے یعنی باغوں اور چشموں میں رہیں گے ریشمی الپاکے اور مخمیس پہنیں

وَأَسْتَبْرَقٍ مُّتَقْبِلِينَ ﴿۷﴾ كَذَلِكَ تَدْرُجُهُمْ بِحُورٍ عِينٍ ﴿۸﴾ يَدْعُونَ فِيهَا

گے۔ ایک دوسرے کے آنے سامنے بیٹھیں گے واقعہ اسی طرح ہوگا اور ہم ان کی بڑی بڑی آنکھوں والی خوبصورت بیویوں سے شادی

بِكُلِّ فَاكِهَةٍ آمِنِينَ ﴿۹﴾ لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا الْمَوْتَةَ الْأُولَىٰ وَوَقَّهُمْ

کریں گے۔ وہ ہر قسم کے میوے منگا منگا کر کھایا کریں گے اور سوائے پہلی موت کے پھر کسی قسم کی موت نہ چکھیں گے اور خدا ان کو

عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿۱۰﴾ فَضْلًا مِّن سَرِّكَ ۗ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۱۱﴾ فَإِنَّمَا يَسْتَرْزُهُ

جنم کے عذاب سے بچانے گا محض خدا کے فضل سے ہوگا یہی بڑی کامیابی ہے۔ تو ہم نے اس کو تیری

بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿۱۲﴾ فَارْتَقِبْ إِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُونَ ﴿۱۳﴾

بولی میں آسان کیا ہے تاکہ یہ لوگ سمجھیں پس تو انتظار کر تحقیق وہ بھی انتظار کر رہے ہیں

سے فائز المرام ہوئے پس سنو پرہیزگار تقویٰ شعار بڑے اس کی جگہ میں ہوں گے یعنی باغوں اور چشموں میں رہیں گے ان

باغات میں وہ ریشمی الپاکے اور مخمیس یعنی ان کا لباس پہنیں گے اور ملاقاتی مجالس میں حسب دستور ملاقات ایک دوسرے کے

آننے سامنے بیٹھیں گے۔ واقعہ اسی طرح ہوگا اور ہم ان کی بڑی بڑی آنکھوں والی خوبصورت بیویوں سے شادی کر دیں گے

جس سے ان کی زندگی خوش و خرم گزرے گی وہاں وہ متقی بڑے آرام چین سے ہر قسم کے میوے منگا منگا کر کھایا کریں

گے اور سوائے پہلی موت کے جو پہلی دفعہ ان پر آچکی ہوگی پھر کسی وقت کی موت نہ چکھیں گے اور بڑی بات ان کے حق

میں یہ ہوگی کہ خدا ان کو جنم کے عذاب سے بچائے گا کسی حال میں کسی وقت بھی جنم کی طرف نہ جائیں گے۔ یہ سب

کچھ محض خدا کے فضل سے ہوگا ورنہ اتنی بڑی نعمتیں اور ان کی تھوڑی سی عبادت کیا نسبت رکھتی ہے بس یہی بڑی کامیابی

ہے چونکہ ہم کو ان عرب کے لوگوں کا سمجھنا مقدم منظور ہے اس لیے تو ہم (خدا) نے اس کتاب (قرآن مجید) کو تیری

بولی عربی محاورے میں آسان صورت میں نازل کیا ہے تاکہ یہ لوگ سمجھیں مگر یہ لوگ ایسے ضدی ہیں کہ سمجھنے پر رخ

ہی نہیں کرتے بلکہ بزبان حال اور بزبان قال یہی کہتے ہیں کہ ہم پر عذاب لے آ۔ پس تو اے نبی! اللہ کے حکم کا انتظار کر

تحقیق وہ بھی انتظار کر رہے ہیں۔ نہ عذاب کا لانا تیرے بس میں ہے نہ ہٹانا ان کی قدرت میں۔ جب آیا تو ان سے ر کے گا

نہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

﴿فَقَطَعَ دَابِرَ الْقَوْمِ الَّذِينَ ظَلَمُوا﴾ اِنَّا لِلّٰهِ رَاٰبِعُونَ ﴿۱۴﴾

۱۴۔ قرآن شریف میں جنتیوں کی ازواج کے متعلق دو لفظ آئے ہیں ایک ﴿ادخلوها انتم وازواجکم تخبرون﴾ دوسری یہ آیت ہے اس میں

حوروں کے ساتھ شادی کرانے کا ذکر ہے۔ ان دونوں آیتوں کے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ مومنوں کو دو قسم کی بیویاں ملیں گی ایک اپنی دنیاوی

منکوہ دوسری جنت کی ازواج: ان دونوں میں حسن اور پاکیزگی اعلیٰ درجہ کی ہوگی چنانچہ فرمایا:

﴿وَلَهُمْ فِيهَا اَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ﴾

”ستر حوریں ملنے والی روایت کوئی صحیح نہیں۔ اللہ اعلم (۱۴ منہ)

سورت جاثیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

حَمَّ ۙ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ۝ اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

وہ رحمن رحیم ہے۔ اس کتاب کا اتارنا اللہ غالب و حکمت والے کی طرف سے ہے۔ آسمانوں اور زمینوں میں ماننے والوں

لَاٰیٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۙ وَفِیْ خَلْقِكُمْ وَمَا یَبْئُتُ مِنْ ذٰلِكَ اٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّوقِنُوْنَ ۙ

کے لئے کئی ایک نشانیاں ہیں بلکہ خود تمہاری پیدائش میں اور جتنے جاندار اس نے پھیلانے ہیں ان میں بھی یقین کرنے والوں کے لئے کئی

وَاِخْتِلَافِ الْیَلِّ وَالنَّهَارِ وَمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِزْقٍ فَاَحْیَا بِهٖ الْاَرْضَ

ایک نشانیاں ہیں اور رات اور دن کے آنے جانے میں اور جو اوپر سے خدا رزق اتارتا ہے پھر اس کے ساتھ زمین کو

بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِیْفِ الرِّیْحِ اٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۙ تِلْكَ اٰیٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا

بعد خشکی کے تروتازہ کر دیتا ہے اور ہواؤں کو ادھر ادھر پھیرنے میں عقل مندوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں یہ آیات الہیہ ہیں

عَلٰیكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِآیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰیٰتِهِ یُؤْمِنُوْنَ ۙ

جو ہم سچائی کے ساتھ سناتے ہیں پھر بھی یہ لوگ اللہ اور اس کے احکام کے سوا کسی بات پر ایمان لائیں گے

سورة جاثیہ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وہ خدا رحمن رحیم ہے اس کی رحمت کا تقاضا ہے کہ اس نے یہ کتاب قرآن بندوں کی ہدایت کے لیے نازل کی ہے پس تم لوگ یقیناً

سمجھو کہ اس کتاب کا اتارنا اللہ غالب و حکمت والے کی طرف سے ہے اس لیے اس کی تعلیم بھی حکمت سے بھرپور ہے اور اس

کی اشاعت میں کسی قسم کی روک نہیں ہوگی کیونکہ یہ غالب خدا کی فرستادہ ہے۔ اس کے غلبہ کے مقابلہ میں کسی کی کیا مجال۔

جو اس کتاب کی تعلیم ہے اس کی شہادت کے لئے آسمانوں اور زمینوں میں ماننے والوں کے لیے کئی ایک نشانیاں ہیں بلکہ خود

تمہاری پیدائش میں اور جتنے جاندار اس نے پیدا کر کے دنیا میں پھیلانے ہیں ان میں بھی یقین کرنے والوں کے لیے کئی ایک

نشانیاں ہیں اور جو بے یقینی ضدی شریہ طبع لوگ ہیں ان کو تو کوئی چیز بھی مفید نہیں ہو سکتی اس کے سوارات کے آنے جانے

میں اور جو اوپر سے خدا رزق کا سبب پانی اتارتا ہے پھر اس کے بعد خشک زمین کو بعد خشکی کے تروتازہ کر دیتا ہے جس کی پیداوار

سے دنیا کی آبادی پلتی ہے اور ہواؤں کے ادھر ادھر پھیرنے میں عقلمندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جن کی خالص عقل

تیرگی دنیا اور صحبت بد میں پھنس کر زائل نہیں ہوتی وہی ان نشانیوں پر غور کر کے مستفید ہو سکتے ہیں۔ سنو اللہ کی آیات دو قسم

کی ہیں ایک تو دیدہ ایک شنیدہ۔ دیدہ تو تمام دنیا کے واقعات ہیں جن کا ذکر اوپر ہوا۔ شنیدہ یہ احکام قرآنیہ آیات الہیہ میں جو

اے نبی ہم بذریعہ فرشتہ کے تجھ کو سچائی کے ساتھ سناتے ہیں یعنی قرآن مجید کے احکام۔ پھر بھی یہ لوگ مشرکین عرب اللہ

اور اس کے احکام کے سوا کس بات پر ایمان لائیں گے۔ ہر ایک علم کی اور ہر ایک نزاع کی ایک انتہا ہوتی ہے مگر دنیا ساری اور دنیا

کے سارے جھگڑوں کی انتہا خدا پر ہے۔

وَيَلُكُلْ آفَاقِكُمْ أَثِيمٍ ۝ يَسْمَعُ آيَاتِ اللَّهِ تُتْلَىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا

افسوس ہے ہر ایک جموں نے بدکار کے حق میں جس کو اللہ کے احکام سنائے جاتے ہیں تو وہ متکبرانہ روش سے اڑا رہتا ہے گویا

كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ وَإِذْ أَعْلَمَ مِنْ آيَاتِنَا شَيْئًا اتَّخَذَهَا

اس نے سنے ہی نہیں پس تو اس کو دکھ والی مار کی خبر دے اور جب ہمارے احکام میں سے کوئی علم اسے معلوم ہوتا

هُزُوءًا ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝ مِنْ وَرَائِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِي عَنْهُمْ

تو اس پر بھی اڑاتا ہے ان لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے آگے جہنم کا عذاب ہے اور نہ ان کی کمائی ان کو

مَا كَسَبُوا شَيْئًا وَلَا مَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝

کچھ فائدہ دے گی نہ ان کے کارساز ان کو کچھ فائدہ دیں گے جو انہوں نے خدا کے سوا مددگار بنا رکھے ہیں اور ان کو بہت بڑا

هَذَا هُدًى ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِنْ رَجِزٍ أَلِيمٌ ۝

عذاب ہوگا۔ یہ ہدایت ہے اور جو لوگ اپنے رب کے احکام سے منکر ہیں ان کے لئے بڑے دکھ کی مار ہے

اللَّهُ الَّذِي سَخَّرَ لَكُمْ الْبَحْرَ لِتَجْرِيَ الْفَلَاحُ فِيهِ بِأَمْرِهِ ۚ وَارْتَبِعُوا مِنْ فَضْلِهِ

اللہ ہے جس نے تمہارے لئے سمندر قابو کر رکھا ہے تاکہ اس کے علم سے اس میں جہاز چلیں اور تاکہ تم اللہ کا فضل حاصل کرو

وَلِعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

اور شکر ادا کرو اور جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب اسی خدا نے اپنے علم سے تمہارے لئے

جَمِيعًا مِّنْهُ ۚ

کام میں لگا رکھا ہے

خدا کو نہیں مانتا وہ تو پر لے درجے کا جھوٹا اور بدکار ہے۔ افسوس ہے ہر ایک جموں نے بدکار کے حق میں جس کو اللہ کے احکام

سنائے جاتے ہیں تو وہ ان کو سن کر اپنی گمراہی اور غلط کاری پر متکبرانہ روش سے اڑا رہتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اس نے

سنے ہی نہیں پس تو اس کو دکھ والی مار کی خبر سنا دے کہ انجام اس کا بہت برا ہو گا اور اس کی شرارت سنو کہ جب ہمارے احکام میں

سے کوئی حکم پڑھ کر یا سن کے اسے معلوم ہوتا ہے تو اس پر ہنسی اڑاتا ہے۔ لوجہی آج نیا حکم آیا کے مال میں سے بھی کچھ دیا کرو۔

پس جی ان کو آنے ہی سے غرض ہے کسی طرح آجائے پس تم سن رکھو کہ ان لوگوں کے لیے دنیا ہی میں ذلت کا عذاب ہے اور

آگے جہنم کا عذاب ہنوز باقی ہے جس میں ان کی بہت سخت گت ہوگی اور نہ ان کی کمائی ان کو کچھ فائدہ دے گی۔ نہ ان کے وہ

کارساز ان کو کچھ فائدہ دیں گے جو انہوں نے بنا رکھے ہیں جن کو اڑے وقتوں میں مددگار جانتے ہیں اور ان کو بہت بڑا عذاب ہوگا

جس کی تاب ان میں نہیں ہے۔ یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہدایت ہے اور جو لوگ اپنے رب کے احکام اور آیات سے منکر ہیں

ان کے لیے بڑے دکھ کی مار ہے۔ سنو اللہ یعنی تمہارا معبود وہ ہے جس نے تمہارے لیے دریا اور سمندر کو قابو کر رکھا ہے تاکہ

اس کے حکم یعنی قانون سے اس میں جہاز اور کشتیاں چلیں اور تم کو دوسرے کنارے پر پہنچاویں اور تاکہ تم لوگ اہل دنیا بذریعہ

تجارت اللہ کا فضل حاصل کرو اور خدا کا شکر ادا کرو اور سنو جو کچھ زمین و آسمان میں ہے سب اسی خدا نے اپنے حکم سے تمہارے

لیے کام میں لگا رکھا ہے۔

لَا فِي ذَلِكَ لَآيَةٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۱۰﴾ قُلْ لِلَّذِينَ آمَنُوا يَغْفِرُوا لِلَّذِينَ

اس بیان میں فکر کرنے والے لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ تو ایماندار بندوں کو کہہ دے کہ جو لوگ خدائی ایام کی امید نہیں

الَا يَرْجُونَ آيَاتَ اللَّهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿۱۱﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا

رکھتے ان کو معاف کیا کریں تاکہ اللہ اس قوم کو ان کے کئے ہوئے اعمال کا پورا بدلہ دے جس نے کوئی اچھا کام کیا ہوگا

فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ذُنُوبًا لِّرَبِّكُمْ تَرْجِعُونَ ﴿۱۲﴾ وَلَقَدْ آتَيْنَا بَنِي

وہ اس کو ملے گا اور جس نے برا کیا ہوگا وہ اسی کی گردن پر ہوگا پھر تم لوگ سب کے سب خدا کی طرف پیچھے جاؤ گے اور بنی اسرائیل کو

إِسْرَاءَ بِلِ الْكِتَابِ وَالْحُكْمِ وَالنُّبُوَّةِ وَرَزَقْنَهُمْ مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى

ہم نے کتاب دی حکومت اور نبوت عطا کی اور ان کو عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو دیں اور جہان کے لوگوں پر ان

الْعَالَمِينَ ﴿۱۳﴾ وَآتَيْنَاهُمْ بَيِّنَاتٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمْ

کو فضیلت دی اور ان کو دین کے کھلے کھلے احکام دیئے پھر بعد آجانے علم کے وہ لوگ محض آپس کے حسد کی

الْعِلْمُ بَعِيًّا بَيْنَهُمْ

وجہ سے مختلف ہوئے

کیا تم نے عارف شیرازی مرحوم کا قول نہیں سنا؟

ابرو بادومہ و خورشید و فلک درکارند تا تو تانے بکف آری و بغفلت نہ خوری

اسی ہمہ بہر تو سرگشتہ و فرمانبردار شرط انصاف بنا شد کہ تو فرماں نبوی

اس بیان میں کہ تمام کائنات خدا کے حکم سے مخلوق ہیں اور اسی کے حکم کے ماتحت ہے فکر کرنے والے لوگوں کے لیے بہت سی

نشانیاں ہیں۔ وہ سوچتے ہیں کہ ایسی با نظام پیدائش جس کے نتائج بھی با نظام ہوں بے شک کسی بڑے مدبر کے بنانے سے بنی ہے

جس کی نظیر دوسری نہیں۔ باوجود اس واضح بیان کے یہ لوگ ادھر ادھر بننے جاتے ہیں۔ اس لیے تو اے نبی! ہمارے ایماندار

نیک بندوں کو کہہ دے کہ جو لوگ خدائی ایام جزاء آخرت کی امید نہیں رکھتے بمقابلہ انبیاء اور صلحاء کے ضد پر اڑے ہوئے

ہیں انکو معاف کیا کریں اور درگزر کریں۔ ان سے تعرض نہ کریں بلکہ معمولی و عطف و نصیحت کر کے باقی حوالہ خدا کریں تاکہ اس

کا نتیجہ یہ ہو کہ اللہ اس قوم کو ان کے کئے ہوئے اعمال کا پورا بدلہ دے جو تمہارے بدلہ اور مواخذے سے زیادہ ہوگا اس دن یہ

ہوگا کہ جس نے کوئی اچھا کام کیا ہوگا وہ اس کو ملے گا اور جس نے برا کیا ہوگا وہ اسی کی گردن پر ہوگا پھر تم لوگ سب کے سب

خدا کی طرف پھیرے جاؤ گے اس مضمون کے سمجھانے کے لیے ہم نے وقتاً فوقتاً نبی بھیجے اور کتابیں نازل کیں۔ چنانچہ بنی

اسرائیل کو ہم (خدا) نے کتاب تورات دی۔ حکومت اور نبوت عطا کی اور ان کو عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو دیں اور جہان کے

لوگوں پر ان کو فضیلت دی اور ان کو دین کے کھلے کھلے احکام دیئے تاکہ وہ راہ راست پر آویں اور دین الہی کی تبلیغ کریں مگر پھر

بھی وہ باہم مختلف ہوئے۔ محض اختلاف رائے معیوب اور مضر نہیں لیکن جب اختلاف رائے سے تجاوز کر کے مخالفت اور

مخالفت سے عناد تک نوبت پہنچ جائے تو معیوب اور مضر ہو جاتا ہے۔ ان لوگوں میں یہی بات تھی کہ مذہبی اختلاف رائے میں

ایک دوسرے کے بدخواہ ہو گئے تھے پھر طرفہ یہ کہ بعد آجانے علم کے جس سے ایسے اختلاف کی برائی معلوم ہو سکتی تھی وہ

لوگ محض آپس کے حسد کی وجہ سے مختلف ہوئے۔ نکمی نکمی باتوں میں ایک دوسرے کے دشمن ہو جاتے ہیں۔

لَٰنَ رَبِّكَ يَقْضَىٰ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿۳۵﴾ ثُمَّ

تمہارا پروردگار قیامت کے روز ان کے اختلافات کا فیصلہ کرے گا پھر

جَعَلْنَاكَ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۶﴾

ہم نے تجھ کو دین کی راہ پر نکالیا ہے پس تو اس کی پیروی کیا کیجیو اور جو لوگ کچھ نہیں جانتے ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجیو

لَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۶﴾

کیونکہ اللہ کی پکڑ پر وہ تجھے کچھ بھی فائدہ نہ دیں گے اور بے شک ظالم ایک دوسرے کے حمایتی ہیں

وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِينَ ﴿۳۷﴾ هٰذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ ﴿۳۸﴾

اور اللہ پرہیزگاروں کا والی ہے۔ یہ تعلیم لوگوں کے لئے سمجھ بوجھ اور ہدایت ہے اور جو لوگ اس پر یقین کرتے ہیں ان کے لئے رحمت ہے

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ نَجْعَلَهُمْ كَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

جیسا جو لوگ جرات سے بدکاریاں کر رہے ہیں ان کو یہ خیال ہے کہ ہم ان کو ان لوگوں جیسا کر دیں گے جو ایماندار اور نیکو کار ہیں

سَوَاءٌ مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۗ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ﴿۳۹﴾

ان کا جینا اور مرنا سب برابر ہوگا؟ بہت بڑا خیال کرتے ہیں

سنو تمہارا پروردگار قیامت کے روز ان کے اختلافات کا فیصلہ کرے گا۔ بہتر تو یہی تھا کہ اس فیصلے سے پہلے ہی سمجھ لیتے

کیونکہ اس روز کے فیصلے کی اپیل یا تدارک نہیں ہوگا۔ اس لیے (خدا) نے سابقہ نبیوں کی معرفت دنیا کے لوگوں کو خبر

پہنچائی تھی۔ اب پھر ہم نے تجھ کو (اے محمد ﷺ) دین کی راہ پر لگایا ہے۔ پس تو اس کی پیروی کیا کیجیو اور جو لوگ احکام اور

حقوق الہی میں سے کچھ نہیں جانتے ان کی خواہشات کی پیروی نہ کیجیو کیونکہ اللہ کی پکڑ پر وہ تجھے کچھ بھی فائدہ نہ دیں گے

اور ان لوگوں کا یہ خیال کہ ہم ایک دوسرے کے حمایتی ہیں بیشک صحیح ہے، ہم بھی تصدیق کرتے ہیں کہ ظالم ایک دوسرے

کے حمایتی ہیں اور اللہ نیک بختور اور پرہیزگاروں کا والی ہے اس کے سامنے ان کی کیا چلے گی۔ پس تم خود ہی سوچ لو کہ

کونسی جانب تم کو اختیار کرنی چاہئے۔ آیا ظالموں کے ساتھی بنا لینا چاہتے ہو یا خدا کو اپنا ولی بنانا چاہتے ہو۔ محض تمہاری

ہدایت کے لیے تم کو بتایا جاتا ہے یہ تعلیم قرآنی لوگوں کے لیے سمجھ بوجھ اور ہدایت ہے تاکہ لوگ اس سے مستفید ہوں

اور جو لوگ اس پر یقین کرتے ہیں اور عمل کرتے ہیں ان کے لیے تو سر اسر رحمت ہے۔ اس تعلیم کا خلاصہ دو لفظوں میں

ہے وہ یہ ہے:

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم برو مکد جواز جو

کیا بھلا جو لوگ اس تعلیم سے روگرداں ہیں اور جرات سے بدکاریاں کر رہے ہیں ان کو یہ خیال ہے کہ ہم (خدا) ان کو ان لوگوں

جیسا کر دیں گے جو ایماندار اور نیکو کار ہیں؟ ایسا کہ ان کا جینا اور مرنا سب برابر ہوگا؟ یعنی جیسے دنیا کی زندگی میں یہ لوگ ان کی

طرح بلکہ ان سے اچھے چلتے پھرتے رہے اس طرح مر کر بھی انہی جیسے رہیں گے؟ یہ خیال دل میں جمائے بیٹھے ہیں تو بہت برا

خیال کرتے ہیں کیونکہ ایسا خیال کرنا درحقیقت خدائے تعالیٰ کے حق میں ظلم کا گمان کرنا ہے۔ اس لیے کسی نیک دل بھلے آدمی

کو یہ خیال دل و دماغ میں نہ رکھنا چاہئے۔ حالانکہ زمین و آسمان کی ہر چیز شہادت دیتی ہے کہ جس طرح روشنی اور ظلمت برابر

نہیں اسی طرح نیک و بد بھی یکساں نہیں۔

وَخَلَقَ اللهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ

اور اللہ نے آسمان اور زمین باقاعدہ بنائے ہیں تاکہ ہر آدمی کو اس کے کئے کا بدلہ پورا دیا جائے

وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿۱۰﴾ أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللهُ عَلَىٰ

اور ان پر کسی طرح کا ظلم نہ ہو۔ کیا تم نے ایسا آدمی بھی دیکھا ہے جس نے اپنی نفسانی خواہش کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود علم کے بھی خدا نے اس

عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ عِشْوَةً ۖ فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ

کو گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کانوں اور دل پر مہر کر دی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا ہے۔ پھر کون ہے جو اللہ کے

بَعْدَ اللهِ مَا فَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۱۱﴾ وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا

بعد اس کو ہدایت کر سکے کیا تم سمجھتے نہیں اور یہ لوگ کہتے ہیں ہماری زندگی صرف یہی پہلی زندگی ہے جس میں ہم مرتے جیتے ہیں

وَمَا يُهْدِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ ۖ وَمَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظُنُّونَ ﴿۱۲﴾

اور ہم زمانہ کی گردش سے مر جاتے ہیں ان کو اس بات کا کوئی علم نہیں محض خام خیالی سے اٹکل کے تیر چلاتے ہیں

اور تعالیٰ نے آسمان اور زمین باقاعدہ اس لیے بنائے ہیں تاکہ دنیا کا انتظام باقاعدہ ہو اور ظلم و عدل میں تمیز ہو کہ ہر آدمی کو اس

کے کئے کا بدلہ پورا دیا جائے اور ان پر کسی طرح کا ظلم نہ ہو۔ باوجود اس کے بھی جو لوگ ایسے غلط خیالات رکھتے ہیں ان کی بابت

یہ یقین کرنا چاہئے کہ وہ اپنی خواہشات نفسانیہ کے پیرو ہیں۔ کیا تم نے ایسا آدمی بھی دیکھا ہے جس نے اپنی نفسانی خواہش کو اپنا

معبود بنا رکھا ہے۔ جدھر کو نفس لے جاتا ہے چلتا ہے اور جو کچھ کہتا ہے کہ گزرتا ہے۔ ایسے آدمی کو علم بھی ہو تو باوجود علم کے

بھی خدا نے اس کو گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کانوں اور دل پر غفلت اور جہالت کی مہر کر دی ہے اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال

دیا ہے پھر کون ہے جو اللہ کے ایسا کرنے کے بعد اس کو ہدایت کر سکے کیا تم سمجھتے نہیں ہو کہ اپنے نفس کی تابعداری کیسی

بڑبلا ہے اسی نفسانی تابعداری اور اتباع ہوا کا اثر ہے جو یہ لوگ عرب کے مشرک کہتے ہیں ہماری زندگی صرف یہی پہلی زندگی

ہے جس میں ہم مرتے جیتے ہیں اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ ہم زمانہ کی گردش سے مر جاتے ہیں۔ ان کے خیال میں دنیا کا قائل

حقیقی کوئی نہیں لیکن جب پوچھا جائے کہ کیا تم یہ بات علم الیقین سے کہہ سکتے ہو تو صاف کہہ دیتے ہیں یقین سے ہم نہیں کہہ

سکتے کیونکہ ان کو اس بات کا کوئی علم نہیں محض خام خیالی سے اٹکل کے تیر چلاتے ہیں۔ بھلا کوئی شخص اس بات کا قائل ہو سکتا

ہے کہ دنیا کا منتظم حقیقی کوئی نہیں؟ کیونکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا ہی کوئی نہیں حالانکہ خدا کی ہستی کا علم انسان کے ضمیر میں

راخ ہے چنانچہ کسی صاحب دل نے کہا ہے۔

کانا ہے ہر ایک دل میں انکا تیرا آویزہ ہے ہر گوش میں لٹکا تیرا

مانا نہیں جس نے تجھ کو جانا ہے ضرور بھٹکے ہوئے دل میں بھی ہے کھٹکا

تیرا

اس فطری علم کے سوا خدا کی طرف سے وقتاً فوقتاً انبیاء کرام آتے رہے جو لوگوں کو خدا کی ہستی کی تعلیم دیتے تھے اور یقین

دلاتے تھے۔ اسی طرح اس میں بھی ہم (خدا) نے ایک عظیم الشان نبی بھیجا جس کی زندگی کا اصل مقصد ہی یہ ہے کہ خدا کی

مخلوق کو خدا کے ساتھ جوڑا جائے۔

وَإِذْ أَنْتُمْ عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا بَيِّنَاتٍ مَا كَانَ حُجَّتَهُمْ إِلَّا أَنْ قَالُوا سُؤَالِ آبَائِنَا لَنْ

اور جب ان کو ہمارے کھلے کھلے احکام سنائے جاتے ہیں تو انکا جواب یہی ہوتا ہے کہ اگر تم سچے ہو تو ہمارے باپ

كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۰﴾ قُلِ اللَّهُ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُجْعَلُكُمْ إِلَىٰ يَوْمِ

دادا کو لے آؤ۔ تو کہہ اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے پھر تم کو قیامت کے دن بیچ

الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۱﴾ وَ لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ

کرے گا اس دن میں ذرا بھی شک نہیں مگر اکثر لوگ نہیں جانتے اور تمام آسمانوں اور زمینوں کی

وَالْأَرْضِ ۖ وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ يُومِئِدُ يَخْسَرُ الْبَاطِلُونَ ﴿۱۲﴾ وَ تَرَىٰ كُلَّ

حکومت خدا کے قبضے میں ہے اور جس روز قیامت قائم ہوگی اس روز جھوٹ کو اختیار کرنے والے بہت گھانا پائیں گے اور تم دیکھو گے کہ ہر ایک

أُمَّةٍ جَائِثِيَّةٌ ۖ كُلُّ أُمَّةٍ تُدْعَىٰ إِلَىٰ كِتَابِهَا ۖ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا

کرہ دوڑانو پڑا ہوگا۔ ہر قوم اپنے اعمال نامہ کی طرف بلائی جائے گی جو کچھ دنیا میں کرتے تھے اس کا پورا پورا

كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۱۳﴾

بدلہ آج تم کو دیا جائے گا

چنانچہ وہ ایسا کرتا ہے اور ان منکروں کو بھی سمجھاتا ہے لیکن ان کی ضد اور تعصب کا یہ حال ہے کہ جب ان کو ہمارے کھلے کھلے

احکام سنائے جاتے ہیں تو ان کا جواب یہی ہوتا ہے کہ اگر تم مسلمان اس دعوے میں سچے ہو کہ مگر پھر عذاب و ثواب کے لیے

اٹھنا ہے تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کر کے لے آؤ ہم مان لیں گے۔ اس جواب کے سننے والے خوب سمجھ سکتے ہیں کہ کہاں تک

ان کو تحقیق حق سے مطلب ہے۔ نبی اور مسلمان تو کہتے ہیں خدا قیامت کے روز سب کو زندہ کر کے ان کے نیک و بد کا محاسبہ

کرے گا اور یہ لوگ جواب میں کہتے ہیں ابھی زندہ کر کے دکھا دو۔ بھلا اس سوال کو اس مضمون سے کیا تعلق۔ مگر ان لوگوں کا

اصول ہے تعلق ہو یا نہ ہو بات کہہ دیں گے۔ اچھا تو اے نبی! اپنے اصل مضمون کو مد نظر رکھ کر ان لوگوں کو کہہ کہ غور سے سنو

میرا مذہب یہ ہے کہ اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے یہاں تک تو تمہیں بھی اتفاق ہے۔ اس کے بعد کے واقعہ میں تم کو

اختلاف ہے یعنی ہم کہتے ہیں کہ پھر تم کو قیامت کے دن میں خدا جمع کرے گا اور تم اس سے منکر ہو۔ ہمارے نزدیک اس دن

کے ہونے میں ذرہ بھی شک نہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ہمارا خیال صحیح ہے جس کے بہت سے دلائل ہمارے پاس ہیں مگر اکثر

لوگ جو ادھر ادھر کے بے ہودہ سوال کرتے ہیں ان کو اصل حقیقت کا علم نہیں۔ اس لیے وہ نہیں جانتے اور نہ سمجھ سکتے ہیں۔

چوں ندانند حقیقت رہ افسانہ زوند

سنو تمام آسمانوں اور زمینوں کی حکومت خدا کے قبضے میں ہے یعنی وہی ان کا اصل اور حقیقی مالک ہے اس لیے اس نے اپنے

بندوں کے نیک و بد کی جزا سزا کا عام دینے کو ایک دن خاص مقرر کر رکھا ہے جس کا نام قیامت ہے اور جس روز قیامت قائم ہوگی

یعنی جب وہ روز حساب آئے گا اس روز جھوٹ کے شیدائی اور جھوٹ کو اختیار کرنے والے بہت گھانا پائیں گے کیونکہ ان کو اپنے

کئے ہوئے اعمال اس روز سامنے آجائیں گے جس سے ان کو اپنی دنیاوی زندگی کے نفع نقصان کا علم ہو جائے گا اور تم دیکھو گے

کہ ہر ایک گروہ یعنی انسانی نسل کا ہر فرد روز انوار ہندھا پڑا ہوگا جیسے کوئی عاجزانہ طریق سے حاکم کے سامنے بیٹھا ہے۔ ہر قوم اپنے

اعمال نامہ کی طرف بلائی جائیگی اور اس روز ان کو کہا جائیگا لوجی جو کچھ تم دنیا میں کرتے تھے اسکا پورا پورا بدلہ آج تم کو دیا جائیگا۔

هَذَا كِتَابُنَا يُنطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ إِنْ كُنَّا نَسْتَنسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ فَأَمَّا

یہ ہماری کتاب تمہارے حالات صحیح بتاتی ہے جو کچھ تم لوگ کرتے تھے ہم اس کو لکھا کرتے تھے۔ جو

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِي رَحْمَتِهِ ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

لوگ ایمان لائے اور کام بھی اچھے کئے خدا ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا یہی بڑی کامیابی

الْمُبِينُ ۝ وَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا ۖ فَآفَلَمْ يَكُنْ آيَاتِي تُلَىٰ عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ

ہے اور جو لوگ کافر ہیں ان کو پوچھا جائے گا کیا تم کو میرے احکام نہیں سنائے گئے تھے۔ پھر تم نے تکبر کیا اور

قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ۝ وَإِذَا قِيلَ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۖ وَالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيهَا قُلْتُمْ مَا

تم مجرم ہو اور جب تمہیں کہا جاتا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت کے آنے میں ذرا بھی شک نہیں تو کہتے

نَدْرِي مَا السَّاعَةُ ۚ إِنَّ نَظْنَؤَ الْآظِنَاتِ ۖ وَمَا نَحْنُ بِمُستَقِينِينَ ۝ وَبَدَأَ لَهُمْ

ہم نہیں جانتے قیامت کیا ہے؟ ہم اس کو ایک واہمہ سا جانتے ہیں اور ہم کو اس بات کا یقین نہیں جو کچھ وہ کہتے ہوں گے

سَيِّئَاتٍ مَا عَمِلُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ۝ وَقِيلَ الْيَوْمَ

اس کی برائی ان کے سامنے ظاہر ہو جائے گی اور جو کچھ وہ مسخری محول کرتے ہیں اس کا وبال ان کو گھیر لے گا اور کہا جائے گا

دیکھو یہ ہماری کتاب جس میں تمہارے اعمال درج ہیں تمہارے حالات صحیح بتاتی ہے کیونکہ جو کچھ تم لوگ کرتے تھے ہم اس کو

بواسطہ ملائکہ لکھا کرتے تھے پس دیکھ لو اس میں کوئی کمی بیشی تو نہیں ہوئی۔ اس شہادت کا فیصلہ آج یوں ہو گا کہ جو لوگ خدا اور

رسول پر ایمان لائے اور کام بھی اچھے اچھے مطابق فرمودہ خدا اور رسول انہوں نیکو کرداروں کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا جو

بہت بڑی نعمت ہوگی اور اگر بغور سوچو تو یہی بڑی کامیابی ہے جس کو نصیب ہو اور ان کے برخلاف جو لوگ کافر ہیں ان کو پوچھا

جائے گا کیا تم کو میرے احکام نہیں سنائے گئے تھے؟ ضرور سنائے گئے تھے پھر تم نے ان کو قبول نہ کیا۔ بلکہ تکبر کیا اور تم مجرم

ہو اور دیکھو جب تمہیں کہا جاتا کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت کے آنے میں ذرہ بھی شک نہیں تو کہتے ہم نہیں جانتے قیامت

کیا بلا ہے؟ ہاں تمہارے مسلمانوں کے بار بار کہنے سے ہم اس کو ایک واہمہ سا جانتے ہیں اور ہم کو اس بات کا یقین نہیں۔ اس بد

اعتقادی میں جو کچھ وہ کہتے ہوں گے اس سب کی برائی اس روز ان کے سامنے ظاہر ہو جائے گی اور جو کچھ وہ مسخری محول

کرتے ہیں اس سارے کا وبال ان کو گھیر لے گا اور خدا کی طرف سے ان کو کہا جائے گا کہ جیسے

نُنْسِكُمْ كَمَا نُنْسِكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هَذَا وَمَا لَكُمْ لَكُمْ مِّنْ

کہ جیسے تم اس دن کو بھولے رہے تھے ہم آج تم کو بھول جائیں گے۔ تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہ

تَصْرِيفٍ ﴿۱۰﴾ ذِكْرُكُمْ بِأَنَّكُمْ اتَّخَذْتُمْ آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا وَعَظَمْتُمْ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا

ہوگا یہ اس لئے کہ تم نے اللہ کی آیات کو ٹھٹھا محول سمجھا تھا اور تم دنیا کی زندگی سے دھوکا کھا گئے

فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿۱۱﴾ فَلِلَّهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَاوَاتِ

پس وہ اس روز اس سے باہر نہیں نکالے جائیں گے نہ ان سے توبہ کرائی جائے گی۔ سب قسم کی تعریفات اللہ ہی کو ہیں جو آسمانوں

وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿۱۲﴾ وَ لَهُ الْكُتُبُ بَيِّنَاتٌ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

اور زمینوں کا بلکہ سب دنیا کا پروردگار ہے۔ آسمانوں اور زمینوں میں اسی کی بڑائی ہے

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱۳﴾

اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے

جیسے تم اپنے اس دن کو بھولے رہے تھے ہم خدا کے فرشتے آج تم کو عذاب میں ڈال کر بھول جائیں گے۔ چیخو گے چلاؤ گے ہم

تمہاری ایک نہ سنیں گے۔ تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے اس میں پڑے رہو۔ سزا بگھلتو گے اور تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ یہ حالت

تمہاری اس لیے ہوگی کہ تم نے اللہ کی آیات (قرآنی اور آفاقی) کو معمولی ٹھٹھا محول سمجھا تھا۔ تمہارے دل میں خدائی وعدوں

اور الٰہی عظمت کا اثر نہ تھا اور تم دنیا کی زندگی سے دھوکا کھا گئے۔ یہ عتاب شاہانہ ان کے لیے سوہان روح ہوگا۔ پس وہ اس روز اس

عذاب سے باہر نہیں نکالے جائیں گے نہ ان سے توبہ کرائی جائے گی۔ گو وہ دنیا میں کتنی ہی عزت کے مالک ہوں گے مگر خدا

کے ہاں کسی کی ایری پیری نہیں چل سکتی کیونکہ سب قسم کی تعریفات اللہ ہی کو ہیں جو آسمانوں اور زمینوں کا بلکہ سب دنیا کا

پروردگار ہے۔ آسمانوں اور زمینوں میں اسی کی بڑائی ہے اسی کی تعریف کے گیت گائے جاتے ہیں اور وہی سب پر غالب حکمت

والا ہے۔

﴿ يَا عَزِيزُ يَا غَالِبُ لَا غَالِبَ إِلَّا أَنْتَ ﴾

سورة احقاف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

حَمِّ ۝ تَنْزِیْلِ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ۝ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَاَرْضَ

وہ رحمن رحیم ہے۔ یہ کتاب اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے نازل ہے۔ ہم نے آسمان زمین اور

الْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۝ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا عَمَّا اُنذِرُوْا

جو کچھ ان کے درمیان ہے سچے قانون کے ساتھ وقت مقررہ تک پیدا کئے ہیں اور جو لوگ منکر ہیں وہ ان باتوں سے جو ان کو بطور

مُعْرَضُوْنَ ۝ قُلْ اَرَاَیْتُمْ مَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اُوْنِیْ مَا ذَا خَلَقُوْا

نہیحت کے سناٹی جاتی ہیں روگردان ہیں تو ان کو پوچھ کہ بتاؤ تو سہی اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو۔ انہوں نے زمین کا کوئی

مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ ۝ اِیْتُوْنِیْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَا اَوْ

حصہ پیدا کیا ہے تو مجھے دکھاؤ یا آسمانوں کے پیدا کرنے میں ان کی شرکت ہے اس سے پہلے کی کوئی کتاب لاؤ یا کوئی علمی دلیل پیش

اَثَرٌ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝ وَمَنْ اَصْلٌ مِّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

اگر تم سچے ہو تو ضرور ایسا کرو۔ پھر بتاؤ کہ ایسے لوگوں سے کون زیادہ گمراہ ہے جو اللہ کے سوا ایسے لوگوں کو پکارتیں

سورة احقاف

وہ رحمن رحیم ہے اسی کی رحمت کے تقاضے سے یہ کتاب قرآن مجید اللہ غالب حکمت والے کی طرف سے نازل ہے اس میں جو

جو حکم نازل ہیں ان میں سراسر حکمت ہے ان کی تبلیغ میں جو کوئی مانع ہو گا تم دیکھو لو گے اس کو خدا کے غلبہ کی صفت خود ہٹا دے

گی مگر جلدی نہ کرنا گھبراہٹ میں کچھ فائدہ نہیں ہر کام کے لیے ایک وقت ہوتا ہے۔ ہم (خدا) نے آسمان زمین اور جو کچھ ان

کے درمیان ہے سچے قانون کے ساتھ وقت مقررہ تک رکھنے کو پیدا کئے ہیں۔ ان کے واقعات اپنے اپنے وقت پر قانون قدرت

کے تحت وقوع پذیر ہوتے رہتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ اسی طرح سچی جھوٹی تعلیم کا مقابلہ بھی ہوتا رہا اور ہوتا رہے گا۔ یہ

وجہ ہے کہ جو لوگ خدا اور عناد میں تیری سچی تعلیم سے منکر ہیں وہ ان باتوں سے جو ان کو بطور نصیحت کے سناٹی جاتی ہیں

روگردان ہیں جن لوگوں کی اصلاح کے لیے ہم نے تجھ کو بھیجا ہے وہی تیرے برخلاف ہو رہے ہیں۔ تو ان کو پوچھو کہ بتاؤ تو

سہی اللہ کے سوا جن لوگوں کو تم پکارتے ہو انہوں نے زمین کا کوئی حصہ پیدا کیا ہے تو مجھے دکھاؤ یا آسمانوں کے پیدا کرنے میں ان

کی شرکت ہے میں اس دعویٰ پر قرآن کی شہادت تم سے نہیں مانگتا کیونکہ اسے تو تم مانتے ہی نہیں بلکہ اس سے پہلے کی کوئی

کتاب لاؤ یا کوئی عملی دلیل پیش کرو جو کسی فلسفی منطقی اصول پر مبنی ہو۔ اگر تم سچے ہو تو ضرور ایسا کرو مطلب یہ ہے کہ میرے

ساتھ بحث کرنے میں کسی سابقہ کتاب کا حوالہ پیش کرو یا عقلی دلائل لاؤ ورنہ صرف زبانی باتیں کرنا خرد مند ان نیست اور اگر

دلیل نقلی یا عقلی نہیں تو پھر بتاؤ کہ ایسے لوگوں سے کون زیادہ گمراہ ہے جو ایسے اہم معاملہ میں نفسانیت کریں اور بے ثبوت اللہ

کے سوا ایسے لوگوں کو پکارتیں اور دعائیں مانگیں۔

مَنْ لَا يَسْتَعِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنِ دُعَائِهِمْ غَفْلُونَ ۝ وَإِذَا حُشِرَ

جو قیامت تک بھی ان کی نہ سنیں بلکہ ان کی آواز سے بھی بے خبر ہوں اور جب سب

النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ۝ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ

لوگ جمع کئے جائیں گے وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت سے انکار کر دیں گے۔ اور جب ان کو ہمارے

آيَاتِنَا يَبِينَتْ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ ۖ هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝ أَمْ

کھلے کھلے احکام سنائے جاتے ہیں منکر لوگ سچی کتاب کے آنے کے بعد اس کے حق میں کہتے ہیں۔ یہ تو صریح جادو ہے۔ کیا یہ

يَقُولُونَ افْتَرَيْنَاهُ قُلُوبًا وَإِنَّا لَنَنظُرُهُمْ كَقَوْمٍ يَسْعَىٰ فَلَاحًا فَلَاحًا ۖ هَٰؤُلَاءِ

لوگ کہتے ہیں کہ قرآن کو اس نے اپنے پاس سے بنایا ہے تو کہہ کہ میں نے اگر افترا کیا ہے تو تم میرے معاملہ میں خدا کے ہاں سے کچھ ذمہ داری نہیں رکھتے جو باتیں

بِمَا تُفَيْضُونَ فِيهِ ۖ كَفَىٰ بِهِ شُهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ ۖ وَهُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝

بناتے ہو وہ اللہ کو خوب معلوم ہیں مجھ میں اور تم میں وہی گواہ کافی ہے وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدَعَا مِنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفَعَّلُ بِي وَلَا يَكُمُ ۖ

تو کہہ دے میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں اور مجھے یہ بھی خبر نہیں کہ مجھ سے کیا برتاؤ ہوگا اور تم سے کیا؟

جو قیامت تک بھی ان کی نہ سنیں بلکہ ان کی آواز سے بھی بے خبر ہوں ایسے لوگ واقعی سخت گمراہ ہیں اس گمراہی کا نتیجہ اس روز

بھگتیں گے جب ان پر مصیبت کا زمانہ آئے گا۔ اور کوئی ان کے حال سے نہ پوچھے گا یعنی جب سب لوگ جمع کئے جائیں گے تو وہ

اس کے معبود جن کو یہ پکارتے اور دعائیں مانگتے ہیں ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت سے انکار کر دیں گے کیونکہ

ایک تو ان کو خبر ہی نہ ہوگی۔ دوم اگر ہوگی تو وہ سمجھیں گے کہ ہاں کرنے میں ہماری خیر نہیں اس لیے وہ صاف صاف انکار

کریں دیں گے جو انکار ان کا صحیح اور بجا ہوگا۔ اور سنو! تیرے مخالفوں کی حالت کیسی نازک ہے کہ جب ان کو ہمارے کھلے کھلے

احکام سنائے جاتے ہیں تو یہ منکر لوگ سچی کتاب قرآن کے آجانے کے بعد اس کی تعلیم کے حق میں کہتے ہیں یہ تو صریح جادو

ہے تو کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ قرآن کو اس نبی نے اپنے پاس سے بنایا ہے وحی یا الہام کوئی نہیں صرف اس کے خیالات ہیں جو یہ

بطور الہام بیان کر کے لوگوں کو اپنا تابع کرتا ہے۔ تو ان کے جواب میں کہہ کہ میں نے اگر افترا کیا ہے تو تمہیں اس کی فکر نہیں

ہونی چاہیے۔ کیونکہ تم میرے معاملہ میں خدا کے ہاں سے کچھ ذمہ داری نہیں رکھتے۔ پھر تمہیں کیا۔ تم اپنی فکر کرو سنو! جو

باتیں تم بناتے ہو وہ خدا کو خوب معلوم ہیں مجھ میں اور تم میں یعنی میرے اور تمہارے معاملہ میں وہی گواہ کافی ہے اس کی

شہادت تم سن لو گے کیسی ہوگی۔ وہ تمہاری خواہش کے مطابق ابھی فیصلہ کر دے مگر وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ اس کی یہ

دو صفیتیں تقاضا کرتی ہیں کہ مجرموں کو گرفتار کرنے میں جلدی نہ کی جائے۔ بلکہ موقع دیا جائے کہ وہ اس کی طرف جھکیں اور

اگر باوجود انتہائی مہربانی کے نہ جھکیں تو پھر اس کی گرفت سے بچ نہیں سکتے۔ اے نبی! تو ان مخالفوں کو کہہ دے کہ تم لوگو جو

میرے ساتھ ایسے بے طرح برسر جنگ ہو میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں مجھ سے پہلے کئی رسول گزر گئے جس طرح وہ اللہ

کے احکام سناتے تھے میں بھی سناتا ہوں اور خدائی قانونوں میں نہ ان کو کچھ دخل تھا نہ مجھے دخل ہے بلکہ میں جہاں تک اعلان کرتا

ہوں کہ مجھے یہ بھی خبر نہیں کہ کل مجھ سے کیا برتاؤ ہوگا اور تم سے کیا؟

إِنْ أَتَيْتُمْ إِلَّا مَا يُؤْتَىٰ الْإِنَّمَا أَنْتُمْ مُنَادُونَ ۚ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ

میں تو صرف اس کلام کی تابعداری کرتا ہوں جو میری طرف کی جاتی ہے اور صاف صاف ڈرنے والا۔ تو کہہ بھلا بتلاؤ اگر یہ قرآن خدا کی طرف سے ہو

اللَّهُ وَكَفَرْتُمْ بِهِ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ عَلَىٰ مِثْلِهِ فَأَمَنْ وَ

اور تم لوگ اس سے منکر ہو اور بنی اسرائیل میں ہے گواہ اس کی شہادت دے کر ایمان لا چکے اور

اسْتَكْبَرْتُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ

تم اڑے رہے تو بتاؤ تمہارا کیا حال ہو گا خدا ظالموں کی قوم کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ منکر لوگ ماننے والوں کو کہتے

أَمْنُوا لَوْ كَانَ خَبِيرًا ۗ مَا سَبَقُونَا إِلَيْهِ ۚ وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَيَقُولُونَ هَذَا إفْكٌ

ہیں اگر یہ قرآن بہتر ہوتا تو یہ لوگ ہم سے پہلے اسے قبول نہ کرتے چوتھے ان لوگوں نے اس سے ہدایت نہیں پائی ہے اسی لئے کہیں گے کہ یہ

قَدِيمٌ ۝ وَمِنْ قَبْلِهِ كَتَبَ مُوسَىٰ إِمَامًا وَرَحْمَةً ۗ وَهَذَا كِتَابٌ مُّصَدِّقٌ

پرانا جھوٹ ہے۔ اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب امام اور رحمت تھی اور یہ کتاب عربی زبان میں

لِسَانًا عَرَبِيًّا لِّيُنذِرَ الَّذِينَ ظَلَمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِينَ ۝

اس کی مصدق ہے تاکہ ان لوگوں کو ڈرا دے جو ظالم ہیں اور نیک و کاروں کے لئے خوشخبری ہے۔

خدا جانے کل میں تندرست رہوں گا یا بیمار ہو جاؤں گا تم بیمار ہو گے یا ایتھے رہو گے میں تو مذہبی امور میں صرف اس کلام کی

تابعداری کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے یعنی میں تو حکم کا تابعدار ہوں اور اللہ کے عذاب سے صاف صاف ڈرنے

والا۔ باوجود اس کے تم لوگ میری نہ سنو تو بھلا بتلاؤ تو سہی اگر یہ قرآن مجید اللہ کی طرف سے ہو جیسا کہ میرا دعویٰ ہے اور تم

لوگ اس سے منکر ہو اور بنی اسرائیل میں سے معتبر علمدار گواہ اس کی شہادت دے کر ایمان لا چکے اور تم اڑے رہے تو بتاؤ

تمہارا کیا حال ہو گا۔ یہی کہ تم لوگ اللہ کے ہاں ظالم ٹھہرو گے اور اللہ ظالموں کی قوم کو ہرگز ہدایت نہیں دیا کرتا۔ پھر تم سوچ

لو کہ اللہ کے ہاں معتوب ہونا تم کو کیا فائدہ دے گا؟ دیکھو تو بھلا یہ بھی کوئی عذر ہے جو منکر لوگ ماننے والوں کو کہتے ہیں اگر یہ

قرآن بہتر ہوتا یعنی اس میں کچھ خوبی ہوتی تو یہ غریب مسلمان لوگ ہم سے پہلے اسے قبول نہ کرتے۔ کیونکہ ہمیشہ سے یہ

دستور چلا آیا ہے کہ ہر کار خیر میں ہم امر اکا حصہ مقدم ہوتا ہے۔ پھر یہاں یہ قاعدہ کیوں ٹوٹا۔ حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ

دنیاوی امور میں ان کی سبقت کرنے سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ دینی کاموں میں بھی ان کا حصہ مقدم ہے ہرگز نہیں وہ سڑک

دوسری ہے یہ لائن جدا ہے مگر چونکہ ان لوگوں نے اس قرآن سے ہدایت نہیں پائی ہے اس لئے کہہ دیں گے کہ یہ دعویٰ

نبوت بہت پرانا جھوٹ چلا آ رہا ہے۔ اسی طرح اسی مدعی سے پہلے بھی مدعی گذر چکے ہیں ان کا بھی یہی طریق تھا کہ دعویٰ

نبوت کرتے پھر کچھ کر شے بھی دکھاتے لوگوں سے وعدے بھی کرتے۔ یہ بھی ایسا ہی کرتا ہے اور لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہے

حالانکہ (اس قرآن) سے پہلے موسیٰ کی کتاب توریت اپنے زمانہ میں امام اور رحمت تھی۔ اور یہ کتاب قرآن مجید عربی زبان میں

اس سابقہ کتاب کے مضامین کی مصدق ہے۔ تاکہ ان لوگوں کو سمجھائے اور ڈراوے اور بوجہ بدکاری کے ظالم ہیں اور نیک

وکاروں کے لئے خوش خبری ہے جو تعمیل احکام کرنے سے خوشخبری کے مستحق ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبَّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝

جو لوگ زبان سے کہتے ہیں ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ جم جاتے ہیں پس ان کو نہ خوف ہوگا نہ وہ غمناک ہوں گے۔

أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ خَالِدِينَ فِيهَا جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ وَصَبِينَا

کی لوگ جنتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے ان کاموں کے بدلہ میں جو وہ کیا کرتے تھے اور ہم نے

الْإِنْسَانَ إِحْسَانًا حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمَلُهُ وَ

ہر انسان کو اس کے والدین کے حق میں احسان کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کی ماں نے اس کو سخت تکلیف میں اٹھایا اور سخت تکلیف میں اس کو جناس کے حمل

فَصَلُّهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ اَشُدَّهُ وَبَلَغَ اَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ

اور دودھ چھڑانے کی مدت تیس ماہ ہوتے ہیں پھر جب وہ اپنی قوت کو پہنچتا ہے خاص کر جب چالیس سال کی عمر کو جب پہنچ جاتا ہے کہتا ہے اے خدا

أَوْزَعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَتِي ۖ وَ

مجھ کو توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ کی پر اور

ہاں ان کی ظاہری پہچان کوئی چاہے تو اس کو بتا دو کہ جو لوگ زبان سے کہتے ہیں ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ اسی پر جم جاتے ہیں

تمام دنیا میں حرکت پیدا ہو اس امر میں ان کو حرکت نہیں ہوتی۔ تمام دنیا اللہ سے ہٹ جائے وہ نہیں نہیں گے تمام دنیا اللہ کے

ساتھ شرک کرے وہ نہیں کریں گے۔ نہ تنگی میں اللہ سے ہٹتے ہیں نہ خوشی میں اترتے ہیں بس ان کا قول یہ ہوتا ہے۔

موحد چہ دریائے ریزی زرش چہ شمشیر ہندی نمی بر سرش

امیدو ہر اسش بنا شدرکس ہمیں ست بنیاد توحید و بس

پس ان کو نہ خوف ہوگا نہ غمناک ہوں گے جنتی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ انعام ان کے ان کاموں کے بدلہ میں ملے گا جو

وہ کیا کرتے تھے۔ ان محسنین نیو کاروں کی پہچان ایک اور بھی ہے کہ وہ اللہ کے حقوق ادا کرنے پر بس نہیں کرتے بلکہ مخلوق

کے جتنے مراتب ہیں سب سے اچھا سلوک کرتے ہیں سب سے بڑا حق ماں باپ کا ہے محسن لوگ ان کے ساتھ تو بہت ہی اچھا

سلوک کرتے ہیں کیونکہ ہم (خدا) نے ہر انسان کو اس کے والدین کے حق میں احسان کرنے کا حکم دیا ہے۔ باپ کے احسان تو

بچہ خود دیکھتا ہے کہ کھانے پینے کو وہی دیتا ہے البتہ ماں کے ابتدائی احسانات اس پر مخفی ہیں اس لئے اس کے تھلاتے جاتے ہیں

کہ اس کی ماں نے ان کو سخت تکلیف میں اٹھایا اور سخت تکلیف میں اس کو جناس کے حمل اور دودھ چھڑوانے کی مدت کم سے

کم تیس ماہ (اڑھائی سال) ہوتے ہیں زیادہ سے زیادہ پونے تین سال۔ یہ تو اس کی ابتدائی حالت کا ذکر ہے جس میں وہ بالکل عاجز و

نا توان ہوتا ہے۔ پھر جب وہ اپنی قوت کی عمر کو پہنچتا ہے خاص کر جوانی جوانی سے گذر کر چالیس سال کی عمر کو جب پہنچ جاتا ہے

چونکہ اس عمر تک خود بھی عموماً صاحب اولاد ہو جاتا ہے۔ اس لئے اسے ماں باپ کی خدمات جو پہلے سنے سنائے معلوم تھیں۔

اب مشاہد ہو گئیں لہذا اگر وہ نیک خیال نیک و کار ہے تو اپنی اولاد کو دیکھ کر کہہ کر کہ میں کس طرح اس دل سے پرورش کرتا ہوں اپنے

ماں باپ کے احسانات یاد کر کے کہتا ہے اے اللہ مجھ کو توفیق دے کہ میں تیری نعمت کا شکریہ ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور

میرے ماں باپ پر انعام کی۔ یعنی وہ ماں باپ کا ایسا سچا خادم اور قائم مقام بنتا ہے کہ ان کی طرف سے بھی خدا کے احسانات کا

شکریہ ادا کرتا ہے۔ اور اپنی ذات خاص کے لئے یہ بھی کہتا ہے اے اللہ مجھے توفیق دے

اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَاَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ؕ اِنِّي تَسَبْتُ لِبَيْتِكَ وَاِنِّي مِّنَ

اور ایسے نیک کام کروں کہ تو ان کو پسند کرے۔ خداوند! میری اولاد کو بھی صالح بنا میں تیری طرف جھکا ہوا ہوں اور میں تیرے فرمانبردار

السُّلَمِيِّينَ ۝ اُولَئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ

بندوں میں سے ہوں۔ ان لوگوں کے نیک اعمال ہم قبول کرتے ہیں اور ان کی برائیوں سے

عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ فِيْٓ اَصْحَابِ الْجَنَّةِ ۙ وَعَدَّ الصِّدْقِ الَّذِيْ كَانُوْا يُوعَدُوْنَ ۝

ہم درگزر کریں گے یہ لوگ اہل جنت میں داخل ہیں یہ وعدہ جو ان کو دیا جاتا ہے سچا ہے

وَالَّذِيْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ اُوتِ لَكُمْ اِنِّي اتَّعَدُ نَارِيْۙ اِنْ اُخْرَجَ وَقَدْ خَلَتِ

اور جو لڑکا اپنے والدین کو حقارت سے تفرکتا ہے کیا تم مجھے اس سے ڈراتے ہو کہ میں قبر سے نکالا جاؤں گا؟ حالانکہ کئی ایک

الْقُرُوْنَ مِّنْ قَبْلِيْ ۗ وَهٰمًا يَّسْتَفِيْثُوْنَ اللّٰهَ وَبَيْتِكَ اٰمِنٌ ۙ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ

تو میں مجھ سے پہلے گزر چکی ہیں۔ اور وہ دونوں اللہ کی دہائی دیتے ہیں تیرا نام ہو ایمان بے شک اللہ کا وعدہ سچا

حَقٌّ ۙ فَيَقُوْلُ مَا هٰذَا اِلَّا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝

ہے۔ وہ کہتا ہے جی یہ تو پہلے لوگوں کے افسانے ہیں۔

کہ میں ایسے نیک کام کروں کہ تو ان کو پسند کرے اور وہ خدا سے یہ بھی دعا مانگتا ہے کہ خداوند! میری اولاد کو بھی صالح بنا کہ وہ

بھی میری روش پر چلیں تاکہ ہم سب تیرے حضور میں سرخ رو ہوں۔ نیک بخت نیکو کار یہ بھی کہتا ہے۔ اے میرے خدا میں

اپنی تمام ضروریات اور تکلیفات میں تیری طرف جھکا ہوا ہوں اور میں تیرے فرمانبردار بندوں میں سے ہوں غرض یہ ہے کہ

نیک بخت نیک و کار آدمی ہمیشہ اپنی اور اپنے متعلقین کی خیر و عافیت کے خواہاں رہتے ہیں ہر انسان کے اصول اور فروغ

میں یعنی ماں باپ اور اولاد نیک خصلت نیک و شعور وہ ہیں جو اپنی اپنے ماں باپ کی اور اپنی اولاد کی بھلائی چاہتے ہیں۔ ان لوگوں

کے نیک اعمال ہم قبول کرتے ہیں اور ان کے اخلاص اور حسن نیت کی وجہ سے ان کی برائیوں سے ہم درگزر کریں گے۔ کیونکہ

یہ لوگ اہل جنت میں داخل ہیں یہ وعدہ جو ان کو دیا جاتا ہے بالکل سچا ہے۔ اس لئے ضرور پورا ہوگا۔ اور جو نوجوان لڑکا گستاخی

میں یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ اپنے والدین کو جب وہ ان کو وعظ و نصیحت کرتے ہیں۔ حقارت سے ان کو تفرکتا ہے یعنی

مقابلہ کرتا ہے اور ان کی نصیحت کے مقابلہ میں کہتا ہے کیا تم مجھے اس سے ڈراتے ہو کہ میں بعد مرنے کے دوبارہ زندہ ہو کر قبر

سے نکالا جاؤں گا؟ حالانکہ سیلکروں اشخاص بلکہ کئی ایک تو میں مجھ سے پہلے گزر چکی ہیں وہ تو دوبارہ زندہ نہ ہوئے اور میں زندہ

ہو کر اٹھوں گا اور کئے کی سزا جزا پاؤں گا یہ تمہارا دیوانہ پن ہے۔ وہ دونوں اس کے ماں باپ شفقت میں اللہ کی دہائی دیتے ہیں اور

اس کی ہدایت طلبی میں خدا سے مدد چاہتے ہیں اور اسے کہتے ہیں۔ تیرا نام ہو۔ بد معاشوں کی صحبت میں بیٹھتا چھوڑ دے اللہ پر

اور اللہ کے وعدوں پر ایمان لائے اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ وہ نالائق گستاخ ماں باپ کی مشفقانہ نصیحت سکر کہتا ہے جی یہ تو پہلے

لوگوں کے افسانے ہیں۔ ان میں اصلیت اور صداقت نام کو نہیں تم کیا کہہ رہے ہو مطلب اس سارے قصے کا یہ ہے کہ بعض

اولاد ماں باپ کی پوری تابعدار ہوتی ہے اور بعض نوجوان ایسے بے فرمان ہوتے ہیں کہ ان کی نصیحت کو قبول کرنے کے بجائے

ان کی توہین اور ہتک کرتے ہیں

اُولَٰئِكَ الَّذِينَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِي اٰمِهِمْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ

ان سے پہلے جن اور انسان جو گذر چکے ہیں ان ہی میں ان پر فرد جرم

الْجَنِّ وَالْاِنْسِ ۙ لَّاتَهُمْ كَانُواْ خٰسِرِيْنَ ﴿٥﴾ وَلِكُلِّ دَرَجٰتٍ مِّمَّا عَمِلُوْا

لگ چکا ہے یہ سارے لوگ خسارے میں تھے۔ اور ان میں سے ہر ایک کے لئے ان کے کاموں کے مطابق درجات ہیں

وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٦﴾ وَيَوْمَ يُعْرَضُ الَّذِينَ كَفَرُوْا

تاکہ خدا ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ ان کو دے اور کسی طرح ان پر ظلم نہ ہو گا اور جس روز کافر لوگ دوزخ کے سامنے

عَلَى النَّارِ ۙ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيٰتِكُمْ الدُّنْيَا وَاَسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۙ فَالْيَوْمَ

کے جائیں گے۔ ان کو یہ کہا جائے گا تم دنیا میں لذتیں پا چکے اور اس میں خوب فائدے اٹھا چکے ہیں آج تم

تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ

کو ذلت کا عذاب پہنچایا جائے گا کیونکہ تم لوگ ملک میں ناحق تکبر

وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ﴿٧﴾ وَاذْكُرْ اٰخَا عَادٍ ۙ اِذْ اَنْذَرَ قَوْمَهُ بِالْاِحْقَافِ

اور بد معاشی کرتے تھے۔ اور عادیوں کے بھائی کو یاد کرو۔ جب اس نے اپنی قوم کو احقاف کی سرزمین میں سمجھایا

وَقَدْ خَلَتْ النُّذُرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ

اور اس سے پہلے اور پیچھے بھی کئی سمجھانے والے آئے۔

اسی لئے ان کو سزا بھی ایسی ہی ملتی ہے کہ ان سے پہلے جن اور انسان جو اس قسم کے بد معاش گذر چکے ہیں۔ انہی میں ان پر

فرد جرم لگ چکا ہے کیونکہ یہ سارے لوگ اپنی بد اعمالی کی وجہ سے خسارے میں تھے ان کی زندگی ان کے مال ان کے اسباب ان

کی حکومت سب کے سب ان کے حق موجب نقصان تھے۔ اور ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے لئے ان کے کاموں کے مطابق

مختلف درجات ہیں جو کچھ کسی نے کیا وہ اس کو ملے گا۔ تاکہ خدا ان کے کئے ہوئے اعمال کا پورا پورا بدلہ ان کو دے۔ اور کسی طرح

ان پر ظلم نہ ہو گا بلکہ جو کچھ انہوں نے یا کسی نے کیا ہو گا وہی ان کو ملے گا۔ نہ سزا میں زیادتی ہو گی نہ جزا میں کمی اور سنو! جس روز

کافر لوگ دوزخ کے سامنے کئے جائیں گے تو سب سے پہلے ان کو یہ کہا جائے گا کہ تم دنیا میں لذتیں پا چکے اور اس میں خوب

فائدے اٹھا چکے مگر چونکہ تم نے لذتوں اور نعمتوں کے شکرے نہ کیے پس آج تم کو ان اعمال بد کے عوض ذلت کا عذاب پہنچایا

جائے گا۔ کیونکہ تم لوگ ملک میں ناحق تکبر اور بد معاشی کرتے تھے۔ غریبوں اور زیر دستوں کو ستاتے اور ظلم زیادتی کرتے تھے

اسی کی سزا تم کو بھگتنی ہو گی۔ کیا تم نے سنا نہیں؟ شیخ سعدی مرحوم کیا کہ گئے ہیں۔

مہازور مندی مکن بر کہاں کہ بریک عطرے نماںد جهان

یہی مضمون سمجھانے کے لئے حضرات انبیاء علیہم السلام دنیا میں آتے رہے اور سمجھاتے رہے چنانچہ عادیوں کے بھائی حضرت

ہود کو ہم نے نبی بنا کر ان کی طرف بھیجا اس نے سمجھایا اور بتایا کہ تمہارے اعمال بد کا نتیجہ بد ہو گا تم اپنی بد کرداری سے توبہ کرو

اس کی زندگی کے واقعات میں وہ واقعہ یاد کرو جب اس نے اپنی قوم کو میدان احقاف کی سرزمین میں سمجھایا اور اللہ کا خوف دلایا

اور اس سے پہلے اور پیچھے بھی کئی سمجھانے والے دنیا میں آئے جن میں سے ہر ایک نے یہ پیغام لوگوں کو پہنچایا ہے۔

اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اللّٰهَ ۗ اِنِّىْۤ اَخَافُ عَلَیْكُمْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۰﴾ قَالُوْۤا اِحْتَنَّا

کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ میں تمہارے حال پر برے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں وہ بولے اگر آپ اس غرض سے

اِتَّأَفَّكْنَا عَنْ الْهَيْتِنَا ۚ فَاتِنَا بِمَا تَعُدُّنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۱﴾ قَالَ

ہمارے پاس آئے ہیں کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے پھسلاویں پس آپ اگر سچے ہیں تو جس عذاب سے ہم کو ڈراتے ہیں وہ لے آئیے حضرت ہود نے کہا

اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ ۗ وَاَبْلَغُكُمْ مَّا اُرْسِلْتُ بِهٖ وَلَیَكْفِیْ اَرْسَلْتُ قَوْمًا

کہ سچ علم اللہ کے پاس ہے میں تو تم کو وہ پیغام پہنچاتا ہوں جو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ بے سمجھی

تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۲﴾ فَلَمَّا رَاوْهُ عَارِضًا مُّسْتَقْبِلَ اُوْدِیَّتِهِمْ ۙ قَالُوْۤا هٰذَا عَارِضٌ

کرتے ہو۔ پس جب انہوں نے اس کو اپنے میدانوں کی طرف آتے ہوئے سامنے دیکھا۔ تو بولے کہ یہ سامنے آنے والا

تَمْطُرُنَا ۗ بَلْ هُوَ مَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ ۗ رِیْحٌ فِیْهَا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۳﴾

(بادل) ہم پر برسے گا۔ بلکہ یہ وہ عذاب ہے جو تم لوگ جلدی مانگ رہے تھے۔ تیز ہوا تھی اس میں سخت عذاب تھا۔

کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو میں تمہارے حال پر برے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ کہ کہیں تم اس میں مبتلا نہ ہو جاؤ

محض تمہاری خیر خواہی سے کہتا ہوں ورنہ مجھے اس میں ذاتی فائدہ کیا۔ تم جانو اور تمہارا کام وہ بولے کیا آپ اس غرض سے

ہمارے پاس آئے ہیں کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے پھسلاویں اور اپنے معبود کی طرف لگاویں کیا ہم کو ایسا ہی کم عقل سمجھا ہے

کہ ہم آپ کے داؤ میں آجائیں گے اور اپنا نفع نقصان نہ سمجھیں گے واہ صاحب خوب کھی پس آپ اگر سچے ہیں تو جس عذاب

سے ہم کو ڈراتے ہیں وہ لے آئیے بس یہ آخری جواب ہے۔ آئندہ مہربانی کر کے ہمارا دفاع نہ چاہئے گا۔ حضرت ہود نے ان کی

اس بیہودہ گوئی کا جواب کس نرمی اور آشتی سے دیا۔ کہا اے بھائیو! میری تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ برے کاموں کا بدلہ یقیناً برا

ہے۔ مگر اس کا وقت کون ہے اور کب ہے میں نہیں کہہ سکتا۔ اس کے سوا کوئی بات صحیح نہیں کہ صحیح علم اللہ کے پاس ہے وہی

جانتا ہے کہ عذاب کا وقت کب ہے میں تو تم کو وہ پیغام پہنچاتا ہوں جو مجھے دے کر بھیجا گیا ہے بس

ہمارا کام کہہ دینا ہے یارو اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو!

مگر میں دیکھتا ہوں کہ تم لوگ بے سمجھی کی باتیں کرتے ہو۔ بھلا یہ بھی کوئی عقلمندی کی بات ہے کہ ایک شخص بطور نصیحت کے سمجھائے

کہ

ازمکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروند جوز جوزو

تو اس ناصح مشفق کو جواب دیا جائے کہ بس ابھی ہاتھوں پر سر سول اگادے کیا یہ جواب عقلمندانہ ہے؟ راحت کا وقت ہے تو

عذاب کا بھی وقت ہے۔ اس مشفقانہ نصیحت کی قدر انہوں نے یہی کی کہ اپنی ضد پر مصر رہے اور وہی کام کرتے رہے جن سے ان

کو حضرت ہود روکتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کی ہلاکت کا وقت آگیا۔ پس جب انہوں نے اس عذاب کو بشکل بادل اپنے میدانوں

کی طرف آتے ہوئے سامنے دیکھا تو بوجہ خشک سال مارے خوشی کے بولے کہ یہ سامنے آنے والا آگیا۔ وہ کیا تھا؟ جیسا کہ

ہوتا ہے بسا اوقات بادل آتا ہے اگر آندھی کی شکل میں اڑ جاتا ہے وہ بادل بھی درحقیقت تیز ہوا تھی اس میں سخت عذاب تھا

وہ ہوا کیا تھی

تَدْمُرُ كُلَّ شَيْءٍ بِأَمْرِ رَبِّهَا فَاصْبِرْ لَهَا لَا يَزِيدُ إِلَّا مَسْكِنَهُمْ ۖ كَذَلِكَ نَجْزِي

وہ ہوا اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تباہ کرتی تھی پس وہ ایسے تباہ ہوئے کہ ان کے مکانوں کے سوا کوئی چیز نظر نہ آئی تھی اسی طرح بدکار قوم

الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ۝ وَلَقَدْ مَكَّنَّهُمْ فِيمَا آتَاكَ مَكِّنًا لَّعَلَّكَ تَكْتُمُ الْمَائِدَاتِ الَّتِي أَنزَلْنَا عَلَى الْمُذِلَّةِ ۚ لَقَدْ جِئُواكُم بِالْحِجَابِ رَاغِبِينَ ۚ فَلَمَّا أَفْتَدَاكُمْ سَمِعْتُمُ النَّصِيحَةَ لَوْ كُنْتُمْ مُدْرِكِينَ ۚ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَقِيلُ ۚ وَالْمُؤْمِنُونَ يَجْتَمِعُونَ عَلَيْهَا ۖ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَقِيلُ ۚ وَالْمُؤْمِنُونَ يَجْتَمِعُونَ عَلَيْهَا ۖ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَقِيلُ ۚ وَالْمُؤْمِنُونَ يَجْتَمِعُونَ عَلَيْهَا ۖ

کو ہم سزا دیا کرتے ہیں۔ ہم نے ان کو وہ مقدور دیئے تھے کہ تم کو نہیں دیئے تھے۔ اور ہم نے ان کو کان

سَمْعًا وَأَبْصَارًا ۚ وَافْتَدَاكُمْ ۚ فَمَا آغْنَاهُمْ عَنْهُمْ سَعُهُمْ وَلَا أَبْصَارَهُمْ وَلَا

اور آنکھیں اور دل دیئے تھے۔ پس ان کے کان اور آنکھ اور دل ان کے

أَفْتَدْتَهُمْ مِّنْ شَيْءٍ إِذْ كَانُوا يَجْعَلُونَ ۚ بِآيَاتِ اللَّهِ وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا

بچھ کام نہ آئے کیونکہ وہ اللہ کے احکام کی تکذیب کرتے تھے اور جس عذاب کی ہنسی اڑایا کرتے تھے

بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ۝ وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا مَا حَاوَلْتُمْ مِّنَ الْقُرَىٰ وَصَرَفْنَا الْآيَاتِ

اسی نے ان کو گھبر لیا۔ ہم نے تمہارے ارد گرد کی کتنی بستیاں تباہ کر دیں اور ہم نے ان کو اپنے احکام پھیر پھیر

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝

کر سنائے تاکہ وہ رجوع کریں۔

ایک بلا تھی کہ اپنے رب کے حکم سے ہر چیز کو تباہ اور برباد کرتی تھی۔ جس چیز کو چھو جاتی بس وہ ایسی بھوگی ہو جاتی کہ اس میں

جان ہی نہ رہتی۔ پس وہ عادی لوگ ایسے تباہ ہوئے کہ ان کے مکانوں کے سوا کوئی چیز نظر نہ آئی تھی۔ بالکل سنان ہو کا میدان

تھا۔ چاروں طرف نظر دوڑاؤ کسی کو زندہ نہ پاؤ چاروں طرف کان لگاؤ کوئی آواز نہ سنو۔ اسی طرح بدکار قوم کو ہم سزا دیا کرتے

ہیں۔ جو قوم سرکشی میں اپنی حد سے گذر جاتی ہے ہم بھی اس پر ایسا ہی عذاب بھیجتے ہیں یہ سب قانون قدرت کے ماتحت ہوتا

رہتا ہے۔ اس میں کسی قوم کا لحاظ یا کسی کی سفارش نہیں چلتی بلکہ سفارش کرنے والے بھی جس کے لائق ہوتے ہیں وہ پالیتے

ہیں۔ اور مجرموں کی کوئی کوششیں مفید نہیں ہوتی۔ اے عرب کے لوگو! سنو! تم لوگ جو حق کی مخالفت اور اسلام کے مقابلہ

میں اتنی تلے بیٹھے ہو تمہیں معلوم ہے؟ کہ ہم (اللہ) نے ان عادیوں اور دیگر تباہ شدہ اقوام کو وہ وہ مقدور دیئے تھے کہ تم اہل

عرب کو نہیں دیئے اور ہم (اللہ) نے ان کو یورپین اقوام کی طرح دور کی باتیں سننے کے لئے کان اور باریک چیزیں دیکھنے کے لئے

آنکھیں اور سوچنے کو دل دیئے تھے۔ یعنی وہ صنعت کاڑھ کر سنتے یاد رکھتے تو اپنے دل میں سوچ سمجھ کر اس کو ایجاد کر لیتے مگر خدائے

مالک الملک سے ان کو لگاؤ نہ تھا پس جب اس بد اعمالی کی وجہ سے ان پر عذاب آیا تو ان کے کان آنکھ اور دل ان کے کچھ بھی کام نہ

آئے کیونکہ وہ اللہ کے احکام کی تکذیب کرتے بلکہ سخت مقابلہ کرتے تھے نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تباہ ہو گئے اور جس عذاب کو سنکر اس

کی ہنسی اڑایا کرتے تھے۔ اسی نے ان کو گھبر لیا اور تباہ کر دیا۔ انجام تم دیکھتے ہو کہ آج کوئی ان کا نام لیوا نہیں۔ اے مکہ والو! سنو! ہم

نے تمہارے ارد گرد کی کتنی بستیاں ملک شام تک تباہ کر دیں۔ جو تم اپنے سفروں میں پچشم خود دیکھتے ہو اور تباہی سے پہلے ہم نے

ان کو اپنے احکام پھیر پھیر کر مختلف طرح سے سنائے تاکہ کسی طرح وہ ہماری طرف رجوع کریں مگر وہ بھی ایسے پختہ تھے کہ

کسی طرح وہ نہ جھکے۔

كَوَلًا نَصَرَهُمُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ قُرْبَانًا آلِهَةً ۗ بَلْ ضَلُّوا

پھر جن لوگوں کو انہوں نے قرب خدا حاصل کرنے کے لئے معبود بنا رکھا تھا۔ انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟ بلکہ ان سے بالکل غائب غلا

عَنْهُمْ ۚ وَذَلِكَ أَفْكَهُمُ وَمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۲۵۱﴾ ۚ وَمَا ذَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفْرًا مِّنَ الْجِبِّ

ہو گئے اور یہ ان کی ان کو کوئی خبر نہیں کذاب بیانی اور افترا پر درازی ہے اور جب ہم تیری طرف چند جنتوں کو بھیجا تھا کہ وہ

يَسْمَعُونَ الْقُرْآنَ ۚ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنصَتُوا ۖ فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ

قرآن سنیں پھر جب وہ اس موقع پر آئے تو کہنے لگے چپ رہو! پھر جب قرآن کی تلاوت ختم ہوئی تو وہ ڈرانے والی جماعت

مُنذِرِينَ ﴿۲۵۲﴾ ۚ قَالُوا يَقَوْمُنَا إِنَّا سَمِعْنَا كِتَابًا أُنزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوسَىٰ

بن کر اپنی قوم کی طرف پھرے۔ کہا اے بھائیو! ہم نے ایک ایسی کتاب سنی ہے جو موسیٰ کی کتاب کے بعد اتری ہے۔

مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ يَهْدِي إِلَى الْحَقِّ وَإِلَى طَرِيقٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿۲۵۳﴾

اپنے سے پہلی کتاب کی تصدیق کرتی اور راستی اور سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتی ہے

يَقَوْمُنَا اٰحِبُّوْا دَاعِيَ اللّٰهِ وَاٰمِنُوْا بِهٖ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُجِزْكُمْ

اے بھائیو! اللہ کی طرف بلائے والے کو قبول کرو اور اس پر ایمان لاؤ اللہ تم کو تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور سخت عذاب سے

مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۵۴﴾

تم کو بچائے گا

پھر جن لوگوں کو انہوں نے قرب خدا حاصل کرنے کے لئے معبود بنا رکھا تھا انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی؟ کیوں نہ آڑے

وقت میں کام آئے۔ وہ تو ان کے سامنے ہمیشہ نذر نیاز کرتے تھے مگر وہ ان کا کچھ نہ کر سکے۔ بلکہ ان سے بالکل غائب غلا ہو گئے ان

کی ان کو کوئی خبر نہیں اور ان کو ان کی مطلق نہیں یہ ان کذاب بیانی اور افترا پر وازی کا نتیجہ ہے۔ جو ساری عمر وہ کرتے رہے جس کا

انجام یہ ہوا کہ دنیا میں ناکام رہے اور آخرت میں بھی ذلیل و خوار ہوئے پس اے پیغمبران کو سمجھانے کے لئے وہ واقعہ سنا اور

سمجھا جب ہم نے تیری طرف چند جنتوں کو بھیجا تھا۔ کہ وہ قرآن مجید سنیں اور متاثر ہو کر ایمان لادیں پھر جب وہ اس موقع پر

آئے جہاں تو اے نبی! قرآن پڑھ رہا تھا تو ان کو قرآن سننے سے ایسی لذت آئی کہ وہ ایک دوسرے کو کہنے لگے میاں چپ رہو

سنو تو یہ کیا پڑھ رہا ہے۔ آخر ان پر وہی اثر ہوا جو ہونا چاہیے تھا۔ کہ ایک ہی وقت میں سننے سے ایماندار ہو گئے۔ پھر جب قرآن

کی تلاوت ختم ہوئی تو وہ جن جو کافرانہ صورت میں آئے تھے۔ خدا کے عذاب سے ڈرنے والی جماعت بن کر اپنی قوم کی طرف

پھرے جا کر ان سے کہا اے بھائیو دیکھو ہم نے ایک ایسی کتاب سنی ہے جو اپنے بیان کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام کی

کتاب کے بعد اتری ہے اپنے سے پہلی کتاب کی تصدیق کرتی اور بڑی خوبی یہ ہے کہ راستی اور سیدھی راہ کی طرف ہدایت کرتی

ہے۔ کتاب کی یہ خوبی بیان کر کے کھلے لفظوں میں اپنی قوم کو سمجھاتے ہیں اے بھائیو! اللہ کی طرف بلائے والے اس نبی کی بات

کو قبول کرو اور دل سے اس پر ایمان لاؤ خدا تم کو تمہارے پچھلے گناہ بخش دے گا اور سخت عذاب سے تم کو بچالے گا۔

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعُرْسِ مِنَ الرُّسُلِ وَلَا تَسْتَعْجِلْ لَهُمْ ۚ كَانَتْهُمْ

پس تو صبر کیا کر جیسا بڑی ہمت والے پیغمبروں نے صبر کیا اور ان کے حق میں جلدی عذاب طلب نہ کر۔ جس روز وہ

يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ ۚ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۚ بَلَّغَهُ قَهْلُ

عذاب دیکھیں گے جس کا ان کو وعدہ دیا جاتا ہے وہ سمجھیں گے کہ دنیا میں ہمارا قیام دن کی صرف ایک گھڑی بھر ہوا ہے یہ تبلیغ ہے سو

يُهْلِكُ إِلَّا الْقَوْمَ الْفَاسِقُونَ ﴿٥﴾

بے فرمان لوگ بھی تباہ ہوں گے۔

سورت محمد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بت رحم کرنے والا ہے۔

الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ﴿١﴾ وَالَّذِينَ آمَنُوا

جو لوگ کافر ہیں اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں ان کے اعمال اللہ سب ضائع کر دے گا۔ اور جو لوگ ایماندار ہیں

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَيْنَا مَحْدٍ

اور اچھے کام کرتے ہیں۔ اور اس کام پر ان کا ایمان ہے جو حضرت محمد پر اتارا گیا ہے۔

یہ تو ان منکروں اور حق کے مخالفوں کا حشر ہو گا۔ سن اے نبی! تو تبلیغ احکام میں لگا رہ اور مخالفوں کی تکلیف دہی پر صبر کیا کر جیسا بڑی ہمت اور استقامت والے پیغمبروں نے صبر کیا۔ بڑی بڑی تکلیفیں ان پر آئیں مگر وہ ان کو بڑی مردانگی سے برداشت کرتے رہے۔ آخر نتیجہ اچھا ہوا۔ اسی طرح تو بھی صبر کیا کر اور ان مخالفوں کے حق میں جلدی ہی عذاب طلب نہ کر کیونکہ ان پر مصیبت کا زمانہ آنے والا ہے۔ جس روز وہ عذاب دیکھیں گے جس کا ان کو وعدہ دیا جاتا ہے اس روز اس کے ہوش و حواس مفقود ہوں گے وہ سمجھیں گے کہ دنیا میں ہمارا قیام دن کی صرف ایک گھڑی بھر ہوا ہے۔ حیرانی ہے کہ اتنے تھوڑے سے وقت میں ہم نے ایسے کیا جرم کئے کہ ایسی سختی میں ہماری جان پھنس گئی۔ خیر یہ باتیں تو ان کی ہوتی ہوتی رہیں گی مطلب کی بات یہ ہے کہ یہ قرآن خدا کے احکام کی تبلیغ ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ کچھ لوگ اس کے تابع ہوں گے اور کچھ اس سے منکر اور بے فرمان۔ سو اس تبلیغ کے بعد بے فرمان لوگ ہی تباہ اور برباد ہوں گے۔ وہی عذاب میں مبتلا ہوں گے اور جو تابعدار ہیں وہ ہر طرح کی آسودگی میں رہیں گے۔ ان شاء اللہ

سورۃ محمد

اللہ مالک الملک کی طرف سے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جو لوگ کافر ہیں۔ خود کافر ہونے کے علاوہ اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں یعنی دل سے کوشش کرتے ہیں کہ اسلام نہ پھیلے لوگ اس کو قبول نہ کریں۔ ان کے اعمال صالحہ جو کبھی کوئی اچھا کام کسی وقت ان سے ہوا ہو گا وہ سب ضائع کر دے گا ذرہ برابر اس کا اجر ان کو نہ ملے گا۔ کیونکہ کفر اور مقابلہ اسلام دونوں ایسی زہریلی چیزیں ہیں کہ اپنے سے پہلے کے کسی نیک کام کو نہیں چھوڑتے اور جو لوگ ایمان دار ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں خاص کر اس کلام (قرآن) پر ان کا ایمان ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر خدا کی طرف سے اتارا گیا ہے۔

وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ ۚ كَفَرَتْ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ۝ ذَلِكِ

اور وہ برحق ہے ان کے پروردگار کے ہاں سے آیا ہوا خدا ان کے گناہ ان سے دور کر دے گا اور ان کی حالت سنوار دے گا۔ یہ فرق

بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ

اس لئے ہے کہ جو لوگ کافر ہیں وہ نراستی کے پیرو ہیں اور جو ایماندار ہیں وہ حق کے پیرو ہیں جو ان کے رب کے ہاں سے

رَبِّهِمْ ۝ كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ ۝ فَإِذَا لَقِيتُمْ الَّذِينَ

آیا ہے۔ اسی طرح اللہ لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے۔ پس جب تم ان کافروں سے ملو

كَفَرُوا فَضْرَبِ الرِّقَابِ ۝ حَتَّىٰ إِذَا أَخْنَمْتُمُوهُمْ فَشَدُّوا الْوُثَاقَ ۝ فَمَا

تو ان کی گردنیں مارا کرو۔ یہاں تک کہ جب تم ان کو خوب قتل کر چلو تو تم ان کو مضبوطی کے ساتھ قید کر لیا کرو۔ اس

مَتَّانًا بَعْدُ ۝ وَإِنَّمَا فِدَاءُ حَتَّىٰ تَضْمَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ۚ ذَلِكِ ۝ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ

سے بعد ان کو کیا تو احسان کر کے یا عوض لے کر رہا کر دیا کرو یہاں تک کہ لڑائی ختم ہو جائے۔ یہی حکم ہے اور خدا چاہتا تو خود

لَا تَنْصَرِمِنْهُمْ ۚ وَلَكِنْ لِيَبْلُؤَا بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ ۝

ان سے بدلہ لے لیتا لیکن اس کو منظور ہے کہ تم میں سے بعض کو بعض کے حق میں جانچے

اور وہ برحق ہے۔ ان کے پروردگار کے ہاں آیا ہوا اس لئے وہ دل سے اس کو مانتے ہیں ایسے لوگوں کو انعام یہ ملے گا کہ خدا ان کے گناہ جو

بھول چوک میں ان سے ہوئے ہوں گے ان سے دور کر دے گا اور ان کی حالت سنوار دے گا۔ ان دو فرقوں میں یہ فرق اس لئے ہے کہ

جو لوگ کافر ہیں وہ نراستی کے پیرو ہیں اور جو ایماندار ہیں وہ حق کے پیرو ہیں۔ حق بھی ان کا تراشیدہ یا پسندیدہ نہیں بلکہ وہ حق جو ان

کے رب کے ہاں سے ان کے پاس آیا ہے اس لئے ان دو گروہوں سے جو جو معاملہ ہو گا دونوں کی شان کے مطابق ہے اسی طرح اللہ

مہربانی سے لوگوں کے سمجھانے کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ ہدایت پائیں چونکہ ان دونوں کے اعمال اور ارادے سے باہمی

متخالف اور متضاد ہیں اس لئے لازمی ہے کہ ان دونوں گروہوں کے میل ملاپ پر بھی اس کا اثر و سیاحتی مخالف ہو۔ چنانچہ تم مسلمان دیکھ

رہے ہو کہ کفار تم لوگوں سے کیسا معاندانہ برتاؤ کرتے ہیں۔ پس میدان جنگ میں بغرض جنگ جب تم ان کافروں سے ملو تو ان کی

گردنیں مارا کرو یہاں تک کہ جب تم ان دشمنان دین کو خوب قتل کر چکو تو جب ان کی قوت کمزور ہو جائے اور بھاگنے لگیں تو تم ان کو

اچھی طرح مضبوطی کے ساتھ قید کر لیا کرو۔ یہ لوگ تمہارے ہاں اسپران جنگ ہوں گے۔ اس کے بعد ان لوگوں کو یا تو احسان کر

کے چھوڑ دیا کرو یا عوض لے کر رہا کر دیا کرو۔ مگر اسپران جنگ کو کسی صورت میں قتل نہ کرنا۔ ان لوگوں سے یہی برتاؤ جاری رکھو جب

تک کہ لڑائی ختم ہو جائے۔ اور دشمن لڑنے سے ہتھیار ڈال دے۔ یعنی ہر ایک محاذ جنگ پر اسی طرح لڑتے رہو۔ پہلے شدت سے

جنگ بعد جنگ قید قید کے بعد احسان بریت یا معاوضہ نقدی رہائی۔ یہ سلسلہ ختم جنگ تک جاری رہے۔ یہی حکم ہے اس کو یاد رکھو

ایک بات اور سنو! بعض لوگ کہا کرتے ہیں خدا ہم کو جو حکم دیتا ہے کہ ہم کافروں کو قتل کریں خود ہی کیوں نہیں ان کو مار ڈالتا وہ یاد

رکھیں خدا بذات خود ان کو تباہ کرنا چاہتا تو ان سے بدلہ لے لیتا۔ کوئی روکنے والا نہیں لیکن اس کو منظور ہے کہ تم میں سے بعض کو بعض

کے حق میں مامور کر کے جانچے تاکہ تمہارے اعمال کا پبلک میں اظہار ہو اور تم کو اجر عظیم ملے خدا اگر سب کافر خود اس طرح کے جیسے

یہ کہتے ہیں تو بھوکے کو روٹی کون کھلائے اور پیاسے کو پانی کون پلائے

یہ کہتے ہیں تو بھوکے کو روٹی کون کھلائے اور پیاسے کو پانی کون پلائے

وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَكُنْ يُضَلَّ أَعْمَالُهُمْ ۝ سَيَهْدِيهِمْ وَيُصَلِّحْ

جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں اللہ ان کے اعمال ضائع نہیں کرے گا۔ بلکہ ان کو ہدایت کرے گا اور ان کا

بِأَلْمِهِمْ ۝ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَفَهَا كُهُمْ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنصُرُوا

حال سنوارے گا۔ اور ان کو جنت میں داخل کرے گا جو پہلے سے ان کو بخیرا رہی ہے۔ مسلمانو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو

اللَّهُ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعَسَّأَلَهُمْ وَاصَلَّ

خدا تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط کرے گا۔ اور جو لوگ منکر ہیں ان کی تباہی ہوگی اور خدا ان کے کئے کروئے

أَعْمَالَهُمْ ۝ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝ أَقَلَّمْ

اعمال سب ضائع کر دے گا۔ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کو ناپسند کیا اللہ نے ان کے سب نیک کام ضائع کر دیئے۔ یہ لوگ

يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۝

ملک میں پھرے نہیں دیکھیں کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیا ہوا

دَمَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۝ وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا ۝

اللہ نے ان کو تباہ کر دیا۔ اور ان کافروں کے لئے اس سے کئی گنا زیادہ ہے۔

سو یہ ان کی غلطی ہے۔ قدرتی نظام اسی طرح ہے کہ ایک دوسرے کا ہاتھ بٹانا ہی ایک دوسرے کے کام آتا ہے خدا تم کو ہدایت

کرتا ہے کہ تم اس کی اطاعت میں دشمنان دین سے لڑو۔ اور سنو! جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں خدا تعالیٰ ان کے

اعمال ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔ جیسے کفار کے اعمال ضائع کئے جائیں گے بلکہ ان مومنین کو ہدایت کرے گا۔ اور ان کا حال

سنوار دے گا یعنی دنیا کی کوفت اور مصیبت سے ان کو نجات دے گا۔ اور ان کو اس جنت میں داخل کرے گا۔ جو پہلے سے ان کو

بخیرا رکھی ہے۔ کہ وہ ایسی ہوگی یوں ہوگی اس میں ایسی ایسی راحتیں ہوں گی اس لئے وہ جاتے ہی اس میں یوں داخل ہو جائیں

گے گویا وہ ان کا گھر ہوگا۔ مسلمانو! ہم تم کو ایک اصول بتاتے ہیں جو تم کو ہمیشہ مد نظر رکھنا چاہیے۔ چاہے تم تخت پر ہو یا تختے پر ہر

حال میں اس اصول کو مد نظر رکھا کرو۔ وہ یہ ہے کہ اگر تم اللہ کے دین کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ اور بوقت

تکلیف اور بموقع جنگ تمہارے قدم مضبوط کرے گا۔ اور تم کو پختہ رکھے گا پھر تم جہاں جاؤ گے فتح پاؤ گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ کیا

تم نے ان طبقہ اولیٰ کے مسلمانوں کا حال نہیں سنا؟

فتح اک خادمہ ان کی تھی اور اقبال غلام مختصر یہ ہے کہ پلے پہ خدار کھتے تھے

یہ حال تو مسلمانوں کا ہے کہ ان کی ثابت قدمی اور نصرت دینی پر ان سے ترقی اور کامیابی کا وعدہ کیا گیا ہے اور جو لوگ قرآنی تعلیم

سے منکر ہیں ان کی تباہی ہوگی اور خدا ان کے کئے کرائے اعمال سب ضائع کر دے گا۔ کسی اچھے کام کا بدلہ ان کو نہیں ملے گا۔ یہ

اس لئے کہ انہوں نے اللہ کی اتاری ہوئی کتاب (قرآن شریف) ہونا پسند کیا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہی ہونا چاہیے کہ ان کا نیک

اعمال ضائع ہوں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خدا نے ان کے نیک کام سب ضائع کر دیئے۔ اب ان کا نیک بدلہ ان کو ملے گا۔ کیا یہ لوگ

اپنے ارد گرد ملک میں پھرے نہیں؟ دیکھیں کہ ان سے پہلے لوگوں کا انجام کیا ہوا۔ سنو! ہم بتاتے ہیں یہ ہوا کہ اللہ نے ان کو تباہ

اور بالکل برباد کر دیا۔ سنو! اور کان کھول کر سنو! کہ ان کافروں کے لئے جو تمہارے سامنے ہیں اس مصیبت سے کئی گنا زیادہ

عذاب اللہ کے ہاں مقرر ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ

یہ فرق اس لئے ہے کہ اللہ ایمان داروں کا حامی ہے اور کافروں کا کوئی حامی مددگار نہیں۔ اللہ

يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنَّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ

ایمانداروں اور نیک عمل کرنے والوں کو جنتوں میں داخل کر دے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا كَفَرُوْا يَتَمَتَّعُوْنَ وَيَأْكُلُوْنَ كَمَا تَأْكُلُ الْاَنْعَامُ وَالنّٰرُ مَشْجُوْلَةٌ

اور جو لوگ کافر ہیں مزے کرتے اور کھاتے ہیں جیسے چار پائے کھاتے ہیں اور آگ میں ان کا ٹھکانہ

لَهُمْ ؕ وَكَانَ مِنْ قَرِيْبَةٍ هِيَ اَشَدُّ قُوَّةً مِّنْ قَرِيْبِكَ الَّتِيْ اَخْرَجْتِكَ ؕ اَهْلَكْنَهُمْ

ہوگا۔ جس بستی والوں نے تجھ کو تیرے گھر سے نکالا تھا۔ اس بستی سے بہت زیادہ قوت والی کئی بستیاں تھیں جنہیں ان کو ہم نے تباہ

فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ ؕ اَفَمَنْ كَانَ عَلٰى بَيْتِكَ مِّنْ رَبِّهِ كَمَنْ زَيْنَ لَهُ سُوءُ عَمَلِهِ

کر دیا پھر ان کا کوئی مددگار نہ ہو گا۔ بھلا جو شخص اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہے وہ ان کی طرح ہے! جن کو اپنے کام بھلے معلوم ہوتے

وَاتَّبَعُوْا اَهْوَاءَهُمْ ؕ مَثَلُ الْجَنَّةِ الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ

ہیں اور وہ اپنے من کی خواہشات کے پیرو بن رہے ہیں۔ جس جنت کا متقیوں کو وعدہ دیا گیا ہے۔

یہ فرق (کہ مومنوں کو کامیابی اور منکروں کو ناکامی) اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمانداروں کی ایمانداری اور راست بازی کی وجہ سے

انکا حامی ہے اور کافروں کی بے ایمانی اور دغا بازی کے سبب سے ان کا کوئی حامی مددگار نہیں سونجی اللہ تعالیٰ ایمانداروں اور نیک

عمل کرنے والوں یعنی کھلے لوگوں کو جنتوں میں داخل کرے گا۔ جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور جو لوگ کافر یعنی بے ایمان

اور بد اعمال ہیں ان کی حالت ان کے برعکس ہوگی۔ دنیا میں ان کی پہچان یہ ہے کہ یہ لوگ ایسے بے فکری سے مزے کرتے اور

کھاتے پیتے ہیں جیسے چار پائے کھاتے ہیں۔ جس طرح چار پائے بعد کھانے پینے کے نہ کسی کا شکر یہ اپنے پر واجب جانتے ہیں۔ نہ

احسان مانتے ہیں۔ اسی طرح یہ لوگ خدا کے انعامات کا شکر یہ ادا نہیں کرتے اس لئے ان کا انجام برا ہوگا۔ اور آگ میں ان کا ٹھکانہ

ہوگا۔ اس قسم کا واقعہ کوئی آج ہی نہیں پیش آیا بلکہ بہت پہلے بھی ایسا ہوتا رہا جس بستی (مکہ) والوں نے تجھ کو (اے محمد صلی اللہ

علیہ وسلم) تیرے گھر (مکہ) سے نکالا تھا۔ یعنی بذریعہ تکلیفات شدیدہ کے نکلنے پر تجھے مجبور کیا اور خدا نے بخیر دعائیت تجھے مدینہ

منورہ میں جا بسایا تھا۔ اس بستی سے بہت زیادہ قوت والی کئی بستیاں دنیا میں پیدا ہو چکی ہیں ان کو ہم (خدا) نے تباہ کر دیا۔ پھر

اس کا کوئی مددگار نہ ہو سکا۔ جیسے ثمود لوطی نوحی فرعون وغیرہ وغیرہ سب تباہ کئے گئے اسی طرح ان تیرے مخالفوں کا حشر ہوگا کیا

ان کو اتنی بات بھی سمجھ نہیں آتی؟ بھلا جو شخص اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہے وہ ان بد نصیبوں کی طرح ہے؟ جن کو

اپنے برے کام بھلے معلوم ہوتے ہیں اور وہ اپنے من کی خواہشات کے پیرو بن رہے ہیں اسی وجہ سے وہ کھلم کھلا بدکاریاں کرتے

ہیں کیوں کہ ان کو اپنے برے کاموں کی برائی معلوم نہیں ہوتی بلکہ بجائے برائی کے بھلے معلوم ہوتے ہیں پھر وہ چھوڑ دیں تو

کیوں کر؟ کون ان دونوں کو یکساں کہے گا؟ ہرگز نہیں۔ پہلے لوگ خدا کے مقبول ہیں۔ اور دوسرے مردود پہلی قسم کے لوگوں کا

نام اللہ کے نزدیک متقی ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ خدا کی طرف سے وعدہ جنت ہے سنو! جس جنت کا ان متقیوں کو وعدہ دیا

گیا ہے۔

فِيهَا أَنْهَرُ مَنْ مَاءٍ غَيْرِ آسِنٍ وَأَنْهَرُ مَنْ لَبِنٍ لَمْ يَتَغَيَّرَ طَعْمُهُ، وَأَنْهَرُ مَنْ حَمْرٍ

اس میں کئی ایک ایسی پانی کی نہریں ہوں گی جو سڑے گا نہیں اور کئی ایک دودھ کی نہریں ہوں گی جن کا مزہ نہیں بدلے گا اور کئی ایک انگوروں کے نچوڑ کی

لَذَّةٌ لِلشَّرْبِينِ ه وَأَنْهَرُ مَنْ عَسَلٍ مُصَفًّى ۖ وَلَهُمْ فِيهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ

نہریں ہوں گی جو پینے والوں کو لذت دیں گی۔ اور کئی ایک صاف مصلے شدہ کی نہریں ہوں گی۔ اور ان لوگوں کے لئے ان میں ہر قسم کے پھل ہوں گے۔

وَمَغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ ۖ كَمَنْ هُوَ خَالِدٌ فِي النَّارِ وَسُقُوا مَاءً حَمِيمًا فَقَطَّعَ

پروردگار کی طرف سے بخشش ہوگی۔ جیسا یہ ان لوگوں کی طرح ہوں گے جو ہمیشہ آگ میں رہیں گے اور ان کو سخت گرم پانی پلایا جائے گا جو ان کی آنتوں کو

أَمْعَاءَهُمْ ۝ وَإِنَّمَا فِيهَا لُجُنَّاتٌ غَابِقَاتٌ لِّمَنْ شَاءَ مِن رَّبِّهِمْ يُخْرِجُهُم مِّنْهَا

کاٹ دے گا۔ اور ان میں ایسی ایسی لوگ بھی ہیں جو تیری طرف کان لگاتے ہیں اور جب تیرے پاس سے باہر نکل جاتے ہیں تو مسلمان

لِّلَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ مَاذَا قَالَ آنفائك أولئك الَّذِينَ طَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ

علمداروں کو کہتے ہیں اس نے ابھی کیا کہا تھا یہی لوگ ہیں جن کے دلوں پر اللہ نے مہر کر دی ہے یہ لوگ اپنی

وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ ۝ وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ ۝

خواہشات کے پیرو ہیں۔ اور جو لوگ ہدایت یاب ہیں۔ خدا ان کو ہدایت زیادہ دیتا ہے اور ان کو تقویٰ کی توفیق بخشتا ہے

فَهُمْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً ۖ فَتَدَّجَاءَ أَشْرَاطُهَا ۖ

یہ لوگ بس قیامت کے منتظر ہیں کہ فوراً ان پر آ جائے اسے لو اس کی علامت تو آگئی۔

اس میں کئی قسم کے اسباب عیش و آرام کے ہوں گے کئی ایک ایسے پانی کی نہریں ہوں گی جو کسی حال میں سڑے گا نہیں اور کئی

ایک دودھ کی نہریں ہوں گی۔ جن کا مزہ نہ بدلے گا اور کئی ایک انگوروں کے نچوڑ کی نہریں ہوں گی جو پینے والے کو لذت دیں

گی اور کئی ایک صاف مصلے شدہ کی نہریں ہوں گی جو اپنے رنگ میں بہت مزیدار اور ان جنتی لوگوں کے لئے ان بہشتوں میں

کھانے کو ہر قسم کے پھل ہوں گے۔ پروردگار کی طرف سے بخشش اور عام معافی ہوگی۔ جو کچھ دنیا میں ان سے کسی قسم کی غلطی

ہوئی ہوگی وہ سب معاف ہوگی بھلا یہ لوگ ان لوگوں کی طرح ہوں گے؟ جو ہمیشہ جہنم کی آگ میں رہیں گے اور ان کو سخت

گرم پانی پلایا جائے گا۔ جو ان کی آنتوں کو کاٹ دے گا۔ یہ باتیں اس وقت تو ان کے دلوں پر اثر نہیں کرتیں کیونکہ یہ ان باتوں کو

توجہ سے سنتے ہی نہیں اور نہ غور کرتے ہیں بلکہ ان میں سے بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو تیری طرف اے نبی! کان لگاتے ہیں

گویا وہ سنتے ہیں اور جب تیرے پاس سے باہر نکل جاتے ہیں تو مسلمان کو بطور محول کہتے ہیں۔ اس محمد ﷺ نے ابھی کیا کہا

تھا؟ گویا یہ لوگ بڑے غافل اور اپنی خواہشات کے پیرو ہیں۔ اور جو لوگ اللہ سے ڈر کر ہدایت یاب ہیں اللہ ان کو ہدایت زیادہ

دیتا ہے اور ان کو تقویٰ پر بیزگاری کی توفیق بخشتا ہے مگر یہ مشرکین عرب جو تیرے برخلاف ایسے جتھے ہوئے ہیں کہ کسی طرح

راستی ناراستی کی پرواہ نہیں کرتے ان کے ظاہری حال سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ بس قیامت کے ہی منتظر ہیں کہ فوراً

ان پر آجائے تو سیدھے ہو جائیں۔ اے لو اس کی علامات تو آگئیں۔ نبی آخر الزماں پیدا ہو چکے۔ نبوت ختم ہو گئی جبرائیل کا وحی

لے کر آتا ہند ہو گیا۔ معجزات ظاہر ہو چکے ہیں۔

فَالَّذِينَ لَهُمْ إِذَا جَاءَتْهُمْ ذِكْرُهُمْ ۖ فَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ

پھر جب وہ آ موجود ہوگی تو اس وقت ان کو کیا نصیحت ہوگی؟ پس جان رکھو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں اور تمام

وَاللَّذِينَ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۖ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثُوبَكُمْ ۖ وَيَقُولُ الَّذِينَ

مومن مردوں اور مومن عورتوں کے لئے بخشش مانگا کرو۔ اللہ تمہارا آنا جانا اور ٹھہرنا جانتا ہے۔ جن لوگوں کو ایمان ہے وہ

أَمَنُوا لَوْلَا نُزِّلَتْ سُورَةٌ ۖ فَإِذَا أُنزِلَتْ سُورَةٌ مُحْكَمَةٌ وَذُكِرَ فِيهَا الْقِتَالُ ۖ رَأَيْتَ

کہتے ہیں کیوں نہیں کوئی ایسی سورہ اترتی؟ پھر جب صاف سورت نازل ہوتی ہے۔ جس میں جہاد کا ذکر ہوتا ہے۔ تو دیکھتا ہے

الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُنظَرُونَ إِلَيْكَ نَظَرَ الْمَغْشِيِّ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَأُولَٰئِكَ

کہ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہے۔ وہ تجھے یوں تاکتے ہیں جیسے کوئی موت کی بیوشی میں تاکتا ہے

پھر جب وہ اصل قیامت آ موجود ہوگی تو اس وقت ان کو کیا خاک نصیحت ہوگی؟ اس وقت تو ان کے حق میں یہ شعر موزوں

ہوگا۔

عمر ساری تو کئی عشق بتاں میں مومن آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہوگے

پس تم ان کی بیوہ گوئی پر کان نہ لگاؤ اور دل سے جان رکھو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس تم اسی پر اپنا اعتقاد رکھو اور اپنے

گناہوں اور تمام مومن مردوں اور مومن عورتوں کے گناہوں کے لئے خدا سے بخشش مانگا کرو۔ یعنی اس طرح دعا مانگا کرو

جس طرح ہم نے تم کو سکھائی ہے :-

اللہ تمہارے کاموں میں دوڑ دھوپ کرنا کسی جگہ تمہارا آنا جانا اور کسی ایک جگہ مقام کر کے ٹھہرنا سب جانتا ہے جہاں جاؤ اس کا

خیال رکھو کہ ہم اللہ کے حضور میں ہیں۔ جن لوگوں کو اللہ کے احکام پر ایمان ہے وہ جانتے ہیں کہ ہماری نقل و حرکت سب اللہ

کو معلوم ہے۔ اور وہ اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں۔ اسی لئے ان کی خواہش یہی ہوتی ہے کہ ہماری زندگی اور موت خدا ہی کی راہ میں

لگے۔ چنانچہ وہ جہاد کی تمنا میں ہمہ تن شوق ہو کر کہتے ہیں کیوں نہیں کوئی ایسی سورت اترتی جس میں جہاد کا حکم ہو تاکہ ہماری

مراد بھی بر آئے اور ہم بھی دینی خدمت میں جان بحق تسلیم ہو جائیں کیونکہ۔

سب نکل جائیں گی اوقاتل! ہماری حسرتیں جب کہ سر اپنا تیرے زیر قدم دیدیں گے ہم

ہاں جو لوگ ظاہری طور سے ایماندار ہیں مگر دل میں منافق اور بے ایمان ہیں وہ بھی ان ایمان داروں کے ساتھ اس قسم کی

خواہش میں شریک ہو جاتے ہیں اور جہاد کا حکم مانگتے ہیں پھر جب صاف اور بے لاگ سورہ نازل ہوتی ہے جس میں جہاد و قتال کا

ذکر اور حکم ہوتا ہے۔ تو انہی کی نظر دیکھتا ہے کہ جن لوگوں کے دلوں میں ضعف کی بیماری ہے وہ ان ایمانداروں سے ایسے

الگ ہو جاتے ہیں جیسے سچے عاشق سے بواہوی جدا ہو جاتا ہے وہ تجھے یوں تاکتے ہیں جیسے کوئی موت کی بیوشی میں پھٹی نظر

سے تاکتا ہے ان کی حالت پر یہ رباعی خوب چسپاں ہے۔

زاہد کہتا تھا جان ہے دین پر قربان پر آیا جب امتحان کی زد پر ایمان

کی عرض کسی نے کہ اب کیا ہے علاج بولے کے بھائی جان! جی ہے تو جہاں

لے اے ہمارے پروردگار! ہم کو بخش اور جو ہم پہلے لوگ ایمان کے ساتھ گذرے ہیں ان کو بخش اور ہمارے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے

کین یا عداوت پیدا نہ کر خدایا تو بر امر بان ہے

لَهُمْ ۖ طَاعَةٌ وَقَوْلٌ مَّعْرُوفٌ ۚ فَإِذَا عَزَمَ الْأَمْرَ فَلَوْ صَدَقُوا اللَّهَ لَكَانَ

پس حکم کی تابعداری کرنی اور بات معقول کہنی ان کے حق میں اچھی ہوتی ہے۔ اگر کام کا وقت آجائے۔ اس وقت یہ لوگ اللہ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ سچا کریں

خَيْرًا لَهُمْ ۖ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتَقَطَّعُوا

تو ان کے لئے بہتر ہو۔ پس اگر تم حکومت پر متمکن ہو جاؤ تو یقیناً ملک میں فساد کرو۔ اور رشتوں کے تعلقات قطع

أَرْحَامَكُمْ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعَمَّى أَبْصَارَهُمْ ۗ أَفَلَا

کر ڈالو۔ یہی لوگ ہیں جن پر خدا کی لعنت ہے اور ان کو خدا نے بہرہ اور ان کی آنکھوں کو بے نور کر دیا ہے۔ یہ

يَتَذَكَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا ۚ إِنَّ الَّذِينَ ارْتَدُّوا عَلَىٰ

قرآن پر عبور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں جو لوگ ہدایت معلوم نہ ہو جانے کے بعد بھی

أَدْبَارِهِمْ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ ۖ الشَّيْطَانُ سَوَّلَ لَهُمْ ۗ وَأَفْلَا لَهُمْ ۗ

اپنے پاؤں جانتے ہیں۔ شیطان نے ان کو دھوکہ دے رکھا ہے اور ان کو امیدیں دلا رکھی ہیں۔

ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَالُوا لِلَّذِينَ كَرَهُوا مَا نَزَّلَ اللَّهُ سَنُطِيعُكُمْ فِي بَعْضِ الْأُمْرِ ۗ

یہ اس لئے کہ جو لوگ اللہ کے حکم کو ناپسند کرتے ہیں یہ لوگ ان کو کہتے تھے کہ ہم بعض باتوں میں تمہاری ہی مانا

وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَسْرَارَهُمْ ۗ

کریں گے اور اللہ ان کی سرگوشیوں کو خوب جانتا ہے۔

پس حکم کی تابعداری کرنی اور بات معقول کہنی ان کے حق میں اچھی ہوتی مگر یہ کوئی اندیشہ نہیں کہ دور اندیشی سے کام نہیں

لیتے اگر کسی ضروری قومی کام یعنی جماد وغیرہ کا وقت آجائے اس وقت یہ لوگ اللہ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ سچا کریں تو ان کے لئے

بہتر ہو۔ یعنی زبانی اطاعت اور تابعداری کا جو اظہار کرتے ہیں کسی کام نہیں آڑے وقت پر کام کرنا کام کی بات ہے۔ پس تم

ایسے لوگوں کا یہ حال ہے کہ اگر تم حکومت پر متمکن ہو جاؤ تو یقیناً ملک میں فساد کرو اور رشتوں کے تعلقات قطع کر ڈالو۔ کیونکہ

تم خود غرض ہو اور ہر سر حکومت قوم کے لئے خود غرضی مملکت ہے یہی خود غرض مفسد لوگ ہیں جن پر اللہ کی لعنت ہے۔ اور

ان کو کانوں کی قوت شنوائی سے خدا نے بہرہ اور ان کی آنکھوں کو بے نور کر دیا ہے۔ یہ لوگ نہ واقعات عالم سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں

بھلا یہ لوگ جو قرآنی تعلیم سے اتنے بدکتے ہیں کیا یہ قرآن پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر غفلت کے تالے لگے ہوئے

ہیں؟ درحقیقت دونوں باتیں ہیں مگر پچھلی بات پہلی بات کا سبب ہے یعنی ان کے دلوں پر غفلت کا پردہ ہے اس لئے یہ لوگ

قرآن مجید پر غور نہیں کرتے۔ اس کی تہ کا پردہ بھی ہم بتائے دیتے ہیں۔ کہ جو لوگ ہدایت معلوم ہو جانے کے بعد بھی الٹے

پاؤں چاہ ضلالت کو چاہتے ہیں۔ شیطان نے ان کو دھوکہ دے رکھا ہے اور ان کو بہتری کی امیدیں دلا رکھی ہیں۔ دنیا عالم اسباب

ہے۔ ان کی اس گمراہی کا بھی ایک سبب ہے۔ یہ اس لئے اس حد تک پہنچتے ہیں کہ جو لوگ اللہ کے اتارے ہوئے کلام کو ناپسند

کرتے ہیں۔ یعنی قرآن شریف کے منکر ہیں یہ لوگ مرتدین جن کا ذکر اس آیت میں ہے ان کو کہتے تھے کہ ہم بعض باتوں

یعنی ان امور میں جو مسلمانوں کی ترقی کی سہارا ہو سکتے ہیں۔ ہم تمہاری ہی صلاح مانا کریں گے۔ اور مسلمانوں کا ساتھ نہ دیا

کریں گے یعنی خفیہ طور انہوں نے بغاوت کے منصوبے باندھ رکھے تھے اللہ تعالیٰ ان کی ہر گوشیوں کو خوب جانتا ہے پس تم

۱۔ قہر یہ نانتہ ہے فافم (من)

كَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُ الْمَلَائِكَةُ يُضْرَبُونَ وُجُوهُهُمْ وَأَذْبَارُهُمْ ۝ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ

بجلا اس وقت کیا کریں گے جب فرشتے ان کو فوت کرتے ہوئے ان کے مونہوں اور پیڑوں کو ضربیں لگائیں گے۔ یہ اس لئے کہ جو

اتَّبَعُوا مَا آسَخَطَ اللَّهُ وَكَرَهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝ أَمْ حَسِبَ

طریق اللہ کو ناپسند ہے۔ یہ لوگ اسی پر چلتے رہے ہیں اور اللہ کی خوشخبری کو ناپسند کرتے رہے تو خدا نے بھی ان کے اعمال ضائع کر دیئے کیا جن

الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ ۝ وَلَوْ نَشَاءُ لَأَرْسَلْنَاكَ

کے دلوں میں بیماری ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ ان کی عداوتیں نکال نہیں سکتیں گے۔

فَلَعَرَفْتَهُمْ بِسِيمَتِهِمْ ۝ وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ ۝ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَعْمَالَكُمْ ۝

دکھا دیتے پھر تو ان کے نشانوں سے ان کو پہچان لیتا۔ اب بھی ان کے طرز گفتگو میں ان کو پہچان لیتا ہے اور اللہ کو تمہارے اعمال سب معلوم ہیں

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّىٰ نَعْلَمَ الْمُجْهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ ۝

ہم تمہاری ضرور جانچ کریں گے۔ یہاں تک کہ ہم تم میں سے مجاہدین اور صابریں کو تمیز کرا دیں گے۔

مسلمانوں بے خوف و خطر رہو وہ تم کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکیں گے اس وقت تو یہ ادھر ادھر کی لگاتے پھرتے ہیں۔ بجلا اس وقت کیا

کریں گے۔ اور کسی کو حقائق تلاش کریں گے جب فرشتے ان کو فوت کرتے ہوئے ان کے مونہوں اور پیڑوں کو ضربیں لگائیں

گے۔ ایسی حالت میں ان کی جانیں نکالیں گے۔ یہ اس لئے کہ جو طریق خدا کو ناپسند ہے یہ لوگ اسی پر چلتے رہے ہیں۔ اور اللہ کی

خوشنودی کو ناپسند کرتے رہے تو خدا نے بھی ان کے کئے کرائے اعمال ضائع کر دیئے اس لئے تم مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے

پرہیز کرنا چاہئے کیا جن کے دلوں میں اسلام کی عداوت کی مرض ہے وہ سمجھتے ہیں کہ خدا ان کی عداوتیں نکال نہیں سکتے گا۔

یعنی ایسے واقعات ظہور پذیر ہوں گے کہ یہ لوگ یا تو اسلام میں آجائیں گے یا مارے غصے اور موت کے فنا ہو جائیں گے۔ جس

پر یہ شعر ان کے حق میں صادق آئے گا۔

ہمیر تابر ہی اے حسود! کیس رنجیت کہ از مشقت آں جز بمرگ نتوال ست

اور اگر ہم (خدا) چاہتے تو تجھ کو وہ دشمنان اسلام دکھا دیتے پچھو ا دیتے پھر تو ان کے چہروں کے نشانوں سے انکو پہچان

لیتا۔ ایسا کہ ان کی پہچان اور تشخیص میں تجھے اے نبی! کوئی شک و شبہ نہ رہتا۔ جب سامنے آتے ان کی شخصیت کے ساتھ

ہی ان کی صفت قبیحہ تیری نظر میں آجاتی۔ اب تو ان کے طرز گفتگو میں ان کو پہچان لیتا ہے۔ کیونکہ ان کی گفتگو میں

بناوٹ ہوتی ہے۔ اور مخلص مومنوں کی گفتگو بناوٹ سے پاک صاف ہوتی ہے اور اللہ کو تمہارے اعمال سب معلوم ہیں۔

اس سے تو کوئی چھپا ہی نہیں ہاں تم مسلمان یہ نہ سمجھنا کہ تم امتحان الہی سے مستثنیٰ ہو۔ ہرگز نہیں بلکہ ہم (خدا) تمہاری

ضرور جانچ کریں گے۔ یہاں تک کہ ہم تم میں سے مجاہدین اور صابریں کو جو جہاد جیسی سخت تکلیف میں صبر کرتے رہے۔

پبلک میں تمیز کرا دیں گے۔

۱۔ اس آیت کے نزول تک آل حضرت ﷺ کو منافقوں کی تشخیص کا علم نہ تھا بعد اس کے کرایا گیا جیسا کہ حدیثوں سے ثابت ہے کہ آنحضرت

سے حضرت خدیفہ صحابی کو بتادیا تھا (منذ)

وَنَبَلُوا أَخْبَارَكُمْ ۝ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدَّوْا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا

اور تمہارے حالات پر اطلاع کرا دیں گے جو لوگ منکر ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں اور ہدایت

الرَّسُولِ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ ۖ لَنْ يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا ۖ وَسَيُحِطُّ

کی راہ ان کو معلوم ہو جائے بعد رسول کی سخت مخالفت کرتے ہیں۔ وہ اللہ کے دین کو ذرہ جتنا بھی نقصان نہیں پہنچائیں گے اور

أَعْمَالَهُمْ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ۝

ان کے اعمال خدا ضائع کر دے گا۔ اے مسلمانو! تم اللہ کی اور اس کے رسول کی تابعداری کیا کرو اور اپنے اعمال ضائع نہ کیا کرو۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدَّوْا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ثُمَّ مَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يَغْفِرَ

جو لوگ منکر ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں پھر وہ کفر ہی کی حالت میں مر جاتے ہیں تو ان

اللَّهُ لَهُمْ ۝ فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلَامَةِ ۗ وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ ۗ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَ

کو خدا ہرگز نہ بخشے گا۔ پس کم ست نہ ہو اور ان کو مصالحت کی طرف مت بلاؤ اور تم ہی بلند رہو گے۔ اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور

لَنْ يَتْرَكَ أَعْمَالَكُمْ ۝

وہ تمہارے اعمال ضائع نہیں کرے گا۔

اور تمہارے حالات پر لوگوں کو اطلاع کرا دیں گے۔ بھلا مخلص مومنوں کے ساتھ منافق کب تک ملے جلے رہیں گے ایسا ہونا ٹھیک نہیں۔ اس لیے کہ جو لوگ خدائی احکام سے منکر ہیں نہ صرف منکر بلکہ ضد کرتے ہیں اور اللہ کی راہ سے لوگوں کو روکتے ہیں اور ہدایت کی راہ ان کو معلوم ہو جانے کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت مخالفت کرتے ہیں گو وہ اپنے دل میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اسلام کو گرا دیں گے لیکن حقیقت میں وہ اللہ کے دین اسلام کو ذرہ جتنا بھی نقصان نہیں پہنچائیں گے نہ پہنچائیں گے بلکہ ذلیل و خوار ہوں گے اور ان کے اعمال جتنے انہوں نے کئے ہیں از قسم صالح یا از قسم مخالفت اسلام، خدا سب کو ضائع کر دے گا۔ صالح اعمال تو اس طرح کہ ان کا بدلہ ان کو ملے گا اور مخالف اس طرح کہ وہ ان کو ششوں میں کامیاب ہوں گے، یہی ان کا ضائع ہونا ہے۔ پس اے مسلمانو! تم یقین رکھو کہ ان کفار کے ساتھ خدا ایسا کرے گا۔ اس لیے تم اللہ کی اور اللہ کے رسول کی تابعداری دل سے کیا کرو۔ اور اپنے اعمال ضائع نہ کیا کرو یعنی نیک اعمال کرتے ہوئے کسی قسم کا ریانا کرنا۔ بعد اعمال کرنے کے دل میں غرور نہ لانا۔ کہ ہم نے فلاں نیک کام کیا اسی طرح کسی نیک کام کو شروع کر کے ادھورا نہ چھوڑنا۔ یہ سب صورتیں ضائع ہونے کی ہیں سنو! اور دل سے سنو! جو لوگ خدا کی ذات اور صفات کاملہ سے منکر ہیں نہ صرف خود منکر اور مخالف ہیں بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی اللہ کی راہ سے روکتے ہیں پھر وہ کفر ہی کی حالت میں مر جاتے ہیں۔ تو ان لوگوں کو خدا ہرگز نہ بخشے گا۔ بلکہ ضرور سزا دے گا۔ کیونکہ انہوں نے ذہل جرم کیا ہے ایک تو خود مجرم بنے اور دوسرے اور لوگوں کو مجرم بنایا۔ پس تم ان لوگوں کے ظاہری رعب داب سے ست نہ ہو اور ان کو مصالحت کی طرف مت بلاؤ بلکہ ہمیشہ مقابلہ پر ڈٹے رہو اس میں تمہاری زندگی ہے اور اسی میں تمہاری ترقی ہے۔ اور سن رکھو تم ہی بلند رہو گے بشرطیکہ مضبوط ایمان دار ہو گے اور اللہ کی مدد تمہارے ساتھ ہے اور وہ تمہارے اعمال ضائع نہیں کرے گا پس تم ہر طرح اس قومی کام میں لگے رہو۔

إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَكَلْهُوَ ۖ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَ تَتَّقُوا يُؤْتِكُمْ أَجْرَكُمْ وَلَا

سو اس کے نہیں کہ اس دنیا کی زندگی کھیل تماشہ ہے اگر تم ایماندار بن جاؤ اور بچتے رہو تو خدا بدلہ تم کو پورا دے گا اور

يَسْئَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ ۚ إِنَّ يَسْئَلَكُمْهَا فَتَيْفِكُمْ تَبْخَلُوا وَيُخْرِجْ أَضْعَافَكُمْ ۝

وہ تم سے مال نہیں مانگے گا اگر وہ تم سے مال مانگے اور تم کو چٹ کر بھی مانگے تو بھی تم بخل کرو گے اور تمہارے چھپے راز وہ ظاہر کرے گا

هَآئِنْتُمْ هَؤُلَاءِ تُدْعَوْنَ لِتُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَمِمَّنْكُمْ مَن يَبْخُلُ ۚ وَمَنْ

اسے لوگو! تم کو بلایا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو پھر بھی بعض تم میں سے بخل کرتے ہیں اور بجز

يَبْخُلُ فَإِنَّمَا يَبْخُلُ عَن نَّفْسِهِ ۗ وَاللَّهُ الْعَنِيُّ وَأَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ۚ وَإِنْ تَسْوَأُوا

بخل کرتا ہے وہ اپنے نفس سے بخل کرتا ہے اور خدا بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو اور اگر تم روگردانی کرو گے

دنیامقابلہ کامیدان ہے جو جنتی کوشش کرے گا اتنا ہی پھل پائے گا۔ دنیا میں باعزت رہنے کی یہی ایک سبیل ہے کہ تم ہر قسم

کے قومی مقابلہ میں مضبوط رہو۔ تمہارا کسی قسم کا ضعف دیکھ کر دشمن کو تمہارے گرانے کی طمع نہ ہو۔ ہاں اگر دنیاوی عیش

و آرام ہی پر فریفتہ ہو تو سن رکھو کہ سو اس کے نہیں کہ اس دنیا کی زندگی کھیل تماشہ ہے۔ یعنی چند روزہ تفریح ہے اور بس۔

بہتر ہے کہ اس زندگی میں کوئی اچھا کام کر لو جو دوسری زندگی میں کام آئے اور تمہارے دنیاوی سفر کا کچھ نتیجہ برآمد ہو۔ ہم

سے پوچھو تو ہم تم کو وہ مفید کام بتاتے ہیں جو تم کو دوسری زندگی میں کام آئے۔ پس سنو اگر تم ایماندار بن جاؤ اور برے

کاموں سے بچتے رہو یعنی ایمان لاکر اعمال صالح کرتے رہو اور بد اعمالی سے پرہیز کرتے رہو تو خدا تمہارے کاموں کا بدلہ تم کو

پورا دے گا اور وہ اپنی ضرورت کے لیے تم سے مال نہیں مانگے گا۔ جیسے دنیا کے بادشاہ اپنی حاجت روائی کے لیے رعایا سے

ٹیکس یا قرض وغیرہ مانگا کرتے ہیں۔ وہ مانگے تو کیوں؟ جب کہ دراصل وہی داتا ہے تو اپنے محتاجوں اور سالکوں سے مانگے؟

ہاں اس میں بھی شک نہیں کہ اگر وہ خدا تم سے اپنی ضرورت کے لیے مال مانگے اور تم کو چٹ کر بھی مانگے تو بھی تم نہ دو گے

بلکہ بخل کرو گے اور اس سے تمہارے چھپے راز اور دلی بغض و عناد وہ ظاہر کرے گا۔ کیونکہ اسلامی ضرورت کے موقع پر جو

خرچ نہ کرے اس کے دل میں اسلام کی محبت کہاں بلکہ بغض کا ثبوت ہو گا۔ دنیا میں محبت کا اصول یہ ہے کہ پیارے پر سب

کچھ قربان ہے۔ اگر اسلام پیارا ہے تو اس پر سب کچھ قربان ہے ورنہ دعویٰ غلط۔ اے مسلمان لوگو! اسلام کے مدعیو! تمہاری

بہتری اور ترقی مدارج کے لیے تم کو بلایا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرو پھر بھی بعض تم میں سے بخل کرتے ہیں۔ اور بعض

اللہ کے بندے دلیری سے خرچتے بھی ہیں۔ اور خدا کے ہاں سے اس کی نیک جزا کی امید رکھتے ہیں سنو! جو اللہ کی راہ میں نیک

کاموں پر خرچ کرنے سے بخل کرتا ہے وہ یہ نہ سمجھے کہ میں خدا کے حق میں یا دین کے حق میں بخل کرتا ہوں جس سے خدا کا یا

دین کا کچھ بگڑے گا۔ سنو! جو اللہ کی راہ میں نیک کاموں پر خرچ کرنے سے بخل کرتا ہے وہ یہ نہ سمجھے کہ میں خدا کے حق میں

یا دین کے حق میں بلکہ وہ اپنے نفس سے بخل کرتا ہے۔ اس کا وبال اسی کی گردن پر ہو گا اور اس کا نقصان خود اسی کو پہنچے گا۔ اللہ

کو اس کے بخل کا کوئی اثر نہیں پہنچتا کیونکہ بندوں کے خرچ سے اس کا کوئی ذاتی فائدہ نہیں۔ وہ خدائے برتر دنیا کے سب

لوگوں سے غنی بے نیاز اور بے پروا ہے اور تم ہر آن اس کے محتاج ہو۔ وجود میں بقا میں حاجات میں غرض ہر بات میں۔

پھر تمہارے خرچ سے اس کا ذاتی فائدہ اور کام چلے تو کیونکر؟ اور بخل سے نقصان ہو تو کیوں؟ سنو! اگر تم مسلمان اس کے

دین کی خدمت سے روگردانی کرو گے یعنی اس کے راستے میں خرچ نہ کرو گے۔

يَسْتَبْدِلُ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ ثُمَّ لَا يَكُونُوا أَمْثَالَكُمْ ۝

تو تمہاری بجائے اور کوئی قوم لے آئے گا پھر وہ تمہارے جیسے نہ ہوں گے

سورت الفتح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا ۝ لِيُغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا

ہم نے تجھے کھلی فتح دی ہوئی ہے تاکہ خدا تجھ پر ظاہر کرے کہ اس نے تیرے اگلے پچھلے سارے گناہ بخشے

تَاَخَّرَ وَیَتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَیْكَ وَیَهْدِیْكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِیْمًا ۝ وَیَنْصُرْكَ اللّٰهُ

ہوئے ہیں اور تجھ پر اپنی نعمت پوری کرے اور تجھے سیدھے راستے پر پہنچائے اور تیری زبردست

نَصْرًا عَزِیْمًا ۝

مدد کرے

تو وہ تم کو اس خدمت کا نااہل جان کر تمہاری بجائے اور کوئی قوم لے آئے گا جو دین کی خدمت کریں گے پھر وہ تمہارے جیسے نا لائق نہ ہوں گے۔ تمہیں یاد رکھنا چاہئے کہ ایسا ہی ہو گا اسلام کی خدمت کا احسان خدا پر مت رکھو بلکہ خدا کا احسان سمجھو کہ اس نے تمہیں اس خدمت کے لائق بنایا۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمیں کئی منت از و بدل کہ بخد مت گزاشتت

سورة الفتح

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے نبی! علیہ السلام! ہم نے تجھے کھلی فتح دی ہوئی ہے جو عنقریب ظاہر ہوگی جسے تمام دنیا دیکھ اور سن لے گی تاکہ خدا تجھ پر ظاہر کرے کہ اس نے تیرے اگلے پچھلے سارے گناہ بخشے ہوئے ہیں نبوت سے پہلے کی غلطیاں اگر کچھ ہوئی ہیں تو وہ اور بعد نبوت جو سہو نسیان ہوا ہے وہ بھی معاف ہوگا۔ کیونکہ قاعدہ شاہی ہے کہ ”سلام کارِ بگراں معاف“ چونکہ تو اے نبی! خدائی احکام کی تبلیغ میں شب و روز لگا رہتا ہے۔ اس لیے بطور انعام تجھے یہ سب کچھ دیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ تو اس کا رسول ہے اس لیے کہ تو نے جو پیش گوئیاں کی ہیں وہ سچی ثابت ہوئی ہیں جن سے تیرا صدق اور خدا کا جلال ثابت ہوتا ہے اور تاکہ خدا تجھ پر اپنی مقررہ نعمت پوری کرے یعنی جو فتوحات اور برکات تیرے لیے مقدر کی ہیں۔ ارشاد الہی ہے کہ وہ تجھے ملیں اور تیرے نصب العین ترقی اسلام اور فتوحات ملکی میں تجھے سیدھی راہ دکھائے بلکہ مقصود پر پہنچائے اور تیری زبردست مدد کرے۔ یہ سب واقعات بتدریج اپنے وقت پر ہوں گے یقین جانو کہ ایسا ہی ہو کر رہے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۱۔ آنحضرت ﷺ نے خواب دیکھا تھا کہ ہم کعبہ شریف کا طواف کر رہے ہیں۔ خواب دیکھتے ہی سفر شروع کر دیا۔ وہاں مشرکین مکہ مانع ہوئے آخر صلح ہوئی کہ آئندہ سال طواف کو آؤ اور نو سال تک لڑائی بند۔ انہی نو سالوں میں مشرکین کی طرف سے بدعہدی ہوئی جس پر حضور علیہ السلام نے فوج کشی کر کے بغیر جنگ مکہ فتح کر لیا۔ صلح حدیبیہ کے بعد یہ سورت نازل ہوئی فتح سے مراد سلسلہ فتوحات ہے، صلح حدیبیہ اس کی تمہید تھی (منہ)

هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ ؕ

خدا ہی تھا جس نے ایمانداروں کے دلوں میں تسلی نازل کی تھی تاکہ ان کے یقین میں ترقی ہو

وَاللَّهُ جُنُودُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝

آسمانوں اور زمینوں کی فوجیں خدا کے قبضے میں ہیں اور خدا بڑے علم والا اور حکمت والا ہے تاکہ اللہ ایماندار

الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَدَّتْ تَجْرِبِي مِنْ بَعَثَتِهَا الْأَنْهَارُ خَلِدِينَ فِيهَا وَيُكَفِّرُ

مردوں اور عورتوں کو بہشتوں میں داخل کرے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اور اس

عَنْهُمْ سَيَاتِيهِمْ ۖ وَكَانَ ذَلِكَ عِنْدَ اللَّهِ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ وَيُعَذِّبُ الْمُنَافِقِينَ

لئے کہ خدا ان سے گناہ دور کر دے اور اللہ کے نزدیک یہ بڑی کامیابی ہے اور تاکہ منافق مردوں منافق عورتوں

وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّالِمِينَ بِاللَّهِ ظَلَمَ السَّوَدُ

مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کے حق میں بدگمانی کرتے ہیں خدا سخت عذاب کرے ان پر بری گردش آنے والی ہے

کیا تمہیں وہ واقعات یاد نہیں جو مقام حدیبیہ پر ہوئے تھے۔ قدرت کے کیسے کرشمے ظاہر ہوئے تھے۔ سب سے پہلے قابل ذکر

مسلمانوں کی گھبراہٹ کا دور ہونا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت نہ تھی جو اس وقت مسلمانوں کو تسلی دے سکتی۔ وہ خدا ہی تھا جس نے

ایمانداروں کے دلوں میں تسلی نازل کی تھی تاکہ وہ خدا کی طرف جھکیں اور ان کے سابقہ یقین میں بڑتی ہو۔ جب وہ دیکھیں کہ

جو کچھ رسول خدا ﷺ نے حکم فرمایا اور جس امر پر مصالحت منظور فرمائی وہی بہتر اور مفید ثابت ہوئی اور ہماری رائیں اس کے

مقابلے میں بیچ۔ ورنہ کفار کی کثرت تو کوئی چیز نہ تھی۔ پدی کیا اور پدی کا شور بہ کیا۔ آسمانوں اور زمینوں کی تمام چیزیں خدا کی

فوج ہیں اور یہ فوجیں خدا کے قبضے میں ہیں جس متکبر سرکش کو سزا دینا چاہے اپنی فوج میں سے جس کو چاہے حکم دے کہ اس کو

ہلاک اور تباہ کر دے اس کے حکم سے کسی کو سرتابی ممکن نہیں اور خدا بذات خود بڑے علم والا اور حکمت والا ہے۔ مصالح کو وہ

خود جانتا ہے کسی کے بتانے کی ضرورت نہیں، کسی کے اطلاع کرنے کی حاجت نہیں، وہ اپنے افعال میں خود حکیم ہے، اس کے

افعال اس کی حکمت پر مبنی ہیں۔ کوئی ناواقف اس کے افعال کی تہہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ فتح کا شہرہ کچھ خاص تجھ نبی ہی سے مخصوص

نہیں بلکہ امت بھی اس میں شریک ہے کیونکہ وہ کار میں شریک ہیں تو ثواب کار میں کیوں شریک نہ ہوں۔ یہ سب کچھ جو

حدیبیہ میں ہوا اور اس کے بعد جو ہوا اس لیے تاکہ اللہ تعالیٰ پختہ ایماندار مردوں اور عورتوں کو بہشتوں میں داخل کرے جن

کے نیچے پانی کی نہریں جاری ہیں نہ چند روز اقامت کریں گے بلکہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور اس لیے ہوا کہ خدا ان سے گناہ

دور کر دے اور کامل بخشش سے ان کو نوازے اللہ کے نزدیک یہ بڑی کامیابی ہے۔ جس کو نصیب ہو اس کا بیڑا پار اور جو اس سے

محروم رہا اس کا ستیاناس۔ پس یہ سب کچھ ہو گا اور جو لوگ اس کار جہاد میں شریک نہیں ہوئے بلکہ مخالف رہے یعنی منافق

مردوں منافق عورتوں، مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو جو اللہ کے حق میں بدگمانی کرتے ہیں یعنی وہ سمجھتے ہیں کہ ہم

اپنے رسول کی اور اپنے تابعدار غلاموں کی مدد نہ کریں گے اور یہ لوگ (مسلمان) گردش زمانہ سے تباہ ہو جائیں گے غلط ہے اور

تاکہ خدا ان بدگمانوں کو سخت عذاب کرے۔ بھلا یہ ہو سکتا ہے کہ ہم اپنے بندوں کو لاوارث چھوڑ دیں۔

عَلَيْهِمْ ذَا بَرَّةِ السُّوءِ ۚ وَغَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَكَفَّهِمْ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَهَنَّمَ ۗ وَ

ان پر بری گردش آنے والی ہے اللہ نے ان پر غضب کیا ہے اور لعنت کی ہے اور ان کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے

سَاءَتْ مَصِيرًا ۝ وَلِلَّهِ جُنُودُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝

جو بہت بری جگہ ہے۔ آسمانوں اور زمینوں کی فوجیں اللہ کے قبضے میں ہیں اور خدا بڑا غالب اور حکمت والا ہے

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لِيُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ۖ وَنَعْرِزُوهُ

اے رسول! ہم نے تجھ کو گواہ اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی

وَتُوقِرُوهُ ۖ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝

مدد کرو اور اس کی عظمت کرو اور اس کو صبح و شام پاکی سے یاد کیا کرو

یہ تو ہمارے (اللہ کے) حق میں بدگمانی ہے۔ اس بدگمانی کی سزا میں خود ان پر بری گردش آنے والی ہے اور اللہ نے ان پر غضب

کیا ہے اور لعنت کی ہے اور ان کے لیے جہنم تیار کر رکھی ہے جو بہت ہی بری جگہ ہے۔ یہ خیال مت کرو کہ اس قسم کے لوگوں

میں بہت سے ذی عزت بلکہ حاکم بلکہ بادشاہ بھی ہیں تو ایسے ذی عزت ذی وجاہت لوگوں کو گرفتار اور بتلائے عذاب کرنا کچھ

آسان کام نہیں۔ پس ایسے واہے کرنے والے سن لیں کہ آسمانوں اور زمینوں کی تمام فوجیں اللہ کے قبضے میں ہیں یعنی آسمان

وزمین میں جو چیزیں ہیں وہ سب خدا کی فوج ہیں، اس کے حکم میں ہیں، جس چیز کو حکم دے وہی چیز دشمن پر ٹوٹ پڑے اور آن

کی آن میں تباہ کر دے مثلاً ہوا جو ہر ذی جان کی زندگی کا سبب ہے خدا کے حکم سے موت کا سبب بن جاتی ہے اسی طرح پانی جس

پر زندگی موقوف ہے خدا کے حکم سے طوفان کی شکل میں سب کچھ برباد کر دیتا ہے۔ اس کے علاوہ خدا بذاتہ بڑا غالب بڑی حکمت

والا ہے۔ اس کے مقابل کسی کی بلکہ کیا مجال کیا ہستی کہ اس کو ہستی کما جائے یا اس کو شمار میں۔ لایا جائے کیا تم نے نہیں سنا؟

پناہ بلندی و پستی توئی! ہمہ نیستند آنچہ ہستی توئی

یہ تو ہے ہماری (اللہ کی) ذات اور صفات کا بیان بتی رہا ہے رسول! تیرا معاملہ سو یہ بالکل واضح ہے کہ تو نہ کسی کام کا ذمہ دار ہے

نہ مدار الہام، ہم نے تجھ کو ان لوگوں کے حال پر گواہ بنا کر بھیجا ہے جو تیرے سامنے واقعہ ہو جو تجھ سے برتاؤ کریں خدا کے حضور

تیرا ایمان ہوگا۔ اور نیک کاموں پر خوشخبری سنانے والا اور برے کاموں سے ڈرائیو والا۔ بس ان تینوں کاموں کے لیے تجھ کو دنیا

میں رسول بنا کر ہم نے بھیجا ہے۔ تاکہ تم لوگ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس اللہ کے دین کی اشاعت دین میں مدد

کرو اور اس (خدا) کی عظمت دل میں پیدا کرو اور اس خدا کو صبح شام پاکی سے یاد کیا کرو۔

۱۔ اس آیت کا جو ترجمہ اور تفسیر ہم نے اس جگہ کی ہے۔ عام مفسرین کی رائے ہے۔ ہماری رائے میں اس آیت اور اس جیسی جملہ آیتوں میں

رسول کے شاہد ہونے سے مراد حاکم اور بادشاہ ہے دوسرے پارہ کے شروع میں زیر آیت لَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ

عَلَيْكُمْ شَهِيدًا مَفْضَلٌ لِّكَلِّمْ آتَى فِيهَا مَا لَمْ يَحْظَ بِهِ (منہ)

۲۔ اس آیت میں جو تین ضمیریں آئی ہیں میں نے خوف انتشار ضمائر تینوں کا مرجع ایک خدا ہی رکھا ہے۔ بعض اور مترجمین نے پہلی دو ضمیروں کا

مرجع رسول اور تیسری کا خدا بتایا ہے۔ چنانچہ تفسیر القرآن عربی میں میں نے بھی یہی رائے اختیار کی ہے۔ لیکن اس موقع پر پہنچ کر میں مرجعوں کے

اتحاد کو ترجیح دیتا ہوں حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے بھی یہی رائے اختیار کی ہے (منہ)

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ ۖ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ ۖ فَمَنْ

جو لوگ تجھ سے بیعت کرتے ہیں اس کے سوا اور نہیں گویا وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے پس اب

بَكَتْكَ وَاتِّبَاعًا عَلَىٰ نَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهُ اللَّهُ فَسَيُؤْتِيهِ

جو اس وعدہ کو توڑے گا اس کا وبال اسی کی ذات پر ہو گا اور جو کوئی اس وعدے کو پورا کرے گا جو اللہ کے ساتھ اس نے کیا ہے تو ایسے

أَجْرًا عَظِيمًا ۗ سَيَقُولُ لَكَ الْمُخَلَّفُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ شَعَلْتُمَا وَ

شخص کو اللہ بہت بڑا اجر دے گا۔ پیچھے رہنے والے دیہاتی لوگ تیرے سامنے آکر کہیں گے ہمارے مال اور اہل و عیال نے

أَهْلُونَا فَاسْتَغْفِرْ لَنَا ۗ يَقُولُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ مَا لَيْسَ فِي قُلُوبِهِمْ ۗ قُلْ مَنْ

روک رکھا پس حضور ہمارے لیے دعا مغفرت فرمائیں یہ لوگ زبانوں سے ایسی کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں تو ان کو کہہ کہ اگر خدا

يَمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللَّهِ شَيْئًا إِنْ أَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا

تمہارے حق میں ضرور چاہے یا فائدہ کا ارادہ کرے تو کون ہے جو اللہ سے تمہارے لیے کچھ اختیار رکھے۔

اے نبی! تیرے ان تابعداروں پر چونکہ یہ اثر ہو چکا ہے یعنی وہ ان تینوں کاموں میں بخوبی پاس ہو چکے ہیں پس ایسے لوگوں کی

اطلاع کے لیے اعلان کیا جاتا ہے کہ جو لوگ تجھ سے بیعت اطاعت کرتے ہیں اس بیعت کا مطلب اس کے سوا اور نہیں کہ وہ

ہر کام میں تیرے تابع رہیں گے اس لیے وہ اللہ کے نزدیک ایسا قرب رکھتے ہیں کہ گویا وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں۔ کیونکہ تو

اے نبی! درمیان میں ایک ذریعہ ہے اصل معاملہ تو اللہ کے ساتھ ہے پس بیعت کے وقت جو تیرا ہاتھ اوپر ہوتا ہے وہ تیرا

نہیں ہوتا۔ بلکہ درحقیقت خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے کیونکہ دین کی خدمت کے متعلق جتنے وعدے کئے جاتے ہیں وہ

سب کے سب درحقیقت اللہ کے ساتھ ہوتے ہیں پس اب آئندہ کو جو اس وعدہ بیعت کو توڑے گا وہ سمجھ لے کہ اس عہد شکنی

کا وبال اسی کی ذات پر ہو گا اور جو کوئی اس وعدے کو پورا کرے گا جو خدا کے ساتھ اس نے کیا ہے تن من دھن سے فدا رہے گا۔

جو کچھ کما وہ پورا کر کے دکھائے گا۔ تو ایسے شخص کو اللہ بہت بڑا اجر دے گا۔ یہ مبایعین تو ماشاء اللہ ہر طرح خدمت دینی کو

حاضر ہیں اور حاضر رہیں گے لیکن ان کے مقابلہ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو ان خدمات کو دو بھر جانتے ہیں مگر منہ کے لحاظ سے

ہاں ہوں کرتے ہیں۔ چنانچہ پیچھے رہنے والے دیہاتی لوگ تیرے سامنے آکر کہیں گے ہمارے مال اور اہل و عیال نے ہم کو

دینی خدمت سے روک رکھا ہم اپنی خانگی ضرورتوں کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکے ورنہ دل سے تو دین کے سچے خادم ہیں۔ پس

ہمارا عذر قبول کر کے حضور ہمارے لیے دعا مغفرت فرمادیں اللہ ہم کو بخشے اور آئندہ کو توفیق دے۔ ہم (اللہ) تجھ کو آگاہ کئے

دیتے ہیں کہ یہ لوگ زبانوں سے ایسی باتیں کہتے ہیں جو ان کے دلوں میں نہیں۔ دل میں تو کھوٹ ہے مگر ظاہر کرتے ہیں۔ وفا

دل میں کفر ہے مگر ظاہر کرتے ہیں ایمان۔ تو اے نبی! ان کو کہہ کہ اگر اللہ تمہارے حق میں ضرور چاہے یا فائدہ کا ارادہ کرے تو

کون ہے جو اللہ سے ورے تمہارے لیے کچھ اختیار رکھے؟

۱۔ آنحضرت ﷺ حسب ضرورت مواقع مختلف مضامین پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے وعدہ لینے کبھی اطاعت پر کبھی حسن سلوک پر کبھی جہاد پر

خصوصاً کبھی اثناء جہاد میں عدم فرار پر اس وعدے کا نام بیعت ہے اس کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں۔ (منہ)

۲۔ جہاد کے لیے کوئی ساری یا قائدہ فوج نہ تھی بلکہ ہر بالغ مسلمان فوجی تھا۔ جس کو ہر وقت بلا یا جاتا تھا بعض دیہاتی لوگوں نے حاضری میں سستی کی اس

آیت میں ان کا ذکر ہے (منہ)

بَلْ كَانِ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝ بَلْ كُنْتُمْ أَنْ لَنْ تَيَقَّبَ الرَّسُولُ

ہاں اللہ کو تمہارے اعمال کی خبر ہے۔ بلکہ تم نے خیال کیا تھا کہ رسول اور مسلمان کوئی

وَالْمُؤْمِنُونَ إِلَىٰ أَهْلِيهِمْ أَبَدًا وَزَيَّنَ ذَلِكَ فِي قُلُوبِكُمْ وَكُنْتُمْ طَنَّ

بھی اپنے اہل و عیال کی طرف بھی نہیں دیکھتے تھے اور یہ خیال بڑی خوبصورتی سے تمہارے دلوں میں جاگزین چکا تھا اور بھی تم نے

السَّوءِ ۝ وَكُنْتُمْ قَوْمًا بُورًا ۝ وَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ فَإِنَّا

بڑی بڑی بدگمانیاں کی تھیں۔ اور تم لوگ برباد ہونے والے ہو۔ جو کوئی بھی اللہ اور رسول پر ایمان نہ لائے گا ہم نے اپنے

أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَعِيرًا ۝ وَاللَّهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۝ يَعْفُرُ

کافروں کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ اور تمام آسمانوں اور زمینوں کی حکومت اللہ ہی کے قبضے میں ہے جس

لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ ۝ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝

کو چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے اور خدا بڑا بخشہار مہربان ہے۔

یعنی تم جو مال اور اہل و عیال کی وجہ سے دینی خدمت سے رکتے ہو۔ اگر اللہ تمہارے مال اور عیال پر بلکہ تمہاری جانوں پر کوئی

آفت نازل کرے تو کون بچا سکے گا؟ اور اگر وہ اللہ تم کو دینی خدمت کے عوض کوئی فائدہ پہنچائے تو کون اسے رد کر سکے گا؟ اس

لیے تمہارے عذرات سب غلط ہیں۔ تمہارے منہ کی باتیں صحیح نہیں۔ ہاں اللہ کو تمہارے اعمال کی خبر ہے۔ دراصل بات کچھ

نہ تھی نہ تم کو گھر میں مشغولی تھی نہ کھیتوں میں کام تھا۔ بلکہ تم نے خیال کیا تھا۔ کہ اس مصیبت کے وقت میں رسول ﷺ اور

مسلمان کوئی بھی اپنے اہل و عیال کی طرف کبھی بھی واپس نہیں آئیں گے سب کے سب میدان جنگ میں کام آئیں گے جس

سے تم اپنے دل میں خوش ہو رہے تھے کہ ہمیشہ کے لیے جان چھوٹ جائے گی ”جان بچی سولا کھوں پائے“ اور یہ خیال تمہارے

دلوں میں بڑی خوبصورتی سے جاگزین ہو چکا تھا اور بھی تم لوگوں نے بڑی بڑی بدگمانیاں دل میں کی تھیں۔ دل میں سمجھ لیا کہ

اس رسول کے دن ختم ہونے والے ہیں۔ اس کے مرتے ہی قضیہ چک جائے گا۔ اس کے پیچھے نہ کوئی اس کا نام لے نہ پوچھے گا۔

یہ تمہارے خیال بہت برے ہیں اور انہی کی وجہ سے تم لوگ برباد ہونے والے ہو۔ عنقریب تم دیکھ لو گے خود تمہارا ہی نام لبوا

کوئی نہ ہوگا۔ تم ہی سے کیا خصوصیت ہے جو کوئی بھی اللہ اور رسول پر ایمان نہ لائے گا دل سے ان کو نہ مانے گا یا زبانی مان کر ان کی

ہدایتوں پر عمل نہ کرے گا تو اس کی خیر نہیں۔ ہم (خدا) نے ایسے کافروں بدکاروں کے لیے جنم کی بھڑکتی آگ تیار کر رکھی

ہے۔ یہ مت سمجھو کہ ایسے لوگوں کا جھہ بہت بڑا ہے اور ان کی قوت بہت زیادہ ہے اللہ کی قوت اور قدرت کے سامنے کچھ بھی

نہیں کیونکہ زمین پر بندوں میں سے کسی کی حکومت ایک ملک پر ہوگی کسی کی دوپر کسی کی چار پر وہ بھی ناقص اور ادھوری مگر اللہ

کی حکومت کی یہ کیفیت ہے کہ تمام آسمانوں اور زمینوں کی حکومت اللہ ہی کے قبضے میں ہے اسی لیے تو اس کی شان ہے کہ جس

کو چاہے بخشے اور جسے چاہے عذاب کرے مگر نہ بے وجہ بلکہ باوجہ جس کی تفصیلی اطلاع اس نے بزبان الہام کر دی ہے اور خدا بڑا

بخشہار مہربان ہے اس کی بخشش اور مہربانی اس کے عذاب پر غالب ہے اس لیے کوئی مجرم ذرا بھی جھکے گا۔ تو اس کی صفت غفران

اس کو لے لے گی۔ خیر یہ تو خدائی اعلان کا مضمون تھا جو سنایا گیا۔ اب اصل بات کی طرف پھر رجوع کرتے ہیں۔ تاکہ تم کو مزید

حالات معلوم ہو سکیں۔ یہ لوگ جن کا ذکر اوپر ہوا ہے ان کی بابت ہم تم کو بتا چکے ہیں کہ یہ لوگ تمہارے ساتھ کسی طرح

شریک کار نہ ہوں گے۔

سَيَقُولُ الْمُخَلَّفُونَ إِذَا انطَلَقْتُمْ إِلَىٰ مَغَائِمٍ لِّتَأْخُذُوا بِهَا ذُرُوعًا نَضَعَكُمۡ ۖ

جب تم لوگ غنیمتیں حاصل کرنے کو نکلو گے تو پیچھے رہنے والے لوگ تم سے کہیں گے کہ ہم کو بھی اجازت دیجئے کہ ہم بھی تمہارے پیچھے چلیں

أُرِيدُونَ أَن يُبَدِّلُوا كَلِمَ اللَّهِ ۗ قُلْ لَن تَتَّبِعُونَ كَذٰلِكُمْ ۗ قَالَ اللَّهُ مِنۢ

یہ لوگ خدائی کلام کو بدلنا چاہیں گے تم کہہ دیجو کہ تم ہر گز ہر گز ہمارے ساتھ نہ چلو گے ہم کو ایسا ہی پہلے

قَبْلَ ۚ فَسَيَقُولُونَ بَلْ تَصَدُّونَنَا ۗ بَلْ كَانُوا لَا يَفْقَهُونَ إِلَّا قَلِيلًا ۝۱۰

سے بتایا ہوا ہے۔ پھر کہیں گے بلکہ تم ہم سے حسد کرتے ہو بلکہ وہ لوگ بات بھی سمجھتے ہیں۔

قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شٰدِيدٍ

تو پیچھے رہنے والے دیہاتوں کو کہہ دے کہ عنقریب تم کو ایک بڑی جنگی قوم کی طرف بلایا جائے گا

تُقَاتِلُونَهُمْ أَوْ يُسْلِمُونَ ۗ فَإِنْ تُطَبِّعُوا يُؤْتِكُمُ اللَّهُ أَجْرًا حَسَنًا ۗ وَإِنْ تَتَوَلَّوْا

تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے پھر تم اگر اطاعت کرو گے تو اللہ تم کو اچھا بدلہ دے گا۔ اور اگر منہ پھیرو گے

كَمَا تَوَلَّيْتُمْ مِّنۢ قَبْلُ يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝۱۱

جیسے تم پہلے پھیر چکے ہو تو اللہ تم کو سخت عذاب کرے گا۔

ہاں جب تم لوگ جنگ جہاد میں غنیمتیں حاصل کرنے کو نکلو گے تو پیچھے رہنے والے لوگ تم سے کہیں گے کہ ہم کو بھی اجازت

دیجئے کہ ہم بھی تمہارے ساتھ نہیں تو پیچھے پیچھے چلیں اور دین کی خدمت کر کے ہم بھی کچھ فائدہ حاصل کریں ایسا کہنے سے

ان کی نیت نیک نہ ہوگی بلکہ اس کی یہ میں بھی شرارت ہوگی کہ جو اللہ نے ان کی بابت بتایا ہے یہ لوگ اس خدائی کلام کو بدلنا

چاہیں گے کہ ہم ذرہ سا ظاہری ساتھ دے کر کہہ سکیں گے کہ دیکھو ہم تو دور تک تمہارے ساتھ گئے حالانکہ تمہارے خدانے

ہماری بابت پیشگوئی کی تھی۔ کہ ہم تمہارے پیچھے نہ چلیں گے۔ لہذا تم مسلمانوں کے خدا کا دعویٰ غلط ہوا۔ پس اے نبی تم ان

سے کہہ دیجو کہ تم ہر گز بغرض شرکت کا ہمارے ساتھ نہ چلو گے اللہ نے ہم کو ایسا ہی پہلے سے بتلایا ہوا ہے جو پورا ہو کر رہے گا۔

یہ تمہاری صرف ظاہر داری کی باتیں ہیں پھر یہ سن کر کہیں گے۔ نہیں ہم تو ظاہر داری نہیں کرتے بلکہ تم ہم سے حسد کرتے

ہو۔ کہ ہماری شرکت نہیں چاہتے ہو۔ تمہاری غرض یہ ہے کہ ساری خیر و برکت تم ہی حاصل کر لو۔ حالانکہ یہ غلط ہے بھلا تم

لوگ ان سے حسد کیوں کرنے لگے تم کو تو آدمیوں اور مددگاروں کی ضرورت ہے جتنے ہوں کم ہیں بلکہ وہ لوگ جو بات منہ سے

کہتے ہیں اس کو بھی بہت کم سمجھتے ہیں اگر پوری سمجھتے ہوتے تو آئندہ کو ایسی بات کہنے کی جرأت نہ کرتے جو ان کی بے وقوفی پر

دلالت کرتی۔ جتنے لوگ کام سے جی چرانے والے ہیں۔ اسی طرح کی کٹ جتیں کیا کرتے ہیں۔ پس تو اے نبی! ان کام چوروں

پیچھے رہنے والے دیہاتیوں کو کہہ دے کہ عنقریب تم کو ایک بڑی جنگی قوم کی طرف بلایا جائے گا تم ان سے لڑو گے یا وہ مسلمان ہو

جائیں گے یعنی بعض وہ لوگ آخر وقت تک لڑتے رہیں گے۔ اور بعض فرمانبراداری اختیار جائیں گے پھر تم لوگ جو ہر کام میں

پیچھے رہنے والے ہو اس وقت اسلامی فداؤیوں کی طرح اگر احکام کی اطاعت کرو گے تو خدا تم کو بہت اچھا بدلہ دے گا۔ دنیا میں

تمہاری عزت ہوگی آخرت میں جنت ملے گی اور اگر حکم سے موٹہ پھیرو گے جیسے تم پہلے پھیر چکے ہو۔ تو اللہ تم کو سخت عذاب

کرے گا۔ دنیا میں تم دشمنوں کی ماتحتی کی ذلت میں رہو گے اور آخرت میں جہنم میں جاؤ گے۔

كَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَمٌ وَلَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَمٌ وَلَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَمٌ ۗ وَ

مَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ يُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ وَمَنْ يُتَوَلَّ

يُعَذِّبُهُ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ

الشَّجَرَةِ ۚ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ۝

وَمَعَانِمَ كَثِيرَةً يَأْخُذُونَهَا ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا ۝ وَعَدَّكُمْ اللَّهُ مَعَانِمَ

اور کئی غنیمتیں جن کو مسلمان لیتے رہے۔ اور اللہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے۔ خدا نے تم سے بہت سی غنیمتیں دینے کا وعدہ کیا ہے ہاں اس دعوت جنگ سے یہ مقصود نہ ہوگا کہ سب لوگ نکل چلو چاہے نکل بھی نہ سکو نہیں بلکہ خاص خاص لوگ اس حکم سے مستثنیٰ ہوں گے۔ مثلاً اندھا لنگڑا مریض جو چل پھر نہیں سکتے۔ ان پر شریک جنگ نہ ہونے میں کوئی گناہ نہیں کیونکہ یہ لوگ حقیقتاً معذور ہیں۔ خدا کے ہاں یہ عام قانون ہے کہ کسی آدمی کو اس کی قوت سے زیادہ حکم نہیں دیا جاتا اور جو کوئی قوت ہو کر کہا مانے۔ خدا اور رسول کی تابعداری کرے اللہ اس کو بہشتوں میں داخل کرے گا جن کے تلے نہیں جاری ہیں جس سے بڑھ کر کوئی انعام و اکرام نہیں اور جو کوئی حکم الہی سے منہ پھیرے گا اللہ اس کو سخت عذاب کرے گا۔ بس یہ دو حرفہ فیصلہ ہے چاہے کوئی اس کان سے یا اس کان سے خدائی قانون یہی ہے اسی کا نتیجہ ہے کہ خدا ان ایمانداروں سے راضی ہوا ہے جب وہ حدیبیہ کے مقام پر ایک درخت کے نیچے تجھ سے بیعت کرتے تھے۔ اس نیت سے کہ راہ خدا میں جان دے دیں گے۔ مگر پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ جو ان کے دلوں میں اخلاص اور حق کی حمایت کا جوش تھا۔ اللہ کو سب معلوم تھا۔ اسی کا نتیجہ ہوا کہ خدا نے ان کو دشمنوں کے زخموں سے بچالیا۔ اور ان کو جو گھبراہٹ ہوئی تھی۔ اس کے دور کرنے کو ان پر تسلی اتاری کہ وہ سمجھ گئے کہ جو رسول فرماتے ہیں وہی بہتر ہے اور اسی میں خیر ہے اور اس اطاعت اور صبر و سکون کے بدلہ میں ان کو ایک قریبی فتح دی جس سے ان کی ڈھارس بندھ گئی ضعف جاتا رہا قوت آگئی اس کے سوا اور کئی غنیمتیں اور فوائد عطا کئے جن کو وہ مسلمان لیتے رہے اور اپنے کام میں لاتے رہے کیونکہ اللہ تعالیٰ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے اس کے کاموں کی حکمتوں کو وہی جانتا ہے۔ دنیا میں بڑے باحکمت مدیران سلطنت ہوتے ہیں جن کی سیاسی چالیں بڑی گہری ہوتی ہے جن کی تہ تک پہنچنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ مگر خدائی اسرار ان سب سے بالاتر ہیں اس اعتقاد کے ساتھ سنو! خدا نے تم سے بہت سی فتوحات اور غنیمتیں۔

۱۔ حضرت محمد ﷺ مدینہ شریف سے مکہ کی طرف آئے نیت آپ کی یہ تھی کہ کعبہ شریف کی زیارت کریں گے مکہ والوں نے اندر آنے سے روک دیا۔ آپ نے قریب مکہ حدیبیہ مقام پر ڈیرہ کیا۔ خطرہ جنگ پیدا ہو گیا تو صحابہ کرام سے بیعت کی جنگ سے منہ نہ پھیر میں گئے جنگ تو نہ ہوئی۔ تیاری چونکہ نیچی سے تھی۔ اس لئے بطور رضامند کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ صلح حدیبیہ کے بعد خیبر (عرب) فتح ہوا تھا۔ اسی کی طرف اشارہ ہے۔ (منہ)

۲۔ صلح حدیبیہ کے بعد خیبر (عرب) فتح ہوا تھا۔ اس کی طرف اشارہ ہے۔ منہ

كَثِيرَةً تَأْخُذُوهَا فَعَجَلَ لَكُمْ هَذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنْكُمْ ۖ وَلِتَكُونَ

جن کو تم حاصل کرو گے پھر خدا نے تم کو یہ نعمت جلدی دلوا دی اور لوگوں کو تم سے روک دیا۔ تاکہ یہ

آيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطًا مُسْتَقِيمًا ۝ وَأَخْرَجَكُمْ تَقْدِيرًا عَلَيْهَا

واقعہ ایمانداروں کے لئے صحیح علامت ہو اور تم کو سیدھی راہ پر پہنچا دے۔ اور فتوحات بھی ہیں جن پر تم نے ابھی قابو نہیں پایا

قَدْ أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا ۖ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ۝ وَلَوْ قَتَلْتُمُ الَّذِينَ

مگر اللہ کے علم میں ہیں۔ اور اللہ ہر ایک کام پر قدرت رکھتا ہے۔ کافر لوگ اگر

كَفَرُوا لَوْلَا الْأَذْبَارُ ثُمَّ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝ سُنَّةَ اللَّهِ الَّتِي قَدْ

تم سے لڑنے لگتے۔ تو وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے پھر کسی کو نہ اپنا حامی پاتے نہ مددگار۔ قانون الہی کو ملحوظ رکھا کرو جو پہلی

خَلَّتْ مِنْ قَبْلُ ۖ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللَّهِ تَبْدِيلًا ۝

قوموں میں گذرا ہے اور الہی قانون میں تم بھی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

دینے کا وعدہ کیا ہے جن کو تم حاصل کرو گے پھر اسی اللہ نے اپنی کمال مہربانی سے یہ نعمت فتح خیر تم کو جلدی دلوا دی اور لوگوں

کو تم سے روک دیا۔ باوجود کثرت مخالفین کے وہ تم پر غالب نہ آسکے۔ اس کا نتیجہ تمہارے حق میں فتح ہوئی تاکہ یہ واقعہ

ایمانداروں کے لئے خدائی وعدوں کی سچائی کی ایک صحیح علامت ہو۔ اور اس کے بعد جب تم مسلمان ایمان میں پختہ ہو جاؤ تو تم کو

روحانی مدارج میں سیدھی راہ پر پہنچا دے جس پر پہنچ جانا ایک ایماندار کے لئے معراج کمال ہے۔ مسلمانو! سنو! تمہارے لئے

خدا کے ہاں مقدر ہے کہ تم کو دو طرح کی فتوحات ہوں گی ایک وعدہ تو تم موجودہ مسلمانوں طبقہ اولیٰ کے سامنے اور انہی کے

ہاتھوں سے اور ان کے سوا اور فتوحات بھی ہیں جن پر تم نے ابھی تک قابو نہیں پایا مگر اللہ کے علم میں مسلمانوں کے لئے مقدر

ہیں وہ ضرور ملیں گی۔ فتوحات افغانستان ہندوستان قسطنطنیہ وغیرہ سب اسی قسم میں داخل ہیں اور یہ گمان مت کرو کہ دنیا ساری

تو مسلمانوں کے خلاف ہے۔ افریقہ۔ یورپ۔ ایشیا سب ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ پھر کیسے ممکن ہے کہ مسلمان فتوحات حاصل

کر سکیں۔ گمان کرنے والے یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کام پر قدرت رکھتا ہے۔ اس کی قدرت کے مقابلہ میں کسی کو طاقت

نہیں اس کے ارادے کے برخلاف کسی کا ارادہ کارگر نہیں ہو سکتا۔ ہمارے (یعنی خدا کے) ارادہ نصرت کا رخ تمہاری طرف ہو

چکا ہے اسی طرح ہم ایک گذشتہ واقعہ کی تم کو خبر دیتے ہیں کہ کافر لوگ جو مقام حدیبیہ میں تم سے مقابل ہوئے تھے۔ اگر باز نہ

آتے اور بھند لڑنے ہی پر مصر ہو کر تم سے لڑنے لگتے تو انجام یہ ہو تا کہ وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ جاتے ایسے بھاگتے کہ پھر کسی کو نہ

اپنا حامی پاتے نہ مددگار۔ باوجود اس علم صحیح اور تقدیر کامل کے ہم نے تم کو ان مشرکین سے مصالحت کرنے کی ترغیب دی۔

کیونکہ ان لوگوں کا بالکل تس نس کر دینا ہمیں منظور نہیں۔ ان میں سے بعض کا اور ان کی اولاد میں سے اکثر کا دینی خادم ہونا

ہمارے علم میں مقدر ہے تم لوگ ہمیشہ قانون الہی کو ملحوظ رکھا کرو جو پہلی قوموں میں گذرا ہے اور آئندہ بھی جاری ساری رہے

گا جس کا خلاصہ یہ ہے جو قوم اپنی انسانی حد سے نکل کر غرور تکبر پہنچتی ہے۔

حباب بحر کو دیکھو کہ کیسا سرائٹھاتا ہے تکبر وہ بری شئی ہے کہ فوراً ٹوٹ جاتا ہے

اس قانون کے ماتحت گر جاتی ہے یاد رکھو الہی قانون میں تم کبھی تبدیلی نہ پاؤ گے۔

وَهُوَ الَّذِي كَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ

وہی اللہ ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو میدان مکہ میں تم سے روک دیا اور ان پر قابو دینے کے بعد تم کو

أَنْ أَظْفَرَكُمْ عَلَيْهِمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ۝ هُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا

ان سے بٹا لیا۔ اور جو کچھ تم کر رہے تھے اللہ سب کو دیکھتا تھا۔ وہی تو ہیں جو کافر ہیں

وَصَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْهَدْيِ مَعْكُوفًا أَنْ يَبْلُغَ مَجَلَّهُ ۚ وَأُولَٰئِكَ

اور تم کو مسجد حرام سے انہوں نے روکا اور قربانیوں کو قربان گاہ میں پہنچنے سے روک رکھا وہ اپنی جگہ پر کھڑی کی کھڑی رہ گئیں اگر

رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوهُمُ أَنْ تَطَّوَّهُمْ فِتْنَتِكُمْ مِّنْهُمْ

مومن مرد اور مومن عورتیں نہ ہوتے جن کو تم لوگ نہیں جانتے تھے تم ان کو پاؤں تلے نہ روند دیتے پھر اس بے خبری

مَعَرَّةٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ لِيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ ۝

سے تم کو ان کی وجہ سے نقصان پہنچا۔ تو خدا تم کو اجازت دے دیتا تاکہ خدا جس کو چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے

یہ ایک الہی قانون ہے کہ زمین جب بد اعمالیوں کی غلاظت سے خراب ہو جاتی ہے۔ تو اس کی صفائی کے لئے اللہ کوئی منتظم

بشکل مصلح بھیجا کرتا ہے۔ چنانچہ اس زمانہ کا مصلح اعظم دنیا میں آگیا۔ اور تم لوگ جو اس کے تابع ہوئے ہو بہت خوش

قسمت ہو۔ سنو! وہی اللہ تمہارا مددگار ہے جس نے ان مخالفوں کے ہاتھوں کو میدان مکہ میں تم سے روک دیا یعنی ان کو تم پر

حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی اور ان پر قابو دینے کے بعد تم کو ان سے بٹا لیا۔ یعنی میدان حدیبیہ میں جنگ نہ ہونے دی۔

حالانکہ تم اتنی طاقت میں تھے کہ یقیناً ان پر فتح پاتے۔ مگر دنیا کو دکھانا منظور تھا کہ مسلم قوم حتی الامکان صلح جو ہے نہ جنگ جو

نیز بیت الحرام کی حرمت ملحوظ تھی۔ جو کچھ تم سے اس وقت یہ کام بہ نیت نیک ظہور میں آیا تھا اور جو کچھ تم کر رہے تھے خدا

سب کو دیکھ رہا تھا اس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ دیکھو اس سے زیادہ صلح جوئی کی مثال اور کیا ہوگی کہ جن سے تم کو

لڑنے سے روکا تھا وہ لوگ وہی تو ہیں جو خود تو کافر ہیں اور تم کو مسجد الحرام کعبہ شریف میں نماز پڑھنے سے انہوں نے ہی

روکا اور مسلمانوں کی قربانیوں کو قربان گاہ میں پہنچنے سے روک رکھا۔ وہ اپنی جگہ پر کھڑی کی کھڑی رہ گئیں۔ ان کا یہ ظلم

اس حد تک پہنچ چکا تھا۔ کہ اگر مومن مرد اور مومن عورتیں مکہ معظمہ میں ایسے چھپے ہوئے نہ ہوتے تو جن کو تم لوگ

نہیں جانتے تھے اس بے علمی میں کہیں تم ان کو پاؤں تلے نہ روند دیتے یعنی تم لوگ نادانگی میں ان کو بھی قتل کر دیتے۔ پھر

اس بے خبری کے فعل سے تم کو ان کی وجہ سے اللہ کے ہاں سے نقصان پہنچتا۔ سو اگر یہ امر مانع نہ ہو تاکہ خفیہ مسلمانوں کی

جانیں ضائع ہوگی۔ تو اللہ تم کو جنگ کرنے کی اجازت دے دیتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے تمہاری مصالحت

کرائی تاکہ اللہ ان کافروں میں سے جس کو چاہے اپنی رحمت (دین اسلام) میں داخل کرے تو دیکھو گے کہ اس مصالحت

میں اسلام کی ترقی جنگ سے زیادہ ہوگی

۱ صحابہ کرام اس مصالحت سے خوش نہ تھے بلکہ لڑنے کو اس صلح پر ترجیح دیتے تھے۔ کیونکہ مصالحت میں فروط دل شکن تھیں۔ اسی ناراضگی میں

جو بالکل نیک نبی سے تھی۔ صحابہ کرام کے منہ سے کچھ الفاظ تیز بھی نکل گئے تھے۔ جو سب معاف ہو گئے (منہ)

لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ اذْجَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا

اگر وہ ممتاز ہوئے ہوتے تو ہم ان سے کافروں کو سخت عذاب پہنچاتے۔ جب کافروں نے اپنے دلوں

فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ الْحَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَ

میں جاہلیت کی ضد کر لی تھی تو اللہ نے اپنے رسول اور ایمان داروں پر

عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا ۚ وَكَانَ

اسی نازل کی اور ان کو خدا نے حق گوئی پر جمائے رکھا۔ وہ اس منصب کے بہت زیادہ حقدار اور لائق تھے اور

اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝ لَقَدْ صَدَقَ اللَّهُ رَسُولَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ ۗ لَتَدْخُلُنَّ

اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ اللہ نے اپنے رسول کا (سچا) خواب بالکل سچا کر دیا۔ کہ تم لوگ

الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ أَمِينِينَ ۖ مَّحَلِّقِينَ رُءُوسَكُمْ وَمُقَصِّرِينَ ۚ

مسجد حرام میں ضرور داخل ہو گے ان شاء اللہ۔ اس حال میں کہ تم سر منڈائے اور بال ترشوائے ہوئے ہو گے کسی کا خوف تم کو نہ ہوگا

لَا تَخَافُونَّ ۚ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوا فَجَعَلَ مِنْ دُونِ ذَلِكَ فَتْحًا قَرِيبًا ۝

اللہ کے علم میں وہ بات تھی جو تمہارے علم میں نہ تھی پس اللہ نے اس سے پہلے ایک فتح قریب تم کو دی۔

اور اگر وہ ضعیف کمزور مخفی مسلمان اہالی مکہ سے ممتاز ہوئے ہوتے یعنی وہ ان سے ایسے الگ ہوتے کہ تم ان کو پہچان سکتے تو ہم

(خدا) ان اہالی مکہ میں سے کافروں کو تمہارے ہاتھوں سے سخت عذاب پہنچاتے لیکن مصلحت اور حکمت خداوند ہی یہ تھی کہ

غریب کمزور مسلمان لوگ نہ پس جائیں۔ کیونکہ تم لوگوں کو ان کا علم اور پہچان نہ تھی۔ ورنہ وہ خوب موقع تھا۔ جب کافروں

نے اپنے دلوں میں جاہلیت کی ضد پیدا کر لی تھی۔ اور محض ضد سے مسلمانوں کو روک رہے تھے جس سے مسلمانوں کو سخت

پریشانی تھی۔ تو ایسے حال میں اللہ نے اپنے رسول اور رسول کے ساتھی ایمانداروں پر تسلی نازل کی اور ان کو اللہ نے حق گوئی پر

جمائے رکھا کیونکہ رسول کی صحبت سے وہ اسی لائق تھے۔ اور اس منصب کے بہت زیادہ حقدار اور لائق تھے۔ اس لئے اللہ نے ان

کو ایسے نازک موقع پر لغزش کرنے سے بچایا۔ اور محفوظ رکھا۔ کیونکہ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے جو جس لائق ہے اس کو وہی دیتا ہے۔

سنو! بڑی گھبراہٹ اس وقت مسلمانوں کو اس امر کی تھی کہ رسول ﷺ نے ایک خواب دیکھا اور بیان کیا۔ مسلمانوں کے خیال

میں وہ خواب اس وقت پورا نہ ہوا جو وقت انہوں نے سمجھا تھا۔ حالانکہ اللہ نے اپنے رسول کا سچا خواب بالکل سچا کر دیا۔ سر مواس

میں غلطی نہ رہی جس کا مضمون یہ تھا کہ تم مسلمان لوگ مسجد الحرام کعبہ شریف میں داخل ہو گے۔ اس حال میں کہ بعد احرام تم

میں سے بعض سر منڈائے اور بعض بال ترشوائے ہوئے ہوں گے کسی کا خوف تم کو نہ ہوگا۔ مگر چونکہ علم الہی بہت وسیع ہے اور

تمہارا علم ناقص ہے اللہ کے علم میں وہ بات تھی جو تمہارے ناقص علم میں نہ تھی۔ پس اللہ نے اس خواب کے ظہور سے پہلے

ایک فتح قریب تم کو جس کا نام خیبر ہے۔ اگر تم مسلمان یہاں تک لڑنے لگ جاتے اور تمہاری طاقت کمزور ہو جاتی تو تم خیبر

میں فتح نہ پاسکتے۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۗ

اسی ذات نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اس کو سب مذاہب پر غالب کرے۔ جس خدا نے تم کو یہ سب کچھ دیا۔ اسی اللہ نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ چونکہ خدا نے مصلحت خود اس رسول کو بھیجا ہے۔ اس لئے وہ حکمت ہی اس کی مدد کرتا ہے۔ تاکہ اس نبی کو غیر اسلام سب اہل مذاہب پر غالب کرے۔ تم دیکھ لو گے کہ تمہارے سامنے جتنے لوگ غیر اسلام مذاہب کے پیرو ہیں۔ سب اس کے سامنے جھک جائیں گے۔

۱۔ ہمارے ملک پنجاب میں ایک صاحب مرزا غلام احمد قادیانی ہوئے ہیں۔ جن کی وفات ۱۳۲۶ ہجری مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء میں ہوئی ہے۔ موصوف کا دعویٰ شروع سے ملہم ہونے کا تھا۔ آخر میں مسیح موعود اور ممدی معمود تک پہنچا۔ انہوں نے ابتدائی دعویٰ الہام میں ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے ”براہین احمدیہ“ اس کے متعلق ان کا دعویٰ ہے کہ یہ کتاب مجھ سے خدا لکھواتا ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے اس آیت (هُوَ الَّذِي) کی نسبت یوں لکھا ہے۔

هو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله هذه آية حسنة في سياسته ملكي في حق علي السلام في حق من يشكوني في اورجس كاغلبه كاملا دين اسلام كا وعدة ديا ليا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لادیں گے۔ تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔ (صفحہ ۳۹۸-۳۹۹ جلد چہارم) اس عبارت کا مطلب بالکل صاف ہے کہ (بقول مرزا صاحب) اس آیت میں جس غلبہ اسلام کا ذکر ہے وہ دو طرح سے ہوگا۔ دینی اور سیاسی یعنی مسیح موعود جو امت اسلامیہ کے افسر ہو کر دوبارہ اس دنیا میں آئیں گے۔ ان کی اسلامی حکومت تمام دنیا میں ہوگی اور وہ حکومت اسلام کی تبلیغ کرے گی۔ یہاں تک کہ ساری دنیا میں اسلام ہی اسلام پھیل جائے گا۔

جناب موصوف نے اس کے بعد خود مسیح موعود اور ممدی معمود ہونے کا دعویٰ کیا۔ فرمایا کہ میں ہی دونوں ممدول کا منصب دار ہوں چنانچہ اپنی مشہور اور مستند کتاب اوہام میں اپنے مسیح موعود ہونے کا (پٹیاں خویش) کئی صفحات پر ثبوت پیش کیا۔ (ماخظہ ہوازالہ مذکور از صفحہ ۶۶۵ طبع اول) گو دعویٰ میں تبدیلی ہوئی لیکن مقام شکر ہے کہ آیت موصوف کی تفسیر کے متعلق آخر تک انہوں نے تبدیلی نہیں کی۔ بلکہ اپنی آخری تصنیف میں بھی اسی رائے کو بڑی شد و مد اور بڑی تاکید شدید سے ظاہر کیا۔ چنانچہ آپ کے اپنے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں :-

”چونکہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے۔ اور آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ اس لئے خدا نے یہ چاہا کہ وحدت اقوامی آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ہی کمال تک پہنچ جائے کیونکہ یہ صورت آپ کے زمانہ کے خاتمہ پر دلالت کرتی تھی۔ یعنی شہ گزشتہ تھا۔ کہ آپ کا زمانہ وہیں ختم ہو گیا۔ کیونکہ جو آخری کام آپ کا تھا۔ وہ اسی زمانہ میں انجام تک پہنچ گیا۔ اس لئے خدا نے تکمیل اس فعل کی جو تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جائیں اور ایک ہی مذہب پر ہو جائیں زمانہ محمدی کے آخری حصہ میں ڈال دی جو قریب قیامت کا زمانہ ہے۔ اور اس تکمیل کے لئے اسی امت میں سے ایک نائب مقرر کیا۔

جو مسیح موعود کے نام سے موسوم ہے اور اسی کا نام خاتم الخلقاء ہے۔

پس زمانہ محمد کے سر پر آل حضرت ﷺ ہیں۔ اور اس کے آخر میں مسیح موعود ہے اور ضرور تھا کہ یہ سلسلہ دنیا کا منقطع نہ ہو۔

وَكُفِّرْ بِاللَّهِ شَهِيدًا ۝

اللہ خود گواہ کافی ہے۔

تم یقیناً جانو ایسا ہی ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس امر پر خود گواہ کافی ہے۔ اس کی گواہی آئندہ امور غیب کے متعلق ایک خبر ہوتی ہے جو ہمیشہ سچی ہو کرتی ہے مگر تم مسلمانوں کو ایسا خیال نہ کر بیٹھا چاہیے کہ بس اب وعدہ ہے تو خود بخود ہو جائے گا۔ ہمیں اس میں ہاتھ پیر ہلانے کی کیا ضرورت؟ سنو! تم کو بھی ضرورت ہے۔

جب تک کہ وہ پیدا نہ ہو لے کیونکہ وحدت اقوامی کی خدمت اسی نائب النبوت کے عہد سے وابستہ کی گئی ہے اور اسی کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے اور وہ یہ ہے۔ هو الذی ارسل رسولہ بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ (چشمہ معرفت)

اس کتاب کے سرورق پر تاریخ اشاعت ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء مرقوم ہے۔ اور مرزا صاحب کا انتقال ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوا ہے اس لئے یہ کتاب آپ کی آخری کتاب ہے عبادت مفقولہ مطلب بالکل صاف اور واضح ہے یعنی مسیح موعود کے آنے پر دنیا میں سیاسی اور دینی غلبہ اسلام ہی کا ہو گا اسلام ہی کی حکومت ہوگی۔ اسلام ہی ساری قوموں کا دین ہو گا۔ قوانین تعزیمات وغیرہ سب اسلام کے ہوں گے۔ وغیرہ

ناظرین! ذرہ تکلیف کر کے کہ عبارت مرقومہ کو پڑھیں اور غور کریں کہ مرزا صاحب کی پہلی عبارت منقولہ از برابن احمد یہ اور یہ دونوں کیسی متحد المعنی ہیں۔ ان دونوں کا مطلب وہی ہے جو ہم نے بتایا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں ساری دنیا میں اسلام ہی کا طوطی بولے گا اور اسلام ہی کا بول بالا ہو گا۔

لیکن واقعہ یہ ہے کہ مسیح موعود مرزا آئے اور چلے گئے مگر یہ صداقت کسی سے مخفی نہیں کہ اسلام اور اہل اسلام کی حالت زار پہلے سے بھی بد بلکہ بدترین ہو گئی۔ اس امر کا ثبوت کہ مسلمان گذشتہ صدی سے زیادہ گر گئے دینے کی حاجت نہیں تاہم خود خاندان مرزیہ ہی سے پیش ہو سکتا ہے موجود بادشاہ انگلستان کاو لیعبدہ شہزادہ یلیز جب ۱۹۲۲ء میں ہندوستان آئے تو مرزا صاحب کے بیٹے میاں محمود خلیفہ حال نے ان کو ایک تحفہ کتاب کی صورت میں پیش کیا جس کا نام رہے تحفہ شاہزادہ یلیز اسے ایک دو فقرے ہم نمونہ دکھاتے ہیں۔ خلیفہ قادیان شاہزادہ موصوف کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔

”اے شاہزادہ مگر تم! یہ تحفہ اس جماعت (احمدیہ) کی طرف سے آپ کی خدمت میں پیش ہو رہا ہے جس نے تین سال سے عرصہ تک آپ کی وادی آنجمانی علیا حضرت ملکہ و کونورہ اور ان کے بعد آپ کے واد آنجمانی ایڈورڈ ہشتم اور پھر آپ کے مکر معظم والد اپنے موجود بادشاہ کی وفاداری اور اطاعت میں اپنوں اور بیگانوں سے گونا گوں تکالیف اٹھائی ہیں۔ اور اس کے بدلہ میں وہ حکومت سے بھی کسی صلہ کی طالب نہیں ہوئی۔ اس جماعت کا شروع سے یہ دستور العمل رہا ہے اور اس کے بانی نے یہ شرط رکھی تھی کہ حکومت وقت کی قوری فرمانبرداری کی جائے۔ (کتاب تحفہ شاہزادہ یلیز صفحہ ۴-۵)

غرض قادیانی امت انگریزی حکومت کو بزبان قال بتا رہی ہے کہ ہم نے آپ کی ایسی ایسی اطاعت کی کہ کوئی نہ کرے اس اطاعت میں ہماری کیفیت یہ ہوئی کہ گویا یہ شہر ہمارے حق میں صادق آیا۔ جو کسی سچے عاشق نے اپنے معشوق کے حق میں لکھا ہے۔

دشمن کے طنز دوست کے پند آسمان کے جور
کیا کیا مصیبتیں نہ سمیں تیرے واسطے؟

۔ خلیفہ صاحب جلال میں بھول گئے پروادی لکھنا چاہتے تھا منہ

مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ

محمدؐ کے رسول ہیں اور جو ایمان دار ان کے ساتھ ہیں وہ خدا کے کام ہمیشہ قانون اور قواعد خداوندی کے ماتحت ہوتے ہیں۔ فتوحات اور قوت حاصل کرنے کا بھی ایک طریق ہے جس کا نام اتفاق ہے اس لئے تم مسلمانوں کو بھی چاہئے۔ کہ ایسے ہو جاؤ کہ تم کو دیکھنے والا حیرت زدہ ہو جائے اور اس کے منہ سے بے ساختہ نکلے۔ کہ وہ کیا شان ہے حضرت ﷺ واقعی اللہ کے رسول ہیں اور جو ایمان دار ان کے ساتھ ہیں وہ اپنے قومی رنگ میں ایسے رنگے ہوئے ہیں کہ

ہماری غرض اس عبارت کے نقل کرنے سے یہ دکھانا ہے کہ سیاست اور حکومت کہاں؟ خود مرزا صاحب اور ان کا خاندان بھی ہنوز معمولی پستی (رعایا کی حیثیت) میں ہیں تا بدگیراں چہ رسد

جب یہ سوال مرزا صاحب کے مریدین کے سامنے پیش کیا گیا اور بتایا گیا کہ وہ کام جس کے لئے مسیح موعود کو آنا تھا چونکہ وہ مرزا صاحب کے آنے سے پورا بلکہ ادھورا بھی نہیں ہوا (رسالہ شہادت مرزا) تو انہوں نے (بحوالہ تریاق القلوب مصنفہ مرزا صاحب) طبع دوم جواب دیا کہ مسیح موعود کا زمانہ تین سو سال تک ممتد ہے مطلب یہ کہ جب تک تین سو سال ختم نہ ہوں یہ سوال وارد نہیں ہو سکتا۔ مرزا صاحب قادیانی نے خود اس کتاب (چشمہ معرفت) میں اس جواب کو گویا غلط بتایا ہوا ہے چنانچہ آپ کے الفاظ اس بارے میں یہ ہیں :-

”غلبہ کاملہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں کامل طور پر ظہور پذیر ہونا ناممکن تھا کیونکہ اس کے لئے یہ شرط تھی کہ دنیا کی تمام قوموں کو جو مشرق اور مغرب اور جنوب اور شمال میں رہتی ہیں یہ موقع مل سکے کہ وہ ایک دوسرے کے مقابل پر اپنے مذہب کی تائید میں خدا سے چاہیں جو آسمانی نشانوں سے اس مذہب کی سچائی پر گواہی دے۔ مگر جس حالت میں ایک قوم دوسری قوم سے ایسی مخفی اور محبوب تھی کہ گویا ایک دوسری دنیا میں رہتی تھی۔ تو یہ مقابلہ ممکن نہ تھا۔ اور نیز اس زمانہ میں ابھی اسلام کی تکذیب انتہا تک نہیں پہنچی تھی۔ اور ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا۔ کہ خدا کی غیرت تقاضا کرے کہ اسلام کی تائید میں آسمانی نشانوں کی بارش ہو مگر ہمارے زمانہ میں وہ وقت آگیا۔ کیونکہ اس زمانہ میں کسی نبی کی توہین نہیں ہوئی۔ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں تو ثابت نہیں ہوا تاکہ کسی عیسائی یا یہودی نے اسلام کی رو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین میں دو باتیں درق کار سالہ بھی لکھا ہو۔ مگر اب اس قدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور اسلام کی رد میں کتابیں لکھی گئیں اور اشہار شائع کئے گئے اور اخباریں تمام دنیا میں پھیلانی گئی۔ کہ اگر وہ تمام جمع کی جائیں تو وہ ایک بڑے پہاڑ کے برابر شمار ہوتا ہے بلکہ اس سے زیادہ ان اندھوں نے اسلام کو ہر ایک برکت سے بے بہرہ قرار دیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے کوئی آسمانی نشان نہیں دکھلایا اور اس بات پر زور دیا ہے کہ دنیا میں اسلام کا نام و نشان نہ رہے اور ایک عاجز انسان کی خدائی ثابت کرنے کے لئے خدا کے پاک دین اور پاک رسول کی وہ توہین کی گئی ہے جو ابتدائے دنیا سے آج تک کسی دین اور کسی رسول کی ایسی توہین نہیں ہوئی اور درحقیقت یہ ایسا زمانہ آگیا ہے کہ شیطان تمام ذریعہ کے ساتھ خانوں تک زور لگا رہا ہے کہ اسلام کو نابود کر دیا جائے اور چونکہ بلاشبہ سچائی کی جھوٹ کے ساتھ یہ آخری جنگ ہے اس لئے یہ زمانہ بھی اس بات کا حق رکھتا تھا کہ اس کی اصلاح کے لئے کوئی خدا کا مامور آوے پس وہ یعنی عیسیٰ علیہ السلام (منہ)

اَشْدَاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رَحَمَاءُ بَيْنَهُمْ

کفار کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے ہیں آپس میں ایک دوسرے پر بڑے مہربان ہیں

اغیار کفار کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے ہیں۔ کیا مجال کوئی چیز ان میں رخنہ ڈال سکے جس سے وہ اس مقابلے میں کمزور ہو جائیں۔ اور آپس میں وہ ایک دوسرے پر بڑے مہربان ہیں کسی کا قصور ہو کسی نے کسی کی دل آزاری کی ہو۔ ذرہ سی نرمی کرنے پر فوراً معاف کر کے یکدل ہو جاتے ہیں۔ غرض ان کی اس باری میں بالکل یکجہتی ہے یہی نہیں کہ متدین لوگوں کی طرح قوم پرست ہیں۔ بلکہ پورے اور پکے خدا پرست ہیں۔ ان کی خدا پرستی کا ثبوت زبانی نہیں بلکہ عملی ہے کہ

۱۔ مسیح موعود ہے جو موجود اور زمانہ حق رکھتا تھا کہ اس نازک وقت میں آسمانی نشانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی دنیا پر جنت پوری ہو۔ سو آسمانی نشان ظاہر ہو رہے ہیں اور آسمان ظاہر ہو رہے ہیں اور آسمان جوش میں ہے کہ اس قدر آسمانی نشان ظاہر کرے کہ اسلام کی فتح کا تقارہ ہر ایک ملک میں اور ہر ایک حصہ دنیا میں بچ جائے۔ اے قادر خدا! تو جلد وہ دن لاکہ جس فیصلہ کا تو نے ارادہ کیا ہے وہ ظاہر ہو جائے اور دنیا میں تیرا اجماع چمکے اور تیرے دین اور تیرے رسول کی فتح ہو۔ آمین ثم آمین (چشمہ معرفت صفحہ ۸۶-۸۷)

یہ عبارت باوا بلند کہہ رہی ہے کہ مسیح موعود جس زمانہ میں موجود ہو گا اسی زمانہ میں اسلام کو غلبہ کاملہ ہونا مقدر ہے جو افسوس ہے نہیں ہوا پس نتیجہ صاف ہے کہ مرزا صاحب باقرار خود مسیح موعود نہیں۔ بلکہ محض مدعی ہیں جس کی نسبت کہا گیا ہے۔

مدعی چوں رگ گردن بفرز و بجدل نیم تصدیق بیانش نہ و تخمیش کن

۲۔ اس آیت میں دو لفظ بہت قابل غور ہیں (۱) اشداء علی الکفار دوسرا رحماؤ بینہم یہ دونوں لفظ آپس میں مقابل ہیں۔ بہت سے لوگ ان کے معنی بتاتے ہوئے حد اعتدال سے نکل گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اشداء کے معنی ہیں سختی کرنے والے یعنی صحابہ کرام کفار پر خوب سختی کرتے تھے۔ یہاں تک کہ ان سے جزیہ وصول کرتے ہوئے ان کی گردن پر پیر رکھ کر وصول کرتے اور آپس میں بڑے رحم دل ہوتے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جو نئی ذرہ سا اختلاف ہوا۔ ایسی تفسیر کرنے والوں نے اس آیت کی سند پر اپنے ہی کلمہ گو بھائیوں کو کفار پر قیاس کر کے شدت کرنی شروع کی۔ سوال ہوا ایسا کیوں کرتے ہیں؟ تو جواب ملا اشداء علی الکفار

ہمارے نزدیک اس قسم کی تفسیرات و تعلیمات نفسانی جذبات سے خالی نہیں۔ آیت کے معنی سمجھنے کے لئے ذرہ قوموں کا مقابلہ دیکھنا چاہئے۔ خاص کر زمانہ جنگ میں ایک قوم (بشر طیکہ منہب قوم ہو اس) کا اپنے افراد سے اور دشمنوں سے کیا اور کیسا برتاؤ ہوتا ہے گزشتہ جنگ عظیم میں انگریزوں کا آپس میں کیا برتاؤ تھا اور جرمنوں سے کیا؟ انسانیت میں ہم سب نبی آدم شریک ہیں۔ فطری طور پر جو خصلت ایک میں ہے وہی دوسرے میں۔ حالت جنگ میں کوئی نرم سے نرم انسان بھی ایسا نہیں ہو گا جو اپنے اور بے گانے میں فرق نہ کرتا ہو وہ فرق بھی ہے کہ اپنے افراد سے نرم برتاؤ ہوتا ہے بسا اوقات اپنی طبعی نرمی سے بعض اوقات مصلحت وقت سے چشم پوشی کی جاتی ہے۔ لیکن مخالف کے ساتھ ایسا سلوک نہ کیا جاتا ہے۔ نہ طبیعت مانتی ہے۔ بس جو فرق طبعی طور پر ان دو حالتوں میں ہوتا ہے۔ وہی اس آیت میں مذکور ہے۔ یعنی مسلمانوں کی عمامت بتائی گئی ہے کہ قومی برادران سے ان کا سلوک نرم ہوتا ہے اور قومی اعداء سے سخت۔ وہ ان کے دام میں ان دھوکے میں نہیں آتے۔ بلکہ اپنے قومی مقاصد میں پختہ رہتے ہیں۔ یہی معنی ہیں دوسری آیت کے ولیجدوا فیکم غلظۃ (تم ایسے بنو کہ دشمن بھی تم میں مضبوطی پائیں) یعنی اپنے قومی مقصد میں پختہ رہو۔ اس سے ایک انج بھی نہ ہو۔ اور باہمی معاملات میں نرمی اختیار کرو لیکن زبان سے سخت گوئی اور بد اخلاق کا اظہار نہ ہو اگرے کیونکہ قول اللناس حسنا (سب لوگوں سے اچھی بات کرو) عام حکم ہے اللہ اعلم (منہ)

تَرَاهُمْ رُكْعًا سُبْحًا كَيَبْتَعُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ذَسِبْأَهُمْ فِي

تم ان کو رکوع سجود کرتے دیکھتے ہو۔ وہ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں ان کی نشانی ان

وَجُوهِهِمْ مِّنْ أَكْثَرِ السُّجُودِ ذ ذَلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ ذ

کی۔ نمازوں کے اثر سے ان کے چہروں میں ہے۔ یہی اوصاف ان کے تورات میں مرقوم ہیں۔
تم ان کو رکوع سجود کرتے یعنی نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔ وہ اس نماز میں اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں ان کی
نیک بختی کی نشانی ان کی نمازوں کے اثر سے ان کے چہروں میں معلوم ہوتی ہے۔ یعنی وہ دیکھنے میں بھی بھلے آدمی
معلوم ہوتے ہیں کیونکہ اسلام میں بھلے انسان کا ساتھ تعلق وابستہ رکھے۔ اور مخلوق کے ساتھ
اچھا نباہ کرے۔ ایسا شخص اللہ اور مخلوق کے نزدیک پاک صاف آدمی ہوتا ہے یہی اوصاف ان بھلے مسلمانوں کے
تورات میں مرقوم ہیں

۱۔ موجودہ تورات جو آج کل یہودیوں عیسائیوں کے ہاتھ میں ہے اس کی پانچویں کتاب استینار کے باب ۳۳ سے مسلمانوں کی اس صفت کا پتہ چلتا
ہے جو یہاں ذکر ہوا ہے عبارت اس مقام کی یہ ہے :-

”خداوند ستیا سے آیا اور شیر سے آدن پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوی گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ اور اس کے داہنے
ہاتھ میں ایک آتش شریعت ان کے لیے تھی“ (نقرہ ۱-۲)

یہ عبارت فتح مکہ اور دخول مکہ معظمہ کی طرف اشارہ ہے۔ جس روز حضور علیہ السلام فتح مکہ کے مکہ معظمہ میں داخل ہوئے ہیں۔ آپ کے ساتھ دس
ہزار صحابی تھے جن کو تورات میں دس ہزار قدوسی یعنی پاک لوگ کہا گیا ہے۔ اسی تمثیل کی طرف اشارہ ہے۔ انجیل میں یہ تمثیل ان لفظوں میں
ملتی ہے :-

”اس (مسیح) نے ایک اور تمثیل ان (لوگوں) کے سامنے پیش کر کے کہا کہ آسمان کی بادشاہت اس رائی کے دانے کی مانند ہے جسے کسی آدمی نے لے
کر اپنے کھیت میں بو دیا۔ وہ سب بیجوں سے چھوٹا ہوتا ہے مگر جب بڑھ جاتا ہے تو سب ترکاریوں سے سے بڑا ہوتا ہے اور ایسا درخت ہو جاتا ہے کہ ہوا
کے پرندے آکر اس کی ڈالیوں پر بسیر کرتے ہیں (انجیل متی باب ۱۳ فقرہ ۳۱-۳۲) انجیل مرقس میں اس تمثیل کے الفاظ یہ ہیں :-

وہ (مسیح) تمثیلوں میں بہت باتیں سکھانے لگا۔ اور اپنی تعلیم میں ان سے کہا سنو! دیکھو۔ ایک بونے والا بیج بونے نکلا اور بونے وقت ایسا ہوا کہ کچھ راہ
کے کنارے گر اور پرندوں نے آکر اسے چگ لیا اور کچھ پتھریلی زمین پر گر گیا۔ جہاں اسے بہت مٹی نہ ملی اور گہری مٹی نہ ملنے کے سبب جلد آگ آیا۔
اور جب سورج نکلا تو جل گیا۔ اور جڑ نہ ہونے کے سبب سوکھ گیا۔ اور کچھ جھاڑیوں میں گر گیا۔ اور جھاڑیوں نے بڑھ کر اسے دبا لیا۔ اور وہ پھل نہ لایا۔
اور کچھ اچھی زمین پر گر اور وہ اگا اور بڑھ کر پھلا۔

اور کوئی تیس گنا کوئی ساٹھ گنا کوئی سو گنا پھل لایا۔ پھر اس نے کہا جس کے کان، دلوں وہ سن لے“ (انجیل مرقس باب ۴ فقرہ ۳-۱۹ انجیل لوقا میں
اس تمثیل کے الفاظ یوں ہیں :-

”جس وہ مسیح کہنے لگا خدا کی بادشاہت کس کی مانند ہے میں اس کو کس سے تشبیہ دوں۔ وہ رائی کے دانے کی مانند ہے جس کو ایک آدمی نے لے کر اپنے
باغ میں ڈال دیا۔ وہ آگ کر بڑا درخت ہو گیا۔ اور ہوا کے پرندوں نے اس کی ڈالیوں پر بسیر کیا۔ اس نے پھر کہا میں خدا کی بادشاہت کو کس سے تشبیہ
دوں وہ خمیر کی مانند ہے جسے ایک عورت نے لے کر تین پیانے آئے

وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ مَثَلُ كَثْرَتِهِمْ أَخْرَجَهُمْ سَطْرَهُ فَازَمَرَهُ فَاسْتَعْلَفُوا

اور انجیل میں ان کے اوصاف ایک کھیتی کی طرح مرقوم ہیں جس سے ایک سوئی نکل پھر وہ مضبوط ہوئی پھر سوئی ہوئی

فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوْقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيُغَيِّظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۗ وَعَدَّ اللَّهُ

پھر وہ اپنی پنڈلی پر سیدھی کھڑی ہوئی کہ کسانوں کو بھل لگتی ہے کفار ان کی وجہ سے جلتے ہوں گے اللہ نے

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ

ایمانداروں سے اور جو ان میں سے نیک اعمال کرتے ہیں ان سے بخشش اور

مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝

بڑے بدلہ کا وعدہ کیا ہوا ہے۔

اور انجیل میں ان کے اوصاف ایک کھیتی کی طرح مرقوم ہیں جس سے پہلے ایک سوئی کی طرح کی باریک انگوری نکلی پھر وہ سوئی

مضبوط ہوئی۔ پھر سوئی ہوئی۔ پھر وہ اپنی پنڈلی نال پر سیدھی ایسی کھڑی ہوئی کہ کسانوں کو بہت بھل لگتی اور خوش کرتی ہے۔

اسی طرح مسلمانوں کی ابتدائی حالت ضعف اور آخری حالت ترقی کی امید افزا ہے اس کا انجام کاریہ ہوگا کہ معاند کفار ناہنجار جو

مسلمانوں کی ہلاکت اور تباہی کے دن شمار کرتے ہیں۔ وہ ان کی ترقی کی وجہ سے حیران ہوں گے اور جی کے جی ہی میں جلتے ہوں

گے۔ یہ کیا ہو رہا ہے ہم تو سمجھے بیٹھے تھے کہ یہ مسلمان عنقریب مٹ جائیں گے اور یہ بڑھ رہے ہیں

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

مگر ان کی یہ جلن اور کاوش خود ان ہی کا نقصان کرے گی مسلمانوں کو نقصان نہ ہوگا کیونکہ خدا نے ایمانداروں سے اور خاص

کر جو ان میں نیک اعمال کرتے ہیں ان سے بخشش اور بڑے بدلہ کا وعدہ کیا ہوا ہے جو کبھی غلط نہ ہوگا ہاں یہ بات البتہ قابل

فہم ہے کہ بخشش کا ظہور تو آخرت میں ہوگا۔ مگر بڑے بدلہ کا ظہور اسی دنیا میں بھی ہوگا جس سے معاندین کفار جلیں گے

یعنی وہ فتوحات ملکی ہوں گے جن سے مسلمان دنیا کی زندہ اور ممتاز قوموں میں شمار ہوں گے چنانچہ یہ سب کچھ زمانہ خلاف

میں ہو گیا۔ الحمد

میں ملایا ہوتے ہوتے سب خمیر ہو گیا“ (لوقا۔ باب ۱۳۔ فقرہ ۱۸-۲۱) مطبوعہ لودھانہ ۱۹۱۶ء

تشریح انجیلی اور مسیحی محاورے میں خدا کی بادشاہت سے وہ زمانہ مراد ہے جس میں حسب مرضی الہی لوگ کام کریں اور نجات

آخری کے مستحق ہوں۔ چنانچہ حضرت مسیح کا قول اس اصلاح کے موافق انجیل میں یوں ملتا ہے :-

”اگر تمہاری راستبازی قہیوں اور فریسیوں کی راست بازی سے زیادہ نہ ہوگی تو تم آسمان کی بادشاہت میں ہرگز داخل نہ ہو گے“ (انجیل متی باب ۵۔

فقرہ ۲۰)

چونکہ حضرت مسیح کو یہ بتانا منظور ہے کہ زمانہ محمدی خدا کا پسندیدہ اور اس زمانہ کے لوگ خدا کے برگزیدہ ہونگے۔ اس لیے انہوں نے اسی زمانہ کو خدا

کی بادشاہت کے نام سے موسوم کر کے بھلایا

قرآن مجید میں انہی مقامات کی طرف اشارہ ہے اللہ اعلم (منہ)

سورة الحجرات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْهِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۚ إِنَّ

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھا کرو اور اللہ ہی سے ڈرتے رہو۔ اللہ

اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ

سننے والا جاننے والا ہے۔ ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کیا

النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ

کرو اور نہ اس کے سامنے ایسے زور سے بولا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بولا کرتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال

وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ إِنَّ الَّذِينَ يَغْضَوْنَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ

ضائع نہ ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ جو لوگ رسول اللہ کے پاس اپنی آوازیں پست کرتے ہیں

أُولَئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى ۚ لَهُمْ مَعْفَرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ ۝

ان لوگوں کو خدا نے تقویٰ میں جانچ لیا ہے۔ ان کے لیے بخشش ہے اور بڑا اجر ہے۔

سورة حجرات

اے ایمان والو! ہم تم کو ایک اخلاقی سبق سکھاتے ہیں۔ اخلاق کا اصل الاصول یہ ہے کہ ہر ایک شخص جس عزت کے لائق ہو اس سے اسی قسم کا برتاؤ کیا جائے چونکہ سب سے مقدم اللہ کا حق ہے اس سے بعد اس کے رسول کا۔ اس لیے تم کو حکم دیا جاتا ہے۔ کہ سب سے پہلے یہ دونوں حقوق ادا کیا کرو یعنی اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھا کرو۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ شرعی امور میں اللہ اور رسول کی اجازت کے بغیر کوئی کام از خود نہ کیا کرو ورنہ تم طاعنی بدعتی بن جاؤ گے اور ہر وقت اللہ ہی سے ڈرتے رہو۔ سنو! اللہ تعالیٰ سننے والا جاننے والا ہے اس کے سامنے تمہارے اسیج کیچ کی بات چلے گی نہیں۔ پس اے ایمان والو! نبی کا ادب یہاں تک ملحوظ رکھا کرو کہ اپنی آوازوں کو نبی کی آواز پر بلند نہ کیا کرو۔ اور نہ اس کے سامنے ایسے زور سے بولا کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے بولا کرتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔ سنو! جو لو اس خوف سے کہ ہمارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی آوازیں پست کرتے ہیں۔ یعنی بلند آواز سے نہیں بولتے کہ مبادا ہمارے اعمال ضائع نہ ہو جائیں ان لوگوں کو خدا نے تقویٰ اور پرہیزگاری میں جانچ لیا ہے وہ اس امتحان میں پاس ہو گئے ہیں اسی وجہ سے اللہ کے نزدیک ان کے لیے بخشش ہے اور بڑا اجر ہے کیونکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا ادب کیا ہے۔ جیسا کہ کرنا چاہیے۔ مگر سارے لوگ سمجھدار نہیں ہیں۔ بعض لوگ دل سے مخلص ہیں لیکن عقل سے خام۔ ایسے لوگ قابل معافی ہیں۔

إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنَ الْجُبُرِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ ۖ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ جَاءَكُمْ بِأَسْقَىٰ سَبِيًّا فَتُبَيِّنُوا أَن تَصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَتِهِمْ إِيْمَانُ وَالْوَالِدُ! اگر کوئی بدکار تمہارے پاس کوئی خبر لائے۔ تو تم اس بات کی تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں تم

فَصُوبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ۝ وَاعْلَمُوا أَن فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ ۖ لَوْ يَطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبِيبٌ إِلَيْكُمْ الْإِيمَانُ وَرَيْبُهُ

بِت سے امور میں تمہارا کہا جاتا ہے تو تم لوگ تکلیف میں پڑ جاؤ گے مگر خدا نے تم کو ایمان کی محبت دی ہوئی ہے۔ اور تمہارے

فِي قُلُوبِكُمْ وَكَذَّٰبُ الْكُفْرِ وَالْفُسُوقِ وَالْعِصْيَانِ ۖ

دلوں میں اس کو مزین کر دکھایا ہے اور کفر فسق اور بے فرمانی سے تم کو نفرت دلائی ہے۔

وہ لوگ جو اے نبی! تیرے مکان کے باہر سے یا محمد یا رسول اللہ کہہ کہہ کر تجھے بلاتے ہیں وہ سب باخلاص ہیں۔ مگر ان میں سے بہت سے بے عقل ہیں۔ ان کو اس بات کی تمیز نہیں کہ کسی سردار کو گھر میں بھی ضرورتیں ہوتی ہیں۔ جیسی باہر اس کی ڈیوٹی ہے۔ اندر بھی وہ ڈیوٹی ہی ادا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ خانگی یا شخصی ضرورت بھی ہو کرتی ہیں جو اس کو گھر میں ٹھہرنے کے لیے مجبور کرتی ہیں۔ اس لحاظ سے انہیں خاموش بیٹھے رہنا چاہیے تھا اور اگر وہ صبر کرتے۔ یعنی آوازیں نہ دیتے یہاں تک کہ تو خود ہی ان کے پاس آ نکلتا تو یہ ان کے لیے بہتر ہوتا۔ کیونکہ ایک سردار کا دل خانگی یا شخصی ضروریات سے خالی ہو۔ تو بیرونی امور کی طرف اچھی طرح متوجہ ہو سکتا ہے۔ مگر چونکہ یہ لوگ دل سے مخلص ہیں اور عقل کے خام۔ اس لیے اللہ تعالیٰ ان کو بخش دے گا۔ کیونکہ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اے ایمان والو! آداب نبوت کے سیکھنے کے بعد آداب عامہ بھی سنا! سب سے پہلے وہ ادب معلوم کرو۔ جو دین اور دنیا میں تم کو مفید ہو۔ اور جس پر عمل نہ کرنے سے بعض دفعہ فتنہ فساد تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ پس سنو! آج کل دنیا میں ہندو دستور ہے کہ جو کوئی کسی طرف سے آکر کچھ سنا دے اسی کو صحیح مان کر بعض اوقات بڑے بڑے کام بھی کر گزرتے ہیں۔ اس لیے تم کو بتایا جاتا ہے کہ اگر کوئی بدکار یعنی ناقابل اعتبار آدمی تمہارے پاس کوئی خبر لائے اور تم کو سنائے کہ فلاں شخص یا فلاں لوگ تم کو برا کہتے یا برا جانتے ہیں یا ازیں قسم کوئی خبر بتائے تو تم صرف اس کے کہنے سے صحیح نہ جان لیا کرو بلکہ اس بات کی تحقیق کر لیا کرو ایسا نہ ہو کہ اصل بات کی بے خبری میں تم کسی قوم یا شخص سے الجھ پڑو پھر بعد اصلیت کھلنے کے تم خود ہی اپنے کئے پر شرمندہ ہو جاؤ لیکن اس شرمندگی کا نتیجہ بخیر افسوس اور ندامت کے کچھ نہ ہوگا۔ اس لیے پہلے ہی سے ہوشیار رہنا چاہیے اور سنو! کہ بعض دفعہ تم یہاں تک خود دوسرے ہو جاتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اپنی رائے پر چلانا چاہتے ہو۔ اس لیے تم جان رکھو کہ تم میں کوئی معمولی آدمی افسر نہیں ہے بلکہ اللہ کا رسول ہے اگر وہ بہت سے امور میں تمہارا کہا جاتا ہے تو نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ تم لوگ تکلیف میں پڑ جاؤ گے کیونکہ تمہاری غلط رائے پر عمل کر کے نتیجہ بھی غلط ہی نکلے گا جس کا اثر بھی سب قوم پر پڑے گا۔ اللہ نے تمہارے حال پر نظر عنایت کی ہے۔ کہ تم کو ایمان کی محبت دی ہوئی ہے اور تمہارے دلوں میں اس ایمان کو مزین کر دکھایا ہے اور کفر فسق اور بے فرمانی سے تم کو نفرت دلائی ہے۔

أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّشِدُونَ ۖ فَضَلَا مَنَ اللَّهُ وَ نِعْمَةً ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝

وہی لوگ ہدایت یاب ہیں۔ انہی لوگوں کو خدا تعالیٰ سے فضل اور نعمت ملے گی۔ اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے

وَإِن طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَاصْلَحُوا بَيْنَهُمَا ۚ فَإِن بَغَتْ

اور اگر دو مسلمان گروہوں میں لڑائی ہو جائے تو تم لوگ ان دونوں میں اصلاح کر دیا کرو پھر اگر کوئی فریق

احدہما علی الآخرے فقَاتِلُوا الَّتِي تَبَغَى حَتَّى تَفِئَءَ لَآئِ أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِن

دوسرے پر زیادتی کرتا ہے تو تم لوگ زیادتی کرنے والے کا مقابلہ کرو جہاں تک کہ وہ حکم الہی کی طرف مل ہو۔ پھر

فَأَبَتْ فَاصلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسُطُوا ۗ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝

پھر اگر وہ باز آجائے تو عدل کے ساتھ ان دونوں میں اصلاح کر دیا کرو اور انصاف کیا کرو اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝

ایماندار سب بھائی بند ہیں پس تم لوگ اپنے بھائیوں میں اصلاح کر دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

اس لیے تم کو چاہیے کہ تم لوگ رسول کو دنیوی اور انتظامی امور میں بھی اپنی رائے پر چلانے کا بھی کبھی خیال نہ کرو۔ جو لوگ ایسا کریں

یعنی ہمہ تن اپنے آپ کو اتباع ثابت کریں۔ نہ متبوع بنیں گے وہی لوگ خدا کے ہاں ہدایت یاب ہیں۔ انہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ سے

فضل اور نعمت فراوان ملے گی اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے۔ سب کو جانتا ہے اور اپنی حکیمانہ مصلحت کے احکام دیتا ہے۔

مسلمانو! اس اخلاقی سبق کے بعد ایک اور سبق سنو جو تم مسلمانوں کے تمدن سے تعلق رکھتا ہے۔ اگر دو مسلمان شخصوں میں یا دو

گروہوں میں لڑائی ہو جائے جو لوازم بشریہ ہے کہ تو تم لوگ اس میں تماشہ نہ دیکھتا کرو۔ بلکہ ان دونوں میں اصلاح کر کے فساد رفع کر دیا

کرو۔ خوب دل سے توجہ کر کے مصالحت میں کوشش کیا کرو اور سمجھ رکھو کہ جتنا گناہ فساد کرنے والوں کو ہے اتنا بلکہ اس سے بڑھ کر اس

فساد پر خاموش رہنے والوں کو ہے۔ کیونکہ وہ اپنے فرض سے غافل ہیں ان کی خاموشی سے فساد میں ترقی ہوتی ہے ان کو چاہیے تھا کہ

فساد دور کرنے میں دلی کوشش کرتے مگر وہ الگ بیٹھ کر تماشہ دیکھتے ہیں۔ اس لیے وہ ذمہ دار ہیں۔ باوجود کوشش کے پھر اگر دیکھو کہ کوئی

فریق دوسرے پر ظلم زیادتی کرتا ہے یعنی صلح کی طرف مائل نہیں ہوتا یا بعد مصالحت ہو جانے کے پھر بگاڑتا ہے۔ تو ایسی صورت

میں تمہارا فرض بھی منقلب ہو جائے گا۔ یعنی بجائے درمیانی بن کر اصلاح کرنے کے تم پر فرض ہوگا۔ کہ تم لوگ مظلوم اور مائل بصلح

فریق سے مل کر اس زیادتی کرنے والے فریق کا مقابلہ کرو۔ جتنی تم میں طاقت ہو اس کو تنگ کرو اس کو بدنام کرو۔ اس کی نسبت لوگوں

میں پھیلاؤ کہ فساد اسی کا ہے۔ جو مصالحت یا شرعی فیصلہ کی طرف نہیں آتیا آکر پھر جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ حکم الہی اور شرعی فیصلہ

کی طرف مائل ہو۔ پھر بھی اگر وہ باغی فریق اپنی شرارت اور بے فرمانی سے باز آجائے تو عدل کے ساتھ ان دونوں فریقوں میں اصلاح کر

دیا کرو اور اصلاح کرنے میں اس فریق کے انکار یا بغاوت سابقہ کی وجہ سے طبیعت میں ملال پیدا کر کے کسی طرح کی بے انصافی نہ کیا کرو

بلکہ ہر حال میں انصاف ہی کیا کرو۔ جو جس معاملہ میں جتنا قصور وار ہو اس کو اتنا ہی قصور وار سمجھا کرو۔ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو

دوست رکھتا ہے دیکھو یہ رنجشیں جو مسلمانوں میں پیدا ہو جاتی ہیں خواہ کسی رنگ میں ہوں دینی صورت میں یا دنیوی شکل میں ان

رنجشوں کو خالی رنجشیں سمجھ کر زیادہ طول نہ دیا کرو کیونکہ آخر بات تو یہ ہے کہ ایماندار سب آپس میں بھائی بند ہیں پس تم لوگ ان

بڑنے والے اپنے بھائیوں میں مصالحت بلکہ اصلاح کر دیا کرو۔ دیکھو اصلاح کرنے میں دونوں کو اپنا بھائی جانا کرو اور اس خدمت کے ادا

کرنے میں اللہ سے ڈرتے رہا کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے ایمانہ ہو کہ جانبداری کرنے میں بجائے ثواب کے تم کو عذاب ہو۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرُ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَلَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا

مسلمانو! کوئی قوم کسی قوم سے مسخری نہ کیا کرے اور نہیں کہ وہی قوم اس سے اچھی ہو اور

نِسَاءً مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۗ وَلَا تَلْبِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا

عورتیں دوسری عورتوں سے مسخری نہ کیا کریں جب نہیں کہ وہی ان سے بہتر ہوں۔ اور ایک دوسرے کو طعنے نہ دیا کرو اور نہ آپس میں

بِالْأَلْقَابِ ۚ بِئْسَ الْإِسْمُ الْفُسُوقِ بَعْدَ الْإِيمَانِ ۗ وَ مَن لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ

ایک دوسرے کے برے برے القاب رکھا کرو۔ ایمانداری کے بعد برا نام بہت مہیوب ہے۔ جو لوگ توبہ نہ کریں گے وہی ظالم

هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ ۚ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ

ہوں۔ مسلمانو! تم بہت بدگمانی کرنے سے پرہیز کیا کرو۔ بعض بدگمانیاں گمناہ ہیں

إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا

اور تم ایک دوسرے کی ٹوہ میں نہ رہا کرو۔

اور نہ تم میں سے کوئی کسی کو پیچھے برائی سے یاد کیا کرے جس کو شرعی اصطلاح میں غیبت کہتے ہیں۔ سنو! غیبت کرنی ایسا برا فعل ہے گویا مردہ بھائی کا گوشت کھانا۔ کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ اسے تو یقیناً برا سمجھو گے پھر غیبت کیوں کرتے ہو۔ ایسی باتیں چھوڑ دو۔ اور اللہ سے ڈرتے نہ ہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اگر تم دل سے توبہ کرو گے تو وہ ضرور قبول کرے گا۔ پس پچھلے گناہ اور غلطیاں توبہ کر کے معاف کر الو۔ اور آئندہ کو احتیاط رکھو۔ اے لوگو! سنو! تمہارا یہ خیال کہ ہم شریف ہیں کیونکہ ہم قریش ہیں ہم سید ہیں ہم شیخ ہیں ہم وہ ہیں ہم یہ ہیں اور مخالف ہمارا ذلیل ہے کمین ہے کیونکہ وہ موچی ہے جو لاہا ہے وغیرہ۔ یہ خیال سرے سے غلط ہے۔ کیونکہ ہم (اللہ) نے تم سب کو ایک مرد اور ایک ہی عورت سے پیدا کیا ہے تم میں کوئی دوسرے کو یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اس کے ننہال اچھے نہیں یا دوہال بڑے ہیں کیونکہ تم سب دراصل ایک ہو خاندان سے ہو باپ ایک ہے تو ماں بھی ایک ہے اور ہم نے تم سب لوگوں کو مختلف قومیں اور قبائل اس لیے بنایا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان لیا کرو۔ چونکہ دنیا میں بنی آدم کی کثرت اس حد سے متجاوز ہے جس حد پر کسی خاندان کا ایک ہی نام کافی ہو سکتا ہے اس لیے بغرض معرفت ضرورت ہوئی کہ تمہارے قبائل اور قوموں کے نام مختلف رکھے جائیں۔ جیسے قریش۔ افغان وغیرہ بس صرف یہ غرض ہے کہ لوگ اپنی معرفت کرائیں نہ کہ ان قومیتوں کو باعث افتخار بنائیں۔ افتخار کا ذریعہ تو دراصل ایک ہے۔ وگرہ تہج۔ یعنی اللہ سے تعلق۔ اس لیے جگوش ہوش سنو کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز اور شریف وہ ہے جو بڑا پرہیزگار ہے جتنا پرہیزگاری میں بڑھا ہو گا اتنا ہی اللہ کے دربار میں زیادہ معزز ہو گا۔ یہی یہ بات کہ کون پرہیزگار ہے۔ کیا پرہیزگاری منہ سے کہنے یا کسی کے ذریعہ کہلانے سے ہوتی ہے؟ نہیں بلکہ اللہ خود سب کچھ جانتا اور ہر چیز سے خبردار ہے۔ اسے کسی کے بتانے کی حاجت نہیں اسی لیے تو کسی کے غلط اظہار سے وہ قریب نہیں کھاتا چنانچہ یہ دیہاتی لوگ کسی دنیاوی غرض سے جھوٹ موٹ کہتے ہیں کہ عرصہ ہوا ہم تمہاری کتاب پر ایمان لا چکے ہیں تمہارے رسول کی تصدیق کرتے ہیں قیامت کو مانتے ہیں ایمان کی اور پہچان کیا ہے۔ تو اسے نبی! ان کو کہہ کہ تم ہرگز ایمان نہیں لائے ایمان تو دل سے ہوتا ہے اور یہ تمہارے منہ کی باتیں ہیں اس لیے ایمان کا دعویٰ نہ کرو۔ ہاں یہ کہو کہ ہم ظاہری صورت میں مسلمان ہیں یعنی مردم شماری میں مسلمان ہو۔

وَلَا يَغْتَبِ بَعْضُكُم بَعْضًا ۚ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا

اور نہ تم میں سے کوئی کسی کو پیچھے برائی سے یاد کیا کرے کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟

فَكَرِهْتُمُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَحِيمٌ ﴿۱۰﴾ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ

اسے تو تم یقیناً برا سمجھو گے اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اے لوگو! ہم نے تم کو ایک

مِن ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا ۚ إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ

مرد اور ایک ہی عورت سے پیدا کیا ہے اور ہم نے تم سب لوگوں کو مختلف قومیں اور قبائل اس لیے بنایا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان لیا کرو اللہ کے

أَتْقَىٰكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ ﴿۱۱﴾ قَالَتِ الْأَعْرَابُ أَمْئَاتٌ قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِن

نزدیک سب سے زیادہ معزز بڑا پرہیزگار ہے خدا جانتا ہے اور خبردار ہے۔ دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لا چکے ہیں تو کہہ دو کہ تم ہرگز ایمان نہیں لائے ہاں

قَوْلُنَا أَسَلْنَا

یہ کہو کہ ہم ظاہری مسلمان ہیں۔

اور نہ تم میں سے کوئی کسی کو پیچھے برائی سے یاد کیا کرے جس کو شرعی اصطلاح میں غیبت کہتے ہیں۔ سنو! غیبت کرنی ایسا برا فعل ہے گویا

مردہ بھائی کا گوشت کھانا۔ کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ اسے تو یقیناً برا سمجھو گے پھر غیبت کیوں

کرتے ہو۔ ایسی باتیں چھوڑ دو۔ اور اللہ سے ڈرتے نہ ہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ اگر تم دل سے توبہ کرو

گے تو وہ ضرور قبول کرے گا۔ پس پچھلے گناہ اور غلطیاں توبہ کر کے معاف کرالو۔ اور آئندہ کو احتیاط رکھو۔ اے لوگو! تمہارا یہ خیال

کہ ہم شریف ہیں کیونکہ ہم قریش ہیں، ہم سید ہیں، ہم شیخ ہیں، ہم وہ ہیں، ہم یہ ہیں اور مخالف ہمارا ذلیل ہے کہیں ہے کیونکہ وہ موچی ہے

جو لاہا ہے وغیرہ۔ یہ خیال سرے سے غلط ہے۔ کیونکہ ہم (اللہ) نے تم سب کو ایک مرد اور ایک ہی عورت سے پیدا کیا ہے تم میں کوئی

دوسرے کو یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ اس کے نہال اچھے نہیں یا دو ہال بڑے ہیں کیونکہ تم سب دراصل ایک ہو خاندان سے ہو باپ ایک ہے

تو ماں بھی ایک ہے اور ہم نے تم سب لوگوں کو مختلف قومیں اور قبائل اس لیے بنایا ہے کہ تم ایک دوسرے کو پہچان لیا کرو۔ چونکہ دنیا میں

بنی آدم کی کثرت اس حد سے متجاوز ہے جس حد پر کسی خاندان کا ایک ہی نام کافی ہو سکتا ہے اس لیے بغرض معرفت ضرورت ہوئی کہ

تمہارے قبائل اور قوموں کے نام مختلف رکھے جائیں۔ جیسے قریش۔ افغان وغیرہ بس صرف یہ غرض ہے کہ لوگ اپنی معرفت کرائیں نہ

کہ ان قومیتوں کو باعث افتخار بنائیں۔ افتخار کا ذریعہ تو دراصل ایک ہے۔ وگرنہ بیچ۔ یعنی اللہ سے تعلق۔ اس لیے گوش ہوش سنو کہ اللہ

کے نزدیک سب سے زیادہ معزز اور شریف وہ ہے جو بڑا پرہیزگار ہے جتنا پرہیزگاری میں بڑھا ہوگا اتنا ہی اللہ کے دربار میں زیادہ

معزز ہوگا۔ یہی یہ بات کہ کوئی پرہیزگار ہے۔ کیا پرہیزگاری منہ سے کہنے یا کسی کے ذریعہ کہلانے سے ہوتی ہے؟ نہیں بلکہ اللہ خود

سب کچھ جانتا اور ہر چیز سے خبردار ہے۔ اسے کسی کے بتانے کی حاجت نہیں اسی لیے تو کسی کے غلط اظہار سے وہ قریب نہیں کھاتا

چنانچہ یہ دیہاتی لوگ کسی دنیاوی غرض سے جھوٹ موٹ کہتے ہے کہ عرصہ ہوا ہم تمہاری کتاب پر ایمان لا چکے ہیں تمہارے رسول کی

تصدیق کرتے ہیں قیامت کو مانتے ہیں ایمان کی اور پہچان کیا ہے۔ تو اے نبی! ان کو کہہ کہ تم ہرگز ایمان نہیں لائے ایمان تو دل سے

ہوتا ہے اور یہ تمہارے منہ کی باتیں ہیں اس لیے ایمان کا دعویٰ نہ کرو۔ ہاں یہ کہو کہ ہم ظاہری صورت میں مسلمان ہیں یعنی مردم شماری

میں مسلمان ہو۔

وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ ۖ وَإِن تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُمْ

اور ایمان تمہارے دلوں میں ابھی نہیں گھسا اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرو گے تو وہ بھی تمہارے

مِنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ

اعمال میں سے کچھ کاٹ نہ کرے گا، اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ ایمان دار وہ لوگ ہیں جو خدا پر

آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي

ایمان لائے ہیں اور اس کے رسول پر پھر شک و شبہ نہیں کرتے اور اپنے مالوں اور نفسوں کے ذریعے اللہ

سَبِيلِ اللَّهِ ۖ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ۝ قُلْ أَعْلَمُونَ اللَّهُ بِدِينِكُمْ ۖ

کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، یہی لوگ سچے ہیں۔ تو کہہ کیا تم اللہ کو اپنا دین بتاتے ہو؟

وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

اللہ تو آسمانوں اور زمینوں کی کائنات کو جانتا ہے اور اللہ ہر چیز جانتا ہے

يَمِينُونَ عَلَيْكَ أَنْ أَسْلَمُوا ۖ قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَيَّ إِلَّا سَلَامًا مَّكُم ۚ بَلِ اللَّهُ يَمِينٌ

تجھ پر احسان جتاتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں تو کہہ کہ تجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتاؤ بلکہ اگر تم سچے ہو

عَلَيْكُمْ أَنْ هَدَاكُمْ لِلْإِيمَانِ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝

تو اللہ تم پر احسان جتاتا ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی ہدایت کی ہے

اور ایمان تمہارے دلوں میں ابھی نہیں گھسا اور سچ تو یہ ہے کہ تمہارے اظہار کرنے کی حاجت نہیں۔ اگر تم اللہ اور رسول کی

تابعداری کرو گے تو بے فکر رہو وہ بھی تمہارے اعمال سے کچھ کاٹ نہ کرے گا۔ یعنی جو کچھ کرو گے وہی پاؤ گے۔ بلکہ اپنی محنت اور

مزید عنایت کرے گا۔ کیونکہ یقیناً اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ چونکہ ذکر ایمانداروں کا چل پڑا ہے اس لیے اصل حقیقت تم کو

بتائی جاتی ہے کہ ایماندار وہ لوگ ہیں جو خدا کی خالص توحید پر ایمان لاتے ہیں اور اس کے رسول کی رسالت پر۔ پھر اس ایمان پر جم کر

خدا کی احکام میں بھی کبھی شک و شبہ نہیں کرتے اور اپنے مالوں اور نفسوں کے ذریعے سے اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ یعنی اگر

موقع جان لڑانے کا ہو تو جان سے بھی حاضر ہیں، مال کی تو کچھ حقیقت ہی نہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ یہی لوگ اپنے دعوے میں سچے

ہیں۔ رہے یہ لوگ جو دل میں کفر رکھ کر اسلام کا اظہار کرتے ہیں تو اے نبی! ان کو کہہ دے کیا تم اللہ کو اپنا دین بتاتے ہو؟ جو وہ

نہیں جانتا کیونکہ اللہ تو آسمانوں اور زمینوں کی کائنات سب کو جانتا ہے اور تمہارا دین و ایمان اس کے وسیع علم میں نہیں تو دو نتیجوں

میں سے ایک نتیجہ ضرور صحیح ہو گا تمہارے دلوں میں ایمان نہیں یا خدا کو تمام کائنات کا علم نہیں۔ دوسری صورت تو غلط ہے کیونکہ

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔ اس کا علم اتنا وسیع ہے کہ سب کچھ اس کے علم میں سلیا ہے اور ان کے دلوں میں ایمان ہو تو وہ کیوں نہ

جانے۔ ایمان سے تو ان کو غرض نہیں یہ تو یورپین پالیسی کے آدمی ہیں جن کو ابن الوقت کہا جاتا ہے کہ ہو کارخ دیکھا اور ادھر

چل پڑے۔ دیکھو تو اے نبی! تجھ پر احسان جتاتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں یعنی باتوں باتوں میں اپنا ایمان اور اسلام بتا رہے ہیں تو اتنا

جواب میں کہہ کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان نہ جتاؤ بلکہ اگر تم ایمان کے دعوے میں سچے ہو تو اللہ تم پر احسان جتاتا ہے کہ اس نے تم

کو ایمان کی ہدایت کی ہے کیونکہ اگر تم واقعی مسلمان ہو تو ضرور ہے کہ خدا کی توفیق سے مسلمان ہوئے۔ لہذا تم کو خدا کا احسان مند

ہونا چاہئے نہ کہ مجھ کو اور خدا کو تمہارا ممنون احسان۔ کیا تم نے شیخ سعدی کا قول نہیں سنا۔

منت مند کہ خدمت سلطان بھی کنی منت ازو بدال کہ بخد مت گزاشتت

إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۱﴾

یقیناً اللہ آسمانوں اور زمینوں کی چھپی ہوئی باتیں جانتا ہے اور جو تم کر رہے ہو اللہ دیکھ رہا ہے

سورت ق

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا نہایت رحم والا بڑا مہربان ہے۔

ق ۱ وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ ۝ بَلْ عَجِبُوا أَنْ جَاءَهُمْ مُنذِرٌ مِنْهُمْ

میں! قادر ہوں۔ مجھے قرآن مجید کی قسم ہے مگر ان کو تعجب اس بات سے ہے کہ ان میں سے ایک ڈرائیو والا آیا۔

فَقَالَ الْكٰفِرُونَ هٰذَا شَيْءٌ عَجِيبٌ ۝ اِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۝

پس کافر کہتے ہیں یہ عجیب تعلیم ہے بھلا ہم مر کر جب مٹی ہو جائیں گے تو پھر جی

ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيدٌ ۝ قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْاَرْضُ مِنْهُمْ ۝ وَعِنْدَنَا كِتٰبٌ

انہیں کے؟ یہ دوبارہ زندگی عقل سے بعید ہے۔ جتنی کچھ زمین ان سے کھا کر کم کر دیتی ہے ہم سب کو جانتے ہیں اور ہمارے پاس ایک دفتر

حَفِیْظٌ ۝ بَلْ كَذَّبُوا بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُمْ فَهُمْ فِيْ اَمْرٍ مَّرِیْجٍ ۝

محفوظ ہے مگر حق بات جب ان کے پاس آئی تو انہوں نے بھٹلادیا پس یہ لوگ ایک بے بنیاد بات پر نچے ہوئے ہیں

سنو! یقیناً اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کی چھپی باتیں سب جانتا ہے اور خاص کر تمہارے کاموں کو جو تم کر رہے ہو اللہ تعالیٰ

دیکھ رہا ہے۔

سورة ق

میں خدا قادر قیوم ہوں اے نبی! مجھے اپنے کلام پاک قرآن مجید کی قسم ہے کہ تو میرا رسول ہے۔ اس لئے جو کچھ تو ان کو کہتا اور

سناتا ہے وہ سچ ہے۔ آئندہ کی بابت جو تو ان کو بتاتا ہے وہ ہو کر رہے گا۔ مگر ان مشرکین عرب کو تعجب اس بات سے ہے کہ ان

میں سے ایک شخص اللہ کے عذاب سے ڈرانے والا ان کے پاس کیوں آیا۔ ان کے خیال میں یہ عمدہ کسی فرشتے یا کسی دولت مند

ذی عزت آدمی کو ملنا چاہئے تھا۔ مگر آیا تو ایک آدمی بھی وہ جس کے پاس ظاہری مال و دولت کچھ نہیں پس کافر کہتے ہیں

یہ عجیب تعلیم ہے کہ مر کر پھر زندہ ہوں گے۔ بھلا ہم مر کر جب مٹی ہو جائیں گے تو پھر جی انہیں گے؟ یہ دوبارہ زندگی تو

عقل سے بعید ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ جب ہم مٹی ہو کر مٹی میں مل گئے۔ ہمارا گوشت رہا نہ ہڈی نہ رگ نہ پٹھا ایسی حالت

میں ہم کیسے دوبارہ جنمیں گے۔ سنو! ان کے جتنے کچھ جوڑ جاڑ ہیں اور جتنی کچھ زمین ان سے کھا کر کم کر رہی ہے ہم سب کو جانتے

ہیں ہر چیز کا ذرہ ذرہ ہمارے علم میں ہے اور ہمارے پاس ایک دفتر محفوظ ہے جو ہماری ذات خاص میں ہے یعنی لوح محفوظ اور ہمارا

علم اس سے کوئی چیز باہر نہیں۔ دنیا کے سب علوم اور سب کتابیں اس کی فرع ہیں۔ مگر ان کی تو حالت یہ ہے کہ حق بات اور سچی

تعلیم جب ان کے پاس آئی تو انہوں نے اس کو جھٹلادیا۔ پس یہ لوگ ایک بے بنیاد بات پر نچے ہوئے ہیں۔

شان نزول:

۱ مشرکین عرب کو مسئلہ توحید میں تو مشکلات تھیں مگر مسئلہ قیامت اور حشر اجسام میں توحید سے بھی زیادہ مشکلات اٹکوسو جھتی تھیں ان کے

جواب میں یہ سورت نازل ہوئی۔

أَفَلَمْ يَنْظُرُوا إِلَى السَّمَاءِ فَوْقَهُمْ كَيْفَ بَنَيْنَاهَا وَزَيَّنَّاهَا وَمَا لَهَا مِنْ

کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے کس طرح اس کو بنایا پھر ہم نے اس کو سجایا اور اس میں کسی طرح درز

فُرُوجٍ ۝ وَالْأَرْضَ مَدَدْنَاهَا وَأَلْقَيْنَا فِيهَا رَوَاسِيَ وَأَكْبَلْنَا فِيهَا

تیل ہے اور زمین کو ہم نے پھیلا دیا اور اس پر کئی ایک بھاری بھاری پہاڑ پیدا کر دیے اور اس میں

مِنْ كُلِّ نَوْجٍ بَهِيْجٍ ۝ تَبَصَّرَهُ وَذَكَرَهُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۝

ہر طرح کی خوشنما چیزیں پیدا کیں۔ بینائی کے لئے اور خدا کی طرف جھکنے والے بندوں کی نصیحت کے لئے

وَنَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُّبْرَكًا فَأَنْبَتْنَا بِهِ جَنَّاتٍ وَحَبَّ الْحَصِيدِ ۝

اور ہم اوپر سے بابرکت پانی اتارتے ہیں پھر اس کے ساتھ باغ اگاتے ہیں اور کھیت میں دانے پیدا کرتے ہیں

وَالنَّخْلَ لُيُؤْتِي لَبْيًا مَّجْرِيًّا ۝ وَبَدَا زَيْتُونًا وَنَخْلًا مَّنْبُغِيًّا ۝ وَأَحْيَيْنَا بِهِ بَلْدَةً

اور لمبی کھجوریں جن کے گانھے تہ بند ہوتے تہ بندوں کو رزق دینے کے لئے اور ہم اس کے ساتھ خشک زمین

مَيِّتًا ۝ كَذَلِكَ الْخُرُوجِ ۝ كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ وَإِصْحَابُ

کو زندہ کر دیتے ہیں اسی طرح مردوں کو خروج ہوگا۔ ان سے پہلے نوح کی قوم نے رس والوں نے

الرَّسِيِّ وَتَمُودَ ۝ وَعَادَ وَفِرْعَوْنَ وَإِخْوَانُ لُوطٍ ۝

تمود کی قوم نے، عادوں نے، فرعون نے، لوط کی برادری نے

یہ کہ خدا کے ساتھ کچھ شریک ہیں جو اس کے کام میں ہاتھ بٹاتے ہیں۔ ان کو اگر کسی مسئلہ کا سمجھنا مقصود ہو تو آثار قدرت

دیکھیں۔ ان سے نتائج اخذ کریں۔ کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کو نہیں دیکھا کہ ہم نے کس طرح اس کو بنایا۔ پھر ہم نے اس

کو ستاروں سے سجایا اور اس میں کسی طرح کی درز یا شگاف نہیں ہے اور دیکھو زمین کو ہم نے پھیلا دیا۔ اتنی وسیع ہے کہ اس کی

پیمائش نہیں ہو سکتی اور اس پر کئی ایک بھاری بھاری پہاڑ پیدا کر دیئے اور اس میں ہر طرح کی خوشنما چیزیں پیدا کیں۔ ہری بھری

کھیتی ایک طرف ہے تو لہماتے سبز باغ ایک طرف۔ چشم بینائی کے لئے اور خدا کی طرف جھکنے والے بندوں کی نصیحت کے

لئے کیونکہ وہ ایک ایک پتے سے نصیحت حاصل کرتے ہیں۔ ان کا قول ہے۔

برگ درختان سبز در نظر ہو شیار ہرورے دفتریت معرفت کردگار

اور سنو! ہم خدا اوپر سے بابرکت پانی اتارتے ہیں یعنی بارش پھر اس پانی کے ساتھ باغ اگاتے ہیں اور کھیت میں دانے پیدا کرتے

ہیں اور لمبی کھجوریں پیدا کرتے ہیں جن کے گانھے تہ بند ہوتے ہیں۔ یہ سب سامان بندوں کو رزق دینے کے لئے ہے ورنہ ان کا

فائدہ ہم کو کچھ نہیں پہنچتا اور سنو! ہم اس پانی کے ساتھ خشک پڑی ہوئی زمین کو زندہ اور تازہ کر دیتے ہیں جس سے زمین میں

حالت دگرگوں ہو جاتی ہے۔ اسی طرح قیامت کے روز قبروں سے مردوں کا خروج ہوگا۔ عرب کے مشرک قیامت کا ذکر سنتے

ہی سر اٹھا کر تانے لگ جاتے ہیں کہ ہیں قیامت کیسے؟ یہ تو بالکل جھوٹ ہے پس تم اس سے دل برداشتہ نہ ہو۔ بلکہ سنو! ان

سے پہلے نوح کی قوم نے، رس کے کنویں والوں نے اپنے سمجھانے والوں کو، تمود کی قوم نے، عادوں نے، فرعون اور فرعونوں

نے، لوط کی برادری نے

وَأَضْحَبُ الْآيَةَ وَقَوْمُ ثَبَجٍ ۝ كُلُّ كَذِبِ الرُّسُلِ فَحَقَّ وَعِيدُ ۝

بن کے رہنے والوں نے اور تیج کی قوم نے بھی تکذیب کی تھی ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تھا پس میرے عذاب کا حکم ان پر لگ گیا۔

أَفَعِينَا بِالْخَلْقِ الْأَوَّلِ ۝ بَلْ هُمْ فِي لَبْسٍ مِّنْ خَلْقٍ جَدِيدٍ ۝ وَكَفَدُوا

کیا ہم پہلی مرتبہ پیدا کر کے تھک گئے ہیں بلکہ یہ لوگ نئی پیدائش سے انکار میں ہیں۔ ہم نے ہر

خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ ۝ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ

انسان کو پیدا کیا اور جس قسم کے خیالات اس کے دل میں آتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں اور ہم تو اس کی شاہ رگ سے

حَبْلِ الْوَرِيدِ ۝ إِذْ يَتَلَقَّى الْمُتَلَقِّينَ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشَّمَالِ قَعِيدٌ ۝

بھی قریب تر ہیں۔ جب ضبط کرنے والے دو فرشتے ضبط کرتے جاتے ہیں اس کے دائیں بائیں بیٹھے ہوتے

مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ۝ وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ

وہ انسان جو بھی لفظ بولتا ہے اس کے پاس نگران حال مستعد ہوتا ہے اور موت کی سختی واقعی آئے

بِالْحَقِّ ۝ ذَلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ ۝ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ ۝ ذَلِكَ

کی یہ وہ موت ہے جس سے تو بھگتا تھا اور صور میں پھونکا جائے گا وہی دن

يَوْمَ الْوَعِيدِ ۝

ڈراوے کا ہوگا

بن کے رہنے والوں حضرت شعیب کی قوم نے اور خدا کی طرف بلانے والے تیج کی قوم نے بھی خدائی احکام کی تکذیب کی تھی اور ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تھا پس میرے عذاب کا حکم ان پر لگ گیا۔ اسی طرح ان لوگوں کا انجام ہوگا جو اس زمانہ میں قیامت کے وجود سے منکر ہیں نہ صرف منکر بلکہ سخت قنشد مکذب ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ قیامت کا پیدا کرنا خدا کی طاقت سے باہر ہے۔ کیا ہم (خدا) پہلی مرتبہ پیدا کر کے تھک گئے ہیں کہ دوسری مرتبہ پیدا نہیں کر سکیں گے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ لوگ بے وجہ اور بے دلیل نئی پیدائش کے وقوع سے سخت شک بلکہ انکار میں مبتلا ہیں۔ ان کے دلوں میں جو جو خیالات آتے ہیں ہمیں معلوم ہیں کیوں کہ ہم نے ہر انسان کو پیدا کیا ہے اور جس قسم کے خیالات اس کے دل میں آتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں اور کیوں نہ جانیں ہم تو اس کی شاہ رگ سے بھی قریب تر ہیں۔ یہ سمجھو کہ خود انسان بھی اپنی جان سے اتنا قریب نہیں رکھتا۔ اتنا اس کو اپنا علم ہے جتنا ہم (خدا) کو اس کا قرب اور علم ہے۔ پھر اس کے حالات اور خیالات سے کیوں واقف نہ ہوں۔ خاص کر اس وقت جب ہمارے بھیجے ہوئے ضبط کرنے والے دو فرشتے (اس کے اقوال و افعال کو) ضبط کرتے جاتے ہیں۔ اس کے دائیں بائیں بیٹھے ہوئے یعنی ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ اس وقت وہ انسان جو بھی لفظ بولتا ہے اس کے پاس نگران حال لکھنے والا مستعد تیار ہوتا ہے کیا مجال کوئی لفظ اس کا ضائع جائے۔ جو نئی نکلا بس محفوظ ہوا۔ پھر ایک وقت آئے گا کہ یہ سب کچھ اس کے سامنے پیش کیا جائے گا اور موت کی سختی واقعی شکل میں آئے گی وہی اور خیالی نہ ہوگی۔ اس وقت موت کے فرشتے اس مرنے والے کو کہیں گے یہ موت وہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا لیکن آخر آج اس کے پھندے میں تجھے پھنسا پڑا کیا تو نہیں جانتا تھا گو سلیمان زمان بھی ہو گیا تو بھی اے سلطان! آخر موت ہے اور سنو! مرنے کے بعد قیامت کے روز اٹھنے کے وقت صور میں پھونکا جائے گا یعنی قیامت قائم ہو جائے گی وہی دن ڈراوے کا ہوگا جس سے تمکو انبیاء علیہم السلام کی معرفت ڈرایا گیا تھا۔

وَجَاءَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَعَهَا سَائِقٌ وَشَهِيدٌ ۝ لَقَدْ كُنْتُمْ فِي عَفْوَةٍ
 ہر شخص آئے گا اس کے ساتھ ایک چلانے والا اور ایک گواہ ہوگا تو اس دن سے نعت میں تھا
 مِنْ هَذَا فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ ۝ وَقَالَ قَرِينُهُ

لے اب تو ہم نے تیرا پردہ اٹھا دیا ہے پس تیری نگاہ آج بڑی تیز ہے اور اس کا سامھی کے گا
 هَذَا مَا لَدَتْ عَيْنٌ ۝ اَلْقِيَا فِي جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِيدٍ ۝ مَتَّاعٍ

کہ یہ ہے جو میرے پاس تیار رہتا تھا ہر ایک کافر سرکش مانع خیر حد سے بڑھنے والے شک میں ڈالنے والے کو
 لِلْخَيْرِ مُعْتَدٍ مُّرِيبٍ ۝ الَّذِي جَعَلَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ فَأَلْقِيَهُ فِي

تم جہنم میں ڈالتے جاؤ۔ وہ جس نے اللہ کے ساتھ اور معبود بنایا پس تم ایسے شخص کو
 الْعَذَابِ الشَّدِيدِ ۝ قَالَ قَرِينُهُ رَبَّنَا مَا أَطَعَيْنَاهُ وَلَكِنْ كَانَ

سخت عذاب میں جھونک دو۔ اس کا سامھی کے گا اے خدا! میں نے تو اس کو گمراہ نہ کیا تھا لیکن وہ خود
 فِي ضَلَالٍ بَعِيدٍ ۝ قَالَ لَا تَخْتَصِمُوا لَدَيَّ وَقَدْ قَدَّمْتُمُ إِلَيْكُمْ

کھلی گمراہی میں تھا۔ خدا کے گا میرے سامنے مت جھگڑا کرو میں تم کو پہلے ہی سے عذاب کی اطلاع

بِالْوَعِيدِ ۝

دے چکا ہوں

اس روز ہر شخص اس میدان قیامت میں آئے گا اس حال میں کہ اس کے ساتھ ایک فرشتہ اس کو چلانے والا اور ایک گواہ ہوگا۔
 یہ دونوں وہی ہوں گے جو اس کے دائیں بائیں بیٹھے رہتے تھے۔ اس وقت اس کو کہا جائے گا کہ تو اس دن سے غفلت اور بے
 پرواہی میں تھا۔ لے اب تو ہم نے تیرا پردہ غفلت اس سے اٹھا دیا ہے۔ پس اب تو سب کچھ تیرے سامنے ہے۔ پس تیری نگاہ
 آج بڑی تیز ہے ذرا نظر تو اٹھا جو کچھ دیکھتا ہے یہ محض وہم ہے یا واقعی۔ وہ تسلیم کرے گا کہ جو کچھ دیکھ رہا ہے یہ سب واقعی ہے
 کیونکہ اس کو ہر طرف سے اس کا ثبوت ملے گا اور اس کا ساتھی دنیاوی دوست گرد و پیر وغیرہ جس نے اسے گمراہ کیا ہو گا فوراً اُسے گا
 کہ حضور یہ ہے اس کا کچا پٹھا جو میرے پاس تیار رہتا تھا اس میں بھی اس کے اعمال کا کافی ذکر ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ
 شخص واقعی بدکار ہے۔ اس کی پیش دستی اس غرض سے نہ ہوگی کہ خدا کو کوئی اطلاع دے بلکہ اس غرض سے ہوگی کہ میں چھوٹ
 جاؤں مگر خدا نے عالم الغیب کے سامنے ایسی ویسی باتیں کہاں چل سکتی ہیں اس لئے حکم ہو گا کہ فرشتو! سنو! ہر ایک کافر سرکش
 مانع خیر حد عبودیت سے بڑھنے والے متکبر بے فرمان اور سیدھے سادھے ایمانداروں کو شک و شبہ میں ڈالنے والے یعنی سیدھے
 سادھے مسلمانوں کو اسلام اور ایمان سے روکنے والے کو تم جہنم میں ڈالتے جاؤ۔ جانتے ہو اس حکم سے کون لوگ مراد ہیں؟ وہ
 شخص جس نے اللہ کے ساتھ اور معبود بنایا۔ کسی نے بت کو کسی نے قبر کو کسی نے پیر فقیر کو کسی نے اپنے نفس کو پس تم ایسے
 مشرک کافر سرکش متکبر شخص کو جو خدا کی توحید خالص سے ہٹا ہو سخت عذاب میں جھونک دو۔ یہ حکم سکر اس کا گمراہ کن ساتھی
 سمجھے گا کہ میری خیر نہیں اس لئے وہ کہے گا اے خدا! میں نے تو اس کو گمراہ نہ کیا تھا لیکن وہ خود پر لے درجے کی کھلی گمراہی میں تھا
 اس لئے میری ربانی ہونی چاہئے۔ خدا بزرگ ملائکہ کے گا میرے سامنے مت جھگڑا کرو میں تم کو پہلے ہی سے برے کاموں پر عذاب
 کی اطلاع دے چکا ہوں۔ تم لوگوں نے اس سے غفلت بلکہ روگردانی کی تو بس اب نتیجہ بھگتو۔ اس میں قصور کس کا؟

مَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ وَمَا أَنَا بِظَالِمٍ لِلْعَبِيدِ ۝ يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ

میرے ہاں سے جو بات کہی جائے وہ بدلتی نہیں اور میں اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہوں جس روز ہم جہنم سے پوچھیں گے

هَلْ أَمْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ ۝

کیا تو بھری نہیں؟ وہ کے کے کچھ اور بھی ہے

میرے ہاں سے جو بات کہی جائے وہ بدلتی نہیں کیونکہ وہ صحیح علم اور انصاف پر مبنی ہوتی ہے اور یہ بھی سب دنیا کو معلوم ہے کہ میں اپنے بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہوں جو کچھ تصور ہے مجرموں کا ہے۔ کیا تم لوگوں نے دنیا میں طبعی صورت میں میرے قوانین معلوم نہ کئے تھے کہ جو کوئی بد پرہیز ہوتا تھا وہ تکلیف اٹھاتا تھا خواہ بد ہوتا یا نیک۔ اس میں ان کی کوئی رعایت یا لحاظ نہ ہوتا۔ اسی طرح مذہبی اور اخروی قانون ہے جو رونے اور چیخنے سے مبدل نہیں ہوتا پس میں بندوں کے حق میں ظالم نہیں ہوں کہ ناکردہ گناہ ان کے سر تھوپ دوں یا ان کی نیکیاں برباد کر دوں۔ یہ سب کچھ اس روز پورا ظہور پذیر ہوگا۔ جس روز قیامت قائم ہوگی اور سب لوگ بارگاہ الہی میں حاضر ہوں گے ایک طرف بہشت ہوگی دوسری جانب جہنم ایسی بھڑکتی ہوگی گویا ساری دنیا کو کھا جائے ایسے لوگ جن کا ذکر پہلے ہوا یعنی کفار، عنید، مناع، معتدی، مریب جب اس میں داخل ہو جائیں گے تو ہم اس جہنم سے پوچھیں گے کیا تو ابھی بھری نہیں؟ ہمیں معلوم تو سب کچھ ہوگا۔ لیکن اظہار نتیجہ کے لئے دریافت کیا جاوے گا۔ وہ کہے گی میرے حصے میں ابھی کچھ اور بھی ہے تو ڈال دیجئے؟ اس وقت میری بھوک جوع البقر کی طرح ترقی پر ہے آخر جتنے لوگ اس کے لائق ہوں گے سب اس میں ڈالے جائیں گے پھر وہ کہہ اٹھے گی بس اب بس کیوں کہ جن لوگوں کا اس میں داخلہ مقدر ہے وہ داخل ہو چکے پھر اسکو کس کی

۱۔ یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس میں ذکر ہے ﴿حتی یضع رب العزرة فیہا قدمہ﴾ تفصیل اس کی یہ ہے کہ اس آیت کے متعلق ایک حدیث آئی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

﴿لا تزال جہنم یلقى فیہا وتقول هل من مزید حتی یضع رب العزرة فیہا قدمہ فینزی بعض فتقول قط قط متفق علیہ﴾ (مشکوٰۃ باب صفة النار واهلها)

جہنم میں ڈالا جاتا رہے گا اور وہ کہتی رہے گی کچھ اور بھی ہے؟ یہاں تک کہ رب العزت اس میں اپنا قدم رکھے گا۔ بس وہ سڑ جائے گی اور کہے گی بس بس۔

اس حدیث میں دو لفظ قابل غور ہیں۔ ایک رب العزرة دوسرا قدمہ رب العزت سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اور قدم سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر بحکم خدا جہنمی ہونے کا حکم لگایا گیا ہے۔ قاموس جولفت عرب کی مستند کتاب ہے اس میں لفظ قدم کے معنی لکھے ہیں۔

وفی الحدیث حتی یضع رب العزرة فیہا قدمہ ای الذین قدمہم من الاشرار فہم قدم اللہ للنار کما ان الاخیار قدمہ الی الجنة (قاموس)

یعنی قدم اللہ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے جہنم میں داخل کئے جانے کا حکم لگایا ہو گا جیسے نیک لوگ جنت کی طرف خدا کے قدم ہیں۔ مجمع البحار جولفت حدیث کی معتبر کتاب ہے اس میں بھی قدم کے معنی یونہی لکھے ہیں:

حتی یضع قدمہ فیہا ای الذین قدمہم لہا من شرار خلقہ کما ان المسلمین قدمہ الی الجنة (مجمع البحار)

وَأُزِلَّتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ غَيْرَ بَعِيدٍ ﴿۵﴾ هَذَا مَا تُوْعَدُونَ لِكُلِّ

اور جنت پر ہیز گاروں نے قریب لائی جائے گی بالکل نزدیک ہوگی یہ وہی جنت ہے جو ہر ایک جھکنے والے حفاظت کرنے والوں

أَوَائِبِ حَفِيفٍ ﴿۶﴾ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمَنَ بِالْغَيْبِ وَجَاءَ بِقَلْبٍ مُنِيبٍ ﴿۷﴾

کے لئے ہے۔ جو خدائے رحمن سے بن دیکھے ڈرتا تھا اور جھکنے والا دل لے کر آیا ہے

ادْخُلُوهَا بِسَلَامٍ ۗ ذَلِكَ يَوْمُ الْخُلُودِ ﴿۸﴾ لَهُمْ تَا بِشَاءُونَ فِيهَا

سلامتی کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ یہ بیشگی کا دن ہے وہ جو کچھ چاہیں گے ان میں ان کو ملے گا

وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ ﴿۹﴾ وَكَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنْ قَرْنٍ هُمْ أَشَدُّ مِنْهُمْ

اور ہمارے پاس بڑھ کر ہے اور ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں تباہ کر دیں جو بل بوتے میں ان سے زیادہ تھے

بَطْشًا فَنَقَّبُوا فِي الْبِلَادِ

پھر وہ تمام شہروں میں پھر نکلے

خواہش؟ اور جنت پر ہیز گاروں کے قریب لائی جائے گی جو ان کے سامنے بالکل نزدیک ہوگی۔ اس کو دیکھ کر ان کا شوق غالب ہو گا تو ان کو کہا جائے گا جلدی نہ کرو یہ وہی جنت ہے جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا تھا۔ ابھی تم اس میں داخل ہو جاؤ گے۔ جنت ہر کہومہ کے لئے نہ ہوگی بلکہ ہر ایک خدا کی طرف جھکنے والے احکام خدا کی حفاظت کرنے والے کے لئے ہوگی یعنی جو شخص خدا کی عظمت اور جلالت کا سکھ اپنے دلوں پر اتنا غالب رکھتا تھا کہ خدائے رحمن سے باوجود اس کی رحمانیت کے بن دیکھے ڈرتا تھا اور جھکنے والا دل لے کر یہاں آیا ہے ایسوں کو حکم ہو گا کہ تم صحت سلامتی کے ساتھ اس بہشت میں داخل ہو جاؤ۔ اندر جا کر تم کو یہ فکر نہ رہے کہ کبھی نہ کبھی ہم کو ان نعمتوں سے نکالا جائے گا۔ ہرگز نہیں بلکہ یہ بیشگی کا دن ہے آج جو کچھ کسی کو انعام و اکرام ملے گا وہ ہمیشہ کے لیے ہو گا۔ وہ بہشتی لوگ جو کچھ چاہیں گے ان بہشتوں میں ان کو ملے گا یہ خیال مت کرنا کہ اتنے بے حساب لوگوں کی خواہشات پوری کس طرح کی جاویں گی؟ کیوں کہ ان کی خواہشات کتنی بھی ہوں تھوڑی ہوں گی اور ہمارے پاس انکی خواہشات سے بڑھ کر غیر محدود ہے۔ قیامت کا ذکر سنتے ہی یہ لوگ (صنادید عرب) سر اٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اتنے شہ زورں دولت مند ہو کر بقول ان مسلمانوں کے ایسے بہشت سے محروم اور یہ غریب مفلس اس کے وارث؟ لپٹے بوا لپٹی ست۔ پس سنو اور غور سے سنو! ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں تباہ کر دیں جو بل بوتے اور قوت میں ان سے زیادہ تھے۔ پھر وہ اپنے ارد گرد کے تمام شہروں میں پھر نکلے کبھی بغرض تجارت کبھی

پس ان دو شہادتوں سے حدیث اور قرآن کے معنی صاف سمجھ گئے کہ اللہ کا قدم رکھنے سے مراد ان لوگوں کا داخلہ ہے جو اس (جہنم) کے لائق ہیں

اس توجیہ پر سوال یہ ہو سکتا ہے کہ دوسری روایت میں رجلہ آیا ہے یعنی اللہ اپنا رجل دوزخ میں رکھے گا جس کے معنی یقیناً پیر کے ہیں

اس کا جواب یہ ہے کہ یقیناً ان دو لفظوں (قدم اور رجل) میں سے ایک روایت باللفظ ہے۔ دوسرا روایت بالمعنی ہمارے سامنے دو لفظ ہیں ان میں سے ہم روایت باللفظ اس کو قرار دیں جو اپنے معنی کے لحاظ سے شان الوہیت کے مخالف نہ ہو تو بہت مناسب اور موزوں ہو گا۔ یہی اس کی ترجیح کا قرینہ ہے۔ پس اس اصول سے ہم کہتے ہیں کہ قدم کی روایت تو باللفظ ہے اور رجل کی روایت بالمعنی ہے یعنی راوی نے اپنے فہم سے قدم کے معنی پیر کے سمجھے تو وہی لفظ نقل کر دیا۔ اس توجیہ سے دونوں لفظ بحال رہتے ہیں اور شان الوہیت کے بھی خلاف نہیں۔ اللہ اعلم۔ (مند)

هَلْ مِنْ مَّعْبُودٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرًا لِّمَنْ كَانَ لَهُ قَلْبٌ اَوْ

کیا ان کو کوئی راہ فرار ملی۔ بے شک اس واقعہ میں بڑی نصیحت ہے ان لوگوں کے لئے جو دل رکھتے ہیں یا کسی

اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيدٌ ۝ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا

بات کو حضور قلب سے سنتے ہیں ہم نے آسمان زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے

فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۝ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لَّغْوٍ ۝ فَاَصْبِرْ عَلٰٓى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ

چھ دنوں کی مدت میں پیدا نئے اور ہم کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچی۔ پس جو کچھ یہ لوگ کہتے ہیں تو اس پر صبر کیا کر اور طلوع

بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوْبِ ۝ وَمِنَ الْاَيْلِ

شمس سے قبل اور غروب سے پہلے خدائی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح کیا کر رات کو بھی اور

فَسَبِّحْهُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ ۝ وَاَسْتَمِعْ يَوْمَ يُنَادِ الْمُنَادِ مِنْ مَّكَانٍ

نماز کے بعد تسبیح پڑھا کر دو اور کان لگائے رہا کر جس روز پکارنے والا پاس ہی سے

قَرِيْبٍ ۝

پکارے گا

بغرض سیاست کبھی بغرض فلاحیت اور سیاحت غرض ہر قسم کی ترقی کی راہیں ان پر کھلیں اور وہ ان میں ظفریاب ہوئے کیا پھر جب عذاب ان پر آیا تو ان کو کوئی راہ فرار ملی؟ کیا وہ اس عذاب سے بچے؟ ہرگز نہیں۔ تمہارے مخالفوں کا بھی یہی حشر ہونے والا ہے۔ ظلم اور اعتداء کا نتیجہ ہمیشہ برا ہے۔ سنو

نہ سہی آج کبھی قمر خدا آئے گا ٹھاٹھ ان ظالموں کا خاک میں مل جائے گا

پیشک اس واقعہ میں (جو گزشتہ لوگوں کا بیان ہوا ہے۔ جس میں مذکور ہے کہ بدکار لوگ باوجود ترقی کے تباہ ہوئے) بڑی نصیحت ہے ان لوگوں کے لئے جو دل سمجھدار رکھتے ہیں یا کسی بات اور نصیحت کو حضور قلب سے سنتے ہیں ایسے ہی لوگوں کے لئے ہم اپنی قدرت کا ایک واقعہ سناتے ہیں جس سے ان لوگوں کو ہماری طرف جھکنے کے لئے مزید تحریک ہوگی۔ پس سنو ہم (خدا) نے سات آسمان زمین مع مختلف طبقات کے اور اس کے علاوہ جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے۔ سب کچھ چھ دنوں کی مدت میں پیدا کئے۔ تمام حجر شجر کون و مکان زمین و آسمان حیوان و انسان سب کچھ دنوں کے عرصہ میں بنائے اور ہم کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچی کیونکہ ہمارے کام کوئی دست بازو سے نہیں ہوتے بلکہ حکم سے ہوتے ہیں۔ ہم جس کام کو کرنا چاہیں اس کو صرف حکم دینا کافی ہے حکم بھی لفظوں میں ضروری نہیں بلکہ ارادے میں اس کا آنا ہی اس کی پیدائش کے لئے کافی سبب ہے۔ پس اے نبی! ہر کام میں اس خدا کی طرف رجوع کیا کر اور جو کچھ یہ لوگ تیرے حق میں ناشائستہ الفاظ کہتے ہیں تو اس پر صبر کیا کر اور خدائی تعلق اور عبودیت کا اظہار کرنے کو طلوع شمس سے قبل اور غروب سے پہلے خدائی تعریف کے ساتھ اس کی تسبیح یعنی اس کو پاکی سے یاد کیا کر اور صبح شام سبحان اللہ وجمہہ بکثرت پڑھا کر اور رات کو بھی کچھ دیر تک اور نماز کے بعد بھی تسبیح سبحان اللہ وجمہہ پڑھا کر اور امت کو بھی حکم دے کہ پڑھا کریں اور تسبیح تہلیل پڑھتے اور دیگر امور مذہبی کے ادا کرتے وقت اس بیت ناک دن کی طرف کان لگائے رہا کر یعنی دل میں اسکا دھیان رکھا کر و جس روز پکار نیوالا فرشتہ پاس ہی سے پکارے گا۔

يَوْمَ يَسْمَعُونَ الصَّيْحَةَ بِالْحَقِّ ۗ ذَٰلِكَ يَوْمُ الْخُرُوجِ ۝ اِنَّا نَحْنُ نُحْيِي

جس روز سچی آواز کو لوگ سنیں گے وہ دن نکلنے کا ہوگا اس میں کچھ شک نہیں کہ ہم سچے

وَنُمِيتُ وَاِلَيْنَا الْمَصِيرُ ۝ يَوْمَ تَشَقُّقُ الْاَرْضُ عَنْهُمْ سَرَاعًا ۗ ذَٰلِكَ

دنیا کو زندگی بخشتے ہیں اور ہم ہی مار دیتے ہیں اور ہماری طرف ہی سب کا رجوع ہے۔ جس دن یہ لوگ زمین کو پھاڑ کر فوراً نکل پڑیں گے یہ

حَشْرٌ عَلَيْنَا يَسِيرٌ ۝ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ وَمَا اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ ۗ

جمع کر لینا ہم پر بہت آسان ہے جو جو کچھ یہ لوگ کہتے رہتے ہیں ہم خوب جانتے ہیں تو ان پر جابر داروغہ نہیں ہے پس

فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ يَخَافُ وَعَيْدِ ۝

جو شخص میرے عذاب سے ڈرے تو اس کو قرآن پڑھ کر سمجھا دے

کیونکہ اس کی آواز ایسی بلند اور دور رس ہوگی کہ ہر شخص اس کو ایسا سنے گا گویا اس کے پاس سے کوئی بلا رہا ہے یعنی جس روز سچی

واقعی نہ کہ فرضی آواز کو سب لوگ سنیں گے آواز کا مضمون ہوگا اے سڑی گلی ہڈیو! خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ زندہ ہو جاؤ۔ یہ سنتے

ہی سب قبروں سے یا جہاں کہیں فنا ہو کر دبے دبائے ہوں گے نکل پڑیں گے۔ کیوں کہ وہ دن قبروں سے نکلنے کا ہوگا اس میں

کچھ شک نہیں کہ ہم ہی دنیا کو زندگی بخشتے ہیں اور ہم ہی مار دیتے ہیں۔ کیوں کہ ہم ہی سب کچھ کرتے کراتے ہیں۔ سب دنیا کو

ہمارے ساتھ واپس لے لیں گے اور ہماری طرف ہی سب کا رجوع ہے جیسا کہ معلول کو علت کی طرف رجوع ہوتا ہے۔ یہ وہ دن ہوگا

جس دن یہ لوگ زمین کو پھاڑ کر فوراً نکل پڑیں گے۔ ان لوگوں کا خیال کہ ایسا خروج کیسے ہوگا؟ بالکل ناشکھی پر مبنی ہے۔ یہ جمع

کر لینا ہم پر بہت آسان ہے، کوئی بڑی بات نہیں۔ بھلا غور تو کریں کہ کسی چیز کا نئے سرے سے پیدا کرنا مشکل ہوتا ہے یا ایک

دفعہ بن جانے کے بعد بنانا؟ تمہارا خیال ہی اگر مانا جائے تو اس کا جواب ایسی ہی کافی ہے کہ ایک دفعہ جب ہم نے دنیا کو بنادیا تو

اب دوبارہ بنانا اس کا پہلے کی نسبت آسان ہوگا۔ یہ جواب ان لوگوں کے مسلمہ پر ہے ورنہ ہم (خدا) کو تو سب کام آسان ہیں ہم

سب کچھ کر سکتے ہیں مگر ہمارا حلم اور علم بھی بہت وسیع ہے۔ دیکھو جو کچھ یہ لوگ تیرے حق میں اے نبی! کہتے رہتے ہیں کہ

یہ جادو گر ہے جھوٹا ہے وغیرہ یہ سب باتیں ہم خوب جانتے ہیں۔ مگر تو باوجود نبی ہونے کے آخر مخلوقات میں سے ایک مخلوق

ہے۔ مخلوق کا جو صلہ خالق کے برابر نہیں ہوتا۔ اس لئے تو ان کی شرارت پر گھبراتا ہے مگر یاد رکھ کہ تو ان پر جابر حاکم کی طرح

مسلط داروغہ نہیں ہے کہ ان کو جبراً مسلمان بنائے یا ان کے تعمیل نہ کرنے پر تجھ سے باز پرس ہو۔ بس تیرا فرض صرف یہی ہے

اس سے زیادہ نہیں کہ جو شخص میرے (خدا کے) عذاب سے ڈرے تو اس کو قرآن پڑھ کر سمجھا دے نہ مانے تو اپنا سر کھائے

﴿وَالسَّلَامُ بِخَيْرٍ شَاہِدُ﴾

سورة الذاریات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالذَّرِیَّتِ ذُرَّوًا ۝ فَالْحَمَلِیَّتِ وَقْرًا ۝ فَالْجُرِیَّتِ یُسْرًا ۝ فَالْمَقْسَمِیَّتِ ۝

قسم ہے اڑانے والی ہواؤں کی۔ قسم ہے بادلوں کو اٹھانے والی ہواؤں کی۔ قسم ہے آسانی سے چلنے والی ہواؤں کی۔ قسم ہے تقسیم کار کرنے والی ہواؤں کی۔

اَمْرًا ۝ اِنَّمَا تُوعَدُوْنَ لَصَادِقٌ ۝ وَاِنَّ الدِّیْنَ لَوَاقِعٌ ۝ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ

جو تم لوگوں کو وعدہ دیا جاتا ہے وہ بالکل سچ ہے اور بدلہ ضرور ملنے والا ہے۔ ہمیں زینت دار آسمان کی قسم

الْحُبِّیَّتِ ۝ اِنِّكُمْ كَفِیْ قَوْلٍ مُّخْتَلِفٍ ۝ یُؤْفَكُ عَنْهُ مَنْ اُفِكَ ۝ فُقِیْلٌ

ہے کہ تم لو بالکل ایک خام خیال میں ہو جو بھٹکنے والا ہوتا ہے وہ اس سے بھک جاتا ہے ایسی اٹکل بچو

الْحَرَّضُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ غَمْرَةٍ سَاهُوْنَ ۝ یَسْأَلُوْنَ اَیَّانَ یَوْمٌ

رائیں لگانے والے ملعون ہیں جو غفلت میں بھولے ہوئے ہیں پوچھتے ہیں جزا کا دن کب ہوگا؟

سورة الذاریات

اے لوگو! ایک وقت آنے والا ہے کہ تم کو اپنے اعمال کا نتیجہ بھگتنا ہوگا۔ قسم ہے اڑانے والی ہواؤں کی، قسم ہے بادلوں کو اٹھانے والی ہواؤں کی، قسم ہے آسانی سے ادھر ادھر چلنے والی ہواؤں کی، قسم ہے بارش اور روئیدگی کی، تقسیم کار کرنے والی ہواؤں کی جو تم لوگوں کو وعدہ دیا جاتا ہے وہ بالکل سچ ہے اور نیک و بد اعمال کا بدلہ ضرور ملنے والا ہے۔ پس تم دل میں جمار کھو۔

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم بروند جواز جو

باقی رہی تمہاری مخالفت اور اس مخالفت میں سر توڑ کوشش اور فضول گوئی سو سنو اس کی تو ہمیں ذرہ بھی پروا نہیں کیونکہ ہم تمہارے ہر کام سے واقف ہیں۔ ہمیں زینت دار آسمان کی قسم ہے کہ تم لوگ بالکل ایک خام خیال اور ضعیف مقال میں ہو۔ تم لوگ منہ سے تو مخالفت کرتے ہو لیکن واقعات پیش آمدہ کے اثر میں تم خود بھی دب جاتے ہو۔ اس لیے اپنی مخالف بات میں خود تم کو شک ہو جاتا ہے مثلاً تم کہتے ہو کہ یہ رسول مسکور بلکہ پاگل ہے لیکن اس کے تمام کاموں میں ایک سلسلہ نظام جب دیکھتے ہو حالانکہ پاگل اور مسکور کے کاموں میں نظام نہیں ہوتا اس لیے تم خود شرمندہ ہو کر اس رائے کو چھوڑ دیتے ہو۔ مگر جو بھٹکنے والا ہوتا ہے وہ اس تمہارے کہنے سے بھک جاتا ہے اور بھکانے والے اسکے بھٹکنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اسی لیے ہم اعلان کئے دیتے ہیں۔ کہ یہ لوگ مخالفین اسلام محض اٹکل بچو باتیں کرتے ہیں اور ایسی اٹکل بچو باتیں کرتے ہیں اور ایسی اٹکل بچو رائیں لگانے والے خدا کے ہاں ملعون ہیں جو غفلت اور بے پروائی میں بھولے ہوئے ہیں۔ جانتے ہی نہیں کہ ہماری غفلت کا انجام کیا ہوگا۔ لاکھ سمجھاؤ سمجھتے نہیں۔ لاکھ بتاؤ مانتے نہیں۔ ہاں اپنے خیال کے مضبوط اور اپنی دھن کے پکے ہیں دیکھو تو بطور مسخری اور استہزاء پوچھتے ہیں میاں تم مسلمان جو کہتے پھرتے ہو کہ انصاف اور جزا سزا عامہ کا ایک دن ہے وہ جزا کا دن کب ہوگا؟

الذین ﴿۱۰﴾ یومهم علی النار یفتنون ﴿۱۱﴾ ذوقوا فنتکتکم ط هذا الذی کنتم

جس دن آگ میں ان کو سینکا جائے گا لو عذاب چکھو یہی ہے جو تم

بہ تستعجلون ﴿۱۲﴾ ان التتقین فی جنّٰتٍ وَّعیونٍ ﴿۱۳﴾ اخذین ما

جلدی مانگتے تھے کچھ شک نہیں کہ پرہیز گار باغوں اور چشموں میں ہوں گے جو کچھ ان کو ان کا پروردگار عطا

اتھم ربهم ط انھم کانوا قبل ذلک محسنین ﴿۱۴﴾ کانوا قلیلاً من

کرے گا اس کو لئے ہوئے۔ یہ لوگ اس سے پہلے نیکو کار تھے یہ لوگ راتوں کو کس قدر

اللیل ما ینھجون ﴿۱۵﴾ وبالاستحار هم یتستغفرون ﴿۱۶﴾ وفی اموالهم

جاگا کرتے اور صبح کے وقت خدا سے بخشش مانگا کرتے تھے اور ان کے مالوں میں مانگتے

حقّ للسائل والمحرور ﴿۱۷﴾

والوں اور نہ مانگنے والوں کا حق تھا

ذرا اس کی تاریخ اور ماہ و سنہ تو بتاؤ۔ مگر جانتے نہیں کہ اس کی تاریخ کا بتانا تو مصلحت خداوندی میں نہیں ہے اس لیے وہ مخفی ہی رہے گا۔ ہاں اتنا بتادیا جاتا ہے کہ وہ دن وہ ہو گا جس دن آگ میں ان کو سینکا جائے گا اور یہ لوگ اس دن گویا یہ شعر پڑھتے ہوں گے۔

کباب سچ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں جو جل اٹھتا ہے یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں

ملا نکلے ان کو کہیں گے لو اپنا بدلہ پاؤ اور عذاب چکھو۔ یہی ہے جو تم دنیا میں جلدی مانگتے تھے۔ سنو ان کے مقابلہ میں متقی لوگ ہیں جن کو پرہیز گار کہا جاتا ہے۔ کچھ شک نہیں کہ پرہیز گار باغوں اور چشموں میں ہوں گے جو کچھ ان کو ان کا پروردگار عطا کرے گا اس کو لیے ہوئے جو جی میں آئے گا کریں گے۔ جو دل میں آئے گا کھائیں گے۔ غرض دنیا بھر میں جتنی کچھ راحتوں کا تصور آسکتا ہے ان کو ملیں گی اور جو کچھ انکے خیال میں کبھی آیا نہیں ہو گا وہ بھی ملے گا کیا تم نے نہیں سنا؟

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کے رابا کے، کارے نباشد؟

یہ انعام و اکرام ان کو اس لیے ملے گا کہ یہ لوگ اس روز قیامت سے پہلے نیکو کار اور صالح لوگ تھے ان کی نیکی کا نمونہ یہ ہے کہ یہ لوگ راتوں کو بغرض عبادت کس قدر جاگا کرتے اور تہجد کے بعد یا شب خیزی کے بعد صبح کے وقت خدا سے بخشش مانگا کرتے تھے یعنی صبح سے پہلے تھوڑی رات رہتے اٹھتے تھے اور خدا کی یاد جتنی بھی ہو سکے کر کے صبح سویرے اپنے لیے اور اپنے مال باپ کے لیے بلکہ جملہ مومنین کے لیے استغفار کرتے تھے۔ یہ تو ان کے عبادتی کام تھے اس کے علاوہ اور بھی کئی قسم کی نیکیاں کرتے تھے مثلاً مالدار ہونے کی صورت میں مال اتنا خرچ کرتے تھے کہ دیکھنے والا سمجھے کہ ان کے مالوں میں حاجت مند مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں سب کا حق تھا۔ کیونکہ یہ لوگ ہر ایک حاجت مند کو بقدر حاجت دیا کرتے تھے اس لیے دیکھنے والے ناواقف کو خیال گزرتا تھا کہ ان لوگوں کی ان کے مالوں میں کسی قسم کی شرکت ہے۔ جب ہی تو دیکھتے ہی انکار نہیں کر سکتے بلکہ مسائل کو فوراً دے دیتے ہیں۔ یہ تو ان لوگوں کا عملی طریق تھا۔ اب

۱۔ مایہ جمعوں میں دو لفظ ہیں صحیح کے معنی ہیں رات کی نیند۔ قاموس میں ہے ﴿الہجوع النوم لیلما ما نافیہ﴾ ہے پس معنی یہ ہیں رات کو تھوڑا سا وقت نیند ترک کر دیتے تھے وہ تھوڑا سا وقت چاہے نماز تہجد کا ہو جیسے سورہ بنی اسرائیل میں ہے ﴿ومن الیل فتہجد بہ﴾ یا نماز عشاء کا ہو جیسے ارشاد ہے ﴿اقم الصلوٰۃ طرفی النہار و زلفاً من الیل﴾ (پ ۱۲-ع ۱۰) زلفاً سے مراد عشاء کی نماز ہے ممکن ہے یہی مراد ﴿ما یہجمون﴾ سے ہو۔ اللہ اعلم (۲ منہ)

وَفِي الْأَرْضِ آيَاتٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝ وَفِيٰٓ أَنفُسِكُمْ ۭ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ۝ وَفِي السَّمَاءِ

یقین کرنے والوں کے لئے زمین میں کئی قسم کی نشانیاں ہیں اور خود تمہارے اندر بھی۔ کیا تم لوگ دیکھتے نہیں ہو اور تمہاری روزی

رِزْقِكُمْ وَمَا تَوْعَدُونَ ۝ فَوَرَبِّ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّهُ لَحَقٌّ مِّثْلَ مَا

اور تمہارا بدلہ جس کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے آسمان میں ہے پس آسمان اور زمین کے پروردگار کی قسم ہے کہ یہ ایسا سچ ہے جیسے تم خود

أَنْتُمْ تَنْطُقُونَ ۝ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ الْمُكْرَمِينَ ۝ إِذْ دَخَلُوا

بول رہے ہو کیا تم کو ابراہیم کے معزز مہمانوں کا قصہ پہنچا ہے؟ جب وہ ان کے پاس آئے

عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا ۭ قَالَ سَلَامٌ ؕ قَوْمٌ مُّنْكَرُونَ ۝ فَوَارَاغًا إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ

تو سلام عرض کیا ابراہیم نے بھی سلام کہا ابراہیم نے خیال کیا کہ یہ لوگ تو بالکل اجنبی ہیں اپنے گھر والوں کی طرف جلدی گئے اور موٹے پھڑے

بِعَجَلٍ سَمِينٍ ۝ فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ۝

کا بھنا ہوا گوشت لے آئے لاکر ان کے سامنے قریب رکھ دیا تو کہا کیا تم لوگ کھایا نہیں کرتے؟

سنئے یہ لوگ علمی طریق سے بھی بے نصیب نہ تھے بلکہ ہر ایک واقعہ کو دیدہ عبرت سے دیکھتے اور گوش ہوش سے سنتے تھے

کیونکہ ان کو یہ ذہن نشین کر لیا گیا تھا کہ سچائی پر یقین کرنے والوں کے لیے زمین میں کئی قسم کی نشانیاں ہیں اور خود تمہارے

اندر بھی کئی ایک نشان ہیں۔ کیا تم لوگ دیکھتے نہیں ہو کہ ایک وقت ہوتا ہے کہ تم شیر بھی نہیں پی سکتے پھر شیر خوار بنتے ہو

پھر رزق خور پھر جوان پھر بوڑھے۔ یہاں تک کہ پھر قبر میں لیٹ جاتے ہو۔ کیا یہ نشیب و فراز تم کو نہیں بتاتے کہ دنیا میں ہیر

پھیر کرنے والی کوئی زبردست طاقت ہے جس کی شان یہ ہے۔

اوست سلطان ہرچہ خواہد آل کند عالمی را در دے ویران کند

اس واسطے کہ تم کو بتایا جائے ہے کہ تم ہر وقت اسی کی طرف لگے رہو اور دل میں یقین رکھو کہ تمہاری روزی اور تمہارا بدلہ جس

کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے آسمان میں ہے یعنی آسمانی حکم کے ماتحت ہے پس اے نبی! تو ان کو کہہ دے کہ آسمان اور زمین کے

پروردگار کی قسم ہے کہ یہ میرا بیان مذکورہ بالا ایسا سچ ہے جیسے تم خود بول رہے ہو۔ یعنی جس طرح تم اپنے منہ سے بولے ہوئے

کلام کو حقیقتاً اپنا سمجھتے ہو اور وہ ہوتا ہے تمہارا ہی۔ اسی طرح قرآنی بیان حق اور صادق مطابق واقع ہے۔ اس کا انکار کرنا سراسر

خرسان و نقصان ہے۔ آؤ تم کو نقصان اٹھانے والی قوم کا ذکر سنائیں تاکہ تم نقصان سے بچو۔ کیا تم کو حضرت ابراہیم علیہ السلام

کے پاس آنے والے معزز مہمانوں کی صورت میں فرشتوں کا قصہ پہنچا ہے؟ جب ان کے پاس آئے تو سلام عرض کیا۔

حضرت ابراہیم نے بھی جواب میں سلام کہا۔ چونکہ وہ فرشتے تھے جو نقصان اٹھانے والی قوم لوٹیوں کی تباہی کے لیے بھیجے گئے

تھے اس لیے حضرت ابراہیم ان کو پہچان نہ سکے اور دل میں خیال کیا کہ یہ لوگ بالکل اجنبی ہیں مگر مہمان داری کے خیال سے

ان کے کھانے کی فکر میں اپنے گھر والوں کی طرف جلدی گئے اور موٹے تازے پھڑے کا بھنا ہوا گوشت لے آئے اور لاکر

ان کے سامنے قریب رکھ دیا۔ مگر وہ فرشتے تھے وہ کیسے کھاتے۔ جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کھانے کی طرف نہیں جھکتے تو

حضرت ابراہیم نے ان کو کہا کیا تم لوگ کھایا نہیں کرتے؟ اگر کھاتے ہو تو اسے کیوں نہیں کھاتے؟ اور اگر نہیں کھایا کرتے

تو کیوں نہیں کھاتے؟

ل بعجل حنیذ کی طرف اشارہ ہے۔

فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ قَالُوا لَا تَخَفْ ۚ وَبَشَرُوهُ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ ۝ فَأَقْبَلَتْ امْرَأَتُهُ

اور ان سے ابراہیم دل میں ڈرے فرشتوں نے کہا اندیشہ نہ کیجئے اور انہوں نے ان کو ایک علم دار لڑکے کی خوشخبری دی۔ سو ان کی بیوی بولتی ہوئی آگے آئی

فِي صَترَةٍ فَصَكَتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ۝ قَالُوا كَذَلِكِ ۚ قَالَ

اور اپنے ماتھے کو پیٹ کر بولی میں تو بوڑھی بانجھ ہوں۔ فرشتوں نے کہا واقعہ تو یہی ہے آپ کے پروردگار

رَبِّكَ إِنَّهُ هُوَ الْحَكِيمُ الْعَلِيمُ ۝

نے فرمایا ہے کہ میں بڑی حکمت والا علم والا ہوں

ان کی خاموشی اور ترک طعام سے حضرت ابراہیم دل میں ڈرے کہ یہ خدا کے فرستادہ ہیں خدا نہ کرے کہ اس ہستی پر کوئی عذاب نازل کریں چنانچہ حضرت ابراہیم کے چہرہ سے خوف محسوس ہوتا تھا یہ دیکھ کر فرشتوں نے کہا حضرت اندیشہ نہ کیجئے آپ کے اور آپ کی ہستی کے برخلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائیگی بلکہ ہم تو ایک اور بدکار قوم کی طرف آئے ہیں درمیان میں آپ سے بھی شرف نیاز حاصل کرنے کا حکم تھا اور ایک بات کی بابت آپ کو خوشخبری عرض کرنی تھی یہ کہہ کر انہوں نے حضرت ابراہیم کو ایک حلیم سلیم علمدار لڑکے کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی کہ خدا آپ کو ایک فرزند دل بند عطا کرے گا۔ سو یہ سن کر ان کی بیوی سارہ بولتی ہوئی حیرت زدہ آگے آئی اور عورتوں کی طرح اپنے ماتھے کو پیٹ کر بولی میں جنوں گی؟ میں تو عمر کی بوڑھی اور اولاد سے بانجھ ہوں۔ میاں ہر کام کا وقت ہوتا ہے۔ ساری عمر نہ جنی تو اب کیا خاک جنوں گی؟ آپ کی مراد شاید بجائے حقیقت کے مجاز ہوگی یعنی بجائے میرے کسی قسمی اولاد ہوگی۔ یہ سن کر فرشتوں نے کہا اس میں شک نہیں کہ واقعہ تو یہی ہے کہ آپ بوڑھی ہیں بانجھ ہیں مگر ہم بھی اپنی طرف سے نہیں کہتے۔ بلکہ آپ کے پروردگار کا حکم سناتے ہیں۔ اس نے فرمایا ہے کہ میں بڑی حکمت والا علم والا ہوں۔ میرے سامنے کوئی کام انہوں نے نہیں میرے علم سے کوئی چیز باہر نہیں۔ میں سب کچھ جانتا اور سب کچھ کر سکتا ہوں۔

۱۔ ہمارے ملک پنجاب کے ملہم مرزا صاحب قادیانی نے بھی بخیال خویش خدائی الہام سے اعلان کیا تھا کہ میرے گھر میں لڑکا پیدا ہو گا جو دنیا کو نور اور ہدایت سے بھر دے گا۔ جب ایک لڑکا پیدا ہوا تو مرزا صاحب موصوف نے عام اشتہار دیا کہ یہی موعود لڑکا ہے مگر وہ چند ماہ زندہ رہ کر مر گیا نہ اس سے دنیا کو ہدایت پہنچی نہ نور۔ تفصیل اس کی ہماری کتاب ”تاریخ مرزا“ میں ملتی ہے (منہ)

قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿۱۰﴾ قَالُوا إِنَّا أُرْسِلْنَا إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ﴿۱۱﴾

ابراہیم نے کہا رسولو! اصل کام تمہارا کیا ہے؟ وہ بولے ہم ایک بدکار قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں

لِنُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حِجَابًا مِّنْ طِينٍ ﴿۱۲﴾ مَسُومَةً عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ﴿۱۳﴾

تاکہ ان پر مٹی کے بٹے ہوئے پتھر برسائیں جو تیرے پروردگار کے پاس بیہودہ لوگوں کے لئے مقرر ہو چکے ہیں

فَاخْرَجْنَا مَنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۴﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَيْتٍ مِّنَ

تو جو لوگ اس میں باایمان تھے ہم نے ان کو نکال لیا تھا مگر ساری بستی میں ہم نے ایک گھر سے زیادہ کوئی مسلمان

الْمُسْلِمِينَ ﴿۱۵﴾ وَتَرَكْنَا فِيهَا آيَةً لِلَّذِينَ يَخَافُونَ الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿۱۶﴾ وَ

نہ پایا اور جو لوگ دردناک عذاب سے ڈرا کرتے ہیں ان کے لئے ہم نے اس بستی میں ایک بہت بڑی نشانی باقی رکھی اور

فِي مَوْسَىٰ إِذْ أَرْسَلْنَاهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ بِسُلْطٰنٍ مُّبِينٍ ﴿۱۷﴾ فَتَوَلَّىٰ ظَهْرَهُ وَ

موسیٰ کے واقعہ میں نشان ہیں جس وقت ہم نے اس کو فرعون کی طرف روشن حجت کے ساتھ بھیجا تو فرعون اپنے زور کے گھمنڈ سے

قَالَ سِحْرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿۱۸﴾

روگردان ہوا اور بولا کہ یہ تو بڑا جادوگر ہے یا پاگل

اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرشتوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا اے خدا کے بھیجے ہوئے رسولو! تمہارے انداز

گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں پر تمہارا آنا سرسری ہے تو اصل کام تمہارا کیا ہے جس کے لیے تم آئے ہو؟ وہ فرشتے بولے

ہم ایک بدکار قوم لوطیوں کی طرف بھیجے گئے ہیں تاکہ ان پر مٹی کے بٹے ہوئے پتھر برسائیں جو تیرے پروردگار کے پاس بیہودہ

لوگوں کے لیے مقرر ہو چکے ہیں یعنی ایسے لوگوں کی سزا جو بصورت سنگ باری خدا کے ہاں مقرر ہے وہ ان کو دینے کے لیے ہم

دنیا میں آئے ہیں حضرت ابراہیم نے ان کے اس کہنے پر چند سوال کئے جن کے جواب ان کو دیئے گئے۔ چنانچہ وہ فرشتے

حضرت ابراہیم سے فارغ ہو کر حضرت لوط کی بستی میں آئے تو ہمارے حکم سے انہوں نے ان کو ہلاک کر دیا یہ نہیں کہ بلا تمیز

ساری بستی کو مار ڈالا بلکہ جو لوگ اس میں باایمان رہتے تھے ہم نے ان کو تباہ ہونے والوں میں سے نکال لیا تھا اور باقی لوگوں کو

ہلاک کر دیا ساری بستی میں ہم نے ایک گھر سے زیادہ کوئی مسلمان نہ پایا۔ افسوس۔

آنچیز پر جستیم و کم دیدیمو بسیارست و نیست نیست جز مسلم دین عالم کہ بسیارست و نیست

اور جو لوگ اعمال بد کی سزا میں دردناک عذاب سے ڈرا کرتے ہیں ان کی ہدایت کے لیے ہم نے اس بستی میں ایک بہت بڑی

نشانی باقی رکھی جو اس کی کھنڈر کی صورت میں تھی۔ بعد ہلاکت جو بستی کو دیکھنا وہ حیران ہو کر کہتا

ابھی اس راہ سے گزرا ہے کوئی کسے دیتی ہے شوخی نقش پاکی

اسی طرح فرعون اور موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں عبرت کے نشان ہیں خاص کر جس وقت ہم (خدا) نے اس حضرت موسیٰ کو

فرعون کی طرف روشن حجت کے ساتھ بھیجا۔ یعنی صاف صاف اور صریح معجزات اور آیات بینات اس کو دیں تاکہ وہ ایسے باجبروت

بادشاہ فرعون کے سامنے مغلوب نہ ہو۔ حضرت موسیٰ روحانی قوت سے دربار فرعون میں پہنچے تو فرعون نے اس کے معجزات دیکھ کر

اپنے زور کے گھمنڈ سے روگردان ہو اور بولا کہ یہ تو بڑا جادوگر ہے پایا گل۔ جادوگری تو اس میں یہ ہے کہ جو اس کے پاس جاتا ہے اسی کا

ہو جاتا ہے اور پاگل پن اس میں یہ ہے کہ ایسے بڑے شاہزور بادشاہ کی مخالفت کرتا ہے جو ایک اشارہ سے اس کو فنا کر دے۔

۱۰۔ قال ان فيها لوطا ﴿۱۰﴾ کی طرف اشارہ ہے (۱۲ منہ)

فَاخَذْنَاهُ وَجُودَهُ فَبَدَّلْنَاهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ۝ وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا

پس ہم نے اس کو اور اس کی فوج کو پکڑ کر دریا میں غرق کر دیا ایسے حال میں کہ وہ شرمندہ تھا اور قوم عاد کے واقعات میں بھی نشان ہیں جس

عَلَيْهِمُ الرِّيزِ الْعَقِيمِ ۝ مَا تَذَرُ مِنْ شَيْءٍ أَتَتْ عَلَيْهِ إِلَّا جَعَلْنَاهُ كَالرَّمِيمِ ۝

وقت ہم نے ان پر ایک مضرتیز بنا چلائی جس چیز کو چھو جاتی اس میں سے روح نکال کر اسے چورا کر دیتی اور قوم ثمود میں

وَفِي ثَمُودَ إِذْ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ عَنْ أَنْعَابِ الْبُحَارِ فَاصْبِرُوا ۝ فَعَتَوْا عَنْ أَمْرِ رَبِّهِمْ فَأَخَذْنَا

بھی کئی نشان ہیں جب ان کو کہا گیا کہ تم لوگ ایک وقت خاص تک فائدہ اٹھا لو پس وہ اپنے پروردگار کے حکم سے سرکش ہو گئے پھر قرآن میں

الصَّعِقَةَ ۝ وَهُمْ يَنْظُرُونَ ۝ فَمَا اسْتَطَاعُوا مِنْ قِيَامٍ وَمَا كَانُوا مُتَّبِعِينَ ۝

نے ان کو آدھلا جبکہ وہ دیکھتے تھے۔ پھر نہ وہ کھڑے رہ سکے نہ اپنی مدد کر سکے۔

وَقَوْمِ نُوحٍ مِنْ قَبْلُ ۝ إِنَّهُمْ كَانُوا قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝ وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ

ان سے پہلے نوح کی قوم کو ہم نے تباہ کیا تھا وہ بدکار لوگ تھے۔ آسمان ہم نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے

وَأَنَّا كَوَسِعُونَ ۝ وَالْأَرْضَ فَوَشْنَاهَا فَنِعْمَ الْمُهْتَدُونَ ۝

اور ہم بڑی وسعت والے ہیں۔ ہم ہی نے یہ زمین بچھا دی ہے اور ہم کیسے اچھے فرشتے ہیں

پس اس کا یہ کہنا تھا کہ ہمارا غضب جوش میں آیا تو ہم نے اس کو اور اس کی فوج کو پکڑ کر دریا میں غرق کر دیا ایسے حال میں کہ وہ

اپنے کئے پر شرمندہ تھا۔ بس اس کی ساری شیخی کر کری ہو گئی۔ کسی عارف نے کیا سچ کیا ہے۔

حباب بحر کو دیکھو یہ کیسا سر اٹھاتا ہے تکبر وہ بری شے ہے کہ فوراً ٹوٹ جاتا ہے

اور سنو قوم عاد کے واقعات میں بھی بہترے قدرتی نشان ہیں خصوصاً جس وقت ہم نے ان پر ایک مضرتیز بنا چلائی جس سے

وہ سب تباہ ہو گئے۔ اس کی خاصیت تھی کہ جس چیز کو چھو جاتی اس میں سے روح نکال کر اسے چورا کر دیتی۔ غرض قوم عاد خود

اور ان کا سب سامان اسی ہوا سے تباہ ہو گیا اور سنو قوم ثمود میں بھی کئی نشان ہیں جب ان کو کہا گیا کہ تم لوگ ایک وقت خاص

تک دنیا کی زندگی سے فائدہ اٹھا لو کیونکہ تمہاری اجل قریب ہے پس یہ سن کر وہ بجائے مستفید ہونے کے الٹے اگڑے اور اپنے

پروردگار کے حکم سے سرکش ہو گئے۔ لگے اگڑے اور اترانے پھر کیا تھا فقر الہی نے ان کو آدھلا جبکہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے

پھر تو ایسے مر گئے کہ نہ تو وہ اپنی جگہ پر کھڑے رہ سکے نہ اپنی مدد کر سکے اور سنو ان سے بہت مدت پہلے حضرت نوح کی قوم کو

ہم نے تباہ اور ہلاک کیا تھا۔ کیونکہ وہ بد معاش اور بدکار لوگ تھے ان کی بدکاری کا ثبوت اس سے زیادہ کیا ہو گا کہ قریب ہزار

سال کے حضرت نوح نے ان کو سمجھایا مگر وہ راستی پسند نہ ہوئے اور ہمارے نشانات انہوں نے نہ دیکھے اور کفر ہی پر اڑے

رہے۔ اب بھی غور کرنے والے غور کریں تو ان کو کافی ہو۔ دیکھو آسمان جو اتنا بڑا بلند اور بے ابتدا اور لا انتہا معلوم ہوتا ہے یہ

سب ہم نے اپنی قدرت کے ہاتھوں سے بنایا ہے اور ہم بہت بڑی فراخی اور وسعت والے ہیں۔ ہماری وسعت قدرت کے

سامنے یہ آسمان اور یہ زمین کیا چیز ہیں یہ تو ہماری مقدرات میں ایک معمولی نمونہ ہیں۔ جن لوگوں نے نظام عالم پر غور کیا ہے

وہ ہماری وسعت قدرت کا اندازہ جان سکتے ہیں۔ کسی اہل دل نے کیا اچھا کہا ہے۔

مٹی سے ہوا سے آتش و آب سے یاں کیا کیا نہ ہوئے بشر پہ اسرار عیاں

پر تیرے خزانے ہیں ازل سے اب تک گنجینہ غیب میں اسی طرح نماں

دیکھو ہم ہی نے یہ زمین فرش کے طور پر بچھا دی اور ہم کیسے اچھے فرشتے ہیں دیکھو تو اسی زمین پر تم رہتے ہو۔ اسی پر تم کھیتی باڑی

کرتے ہو اسی پر تم مکان بناتے ہو۔

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴿۵۰﴾ فَفَرُّوا إِلَى اللَّهِ ط إِنِّي

اور ہم نے ہر چیز کی دو دو قسمیں پیدا کی ہیں تاکہ تم نصیحت پاؤ۔ پس تم لوگ اللہ کی طرف لپک آؤ میں

لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿۵۱﴾ وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ ط إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ

اسی کی طرف سے تم کو صاف صاف ڈرانے والا ہوں اور اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود مقرر نہ کرو میں یقیناً تم کو اس کی طرف سے صاف صاف

مُبِينٌ ﴿۵۲﴾ كَذَلِكَ مَا آتَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا قَالُوا سَاحِرٌ أَوْ

ڈرانے والا ہوں۔ اسی طرح ان سے پہلے لوگوں کے پاس بھی جب بھی کوئی رسول آیا تو انہوں نے کہا کہ یہ جادوگر ہے یا

مَجْنُونٌ ﴿۵۳﴾ اتَّوَصَّوْا بِهِ ؕ بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوتٌ ﴿۵۴﴾ قَتَلُوا عَنْهُمْ فَمَا

مجنون۔ کیا انہوں نے آپس میں اس کی وصیت کر رکھی ہے بلکہ یہ لوگ سرکش قوم ہیں۔ پس تو ان سے منہ پھیر لے تجھ کو

أَنْتَ بِمَلُومٍ ﴿۵۵﴾ وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۵۶﴾

کسی طرح کی ملامت نہیں۔ ہاں تو نصیحت کرتا رہ کیونکہ نصیحت ایمانداروں کو فائدہ کرتی ہے

اسی میں تمہارے لیے پانی کے چشمے ہیں کیا اب بھی کسی کو ہمارے نعم المہابد ہونے میں شک ہے اور سنو اسی آسمان وزمین کی

پیدائش پر کیا حصر ہے۔ ہم نے ہر ایک چیز کی دو دو قسمیں پیدا کی ہیں ایک ادنیٰ اور ایک اعلیٰ اپنے ملک کے آدموں اور دوسرے

میوہ جات کو دیکھو کیسی کیسی قسمیں پیدا کی ہیں تاکہ تم آثار قدرت دیکھ کر نصیحت پاؤ۔ پس اے نبی! یہ بھی ان لوگوں کو کہہ دو

کہ تمہارے نصیحت پانے کے یہ معنی نہیں کہ معمولی طور پر سبحان اللہ کہہ دیا کرو، بس بلکہ یہ معنی ہیں کہ تم لوگ اللہ کی طرف

لپک کر آؤ یعنی اسی کے ہو رہو اسی سے مانگو اسی کے آگے گڑ گڑاؤ۔ دیکھو میں اس کی طرف سے تم کو صاف صاف ڈرانے والا

ہوں۔ یعنی صاف صاف لفظوں میں سناتا ہوں کہ برے کاموں کا نتیجہ برا ہے بس تم برائیوں سے باز آؤ۔ خاص کر شرک جیسی

برائی سے بالکل الگ رہو اور اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود مقرر نہ کرو نہ کسی نبی کو نہ ولی کو نہ کسی بت کو نہ دیوی کو نہ کسی پہاڑ کو نہ

زمین کو کیونکہ یہ سب چیزیں اس کی مخلوق ہیں نہ کسی کو اس کے سامنے ہستی کا دعویٰ ہے بالکل سچ ہے۔

ہمہ نیست ند آنچہ ہستی تویی

سنو میں یقیناً تم کو اس اللہ کی طرف سے صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔ لوگو! اللہ کے عذاب سے بچ جاؤ۔ مگر نیا دار لوگ اپنی

اغراض و مقاصد میں پھنسے ہوئے منہمک ہیں وہ صاف صاف سنانے والوں کو بنظر حقارت دیکھتے اور سنتے ہیں۔ اسی طرح ان سے

پہلے لوگوں کے پاس بھی جب کبھی کوئی رسول آیا تو انہوں نے یہی کہا جادوگر ہے یا مجنون۔ یہ مختلف اقوال اس لیے تھے کہ بعض

نے وہ کہا اور بعض نے یہ باوجود بعد زمانہ کے یہ۔ لوگ خیالات و عقائد میں پہلے لوگوں سے متفق ہیں۔ کیا انہوں نے آپس میں

ایک دوسرے کو اس کام کی وصیت کر رکھی ہے کہ ہمارے بعد تم بھی ایسا کرنا؟ ان دونوں قوموں کے حالات دیکھنے والے کو

خیال ہو گا کہ ایسا ہی کیا ہو گا مگر دراصل یہ بات نہیں بلکہ یہ لوگ بذات خود سرکش قوم ہیں۔ پس تو اے نبی! ان سرکشوں سے منہ

پھیر لے یعنی بعد تبلیغ کے ان کی بیسودہ گوئی کی کچھ پروا نہ کر، ایسا کرنے میں تجھ کو کسی طرح کی ہماری طرف سے یا پبلک کی

جانب سے کوئی ملامت نہیں۔ ہاں تو اپنے کام میں لگا رہو اور وعظ و نصیحت کرتا رہ کیونکہ نصیحت ایمانداروں کو فائدہ دیا کرتی ہے۔

کسی سرکش گروہ کی سرکشی یا کسی مخالف شخص کی مخالفت سے اصلاح کا کام چھوڑنا نہیں چاہیے۔ ورنہ کسی وقت بھی اصلاحی کام نہ

چل سکے گا کیونکہ جب کبھی اصلاح شروع کی جاوے گی معاندین مقابلے پر کھڑے ہو جائیں گے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝ مَا أُرِيدُ مِنْكُمْ مِنْ رِزْقٍ وَمَا

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں اور میں ان سے رزق کا طالب نہیں ہوں اور نہ یہ

أُرِيدُ أَنْ يُطْعَمُونَ ۝ إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِينُ ۝ فَإِنَّ

چاہتا ہوں کہ مجھے کھانا کھلائیں' اللہ ہی بڑا رزق دینے والا' قوت والا' زبردست ہے۔ ان ظالموں کے

لِلَّذِينَ ظَلَمُوا ذُنُوبًا مِّثْلَ ذُنُوبِ أَصْحَابِهِمْ فَلَا يَسْتَعْجِلُونَ ۝ قَوْلٍ

ذمہ بہت سے گناہ لگے ہوئے ہیں جیسے ان سے پہلے لوگوں کے ذمہ تھے پس یہ لوگ جلدی نہ کریں پھر جس دن کے

لِلَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ يَوْمِهِمُ الَّذِي يُوعَدُونَ ۝

عذاب سے ان کو ذرا یا جاتا ہے اس دن منکروں کے لئے افسوس ہوگا

تو کیا ان کے ایسا کرنے سے کام چھوڑ دیا جائے گا؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ جہاں سرکش اور مفسد لوگ ہیں سلیم القلب

اور اصلاح پسند بھی دنیا میں موجود ہیں۔ میرے (خدا کے) نزدیک وہی لوگ مومن ہیں اور وہی لوگ خلق کائنات کے مقصود

کے حصول کا ذریعہ ہیں کیونکہ میں (خدا) گواہی ذات میں غنی ہوں، مجھے اپنے افعال میں کوئی ذاتی غرض ملحوظ نہیں ہوتی جس

سے میری ذاتی تکمیل ہو اور میں اپنا کوئی نقصان پورا کروں مگر یہ بھی تو ہے کہ بغیر کسی خاص غرض کے کوئی کام کرنا عقلمندی اور

حکمت سے خالی ہے۔ اس لیے میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔ اس عبادت کرانے

سے میری ذات میں کوئی تکمیل نہیں ہوگی بلکہ انہی کا فائدہ ہوگا اور میں ان کو پیدا کر کے ان سے رزق کا طالب نہیں ہوں اور نہ

یہ چاہتا ہوں کہ تنگی اور بھوک کے وقت مجھے کھانا کھلائیں 'ان تمام شہادت کے رفع کرنے کو اعلان کر دیجئے کہ اللہ ہی بڑا رزق

دینے والا' قوت والا' زبردست ہے۔ باوجود محتاج اور مرزوق خدا ہونے کے پھر بھی یہ لوگ اللہ کی بے فرمانی سے ظلم کا ارتکاب

کرتے ہیں تو جو لوگ ایسا ظلم کرتے ہیں جس میں مخلوق کی حق تلفی ہوتی ہے ایذا رسانی ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ بوجہ شرک

و کفر کے خدا کی بھی حق تلفی ہوتی ہے۔ ان ظالموں کے ذمہ بہت سے گناہ لگے ہوئے ہیں جیسے ان سے پہلے لوگوں کے ذمہ تھے

جو ایک روز ان کو بھگتتے ہوں گے۔ پس یہ لوگ جلدی نہ کریں وقت آتا ہے ان کو معلوم ہو جائے گا کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا

ہے۔ پھر جس دن کے عذاب سے ان کو ڈرایا جاتا ہے اس دن منکروں کے لیے اس روز افسوس ہوگا۔ وہ خود اپنی حالت کو قابل

افسوس پائیں گے۔ مگر وہ پچھتانا ان کو مفید نہ ہوگا۔ بہتر ہے کہ اس سے پہلے ہی انتظام کر لیں

﴿ فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِيَ الْبَصَارِ ﴾

۱۔ آج ۷ ستمبر ۱۹۲۱ء کو میں اس آیت کی تفسیر لکھ رہا ہوں ابر محیط ہے۔ بارش کی سخت ضرورت ہے، قحط نمودار ہے، آئندہ کو قحط کا مزید خطرہ ہے

کہ یکایک خدا کی رحمت نے بر محل نزول فرمایا تو میرے دل میں اس آیت کی تفسیر جو پہلے تھی اس مشاہدہ سے اور مضبوط ترین ذہن نشین ہو گئی کہ

واقعی خدا بڑا رزاق ہے جو ایک بارش سے کروڑ ہا ہند گان اور حیوانات کو رزق دے دیتا ہے سچ ہے۔

نہ بارد ہوا تانہ گوئی بیار زمین ناورد تانہ گوئی بیار

(منہ)

سورة الطور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

وَالطُّورِ ۝ وَكِتَابٍ مَّسْطُورٍ ۝ فِي رَقٍّ مَّنشُورٍ ۝ وَالْبَيْتِ الْمَعْمُورِ ۝

قسم ہے کوہ طور کی اور کتاب کی جو بڑے بڑے کاغذوں میں لکھی ہوئی ہے اور آباد گھر کی

وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوعِ ۝ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُورِ ۝ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۝ مَا

اور اونچی چھت کی اور جوش مارنے والے سمندر کی تمہارے پروردگار کا عذاب ضرور واقع ہوگا۔ اس کو

لَهُ مِنْ دَافِعٍ ۝ يَوْمَ تُنۡوَرُ السَّمَاۗءُ مَوۡرًا ۝ وَ تَسِيرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۝ قَوْلٍ

کوئی دفع کرنے والا نہیں ہوگا۔ جس روز آسمان بڑی تیز حرکت کرے گا اور پہاڑ بڑی سرعت سے پھریں گے پھر اس روز

يَوْمَ يَدْعُۢنَا لِّلۡمُكۡذِبِیۡنَ ۝ الَّذِیۡنَ هُمۡ فِي خَوۡصٍ یَّالۡعَبُونَ ۝ يَوْمَ یَدْعُونَ

مکذبین کی بڑی خرابی ہوگی جو بیوہ بکواسوں میں کھیل تماشا کرتے رہتے ہیں جس روز یہ لوگ جہنم

اِلٰی نَارِ جَهَنَّمَ دَعَا ۝ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِیۡ كُنۡتُمْ بِهَا تُكۡذِبُونَ ۝ اَفَصَحَّرَ هٰذَا

کی طرف دھکیلے جائیں گے۔ کہا جائے گا یہی آگ ہے جس کی تم لوگ تکذیب کیا کرتے تھے بھلا یہ جادو ہے

اَمۡرَانۡتُمْ لَا تُبۡصِرُونَ ۝

یا تم نہیں دیکھتے۔

سورة الطور

اے ہمارے پیغمبر علیک السلام! آئندہ کے وعدوں کی بابت جو کچھ ہم بتاویں تجھے تو اس کے ماننے میں کسی طرح کا شک نہیں ہے البتہ تیرے مخالفوں کو ضرور انکار ہے۔ سو ہمیں قسم ہے کوہ طور کی اور الہامی کتاب قرآن مجید کی جو بڑے بڑے کاغذوں میں لکھی ہوئی ہے اور آباد گھر یعنی عبادت خانوں کی (جن میں ملائکہ اور انسان بکثرت آیا جایا کرتے ہیں) بلند اور اونچی چھت کی طرح آسمانوں کی اور جوش مارنے والے سمندر کی۔ ان قسموں کا جواب کیا ہے وہ سنو تمہارے پروردگار کا عذاب جو بد کاریوں پر موعود ہے ضرور واقع ہوگا اس کو کوئی دفع کرنے والا نہیں۔ وہ اس روز ہوگا جس روز آسمان فنا ہونے سے کچھ پہلے حکم الہی کے ماتحت اپنے محور پر بڑی تیز حرکت کرے گا اور پہاڑ بڑی سرعت سے پھریں گے یعنی آسمان زمین اور پہاڑ سب کی حرکت موجودہ حرکت سے بہت تیز ہو کر دنیا کو فنا کر دے گی اس کے بعد نئے سرے سے دنیا بنے گی۔ اس روز کا نام روز قیامت ہے۔ پھر اس روز مکذبین یعنی خدا اور اس کے رسولوں کے حکموں کی تکذیب اور انکار کرنے والوں کی بڑی خرابی ہوگی جو بیوہ بکواسوں میں کھیل تماشا کرتے رہتے ہیں جس روز یہ لوگ بڑی ذلت اور خواری سے جہنم کی طرف دھکیلے جائیں گے جب اسے دیکھ کر چیں بچیں ہوں گے تو ان کو کہا جائے گا یہی وہ جہنم کی آگ ہے جس کی تم لوگ تکذیب کیا کرتے تھے بلکہ بتانے والوں کو کبھی سا حراور کبھی مسحور کہا کرتے تھے۔ بھلا دیکھو تو سہی یہ جو تم کو اس وقت نظر آرہا ہے یہ جادو ہے جس کی وجہ سے تم معدوم چیز کو موجود سمجھتے ہو یا تم نہیں دیکھتے۔ ذرا آنکھ کھول کر دیکھو تو سہی تمہارے سامنے کیا ہو رہا ہے؟

وَأَمَدَدْنَاهُمْ بِمَالِكِهِ وَكَيْمٍ وَمِنَّا يُشْتَمُونَ ﴿۳۷﴾ يَتَنَزَعُونَ فِيهَا كَأَسَلًا لَعْنُوا

اور ہر طرح کے پھل پھول اور ہر قسم کے گوشت سے جو بھی وہ چاہتے ہیں ہم نے ان کو وافر دے رکھا ہے۔ وہ اس میں ایک دوسرے کو پیالے بھر بھر کر دے رہے ہیں

فِيهَا وَلَا تَأْثِيمٌ ﴿۳۸﴾ وَيُطَوَّفُ عَلَيْهِمْ غُلَمَانٌ لَهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤُ مَكْنُونٌ ﴿۳۹﴾ وَأَقْبَلَ

اس میں نہ لغو حرکت اور نہ گناہ کا کام ہے اور ان کے چھوٹے چھوٹے بچے ان کے ارد گرد بھر رہے ہیں گویا وہ چپتے ہوئے موتی ہیں اور وہ ایک دوسرے سے

بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿۴۰﴾ قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ﴿۴۱﴾

کی طرف متوجہ ہو کر باہمی سوال کریں گے۔ وہ کہیں گے ہم تو اس سے پہلے اپنے اہل و عیال میں ڈرتے رہتے تھے

فَمَنَّ اللَّهُ عَلَيْنَا وَوَقَدْنَا عَذَابَ النَّعِيمِ ﴿۴۲﴾ إِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوهُ ۗ إِنَّهُ

خدا نے ہم پر احسان کیا اور ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیا۔ ہم تو پہلے سے اسی کو پکارتے تھے بے شک وہی

هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ﴿۴۳﴾ فَذَكِّرْ فَمَا أَنْتَ بِنِعْمَتِ رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ﴿۴۴﴾

بڑا محسن مہربان ہے۔ پس تو نصیحت کیا کر تو خدا کے فضل سے نہ تو کاہن ہے نہ مجنون ہے۔

اور ہر طرح کے پھل پھولوں اور ہر طرح کے گوشت سے جو بھی وہ چاہتے ہیں ہم نے ان کو خوب وافر دے رکھا ہے۔ وہ اس

بہشت میں ایک دوسرے کو شراب کے پیالے بھر بھر کر دے رہے ہیں کیسی شراب؟ ایسی کہ اس میں نہ نشہ اور نہ نشہ کے اثر

سے کوئی لغو حرکت اور نہ کوئی گناہ کا کام ہے۔ اس کے علاوہ ان پر ایک مہربانی یہ بھی ہے کہ وہ متوحشانہ زندگی نہیں گزارتے بلکہ

خانگی صورت میں جو امور دل بستگی کا ذریعہ ہوتے ہیں ان کو یہاں بھی میسر ہیں۔ مثلاً ان کی بیویاں ہیں اور ان کے چھوٹے

چھوٹے بچے جو لڑکپن میں دنیا میں مر گئے یا ان کی حسب خواہش وہاں جنت ہی میں پیدا ہوئے ہیں ان کے ارد گرد ایسے پھر رہے

ہیں گویا وہ چپتے ہوئے موتی ہیں۔ لطف یہ کہ وہ بچے بچے ہی رہیں گے تاکہ ان کی دل بستگی اور تفریح کا سبب بنے رہیں۔ وہ ان

بچوں کو دیکھ دیکھ کر دل خوش کریں اور وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر باہمی سوال کریں گے 'میاں اتنی بڑی نعمت ہم کو

کون سے عمل کے بدلے میں ملی ہے؟ ہمارے اعمال تو ایسے نہ تھے۔ اس لئے وہ کہیں گے ہم تو اس سے پہلے اپنے اہل و عیال میں

ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں ہماری سستی یا کم عملی کے باعث خدا ہم پر خفا نہ ہو جائے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا خوف ہی ہم کو کام

آ گیا اسی خوف کی برکت سے خدا نے ہم پر احسان کیا اور محض اپنے فضل و کرم سے ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیا اور نہ ہمارا نہ تو

کوئی وسیلہ تھا نہ ہمارا کوئی مددگار۔ اس لئے ہم تو پہلے ہی سے اسی کو پکارتے اور اسی سے دعائیں مانگا کرتے تھے اور دل میں یقین تھا

کہ بیشک وہی بڑا محسن اور اپنے بندوں پر مہربان ہے یہی ہمارا ایمان تھا اور یہی ہمارا کام۔ مختصر یہ کہ ہم اپنی دنیاوی زندگی میں

سوائے خدا کے کسی اور کو اپنا سہارا نہ جانتے تھے اور نہ اس کے سوا کسی سے حاجت طلب کرتے تھے اسی عقیدہ پر ہم خود رہے اور

دوسروں کو بھی بلایا۔ ساری زندگی میں ہماری یہی پکار رہی

لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

اے نبی! تو نے یہ سن لیا کہ سب سے اچھا اعتقاد اور اچھا کام یہ ہے کہ خدا کی طرف بلایا جائے پس تو لوگوں کو ان باتوں کی نصیحت

کیا کر تو خدا کے فضل سے نہ تو کاہن ہے نہ لوگوں پر دم بھڑا کرے نہ مجنون ہے۔ یہ تو سب کچھ ان لوگوں کے خیالات کا عکس

ہے جو تجھے کبھی کبھی کہتے ہیں کبھی کبھی۔

شان نزول

۱۔ عرب کے لوگ آنحضرت ﷺ کے حق میں مختلف رائیں رکھتے تھے بلحاظ تاثیر کلام آپ کو کاہن کہتے۔ کاہن عرب میں جھاڑ بیونٹ ننانے

والے تھے اور بلحاظ مخالفت کرنے عام رائے کے آپ کو مجنون کہتے۔ ان دونوں خیالات کی تردید کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی۔

أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ تَتَّبِعُ بِهِ رَيْبَ الْمُنُونِ ۝ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُمْ

کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے؟ ہم اس کے حال پر انقلاب کا انتظار کرتے ہیں تو کہہ تم انتظار کر رہے ہو میں بھی تمہارے

مِنَ الْمُتَرَبِّصِينَ ۝ أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَاهُمُ بِهَذَا أَمْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُونَ ۝

ساتھ منتظر ہوں کیا ان کی منتظمان کو یہ رہنمائی کرتی ہیں یا یہ واقع میں سرکش لوگ ہیں؟

أَمْ يَقُولُونَ تَقْوَاهُ ۚ بَلْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ فليأتوا بحدِيثِ مَثَلِهِ إِن كَانُوا

کیا یہ کہتے ہیں کہ اس نے اس کو ازخود بنا لیا ہے بلکہ یہ لوگ خود ماننے والے نہیں۔ پس اگر یہ سچے ہیں تو اس جیسا کوئی کام

صَادِقِينَ ۝ أَمْ خَلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ۝ أَمْ خَلَقُوا

لے آویں۔ کیا لوگ بغیر کسی چیز کے پیدا ہو گئے ہیں یا یہ خود ہی اپنے خالق آپ ہیں؟ کیا انہوں نے آسمان

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ بَلْ لَا يُوقِنُونَ ۝ أَمْ عِنْدَهُمْ خَزَائِنُ رَبِّكَ أَمْ

اور زمین بنائے ہیں؟ بلکہ یہ لوگ یقین نہیں کرتے۔ کیا تیرے پروردگار کے خزانے ان کے پاس ہیں یا یہ

هُمُ الْمُصْطَبِرُونَ ۝ أَمْ لَهُمْ سُلْمٌ يَسْمَعُونَ فِيهِ ۚ

مقرر کئے گئے ہیں یا ان کے پاس کوئی میزھی ہے جس پر چڑھ کر سن پاتے ہیں؟

کیا یہ لوگ تیری نسبت یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے؟ اس کا کلام نظم نہیں مگر ناظموں کی طرح ہوائی قلعے بناتا اور خیالی پلاؤ

پکاتا ہے۔ ہم اس کے حال پر زمانہ کے انقلاب کا انتظار کرتے ہیں۔ چند روز تک اس کا شور و شر خود ہی ٹھنڈا پڑ جائے گا ہمارے

داخل دینے کی ضرورت نہ ہوگی۔ ایسے ویسے کئی ہوئے اور چلے گئے۔ اے نبی! تو ان سے کہہ کہ تم جو میرا انتظار کر رہے ہو میں

بھی تمہارے ساتھ تمہارے انجام کا منتظر ہوں۔ یقیناً تم لوگ خود دیکھ لو گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ کیا ان کی عقلیں

ان کی یہ رہنمائی کرتی ہیں کہ خدا کو چھوڑ کر اس کے رسول سے منہ موڑ کر اور طرف چلویا یہ واقع میں سرکش لوگ ہیں دیکھنے والا

ان کی نسبت کیا خیال کرے؟ ان کو یہ بے عقل سمجھے یا سرکش قرار دے؟ اسی قسم کی ان کی اور کئی باتیں ہیں جو ناقابل ذکر ہیں

کیا ان کو یہ زیبا ہے جو کہتے ہیں کہ اس محمد ﷺ نے اس قرآن کو ازخود بنا لیا ہے۔ ان کو ذرا خیال نہیں آتا کہ یہ ایسا آدمی نہیں جو

خود بنا لے بلکہ بات دراصل یہ ہے کہ یہ لوگ خود کسی سچی بات کو ماننے والے نہیں۔ پس اگر یہ اس دعویٰ میں سچے ہیں کہ اس

رسول نے خود بنا لیا ہے تو اس کے بنائے ہوئے کلام جیسا کوئی کلام لے آویں تاکہ معلوم ہو کہ یہ بناؤں ہے کیونکہ یہ کلام بلحاظ

الفاظ مفردہ اور مرصعہ کے دوسرے کلاموں کے مشابہ ہے اور اس کا سنانے والا کوئی تعلیم یافتہ نہیں۔ کیا یہ لوگ غور نہیں کرتے

کہ یہ بغیر کسی چیز کے آپ سے آپ پیدا ہو گئے ہیں یعنی ان کا کوئی خالق نہیں یا یہ خود ہی اپنے خالق آپ ہیں؟ ہرگز نہیں۔ نہ

خود خالق ہیں نہ بغیر خالق کے بنے ہیں بلکہ خالق کی مخلوق ہیں تو کیا انہوں نے آسمان و زمین بنائے ہیں جس کی وجہ سے یہ کچھ

دعویٰ رکھتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ انہوں نے کچھ نہیں بنایا بلکہ یہ لوگ کسی سچی بات پر یقین نہیں کرتے۔ بھلا یہ جو

اعتراضات کرتے کرتے یہاں تک پہنچ گئے ہیں کہ یہ بھی کہنے لگ جاتے ہیں کہ اس رسول کو رسالت کیوں ملی؟ یہ اس کا حق

دار کیسے بنا؟ اس کو رسالت خداوندی کیوں ملی؟ ملتی تو کسی بڑے امیر آدمی کو ملتی۔ کیا یہ لوگ اتنا بھی نہیں سوچتے کہ تیرے

پروردگار کے خزانے ان کے پاس ہیں کہ ان سے دریافت کر کے دے یا یہ اس تقسیم رسالت پر مقرر کئے گئے حاکم ہیں کہ ان کی

رائے لینی بھی ضروری تھی؟ کیا ان کے پاس کوئی میزھی ہے جس پر چڑھ کر آسمان سے باتیں سن پاتے ہیں؟

فَلْيَا تِ مُسْتَمِعُهُمْ سُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ اَمْ لَهَا الْبَنٰتُ وَلَكُمْ الْبَنُوْتُ ۙ اَمْ

اچھا پھر ان میں کا سننے والا اپنی کھلی دلیل لے آئے کیا خدا کے حصے میں لڑکیاں اور تمہارے حصے میں لڑکے ہیں؟ کیا تو

تَسْأَلُهُمْ اَجْرًا ۙ فَهُمْ مِّنْ مَّغْرَمٍ مُّثْقَلُوْنَ ۝ اَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُمُوْنَ ۙ

ان سے مزدوری مانگتا ہے کہ وہ اس کے قرض سے دے جاتے ہیں یا ان کے پاس غیب کا علم ہے کہ اس کو لکھتے ہیں

اَمْ يُرِيْدُوْنَ كَيْدًا ۙ فَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا هُمْ الْمَكِيْدُوْنَ ۙ اَمْ لَهُمْ اِلٰهُ

کیا یہ کوئی مکر فریب کرنا چاہتے ہیں؟ بلکہ بے ایمان لوگ خود خدا کی پکڑ میں آجائیں گے۔ کیا ان کے لئے اللہ کے سوا کوئی

غَيْرُ اللّٰهِ ۙ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَاِنْ يُّرْوٰ كَسْفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا

اور معبود ہے؟ خدا ان کے شرک سے پاک ہے اور اگر کوئی ٹکڑا آسمان سے گرا ہوا پالیں تو کہیں گے

يَقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ۝ فَذَرَهُمْ حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ فِيْهِ

یہ تو ہما ہوا بادل ہے تو ان کو چھوڑ دے یہاں تک کہ اپنے دن کو پائیں جس میں یہ لوگ بے ہوش ہو

يُضَعَّفُوْنَ ۙ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُوْنَ ۙ وَاِنْ

جائیں گے جس روز نہ ان کی چال بازی کچھ کام آئے گی نہ ان کو مدد پہنچے گی۔ جو لوگ

لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا عَذَابًا دُوْنَ ذٰلِكَ

ظالم ہیں ان کے لئے اس سے پہلے ایک عذاب ہے

اچھا پھر ان میں کا سننے والا اپنی سنی ہوئی آواز کھلی دلیل کی شکل میں لے آئے۔ ان کی کس کس بات کا ذکر کریں۔

جو بات کی خدا کی قسم لا جواب کی

ان سے پوچھو تو بھلا یہ بھی کوئی بات ہے جو تم کہتے ہو کہ فرشتے خدا کی لڑکیاں ہیں کیا خدا کے حصے میں لڑکیاں اور تمہارے حصے میں

لڑکے ہیں؟ یہ تقسیم تو ناقص ہے کہ زور دار صنف اولاد تمہارے حصے میں اور کمزور صنف خدا کے لئے۔ مگر ان کو یہ کہتے ہوئے

بات سمجھ نہیں آتی۔ بھلا یہ جو تیری اتنی سخت مخالفت کرتے ہیں کیا تو ان سے اپنے تبلیغی کام کی مزدوری مانگتا ہے کہ وہ اس کے

قرض کے بوجھ سے دے جاتے ہیں یا تیری مخالفت اس لئے کرتے ہیں کہ ان کے پاس غیب کا علم ہے کہ اس کو لکھتے ہیں اور اس لکھے

ہوئے میں تیری تصدیق نہ پا کر تیری مخالفت پر تلے بیٹھے ہیں؟ کچھ شک نہیں تو کیا یہ تیرے برخلاف کوئی مکر فریب کرنا چاہتے

ہیں؟ ہرگز کامیاب نہ ہوں گے بلکہ بے ایمان لوگ خود خدا کی پکڑ میں آجائیں گے کیا ان کے لئے اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے؟

کوئی نہیں معاذ اللہ خدا انکے شرک سے پاک ہے۔ ان میں سے کوئی بات بھی نہیں بلکہ صرف خدا اور عباد ہے اور کچھ نہیں۔ ان کی

ضد کی حد ہو گئی ہے۔ اگر کوئی ہما ہوا ٹکڑا یعنی از قسم پتھر وغیرہ آسمان سے گرا ہوا پالیں جو بندوں کو بدکاری پر بطور ہم کے گولہ کے

بجگم الٹی اوپر سے گرتا دیکھیں تو یہی کہیں گے کہ یہ تو ہما ہوا بادل ہے اس میں عذاب وغیرہ کچھ نہیں۔ حسب معمول پہاڑ سے جما

ہو پانی گر پڑا ہے دگر بیچ۔ پس جب ان کی نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے تو اے نبی! تو ان کو چھوڑ دے جو چاہیں کریں یہاں تک کہ یہ

لوگ خود بخود اپنے جزا و سزا کے دن کو جس کا وعدہ دیئے جاتے ہیں پائیں جس میں مارے صدمات رنج و غم کے یہ لوگ بیہوش ہو

جائیں گے یعنی جس روز نہ ان کی چال بازی کچھ کام آئے گی نہ ان کو مدد پہنچے گی۔ یہ مت سمجھو کہ آخری عذاب ہی پر منحصر ہے، نہیں

بلکہ جو لوگ خدا کے نزدیک ظالم ہیں ان کے لئے اس بڑے عذاب سے پہلے ایک عذاب ہے جو دنیا ہی میں ان کو پہنچے گا۔

وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۱۰﴾ وَأَصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ

مگر ان میں سے بہت سے لوگ نہیں جانتے اور اپنے پروردگار کے حکم کے مطابق صبر کئے جا کچھ شک نہیں کہ تو ہمارے سامنے ہے۔

بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ﴿۱۱﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ﴿۱۲﴾

اور جب اٹھا کرے تو اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھا کر اور ستاروں کے غروب ہوئے پیچھے بھی تسبیحات پڑھا کرے۔

سورة النجم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم والا ہے

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ﴿۲﴾ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ

بڑے ستارے کی قسم ہے جب وہ جھکتا ہے۔ تمہارا ہم نشین نہ گمراہ ہوا نہ بھکا ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہش سے

الْهَوَىٰ ﴿۳﴾ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ﴿۴﴾ عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ﴿۵﴾ ذُو مِرَّةٍ ﴿۶﴾

نہیں بولتا۔ وہ خدا کی طرف سے وحی ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے اس کو بڑے قوی زبردست نے تعلیم دی ہے تو وہ تیار

فَاسْتَوَىٰ ﴿۷﴾

ہو گیا۔

مگر ان میں سے بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ پس تو اپنے کام میں لگا رہ اور اپنے پروردگار کے حکم کے مطابق صبر کئے جا کچھ شک نہیں کہ تو ہمارے سامنے ہے اور جب کبھی کسی مجلس میں بیٹھ کر اٹھا کرے تو اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھا کر اور رات کو بھی تسبیح پڑھا کر اور ستاروں کے غروب ہوئے پیچھے یعنی بعد نماز صبح بھی تسبیحات یعنی سبحان اللہ و بحمدہ پڑھا کر۔

سورة النجم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

لوگو! ہم کو بڑے ستارے کی قسم ہے جب وہ غروب کی جانب جھکتا ہے یعنی جس وقت طلوع صبح قریب ہوتا ہے۔ تمہارا ہم نشین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نہ خدائی راستے سے گمراہ ہوا نہ بھکا ہے کیونکہ وہ خدا کا رسول ہے اور وہ اپنی نفسانی خواہش سے نہیں بولتا کہ جو جی میں آیا کہہ دیا بلکہ وہ یعنی اس کا کلام جو دینی رنگ اور مذہبی صورت میں ہوتا ہے وہ خدا کی طرف سے وحی ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے۔ پھر اس میں کجی یا بے راہی کی گنجائش کہاں۔ خاص کر اس وجہ سے کہ اس نبی کو بڑے قوی زبردست سب سے بالاتر خدا نے روحانی تعلیم دی ہے تو اس تعلیم سے وہ نبی کا مفوضہ پر تیار ہو گیا۔

۱۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور علیہ السلام جب مجلس سے اٹھے تو آپ یہ دعا پڑھتے ﴿سبحانک اللہم وبحمدک اشہدان لا الہ الا انت استغفرک التوب الیک﴾ فرمایا جو کوئی مجلس سے اٹھے ہوئے یہ کلمات پڑھ لے اگر اس مجلس میں اس نے نیکی کی ہوگی تو اس پر مرگ کر محفوظ ہو جائے گی اور اگر برائی کی ہوگی تو خدا کے ہاں سے اس گناہ کی بخشش ہوگی۔ غالباً حضور کا یہ عمل اس آیت کی تعمیل ہے۔

۲۔ اس میں اشارہ ہے کہ عرب بلکہ دنیا ساری کا طلوع فجر قریب ہے۔ آفتاب رسالت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیت کے ذریعے سے (منہ)

وَهُوَ بِالْأُفُقِ الْأَعْلَى ۝ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ

اور وہ بلند تر چوٹی پر تھا پھر وہ لگا اور جھکا رہا پھر وہ کمان کے دو گوشوں کے برابر بلکہ اس سے بھی بہت

أَدْنَى ۝ فَأَنزَلْنَاهُ فِي عَيْنَيْهِ مَنَا أَوْحَى ۝ مَا كَذَّبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَى ۝ أَفَتَمُرُونَهُ

قریب ہو گیا۔ پس خدا نے اپنے بندے کی طرف جو کچھ وحی کرنا تھا کر دیا، جو کچھ اس نے ملاحظہ کیا اس کے دل نے اس کو جھوٹ نہ سمجھا۔ کیا پھر بھی تم لوگ

عَلَى مَا يَرَى ۝ وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَى ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى ۝ عِنْدَهَا

اس سے بھگڑتے ہو اس واقعہ پر جو وہ دیکھ رہا ہے حالانکہ اس نے اس کو ایک دفعہ اور سدرة المنتہی کے پاس دیکھا اس کے پاس

جَنَّةِ الْمَأْوَى ۝ إِذْ يُعْطَى السِّدْرَةَ مَا يَعْشَى ۝ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى ۝

جنت الماویٰ ہے جس وقت سدرة پر عجیب کیفیت چھا رہی تھی آنکھ نہ بھکی نہ اچٹ گئی

لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى ۝ أَفَوَيْتُمْ لِلَّهِ وَالْعَرْشِ ۝ وَمَنْوَةٌ

اس نے اپنے رب کی بہت بڑی بڑی نشانیاں دیکھیں۔ بھلا تم لات عزی اور تیسرے منات پر بھی

الثَّالِثَةَ الْأُخْرَى ۝ أَلَمْ يَذْكُرْ لَهُ الْإِنشَى ۝

غور کیا۔ کیا تمہارے لئے بیٹے اور خدا کے لئے بیٹیاں؟

اور اس وقت وہ محمد نبی ﷺ بلحاظ انسانی مدارج کے بلند تر چوٹی پر تھا۔ پھر وہ خدا کی طرف لگا اور جھکا رہا پھر روحانی قرب میں وہ اتنا

بڑھا کہ کمان کے دو گوشوں کے برابر بلکہ اس سے بھی بہت قریب ہو گیا۔ پس جب وہ روحانی قرب میں اس حد تک پہنچا تو اس

وقت خدا نے اپنے اس بندے محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف جو کچھ وحی کرنا تھا کر دیا۔ یہ اس کی نبوت کا پہلا دن تھا اس وقت اس

کا قلب اس حد تک صاف اور مصفا ہو چکا تھا کہ جو کچھ اس نے حالت کشف میں ملاحظہ کیا اس کے دل نے اسے جھوٹ نہ سمجھا

بلکہ سچاپایا کیونکہ دل بھی اس کا صاف شفاف تھا۔ کیا پھر بھی تم لوگ اس نبی سے جھگڑتے ہو۔ اس واقعہ پر جو وہ اپنی کشفی آنکھ

سے دیکھ رہا ہے۔ حالانکہ اس نے پہلی مرتبہ حالت کشفی میں جو کچھ دیکھا تھا شب معراج میں اس کو ایک دفعہ اور سدرة المنتہی

کے پاس دیکھا جہاں پر تمام مراتب کمال انسانیہ ختم ہو جاتے ہیں۔ اس سدرة کے پاس جنت الماویٰ ہے جس میں نیک لوگوں کا

مقام ہے۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جس وقت اس سدرة پر بطور جسمانی تمشل کے عجیب کیفیت چھا رہی تھی جس کی کیفیت بیان

کرنے اور سننے میں نہیں آسکتی۔ اس سدرة کو دیکھنے سے دیکھنے والے (رسول اللہ ﷺ) کی آنکھ اس وقت نہ بھکی نہ اچٹ گئی بلکہ

صاف صاف واقعات اس کے سامنے نمودار رہے۔ اس دیکھنے والے نبی نے اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں۔ مطلب

اس سارے بیان سے یہ ہے کہ نبی کی مثال سوا کچھ کی ہے اور تمہاری مثال اندھے کی۔ اندھا سوا کچھ کی شہادت کو مسترد نہیں

کر سکتا۔ پھر تم لوگ کیسے اس نبی کی بات کو رد کر سکتے ہو۔ کیا بھلا تم نے اپنے ان معبودوں لات، عزی اور تیسرے منات پر بھی

کبھی غور کیا۔ یہ کیا ہیں؟ سنو تمہارے ہاتھوں کے بنائے ہوئے مصنوع ہیں، کیا تم ان میں معبودیت کی کوئی نشانی پاتے ہو؟ پھر

کیوں ان کو پوجتے ہو۔ کیا یہ خیال تمہارا بالکل ایسا ہی ہے جیسا تم گمان کرتے ہو کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں۔ کیا تمہارے لیے

بیٹے یعنی نرینہ اولاد اور خدا کے لیے بیٹیاں سبجان اللہ!

ل معراج کی کیفیت حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے حجۃ اللہ البالغہ باب الاسرار میں خوب لکھی ہے، اس سے ملاحظہ کریں۔ (منہ)

تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَةٌ ۝ إِنَّ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمِيَّتُوهَا أَنْتُمْ وَ آبَاؤُكُمْ

یہ تقسیم بڑے نقصان والی ہے۔ یہ معبود صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ

مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۚ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ ۚ

لئے ہیں خدا نے ان ناموں کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی۔ یہ لوگ صرف اپنے گمان کی اور اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں

وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنْ رَبِّهِمْ الْهُدٰى ۚ ۝ أَمْرٌ لِلْإِنْسَانِ مَا تَمْتٰى ۚ ۝ فَلْيَلْهِمِ الْأَخِرَةَ

حالانکہ ان کے پاس ان کے پروردگار کے ہاں سے ہدایت آچکی ہے۔ کیا کوئی انسان من مانی خواہش پاسکتا ہے؟ اول آخر اللہ ہی کے

وَالأُولٰٓئِ ۚ ۝ وَكَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مَنْ

اختیار میں ہے اور آسمانوں میں کئی فرشتے ہیں ان کی سفارش بھی کسی کام نہیں آتی لیکن اللہ کی اجازت دینے

بَعْدَ أَنْ يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُرِضُ ۚ ۝ إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

اور پسند کرنے کے بعد جو لوگ آخرت سے منکر ہیں وہ فرشتوں

لَيَسْتَوْنَ الْمَلَكَةَ تَسْوِيَةً الْأُنثٰى ۚ وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ ۚ ۝ إِنْ يَتَّبِعُونَ

کو عورتیں کہتے ہیں حالانکہ ان کو اس بارے میں کوئی علم نہیں سوائے اکل پچھ

إِلَّا الظَّنَّ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا ۚ

باتوں کے اور حقانیت کے موقع پر ظنی امور کچھ فائدہ نہیں دے سکتے

سچ تو یہ ہے کہ یہ تقسیم بڑے نقصان والی ہے۔ نقصان کن کا؟ لڑکی والے کا۔ تم لوگ جس کی رتبے کی نگاہ سے لڑکی والے کو

دیکھتے ہو وہ تمہیں خوب معلوم ہے اس حیثیت سے خدا کی جانب نقصان میں رہے گی۔ پھر تو تم مخلوق ہو کر خالق سے اچھے

رہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ تمہارے معبود صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لیے ہیں۔ کسی کا نام

مشکل کشار کھا ہے تو کسی کا حاجت روا کسی کا داغ بخش ہے تو کسی کا سنگیر یہ سب نام ہی نام ہیں اصل حقیقت میں اس وصف

کی کوئی مخلوق نہیں ہے۔ خدا نے ان ناموں پر کوئی نقلی دلیل نازل نہیں فرمائی بلکہ یہ لوگ دراصل صرف اپنے گمان کی اور اپنی

خواہشات نفس کی پیروی کر رہے ہیں۔ جدھر ان کے مجلسی دوست اور برادری کے لوگ پرانی رسوم کے ماتحت بلاتے ہیں

ادھر ہی چلے جاتے ہیں حالانکہ ان کے پاس ان کے پروردگار کے ہاں سے رہنمائی کے لیے بذریعہ قرآن ہدایت آچکی ہے۔ کیا

اس ہدایت کو چھوڑ کر کوئی انسان من مانی خواہش پاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں کیونکہ اول آخر سب کچھ اللہ ہی کے اختیار میں ہے کسی

سعی کو نتیجہ آور بنانا اللہ ہی کا کام ہے اور کسی دوسرے کا نہیں۔ سنو! آسمانوں میں کئی فرشتے ہیں جو خود تو کسی کی مدد کیا کریں گے

ان کی سفارش بھی جو خدا کو منظور نہ ہو کسی کام نہیں آتی۔ لیکن اللہ کے اجازت دینے اور پسند کرنے کے بعد مفید ہوتی ہے۔

اس لحاظ سے سفارش بھی خدا ہی کے قبضہ اختیار میں ہے۔ لہذا کسی سفارشی کی پوجا بھی جائز نہیں۔ پس تم ان غلط خیالات کو

چھوڑو اور اللہ کی خالص توحید پر ایمان لاؤ اور سنو جو لوگ آخرت سے منکر ہیں وہ فرشتوں ہی کو عورتیں کہتے ہیں اور ان کا نام

بنات اللہ تجویز کرتے ہیں حالانکہ ان کو اس بارے میں کوئی علم نہیں سوائے اکل پچھ باتوں کے اور یہ تو قانون عقلی ہے کہ

حقانیت کے موقع پر جہاں دلائل قطعیہ کی ضرورت ہو وہاں ظنی اور وہی امور کچھ فائدہ نہیں دے سکتے۔

۱۔ ظن کے معنی ہیں راجح خیال۔ مگر ایسے مواقع میں ظن کے معنی ہوتے ہیں وہاں باطلہ۔ (منہ)

فَاعْرِضْ عَنْ مَنْ كَوَّلَهُ ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ إِلَّا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۗ ذٰلِكَ

جس جو کوئی ہماری ہدایت سے روگردانی کرے اور سوائے دنیا کے کچھ نہ چاہے ایسے لوگوں سے تو بھی روگردانی اختیار کیجیو۔ ان کا مہلتا ہے

مَنْ يُكْفِهِمْ مِنَ الْعِلْمِ ۗ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۗ وَهُوَ أَعْلَمُ

علم یکی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے سے جو ہٹکے ہوئے وہ ان کو خوب جانت ہے اور جو اس کی راہ پر

يَمِنُ اهْتَدَى ۗ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ

ہدایت یاب ہیں ان کو بھی خوب جانتا ہے اور جو کچھ آسمان و زمین میں ہے سب اللہ ہی کی ملک ہے۔ برے کام کرنے والوں کو ان کے کاموں

اَسَاءُوا بِمَا عَمِلُوْا وَيَجْزِي الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰی ۗ الَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ

کا بدلہ دے گا اور نیک کام کرنے والوں کو نیک عوض عطا کرے گا۔ جو لوگ بڑے بڑے گناہ کے کاموں اور فحش امور

كَبِيْرِ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشِ اِلَّا اللّٰمَمَ ۗ اِنَّ رَبَّكَ وَاَسِعُ الْغُفْرٰتِ ۗ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ

سے بچتے رہتے ہیں مگر چھوٹی چھوٹی لغزشیں ان سے ہو جاتی ہیں تمہارے پروردگار کی بخشش بڑی وسیع ہے وہ تمہارے حال سے اس وقت سے

اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاذْ اَنْتُمْ اَجْنَةٌ فِي بُطُوْنِ اُمَّهَاتِكُمْ ۗ

خوب واقف ہے جب اس نے تم کو زمین سے پیدا کیا تھا اور جب تم اپنی ماؤں کے رحموں میں پئے تھے

پس تو اے نبی! یہ عقلی اور نقلی ہدایت ان کو سنادے اور اس سنانے کے بعد بھی جو کوئی ہماری ہدایت سے روگردانی کرے

اور سوائے دنیوی فوائد کے کچھ نہ چاہے یعنی اس کی غرض و غایت صرف یہ ہو کہ جس طرح بن پڑے دنیا مل جائے خدا ملے

نہ ملے مگر فوائد دنیا حاصل ہو جائیں۔ ایسے لوگوں سے تو بھی روگردانی اختیار کیجیو کیونکہ ان کا مہلتا ہے علم یکی ہے بھلا تم ان کو

کیا سمجھاؤ گے۔ ان کا اور تمہارا اصولی اختلاف ہے، تم اس اصول پر ہو کہ علم کا نتیجہ دیرپا اور انجام بخیر ہونا چاہئے اور وہ اس

اصول پر ہیں کہ نقد ادھار سے بہر حال بہتر ہے اس لیے وہ فوری فوائد کے حاصل کرنے میں کوشاں رہتے ہیں اور اخروی

اور دائمی فوائد سے غافل ہیں۔ یہ ان کے علم کا مہلتا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اپنے علم سے دائمی اور پائیدار فائدہ حاصل کرتے

جس علم سے پائیدار فائدہ نہیں وہ علم نہیں جمل ہے۔ ایسے لوگ گویا زبان سے کتنا ہی بنیں اور اپنے آپ کو بنا سکیں اللہ تعالیٰ

کے راستے سے جو ہٹکے ہوئے ہیں وہ ان کو خوب جانتا ہے اور جو اس کی راہ پر ہدایت یاب ہیں ان کو بھی خوب جانتا ہے اُسے

کسی کے بتانے اور جتانے کی حاجت نہیں۔ اس کا علم سب کو شامل ہے۔ کیونکہ شامل نہ ہو جبکہ وہ بذاتہ نور ہے اور جو کچھ

آسمان و زمین میں ہے سب اللہ ہی کی ملک ہے تو کیا وہ اپنی مملوک سے بے خبر ہو جائے؟ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس مالکیت کا نتیجہ

یہ ہو گا کہ آخرت میں برے کام کرنے والوں کو ان کے کاموں کا برابر بدلہ دے گا اور نیک کام کرنے والوں کو نیک عوض عطا

کرے گا چونکہ ایک روز ایسا ضرور آنے والا ہے اس لیے ابھی سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جو لوگ بڑے بڑے گناہ کے کاموں

سے اور بالخصوص بے حیائی اور فحش امور سے بچتے رہتے ہیں مگر چھوٹی چھوٹی لغزشیں ان سے ہو جاتی ہیں جو تقاضائے

بشریت ہے تو ایسے پرہیزگاروں کے لیے تمہارے پروردگار کی بخشش بڑی وسیع ہے، وہ ان کو گھیر لے گی اور ان کی سب

لغزشوں کو مٹا دے گی۔ وہ تمہارے حال سے اس وقت سے خوب واقف ہے جب اس نے تم کو یعنی تمہارے باپ آدم کو

زمین کی مٹی سے پیدا کیا تھا اور اس وقت سے بھی پہلے تمہارا واقف راز ہے جب تم اپنی ماؤں کے رحموں میں پئے تھے دنیا کی

کسی چیز سے واقف نہ تھے نہ اچھے برے کام کی تمہیں واقفیت تھی۔

فَلَا تَزْكُوا أَنْفُسَكُمْ ۖ هُوَ أَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقَى ۖ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي تَوَلَّى ۖ وَاعْظُ

پس تم اپنے آپ کو پاک صاف نہ سمجھا کرو خدا متقی لوگوں کو خوب جانتا ہے۔ کیا تم نے اس آدمی کو دیکھا جو روگردانی کرتا ہے اور بہت تھوڑا دیتا

قَلِيلًا ۖ وَآكُدْ ۖ أَعِنْدَهُ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرَى ۖ أَمْ لَمْ يُنَبِّأْ بِمَا فِي

ہے اور سخت دل ہو جاتا ہے۔ کیا اس کے پاس غیب کا علم ہے کہ اسے دیکھتا ہے؟ کیا اس کو موسیٰ اور ابراہیمؑ کے

صُحُفٍ مُّوسَىٰ ۖ وَإِبْرَاهِيمَ الَّذِي وَفَّى ۖ أَلَمْ تَرَ وَابِرَارَةَ وَذُرَّ اخْرُسِ ۖ

صحیفوں کی خبر نہیں جنہوں نے وفاداری کی تھی۔ یہ کہ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا

وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ ۖ وَأَنَّ سَعْيَهُ سَوْفَ يُرَىٰ ۖ ثُمَّ يُجْزَىٰ

اور یہ کہ انسان جو کچھ محنت کرے گا وہی پائے گا اور یہ کہ انسان اپنی کوشش دیکھ لے گا پھر اپنے کئے کا

الْجُزَاءِ الْأَوْفَىٰ ۖ وَأَنَّ إِلَىٰ رَبِّكَ الْمُنْتَهَىٰ ۖ وَأَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَىٰ ۖ

پورا پورا بدلہ پائے گا اور یہ کہ سب کی انتہا تمہارے پروردگار کی ذات پر ہے اور یہ کہ وہی خدا دنیا کو ہنساتا اور رلاتا ہے

بیرون رحم آ کر اب جو تم کو خبر ہوئی تو یہ سب اللہ تعالیٰ کے بتانے اور سکھانے سے ہوئی پس تم اپنے آپ کو پاک صاف نہ سمجھا

کرو خدا متقی لوگوں کو خوب جانتا ہے اس سے کوئی چھپا نہیں نہ اسے بتانے کی حاجت ہے۔ جو لوگ کچھ نیک کام کرتے ہیں وہ تو

رہے بجائے خود جو کچھ بھی نہیں کرتے وہ بھی اپنے آپ کو پاک و صاف جانتے ہیں۔ کیا تم نے اس آدمی کو دیکھا جو قبول حق

سے روگردانی کرتا ہے اور باوجود مالدار ہونے کے اللہ کی راہ میں بہت تھوڑا دیتا ہے اور پھر کوئی کتنا ہی کمے مگر سخت دل ہو جاتا

ہے۔ کیا مجال کہ کسی عاجز کے تڑپنے پر بھی اس کو رحم آجائے۔ باوجود اس کے کتنا ہے میں نجات کا مستحق ہوں۔ کیا اس کے پاس

غیب کا علم ہے کہ اسے یہ دیکھتا ہے کہ جس میں یہ لکھا ہے کہ باوجود سخت دل اور سنجوسی کے مستحق نجات ہے؟ کیا اس خیال

کرنے والے کو حضرات موسیٰ اور ابراہیم علیہما السلام کے صحیفوں کی خبر نہیں جنہوں نے خدائی احکام کی وفاداری پوری طرح کی

تھی۔ ان صحیفوں میں یہ لکھا تھا کہ کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا جیسا عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ یسوع مسیح ان کے گناہوں کا

محمل ہو کر کفارہ ہو گیا۔ یہ عقیدہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کی تعلیمات کے سراسر برخلاف ہے اور یہ بھی ان صحیفوں

میں درج ہے کہ انسان جو کچھ محنت کرے گا وہی پائے گا کسی اپنے جیسے انسان پر بھروسہ کر کے نقصان اٹھائے گا اور یہ بھی ان میں

درج ہے کہ انسان اپنی کوشش کے نتائج دیکھ لے گا پھر اپنے کئے کا پورا پورا بدلہ پائے گا اور یہ بھی ان کتب میں درج ہے کہ سب

چیزوں کی نقل و حرکت کی انتہا تمہارے پروردگار کی ذات پر ہے۔ سلسلہ کائنات میں گواہی دوسری سے وابستہ ہے مگر

درحقیقت سب کڑیاں خدا کی ذات سے وابستہ ہیں۔ بالکل اس طرح جس طرح ریل گاڑیاں ایک دوسرے سے جڑی ہوئی ہیں

مگر سب کی سب آخر کار انجن سے وابستہ ہیں۔ اس لیے خدا کی ذات سب کا سہارا اور سارے سلسلہ کائنات کی علت العلل

ہے۔ اسی لیے کہا گیا ہے۔

اوپو جان سست و جمال چوں کالبد کالبد از وے پزیر آبد

اور ان صحیفوں میں یہ بھی مرقوم ہے کہ وہی خدا دنیا کو خوشی دکھا کر ہنساتا ہے اور غمی دکھا کر رلاتا ہے۔

ل میرے خیال میں الذی موصول دونوں میں سے ہر ایک صفت ہے۔ اللہ اعلم۔ (منہ)

وَأَنَّهُ هُوَ أَمَاتٌ وَأَحْيَا ۖ وَآتَهُ ۖ خَلَقَ الزُّوجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَى ۖ مِنْ

وہی مارتا اور وہی جلاتا ہے۔ اس نے منی کے نطفے سے جو رحم میں ڈالا جاتا ہے دو قسم مرد

نُطْفَةٍ إِذَا تُمْنَى ۖ وَأَنَّ عَلَيْهِ النَّشْأَةَ الْأُخْرَى ۖ وَأَنَّهُ هُوَ أَعْنَى وَأَقْنَى ۖ

اور عورت پیدا کئے۔ وہ دنیا کو دوبارہ ضرور پیدا کرے گا اور تحقیق وہی منی کر دیتا ہے اور گذارا تک کر دیتا ہے

وَأَنَّهُ هُوَ رَبُّ الشَّعْرَى ۖ وَأَنَّهُ أَهْلَكَ عَادًا الْأُولَى ۖ وَشَمُودًا فَمَا أَبْقَى ۖ

اور یہ کہ ستارہ شعرئی کا پروردگار بھی وہی ہے اور اسی نے پہلی قوم عاد کو ہلاک کر دیا اور قوم ثمود کو فنا کیا کہ ان میں سے کوئی نہ چھوڑا

وَقَوْمَ نُوحٍ مِنْ قَبْلُ مَا نُهِمُ مَا كَانُوا هُمْ أَظْلَمَ وَأَطْغَى ۖ وَالْمُرْتَفِكَةَ أَهْوَى ۖ

اور قوم نوح کو بہت پہلے اس نے تباہ کیا کیونکہ وہ بڑے ظالم اور بڑے سرکش تھے اور قوم لوط کی اپنی بستیوں کو گرا دیا

فَعَشَى مَا عَشَى ۖ فَإِنِّي الْآءِ رَبِّكَ تَتَمَارَى ۖ هَذَا نَذِيرٌ مِّنَ النَّذِيرِ

پھر ان کو خوب ڈھانپ دیا پس بتاؤ کہ اپنے رب کی کوئی مہربانی میں تم شک کرتے ہو؟ یہ سمجھانے والا بھی پہلے سمجھانے والوں میں سے

الْأُولَى ۖ أَزْفَتِ الْأَرْفَةُ ۖ كَيْسَ لَهَا مِنْ دُونِ اللَّهِ كَاشِفَةٌ ۖ

ایک ہے۔ وہ آزد بھی آنے والی ہے اس کو ظاہر کرنے والا سوائے خدا کے کوئی نہیں

وہی مارتا ہے اور وہی جلاتا ہے۔ اسی نے منی کے نطفے سے جو رحم میں ڈالا جاتا ہے دو قسم مرد اور عورت پیدا کئے اور نیک

و بد کاموں کی جزا و سزا دینے کی غرض سے وہ خدا دنیا کو دوبارہ ضرور پیدا کریگا اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق بدلہ دے گا

اور ان صحیفوں میں یہ بھی مرقوم تھا کہ تحقیق وہی لوگوں کو مال بکثرت عطا کر کے غنی کر دیتا ہے اور کمی کر کے گزارا تک کر دیتا

ہے اور سنو اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ تمام دنیا کا خاص کر ستارہ شعرئی کا پروردگار بھی وہی ہے جو لوگ کسی ستارے کو

شعرئی ہو یا کوئی اور پوجتے ہیں سخت گمراہ ہیں حالانکہ خدا ہی نے سب دنیا کو پیدا کیا اور اسی نے پہلی قوم عاد کو ہلاک کر دیا اور قوم

ثمود کو ایسا فنا کیا کہ ان میں سے کوئی نہ چھوڑا اور قوم نوح کو بہت پہلے اسی نے تباہ کیا کیونکہ وہ بڑے ظالم اور بڑے سرکش تھے۔

اس سرکشی کی سزا ان کو اچھی کافی ملی جس کے باعث وہ برباد ہو گئے اور قوم لوط کی الٹی بستیوں کو گرا دیا پھر ان کو پتھروں کی بارش

سے خوب ڈھانپ دیا۔ یہ سب واقعات تاریخی ہیں پس ان کو عبرت سے سنو اور نتیجہ پاؤ اور بتاؤ کہ اپنے پروردگار کی کون سی

مہربانی میں تم شک کرتے ہو؟ بتاؤ تو کیا کچھ خدا نے تم کو نہیں دیا؟ جسمانی نعمتیں دیں رزق دیا اولاد دی اس کے علاوہ تمہاری

ہدایت کے لیے سمجھانے والے رسول بھیجے چنانچہ یہ سمجھانے والا بھی پہلے سمجھانے والوں میں سے ایک ہے پھر تم اس سے

کیوں منکر ہوتے ہو؟ کیا تم چاہتے ہو کہ دنیا میں گمراہی پھیلی رہے اور اس کو روکنے کے اسباب پیدا نہ ہوں؟ نہ اس کی سزا کے

لیے کوئی وقت ہو؟ یہ دونوں خیالات غلط ہیں خدا اپنے بندوں کے حال پر مہربان ہے اس کی مہربانی کا مقتضی ہے کہ جس طرح وہ

بندوں کو رزق دینے کے لیے بارش کرتا ہے گمراہی سے نکالنے کے لیے سمجھانے والے انبیاء اور علماء پیدا کرتا ہے اور فیصلہ

عامہ کے لیے اس نے ایک وقت مقرر کر رکھا ہے جس کا نام آزد ہے وہ آزد کی گھڑی بھی آنے والی ہے مگر اس کو ظاہر کرنے

والا سوائے خدا کے اور کوئی نہیں بس وہی اس کو ظاہر کرے گا۔

ستارہ کا نام ہے جس کو ستارہ پرست پوجتے تھے۔

اَقِنْ هَذَا الْحَدِيثَ تَعْجُبُونَ ۝ وَلَنْ نَحْكُونَ وَلَا تَنْبُكُونَ ۝ وَانْتُمْ

کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روکتے نہیں ہو؟ اور تم بڑے

ساجدوں ۝ فَاسْجُدُوا لِلَّهِ وَاعْبُدُوا ۝

غافل ہو۔ پس اللہ کو سجدہ کیا کرو اور اسی کی عبادت میں لگے رہو۔

سورة القمر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَالنَّشَقُ الْقَمَرُ ۝ ۱ ۝ وَإِنْ يَرَوْا آيَةً يُعْرَضُوا وَيَقُولُوا سِحْرٌ مُّسْتَمَرٌّ ۝

قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ چکا اور اگر کوئی نشان نبوت دیکھتے ہیں تو منہ پھیر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ قدیمی جادو ہے

کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ ہیں؟ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مردے قبر سے اٹھیں اور جڑا اور سزا پائیں اور اس بات پر تم

ہنستے ہو اور روکتے نہیں ہو بلکہ محول کرتے ہو اور تم بڑے غافل ہو۔ یہ غفلت تمہارے حق میں سخت مضمر ہوگی پس اپنی بہتری

چاہتے ہو تو اللہ کو سجدہ کیا کرو یعنی اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرو اور اسی کی عبادت میں لگے رہو۔ سنو۔

سرجھکا کاہل نہ ہو اٹھ تو سہی بندہ ہونے کی علامت ہے یہی

سورة القمر

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

سنو جب قیامت قریب آگئی اور چاند پھٹ چکا۔ علامات قیامت ظاہر ہو رہی ہیں اور آئندہ بھی ہوتی جائیں گی مگر ان مشرکین

کی حالت قابل رحم ہے کہ اگر کوئی نشان نبوت دیکھتے ہیں تو منہ پھیر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ قدیمی جادو ہے جو دیکھنے والوں کو اپنا

قائل بنا کر چھوڑتا ہے۔ ان کے خیال میں اس قسم کے نشانات جادو ہیں جو بزعم ان کے انبیاء اولیاء کرتے آئے ہیں لہذا نبوت

کے صدق پر

شان نزول

۱۔ مشرکین عرب نے معجزہ طلب کیا تو رسول اللہ ﷺ نے بحکم الہی معجزہ شق القمر ان کو دکھایا جس کی صورت یہ تھی کہ ایک حصہ چاند کا پہاڑ کے

اوپر اور ایک اس سے ذرا نیچے نظر آیا۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ اس نے تو ہم پر جادو کر دیا مگر سارے لوگوں پر جادو نہیں ہو گا چنانچہ آنے والے

مسافروں سے انہوں نے دریافت کیا تو انہوں نے تصدیق کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ لوگو! تم اس معجزہ پر گواہ رہو۔ (بخاری وغیرہ) اس پر یہ

سورت نازل ہوئی۔

۲۔ قرآن مجید میں آیہ کے معنی تین آئے ہیں (۱) حکم شریعت (۲) نشانات قدرت (۳) نشان نبوت حکم شریعت کی مثال ہے ﴿یٰۤاٰیہین

اللہ لکم آٰیٰت﴾ (خدا تمہارے لیے اپنے حکم بیان کرتا ہے) نشان قدرت کی مثال ﴿وہی الارض آیت للموقنین﴾ (زمین میں نشان ہیں یقین

کرنے والوں کے لیے) نشان نبوت کی مثال ہے ﴿ہذہ ناقة اللہ لکم آیۃ﴾ (ثمودیوں کو کہا گیا یہ اونٹنی تمہارے لیے نشانی ہے) یعنی نشان نبوت مقام

نور یہ ہے کہ یہاں سورہ قمر میں آیہ سے کیا مراد ہے؟ کچھ شک نہیں کہ اس جگہ بلکہ ہر اس جگہ جہاں رویت آیت کے ساتھ کفار کی طرف سے سحر

کا مقولہ نقل ہوا ہے وہاں آیہ سے مراد نشان نبوت ہی ہوتا ہے۔ اگر نشان قدرت مراد ہو تو معنی غلط ہوں گے کیونکہ ترجمہ یہ ہو گا کہ اگر کوئی نشانی

وَكذَّبُوا وَاتَّبَعُوا أَهْوَاءَهُمْ وَكُلُّ أَمْرٍ مُسْتَقَرٌّ ۝ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنَ

اور جھٹلاتے ہیں اور اپنی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں اور ہر کام اپنے وقت پر قائم ہوتا ہے اور ان کے پاس خبریں آچکی

الْأَنْبَاءَ مَا فِيهِ مُزْدَجَرٌ ۝ حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ ۝ فَمَا تُغْنِ التُّدْرُ ۝ قَوْلَ عَنْهُمْ م

ہیں جن میں کافی زہر ہے جو کامل حکمت ہے۔ یہ ڈراؤنے واقعات فائدہ نہیں دیتے پس تو ان سے روگردانی کر

دلالت نہیں کرتے اس لیے یہ لوگ ایسے نشانوں کی تصدیق سے انکاری ہیں اور جھٹلاتے اور اپنی خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں اور اعتراض کرتے ہیں کہ یہ نبی جو کچھ کہتا ہے آج ہی کیوں پورا نہیں ہو جاتا۔ مثلاً اسلام کی فتوحات یا قیامت کا قیام جو کچھ بھی یہ بتاتا ہے اس میں لیٹ پیٹ کیسی۔ یہ کہتے تو ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ ہر کام اپنے وقت پر قائم ہوتا ہے جو اس کا وقت اللہ کے علم میں ہوتا ہے اسی میں وہ ہوتا ہے۔ اس سے آگے پیچھے چاہے کوئی کتنا ہی زور لگائے نہیں ہوتا اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس مضمون کے ذہن نشین کرنے کے لیے ان کے پاس گذشتہ زمانے کی خبریں آچکی ہے جن میں کافی زہر اور تنبیہ ہے جو کامل حکمت ہے کیونکہ جس جس طریق سے قرآن مجید میں گزشتہ واقعات بتائے گئے ہیں وہ ہر طرح دل نشین کرنے کو کافی ہیں قصص کی صورت ہے کہیں امثال کی کہیں تصویریات کی۔ غرض عجیب طرح کی کامل حکمت اور حکیمانہ تعلیم ہے کہ ہر ایک سمجھدار آدمی کو فائدہ ہو سکتا ہے۔ پھر بھی یہ ڈراؤنے واقعات ان لوگوں کو فائدہ نہیں دیتے کیونکہ یہ لوگ ان سے فائدہ لینے کی طرف رخ نہیں کرتے پس تو بھی ان سے روگردانی کر۔ ان کی کسی بات کا دل پر اثر قبول نہ کرہاں ان کو اس دن کا ذکر سنا دے

دیکھتے ہیں تو منہ پھیر کر اس کو جادو کہتے ہیں حالانکہ نشان قدرت صبح سے شام تک شام سے صبح تک بے حساب دیکھتے تھے۔ سورج دیکھتے دھوپ دیکھتے سایہ دیکھتے، رزق دیکھتے پانی دیکھتے، ستارے وغیرہ دیکھتے خود اپنے آپ کو دیکھتے۔ لیکن ان چیزوں کے دیکھنے پر وہ کبھی اعتراض کر کے ان کو جادو نہ کہتے۔ مشرکین کا جو ذکر ہے کہ وہ نشان دیکھ کر اعتراض کرتے اور اس کو جادو کہتے ہیں اس سے مراد قطعاً نشان نبوت ہے یعنی وہ نشان جو زمانہ کے نبی کی نبوت پر دلالت کرے۔ مننے یہ ہوئے کہ مشرکین معاندین جب کوئی ایسی آیت (نشانی) دیکھتے ہیں جو نبوت محمدیہ پر دلالت کرے تو منہ پھیر جاتے اور اس کو جادو کہتے ہیں۔ ان معنے پر کوئی اعتراض نہیں۔

اس تحقیق کے بعد یہ امر بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ شق القمر کی کیا حقیقت ہے۔ کچھ شک نہیں کہ حسب روایت صحیح بخاری شق القمر من جملہ نشانائے نبوت محمدیہ کے ایک نشان نبوت ہے۔ جس سے نبوت محمدیہ کا ثبوت ہوتا ہے۔ فہو ما اردنا بیرونی سوال : آیا ایسا ہو سکتا ہے کہ چاند پھٹ جائے۔ حالانکہ فلاسفر یونان بالاتفاق کہتے ہیں کہ ﴿الفلک لا یقبل الخرق والالنیام﴾ یعنی آسمان اور آسمانی چیزیں پھٹتی اور ملتی نہیں۔

جواب : بے شک یہ فلسفہ یونان کا اصول ہے مگر حال کی تحقیق نے اس کی کافی تردید کر دی ہے۔ میں نے پچشم خود ڈیرہ ڈون میں سرکاری رصد گاہ میں دیکھا ہے کہ سورج چاند کی روزانہ تصویریں لی جاتی ہیں ان میں ان دونوں کی سطح پر مختلف داغ ہوتے ہیں آج جو داغ پیدا ہوتا ہے۔ وہ ہفتوں تک نکل جاتا ہے۔ ایک سال ملک میں سردی بڑی شدت کی پڑی تھی اس سال کی تصویر آفتاب دیکھی تو غائباً بآد ثلث آفتاب داغ دار ہونے کی وجہ سے خفیف الحرات ہو رہا تھا۔ غرض یہ مشاہدہ بتا رہا کہ فلسفہ یونان کا اصول لا یقبل الخرق آج کے مشاہدے سے غلط ہے۔ نتیجہ صاف ہے کہ چاند کا پھٹنا ممکن ہے اور ممکن تحت قدرت ہے۔

﴿فہو علی کل شئی قدیر﴾

يَوْمَ يَدُّهُ الدَّاعِ إِلَىٰ شَيْءٍ نَّكَدٍ ۖ حُشْعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ

جس روز بلائے والا ایک ناپسندیدہ امر کی طرف بلائے گا ان کی آنکھیں شرمندہ جھکی ہوں گی قبروں سے نکلیں گے

كَانَهُمْ جَرَادٌ مُنْتَشِرٌ ۖ مُهْطِعِينَ إِلَى الدَّاعِ ۖ يَقُولُ الْكٰفِرُونَ هَذَا يَوْمٌ

گویا وہ پھیلی ہوئی مڈیاں ہوں گے۔ بلائے والے کی آواز کی طرف بھاگے چلے جاویں گے۔ کافر کہیں گے یہ دن بہت ناگوار ہے۔

عَسِرٌ ۚ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمٌ نُّوحٌ فَلَدَّبُورًا عِبْدَنَا وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَاذْذَجِرَ ۝

ان سے پہلے نوح کی قوم نے انکار کیا یعنی انہوں نے ہمارے بندے کی تکذیب کی اور کہنے لگے کہ یہ تو مجنوں ہے جھڑکا ہوا ہے۔

فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ فَانْتَصِرْ ۝ فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ ۖ وَ

نوح نے اپنے پروردگار سے دعا مانگی میں کمزور ہوں میری مدد کر۔ پس ہم نے زوردار پانی کے ساتھ آسمان کے دروازے کھول دیئے اور

فَجَرَرْنَا الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَىٰ أَمْرٍ قَدِيدٍ ۖ وَحَمَلْنَاهُ عَلَىٰ

زمین کو چشموں کی طرح بہا دیا پھر تو پانی اپنے اندازہ پر پہنچ گیا اور ہم نے اس کو تختوں اور میٹھوں

ذَاتِ الْوِاجِحِ وَدُسِرَ ۖ تَجَرَّرَىٰ بِأَعْيُنِنَا ۖ جَزَاءً لِّمَن كَانَ كُفِرًا ۝ وَ

سے بنی ہوئی کشتی پر سوار کیا۔ وہ ہمارے علم سے ہمارے سامنے چلتی تھی اس شخص کے بدلے میں ہوا جس کی بے قدری کی گئی تھی اور

جس روز خدا کے حکم سے بلائے والا ایک ناپسندیدہ امر یعنی فیصلہ اعمال کی طرف بلائے گا جس کا نتیجہ ان کو اپنے حق میں برا

معلوم ہوگا۔ یہ لوگ اس روز ایسے ہوں گے کہ ان کی آنکھیں شرمندہ اور ذلیل آدمی کی طرح جھکی ہوں گی۔ اس کثرت سے

قبروں سے نکلیں گے گویا وہ پھیلی ہوئی مڈیاں ہوں گے۔ قدرتی آواز کی تاثیر یہ ہو گی کہ بلائے والے (اسرافیل) کی آواز کی

طرف بھاگے چلے جائیں گے۔ اس روز کافر کہیں گے یہ دن بہت ناگوار اور تکلیف دہ ہے۔ یہ واقعات ہیں جن کی وجہ سے اس

روز کو زکریٰ یعنی ناپسندیدہ کہا گیا۔ یہ ناپسندیدگی کفار کے حق میں ہو گی جو اس دن کی جزا و سزا سے منکر ہیں۔ ان سے پہلے منکروں

نے بھی اس دن کے ماننے سے انکار کیا تھا چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے اس کی تعلیم سے انکار کیا یعنی انہوں نے

ہمارے بندے نوح کی تکذیب کی اور کہنے لگے کہ یہ تو مجنوں ہے نہ صرف مجنوں بلکہ ہمارے معبودین کی طرف سے جھڑکا ہوا

ہے اس لیے ہسکی ہسکی باتیں کرتا ہے۔ مگر حالت اسکی یہ تھی کہ حضرت نوح کی پاکیزہ تعلیم ان کے گندے دماغوں کے خلاف

تھی اس لیے وہ ان کو ناپسند کرتے تھے۔ جب وہ عرصہ تک اسی اصرار پر جمے رہے تو پھر کیا ہوا نوح نے اپنے پروردگار سے دعا

مانگی کہ میرے خدا میں ان کے مقابلہ میں کمزور ہوں تو ہی میری مدد کر۔ پس اس کی دعا کرنی تھی کہ ہم نے زوردار پانی کے

ساتھ آسمان کے دروازے کھول دیئے یعنی بادلوں سے موسلا دھار بارش کرنی شروع کر دی۔ وہ برساکہ الامان اور زمین کو

چشموں کی طرح بہا دیا یعنی سطح زمین پر پانی پھوٹ پڑا۔ پھر تو پانی اپنے اندازہ پر پہنچ گیا جس اندازہ پر ان لوگوں کی ہلاکت مقدر

تھی۔ چنانچہ اس پانی کے ساتھ سارے مخالف تباہ و برباد ہو گئے اور ہم (خدا) نے اس نوح کو تختوں اور میٹھوں سے بنی ہوئی بالکل

معمولی کشتی پر سوار کیا اور خشکی پر جاتا رہا۔ وہ کشتی ہمارے حکم سے ہمارے سامنے چلتی تھی۔ جدھر کو ہم چلاتے وہ چلتی۔ کیا مجال

کے اچھ بھر بھی ادھر ادھر ہو جائے۔ یہ سارا واقعہ کفار کی ہلاکت اور اتباع نوح کی نجات اس شخص یعنی نوح کے صبر و شکیب

کے بدلے میں ہوا جس کی بے قدری کی گئی تھی یعنی حضرت نوح علیہ السلام کی تعلیم سے روگردانی اور انکار کا عوض ان کو ملا۔

لَقَدْ شَرَكْنَا آيَةً قَهْلُ مَنْ مُدْكِرٍ ۝ كَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرٍ ۝ وَلَقَدْ يَسْرْنَا

اس کو دنیا سے علامت نبوت بنایا جس سے کوئی نصیحت پانے والا؟ پھر میرا عذاب اور کیا ہوا؟ ہم نے نبوت کے لئے

الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ قَهْلُ مَنْ مُدْكِرٍ ۝ كَذَّبَتْ عَادٌ كَيْفَ كَانَ عَذَابِي

قرآن کو آسان کیا ہے پھر کیا کوئی سے نصیحت پانے والا؟ عادی قوم نے بھی تکذیب کی تھی پھر میرا عذاب اور میرا ڈر

وَنُذْرٍ ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمٍ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ۝ تَنْزِعُ النَّاسَ

کیسا ہوا؟ ہم نے ایک برے وقت میں ان پر بڑی تیز ہوا بھیجی جو انسانوں کو اٹھا اٹھا کر مارتی تھی

اور ہم نے اس بیڑی کو اور اس کے واقعہ کو دنیا کے لئے نشان قدرت اور علامت نبوت بنایا۔ پس ہے کوئی نصیحت پانیوالا؟ جو اس

واقعہ سے نصیحت پائے؟ پھر جانے کہ میرا عذاب اور ڈر کیسا سخت ہوا۔ جو میں نے نوح نبی سے وعدہ کیا تھا اور حرف پورا

ہوا۔ اے ساکنان عرب سنو! ہم نے تمہاری نصیحت کے لئے قرآن کو بالکل آسان کیا ہے جو کوئی چاہے کہ میں قرآن مجید سے

اپنے عمل کے لئے مسائل سیکھوں تو وہ بہت آسانی سے سیکھ سکتا ہے پھر کیا کوئی ہے نصیحت پانے والا جو دیدہ عبرت سے اسے

دیکھے اور گوش ہوش سے اور اگر تکذیب کریں تو سن لیں کہ ان سے پہلے عادی قوم نے بھی انبیاء کی تکذیب کی تھی پھر میرا

عذاب اور میرا ڈر کیسا ہوا؟ سنو ہم نے ایک برے وقت میں ان پر بڑی تیز ہوا بھیجی جو انسانوں کو اٹھا اٹھا کر مارتی تھی وہ ایسے

گرا نڈیل جو ان تھے مرے پڑے یوں معلوم ہوتے تھے۔

۱۔ ہمارے ملک پنجاب میں ایک صاحب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی جو دھوس صدی ہجری میں مدعی نبوت ہوئے ہیں جن کا دعویٰ تھا۔

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بیشار

نیز دعویٰ تھا۔

آنچہ والوست ہرنجی راجام داوآل جام رامرا ہتام

(در تہین)

نیز کہتے تھے۔

منم مسح زمان و منم کلیم خدا منم محمد و احمد کہ چہنہ باشد

(تریاق القلوب)

وہ لکھتے ہیں:

مجھے بار بار خدا مخاطب کر کے فرما چکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری سنوں گا۔ سو میں نوح نبی کی طرح دونوں ہاتھ پھیلاتا ہوں اور کہتا ہوں۔ رب

انہی مغلوب مگر بغیر فائز کے (ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۵ صفحہ ۴)

اس عبارت کا پورا مطلب جناب موصوف اور ان کے مرید سمجھ ہوں گے ہمارا قصہ فہم تو اس کے سمجھنے سے قاصر ہے کہ کسی مدعی نبوت کو دعا کی

قبولیت کا الہام والقاء ہو اور وہ بوقت تکلیف دعا کرے تو یہ کہے میں مغلوب ہوں مگر نہ کہے کہ میری مدد کر اپنے بوالجہی ست جس کی حکمت غامضہ اگر

کچھ ہو سکتی ہے تو یہ ہو سکتی ہے کہ ایسا قائل جانتا ہو گا کہ میری دعا ان معنی میں تو قبول نہ ہوگی جن میں حضرت نوح علیہ السلام کی ہوئی کیونکہ:

من آمن کہ من دانم

اس لیے دعا کے الفاظ کی یکی کے سوا کیا حاصل؟ سچ ہے ﴿بل الانسان علی نفسه بصیرة﴾ ان حضرت کے حالات اور واقعات ہماری دوسری

تصنیفات میں ملتے ہیں۔ جو ہم نے خاص ان کے متعلق لکھی ہیں۔ الہامات مرزا تاریخ مرزا نکاح مرزا شہادت مرزا وغیرہ (منہ)

كَانَتْكُمْ أَحْجَازٌ نَحْلٌ مُنْقَعِرٌ ۝ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذْرِي ۝ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا

گویا مجبوروں کے اکھڑے ہوئے تھے پھر میرا عذاب اور خوف کس طرح واضح ہوا؟ ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے

الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ ۝ كَذَّبَتْ ثَمُودُ بِالنُّذْرِ ۝ فَقَالُوا أَبَشْرًا مِثْنَا

آسان کیا ہے کیا کوئی ہے سمجھنے والا؟ ثمود نے بھی سمجھانے والے رسولوں کی تکذیب کی تھی وہ سمجھتے تھے کیا ہم اپنے میں سے

وَاحِدًا اتَّبَعْتَهُ ۚ إِنَّا إِذَا نَفَخْنَا صُفُوفًا مِنْ جِبَالٍ وَنُفُوفًا ۝ أَلَيْسَ الذِّكْرُ عَلَيْكُمْ مِنْ بَيْنِنَا

ایک آدمی کی پیروی کریں تو ہم بڑی گراہی میں اور سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ کیا ہم سب میں سے منتخب ہو کر اسی پر خدا کی طرف سے

بَلْ هُوَ كَذَابٌ أَشْرٌ ۝ سَيَعْلَمُونَ عَذَابَ الْكَذَّابِ الْأَشْرِ ۝ إِنَّا مُرْسِلُوا

نصیحت کا پیغام آنا تھا بلکہ یہ جھوٹا خود پسند ہے۔ کل ہی ان کو معلوم ہو جائے گا کہ جھوٹا اور خود پسند کون ہے؟ ہم ایک اونٹنی ان کے

النَّاقَةِ فِتْنَةً لَهُمْ فَارْتَبِعْهُمْ وَأَصْطَبِرْ ۝

جانچنے کو بھیجنے والے ہیں پس تو ان کی تباہی کا انتظار کر اور صبر کر

گویا وہ مجبوروں کے اکھڑے ہوئے تھے۔ پھر میرا عذاب اور خوف کس طرح واضح ہوا کہ دنیا کو معلوم ہو گیا کہ مجھ سے بگاڑ

کر کوئی معزز سے معزز بھی بچ نہیں سکتا۔ چونکہ ہمارے ہاں قانون ہے کہ ہم بغیر تبلیغ کرنے کے کسی کو تباہ نہیں کیا کرتے اس

لیے تبلیغ مقدم ہے۔ لہذا ہم نے قرآن مجید کو نصیحت کے لیے بہت آسان کیا ہے تاکہ سمجھنے والا اس کو سمجھے۔ کیا کوئی ہے

سمجھنے والا؟ کہ اس پر توجہ کرے۔ ایک اور تاریخی واقعہ سنو تم سے پہلے قوم ثمود نے بھی سمجھانے والے رسولوں کی تکذیب

کی تھی وہ اس تکذیب کے عذر میں کہتے تھے کہ ہم ایسے ہی گئے گزرے ہیں کہ اپنے میں سے ایک آدمی (صالح علیہ السلام) کی

پیروی کریں جس کے پاس سوائے دعوائے نبوت کے کوئی مزید بات نہیں۔ یقیناً اگر ہم نے ایسا کیا تو ہم بری گراہی میں اور

گراہی کے نتیجے کے وقت سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ ہمارا سوال تو بالکل سیدھا ہے، ہم تو صرف یہ پوچھتے ہیں کیا ہم سب

میں سے منتخب ہو کر اسی صالح پر خدا کی طرف سے نصیحت کا پیغام آنا تھا۔ کیا ہم آدمی یا خدا کے بندے نہیں۔

بندے خدا کے! ہم بھی تو بندے خدا کے ہیں

پھر یہ اوندھی تقسیم کیسی کہ وہ تو خدا کا رسول ہے اور ہم اس کے امتی۔ چہ خوش۔ اس لیے ہمارا یقین ہے کہ رسول وغیرہ تو کچھ

نہیں یہ تو یاروں کی یوں ہی دل لگی ہے بلکہ بات دراصل یہ ہے کہ یہ جھوٹا لپٹا یا خود پسند ہے۔ یوں ہی ایک مذاق بنا رکھا ہے کہ

میں رسول ہوں میں نبی ہوں۔

دل کے ہسلانے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

ہم (خدا) نے صالح کو تسلی دی کہ ان کی بیسودہ بکواس سے تو دل تنگ نہ ہو۔ عنقریب کل ہی ان کو معلوم ہو جائے گا کہ جھوٹا

لپٹا یا اور خود پسند کون ہے۔ دیکھو ہم (خدا) ایک عجیب قسم کی اونٹنی ان کے جانچنے کو بھیجنے والے ہیں تاکہ اس کی وجہ سے ان کی

بد اعمالی کا اپنے پرانے لوگوں کو علم ہو جائے پھر جو ہم ان پر عذاب بھیجیں تو کسی بالانصاف کو اس پر اعتراض نہ ہو پس تو اسے

صالح! ان کی تباہی کا انتظار کر اور ان کی بدگوئی پر صبر کر جلدی تجھے معلوم ہو جائے گا کہ اونٹ کس کر دت بیٹھتا ہے۔

۱۔ حضرت صالح کی اونٹنی کو آیہ کہا گیا۔ اس میں بھی سابق تحقیق طوطا رہنی چاہیے کہ آیہ سے کیا مراد ہے۔ آیہ قدرت یا آیت نبوت۔ آیہ

قدرت ایک تکا بھی ہے تو ایک پہاڑ بھی۔ آیات قدرت اثبات نبوت میں پیش نہیں ہو سکتیں۔ بلکہ آیات نبوت پیش ہوتی ہیں مثلاً کوئی

وَتَبَيَّنُهُمْ أَنَّ الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ ۖ كُلُّ شَرِبٍ مَّحْتَضَرٌ ﴿۵﴾ فَنَادُوا صَاحِبَهُمْ

اور ان کو بتا دے کہ پانی ان میں تقسیم ہو جائے گا ہر حصہ پانی کا تقسیم شدہ ہوگا پس انہوں نے اپنے رفیق کار کو بلایا تو اس نے

فَتَعَاظَ فَعَقَرٌ ﴿۶﴾ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَ نُنْدِرُ ﴿۷﴾ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً

اس اونٹنی کو پکڑا اور اس کی کوچیں کاٹ دیں پھر میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا؟ ہم نے ان پر زور کی ایک چیخ ماری

وَاحِدَةً فَكَانُوا كَهَشِيمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۸﴾ وَلَقَدْ يَسْرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُدَكِّرٍ ﴿۹﴾

پس وہ ہاڑ باندھنے والے کی روندی ہوئی ہاڑ کی طرح ہو گئے اور ہم نے قرآن کو بغرض نصیحت آسان کیا ہے کیا کوئی نصیحت پانے والا ہے؟

اور ان کو بتادے کہ اس اونٹنی کے آنے پر ان کا پانی جو ان کے لیے مخصوص ہے وہ ان میں تقسیم ہو جائے گا۔ ایک روزیہ

لوگ اپنے مویشیوں کو پلائیں گے اور ایک روز وہ اونٹنی اکیلی پئے گی۔ ہر حصہ پانی کا تقسیم شدہ ہوگا جس پر دونوں کی حاضری

ہوگی۔ اپنے اپنے وقت میں پیئیں گے اور دوسرے کے وقت میں جگہ خالی کر دیں گے۔ یہ تقسیم جب ان کو ناگوار ہوئی پس

انہوں نے اس بلا کو اپنے سر سے نالنے کا مشورہ کیا اور اپنے رفیق کار کو بلایا جو اس کام کو کرنے کا مدعی بنا تھا تو اس نے اپنی بد معاشی

اور شرارت کی وجہ سے اس اونٹنی کو پکڑا اور اس کی کوچیں کاٹ دیں وہ مر گئی۔ انہوں نے سمجھ لیا کہ اس کے مرنے سے ہمارا

گھاس خالی ہو جائے گا مگر یہ نہ سمجھا کہ جس نے اسے بھیجا ہے وہ ہمارے گھاس میں ہے۔ آخر اس نے جو اس کو خاص کیفیت

سے بھیجا ہے تو وہ اس کی حمایت بھی کرے گا۔ اس امر پر انہوں نے غور نہ کیا یا کیا مگر سرکشی اور طغیانی ان پر غالب تھی اس لیے

وہ اس طرف نہ جھکے پھر میرا عذاب اور میرا ڈرانا کیسا ہوا؟ سب کو تباہ و برباد کر دیا۔ کوئی کسی کا خبر گیر ان اور حال پر سان نہ

رہا۔ اس جرم کی سزا میں ہم نے ان پر زور کی ایک چیخ ماری یعنی ان کو ایک ہیبت ناک آواز کانوں میں آئی پس وہ سارے کے

سارے کھیتی پر ہاڑ باندھتے والے کی روندی ہوئی ہاڑ کی طرح پائمال اور ذلیل ہو گئے۔ ایسے کہ لوگ ان کو دیکھ کر عبرت پاتے

اور سمجھ دار اس نتیجے پر پہنچتے کہ

دیدید کہ خون ناحق پروانہ شمع را چندال اماں ندا کہ شب را سحر کند

ایسے لوگوں کے واقعات ہم نے بغرض نصیحت بتائے ہیں اور اسی لیے ہم (خدا) نے قرآن مجید کو بغرض نصیحت آسان کیا ہے۔

کیا تم میں سے کوئی نصیحت پانے والا ہے؟

فخص دعویٰ نبوت کرے اور نشان مانگنے پر کہے کہ یہ پہاڑ دیکھو یہ گھاس کا نشان دکھو تو اس سے اس کی نبوت ثابت نہ ہوگی بلکہ اثبات نبوت کے

لیے نشان نبوت دکھانا ہوگا۔ حضرت صالح علیہ السلام کو نادر بطور آیت کے دی گئی۔ چنانچہ قرآن مجید میں اس کے متعلق یہ الفاظ ہیں: ﴿وَالَّذِي نُنَادِيهِمْ﴾

إِخَاهُمْ صَالِحًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلٰهٍ غَيْرِهِ قَدْ جَاءَكُمْ بَيْنَهُم مِّن رَّبِّكُمْ هَذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةٌ (اعراف: ۱۷۷)

”یعنی حضرت صالح کو ہم نے اونٹنی بطور نشان کے دی تھی“

ایک مقام پر فرمایا:

﴿اتینا ثمود الناقة مبصرة فظلموا بها﴾ (بنی اسرائیل)

”ہم نے ثمود قوم صالح کو اونٹنی کھلی نشان دی“

اس آیت میں اس نادر کو آیت مبصرہ کہا گیا ہے یعنی واضح نشان۔

﴿لَهَا شَرِبٌ وَلَكُمْ شَرِبٌ يَوْمَ مَعْلُومٍ﴾ کی طرف اشارہ ہے

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوطٍ بِالَّذِي إِذًا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّا آلَ لُوطٍ نَجَّيْنَاهُمْ

لوٹ کی قوم نے بھی سمجھانے والوں کو جھٹلایا پھر ہم نے ان پر پھراؤ کیا مگر لوٹ کے اتباع کو۔ ہم نے صبح کے وقت

بِسَعِيرٍ نَّعْمَةٌ مِّنْ عِنْدِنَا ذَكَرَكَ نَجَّيْنَاكَ نَجْرِي مَنْ شَكَرَهُ

اپنی مہربانی سے بچا لیا ہم اسی طرح شکر گزاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں

اور ایک تاریخی واقعہ سنو حضرت لوٹ کی قوم نے بھی سمجھانے والوں کو جھٹلایا۔ ان میں یہ عادت تھی کہ بجائے عورتوں کے لڑکوں سے شہوت رانی کیا کرتے جو منشاء قدرت کے خلاف ہے۔ حضرت لوٹ نے ہر چند ان کو سمجھایا مگر وہ نہ مانے پس پھر ہم (خدا) نے ان پر خوب پھراؤ کیا جس سے وہ سب کے سب تباہ ہو گئے۔ مگر لوٹ کے اتباع کو ہم (خدا) نے صبح کے وقت اپنی مہربانی سے بچالیا، انکو ذرہ آنچ نہ آنے پائی۔ ہم (خدا) اسی طرح شکر گزاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ ان کے مخالف اور حاسد چاہے کتنے ہی ہوں ذرہ بھی ضرر نہیں دے سکتے۔

اس قسم کی ساری آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ ناقص صالح آیت نبوت تھی جس سے حضرت صالح کی نبوت کا ثبوت ہوتا تھا۔ نہ یہ کہ وہ محض ایک نشان قدرت تھی جو اثبات نبوت میں کام نہ دے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس اونٹنی میں نشان نبوت کیا تھا اور کس حیثیت سے تھا۔ اس کے متعلق بعض مفسرین نے اظہار رائے کیا ہے کہ وہ حضرت صالح کی دعا کے ساتھ پتھر سے پیدا ہوئی تھی۔ مگر میری ناقص تحقیق میں یہ ہے کہ اس کی پیدائش کا تو ذکر قرآن میں یا حدیث میں نہیں البتہ اس کی خاص بات جو وجہ اعجاز ہو سکتی ہے وہ یہ ہے جو اس کی صفت میں فرمایا:

﴿لَهَا شَرِبٌ وَلَكُمْ شَرِبٌ يَوْمَ مَعْلُومٍ﴾

”ایک حصہ پانی اس کا حق ہے اور ایک حصہ تم ثمودیوں کا“

اسی سورہ قمر میں فرمایا:

﴿يُنَبِّئُهُمُ ان الْمَاءَ قِسْمَةٌ بَيْنَهُمْ كُلٌّ شَرِبَ مَحْضُورٍ﴾

”پانی ان لوگوں اور اونٹنی میں برابر تقسیم ہے پس ہر ایک حصہ ہر فریق کا گھاٹ ہے“

اس پر وہ بہت تنگ ہوئے اور انہوں نے اس اونٹنی کو بجائے نشان نبوت ماننے کے اس کو مار دینا چاہا۔ چنانچہ ارشاد ہے (فظلمو بها) ان لوگوں نے اس پر ظلم کیا کہ اس کی کوٹھیں کاٹ دیں۔ یہاں تک جب پہنچے تو عذاب الہی ان پر آ گیا چنانچہ ارشاد ہے:

﴿فَعْتَفَرُوا وَهَا فِدْمَدَمٌ عَلَيْهِمْ رَبَّهُمْ بِذُنُوبِهِمْ فِسْوَاهَا﴾

”ثمودیوں نے اس اونٹنی کی کوٹھیں کاٹیں تو خدا نے ان پر عام عذاب نازل کیا“

پس یہ تھی وجہ اعجاز و نہ پیدائش کی حیثیت سے کہیں ثبوت نہیں ملتا۔ چنانچہ امام رازی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

﴿وَاعْلَمُ ان الْقُرْآنَ قَدْ دَلَّ عَلٰى ان فِيهَا آيَةٌ فَاَمَّا ذِكْرُ انْهَا كَانَتْ آيَةً مِنْ اٰى الْوَجُوهِ فَهُوَ غَيْرُ مَذْكُورٍ وَالْعِلْمُ حَاصِلٌ بَانَهَا

كَانَتْ مُعْجَزَةً مِنْ وَجْهِ لَا مُحَالَةَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ﴾ (تفسیر کبیر جلد ۴، زیر آیت ﴿وَالِى ثَمُودَ اِخَاهُمْ صٰلِحًا﴾

یعنی ناقص کا معجزہ ہونا تو ثابت ہے مگر یہ ثابت نہیں کہ کس وجہ سے معجزہ تھی۔

لیکن ہم نے اس کی وجہ اعجاز بتادی ہے۔ واللہ اعلم۔

وَلَقَدْ أَنْذَرَهُمْ بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ۝ وَلَقَدْ رَاودُوهُ عَنْ ضَيْفِهِ

لوٹنے ان کو ہر چند ہماری پکڑ سے ڈرا یا پھر بھی وہ اس کے ڈرانے میں جھٹیں کرتے رہے اور اس کو اس کے مہمانوں کی نگہداشت سے پھسلانا چاہا

فَطَسْنَا أَعْيُنَهُمْ فَذَوْقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ صَبَّحَهُم بُكْرَةً عَذَابٌ

پھر ہم نے ان کو اندھا کر دیا لو اب میرا عذاب اور ڈراؤ کا مزہ پاؤ۔ صبح سویرے ان پر دائمی عذاب نازل

مُسْتَقَرًّا ۝ فَذَوْقُوا عَذَابِي وَنُذُرِ ۝ وَلَقَدْ يَسْرُنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ

ہوا ہمارا عذاب اور ڈراؤ کا مزہ چکھو اور ہم نے نصیحت کے لئے قرآن کو آسان کیا ہے کیا کوئی نصیحت

مَذْكُرٍ ۝ وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النَّذْرُ ۝ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذِبًا وَكَاذِبِينَ أَخَذْنَا

پانے والا ہے؟ اور فرعونوں کے پاس سمجھانے والے اے مگر انہوں نے کل نشانات کی تکذیب کی پس ہم نے بڑی قدرت والے

عَزِيزٍ مُّقْتَدِرٍ ۝ الْكَافِرُ كَفَّارٌ ۝ أَمْ لَكُمْ حَيْرٌ مِّنْ أُولَئِكَ أَمْ لَكُمْ بَرَاءَةٌ فِي الزُّبُرِ ۝ أَمْ يَقُولُونَ

کی طرح ان کو پکڑا بھلا تم کفار لوگ ان لوگوں سے اچھے ہو یا کیا الہامی نوشتوں میں تمہاری بریت ہو چکی ہے؟ کیا یہ کہتے ہیں

نَحْنُ جَمِيعٌ مُّنتَقِرُونَ ۝

کہ ہم ایک دوسرے کے مددگار ہیں

حضرت لوٹنے ان کو ہر چند ہماری پکڑ سے ڈرا یا اور بہت کچھ سمجھایا کہ:

از مکافات عمل غافل مشو گندم از گندم برو مد جو از جو

پھر بھی وہ لوٹھی لوگ اس کے ڈرانے میں جھٹیں کرتے رہے۔ لگے کہنے یہ تیری پرانی گیدڑ بھبکی ہے ہم اس گیدڑ بھبکی میں ہرگز

نہ آئیں گے اور اسی قسم کی باتیں بناتے رہے اور اس لوٹ لو اس کے مہمانوں کی نگہداشت سے پھسلانا چاہتا کہ ان مہمانوں کو جو

در اصل فرشتے جو ان لڑکوں کی صورت میں تھے اڑالے جائیں اور من مانی کارروائی کریں یعنی ان کے ساتھ بدکاری کریں پھر

ہم نے ان کو اندھا کر دیا اور کہا لو اب میرا عذاب اور ڈراؤ کا مزہ پاؤ۔ صبح سویرے ان پر دائمی عذاب نازل ہوا جس سے مر کر بھی

ان کو رہائی نہ ہوئی۔ ہم نے کہا لو ہمارا عذاب اور ڈراؤ کا مزہ چکھو۔ یہ سب واقعات تاریخی ہیں جو گوش حق شنو کے لیے باعث

ہدایت ہیں۔ لیکن ہم نے تم عربوں کو ان تاریخی واقعات کا محتاج نہیں رکھا بلکہ احکام شرعیہ قرآن مجید میں صاف صاف بیان

کر دیئے ہیں اور ہم نے نصیحت کے لیے قرآن کو آسان کیا ہے کیا کوئی اس سے نصیحت پانے والا ہے؟ اور ایک تاریخی واقعہ سنو

اور عبرت پاؤ فرعونوں کے پاس سمجھانے والے رسول حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام آئے۔ ان رسولوں نے ہر

قسم کے نشانات ان کو دکھائے مگر انہوں (فرعونوں) نے کل نشانات کی تکذیب کی۔ جب کبھی کوئی نشان بطور عذاب کے ان

کو دکھائی جاتی تو دب جاتے جو نہی کہ وہ عذاب ان سے ہٹ جاتا فوراً اکڑ جاتے۔ پس ہم نے بڑی قدرت والے کی طرح جیسی کہ

ہم کو قدرت ہے ان کو پکڑ اور تباہ کر دیا۔ بھلا تم کفار لوگ جو عرب کے باشندے احکام الہیہ سے انکار کرتے ہو ان گذشتہ لوگوں

سے اچھے ہو کہ جن گناہوں پر ان کو مواخذہ ہوا تمہیں معاف ہوں یا کیا باوجود تمہاری بدکاریوں کے الہامی نوشتوں میں

تمہاری بریت تحریر ہو چکی ہے۔ اگر ہے تو دعویٰ کا ثبوت دو اگر انہیں تو پھر تم کو خوف کرنا چاہئے کہ بدکاریوں اور شرارتوں کا

نتیجہ بگھتو گے۔ کیا یہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ بڑی قوت والے ایک دوسرے کے مددگار ہیں ہم آئے عذاب کو اپنی باہمی امداد سے

نال سکتے ہیں ان کا خیال یہ ہے اور ہمارا اعلان یہ ہے۔

سَيَهْرَمُ الْجَمْعُ وَيُولُونَ الدُّبُرَ ۝ بِلِ السَّاعَةِ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَذْهَابُ

عقرب یہ لوگ جگا دیئے جائیں گے اور پیٹھیں پھیر جائیں گے بلکہ اصل وعدہ گاہ ان کا قیامت کی گھڑی ہے اور وہ گھڑی بت دہشت ناک

وَأَمْرٌ ۝ إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي ضَلَالٍ وَسُعُرٍ ۝ يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَى

اور کڑی ہے مجرم لوگ گمراہی میں ہیں اور جنم میں پڑیں گے جس روز یہ لوگ مونہوں کے بل آگ میں کھینچے

وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ ۝ إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ۝ وَمَا

جائیں گے۔ جنم کا عذاب چکھو ہم نے ہر ایک چیز کو اندازہ کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ ہمارا علم

أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كُنَّ بِالْبَصَرِ ۝

آکھ کی جھپک کے برابر ہے

کہ عقرب یہ لوگ شکست کھانے کے بعد بھگا دیئے جائیں گے۔ اور پیٹھیں پھیر جائیں گے۔ اس وقت ان کو معلوم ہوگا کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ یہ تو ابھی دنیاوی ذلت ہے اسی پر بس نہیں بلکہ اصل وعدہ گاہ ان کا قیامت کی گھڑی ہے اور وہ گھڑی بت دہشت ناک اور کڑی ہے اس کی تلخی سے کل مخلوق پریشان ہوگی۔ یہ لوگ جو اس سے منکر ہیں سخت مجرم ہیں اور اس روز ان لوگوں کا فیصلہ مع سبب یہ ہے کہ مجرم لوگ جو گمراہی میں ہیں اور اس گمراہی کے بدلے جنم میں پڑیں گے یہ سب واقعات اس روز ہوں گے جس روز یہ مجرم لوگ مونہوں کے بل آگ میں کھینچے جائیں گے، حکم ہوگا کہ جنم کا عذاب چکھو۔ دیکھو تم لوگ سمجھتے ہو کہ قیامت کا ہونا محال ہے، سنو ہم نے ہر ایک چیز کو خواہ وہ کیسی ہی ہو اندازہ کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ اس کا تدو قیامت اس کی زندگی کی میعاد اور موت و حیات سب کچھ ہمارے نزدیک مقدر مقرر ہے۔ اسی طرح قیامت کا ظہور بھی مقدر ہے اور قیامت کے قائم کرنے کے لیے ہمارا حکم آکھ کی جھپک کے برابر بلکہ اس سے کم ہے۔

۱۔ قرآن مجید میں جتنی پیشگوئیاں ہیں ان میں سے ایک یہ بڑی زبردست پیشگوئی ہے تمام ملک مخالف برسر جنگ ہے کسی کو سان گمان بھی فتح کا نہیں۔ اس پر یہ پیشگوئی کی جاتی ہے۔ جنگ بدر میں جب کہ مسلمانوں کی جماعت بہت کم تھی اور کفار کی بہت زیادہ۔ آنحضرت ﷺ نے علیؑ کو کہتے ہوئے یہ آیت پڑھتے آرہے تھے ﴿سَيَهْرَمُ الْجَمْعُ وَيُولُونَ الدُّبُرَ﴾ (بخاری)

حضرات انبیاء علیہم السلام جو کچھ خدا کے بتانے سے غیب کی باتیں بتاتے تھے وہ ان کی نبوت کے لیے من جملہ دلائل قطعیہ کے روشن دلیل ہوتی تھیں۔ کیونکہ جو کچھ وہ فرماتے تھے بقائد علم لسان اس کلام کا جو مفہوم ہوتا ہے وہ بالکل پورا پورا ظاہر ہو جاتا تھا۔ اس لیے اپنے پرانے سبب اس کا وقوعہ مان جاتے تھے۔

مرزا صاحب قادیانی : ہمارے ملک پنجاب کے مدعی نبوت مرزا صاحب قادیانی بھی اس اصول کو مانتے ہیں بلکہ پیش کرتے ہیں کہ پیشگوئیاں معیار صدق اور کذب ہوتی ہیں۔ اسی اصول کو انہوں نے اپنی تصنیفات میں کئی ایک جگہ اپنے لیے پیش کیا جملہ ایک مقام کی عبارت یہ ہے :

”ہمارا صدق یا کذب جانچنے کیلئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی نمک امتحان نہیں ہو سکتا“ (کتاب دافع الوساوس صفحہ ۲۸۸)

مگر ان کی پیشگوئیاں جب دیکھی جائیں تو اس معیار پر صحیح ثابت نہیں ہوتیں پس جملہ ﴿یُوْحِذُ الْمَرْءُ بِالْقَارِءِ﴾ (آدی اپنے اقرار سے پکڑا جاتا ہے) ان کا دعویٰ الہام اور ادعاء نبوت انکی پیشگوئیوں کے معیار پر غلط ثابت ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل کیلئے ہمارا سالہ الہامات مرزا وغیرہ ملاحظہ ہو۔

۲۔ ﴿اَوْ هَوَاقِبُ﴾ کی طرف اشارہ ہے۔

وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا أَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُدْكِرٍ ۝ وَكُلُّ شَيْءٍ فَعَلُوهُ فِي الزَّبْرِ ۝

اور ہم نے تمہارے جیسی کئی قومیں پہلے تباہ کر دیں پھر کیا کوئی نصیحت پانے والا ہے؟ ان لوگوں نے جو کام کئے ہیں سب اعمال ناموں میں درج ہیں

وَكُلُّ صَغِيرٍ وَكَبِيرٍ مُسْتَطَرٌّ ۝ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ ۝ فِي مَقْعَدِ

اور ہر چھوٹا بڑا ان میں موجود ہے۔ پرہیز گار لوگ عزت کے مرتبے میں باغوں اور نہروں میں قادر مطلق

صَدِيقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ ۝

بادشاہ کے پاس ہوں گے

سورۃ الرحمن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

الرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ۝ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ۝ الشَّمْسُ

رحمن نے قرآن پڑھایا ہے۔ اس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو بولنا سکھایا۔ سورج

وَالْقَمَرَ يُحْسِبَانِ ۝

چاند حساب سے چلتے ہیں

تم لوگ جو اسلام سے انکار اور سخت ضد پر ہو کیا تم جانتے نہیں کہ ہم نے تمہارے جیسی کئی مغرور قومیں پہلے تباہ کر دیں؟ پھر کیا تم میں سے کوئی نصیحت پانے والا نہیں ہے جو یہ سمجھے کہ خدا کے سامنے اکڑنا گویا پہاڑ سے سر نکلنا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ مضرب ہے۔ سنو! ان لوگوں نے بلکہ ان موجودہ لوگوں نے بھی جو کام کئے ہیں اور کر رہے ہیں یہ سب کے سب اعمال ناموں میں موجود ہیں اور ہر بڑا چھوٹا ان میں مرقوم ہے۔ اس کے مطابق فیصلہ ہوگا۔ فیصلہ کارزلٹ (نتیجہ) یہ ہوگا کہ خدا سے ڈرنے والے پرہیز گار لوگ عزت و جلال کے مرتبے میں سرسبز باغوں اور ہماری نہروں میں ہوں گے دنیا کے اصل مالک قادر مطلق بادشاہ کے پاس ہوں گے اور جو ان کے برخلاف کافر و مشرک ہوں گے وہ ابدی سزا میں رہیں گے پس یہ نتیجہ ہوگا اس فیصلہ کا جو اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار اور نافرمان بندوں میں کرے گا۔ ﴿اللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ الْمُتَّقِينَ﴾

سورۃ الرحمن

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

خدا نے رحمن کی رحمت کا تقاضا ہے کہ اس نے اپنے بندوں کی معیشت و معاش کے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ ان سامان عیش کے ساتھ ہی اس کی رحمت نے تقاضا کیا ہے کہ ان کی ہدایت کیلئے بھی اسباب مہیا کئے جائیں چنانچہ اسی رحمن نے ان بے خبروں کو اپنی طرف سے نازل کیا ہوا قرآن پڑھایا ہے۔ قرآن کا نازل کرنا اور پڑھانا یہ سب اس کی رحمت کا تقاضا ہے۔ دیکھو اس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو بولنا سکھایا۔ یہ سب اس کی قدرت کے آثار ہیں۔ اسی طرح سورج اور چاند اس کے مقرر کردہ حساب سے چلتے ہیں۔ دراصل یہ بھی اسی کے ماتحت ہیں جو لوگ چاند سورج کو بڑی جسامت اور بڑی تاثیر والا جان کر انہیں معبود بناتے ہیں ان کی غلطی ہے ان کو سمجھنا چاہئے کہ یہ تو خدا کی مخلوق ہیں پھر معبود کیسے؟

وَالنَّجْمِ وَالشَّجَرِ يَسْجُدْنَ ۝ وَالسَّمَاءِ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ۝ أَلَّا تَطْغَوْا

جزی بوٹیاں اور تارا دار درخت خدا کو سجدہ کرتے ہیں۔ خدا نے آسمان کو بلند کیا اور میزان بنایا۔ انصاف کرنے میں

فِي الْمِيزَانِ ۝ وَأَقِيمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيزَانَ ۝ وَالْأَرْضِ

بے اعتدالی نہ کرو! تم انصاف کے ساتھ وزن پورا کیا کرو اور تول کم نہ کیا کرو اور خدا نے یہ زمین

وَضَعَهَا لِلْأَنَامِ ۝ فِيهَا فَالِكِهَةُ وَالتَّخْلُ ذَاتُ الْأَكْمَامِ ۝ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ

انسانوں کے لئے بنائی ہے۔ اس میں پھل ہیں اور غلاف دار کھجوریں بھوسی دار دانے اور خوشبودار

وَالزَّرِيحَانِ ۝ فَيَا أَيُّهَا الرِّبَايَا نَكُذِبِينَ ۝ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ

پھول۔ پھر تم خدا کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو۔ اس نے انسان کو گلی سڑی پھڑی کی طرح کی خشک

كَالْفَخَّارِ ۝ وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَارٍ ۝ فَيَا أَيُّهَا الرِّبَايَا نَكُذِبِينَ ۝

مٹی سے پیدا کیا اور جنوں کو آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے سے۔ پھر تم دونوں اپنے رب کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو

اسی طرح جزی بوٹیاں اور بڑے بڑے بتا دار درخت خدا کو سجدہ کرتے یعنی اس کے حکم دار ہیں۔ کئی ایک لوگ بے عقلی سے

درختوں کو پوجنے لگ جاتے ہیں حالانکہ یہ بھی خدا کی مخلوق ہیں۔ اسی طرح خدا نے آسمان کو بلند کیا اور میزان قانون انصاف بنایا

اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس قانون کے مطابق انصاف کیا کرو۔ وہ قانون یہ ہے ﴿إِذْ قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَى﴾ جب

بولو انصاف سے بولو چاہے کوئی فریق تمہارے زیادہ قریب ہو۔ ”خدا کی ذات اور صفات کے متعلق تو خاص کر انصاف کیا کرو۔

کوئی بات یا کوئی عقیدہ غلط منہ سے نہ نکالو نہ دل میں جماؤ ورنہ گرفت میں آ جاؤ گے۔ اس لیے انصاف کا قانون بنایا اور تم کو حکم

دیتا ہے کہ تم لوگ اے نوع انسان! انصاف کرنے میں بے اعتدالی نہ کرو۔ سنو انصاف کئی قسم کا ہے۔ دو شخصوں میں بوقت

فیصلہ یہ تو ان لوگوں کا کام ہے جو کسی نزاع میں منصف یا حاکم ہوں۔ دوم لین دین میں انصاف کرنا۔ یہ عام کاروباری اور دکاندار

لوگوں کا کام ہے۔ پس تم ان دونوں قسموں کے انصاف کے متعلق ہدایت یاد رکھو۔ دکانداری کے متعلق یہ ہدایت ہے کہ تم

انصاف کے ساتھ وزن اور ماپ پورا کیا کرو اور (ماپ) تول کم نہ کیا کرو۔ سنو یہ بھی بطور ایک مثال کے ہے ورنہ یہی حکم سب

کاموں میں جاری ہے۔ کسی کی نوکری کرو تو مفوضہ خدمات کو پورا کرو۔ مالک ہو تو نوکری کی خدمات کی پوری قدر کرو۔ چھوٹے ہو

تو بڑوں کی بڑائی کا لحاظ رکھو۔ بڑے ہو تو چھوٹوں کے حال پر نظر شفقت رکھا کرو۔ غرض ہر کام میں اس اصول کو ملحوظ رکھو اسی کا

نام ہے میزان اور اسی کا نام ہے انصاف بین الاشخاص و بین القوام خدا کی مہربانی اور سنو خدا نے یہ زمین انسانوں کے رہنے سنے

کے لیے بنائی ہے اس میں کئی قسم کے پھل ہیں اور غلاف دار کھجوریں جو عرب کی غذا ہے اور عام طور پر انسانوں کی غذا گیہوں

وغیرہ بھوسی دار دانے ہیں وہ اور ہر قسم کے خوشبودار پھل بھی اسی زمین ہی میں ہوتے ہیں۔ پھر تم اے جنو اور انسانو! خدا کی کس

نعمت کی تکذیب اور انکار کرتے ہو یا کر سکتے ہو۔ دیکھو اس خدا نے انسان کو گلی سڑی پھڑی کی طرح کی خشک مٹی سے پیدا کیا اور

جنوں کو آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے سے پھر تم دونوں اپنے رب کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو۔

رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبِّ الْمَغْرِبَيْنِ ۝ فَبِأَيِّ آيَةٍ رَبِّكُمَا تُكذِّبِينَ ۝ مَرَجَ

وہ دونوں مشرقوں اور مغربوں کا پروردگار ہے۔ پھر تم کس نعمت کا انکار کرتے ہو؟ اسی نے

الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ۝ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيانِ ۝ فَبِأَيِّ آيَةٍ رَبِّكُمَا تُكذِّبِينَ ۝

دو دریا جاری کر رکھے ہیں جو آپس میں ملتے ہیں ان کے بیچ میں ایک رکاوٹ ہے ایک دوسرے میں گھسنے نہیں۔ پھر تم اپنے پروردگار کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟

يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۝ فَبِأَيِّ آيَةٍ رَبِّكُمَا تُكذِّبِينَ ۝ وَلَهُ الْجَوَارِ

ان دونوں میں سے موتی اور مومگے نکلتے ہیں۔ پھر تم کس نعمت کا انکار کرتے ہو؟ بڑے بڑے نیلیوں جیسے

الْمُنشآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ۝ فَبِأَيِّ آيَةٍ رَبِّكُمَا تُكذِّبِينَ ۝ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا

جہاز دریا میں چلنے پھرنے والے بھی اسی کی قبضہ میں ہیں پھر تم اپنے رب کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ جتنی مخلوق اس زمین پر ہے

فَإِنَّ ۝ وَيَبْقَىٰ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۝ فَبِأَيِّ آيَةٍ رَبِّكُمَا تُكذِّبِينَ ۝

سب فنا ہو جائے گی اور تمہارے پروردگار کی ذات با جلال با عزت باقی رہے گی۔ پھر تم اپنے رب کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟

يَسْأَلُهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ۝

کل آسمان والے اور زمین والے سب لوگ اپنی حاجات اسی سے مانگتے ہیں وہ ہر دن ایک شان میں ہے

سنو وہ خدا تمہارا بھی خالق ہے اور سرد گرم موسموں کے۔ دونوں مشرقوں اور مغربوں کا پروردگار بھی وہی ہے۔ پھر تم کس

نعمت کا انکار کرتے ہو۔ سنو اسی خدا نے دو دریا (میٹھا اور کڑوا) جاری کر رکھے ہیں جو آپس میں ملتے ہیں ان کے بیچ میں ایک

قدرتی رکاوٹ ہے کہ ایک دوسرے میں گھسنے نہیں۔ میٹھے کا پانی میٹھا اور کڑوے کا کڑوا برابر چلا جاتا ہے پھر تم اپنے پروردگار کی

کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ سنو ان دونوں دریاؤں میں سے موتی اور مومگے نکلتے ہیں جو تم لوگوں کے کام آتے ہیں۔ پھر

تم کس نعمت کا انکار کرتے ہو۔ سنو یہ سمندر میں بڑے بڑے نیلیوں جیسے جہاز ادھر سے ادھر ادھر سے ادھر کو چلنے پھرنے

والے یہ بھی اسی خدا کے مالک کے قبضہ میں ہیں وہ چاہے تو ان کو چلائے چاہے تو روک دے۔ پھر تم کس نعمت کی تکذیب کرتے

ہو؟ دیکھو خدا نے دنیا کے لیے ایک قانون مقرر کر رکھا ہے اس کی اطلاع بھی تم کو دی جاتی ہے۔ غور سے سنو جتنی مخلوق اس

زمین پر ہے سب فنا ہو جائے گی اور تمہارے پروردگار کی ذات بابرکات با جلال با عزت باقی رہے گی۔ اس پر فنا نہ کبھی آئے گی نہ

آسکتی ہے کیونکہ وہ واجب الوجود قائم بالذات ناقابل فنا ہے پھر تم اپنے رب کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ دیکھو اس کی

شان ایسی بلند تر ہے کہ کل آسمان والے اور زمین والے سب لوگ اپنی حاجات اسی واحد لا شریک سے مانگتے ہیں۔ مانگنا ان کا دو

طرح سے ہے ایک فطر تا دو م حاجتا یعنی جس وقت کسی مخلوق کو کسی قسم کی حاجت ہوتی ہے تو وہ طبعاً اپنے خالق کی طرف جھکتی

ہے دوسری صورت زبان سے طلب کرنے کی ہے۔ ان دونوں قسموں کی حاجتوں کو پورا کرنے والا خدا ہی ہے اور کوئی نہیں۔ وہ

(خدا) ہر دن بلکہ ہر آن ایک بلند شان کے مطابق مخلوق کے انتظام میں ہے۔ کوئی دن اور کوئی وقت ایسا نہیں آیا جس میں وہ دنیا

کے انتظام اور نگرانی سے بے خبر ہو۔ اگر وہ بے خبر ہو یا انتظام کسی اور کے ہاتھ میں دے دے تو دنیا کا وجود نہ رہے بلکہ فوراً فنا

ہو جائے۔ کیا تم نے مولانا جامی مرحوم کا قول نہیں سنا؟

اچو جان ست و جہاں چوں کا لبد

کا لبد از وے پزیرد آلبد

فِي أَيِّ آيَةٍ رَبِّكُمَا تُكذِّبِينَ ۝ سَنَفَعُ لَكُمْ آيَةَ الثَّقَلَيْنِ ۝ فَبِأَيِّ آيَةٍ رَبِّكُمَا

پھر تم خدا کی کس نعمت کا انکار کرتے ہو ہم تمہارے لئے متوجہ ہونے والے ہیں۔ پھر تم کس نعمت کا انکار

تُكذِّبِينَ ۝ يَمْعَشَرُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ

کرتے ہو؟ اے جنوں اور انسانوں! اگر تم میں طاقت ہے کہ تم آسمانوں اور زمینوں کے کناروں سے نکل سکو

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ فَانْفُذُوا ۚ لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ ۝ فَبِأَيِّ آيَةٍ رَبِّكُمَا

تو بنے شک نکل جاؤ تم لوگ نہیں نکلو گے مگر غلبہ کرنے سے پھر تم کس نعمت الہی کی

تُكذِّبِينَ ۝ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شَوَاظٌ مِّنْ نَّارٍ هَامِئَاتٍ وَتَمَّاسٌ فَلَا تَنْتَصِرُونَ ۝

ناشکری کرتے ہو؟ تم دونوں پر آگ کے شعلے اور دھواں پھینکے جائیں گے پھر تم دونوں ایک دوسرے کی مدد نہ کر سکو گے

فَبِأَيِّ آيَةٍ رَبِّكُمَا تُكذِّبِينَ ۝ فَإِذَا انشَقَّتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۝

پھر تم اپنے پروردگار کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ پھر جب آسمان پھٹ کر مثل گل گلاب سرخ چڑے کی طرح ہو جائے گا

فَبِأَيِّ آيَةٍ رَبِّكُمَا تُكذِّبِينَ ۝ فَيَوْمَئِذٍ لَا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسٌ وَلَا جَانٌّ ۝

پھر تم پروردگار کی کس نعمت سے انکار کرتے ہو؟ پس اس روز انسانوں اور جنوں کی ان کے گناہوں سے سوال نہ ہوگا

فَبِأَيِّ آيَةٍ رَبِّكُمَا تُكذِّبِينَ ۝ يُعْرِفُ الْمَجْرُمُونَ بِسِيمَاهُمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي

پھر تم کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ اس روز مجرم لوگ اپنے چہروں کے نشانوں سے پہچانے جائیں گے اور پیشانی اور

پھر تم پروردگار کی کس نعمت کا انکار کرتے ہو؟ دیکھو ہم (خدا) تمہارے نیک و بد اعمال کی جزا و سزا کا فیصلہ کرنے کیلئے ایک دن

یعنی قیامت کے روز کئی فیصلہ کرنے کو متوجہ ہونے والے ہیں پھر تم کس نعمت کا انکار کرتے ہو؟ یہ بھی تم کو اعلان کر دیا جاتا ہے

جو سراسر تمہارے حق میں رحمت ہے کہ اے جنوں اور انسانوں! سنو اگر تم میں طاقت ہے کہ تم آسمانوں اور زمینوں کے کناروں

سے یعنی پروردگار کی سلطنت سے نکل سکو اور نکل کر امن چین کی زندگی گزار سکو تو بے شک نکل جاؤ۔ جہاں تمہارے سینک

سائیں چلے جاؤ۔ یہ سرکار خداوندی کا تم کو نوٹس ہے لیکن ہم تمہیں یہ بتائے دیتے ہیں کہ تم لوگ نہیں نکلو گے مگر خدا پر غلبہ

کرنے سے یعنی خدائے قدیر پر تم غالب آ جاؤ تو اس کے ملک سے تم نکل سکو گے اور یہ ناممکن ہے پھر تم کس نعمت الہی کی

ناشکری کرتے ہو؟ دیکھو ایک بڑی اہم بات پر ہم تمہیں اطلاع دیتے ہیں جس میں سراسر تمہارا فائدہ ہے۔ سنو قیامت کے

روز تم دونوں پر یعنی جو تم میں سے مستوجب ہو گا اس پر آگ کے شعلے اور دھواں پھینکے جائیں گے پھر تم دونوں باوجود کثرت

افراد کے ایک دوسرے کی مدد نہ کرو گے۔ پھر بتاؤ اتنے بڑے اہم کام کی تم کو اطلاع دی گئی ہے۔ پھر بھی تم پروردگار کی کس

نعمت کی تکذیب کرتے ہو۔ پھر وہ وقت بھی تم کو یاد رکھنا چاہیے آسمان پھٹ کر مثل گل گلاب سرخ چڑے کی طرح ہو جائے گا

اس وقت ہر ایک کو اپنے کئے کا بدلہ ملے گا۔ پھر تم پروردگار کی کس نعمت سے انکار کرتے ہو پس اس روز انسانوں اور جنوں کو ان

کے گناہوں سے سوال نہ ہو گا کہ تم نے کوئی گناہ کیا یا نہیں بلکہ ان کے کام ان کے چہروں سے خود بخود نمایاں ہوں گے۔ دیکھو یہ

اطلاع بھی تم کو ہدایت کرنے میں کہاں تک کیسی مفید ہے پھر بھی تم کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ اور سنو اس روز مجرم

لوگ اپنے چہروں کے نشانوں سے پہچانے جائیں گے اور پیشانی اور

وَالْأَقْدَامِ ۝ فَيَأْتِي الْآءَ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝ هَذِهِ جَهَنَّمُ الَّتِي يُكَذِّبُ بِهَا

قدموں سے پڑے جائیں گے پس کس نعمت الہی کی تکذیب کرتے ہو؟ یہی وہ جہنم ہے جس کی مجرم لوگ تکذیب کرتے

الْمُجْرِمُونَ ۝ يَطُوفُونَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَبِيبٍ إِن ۝ فَيَأْتِي الْآءَ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝

تھے وہ اس میں اور کھولتے ہوئے گرم پانی میں گھومتے ہوں گے۔ پھر تم پروردگار کی کس نعمت سے انکار کرتے ہو؟

وَلَمِنَ خَافٍ مَقَامَ رَبِّهِ جَنَّتَيْنِ ۝ فَيَأْتِي الْآءَ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝ ذَوَاتَا

جو کوئی اپنے پروردگار کے رتبہ شان سے ڈرتا رہے اس کے لئے وہ باغ ہوں گے پھر تم کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ دونوں باغ شاخوں

أَفْتَانٍ ۝ فَيَأْتِي الْآءَ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝ فِيهِمَا عَيْنِينَ تَجْرِيَنِ ۝ فَيَأْتِي الْآءَ

والے ہوں گے۔ پھر تم کون سی نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ ان باغوں میں دو چشمے جاری ہوں گے۔ پھر تم پروردگار کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝ فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجِينَ ۝ فَيَأْتِي الْآءَ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝

کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ ان دونوں میں ہر میوے کی دو قسمیں ہوں گی۔ پھر تم پروردگار کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟

أَمْشِكِينَ عَلَى فُرُشٍ بَطَّانِيهَا مِنْ أَسْتَبْرَقٍ ۝ وَجَنَّاتٍ أُجْتَنَّبُ دَانٍ ۝ فَيَأْتِي

تختوں کے اوپر ایسے فرشوں پر بیٹھے ہوں گے جن کے اندر کی جانب کا کپڑا نخل کا ہو گا اور درختوں کے پھل جھکے ہوں گے۔ پھر تم خدا کی

الْآءَ رَبِّكُمَا تُكَذِّبِينَ ۝

کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟

قدموں سے پڑے جائیں گے پس بتاؤ کس نعمت الہی کی تکذیب کرتے ہو؟ جب ایسے لوگ جہنم میں ڈالے جائیں گے تو ان

کو کہا جائے گا یہی وہ جہنم ہے جس کی مجرم لوگ تکذیب کرتے تھے۔ اسوقت وہ مجرم لوگ اس جہنم میں اور کھولتے ہوئے گرم

پانی میں گھومتے ہوں گے جیسے سمندر کی لہروں میں مچھلیاں گھومتی ہیں پھر تم بتاؤ پروردگار کی کس نعمت سے انکار کرتے ہو اور

سنو ہم مدار کا ایک ہی بات تم کو بتلاتے ہیں جس پر عمل کرنے سے تمہارا بیڑا پار ہو جائے ہمارے ہاں نجات کے لیے مدار کا

ایک ہی بات ہے وہ یہ ہے جو کوئی اپنے پروردگار کے رتبے سے ڈرتا ہے یعنی اسکی شان والا شان کے مطابق دل میں خوف

رکھے اس کے لیے خدا کے ہاں دو باغ ہوں گے ایک رہنے کے لیے ایک سیر سپاٹے کے لیے جیسے دنیا میں امراء اور رؤساء

کے لیے ہوتے ہیں پھر تم کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ سنو وہ دونوں باغ اجڑے ویران نہ ہوں گے بلکہ سرسبز درختوں

اور لہلہاتی شاخوں والے ہوں گے پھر تم کون سی نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ دیکھو ان دونوں باغوں میں دو چشمے جاری

ہوئے جن سے ان باغوں میں مزید تروتازگی ہوگی اور جنتیوں کے مکانوں کے نیچے جو نہریں جاری ہوں گی وہ بھی انہی

چشموں سے ہوں گی پھر تم پروردگار کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو۔ اور سنو ان دونوں باغوں میں ہر میوے کی دو قسمیں

ہوں گی رنگت میں بھی مختلف اور لذت میں بھی مختلف جیسے ہمارے ہاں انار دو قسم ہیں قابلی اور قندھاری۔ سنگترے بھی

ناگپوری اور دیسی دو قسم ہیں اس طرح آم خر بوزہ وغیرہ سب دو دو قسمیں ہوں گی پھر تم پروردگار کی کس نعمت کی تکذیب

کرتے ہو؟ ان اہل جنت کی رہائش ان باغوں میں یوں ہوگی کہ تختوں کے اوپر ایسے فرشوں پر بیٹھے ہوں گے جن کے اندر کی

جانب کا کپڑا نخل ہو گا۔ باہر کا بہت اعلیٰ اور باغوں میں درختوں کے پھل جھکے ہوں گے ان کے اتارنے میں ان کو تکلیف نہ

ہوگی۔ پھر تم خدا کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟

فِيهِنَّ قُصِرَتُ الظَّرْفُ ۚ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌّ ۝ فَبِآئِ الْاٰءِ

ان باغوں میں ایسی بیویاں ہوں گی جو شرم سے نیچے نگاہ رکھے ہوں گی ان پہلے نہ ان کو کسی انسان نے چھوا ہو گا نہ کسی جن نے پھر تم اپنے رب کی کس

رَبِّكُمْ كَاذِبِينَ ۝ كَانَتْهُنَّ الْيَاقُوتُ وَالْمَرْجَانُ ۝ فَبِآئِ الْاٰءِ رَبِّكُمْ

نعت کی تکذیب کرتے ہو گویا وہ یاقوت اور موتی ہوں گی۔ پھر تم پروردگار کی کس نعمت کی

شُكْرًا ۝ هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝ فَبِآئِ الْاٰءِ رَبِّكُمْ تُكَذِّبُونَ ۝

تکذیب کرتے ہو؟ نیکی کا بدلہ نیک ہوتا ہے۔ پھر تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو؟

وَمِنْ دُونِهَا جَنَّاتٍ ۝ فَبِآئِ الْاٰءِ رَبِّكُمْ تُكَذِّبُونَ ۝ مَذٰهَا مَثْنًا ۝

ان دو کے علاوہ دو اور بہشت ہیں۔ پھر اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ یہاں مائل

فَبِآئِ الْاٰءِ رَبِّكُمْ تُكَذِّبُونَ ۝ فِيْهَا عَيْنٌ نَّضَّاحَتٌ ۝ فَبِآئِ الْاٰءِ رَبِّكُمْ

پھر پروردگار کی کونسی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ ان میں دو دو چشمے جوش مارتے ہوں گے۔ پھر تم دونوں گروہ پروردگار کی کون سی

شُكْرًا ۝ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَرِمْثٌ ۝ فَبِآئِ الْاٰءِ رَبِّكُمْ تُكَذِّبُونَ ۝

نعت کی تکذیب کرتے ہو؟ ان دونوں میں پھل کھجوریں اور انار ہوں گے پھر تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو؟

ان باغوں میں اہل جنت کے لیے ایسی بیویاں ہوں گی جو شرم سے نیچے نگاہ رکھے ہوں گی خاص کیفیت ان کی یہ ہوگی کہ ان

بہشتیوں سے پہلے نہ ان کو کسی انسان نے چھوا ہو گا نہ کسی جن نے یعنی وہ بالکل باکرہ جو ان ہم عمر خوبصورت ہوں گی پھر تم اپنے

رب کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو۔ وہ عورتیں ایسی خوبصورت ہوں گی گویا وہ یاقوت اور موتی کا لفظ دیگر کشمیر کے سبب

کی طرح چمکیلی اور سرخ سفید رنگت لی ہوئی ہوں گی پھر تم پروردگار کی کس نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ ہمارے ہاں تو عام قاعدہ

ہے کہ نیکی کا بدلہ تو نیک ہی ہوتا ہے اس لیے جو لوگ صالح ہوں گے ان کی جزا بھی اچھی ہوگی مگر تم کو بھی تو اس قانون کی

پابندی کرنی چاہئے خدا کے احسانات تم لوگوں پر کتنے ہیں پیدائش سے موت تک سر سے پیر تک اس کے احسانات کے نیچے دے

ہو۔ پھر کیا تم اس کے احسانات کو ملحوظ رکھ کر اس کی فرمانبرداری کرتے ہو۔ اگر کرتے ہو تو مبارک ہے نہیں کرتے تو پھر تم

اپنے پروردگار کی کونسی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ بتاؤ تو کیا اس نے تمہیں پیدا نہیں کیا۔ اس نے تم کو صحت اور تندرستی نہیں

دی۔ اس نے تم کو رزق اور عافیت نہیں بخشی۔ آخر کھو تو سہی کیا کچھ نہیں دیا؟ دنیا میں دیا آخرت میں دو بہشت دینے کا وعدہ

کیا۔ ان دو کے علاوہ بھی دو اور بہشت ہیں جو اہل جنت کو ملیں گی۔ پھر اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو دیکھو وہ

درخت ایسے سرسبز ہوں گے کہ دور سے دیکھنے میں سیاہی مائل دکھائی دیں گے پھر بتاؤ پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے

ہو؟ سنو ان بہشتوں میں سے ہر ایک بہشت میں دو دو چشمے جوش مارتے ہوں گے جیسے اونچے پہاڑ سے پانی کا چشمہ زور سے بہتا

ہے اسی طرح بہشت میں پانی دودھ اور شہد خالص وغیرہ کے چشمے جوش سے جاری ہوں گے بہشتی لوگ ان کو اپنے استعمال میں

لائیں گے پھر بھی تم دونوں (جن اور انسانی) گروہ پروردگار کی کون سی نعمت کی تکذیب کرتے ہو؟ سنو ان دونوں باغوں ہر قسم

کے پھل خاص کر کھجوریں اور ہر قسم کے انار ہوں گے جو بہشتیوں کے لیے وقف ہوں گے۔ پھر تم ہی بتاؤ اپنے پروردگار کی

کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو؟

فَبِئْسَ خَيْرَاتُ حِسَانٍ ۝ فَبِئْسَ الْآءُ رَبِّكُمَْا تَكْذِبِينَ ۝ حُوْرٌ مَّقْصُوْرَةٌ فِي

ان میں نیک خوبصورت عورتیں ہوں گی پھر تم اپنے پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ وہ گورے رنگ کی حوریں خیموں میں پردہ نشین

الْجِيَامِ ۝ فَبِئْسَ الْآءُ رَبِّكُمَْا تَكْذِبِينَ ۝ لَمْ يَطِشْتُمْ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَانٌ ۝

ہوں گی۔ پھر تم دونوں اپنے رب کی کوئی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ ان مردوں سے پہلے ان کو نہ کسی انسان نے چھوا ہوگا اور نہ کسی جن نے

فَبِئْسَ الْآءُ رَبِّكُمَْا تَكْذِبِينَ ۝ مُتَكِيْنَ عَلٰٓى رَفْرَفٍ خُضِرٍ وَعَبْقَرِيَّتٍ حَسٰٓنٍ ۝

پھر تم پروردگار کی کون سی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ وہ لوگ سبز قالینوں اور خوبصورت فرشوں پر تکیے لگائے بیٹھے ہوں گے

فَبِئْسَ الْآءُ رَبِّكُمَْا تَكْذِبِينَ ۝ تَبٰرَكَ اِسْمُ رَبِّكَ ذِي الْمَجٰلِ وَالْاِكْرَامِ ۝

پھر تم کس نعمت خداوندی کا انکار کرتے ہو؟ تمہارے پروردگار بڑی عظمت اور عزت والے کا نام بڑی برکت والا ہے۔

سورة الواقعة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے

اِذَا وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۝ لَيْسَ لِوَقْعَتِهَا كَاذِبَةٌ ۝ خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ۝

جب قیامت واقع ہو جائے گی جس کے واقع ہونے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں وہ پست کرے گی اور بلند کرے گی

دیکھو ان بہشتوں میں بہشتی لوگ تنہائی میں نہیں رہیں گے کہ تجرد کی وحشت سے پریشان ہوں بلکہ ان بہشتوں میں ان کے لئے

نیک خوبصورت عورتیں ہوں گی جن سے وہ حسب ضرورت مانوس رہیں اور ہر طرح کے جائز عیش کریں گے پھر بھی تم اپنے

پروردگار کی کوئی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ سنو وہ عورتیں بڑی خوبصورت گورے رنگ کی حوریں ہوں گی جو ان باغوں

میں بعد سیر و تفریح کے شاہی بیگمات کی طرح خیموں میں پردہ نشین ہوگی میا مجال کوئی غیر ان کو دیکھ سکے۔ پھر بتاؤ تم دونوں

اپنے رب کی کوئی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ وہ مہ جبین حوریں چونکہ پیدائشی باکرہ ہوں گی اس لئے بالکل صحیح سمجھو کہ بعد

پیدائش ان بہشتی مردوں سے پہلے ان کو نہ کسی انسان نے بطور ملاپ کے چھوا ہوگا نہ کسی جن نے بلکہ بالکل جو ان غیر مدخولہ

ہوں گی پھر تم پروردگار کی کوئی نعمت کا انکار کرتے ہو؟ دیکھو وہ بہشتی لوگ سبز قالینوں اور عمدہ خوبصورت فرشوں پر تکیے

لگائے بیٹھے ہوں گے جیسے یہاں تمہارے معزز رئیس لوگ بوقت فرصت بیٹھے ہیں۔ پھر تم کس نعمت خداوندی کا انکار کرتے

ہو۔ سنو تمہارے پروردگار بڑی عظمت اور عزت والے کا نام بڑی برکت والا ہے (سبحان ربك رب العزة عما يصفون)

سورة واقعه

سنو لوگوں جب قیامت کی ساعت واقع ہو جائے گی جس کے واقع ہونے میں کسی طرح کا شک و شبہ نہیں۔ وہ قیامت کئی ایک

بلند مراتب انسانوں کو جو دنیا میں بڑے رتبے والے ہوں گے پست کرے گی اور کئی ایک پست رتبہ والوں کو ایمان اور اعمال

صالحہ کی وجہ سے بلند کرے گی یعنی دنیا میں جو بد اعمال لوگ بلند رتبہ ہوں گے وہ وہاں

ل يقال امرأة قصيرة وقصورة ومقصورة مخدرة (تفسیر کشاف - سورة الرحمن).

پیدائشی باکرہ کے معنی یہ ہیں کہ باجوہ ملاپ مرد کے بکارت کا وصف ان میں ہمیشہ رہے گا ﴿فجعلنا هن ابكارا﴾ کی طرف اشارہ ہے۔ (منہ)

إِذَا رَجَعَتِ الْأَرْضُ رَجْعًا ۝ وَبَسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا ۝ فَكَانَتْ هَبَاءً مُنْبَثًا ۝ وَ

جب زمین کو سخت حرکت دی جائے گی اور پہاڑوں کو ریزے ریزے کر دیا جائے گا ایسے کہ خاک دھول ہو کر اڑیں گے اور

كُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً ۝ فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۝ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَأَصْحَابُ

تین قسم ہو جاؤ گے۔ پس دائیں ہاتھ والے کیسے اچھے ہوں گے اور بائیں

الْمَشْأَمَةِ ۝ مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ۝ وَالسَّيِّئُونَ السَّيِّئُونَ ۝ أُولَٰئِكَ

ہاتھ والے کیسے برے ہوں گے۔ سابق لوگ سابق ہوں گے خدا کے مقرب

الْمُكَرِّمُونَ ۝ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْأَوَّلِينَ ۝ وَقَلِيلٌ مِّنَ

ہوں گے بڑی نعمتوں کے باغوں میں ہوں گے پہلے لوگوں میں سے ایک جماعت ہوگی اور پچھلوں میں بھی تھوڑے سے

الْآخِرِينَ ۝ عَلَىٰ سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍ ۝ مُتَّكِنِينَ عَلَيْهَا مُتَقَلِّبِينَ ۝ يَطُوفُ

ہوں گے۔ جڑاؤ تختوں پر نیچے لگائے ہوئے آنے سانسے بیٹھے ہوں گے۔ خور سال ہمیشہ

پست ہوں گے اور جو نیک لوگ دنیا میں پست ہوں گے وہ وہاں بلند ہوں گے اس روز سب کی قلعی کھل جائے گی۔ سب کا کیا

کر لیا معلوم ہو جائے گا۔ یہ واقعہ اس روز ہو گا جب زمین کو سخت حرکت دی جائے گی اور اس حرکت کے ساتھ پہاڑوں کو ریزے

ریزے کر دیا جائے گا ایسے کہ خاک دھول ہو کر اڑیں گے۔ زمین پر نہ کوئی اونچی جگہ رہے گی نہ پست نہ نظر آئے گی اور تم دنیا کے

لوگ اس روز تین قسم ہو جاؤ گے ایک قسم دائیں ہاتھ والے جن کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں عزت کے ساتھ ملے گا۔ دوسری

قسم بائیں ہاتھ والے جن کو اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں ملے گا۔ تیسری قسم وہ لوگ جو ان لوگوں سے بالاتر ہوں گے یعنی نیک

کاموں میں سبقت کرنے والے۔ پس ان تینوں قسموں کی کیفیت اور حالت سنو! دائیں ہاتھ والے واہ کیسے مزے میں اچھے

رتبے پر ہوں گے اور بائیں ہاتھ والے کیسے برے درجے میں ہوں گے ان دونوں کا مختصر حال تو بس اسی سے معلوم ہو گیا۔

اب رہے سابق لوگ ان کا کیا کہنا وہ تو جیسے دنیا میں نیک کاموں میں سابق تھے آخرت میں بھی جنت کی طرف سب سے پہلے

سابق ہوں گے۔ داخلہ میں سابق ہر نعمت کی تحصیل میں سابق خدا کے دیدار میں سابق غرض ہر امر میں سابق۔ کیونکہ وہی

اعلیٰ درجے میں خدا کے مقرب ہوں گے جو بڑی نعمتوں کے باغوں میں عیش و عشرت کرتے ہوں گے۔ چونکہ یہ بڑے رتبے

کے لوگ ہیں اس لیے ان کی تعداد بہ نسبت دوسروں کے کم ہوگی۔ تم سے پہلے بھلے لوگوں میں یعنی انبیاء اولیاء سابقین میں

سے ایک خاصی تعداد کی جماعت ایسے سابقین لوگوں کی ہوگی اور پچھلوں یعنی تم مسلمانوں میں سے بھی تھوڑے سے ان

سابقین میں ہوں گے کیونکہ دنیا میں یہ قانون عام ہے کہ اچھی اور اعلیٰ چیز بہ نسبت ادنیٰ اور ماتحت کے تھوڑی ہوتی ہے۔ اسی

قاعدے سے یہ جماعت سابقین میں کم ہوگی۔ سونے چاندی کے جڑاؤ تختوں پر نیچے لگائے ہوئے آنے سانسے بیٹھے ہوں گے۔

ان کی نسل کے خور سال مرے ہوئے ہمشت میں ہمیشہ

یہ بچے وہ ہوں گے جو اہل جنت کی اولاد شیر خواری کی حالت میں دنیا میں مری ہوگی۔ کیونکہ اس جگہ دلہان کا لفظ آیا ہے اور سورہ طور میں

غلمان لهم کا لفظ آیا ہے جس کے معنی ہیں ان کے بچے یہ سب بچے اہل جنت کے بہلاوے کو ہوں گے۔ (منہ ۱۳)

لَا تَرَىٰ لِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا کی طرف اشارہ ہے۔ (۱۲) منہ

عَلَيْهِمْ وَلَدَانٌ مُّخْلَدُونَ ۝ يَأْكُوبُ وَأَبْرُنِي ۝ وَكَأْسٍ مِنْ مَعِينٍ ۝ لَا

رہنے والے بیچ ان کے پاس گلاس اور لٹیاں اور شراب کے پیالے لے کر ارد گرد پھریں گے جس سے

يُصَدَّعُونَ عَنْهَا وَلَا يُنْفُونَ ۝ وَفَاكِهَةٍ مِمَّا يَتَخَيَّرُونَ ۝ وَلَخَمٍ طَلِيٍّ

نہ ان کو درد سر ہوگا اور نہ وہ بکواس بکیں گے اور جس قسم کے پھل اور جانوروں کا گوشت وہ چاہیں گے وہ لے کر ان

مِمَّا يَشْتَهُونَ ۝ وَخُودٍ عَيْنٍ ۝ كَأَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُونِ ۝ جَزَاءُ بِمَا كَانُوا

کے پاس آئیں گے اور ان کے لئے بڑی خوبصورت موٹی آنکھوں والی بیویاں محفوظ موتیوں کی طرح ہوں گی یہ ان کو ان کے کاموں کے بدلہ

يَعْمَلُونَ ۝ لَا يَسْمَعُونَ فِيهَا لَغْوًا وَلَا تَأْتِيهَا ۝ إِلَّا قَيْلًا سَلَامًا سَلَامًا ۝

میں لے گا جو وہ کرتے تھے۔ وہ کسی قسم کی لغو یا گناہ کی بات اس میں نہ سنیں گے سوائے سلام سلام کے۔۔۔

وَأَصْحَابُ الْيَمِينِ ۝ مَا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ۝ فِي سِدْرٍ مَخْضُودٍ ۝ وَطَلْحٍ

اور دائیں ہاتھ والوں کے کیا کہنے بے کانٹے کی بیڑیوں میں تہہ تہہ کیوں

مَنْضُودٍ ۝ وَظِلِّ مَنْدُودٍ ۝ وَمَاءٍ مَسْكُوبٍ ۝ وَفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ۝ لَا مَقْطُوعَةٍ

میں اور بڑی نعمتوں میں اور گرتے پانی میں اور بہت سے پھلوں میں جو نہ ختم ہوں گے نہ آن

وَلَا مَسْنُوعَةٍ ۝

سے ان کو روک ٹوک ہوگی

رہنے والے بیچ ان جنتیوں کے پاس شیشے کے گلاس اور بلوری لٹیاں اور ایسی شراب کے پیالے لے کر ارد گرد پھریں

گے جس سے نہ ان کو درد سر ہوگا نہ وہ نشہ کی وجہ سے بکواس بکیں گے کیونکہ وہ شراب بے نشہ محض پینے کی لذیذ چیز

ہوگی اور جس قسم کے پھل اور جانوروں کا گوشت وہ چاہیں گے وہ بیچ لے کر ان کے پاس آئیں گے کیونکہ ان کے

ہاتھوں سے لے کر کھانے میں ان کو مزید لذت ہوگی اور ان کے لیے بڑی خوبصورت موٹی آنکھوں والی بیویاں محفوظ

موتیوں کی طرح صاف شفاف ہوں گی۔ یہ سب کچھ ان کو ان کاموں کے بدلے ملے گا جو وہ دنیا میں اعمال صالحہ کرتے

تھے۔ اس جنت میں بے انتہا لوگ ہوں گے۔ وہ اہل جنت کسی قسم کی لغو یا گناہ کی بات اس میں نہ سنیں گے۔ کیونکہ وہاں

کسی قسم کی بیہودگی نہ ہوگی اس لیے کسی قسم کی ناجائز بات ان کے سننے میں نہ آئے گی سوائے سلام سلام کے۔ ہر طرف

سے سلام علیکم وعلیکم السلام کی آوازیں آئیں گی۔ یہ تو انجام ہوگا ساتھین کا۔ اب سنیے اصحاب الیمین کا حال یعنی دائیں

ہاتھ والوں کے کیا کہنے! بڑے مزے کے عیش میں ہوں گے۔ باغوں کی بارہ دریوں میں بے کانٹے کی بیڑیوں میں

اور تہہ تہہ کیوں میں اور بڑی نعمتوں میں اور گرتے پانی میں اور بہت سے پھلوں میں جو نہ ختم ہوں گے نہ ان سے ان کو

روک ٹوک ہوگی۔

۱۔ وظل ممدود یہ عمار ہے۔ نعماء کثیر۔ ويعبر بالظل عن العزة والنعمة وعن الرفاهية (مفردات راغب)

۲۔ لاہور اور سری نگر کشمیر کے شالاباغ میں اس پانی کا نمونہ نظر آتا ہے جب اوپر کے درجے سے نیچے کو پانی گرتا ہے اس کے گرنے کے راستے

میں ٹیڑھا پتھر ہے جس کو بڑی خوبصورتی سے تراشا ہوا ہے اس پر ہوتا ہوا نیچے پانی آتا ہے تو عجیب خوبصورت منظر پیدا ہوتا ہے ﴿ماء

مسکوب﴾ کی نظیر ہے۔

وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ۝ اِنَّا اَنْشَاْنَهُنَّ اِنْشَاءً ۝ فَجَعَلْنَهُنَّ اَبْكَارًا ۝ عَرَبًا

اور اونچے بستروں پر مزے لے رہے ہوں گے ہم نے ان ازواج کو پیدا کیا ہے اور ہارہ رکھا ہے محبوبہ

اَتْرَابًا ۝ لِاصْحَابِ الْيَمِينِ ۝ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَثَلَاثَةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ۝ وَ

دائیں ہاتھ والوں کی ہم عمر بنایا ہے۔ اس جماعت میں بہت سے لوگ پہلے لوگوں میں سے ہوں گے اور بہت سے لوگ پچھلے لوگوں میں سے ہوں گے۔

اَصْحَابُ الشِّمَالِ ۝ مَا اَصْحَابُ الشِّمَالِ ۝ فِي سَوْمٍ وَحَسِيْمٍ ۝ وَظِلِّ

بائیں ہاتھ والے لوگ کیسے بد نصیب ہوں گے سخت گرم ہوا میں رہیں گے اور سخت گرم پانی میں اور سخت سیاہ دھوئیں

مِّنْ يَّخْمُومٍ ۝ لَا بَارِدٍ وَلَا كَرِيْمٍ ۝ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ۝

میں ہوں گے جو نہ ٹھنڈا ہوگا اور نہ عزت کی جگہ۔ یہ لوگ پہلے بڑے آسودہ تھے

وَكَانُوْا يُصْرُوْنَ عَلٰى الْاِحْنٰثِ الْعَظِيْمِ ۝ وَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ ۝ اَيْدَاؤُنَا وَا

اور بڑے کبیرے گناہ ہمیشہ کیا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے جب ہم سر کر مٹی اور ہڈیاں ہو

اور اونچے بستروں پر مزے لے رہے ہوں گے۔ بستروں کے ذکر سے تمہارا ذہن ایک ضروری چیز کی طرف منتقل ہوا ہوگا یعنی

ازواج کیونکہ بستر بغیر زوج اور زوج کے آرام دہ نہیں ہوتا۔ پس سنو! ان کے لیے ازواج بھی وہاں ہوں گی کیونکہ ہم نے وہاں

کی ان ازواج عورتوں کو پیدا کیا ہے اور پیدا کر کے ہمیشہ کے لیے ہارہ جو ان رکھا ہے۔ خاندنوں کی نگاہ میں محبوبہ اور ان دائیں

ہاتھ والوں کی ہم عمر بنایا ہے۔ غرض ایک پسندیدہ عورت میں جس جس قسم کی خوبی ہونی چاہئے وہ ان میں ہوگی اس لیے خاندن

ان سے مسرور اور وہ خاندنوں سے محظوظ ہوں گی پس بڑے مزے کی زندگی ان کو نصیب ہوگی جو دنیا میں کسی راجہ نواب کو تو کیا

بڑے سے بڑے کسی بادشاہ کو بھی میسر نہ ہو۔ اس دائیں ہاتھ والی جماعت میں بہت سے لوگ اس آخری زمانہ پیغمبر سے پہلے

لوگوں میں سے ہوں گے اور بہت سے لوگ اس سے پچھلے لوگوں میں سے ہوں گے۔ غرض اس جماعت میں داخلہ کیلئے کوئی

امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کی خصوصیت نہ ہوگی بلکہ پہلی امتوں کے نیک لوگ بھی اس گروہ میں داخل

ہوں گے۔ باقی رہے اصحاب الشمال یعنی ان سب کے مقابلہ بائیں ہاتھ والے لوگ ہائے کیسے برے اور کیسے بد نصیب ہوں

گے بائیں ہاتھ والے ان کی بابت کچھ نہ پوچھو عام اوقات میں سخت گرم ہوا میں رہیں گے اور پیاس کے وقت سخت گرم پانی میں

اور بالائی تپش کے وقت سخت سیاہ دھوئیں کے سائے میں ہوں گے جیسا انجن میں پتھر کے کونکے جلنے سے سخت سیاہ دھواں

نکلتا ہے۔ غور کرو ان لوگوں کی زندگی اور راحت کیا ہوگی جن کو دھوپ اور تپش سے بچنے کے لیے ایسے دھوئیں میں آرام ملے

گا جو نہ ٹھنڈا ہوگا نہ عزت کی جگہ بلکہ سخت ذلت اور خواری کا مقام ہوگا۔ کیوں نہ ہو یہ لوگ تھے بھی تو اسی لائق کیونکہ آج سے

پہلے دنیا میں بڑے آسودہ تھے اور بڑے بڑے کبیرے گناہ شرک کفر بد معاشی کے سارے کام ہمیشہ کیا کرتے تھے نہ عید

چھوڑتے نہ بقر عید نہ رمضان نہ محرم۔ بلکہ ان کا یہ قول تھا۔

صبح تو جام سے گزرتی ہے شب دل آرام سے گزرتی ہے

عاقبت کی خبر خدا جانے اب تو آرام سے گزرتی ہے

اور اگر ان کو کوئی سمجھاتا کہ میاں اللہ سے ڈرو۔ ایک روز کئے کا حساب دینا ہوگا تو اس کے جواب میں کہتے تھے جب ہم سر کر مٹی

اور ہڈیاں ہو

كُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا ؕ اِنَّا لَكَبُوعُوثُونَ ؕ اَوْ اَبَاؤُنَا الْاَوَّلُونَ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِينَ

جائیں گے تو کیا ہم اور ہمارے باپ دادا حساب کے لئے اٹھائے جائیں گے؟ تو کہہ کہ اس میں شک نہیں کہ

وَ الْاٰخِرِينَ ؕ لَكَبُوعُوثُونَ ؕ اِلٰى مِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ؕ ثُمَّ اِنَّا كُنَّا اِيَّهَا

تمہارے پہلے اور پچھلے سب لوگ ایک مقرر دن میں جمع کئے جائیں گے پھر تم اے بھولے ہوئے

الصّٰلُوْنَ الْكٰذِبُوْنَ ؕ لَا تَكُوْنُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زُقُوْمٍ ؕ فَمَا لِكُوْنَ مِنْهَا

جھلانے والے لوگو! زقوم کے درخت سے کھاؤ گے پھر اسی سے پیٹ

الْبَطُوْنَ ؕ فَشَرِبُوْنَ عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ؕ فَشَرِبُوْنَ شَرْبَ الْهَيْمِ ؕ هٰذَا

بھرد گئے پھر اس پر اونٹوں کی طرح منہ سے گرم پانی پیو گے انصاف کے روز

نُزِلُهُمْ يَوْمَ الدِّينِ ؕ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا نُصَدِّقُوْنَ ؕ اَفَرٰءَيْتُمْ مَا تُنۡسَوْنَ ؕ

یہ ان کی ضیافت ہوگی۔ ہم ہی نے تم کو پیدا کیا پھر تم تصدیق کیوں نہیں کرتے۔ بتاؤ جو پانی تم ارحام میں

ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَ ؕ اَمْ نَحْنُ الْخٰلِقُوْنَ ؕ

بچاتے ہو وہ تم پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں؟

جائیں گے۔ تو کیا ہم اور ہمارے پہلے باپ دادا حساب کتاب کے لیے اٹھائے جائیں گے؟ یہ تو بڑی دوراز (۱) عقل بات ہے۔

کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک جسم سڑگل کر مٹی میں مٹی ہو جائے۔ پھر وہ پورا بن کر زندہ ہو جائے۔ اے پیغمبر علیہ السلام! تو ان کے

جواب میں ان کو کہہ کہ اس میں مطلق شک کی گنجائش نہیں کہ تمہارے پہلے اور پچھلے سب لوگ ایک مقرر دن میں جمع کئے

جائیں گے چاہے تم اقرار کرو یا انکار ہو گا یہی جو ہم نے بتایا ہے۔ پھر تم اے بھولے ہوئے غلط کار جھلانے والے لوگو! پیٹ بھر

نے کو سخت کڑوئے زقوم کے درخت سے کھاؤ گے پھر اسی سے پیٹ بھر وگے پھر اس پر مزید طرفہ یہ کہ بغیر کسی برتن گلاس

کٹورے وغیرہ کے اونٹوں کی طرح منہ سے گرم پانی پیو گے۔ انصاف یعنی قیامت کے روز ان جنیوں کی یہ ضیافت ہوگی جو ان کو

پہلے روز آتے ہی پیش کی جائے گی۔ اب سنو! اصل استبعاد کا جواب جو تم کہتے ہو کہ مر کر کوئی جاندار کس طرح زندہ ہو سکتا

ہے؟ پس غور کرو ہم ہی نے تم کو پیدا کیا کہاں سے کہاں تک تم نے ترقی کی۔ اس کا ثبوت تمہارے حالات بتا رہے ہیں۔ کیا

تمہاری جوانی کی حالت اس ابتدائی حالت سے مشابہت رکھتی ہے جو تم کو بطن مادر میں اور اس کے بعد حاصل ہوتی ہے؟ اس

حالت میں دیکھنے والا تم کو جوانی میں دیکھے تو باور کر سکتا ہے کہ تم وہی ہو؟ ہرگز نہیں پس جس طرح ان مختلف مراتب سے

گزرتے ہوئے خالق نے تم کو اس آخری مرتبے تک پہنچایا ہے اسی طرح فنا کے بعد دوسری صورت میں تم کو پیدا کرے گا۔ پھر

تم اتنا ثبوت ہوتے ہوئے بھی وعدہ الہی متضمن حشر اجساد کی تصدیق کیوں نہیں کرتے۔ آؤ ذرا تفصیل سے سنو! بتاؤ جو پانی تم

ارحام نساء میں بچاتے ہو۔ جس سے تمہاری اولاد پیدا ہوتی ہے وہ اولاد بلکہ وہ پانی بھی خود تم پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرتے ہیں؟

انصاف اور ایمان سے بتانا۔ اس سے اصل بات کا پتہ چل جائے گا۔ تمہارا خیال اگر یہ ہے کہ تم پیدا کرتے ہو تو جن کے ہاں اولاد

نہیں ہوتی ان سے بھی ذرا دریافت کرو

(۱) ﴿ذٰلِكَ رَجْعٌ بَعِيْدٌ﴾ کی طرف اشارہ ہے۔

نَحْنُ قَادِرْنَا بَيْنَكُمْ الْمَوْتِ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِينَ ۝ عَلَا أَنْ تَبَدَّلَ

ہم ہی نے تمہارے حق میں موت مقرر کر رکھی ہے اور ہم اس سے بھی عاجز نہیں کہ تمہاری شکلیں بدل دیں اور تم

أَمْثَالِكُمْ وَنُنشِئُكُمْ فِي مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْأَةَ الْأُولَىٰ فَلَوْلَا

کو ایک ایسی صورت میں پیدا کر دیں جو تم نہیں جانتے اور تم پہلی پیدائش کو جان چکے ہو پھر تم نصیحت کیوں

تَذَكَّرُونَ ۝ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَحْرَثُونَ ۝ ؕ أَنْتُمْ كَزَرْعُونَ ۝ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ ۝

نہیں پاتے۔ بھلا بتاؤ تم لوگ جو کھیتی باڑی کرتے ہو وہ تم اگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں؟

لَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُونَ ۝ إِنَّا لَمُعْرِمُونَ ۝ بَلْ نَحْنُ

اگر ہم چاہتے تو اس کو چورا چورا کر دیتے پھر تم بائیں بناتے رہ جاتے کہ ہائے ہم مقروض ہو گئے بلکہ ہم بڑے ہی بد نصیب

مَحْرُومُونَ ۝ أَفَرَأَيْتُمُ الْمَاءَ الَّذِي كُشِرُوبُونَ ۝ ؕ ؕ أَنْتُمْ أَنْزَلْتُمُوهُ مِنْ

ہیں۔ بھلا بتلاؤ تو جو پانی تم پیتے ہو اسے بادلوں سے تم اتارتے ہو یا

الْمُنْزِلُونَ ۝

ہم اتارتے ہیں؟

کہ ان کے ہاں کیوں پیدا نہیں ہوتی تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ اصل بات وہی ہے جو ہم بتاتے ہیں کہ ہم خدا ہی نے تم کو پیدا

کیا ہے اور ہم ہی نے تمہارے حق میں موت مقرر کر رکھی ہے ایک وقت پر پہنچ کر تم خود بخود محدود ہو جاتے ہو اور ہو جاؤ گے

اور اگر خیال کرو کہ ہم سے کہیں چھپ جاؤ گے ایسے کہ ہم تم کو گرفتار نہ کر سکیں گے تو یہ خیال تمہارا غلط ہے کیونکہ ہم تمہارے

گرفتار کرنے پر قادر ہیں اور اس سے بھی عاجز نہیں کہ اسی دنیا میں اسی حالت میں تمہاری شکلیں بدل دیں اور تم کو ایک ایسی

صورت میں پیدا کر دیں جو تم نہیں جانتے ہو۔ یعنی کسی برے سے برے حیوان کی صورت میں مبدل کر دیں اور اگر غور کرو تو تم

کو ایک ہی مثال کافی ہے کہ تم پہلی پیدائش کو جو تم پر اور تمہاری اولاد پر آچکی ہے جان چکے ہو۔ جس سے تم سب موجود ہو۔ غور

کرو کس طرح تم بنے اور کس طرح ترقی پاب ہوئے اور کس طرح بڑھتے گئے یہاں تک کہ پیر مرد بن گئے پھر تم نصیحت کیوں

نہیں پاتے ہو۔ یعنی یہ بات کیوں نہیں سمجھتے کہ جس خدا نے ہم کو پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے وہ دوسری مرتبہ بھی پیدا کر سکتا ہے

ضرور کر سکتا ہے اور کرے گا اور سنو! بھلا بتاؤ تو سہی تم لوگ جو کھیتی باڑی کرتے ہو اس سے جو پیدا ہوتا ہے وہ تم اگاتے ہو یا ہم

اگاتے ہیں؟ کون ایسا عقلمند ہے جو کہے کہ میں اگاتا ہوں نہیں بلکہ تم بھی یہی کہو گے۔

نہ بارد ہوا تانہ گوئی ببار زمین ناورد تانہ گوئی ببار

سنو! آج تم جو غلہ کھا رہے ہو اگر ہم چاہتے تو اس کو چورا چورا کر دیتے نہ دانے تمہارے ہاتھ لگتے نہ بھوسہ نہ تم کھاتے نہ

تمہارے مویشی پھر تم باتیں بناتے اور افسوس کرتے رہ جاتے۔ یہی کہتے تاکہ ہائے ہم مقروض ہو گئے ہائے اتنی پیداوار بھی نہ

ہوئی کہ ہم سرکاری معاملہ ہی ادا کرتے۔ نہ مہاجن کاروپہ ادا ہوا۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ ہم بڑے ہی بد نصیب محروم ہیں کہ کئی

پکائی کھیتی ہماری ضائع ہو گئی۔ یہ دوسرا سوال تھا جو ختم ہوا۔ اب تیسرا سوال سنو! بھلا بتلاؤ تو جو پانی تم پیتے ہو کنوؤں کا۔ چشموں

کا دریا کا یا جمیل کا اسے بادلوں سے تم اتارتے ہو یا ہم (خدا) اتارتے ہیں؟ دیکھو اس میں کچھ شک نہیں کہ ہم ہی یہ سب کچھ

کرتے ہیں۔ کیا تم نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

ابرو بادومہ وخورشید و فلک درکار اند کہ توانے بکف آری و بغفلت نخوری

لَوْ شَاءَ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ۝ اَفَرَأَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ۝

اگر ہم چاہیں تو اس کو کڑوا کر دیں پھر تم شکر کیوں نہیں کرتے۔ بھلا بتاؤ تو تم لوگ جو آگ جلاتے ہو

ءَاَنْتُمْ اَنْشَأْتُمْ شَجَرَتَهَا اَمْ نَحْنُ الْمُنْشِئُونَ ۝ نَحْنُ جَعَلْنَاهَا تَذْكِرَةً وَمَتَاعًا

کیا اس کے بیڑ تم نے پیدا کئے ہیں یا ہم بناتے ہیں۔ ہم ہی نے ان کو نصیحت کے لئے اور خاص کر غرباء کے گذارے

لِلْمُعْتَبِينَ ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۝ فَلَا أُقْسِمُ بِمَوْجِعِ النُّجُومِ ۝ وَ

کے لئے بنایا ہے پس تم اپنے پروردگار عالیشان کے نام کی تسبیح پڑھا کرو مجھے ستاروں کی گذرگاہوں کی قسم سے اور اگر

اِنَّهُ لَقَسَمٌ لِّوَتَّعْلَمُونَ عَظِيمٌ ۝ اِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ ۝ فِي كِتَابٍ مَّكْنُونٍ ۝ لَا

جانتے ہو تو یہ بہت بڑی قسم ہے۔ بے شک یہ بڑی عزت کی کتاب ہے مخفی کتاب میں سے اس

يَسَّةٌ اِلَّا الْمَطَهَّرُونَ ۝ تَنْزِيلٌ مِّنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ اَفِيْهَذَا الْحَدِيثِ

کو پاک لوگ ہی چھوتے ہیں رب العالمین کی طرف سے اتارا ہوا ہے کیا پھر بھی تم اس کلام کے ماننے میں

اَنْتُمْ مُّذْهَبُونَ ۝

سستی کرتے ہو

سنو اگر ہم (خدا) چاہیں تو اس پانی کو کڑوا اور سخت کڑوا کر دیں پھر تم اس میٹھے پانی کا شکر کیوں نہیں کرتے کیا یہی شکر ہے کہ کھاؤ پیو تو خدا کا اور گیت گاؤ غیر کا۔ یہ کسی طرح جائز نہیں۔ آؤ ایک اور سوال سنو! بھلا بتاؤ تو سہمی تم لوگ جو کھانا پکاتے اور دیگر ضروریات کیلئے آگ جلاتے ہو۔ کیا تم اس کے بیڑ جو اس کا ایندھن بننے میں تم نے پیدا کئے ہیں یا ہم (خدا) بناتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ہم ہی نے ان درختوں اور ان کی اور سب چیزوں کو عام طور پر نصیحت کے لئے اور خاص کر غرباء کے گزارے کے لئے بنایا ہے۔ نصیحت تو اس طرح کہ اہل بصیرت ان درختوں کی پیدائش دیکھیں کہ کس طرح ہوتی ہے جس کی بابت ایک اہل بصیرت نے یوں کہا ہے۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر درتے دفتریت معرفت کردگار

اور غرباء کا گزارہ یوں کہ وہ جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لائیں اور بستیوں میں فروخت کر کے گزارہ کریں۔ پس جب واقعہ یہ ہے کہ سب کچھ خدا ہی کا بنایا ہوا ہے تو تم لوگو! اپنے پروردگار عالیشان کے اتنے احسانات کا شکر یہ کرنے کو اس کے نام کی تسبیح پڑھا کرو۔ یعنی اس کو پاکی سے یاد کرنے کو یوں کہا کرو سبحان اللہ وجمہ اے رسول! تم کو کہو کہ یہ کتاب جس میں خدا کی ایسی تعریف اور ایسے احکام ہیں یہ تمہاری ہدایت کے لئے آئی ہے۔ مجھے ستاروں کی گزرگاہوں کی قسم ہے اور اگر تم خدائی طرز کلام جانتے ہو تو یہ بہت بڑی قسم ہے کیونکہ اس میں مقسم بہ کی مقسم لہ کے ساتھ تشبیہ پائی جاتی ہے بے شک یہ قرآن بڑی قدر و عزت کی کتاب ہے یہ خود یعنی اس کا مضمون علم الہی سے ماخوذ ہے اس لیے یہ دراصل اس مخفی کتاب میں محفوظ ہے جس کا نام ہے لوح محفوظ یا کتاب مبین وغیرہ اس کتاب قرآن مجید کو پاک لوگ ہی چھوتے یعنی وہی اس پر عمل کرتے اور وہی اس کو رہنما اور ہدایت نامہ بناتے ہیں ایسے لوگ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ وہ قرآن رب العالمین کی طرف سے اتارا ہوا ہے کیا پھر بھی تم اے عرب کے منکرو! اس کلام کے ماننے میں سستی کرتے ہو؟

۱۔ تفسیر کشاف (۱۲)

۲۔ مقسم لہ میاں قرآن ہے اور مقسم بہ ستارے ہیں۔ ستارے روشنی کی علت ہیں اسی طرح قرآن بھی دل کی روشنی کا سبب ہے۔

وَتَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنَّكُمْ تُكَذِّبُونَ ﴿۱۰﴾ فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلُقُومَ ﴿۱۱﴾ وَأَنْتُمْ

اور تم اپنا حصہ یہی بناتے ہو کہ تکذیب کرتے ہو بھلا جب روح گلے میں آ پہنچتی ہے اور تم سب اس

حِينِيذٍ تَنْظُرُونَ ﴿۱۲﴾ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلَكِنْ لَا تُبْصِرُونَ ﴿۱۳﴾ فَلَوْلَا

وقت دیکھا کرتے ہو اور ہم خود اس کے پاس تم سے زیادہ قریب ہوتے ہیں لیکن تم لوگ نہیں دیکھتے پھر اگر تم لوگ

إِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ ﴿۱۴﴾ تَرْجِعُونَهَا إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿۱۵﴾ فَأَمَّا إِنْ

کسی کے دہیل نہیں تو اس کو واپس کیوں نہیں لاتے اگر تم سچے ہو پھر اگر وہ

كَانَ مِنَ الْمُقْرَبِينَ ﴿۱۶﴾ فَرَوْحٌ وَرِيحَانٌ ﴿۱۷﴾ وَجَنَّتْ نَعِيمٌ ﴿۱۸﴾ وَأَمَّا إِنْ كَانَ

مقربوں سے ہوتا ہے تو اس کے لئے عیش و آرام اور نعمتوں کے بہشت ہیں اور اگر وہ دائیں ہاتھ

مِنَ الْأَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿۱۹﴾ فَسَلَامٌ لَّكَ مِنَ الْأَصْحَابِ الْيَمِينِ ﴿۲۰﴾ وَأَمَّا إِنْ

والوں میں سے ہے تو دائیں ہاتھ والوں کی طرف سے بھی تجھ کو سلام ہو۔ اگر وہ جھلانے والے

كَانَ مِنَ الْكَذَّابِينَ الضَّالِّينَ ﴿۲۱﴾ فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيمٍ ﴿۲۲﴾ وَتَصْلِيَةٌ جَهِيمٍ ﴿۲۳﴾

گراہوں میں سے ہوگا تو سخت کھولتے پانی سے اس کی مہمانی ہوگی اور جہنم میں داخلہ ہوگا

اور تم اپنا حصہ قسمت یہی بناتے ہو کہ اس پاک اور مصدق کلام کی تکذیب کرتے ہو۔ واہ خوب عقل ہے۔ خدا کی مہربانی کا شکر

یہی ہے کہ اس کی دی ہوئی نعمت کی بے قدری کرو۔ کیا تمہیں خدا پر ایمان نہیں بھلا جب تمہارے □ کی مرتے وقت روح

گلے میں آ پہنچتی ہے اور تم سب اس وقت اس مرنے والے کا حال دیکھا کرتے ہو اور ہم خود اس مرنیوالے کے پاس تم سے زیادہ

قریب ہوتے ہیں لیکن تم لوگ ہم کو نہیں دیکھتے پھر اگر تم لوگ کسی مالک کے دہیل اور ماتحت نہیں ہو تو اس پیارے قریبی کی

روح کو واپس کیوں نہیں کرتے! اگر تم اپنے خیال اور دعوے میں سچے ہو کہ ہم کسی کے دہیل نہیں، ہرگز واپس نہیں کر سکتے۔

کیونکہ تم بلکہ تمام دنیا اسی خدا کی محکوم اور مقہور ہے وہی تم کو جزا سزا دیکھا کر تم سب لوگ اسی کے حضور حاضر ہوتے ہو پھر بعد

موت اگر وہ مردہ خدا کے مقربوں سے ہوتا ہے تو اس کے لئے عیش و آرام اور نعمتوں کے بہشت ہیں بس مزے سے رہے اور

عیش کرے مگر مقربان خدا کون ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جو ہر نیک کام میں بڑھنے والے ہیں وہ مقرب خدا ہیں اور اگر وہ

مردہ دائیں ہاتھ والوں میں سے ہے یعنی جو پہلے لوگوں سے ذرا نرم چال ہیں تو ان کی طرف سے بھی تجھ کو سلام یعنی تسلی ہو۔

آجکل کے دستور کے مطابق یوں سمجھو کہ مقرب لوگ ریل کے فرسٹ کلاس (پہلے درجے) میں ہیں اور اصحاب الیمین سینکڈ

کلاس (دوسرے درجے) میں ہیں بس اتنا ہی ان میں فرق ہے ورنہ نعماء جنت میں دونوں فریق مزے سے گزاریں گے۔ جیسے

فرسٹ کلاس اور سینکڈ کلاس والے ایک ہی ٹرین میں سفر کرتے ہیں۔ ہاں اگر وہ مردہ جھلانے والے گراہوں میں سے ہوگا تو

بس سخت کھولتے پانی سے اس کی مہمانی ہوگی جو اس کو سخت پیاس کے وقت ملے گا اور وہ اس کو پی نہ سکے گا مگر پینا پڑے گا اور جنم

میں داخلہ ہوگا جہاں جاننا چاہے گا مگر بادل ناخواستہ جانا پڑے گا۔ یہ ہے ان تین گروہوں کا حال چال بعد موت، جن میں انسان

تقسیم ہو جاتے ہیں بیشک یہ وقوعہ قطعاً صحیح ہے ایسا ہی ہو کر رہے گا۔

۱۰ دونوں لولا کی جزا ایک ہی ہے۔ ۱۲ (منہ)

۱۱ و السابِقون السابِقون اولئك المقربون ﴿۱۱﴾ کی طرف اشارہ ہے۔

إِنَّ هَذَا لَهُوَ حَقُّ الْيَقِينِ ۝ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۝

بے شک یہ وقوعہ قطعاً صحیح ہے پس تم اپنے عظمت اور جلال والے پروردگار کے نام کی تسبیح پڑھا کرو

سورت الحديد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے

سَبِّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۝ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ لَهُ مُلْكُ

آسمانوں اور زمینوں کی سب چیزیں اللہ کے نام کی تسبیح پڑھتی ہیں اور وہ بڑا غالب اور بڑی حکمت والا ہے آسمانوں اور زمینوں کا ملک

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۝ يُحْیِیْ وَیُمِیْتُ ۝ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ هُوَ

اسی کے قبضہ قدرت میں ہے وہی زندگی بخشتا ہے اور وہی موت وارد کرتا ہے اور وہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے وہی اول

الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ

تقدّمہ آخر ہوگا

پس تم اے لوگو جو ان مقامات عالیہ اور نعماء جنت کی خواہش اور تمنا کرتے ہو اپنے عظمت اور جلال والے پروردگار کے نام کی تسبیح پڑھا کرو یعنی خالی وقت ضائع نہ کیا کرو۔ بلکہ سبحان اللہ العظیم پڑھا کرو اس پر مداومت کرنے سے تم ان مراتب کو پا لو گے

(انشاء اللہ) اللهم وقفنا-

سورت الحديد

آسمانوں اور زمینوں کی سب چیزیں اللہ تعالیٰ قادر قیوم کے نام کی تسبیح پڑھتی ہیں یعنی خدائے خالق کائنات کو پاکی سے یاد کرتی ہیں۔ کیا تم نے کسی عارف خدا کا شعر نہیں سنا مرغان چمن بہر صباے تسبیح کنال باصطلاے

اور وہ بڑا غالب اور بڑی حکمت والا ہے اس کے ہر کام میں حکمت ہے۔ اس کے ہر امر میں غلبہ ہے اس کی حکومت بھی بڑی وسیع اور زبردست ہے کہ تمام آسمانوں اور زمینوں کا ملک اسی کے قبضہ قدرت میں ہے یعنی سارے ملک کا اصلی بادشاہ وہی ہے۔ دنیا کے بادشاہ سب اس کے ماتحت اور غلام ہیں مگر اس کی بادشاہی کوئی دنیاوی بادشاہوں کی سی نہیں ہے کیونکہ دنیا کے بادشاہ اپنی رعیت کو زندگی نہیں دے سکتے۔ نہ زندوں کو فنا کر سکتے ہیں یہ کام خدا ہی کے کرنے کا ہے اس لئے تم سن رکھو کہ وہی خدا زندگی بخشتا ہے اور بخشی ہوئی زندگی چھین کر وہی موت وارد کرتا ہے یعنی زندہ کو مردہ کر دیتا ہے یہ کام اسی کے کرنے کے ہیں اس لئے کہ وہ ہر کام پر بہت بڑی قدرت رکھتا ہے۔ سنو اس کی ذات ستودہ صفات ایسی ہے کہ دنیا کی کوئی چیز اس سے پہلے تھی۔ نہ ساتھ۔ اس لئے بحیثیت خالق لم یزل ہونے کے وہی سب سے اول تھا اور تمام اشیاء کے فنا ہونے کے بعد بحیثیت لایزال ہستی ہونے کے وہی سب سے آخر ہوگا۔ کیا تم نے ایک شاعر کا قول نہیں سنا

خرد و فہم سے گردل نے کوئی بات تراشی کہ ہوا اول و آخر کی حقیقت کا تلاشی
میرے نزدیک سوا اس کے ہے سب سمع خراشی دیدی ہی خلق تو بودی نبوت خلق تو باشی
نہ تو خیزی نہ نشینی نہ تو کا ہی نہ فرائی

وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۗ وَهُوَ يُكَلِّمُ شَيْءٌ عَلِيمٌ ۝ هُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَوَاتِ

اور وہ ظاہر ہے اور وہ مخفی ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے وہی خدا ہے جس نے آسمان اور زمین کو

وَالْأَرْضِ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ ۗ يُعَلِّمُ مَا يَلْبِغُ فِي الْأَرْضِ

چھ دنوں کی مدت میں پیدا کیا پھر حکمران ہوا جو کچھ زمین داخل ہوتا ہے اس کو اور جو اس

وَمَا يَعْزُبُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُبُ فِيهَا ۗ وَهُوَ مَعَكُمْ أَيْنَ مَا

سے نکلتا ہے اس کو اور جو آسمان کی طرف سے اترتا ہے اس کو اور جو اس کی طرف چڑھتا ہے اس کو بھی جانتا ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے

كُنْتُمْ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ۝ لَهُ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَإِلَىٰ

جہاں تم ہو اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے تمام آسمانوں اور زمینوں پر حکومت اسی کی ہے کل کام اتنی کی

اللَّهُ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ۝ يُؤَلِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ ۗ وَهُوَ

طرف رجوع ہوتے ہیں وہی رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور وہ

عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ۝

سینوں کے بھیدوں کو بھی جانتا ہے

اور تمام چیزوں میں وہی ظاہر ہے یعنی اس کی قدرت کا جلوہ نمایاں ہیں مگر ایسا کہ اس کے دیکھنے کو چشم بینا چاہئے کیا تم نے کسی

عارف کا قول نہیں سنا

تو یقینی و جہاں جملہ گمان من یقین مدتے شد کہ یقین را بہماں مے بینم

اور چونکہ وہ ہر کہ ذمہ کی نظر میں نہیں آتا۔ اس لیے وہ نظروں سے مخفی ہے اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ کوئی چیز اس کے احاطہ

علمی اور احاطہ قدرت سے باہر نہیں وہی خدا ہے جس نے آسمان اور زمین کو چھ دنوں کی مدت میں پیدا کیا اس مدت کا پورا علم خدا

کو ہے۔ پھر ساری مخلوق پر حکمران ہوا۔ جیسی حکومت اس کے شایان شان اور لائق ہے اس خالق کائنات کا علم اتنا وسیع ہے کہ

جو کچھ زمین میں از قسم بارش یا بچ وغیرہ داخل ہوتا ہے اس کو اور جو اس سے از قسم سبز وغیرہ نکلتا ہے اس کو بھی جو آسمان کی

طرف سے از قسم بارش وغیرہ اترتا ہے اس کو اور جو اس کی طرف از قسم بخارات وغیرہ چڑھتا ہے اس کو بھی غرض سب کو جانتا

ہے اس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں۔ چھوٹی موٹی سب چیزیں اس کے احاطہ علم میں ہیں اور کمال اس کا یہ ہے کہ وہ باوجود

واحد لاشریک ہونے کے تمہارے سب کے ساتھ ہے جہاں تم ہو تم اس سے دور نہیں ہو سکتے اور لطف یہ ہے کہ اللہ

تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے اس کی نظر سے نہ تم پوشیدہ ہو نہ تمہارے کام مخفی ہیں۔ اور سنو تمام آسمانوں اور زمینوں پر

حکومت اسی کی ہے دنیاوی بادشاہوں کی طرح اس کی حکومت نہیں بلکہ کائنات کے کل کام اسی کی طرف رجوع ہوتے ہیں وہ

جب تک کسی چیز کو وجود پذیر نہ کرے نہیں ہو سکتی اور جب تک وہ موجود رکھے اس سے زیادہ موجود نہیں رہ سکتی۔ رات دن

کی کمی بیشی بھی اسی کے حکم سے ہوتی ہے وہی رات کو دن میں داخل کر دیتا ہے یعنی رات کم ہو جاتی ہے جیسے موسم گرما میں اور

دن کو رات میں داخل کرتا ہے یعنی دن چھوٹا ہو جاتا ہے جیسے موسم سرما میں اور وہ ہر چیز کو بلکہ سینوں کے بھیدوں کو بھی

جانتا ہے۔

اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَاَنْفِقُوۡا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَحْلِفِيۡنَ فِيْهِ ؕ ۙ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا

تم اللہ پر اور اس کے رسول پر یقین کرو اور اللہ کی راہ میں وہ چیزیں خرچ کرو جن کا تم کو اس خدا نے مالک کیا ہے پس جو لوگ

مِنْكُمْ وَاَنْفِقُوۡا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ۙ وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ ؕ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوۡكُمْ

تم میں سے ایمان لائے اور خرچ کرتے ہیں ان کے لئے یقیناً بہت بڑا اجر ہے اور تمہارا کوئی عذر ہے؟ جو تم لوگ اللہ پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ اللہ کا رسول تم کو اس

لِتُؤْمِنُوۡا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ اٰخَذَ مِيْثَاقَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيۡنَ ۙ ۙ هُوَ الَّذِيۡ يُنَزِّلُ

غرض کے لئے بلا رہا ہے کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ اور اس نے تم سے پختہ وعدہ لیا ہوا ہی اگر تم کو یقین سے وہی اللہ اپنے بندے پر کھلے کھلے

عَلٰٓى عَبْدِهٖۙ اٰيٰتٍ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَعَوِۡفٌ

احکام نازل کرتا ہے تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف لے جائے اور اللہ تمہارے حال پر بڑا مہربان بڑا رحم

رَحِيْمٌ ۙ وَمَا لَكُمْ اَلَّا تُنْفِقُوۡا فِيۡ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَرِلٰهٖ مِيْرٰثُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

کرنے والا ہے اور تمہارا اس میں کیا عذر ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے آسمانوں اور زمینوں کی کل مالیت خدا ہی کیلئے ہے

پس تم اے لوگو ایسے اللہ پر اور اس کے رسول محمد ﷺ پر یقین کرو یہ جان لو کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں ٹھیک ہے جو وعدہ کرتے ہیں سچ

ہے ضرور ہو کر رہے گا اور ان پر ایمان لا کر انکے حکم کے موافق اللہ کی راہ میں ہر وہ چیزیں خرچ کرو جن کا تم کو اس خدا نے مالک

کیا ہے اس سے غریبوں کی حاجت روائی ہوگی اور تمہارے نام پر اطاعت لکھی جائے گی پس جو لوگ تم میں سے ایمان لائے اور

نیک کاموں میں خرچ کرتے ہیں ان کے لئے یقیناً بہت بڑا اجر ہے۔ تم ایک ایک کے دس گنا ستر گنا سات گنا بلکہ زیادہ تک پاؤ

گے اور اگر تم لوگو غور کرو تو تمہارا کوئی عذر ہے؟ جو تم لوگ اللہ پر اور رسول پر ایمان نہیں لاتے آخر یہ کام تم کو ناپسند ہے تو

کیوں۔ کیا اس میں کوئی دنیاوی نقصان ہے یا تمہاری عقل اس کو باور نہیں کرتی حالانکہ اللہ کا رسول محمد ﷺ تم کو اس غرض کے

لیے بلا رہا ہے کہ تم اپنے رب پر ایمان لاؤ کسی اور کو نہیں بلکہ اپنے رب کو دل سے مانو۔ اور اس تمہارے رب نے ایمان لانے کا

تم سے پختہ وعدہ لیا ہوا ہے جانتے ہو کب؟ جس روز تم کو پیدا کیا تھا اگر تم کو اس روز کا یقین ہے تو بس یہی کافی ہے اور اگر تم کو اس

کا یقین نہیں تو دوسرا وعدہ سنبھالو دنیا کے اندر کسی بلا میں پھنستے ہو تو خدا کے سامنے روتے اور گڑ گڑاتے ہو اور وعدہ کرتے ہو

کہ اس دفعہ ہم کو اس بلا سے نجات ہو۔ تو ہم تیرے مخلص بندے بن جائیں گے مگر جب وہ بلا نازل جاتی ہے تو تم بھی اپنے وعدہ

سے ٹل جاتے ہو سنا جس خدا نے وہ سب کام کیے ہیں اور جو دنیا کے سب کام کرتا ہے وہی اللہ وقتاً فوقتاً اپنے بندے محمد رسول

اللہ ﷺ پر کھلے کھلے احکام اور نشان نازل کرتا ہے تاکہ تم لوگوں کو مگر ابی اور بے دینی کے اندھیروں سے نکال کر نور کی طرف

لے جائے اور اگر سچ جانو تو اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے حال پر بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے۔ اللہ کی ہدایتوں میں سے

ایک ہدایت تم کو یہ ہے کہ تم خدا کے دیے میں سے خرچ کیا کرو یعنی جو بھی کچھ تم کو اللہ نے دیا ہے اس میں سے اسکی راہ میں

خرچ کیا کرو۔ اور اگر غور کرو تو تمہارا اس میں کیا عذر ہے کہ تم اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ جو مال

تمہارے ہاتھ میں ہے وہ تمہارا ہے۔ یا تمہارے ہی پاس ہمیشہ رہے گا۔ ہرگز نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ آسمانوں اور زمینوں

کی کل ملکیت خدا ہی کے لیے ہے وہی سب چیزوں کا خالق ہے وہی سب کا مالک ہے

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَتْلِ أَوْلِيَّكَ أَعْظَمَ دَرَجَةً

جس نے فتوحات سے پہلے خرچ کیا ہے اور جہاد کیا ہے برابر نہیں ہو سکتے یہ لوگ ان لوگوں سے زیادہ درجے والے ہیں

مَنْ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدِ وَقْتَلُوا، وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَىٰ، وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ

جنہوں نے پیچھے خرچ کیا اور لڑے اور خدا نے ہر ایک سے نیک وعدہ کیا ہوا ہے اور اللہ تمہارے کاموں

خَيْرٌ ۝ مَنْ ذَا الَّذِي يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضْعِفُهُ لَهُ، وَلَهُ أَجْرٌ كَرِيمٌ ۝

سے خیر دار ہے پھر کون ہے جو اللہ کو قرض حسد دے پھر خدا اس کو کئی درجے بڑھا کر دے گا اور اس کے لئے بڑی عزت کا بدلہ ہوگا

يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ تَوَهُمَ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ بُشْرَانُكُمْ

جس روز تم دیکھو گے کہ ایماندار مردوں اور عورتوں کا ایمان اور ان کے آگے اور دائیں چلتا ہوگا تم لوگوں کو آج کے روز خوشخبری ہو

الْيَوْمَ جَنَّتْ تَجْرِيءُ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا، ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

کہ تمہارے لئے بہشت ہیں جن کے نئے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ان میں رہو گے یہی بڑی کامیابی ہے۔ - -

يَوْمَ يَقُولُ الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا

اس روز منافق مرد اور عورتیں ایماندار مسلمانوں کو کہیں گے

بلکہ دراصل وہی قابض ہے تم کو تو یوں ہی چند روزہ اس نے اجازت بخشی ہے ورنہ دراصل تم اور تمہاری مملوکہ اشیاء سب اسی

خالق کائنات کی ملک ہیں پھر تمہیں کیا عذر ہے۔ سنو ہم اعلان کرتے ہیں کہ جس نے فتوحات محمدیہ جاری ہونے سے پہلے تنگی

کی حالت میں قومی ضروریات پر خرچ کیا ہے اور جنگ میں شریک ہو کر کفار سے جہاد کیا ہے ایسے اور پچھلے لوگ برابر نہیں ہو

سکتے یہ لوگ ان لوگوں سے زیادہ درجے والے ہیں جنہوں نے پیچھے خرچ کیا اور اللہ کی راہ میں کفار سے لڑے کیونکہ عام قانون

مشہور ہے الفضل للمتقدم (پہلے کام کرنے والے کو پچھلے پر فضیلت ہے) اور اس میں شک نہیں کہ پچھلے لوگ بھی ثواب

کے مستحق ہیں۔ اس لیے خدا نے ہر ایک سے نیک وعدہ کیا ہوا ہے یعنی ذرا جتنی نیکی کا بدلہ خدا کے ہاں سے ملے گا اور یہ بھی

اعلان عام ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے خیر دار ہے تم اگر اپنی حیثیت کے مطابق ایک پیسہ بھی اللہ کی راہ میں خرچ کر دو

گے تو وہ بھی اسے معلوم ہے اس کا بدلہ بھی تمہیں دے گا ایسا دے گا گویا کوئی قرضدار قرض خواہ کو دیتا ہے۔ تم دنیا میں ایک

دوسرے سے قرض لیتے اور دیتے ہو جب تم اپنے جیسے انسانوں پر بھروسہ کرتے ہو۔ پھر کون ایسا ہے جو اللہ پر بھروسہ کر کے

خدا کو قرض حسد دے یعنی نیک کاموں پر اللہ کی راہ میں خرچ کرے پھر خدا اس کو کئی درجے بڑھا کر دے گا اور اس کے لیے

بڑی عزت کا بدلہ ہوگا کب ہوگا؟ جس روز تم دیکھو گے کہ ایماندار مردوں اور عورتوں کا ایمانی نور ان کے آگے اور دائیں بائیں چلتا

ہوگا جیسے ریل گاڑی کے انجن کی لالٹین رات کو آگے آگے روشنی ڈالتی ہے اور جو گاڑیوں میں بھی دائیں بائیں روشنی دیتی ہے

اس طرح اس روز مومنوں کو روشنی حاصل ہوگی تاکہ ان کے چلنے میں راہ نمائی کرے۔ ملائکہ کی معرفت ان کو کہا جائے گا کہ تم

لوگوں کو آج کے روز خوشخبری ہو کہ تمہارے لیے بہشت ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہو گے یہ

خیال بھی دل میں نہ لانا کہ کبھی تم ان بہشتوں سے نکالے جاؤ گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے جس روز ایسا ہوگا اس روز منافق مرد اور

عورتیں جو بوجہ کفر کے اندھیرے میں ہوں گے اور بوجہ ظاہری کلمہ گوئی کے مومنوں کے ساتھ ہوں گے۔ اس لیے وہ

ایماندار مسلمانوں کو جب وہ جنت کی طرف جا رہے ہوں گے کہیں گے

انظرونا نقتبس من نوركم • قِيلَ ارْجِعُوا وِرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا • فَضُرِبَ

ذرا ہمارا بھی انتظار کرو ہم تمہاری روشنی سے کچھ فائدہ اٹھائیں کہا جائے گا تم پیچھے کو چلے جاؤ پھر نور تلاش کر دو پس ان کے درمیان

بَيْنَهُمْ سُورَةٌ • بَابٌ • بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ •

ایک دیوار بنائی جائے گی اس میں ایک دروازہ ہوگا جس کے اندر کی طرف رحمت ہوگی اور باہر کی جانب عذاب ہوگا

يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ • قَالُوا بَلَىٰ وَلَكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ

وہ ان کو بلائیں گے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ مومن کہیں گے ہاں لیکن تم نے اپنے تئیں فتنہ میں ڈال رکھا تھا اور تم لوگ منتظر رہتے تھے

وَأَرْتَبْتُمْ وَغَرَّبَكُمْ الْآمَانِي حَتَّىٰ جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ وَعَدَّكُمْ بِاللَّهِ الْغُرُورُ • قَالِيَوْمَ

اور تم لوگ شکوک میں پڑے اور تم کو تمہاری غلط آرزوں نے فریب دے رکھا تھا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آپہنچا اور اس بڑے فریبی نے اللہ کے بارے میں تم کو فریب دیا

لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا •

پس آج کے روز تم سے اور نہ دوسرے کافروں سے مالی عوض لیا جائے گا

میاں ذرا ہمارا بھی انتظار کرو۔ ہم تمہاری روشنی سے کچھ فائدہ اٹھائیں آپ لوگ اگر آگے نکل گئے تو ہم اندھیرے میں رہ

جائیں گے ہمارے تھوڑے سے استفادہ کرنے سے تمہارا کیا نقصان۔ مومن تو ان کے حق میں بخل نہ کریں گے لیکن خدا کو

چونکہ ان کو یہ فائدہ پہنچانا منظور نہ ہوگا اس لیے فرشتوں کی معرفت ان کو کہا جائے گا۔ میاں بات اصل یہ ہے کہ جو کسی کو روشنی

ملی ہے اس کا تیل بتی یہاں کی نہیں بلکہ دنیا ہی سے لائے ہیں یعنی اعمالِ صالحہ کا بدلہ ہے پس تم پیچھے کو پھر جاؤ یعنی یہاں تو یہ چیز

نہیں مل سکتی تم سے ہو سکے تو تم پیچھے کو دنیا میں چلے جاؤ پھر وہاں جا کر نور تلاش کرو یعنی نیک عمل کرو تو یہاں تمہیں نور خود بخود

مل جائے گا پس یہ سن کر وہ سمجھیں گے کہ واقعی پیٹھ کی طرف منہ پھرنے سے شاید نور ملتا ہو۔ پس وہ ذرا سی ادھر سے

روگردانی کریں گے کہ فوراً ان کے اور مومنوں کے درمیان ایک دیوار بنائی جائے گی اس میں ایک دروازہ ہوگا۔ جس کے اندر کی

طرف جدھر مومن ہوں گے رحمت ہوگی اور باہر کی جانب جدھر منافق ہوں عذاب ہوگا غرض مومنوں اور کافروں میں خوب

امتیاز ہو جائے گا اس پر وہ منافق لوگ ان ایمانداروں کو بلائیں گے آوازیں دیں گے بھائیو! کیا ہم دنیا میں تمہارے ساتھ نہ تھے۔

تمہاری برادری میں تمہارے نیک و بد میں شریک تھے بلکہ تمہاری مسجدوں میں تمہارے ساتھ تھے پھر یہ کیا بے مروتی ہے جو

تم لوگ ہمارے ساتھ برت رہے ہو ان کے جواب میں مومن کہیں گے ہاں یہی تو ہمیں تمہاری شکایت ہے کہ تم لوگ بظاہر تو

ہمارے ساتھ تھے لیکن درحقیقت تم نے اپنے دلوں میں شکوک و شبہات پیدا کر کے اپنے تئیں فتنہ ضلالت میں ڈال رکھا تھا

اس لیے کہ تم ظاہر میں ہمارے ساتھ تھے مگر دل میں تو ہمارے مخالفوں کا ساتھ دیتے تھے اور تم لوگ ہماری تباہی کے منتظر

رہتے تھے اور دین کے بارے میں تم شکوک میں پڑے رہے۔ جو وعدہ الہی تم سننے اس کو تم قبول سمجھتے اور نہی ٹھٹھہ میں ٹال دیتے

کہ ملائوں کی سی باتیں ہیں اور تم کو تمہاری غلط آرزوں نے فریب دے رکھا تھا تم سمجھتے تھے کہ مسلمان چند روز میں تھوڑے

دنوں میں فنا ہو جائیں گے۔ تم اسی خیال میں رہے یہاں تک کہ تمہاری موت کے متعلق اللہ کا حکم آپہنچا اور اس بڑے فریبی

شیطان نے اللہ کے بارے میں تم کو فریب دیا جس فریب میں پھنس کر تم شرک و کفر کرتے رہے اور لوگوں کو بھی یہی سکھاتے

رہے پس آج قیامت کے روز تم جیسے باطنی کافروں سے اور نہ دوسرے ظاہری کافروں سے مالی عوض لیا جائے گا۔

مَاؤلِكُمْ النَّارُ هِيَ مَوْلَاكُمْ دُوَيْسَ الْمَصِيْرُ ۝ اَلْمَرِيَانُ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ

تمہارا ٹھکانہ جہنم ہے یہی تمہاری رفیق ہے اور وہ بہت بڑی جگہ ہے کیا مسلمانوں کے لئے بھی ابھی وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر

قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوْا الْكِتٰبَ

سے اور جو سچی کتاب خدا کے ہاں سے اتری ہے اس کے پڑھنے سننے سے ان کے دل کانپ جائیں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی

مِنْ قَبْلِ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۙ وَكَثِيْرٌ مِنْهُمْ فَسِقُوْنَ ۝

گئی پھر ان پر مدت دراز گذر گئی پس ان کے دل سخت ہو گئے اور بہت سے لوگ ان میں سخت بدکار ہیں۔۔۔

اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَخِيْجُ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا قَدْ بَيَّنَّا لَكُمْ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝

تم یقیناً جانو کہ اللہ تعالیٰ زمین کے خشک ہو جانے کے بعد اسے تروتازہ کر دیتا ہے ہم نے تمہارے لئے نشانائے قدرت بیان کر دیے ہیں تاکہ تم سمجھو

اِنَّ الْمَصٰدِقِيْنَ وَالْمَصٰدِقَاتِ وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُضَعْفُ لَهُمْ وَاَلَهُمْ

اس میں شک نہیں کہ صدقہ خیرات کرنے والے مرد اور عورتیں اور جو اللہ کو قرض حسنہ دیتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے بہت زیادہ بدلہ: دو گوارا ان کو بہت

اَجْرٌ كَرِيْمٌ ۝

عزت کا اجر طے گا

اس لیے کہ تمہارا سب کا ٹھکانہ جہنم ہے یہی جہنم گویا تمہاری رفیق ہے اور سن رکھو کہ وہ بہت بڑی جگہ ہے یہ تو اہو ان بے

ایمانوں کا ذکر جو خدا کو چھوڑ بیٹھے ہیں ان کو چھوڑو۔ کیا ایمانداروں مسلمانوں کے لیے ابھی وقت نہیں آیا کہ اللہ کے ذکر سے اور

جو سچی کتاب خدا کے ہاں سے اتری ہے اس کے پڑھنے سننے سے ان کے دل کانپ جائیں۔ یعنی جب کبھی کوئی شخص قرآن کا وعظ

کرتا ہو تو اور جب وہ خود قرآن مجید کو پڑھیں تو ان کے دلوں پر وہ اثر ہو جو آگ کا موم پر ہوتا ہے کہ پگھل جاتا ہے اسی طرح

ایمانداروں کے دل اللہ کے ذکر اور قرآن سننے سے نرم ہو کر خدا کی طرف جھکا کریں اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوں جن کو پہلے

زمانہ میں کتاب تورات انجیل وغیرہ دی گئی پھر ان پر ایک مدت دراز گزر گئی جس میں وہ عیش و آرام میں رہے پس ان کے دل

سخت ہو گئے یعنی خدا کے ذکر اور کتاب اللہ کی قرأت کا اثر ان پر نہ ہوا تھا اور بہت سے لوگ ان میں سخت بدکار ہیں۔ اسی طرح

اس زمانہ کے لوگ سخت دل بلکہ مردہ دل ہو گئے تو خدا کی رحمت ان پر متوجہ ہوئی کہ نبی بھیجا اور کتاب اتاری تو یقیناً جانو کہ اللہ

تعالیٰ کے ہاں جیسا یہ قانون ہے کہ وہ زمین کے خشک ہو جانے کے بعد بذریعہ بارش اسے تروتازہ کر دیتا ہے اسی طرح اس کے

ہاں یہ بھی قاعدہ ہے کہ وہ انسانوں میں سخت گمراہی پھیلنے اور دل سخت ہو جانے کے بعد ان کی ہدایت کے سامان پیدا کرتا ہے چنانچہ

اسی قانون کے ماتحت ہم نے تمہارے لیے احکام شریعت اور نشانائے قدرت بیان کر دیے ہیں تاکہ تم عقل خدا داد سے سمجھو۔

دیکھو ایک بات عقل کی بتاتے ہیں جس کا ذکر پہلے بیضیہ ”انفقو“ آچکا ہے اس کو سمجھو اور سنو خدا کی راہ میں خیرات کرنا بہت اچھا

کام ہے اس میں شک نہیں کہ صدقہ خیرات کرنے والے مرد اور عورتیں اور جو لوگ اللہ کو قرض حسنہ دیتے ہیں یعنی حاکم

انسانوں کو بوقت ضرورت بے سود قرض دیتے ہیں تاکہ وہ اپنی حاجات میں صرف کریں ایسے لوگوں کے لیے بہت زیادہ بدلہ

ہو گا اور ان کو بہت عزت کا اجر طے گا۔ پس تم بھی اس اجر عظیم کے متلاشی رہو تاکہ تم بھی ان صدیقین میں شمار ہو جاؤ۔

۱۔ اس طرف اشارہ ہے کہ آیت کے پہلے لفظ المصدقین میں صدقہ مراد ہے اور قرض حسنہ سے قرض ہی مراد ہے مگر مقروض خدا نہیں بلکہ

مخلوق مراد ہے۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ۖ وَالشَّهَادَةُ عِنْدَ

پھیرے گا خدا بے پرواہ تعریف کے لائق ہے ہم نے اپنے رسول کھلے نشان دے کر بھیجے تھے اور ان کے ساتھ احکام کی کتاب

رَبِّهِمْ ۚ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ ۚ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

اتاری اور ترازو تاکہ لوگ انصاف کو قائم کریں اور لوہا پیدا کیا جس میں بڑا سامان جنگ ہے اور لوگوں کے لئے بڑے بڑے منافع

الْمَجِيمِ ۗ اَعْلَمُوا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ ۖ وَفَهُمْ وَزِينَةٌ وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَ

ہیں تاکہ اللہ ان لوگوں کو نمایاں کر دے جو اس کے اور اس کے رسولوں کے دین کی غیب میں مدد کرتے ہیں خدا تو قوی اور غالب ہے ہم نے

تَبَاكُورٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ ۚ كَشَفِلِ غَيْثٍ ۚ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهَيِّجُ

نوح اور ابراہیم کو رسول بنا کر بھیجا اور ان کی ذریت کو نبوت اور کتاب عطا کی پھر بعض ان میں سے ہدایت یاب ہوئے اور بہت سے

فَتْرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا ۚ وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۚ وَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللَّهِ

ان میں بدکار رہے پھر ہم نے ان رسولوں کے پیچھے اور رسول بھیجے اور ان کے بعد عیسیٰ بن مریم کو رسول بنا کر بھیجا

وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَمْتَاعٌ الْعُرُودِ سَابِقُونَ ۗ إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ

اور ہم نے اسے انجیل دی اور جو لوگ اس کے پیرو ہوئے تھے ان کے دلوں میں ہم نے رحم اور نرمی پیدا کی تھی

کیونکہ خدا اپنی ذات میں بے پرواہ تعریف کے لائق ہے۔ کسی شخص کی روگردانی اس کو مضر نہیں۔ نہ اس کا کوئی کام رک سکتا ہے

نہ کسی کا انکار کرنا اس میں نقص پیدا کر سکتا ہے کیونکہ وہ بذاتہ جامع اوصاف حمیدہ ہے یہی تعلیم دے کر ہم نے اپنے رسول کھلے

نشانات دے کر بھیجے تھے اور ان کے ساتھ احکام کی کتاب اتاری جس میں عبادت کے احکام تھے اور خاص کر تمدنی احکام کا ترازو

یعنی مجموعہ دستور عدل و انصاف اتارا تاکہ لوگ انصاف کو قائم کریں یعنی لین دین، قرض، دام، ادا، امانت کے احکام بھی خدا

نے نازل کئے تاکہ لوگ ان پر عمل کریں اور جو لوگ سرکشی کریں اور ان کی سزا دہی کے لئے سامان جنگ بنانے کو لوہا پیدا کیا

جس میں بڑا سامان جنگ ہے اور لوگوں کے لیے بڑے بڑے منافع ہیں۔ کوئی چیز دنیا میں قابل استعمال نہیں جس کو لوہا نہ لگا ہو۔

یہ منافع کیا کم ہے اس سے غرض یہ ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو نمایاں کر دے جو اس کے اور اس کے رسولوں کے دین کی

غیب میں مدد کرتے ہیں۔ یعنی جماد میں نیزہ تلوار مندوق توپ وغیرہ استعمال کرتے ہیں یہ خیال دل سے نکال دینا چاہئے کہ خدا

کو اس کی ضرورت ہے ہر گز نہیں خدا تو بذات خود قوی اور غالب ہے۔ یہی بات سمجھانے کو ہم نے حضرت نوح اور ابراہیم کو

رسول بنا کر بھیجا اور ان کی ذریت کو نبوت اور کتاب عطا کی یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذریت میں نبی پیدا کئے جو باقی اولاد

نیز اور لوگوں کو ہدایت کریں۔ پھر بعض ان میں سے ہدایت یاب ہوئے صلاحیت پر آئے اور بہت سے ان میں بدکار رہے۔

مطلب یہ ہے کہ قوم نبی اسرائیل مختلف طبقوں کی تھی۔ بعض نیک تھے بعض بد جیسی اور قومیں بھی ہوتی ہیں۔ پھر ہم (خدا)

نے ان رسولوں کے پیچھے اور رسول بھیجے اور ان کے بعد اخیر میں عیسیٰ بن مریم کو رسول کر کے بھیجا اور لوگوں کو ہدایت کر کے

ہم اسے کتاب انجیل دی تاکہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرے اور خدا کے احکام سنائے اور جو لوگ اس حضرت مسیح کے پیرو ہوئے

تھے ان کے دلوں میں ہم نے رحم اور نرمی پیدا کی تھی وہ عادتاً نرم تھے اور نیک سلوک کرنے والے۔

۱۔ جتنے احکام لین دین عدل و انصاف کے متعلق ہیں جیسے اقیموالوزن بالقسط اقیمو الشهادة للذات ان احکام تمدنی کو قرآنی اصطلاح میں

المیزان کہا گیا ہے۔

وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۖ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۗ

اور جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائیں وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں ان کا
ذٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝ مَا أَصَابَ

اجر ان کو ملے گا اور ان کا نور ان کے آگے آگے چمکتا ہوگا اور جو لوگ منکر ہیں اور ہمارے احکام کی تکذیب کرتے ہیں وہی لوگ
مِن مَّصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كَيْدٍ مِّن قَبْلِ أَن تَبْرَأَهُنَّ

جنسی ہیں یقیناً جان رکھو کہ دنیا کی زندگی کھیل تماشہ ہے اور زیب و زینت ہے اور ایک کا دوسرے پر فخر کرنا
ذٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۗ لَّيَكِيلًا تَأْسَوْنَ عَلَىٰ مَا كَانَتْ تَكْمُلُ وَلَا تَفْرَحُونَ بِمَا أَتٰكُمُ ۗ وَاللَّهُ لَا

مال اور اولاد میں بڑائی کا اظہار کرنا اس دنیا کی مثال بادل کی سی ہے زمینداروں کو ان کی انگوریاں بہت بھلی لگتی ہیں
يُحِبُّ كُلُّ مُخْتَالٍ فَخُورٌ ۗ الَّذِينَ يُبْخَلُونَ وَيَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ ۗ وَمَن يَسْتَوْكُ

پھر وہ سوکھ کر خشک ہو جاتی ہیں پھر تم ان کو پہلی بڑی دیکھتے ہو پھر وہ نکنا نکنا ہو جاتی ہیں اور آخرت میں سخت عذاب ہے یا اللہ کی طرف سے بخشش
جن کی بابت یہ قانون الہی اور اعلان عام ہے کہ جو لوگ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائیں یعنی ان کی تعلیم کے مطابق

عمل کریں وہی لوگ اپنے رب کریم کے نزدیک صدیق بندے اور شہید ہیں یعنی بروز قیامت منکرین پر گواہ ہوں گے۔ ان کا اجر
ان کو ملے گا اور ان کا نور ان کے آگے آگے چمکتا ہوگا۔ جیسا کہ دوسرے مقام پر فرمایا نورهם يسعی بين ايديهم الخ اصل

رتبہ ایمان کا ہے باقی سب اس کی فرع۔ اس لئے ان کے ایمان کا عوض انکو ملے گا اور جو لوگ منکر ہیں اور ہمارے احکام کی
تکذیب کرتے ہیں۔ یعنی قرآن کو نہیں مانتے آیات آفاقی پر یقین نہیں رکھتے وہی لوگ جنسی ہیں۔ یہ لوگ دنیا کے کھیل تماشہ

میں منہمک ہیں دنیاوی مشاغل کے سوا کسی دوسری طرف ان کی توجہ نہیں حالانکہ دنیا کی زندگی اور اس کا عیش و عشرت محض
دودھ کا ایک ابال ہے جس کو بہت جلد فدا من گیر ہے پس تم مسلمانو یقیناً جان رکھو کہ دنیا کی زندگی بلحاظ تفریح کے کھیل تماشہ

ہے اور بلحاظ ظاہری حسن کے زیب و زینت ہے اور بلحاظ مقابلہ کے دوسرے فخر کرنا مال اور اولاد میں بڑائی کا اظہار کرنا کہ
میرے مکان اتنے ہیں میرے باغ اتنے ہیں میری اولاد اتنی ہے اس کی کوئی نہیں۔ یہ سب کچھ دنیا دار لوگ کرتے رہتے ہیں

جو تم سب دیکھتے اور کرتے ہو۔ آخر کب تک؟ دو نہیں چار چار نہیں آٹھ بقول
یہ چمن یونہی رہے گا اور ہزاروں جانور اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

ایک روز ان کے اعمال اور ان اموال والوں کا نام و نشان نہ ہوگا۔ پس اس دنیا کی مثال بادل کی سی ہے جس سے سبزیاں پیدا ہوتی
ہیں۔ یعنی وہ خود سبزیاں ہی دنیا کی مثال ہیں جو لہماتی ہیں اور زمینداروں کو ان کی انگوریاں بہت بھلی لگتی ہے پھر وہ سوکھ کر

خشک ہو جاتی ہیں پھر تم انکو پہلی بڑی دیکھتے ہو پھر وہ ٹوٹ کر تنکا تنکا ہو جاتی ہیں۔ آخر کار وہی زمین جو ابھی کل کے روز سبز نظر
آتی تھی۔ آج چٹیل میدان ہو رہی ہے۔ یہ دنیا کی زندگی کا مختصر حال کہ صبح کچھ ہے تو شام کچھ۔ اس لئے دانا لوگ اس دنیا کو

اصلی گھر نہیں جانتے بلکہ اس کو آخرت کے لئے مثل کھیتی کے جانتے ہیں اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ آخرت میں بد عملی پر سخت
عذاب ہے نیک عملی پر اللہ کی بخشش۔

إِنَّا اللَّهُ هُوَ الْغَيْبُ الَّذِي لَا يُبْصَرُ ۖ وَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ

اور رضا ہے اور دنیا کی زندگی تو محض دھوکہ کا سامان ہے اپنے پروردگار کی بخشش اور جنت کی طرف لپکو جس کا پھیلاؤ

وَالْمِيزَانَ ۚ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۗ وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنْفَعَةٌ

آسمان اور زمین کے پھیلاؤ جیسا ہے وہ ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں

لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ ۗ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ وَ

اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے گا دے گا اور اللہ بڑے فضل والا ہے جو بھی مصیبت آتی ہے

لَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ فَمِنْهُمْ مُهْتَدٍ ۚ وَ

زمین پر ہو یا خود تمہارے نفسوں پر ہو یہ سب ہماری نوشت میں اس کے پیدا کرنے سے پہلے کی مکتوب ہے

كَثِيرٌ مِنْهُمْ فَسِقُونَ ۝ ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِم بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ

اس میں شک نہیں کہ یہ کام اللہ پر آسمان ہے اس لئے کہ تم لوگ کسی ضائع شدہ چیز پر رنجیدہ نہ ہو اور جو تم کو خدا نے دی ہے اس پر

وَأَتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ ۖ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً ۗ

اتراؤ نہیں اور اللہ تعالیٰ متکبروں یعنی بازوں سے محبت نہیں کرتا جو بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بخل کرنے کا علم دیتے ہیں جو کوئی بھی منہ

اور رضا ہے اور دنیا کی زندگی تو محض دھوکہ کا سامان ہے جو اس کی ظاہری سطح پر فریفتہ ہوا۔ وہ تباہ ہوا پس مسلمانو تم بے ہودہ اور

بے کار کام چھوڑ کر نیک روش اختیار کرو اور اپنے پروردگار کی بخشش اور جنت کی طرف لپکو جس کا پھیلاؤ آسمان اور زمین کے

پھیلاؤ جیسا ہے۔ جس میں ہر طرح کے سامان راحت میا ہوں گے وہ ان لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے

رسول پر ایمان لائے ہیں اور اس ایمان کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ داخلہ جنت اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے گا

دے گا اور اللہ کی طرف سے اس میں بخل نہیں۔ کیونکہ اللہ بڑے فضل والا ہے بعض لوگوں کو وہم ہوتا ہے کہ دنیا میں تکلیفات

آتی ہیں تو نیک و بد دونوں کو آتی ہیں نہ بدان سے بچتے ہیں نہ نیک چھوٹتے ہیں اس لئے ایسے لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ جو

بھی مصیبت آتی ہے زمین پر ہو جیسے زراعت یا پھلوں کا نقصان یا خود تمہارے نفسوں پر ہو جیسے بیماریاں وغیرہ یہ سب کچھ ہماری

تقدیری نوشت میں اس کے پیدا کرنے سے پہلے کی مکتوب ہے۔ یہ خیال نہ کرو کہ اتنے اتنے واقعات اتنی مدت پہلے کس طرح

لکھے گئے سنو اس میں شک نہیں کہ یہ کام اللہ پر آسمان ہے کیونکہ اس کا علم کسی یا وہی نہیں بلکہ ذاتی اور ازلی ابدی ہے مگر تم کو

اس لیے یہ بتایا گیا ہے کہ تم لوگ کسی ضائع شدہ چیز پر رنجیدہ نہ ہو اور جو تم کو خدا نے دیا ہے اس پر اتراؤ نہیں بلکہ خدا کی تقدیر

جان کر ضائع پر صبر کرو۔ اور حاصل شدہ پر شکر۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو خدا کے ہاں متکبر شمار ہو گئے اور اللہ تعالیٰ متکبروں یعنی

بازوں سے محبت نہیں کرتا جو مال کے گھمنڈ میں بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کرنے کا حکم کرتے ہیں یعنی نہ اپنی ذات

سے فیاض ہیں نہ دوسرے کو فیاضی کا مشورہ دیتے ہیں بلکہ موقع بہ موقع ہی کہتے ہیں کہ میاں ان کنگلوں کا کیا ہے۔ یہ تو اسی

طرح مانگا ہی کرتے ہیں۔ ہم لوگ اگر ان کے کہنے میں آجائیں تو کل ہی ان جیسے ہو جائیں ایسی ایسی باتیں کر کے خدا کے حکم

سخاوت سے منہ پھیرتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ جو کوئی بھی خدا کے احکام سے منہ پھیرے گا خدا کا کچھ نقصان نہیں ہوگا

وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا

اور انہوں نے رہبانیت اختیار کر لی جس کا ہم نے ان کو حکم نہ دیا تھا مگر انہوں نے اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کو اسے

حَقَّ رِعَايَتِهَا ۚ فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَسِقُونَ ﴿۱۰﴾

اختیار کیا پھر انہوں نے اس کے لائق اس کی رعایت ملحوظ نہ رکھی پس ان میں سے جو اصل ایمان پر مضبوط رہے تھے ان کو ہم نے پورا بدلہ دیا اور بہت سے

يَاكُفُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَقْوَى اللَّهِ وَآمَنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ

نا فرمان تھے اے ایماندارو! اللہ سے ڈرتے رہنا اور اس کے رسول پر ایمان رکھنا خدا تم کو اپنی رحمت سے ڈبل حصہ دے گا اور تمہارے لئے نور

وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُورًا تَنشُرُونَ بِهِ وَيَعْفُو لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۱﴾ لَعَلَّا

پیدا کرے گا جس کے ساتھ چلتے پھردے اور تم کو بخش دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے تاکہ اہل کتاب سمجھ لیں

يَعْلَمَ أَهْلُ الْكِتَابِ أَلَّا يَقْدِرُونَ عَلَى شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللَّهِ وَأَنَّ الْفَضْلَ

کہ اللہ کے فضل میں سے کسی چیز پر انکو اختیار نہیں ہے اور فضل اور رحمت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے

بِيَدِ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنَ يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿۱۲﴾

جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے

مگر اس یقینی اور نرمی میں ان کے اختلاف یہاں تک ترقی کر گئے کہ انہوں نے دنیا کو بالکل ترک کر دیا اور رہبانیت گوشہ نشینی

اختیار کر لی۔ جس کا ہم (خدا) نے ان کو حکم نہ دیا تھا۔ بھلا ہم کیسے اس کا حکم دیتے جبکہ دنیا کا آباد رکھنا ہمیں منظور تھا۔ پھر اس

بربادی کی تعلیم کیسے دیتے؟ مگر انہوں نے اللہ کی رضامندی حاصل کرنے کو اسے اختیار کیا پھر انہوں نے اس کے لائق اس کی

رعایت ملحوظ نہ رکھی۔ بلکہ آج کل کے خشک فقراء کی طرح محض ظاہری زاہد نمائے رہے۔ درحقیقت اس کی حقیقت کھو

بیٹھے۔ پس ان میں سے جو اصل ایمان پر مضبوط رہے تھے۔ ان کو ہم نے پورا بدلہ دیا۔ جو بہت کم تھے اور بہت سے ان میں نا فرمان

تھے۔ اس لیے تم مسلمانوں کو ہدایت کی جاتی ہے اے مسلمان ایماندارو! اللہ سے ڈرتے رہنا اور اس کے رسول محمد رسول اللہ پر

مضبوط ایمان رکھنا۔ جو کسی کے بہکانے کے اثر سے زائل یا کمزور نہ ہو۔ یعنی رسول کے بتائے ہوئے احکام کے خلاف نہ چلنا۔

دین میں کسی قسم کی ایجاد نہ کرنا خدا تم کو اپنی رحمت سے ڈبل حصہ دیکھا اور تمہارے لئے تمہارے دلوں میں نور پیدا کرے گا۔

جس کے ساتھ زندگی میں چلتے پھرتے رہو گے۔ یعنی جو مرحلہ تم کو پیش آئے گا وہ نور تم کو اس میں راہ نما ہو گا۔ اور خدا تم کو

تمہاری غلطیاں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ تاکہ اہل کتاب یسود و نصاریٰ جو تم مسلمانوں کو مستحق رحمت الہیہ نہیں

جانتے وہ تمہاری عزت اور ترقی دیکھ کر سمجھ لیں کہ اللہ کے فضل میں سے کسی چیز پر ان کو اختیار نہیں ہے ورنہ وہ تم کو کبھی نہ لینے

دیتے اور یہ بھی جان لینا کہ فضل اور رحمت سب اللہ کے ہاتھ میں ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل کا مالک ہے

ربنا اتنا من لدنك رحمةً وهي لنا من امرنا رشداً

سورت المجادلہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَكَشَيْبَىٰ ۗ اِلَى اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ

بے شک اللہ نے اس عورت کی بات سن لی ہے جو اپنے خاوند کے بارے میں تجھ سے جھگڑ رہی تھی اور خدا کے سامنے اپنی تکلیف کا گلہ کر رہی

يَسْمَعُ مَا وَاوَرَكْنَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ بَصِیْرٌ ۝ الَّذِیْنَ يُظْهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ

سچی اور تم دونوں کی گفتگو خدا سنتا تھا بے شک خدا بڑے سننے والا دیکھنے والا ہے جو لوگ اپنی بیویوں سے خیار کرتے ہیں وہ ان کی مائیں

تَسَاوِرُهُنَّ مَا هُنَّ اُمَّهَاتُهُمْ ۗ اِنَّ اُمَّهَاتَهُمْ اِلَّا اٰلِیٌۭ وَكَلْدٰنُهُمْ ۗ وَاِنَّهُمْ لَيَقُولُوْنَ

نہیں ان کی مائیں وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے اور وہ بہت مکروہ لفظ بلکہ جھوٹ

مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُورًا ۗ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَفُوٌّ غَفُوْرٌ ۝ وَالَّذِیْنَ يُظْهِرُوْنَ

لکھتے ہیں اور اللہ بڑا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے جو لوگ اپنی عورتوں کو ماؤں سے

مِّنْ نِّسَابِهِمْ

تشبیہ دیتے ہیں

سورت المجادلة

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بیشک اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی بات سن لی ہے جو اپنے خاوند کے بارے میں تجھ نبی سے جھگڑ رہی تھی اور خدا کے سامنے اپنی تکلیف کا گلہ کر رہی تھی اور اس وقت تیرا (نبی کا) جواب اور اس کی عرض اور معروض تم دونوں کی گفتگو خدا سنتا تھا۔ بیشک خدا بڑا سننے والا دیکھنے والا ہے۔ پس اب قانون سنو جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں یعنی ان کو ماں کی بیٹھ کی طرح کہتے ہیں۔

حقیقت میں وہ ان کی مائیں نہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ ان کی مائیں وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے اس میں تو شک نہیں کہ ان بیویوں نے ان کو نہیں جنا اس لئے ان کو ایسا کہنا غلط ہے اور وہ بہت مکروہ لفظ جھوٹ کہتے ہیں اور اللہ بڑا معاف کرنے والا بخشنے والا ہے۔ پرانی رسم کے مطابق جو ان لوگوں کے منہ سے ایسا نکل جائے وہ معافی کے قابل ہے مگر آئندہ کو یہ قانون ہے کہ جو لوگ اپنی عورتوں کو ماؤں سے تشبیہ دیتے ہیں

۱۔ عرب میں دستور تھا کہ مرد خفا ہو کر عورت کو کہہ دیتا کہ تری بیٹھ مجھ پر میری ماں کی بیٹھ کی طرح ہے اس کو ظہار کہتے تھے۔ اس کہنے کے بعد عورت مرد سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو جاتی۔ ایک صحابی نے اپنی بیوی خولہ کو ایسا کہہ دیا اور حسب دستور ملک اس کو طلاق جان کر اس سے جدا ہو گیا۔ خولہ نے آنحضرت ﷺ کے حضور حاضر ہو کر عرض معروض کی۔ حضور نے بھی حسب دستور اس کی جدائی کا حکم فرمایا مگر وہ بہت کچھ مصر رہی۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی اس آیت کو آیت ظہار کہتے ہیں۔ اسلام نے ظہار کو طلاق قرار نہیں دیا۔ ہاں اس سے روکنے کو تعزیری سزا مقرر کی ہے۔ جس کا ذکر اس سورت میں ہے

ثُمَّ يَعْوَدُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّن قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَا ۖ ذٰلِكُمْ

پھر وہ اپنے کئے کے خلاف کرنا چاہتے ہیں تو ایسے لوگوں پر واجب ہے کہ آپس میں ملنے سے پہلے ایک غلام آزاد کریں اس امر کی

تَوْعُطُونَ بِهٖ ۖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ

تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو اللہ کو اس کی سب خبر ہے ہاں جو غلام نہ پائے تو ہلاپ کرنے سے پہلے

مُنْتَابِعِينَ مِّن قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَا ۖ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ ۖ فَاطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا ۖ

دوماہ پے درپے روزے رکھنے ضروری ہیں پھر جو اس کام کام کی طاقت نہ رکھے اس پر واجب ہے کہ ساٹھ

ذٰلِكَ لِيُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ ۖ وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ۖ وَلِلْكَافِرِيْنَ عَذَابٌ

غریبوں مسکینوں کو کھانا کھلانے یہ حکم اس لئے ہے کہ تم لوگ اللہ اور رسول کے حق میں پختہ ایماندار ہو جاؤ اور یہ خدائی احکام ہیں اور منکروں کے لئے

اَلِيْمٌ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَادِّثُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ كُتِبُوْا كَمَا كَتَبَتِ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

سخت عذاب ہے جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کریں گے وہ ناکام ہوں گے جیسے ان سے پہلے لوگ ناکام ہوئے

پھر وہ اپنے کئے کے خلاف کرنا چاہتے ہیں۔ یعنی ان عورتوں کو مثل بیویوں کے رکھنا چاہتے ہیں۔ تو ایسے لوگوں پر واجب ہے

کہ آپس میں بیوی خاندان کی طرح ملنے سے پہلے ایک غلام آزاد کریں۔ اس امر کی تم کو نصیحت کی جاتی ہے تاکہ تم آئندہ کو ایسی

بات نہ کہو اور ایسی حرکت اور ایسا فعل نہ کرو اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو اللہ کو اس کی سب خبر ہے۔ ہاں جو غلام نہ پائے یعنی

اس کے پاس پیسہ نہ ہو یا غلام نہ ملے تو اس صورت میں ان پر ہلاپ کرنے سے پہلے دو ماہ پے درپے روزے رکھنے ضروری

ہیں تاکہ ایسے لوگوں کو ایسے غلط لفظ کہنے کی سزا ملے۔ پھر جو اس کام کی طاقت نہ رکھے یعنی اتنے روزے نہ رکھ سکے اس

پر واجب ہے کہ اس جرم کی سزا میں ساٹھ غریبوں مسکینوں کو کھانا کھلانے پھر بیوی سے ملے یہ اس لئے حکم دیا جاتا ہے کہ تم

لوگ اللہ اور رسول کے حق میں پختہ ایماندار ہو جاؤ اور یہ خدائی احکام ہیں ان کی تعمیل کرو اور جان رکھو کہ منکروں کے لیے سخت

عذاب ہے وہ اس عذاب سے کسی طرح نہیں چھوٹ سکیں گے۔ انہی لوگوں پر بس نہیں عام قانون ہے کہ جو لوگ آج اور

آج سے بعد اللہ اور اس کے رسول کے حکموں کی مخالفت کریں گے وہ ذلیل اور ناکام ہوں گے جیسے ان سے پہلے لوگ انبیاء

کے مقابلے میں ناکام ہوئے

کے مقابلے میں ناکام ہوئے

۱۔ یہ ترجمہ اور تفسیر عام رائے کے مطابق ہے۔ میری رائے اس بارے میں یہ ہے کہ يعودون لما قالو کے معنے ہیں ایک دو دفعہ مان کر پھر

دوبارہ کہنے پر یہ سزا ہے۔ ایک دفعہ پر نہیں کیونکہ عود لما قالو کے معنی عمارہ عربی کے مطابق یہی کہ اپنی کئی ہوئی بات کو دوبارہ کہنا یا اپنے کئے

ہونے فعل کو دوبارہ کرنا۔ چنانچہ قرآن مجید میں یہ عمارہ بکثرت ملتا ہے نخلہ یہ آیت ہے يعظمتکم اللہ ان تعودوا المثلہ۔ الم توالی الذین نہو

عن النجوى ثم يعودون لما نہو عنه وغيرہ۔ اس قسم کی مثالیں خود قرآن مجید میں بہت ہیں جہاں عود لما آیا ہے ان سب مقامات میں یہی معنے

ہیں کہ ایک کام کر کے دوبارہ وہی کرنا۔ پس آیت موصوفہ کے معنے یہ ہیں کہ ایک کام کر کے دوبارہ وہی کرنا۔ پس آیت موصوفہ کے معنے یہ ہیں کہ

جو لوگ ایک دفعہ مان کر کہہ کر باز نہیں رہتے دوبارہ پھر کہتے ہیں ان کی یہ سزا ہے ان معنے سے پہلی دفعہ کا قول معاف ہے۔ مگر عامہ مفسرین کی تفسیر سے

پہلی دفعہ بھی معاف نہیں۔ ناظرین کو جو اچھا معلوم ہو اختیار کریں۔

وَقَدْ أَنْزَلْنَا آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ ۖ وَلَكِنَّ فَرِينَ عَذَابٍ مُّهِينٍ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا

اور ہم نے کھلے احکام نازل کر دیئے ہیں اور منکروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے اس روز جب خدا ان سب کو جمع کرے گا

فَيُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا ۖ أَحْصَاهُ اللَّهُ وَكُتُوبُهُ ۖ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝

پھر ان کو ان کے کئے ہوئے اعمال کی اطلاع دے گا جو اللہ کو خوب معلوم ہیں اور یہ انکو بھول گئے ہوں گے اللہ ہر چیز پر حاضر ہے

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۖ مَا يَكُونُ مِنْ

کیا تم نہیں جانتے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے خدا سب کو جانتا ہے جہاں کہیں بھی تین آدمیوں کی

جَنبَلٍ مَّجْهُوسٍ إِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَتِهِ إِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا آذُنٍ مِنْ

کانا چھوسی ہوتی ہے چوتھا ان میں خدا ہوتا ہے اور جہاں پانچ کا مشورہ ہوتا چھٹا ان میں خدا ہوتا ہے اور جو اس سے

ذَلِكَ وَلَا أَكْثَرَ إِلَّا هُوَ مَعَهُمْ أَيْنَ مَا كَانُوا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا عَمِلُوا

م یا زیادہ ہوں ان سب کے ساتھ خدا ہوتا ہے جہاں بھی ہوں پھر ان کے کئے ہوئے اعمال سے قیامت کے دن

يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۖ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ نُهُوا

خبریں دے گا اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو کانا چھوسی

عَنِ النَّجْوَى ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا نُهُوا عَنْهُ وَيَتَنَجَّوْنَ بِالْآثِمِ وَالْعُدْوَانِ

کرنے سے منع کیا گیا تھا پھر بھی وہی کام کرتے ہیں جس سے ان کو روکا گیا تھا اور گناہ بے جا ظلم زیادتی اور

وَمَعْصِيَةِ الرَّسُولِ

رسول خدا کی بے فرمانی کی

اور ہم (خدا) نے اپنی طرف سے اپنے اس رسول محمد ﷺ پر کھلے احکام نازل کر دیئے ہیں۔ تاکہ لوگ ان پر عمل کر کے نجات

پائیں اور منکروں کے لئے ذلت کا عذاب ہے کب؟ دنیا میں اور خاص اس روز جب خدا ان سب کو جمع کرے گا پھر ان کو ان کے

کئے ہوئے اعمال کی اطلاعیں دیگا جو اللہ کو خوب معلوم ہیں اور یہ ان کو بھول گئے ہوں گے۔ اللہ بذات خود اور بعلم خود ہر چیز اور

ہر کام پر حاضر ہے کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے خدا سب کو جانتا ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ جہاں

کہیں دو تین آدمیوں کی کاننا چھوسی ہوتی ہے چوتھا ان میں خدا ہوتا ہے اور جہاں چار پانچ کا مشورہ ہوتا ہے چھٹا ان میں خدا ہوتا ہے

اور جو اس سے کم یا زیادہ ہوں اور جو اس سے کم یا زیادہ ہوں ان سب کے ساتھ خدا ہوتا ہے جہاں کہیں بھی ہوں خدا کے احاطہ

قدرت علم سے باہر نہیں ہوتے پھر ان کے کئے ہوئے اعمال سے خبریں دے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔ پھر اس کو

کسی کے بتانے یا سمجھانے کی کیا حاجت؟ مگر یہ لوگ اس بات کا یقین نہیں رکھتے یعنی خدا کو عالم الغیب نہیں جانتے اس لئے اس

کے حکموں کی بے فرمانی کرتے ہیں۔ کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جن کو مجلس نبوی میں کاننا چھوسی کرنے سے منع کیا گیا

تھا۔ پھر بھی وہی کام کرتے ہیں جس سے ان کو روکا گیا تھا۔ لطف یہ ہے کہ وہ بھری مجلس میں کرتے ہیں اور گناہ بے جا ظلم

زیادتی اور رسول خدا کی بے فرمانی کی کاننا چھوسی کرتے ہیں۔

وَإِذَا جَاءُوكَ حَيَّكَ بِأَلْسِنَةٍ حِدْبٍ أَلَسْتَ بِهَا ۚ وَيَقُولُونَ فِي أَنْفُسِهِمْ لَوْلَا

کانا پھوسی کرتے ہیں اور اے رسول جب تیرے پاس آتے ہیں تو تجھے سلام کا تحفہ اس کے برعکس دیتے ہیں جو خدا نے

يُعَذِّبُنَا اللَّهُ بِمَا نَقُولُ ۗ حَسِبُوكُمُ جَاهِلِينَ ۗ يَصَلُّونَهَا ۗ فَيُؤَسِّسُ الْمُنَافِقِينَ ۗ

تجھے دیا ہے اور اپنے دلوں میں کہتے خدا ہمارے ایسا کہنے پر ہمیں عذاب کیوں نہیں کرتا ان کے لئے جہنم کا ہے اس میں

يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِاللَّيْلِ وَالْعُدْوَانِ وَ

داخل ہوں گے پس وہ بہت بری جگہ ہے اے ایمان والو! جب تم آپس میں کانا پھوسی کرنے لگو تو گناہ اور ظلم زیادتی اور

مَعْصِيَةِ الرَّسُولِ وَتَنَاجَوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ۗ

رسول کی کانا پھوسی کی نہ کرنا بلکہ نیکی اور پرہیزگاری کی بات ایک دوسرے کے کان میں کہہ دینا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہنا جس کے پاس تم جمع کئے جاؤ گے

اور اے رسول جب تیرے پاس یہ مخالف منافق آتے ہیں تو تجھے سلام کا تحفہ برعکس اس کے دیتے ہیں جو خدا نے تجھے دیا ہے

اور اپنے دلوں میں کہتے ہیں خدا ہمارے ایسا کرنے پر ہمیں عذاب کیوں نہیں کرتا اگر یہ شخص واقعی اللہ کا رسول ہے اور ہم

ان کی ہتک کرتے ہیں تو چاہیے فوراً عذاب میں گرفتار ہو جائیں مگر وہ یہ نہیں جانتے کہ خدا اپنے رسول کی ہتک تو گوارا نہیں

کرتا۔ مگر یہ تو ہے کہ وہ حلیم اور بردبار بھی اعلیٰ درجہ کا ہے۔ لیکن جب پکڑتا ہے تو بری طرح پکڑتا ہے جیسا کسی بزرگ کا

قول ہے

تو مشو مغرور بر حلم خدا دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

اس لئے ان کو اطلاع رہے کہ ان کے لئے جہنم کا عذاب کا گھر ہے۔ مرنے کے بعد اس میں داخل ہوں گے پس وہ بہت

بری جگہ ہے جو اس میں جائیگا برابد لپائے گا۔ پس تم اے ایمان والو اس بری جگہ سے بچتے رہو۔ جس کی صورت یہ ہے کہ

جب تم مجلس نبوی یا اور کہیں آپس میں کانا پھوسی کرنے لگو تو گناہ اور ظلم زیادتی کی کانا پھوسی نہ کیا کرنا۔ یعنی کسی کو تکلیف

پہنچانے یا کسی پر ناحق ظلم زیادتی کرنے کی بابت مشورے نہ کرنا۔ بلکہ نیکی اور پرہیزگاری کی بات ایک دوسرے کے کان میں

کہہ دینا کرنا مثلاً مجلس وعظ میں بیٹھے ہوئے واعظ کو کسی خاص نصیحت پر اپنے ساتھی کو توجہ دلانے کے لئے اس کے کان میں

کہہ دینا کہ کیا اچھی بات ہے۔ یہ تم کو جائز ہے اور مختصر بات ہے کہ ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیے جس کے پاس تم

قیامت پناہ ہونے کے وقت جمع کئے جاؤ گے اس دقت تم سب ایک خدا کے سامنے حاضر ہو گے وہاں تمہارے کام آنے والی

چیز صرف تمہارا تقویٰ ہو گا۔ پس تم اپنے مقصد کو کسی طرح ہاتھ سے نہ دو۔ باقی رہی تمہارے دشمنوں کی حرکات سواکی

حقیقت کچھ نہیں

شان نزول

ک منافق لوگ جو اوپر اوپر بے ایماندار بنتے تھے اور دل میں کافر تھے جب آنحضرت ﷺ کی مجلس میں ہوتے تو بجائے وعظ و نصیحت سننے کے آپس

میں کانا پھوسی کرتے۔ ان کو ہر چند ایسا کرنے سے روکا گیا مگر وہ باز نہ آئے اور جب حاضر خدمت ہوتے السلام علیکم کی جگہ السلام علیکم کہتے۔ جس کے

معنی میں موت ہو تم پر ان کے حق میں یہ آیات نازل ہوئی۔

إِنَّمَا النَّجْوَى مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزَنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَئِيسَ بَصَارِهِمْ شَيْئًا إِلَّا

یہ کانا پھوسی محض شیطان کی طرف سے ہے تاکہ ایماندار غمگین ہوں حالانکہ یہ ان کو بغیر اذن الہی کے کچھ بھی ضرر نہیں دے

بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا

سکتا اور ایمانداروں کو چاہئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کریں مسلمانو! جب تم کو کہا جائے کہ مجلس میں

قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَنْسَخِ اللَّهُ لَكُمْ ۚ وَإِذَا قِيلَ انشُرُوا

کھل بیٹھو تو فوراً کھل جایا کرو خدا تم پر فرمائی کرے گا اور جب تم کو کہا جائے کہ اب جاؤ

فَانشُرُوا يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ ۚ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ ۗ وَاللَّهُ

تو چلے جایا کرو خدا تم ایمانداروں اور علم والوں کے درجے بلند کرے گا اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا

بِمَا تَعْمَلُونَ خَيْرٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُولَ فَقَدِّمُوا بَيْنَ

کو سب کی خبر ہے اے ایمان والو! جب تم رسول سے کانا پھوسی کرنا چاہو تو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ

يَدَيْكُمْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةٌ ۗ

صدقہ دے لیا کرو

سنو یہ کانا پھوسی جو منافق لوگ کرتے ہیں محض شیطان کی طرف سے ہے یعنی اس میں شیطانی دخل ہے تاکہ ایماندار اس کی

وجہ سے غمگین ہوں یعنی وہ خیال کریں کہ خدا جانے ان کی کانا پھوسی کس مطلب کے لئے ہے اور ہم کو کیا مضرت ہوگی حالانکہ

ان ایمانداروں کا یہ فعل انکو بغیر اذن الہی کے کچھ بھی ضرر نہیں دے سکتا اور اصل بات تو یہ ہے کہ ایمانداروں کو چاہئے کہ اللہ

ہی پر بھروسہ کریں بس خدا پر کرنے سے ان کے سب کام سنور جائینگے۔ مسلمانو جس طرح تم کو کانا پھوسی کے متعلق حکم دیا گیا

ہے اسی طرح ایک اور ادب مجلس تم کو بتایا جاتا ہے۔ سنو جب تم مجلس نبوی میں یا کہیں تنگ دائرے میں بیٹھے ہو اور تم کو کہا

جائے کہ کھل کر بیٹھو تاکہ اور لوگ بھی شریک مجلس ہو سکیں تو فوراً کھل جایا کرو۔ ایسا کرنے سے بظاہر تو ان بعد میں آنے

والوں کو جگہ ملے گی مگر یہ باطن تم میں وسعت قلبی پیدا ہوگی اور خدا تم پر فرمائی کریگا ہر چیز تم کو حاجت سے زیادہ دیگا۔ ایک

ادب مجلس اور سنو جب کبھی ایسا اتفاق ہو کہ کسی بزرگ یا نبوی افسریا کسی صاحب دعوت کے پاس بیٹھے ہو اور تم کو کہا جائے کہ

بس اب جاؤ تو فوراً اچلے جایا کرو۔ اس کے بدلے میں خدا تم ایمان والوں اور علم اخلاق والوں کے درجے بلند کرے گا۔ یعنی دنیا میں وہ

ہر مجلس میں بااخلاق مہذب سمجھے جائیں گے اور آخرت میں نجات یافتوں میں ہوں گے اور جو کچھ تم کرتے ہو خدا کو سب خبر

ہے۔ پس تم جو کام کرو اس نیت سے کیا کرو کہ خدا دیکھتا اور جانتا ہے۔ اے ایمان والو ایک اور حکم سنو جو منافقوں کی کانا پھوسی

بند کرنے کیلئے ایک ذریعہ ہے وہ یہ ہے کہ جب تم لوگ رسول علیہ السلام سے کسی امر کیلئے سرگوشی کرنا چاہو یعنی بغیر اس کے

تم کو چارہ نہ ہو تو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ دے لیا کرو۔

۱۔ منافقوں اسلام اور اہل اسلام کے دشمنوں کو رسول اللہ ﷺ کے کانوں میں سرگوشیاں کرنے سے ٹھنڈی کے طریق پر سمجھایا گیا چونکہ ان کی

نیت ہی شرارت کی تھی اس لئے باز نہ آئے جس سے مسلمانوں کو صدمہ بلکہ نقصان ہوتا ہے اس لئے مسلمانوں ہی کو مخاطب کر کے یہ حکم بھی دیا

گیا۔ منافق بھی چونکہ مسلمان کلاتے تھے لہذا یہ حکم ان کو خود بخود شامل ہو گیا

۲۔ منکم میں من بیانیہ ہے

ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاظْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ اَشْفَقْتُمْ

یہ تمہارے لئے بہتر اور پاک ہے پھر اگر تم لوگ نہ پاؤ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے کیا تم اس حکم

اَنْ تَقْتُلُوْا بَيْنَ يَدَيْهِ نَجْوٰكُمْ صَدَقْتُمْ ؕ فَاِذْ لَمْ تَفْعَلُوْا وَتَابَ اللّٰهُ

سے ڈر گئے کہ اپنے کانٹا پھوسی سے پہلے صدقہ دے لو پھر جب تم نے ایسا نہیں کیا اور خدا نے تمہارے

عَلَيْكُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاْتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ

حال پر نظر عنایت کی ہے تو نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ اور رسول کی تابعداری کرتے رہو اور اللہ

بِسَا تَعْمَلُوْنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ تَوَلّٰوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ

تمہارے کاموں سے باخبر ہے کیا تم نے ان لوگوں کو دیکھا جنہوں نے اس قوم سے تعلق پیدا کر رکھا ہے جن پر اللہ نے غضب

مَا هُمْ مِنْكُمْ وَلَا مِنْهُمْ ۙ وَيَحْلِفُوْنَ عَلٰى الْكٰذِبِ وَهُمْ

کیا ہوا ہے نہ وہ تم میں سے ہیں نہ ان میں سے اور محض کذب پر حلف اٹھاتے ہیں حالانکہ وہ

يَعْلَمُوْنَ ۝

جانتے ہیں

کیونکہ اگر تم کانا پھوسی کرو گے تو تمہارے دیکھا دیکھی منافقین بھی کریں گے حالانکہ اس رسم کا بند کرنا ہم کو منظور ہے پس تم

ایسے کام سے پہلے صدقہ دے لیا کرو یہ لوگ چونکہ صدقہ دینے سے بہت گھبراتے ہیں اس لئے وہ صدقہ نہ دیں گے تو خود بخود

یہ رسم مٹ جائیگی یہ طریق تمہارے لئے بہتر اور پاک صاف ہے۔ پھر بھی اگر تم لوگ نہ پلٹو یعنی تم میں سے جو لوگ بوجہ

غربت کے صدقہ نہ دے سکیں اور ان کو کسی کام کے لئے نبی کے کام میں عرض معروض کرنی ہو تو ایسے لوگوں کو بغیر صدقہ

دینے اجازت ہے کہ سرگوشی کر لیں کیونکہ اللہ عجبے والا مہربان ہے۔ کیونکہ صدقہ کا حکم عارضی ہے تاکہ مخالفوں کی بندش

ہو جائے ورنہ اصل میں کوئی ضروری کام نہیں کیا تم باوجود مخلص ہونے کے اس حکم سے ڈر گئے کہ اپنے نجوی (کانا پھوسی) سے

پہلے صدقہ دے لو۔ تمہیں چاہئے تھا کہ تم خوشی بخوشی اس حکم کی تعمیل کرتے پھر جب تم نے ایسا نہیں کیا یعنی نجوی سے پہلے

صدقہ نہیں دیا اور خدا نے تمہارے حال پر نظر عنایت کی ہے تو اب نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ اور رسول کی

تابعداری کرتے رہو اور یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔ اس سے کسی کا عجز بجز مخفی نہیں۔ تم مسلمان نہیں

جانتے کہ یہ منافق لوگ مجلس نبوی میں آکر کیوں ایسے دل آزار کام کرتے ہیں کیا تم نے ان لوگوں کو دیکھا جنہوں نے ازراہ

نفاق اس قوم سے تعلق پیدا کر رکھا ہے جن پر اللہ نے غضب کیا ہوا ہے۔ یہی لوگ ہیں جو باوجود دعویٰ اسلام کے مخالفوں سے

دوستانہ لگاتے ہیں۔ حقیقت میں نہ وہ تم میں سے ہیں نہ ان میں سے بلکہ غرض کے بندے ہیں اور محض کذب اور جھوٹ پر حلف

اٹھاتے ہیں حالانکہ جانتے ہیں کہ وہ جھوٹے ہیں۔

۱۔ پہلے حکم سے کئی دنوں بعد یہ آیت اتری۔ اس آیت کی تفسیر جو اوپر کی گئی ہے عامہ مفسرین کی یہی رائے ہے اس تفسیر کے ساتھ اس آیت سے

ثابت ہوتا ہے کہ حکم صدقہ کا منسوخ ہو گیا۔ میرے نزدیک اس آیت کا سیاق نسخ کے لئے نہیں بلکہ اصل حکم کو مضبوط کرنے کے لئے ہے سارا

دار و مدار اسی پر ہے کہ ”اذ“ کی جزا ہے کیا اور تفعلو کا مفعول بہ کیا ہے میرے نزدیک یوں ہے کہ جبکہ تم نے باوجود ناداروں کو معافی ہونے کے بھی

نجوی کیا ہی نہیں تو بس ہمیشہ کے لئے اس نفل کو چھوڑ دو اور نماز زکوٰۃ وغیرہ فرائض کی ادائیگی میں شامل ہو جاؤ (اللہ اعلم)

أَعَدَّ اللَّهُ لَكُمْ عَذَابًا شَدِيدًا ۝ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝

خدا نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے بے شک یہ لوگ برا کام کرتے ہیں ان

اِتَّخَذُوا آيَاتِنَاهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ فَكُلَّمَا عَذَابٌ مُهِينٌ ۝

لوگوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے اور لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں پس ان کے لئے ذلیل کرنے والا

كُنْ تُغْنِي عَنْهُمْ أَمْوَالُهُمْ وَلَا أَوْلَادُهُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا ۝ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

عذاب ہے نہ انکے مال ان کو اللہ سے کچھ بچائیں گے نہ ان کی اولاد یہ لوگ جہنمی ہیں اس میں ہمیشہ رہیں گے

النَّارِ ۝ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللَّهُ جَمِيعًا فَيَعْلَمُونَ لَهُ كَمَا

جس روز خدا ان کو قبروں سے اٹھائے گا تو اس کے سامنے قسمیں کھائیں گے جس طرح وہ

يَعْلَمُونَ كَمَا وَيَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ عَلَىٰ شَيْءٍ ۝ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْكَاذِبُونَ ۝

تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں وہ سمجھیں گے کہ ان کا کچھ اعتبار ہے سنو! لوگو! درحقیقت وہ جھوٹے ہیں

إِسْتَعْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَهُمْ ذِكْرَ اللَّهِ ۝ أُولَٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ ۝

شیطان نے ان پر غلبہ پا کر ان کو اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے یہ شیطان کی جماعت ہیں سن رکھو شیطان

أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخٰسِرُونَ ۝

گروہ ہی آخرت میں نقصان اٹھائے گا

کیونکہ اپنے دل کا حال تو ہر انسان جانتا ہے اسی اندر کی شہادت سے یہ لوگ اپنا حال جانتے ہیں کہ یہ ہمارے حلف محض خود غرضی پر ہے۔ نہ ہندو ہیں نہ مسلمان بلکہ مطلب کے یار۔ دراصل ان کا مسلک اس شعر میں ہے

حلف عدد سے قسم مجھ سے کھائی جاتی ہے الگ ہر ایک سے چاہت بتائی جاتی ہے

خدا نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے۔ بیشک یہ لوگ برا کام کرتے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنی قسموں کو مسلمانوں کی طعن و تشنیع سے بچنے کے لئے ڈھال بنا رکھا ہے اور ان قسموں کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ پس ان کیلئے اللہ کے ہاں ذلیل کرنے والا عذاب مقرر ہے۔ ان کو مال و دولت پر بڑا ناز ہے اس لئے ان کو سنا دیجئے کہ نہ ان کے مال انکو اللہ کے عذاب سے کچھ بچائیں گے۔ نہ ان کی اولاد کیونکہ یہ لوگ جہنمی ہیں اس جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے۔ جس روز یعنی قیامت کے دن خدا ان کو قبروں سے اٹھائیگا۔ تو اس خدا کے سامنے بھی جھوٹ بولیں گے اور اس کے سامنے بھی اپنی بے گناہی پر قسمیں کھائیں گے۔ جس طرح وہ تمہارے سامنے قسمیں کھاتے ہیں۔ کہیں گے خدا کی قسم ہمارے دل میں اسلام اور پیغمبر اسلام کی مخالفت ذرہ بھی نہیں تھی اور ایسا کرنے میں وہ سمجھیں گے کہ ایسا کرنے سے ان کا کچھ اعتبار ہے اور وہ اس اعتبار سے نجات کا فائدہ اٹھائیں گے۔ ہرگز نہیں سنو درحقیقت وہ جھوٹے ہیں۔ دنیا میں بھی جھوٹے ہیں۔ آخرت میں بھی جھوٹے ہی ثابت ہوں گے۔ ان کی پہچان یہ ہے کہ شیطان نے ان پر غلبہ پا کر انکو اللہ کا ذکر بھلا دیا ہے۔ خدا کی یاد سے بالکل بے خبر ہیں اس لئے کہ یہ شیطان کی جماعت ہیں کیونکہ شیطان اثر سے جب یہ لوگ خدا کا ذکر چھوڑ بیٹھے ہیں تو پھر شیطان جماعت ہونے میں کیا شبہ رہا۔ سن رکھو شیطان گروہ ہی آخرت میں نقصان پائیگا

إِنَّ الَّذِينَ يُحَادِّثُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَئِكَ فِي الْأَذْلَلِينَ ۝ كَتَبَ اللَّهُ

جو لوگ خدا اور رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہی ذلیل ترین لوگوں میں ہوں گے خدا نے یہ لکھ رکھا ہے

لَاغْلِبَنَّ أَنَا وَرُسُلِي ۝ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۝ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ

کہ میں اور میرے رسول ہی غالب ہوں گے بے شک اللہ قوی غالب ہے تو ایسی کوئی قوم نہ پائے گا جو اللہ پر اور پچھلے دن

وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُؤَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ

پر ایمان رکھتے ہوں وہ ان لوگوں سے محبت کریں جو اللہ اور رسول سے عناد رکھتے ہیں چاہے وہ ان کے باپ

أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۝ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمُ

دادوا ہوں یا بیٹے پوتے ہوں یا بھائی بند یا کنبہ برادری ہوں یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں خدا نے ایمان نقش کر

بِرُوحٍ مِّنْهُ ۝ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۝

رکھا ہے اور ان کو اپنی روح سے قوت بخشی ہے اور کو باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان میں ہمیشہ ہمیشہ

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۝ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۝ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ

رہیں گے اللہ ان سے راضی ہوگا اور یہ اس سے راضی یہی لوگ اللہ والے ہیں اللہ والے ہی نجات

الْمُقَلَّبُونَ ۝

پائیں گے

کیونکہ یہ لوگ خدا اور رسول کی مخالفت پر تلے ہوئے ہیں اور جو لوگ خدا اور رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہی ذلیل ترین لوگوں

ہوں گے خدا نے یہ لکھ رکھا ہے یعنی علم الہی میں مقرر ہے کہ بمقابلہ ان مخالفوں کے میں اور میرے رسول ہی غالب ہوں گے

یعنی دین الہی پھیلے گا اور ان کے منصوبے سب فنا ہو جائیں گے۔ بیشک اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ قوی اور سب پر غالب ہے۔

اس کے ارادہ میں کوئی مانع نہیں ہو سکتا اس کے فعل پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ چونکہ یہ لوگ اللہ و رسول کی مخالفت پر تلے

ہوئے ہیں۔ اس لئے ایسے لوگوں سے مومنوں کا تعلق یا ملاپ رکھنا مناسب نہیں۔ اس لئے اے مخاطب تو ایسی قوم نہ پائے گا

جو اللہ اور پچھلے دن قیامت پر ایمان رکھتے ہوں یعنی پختہ مسلمانوں سے یہ نہ ہوگا کہ وہ ان لوگوں سے محبت کریں جو اللہ اور رسول

سے عناد رکھتے ہیں چاہے وہ ان کے باپ دادا ہوں یا بیٹے پوتے ہیں یا بھائی بند یا کنبہ برادری ہوں اس لئے کہ ان ایمانداروں کو اللہ

اور رسول کی محبت سب سے زیادہ ہے لہذا وہ مخالفوں سے محبت نہیں رکھ سکتے ہیں کیونکہ ایک دل میں دو متضاد محبتیں جمع نہیں

ہو سکتیں سچ تو یہ ہے کہ یہی لوگ جن کے دلوں میں خدا نے ایمان نقش کر رکھا ہے اور ان کی اپنی روح (تائید غیبی سے قوت

بخشی ہے ان کو باغوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی۔ یہ مومن لوگ ان باغوں میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے

کسی ناپسندیدہ حالت میں نہیں بلکہ اس حالت میں کہ اللہ ان سے راضی ہوگا اور یہ اللہ سے راضی بس مقطع کلام یہ ہے کہ یہی

لوگ اللہ والے ہیں سنو جی اللہ والے ہی عذاب سے نجات پائیں گے

سورة الحشر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۝ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ ۱ ۝ هُوَ الَّذِیْ

جتنی مخلوقات آسمانوں میں اور جتنی چیزیں زمین پر ہیں سب خدا کی پاکی بیان کرتی ہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے وہی خدا جس نے

اَخْرَجَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ مِنْ دِیَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ ۝ مَا طٰنْتُمْ

اہل کتاب میں سے منکروں کو پہلے دھکے میں ان کے گھروں سے نکال دیا تمہیں اس امر کا گمان نہ تھا کہ وہ نکلیں گے

اَنْ یَخْرُجُوْا وَظَنُّوْا اَنْهُمْ مَّا نَعْتُمُ حُصُوْنَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَاَتَتْهُمْ اللّٰهُ مِنْ حَیْثُ

انہوں نے سمجھا تھا کہ ان کے قلعے ان کو اللہ سے بچالیں گے پس اللہ کا عذاب ان پر ایسی جگہ سے آیا کہ ان کو اس کا گمان

لَمْ یَحْتَسِبُوْا وَقَدَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرَّعْبَ یُخْرِیوْنَ بَیْعَتَهُمْ بِاَیْدِیْهِمْ وَاَیْدِی

نہ تھا اور خدا نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے

الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ فَاعْتَبِرُوْا یٰۤاُولِی الْاَبْصٰرِ ۝ وَكُوْلًا اَنْ كَتَبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ الْجَلٰءَ

گرا رہے تھے پس اسے غفلت بردار! عبرت حاصل کرو اور اگر خدا نے ان کی تقدیر میں جلا وطنی نہ لکھی ہوتی

لَعَذَابُكُمْ فِی الدُّنْیَا وَكُھُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابُ النَّارِ ۝

تو دنیا ہی میں ان کو عذاب کرتا اور آخرت میں ان کے لئے جہنم کی آگ کا عذاب ہے

سورة الحشر

سنو جی جتنی مخلوقات آسمانوں میں اور جتنی چیزیں زمینوں پر ہیں سب خدا کی پاکی اور تقدس بیان کرتی ہیں بعض بزبان قال اور بعض بزبان حال کیونکہ وہ سب کا خالق ہے اور وہی سب پر غالب اور حکمت والا ہے۔ وہی خدا جس نے اہل کتاب (یسود) میں سے منکروں کو پہلے ہی دھکے میں ان کے گھروں سے نکال دیا اور تم لوگوں کو ان پر غالب کیا۔ تمہیں اس امر کا گمان نہ تھا کہ وہ اپنے وطن سے نکلیں گے کیونکہ ان کی فوجی قوت بہت زبردست اور مقام محفوظ تھے۔ انہوں نے سمجھا تھا کہ ان کے قلعے ان کو اللہ کی گرفت سے بچالیں گے مگر نہ بچا سکے پس اللہ کا عذاب ان پر ایسی جگہ سے آیا کہ ان کو اس کا گمان نہ تھا عذاب آیا اور اچھی طرح آیا۔ خدا نے ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا ایسے ڈرے کہ باوجود مقدار کافی اور سامان حرب والی ہونے کے موت کو دیکھ رہے تھے۔ گھر بار ملک وطن سب چھوڑ کر ایسے حال میں نکلے کہ اپنے گھروں کو اپنے ہاتھوں اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے گرا رہے تھے تاکہ انکی چوکیں اور دروازوں کو جوڑیاں اکھاڑ کر ساتھ لے جائیں پس اسے غفلت بردار! اس واقعہ سے عبرت حاصل کر دینے سمجھو کہ خدا جس قوم یا شخص پر غضب کرنا چاہتا ہے کوئی اسے بچا نہیں سکتا۔ اس کے سامنے کوئی تدبیر چلتی ہے اور ان یسودی کافروں کی یہ حالت تھی کہ اگر خدا نے ان کی تقدیر میں جلا وطنی نہ لکھی ہوتی تو دنیا ہی میں ان کو عذاب کرتا یا اسے لوگوں کو عبرت ہوتی اب جو انکو جلا وطن کر دیا ہے تو دنیا میں بھی ان کو عذاب نہ ہوگا اور آخرت میں ان کے لئے جہنم کی آگ کا عذاب ہے۔

۱۔ یہودیوں نے مسلمانوں کے ساتھ مصالحت کا معاہدہ کیا تھا جو موقع پا کر توڑ دیا اس پر حکم نبوی مسلمانوں نے ان پر فوج کشی کو اور انکو انکے دیہات سے نکال دیا اور حکم دیا کہ جو چیز اپنی تم لے جا سکتے ہو لے جاؤ۔ انہوں نے اپنے اثاث البیت سب اٹھائے یہاں تک کہ مکانوں کی جوڑیں اور چوکیں بھی اکھاڑ کر لے گئے اس بارہ میں یہ سورہ اتزی۔
۲۔ ہو قول ابن عباس والا کشرین (تفسیر کبیر)

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَاقَّوْا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ ؕ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدٌ

اس وجہ سے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی بغض مخالفت کرتے ہیں جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی بغض مخالفت

الْعِقَابِ ۝ مَا قَطَعْتُمْ مِّنْ لِّيْنَةٍ اَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلٰٓاٰصُوْلِهَا فَبِاِذْنِ

اللہ سخت عذاب والا ہے جو ان کے درخت تم نے کاٹے یا ان کو سالم چھوڑا یہ سب کچھ اذن الہی سے ہوا تاکہ ایسے

اللّٰهٖ وَلِيُخْرِجَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ وَمَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰٓى رَسُوْلِهِ مِنْهُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ

فاسقوں کو رسوا کرے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جو کچھ ان سے دلویا ہے تم لوگوں نے اس پر گھوڑے

مِنْ خَيْلٍ وَّلَا رِكَابٍ وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهُ عَلٰٓاٰمَنْ يَّشَآءُ ۝ وَاللّٰهُ عَلٰٓى كُلِّ

یا اونٹ نہیں دوڑائے۔ لیکن اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے غلبہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر کام پر قدرت

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ مَّا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰٓى رَسُوْلِهِ مِنْ اَهْلِ الْاٰمِنِۙ فِى اللّٰهِ وَبِالرَّسُوْلِ

رکھتا ہے بلکہ جو کچھ اللہ نے بے لڑے بھڑے ان بستیوں کے رہنے والوں سے اپنے رسول کو عطا کیا

وَلِذٰى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسْكِيْنِ وَاٰلِى السَّبِيْلِ ۝

ہے وہ اللہ کا اور اس کے رسول کا اور قریبوں کا یتیموں کا مسکینوں کا غریب مسافروں

اسی وجہ سے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بغض مخالفت کی ہے اور ہمارے یہاں یہ عام قانون ہے کہ جو کوئی اللہ

اور اس کے رسول کی مخالفت کرے تو اس کے حق میں اللہ سخت عذاب والا ہے۔ پس مسلمانو! سنو! ان فراری یودیوں کا مال

واسباب اراضی اور باغات پر تم مسلمانوں نے جو قبضہ نصرت کیا جو ان کے درخت تم نے کاٹے یا ان کو سالم چھوڑا یہ سب کچھ

اذن الہی سے ہو اس کی پروا نہ کرو نہ دل تنگ ہو۔ ہوا جو ہوا تاکہ ایسے بد عہد فاسقوں کو رسوا کرے یہ تو محض خدا کا فضل ہوا کہ

تم لوگ ان پر فتیاب اور کامیاب ہوئے ورنہ تم کو خوب معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی فوج کو جو کچھ ان یودیوں سے

دلویا ہے تم مسلمانوں کی قوت اور محنت کا نتیجہ نہیں کیونکہ تم لوگوں نے بغرض جنگ اس پر گھوڑے یا اونٹ نہیں دوڑائے یعنی

تمہارا رسالہ یا پلٹن ان پر حملہ آور ہو کر فتیاب نہیں ہوا بلکہ اللہ اپنے رسولوں کو جس پر چاہتا ہے غلبہ دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر کام

پر قدرت رکھتا ہے پس تم لوگ جو کچھ مانگا کرو اس قادر قیوم سے مانگا کرو سنو! جو یہ کیا گیا ہے کہ اللہ نے اپنے رسول پر انعام کیا

اس کا یہ مطلب نہیں کہ بس سارا مال رسول کی ملک ہے ہر گز نہیں بلکہ جو کچھ اللہ نے بے لڑے بھڑے ان بستیوں کے رہنے

والوں سے اپنے رسول کو عطا کیا ہے وہ حقیقت میں اللہ کا اس کے رسول کا اور مجاہدین کے قربت داروں کا یتیموں کا مسکینوں کا

غریب مسافروں کا حق ہے۔

شان نزول

۱۔ مسلمانوں کے حملہ کے وقت یہودی قلعہ گیر ہو گئے تو مسلمانوں نے ان کے باغوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ اس پر بعض نیک دل مسلمانوں کے دلوں

میں کچھ شبہ ہوا کہ یہ کام اچھا نہیں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۲۔ جنگ میں کفار سے جو مال و اسباب ہاتھ آتا ہے وہ اگر لڑکر آئے تو اس کو غنیمت کہتے ہیں۔ بے لڑے غلبہ کی صورت میں آئے تو اس کو فتنے کہتے

ہیں۔ غنیمت میں چار حصے شریکاء جنگ کے غازیوں کے لئے ہوتے ہیں۔ پانچواں حصہ (خمس) ان لوگوں کا جن کا ذکر اس آیت میں سے ہے مگر نے

ساری ہمسز لہ خمس غنیمت کے ہے یعنی نے کا کل مال انہی لوگوں پر تقسیم ہو گا اللہ کا حصہ الگ نہیں وہ انہی مستحقین پر تقسیم ہو جاتا ہے رسول کا حصہ

زندگی میں رسول علیہ السلام کا تھا۔ رسول کے بعد خلیفہ اور امام وقت کا۔ ﷺ

كَذَلِكَ لَا يَكُونُ دُولُهُمْ بَيْنَ الْأَعْيُنَاءِ مِنْكُمْ ۖ وَمَا أَتَاكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ ۚ وَ

ہے تاکہ یہ مال تم میں سے مالدار اغنیاء ہی میں دائر ساز نہ رہے اور جو کچھ رسول اللہ تم کو دیوں وہ قبول کیا کرو اور

مَا نَهَكُمْ عَنْهُ فَأْتُوهُ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۚ لِلْفُقَرَاءِ

جس سے روکے اس سے رک جایا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے دیکھو ان فقراء مہاجرین

الْمُهَاجِرِينَ الَّذِينَ أُخْرِجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ

کو جو اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے وہ اللہ کا فضل اور خوشنودی چاہتے ہیں اللہ اور رسول کے دین کی

اللهِ وَرِضْوَانًا وَيُنْصِرُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ۚ وَالَّذِينَ

مدد کرتے ہیں یہی لوگ سچے ہیں اور جنہوں نے ان کے پیچھے سے پہلے

تَبَوَّأُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي

دارالایمان بنایا جو لوگ ان کی طرف ہجرت کر کے آتے ہیں وہ ان سے دلی محبت کرتے

صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْتُونَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ

ہیں اور جو کچھ ان کو خدا کی طرف سے ملا ہے اپنے دلوں میں اس کی حاجت نہیں پاتے ان کی ضروریات کو اپنی

وَمَنْ يُوقِ شَعْرَةَ نَفْسِهِ

ضروریات پر ترجیح دیتے ہیں چاہے ان کو سخت حاجت ہو

یہ تقسیم اس لئے ہے کہ یہ مال تم میں سے مالدار اغنیاء ہی میں دائر ساز نہ رہے بلکہ غرباء کو بھی حصہ رسدی پہنچے اور سنو!

باوجود استحقاق مذکور کے جو کچھ رسول اللہ ﷺ میں از قسم مال ہو یا از قسم حکم وہ قبول کیا کرو اور جس سے روکے اس سے رک جایا

کرو باوجود استحقاق کے حسب مصلحت و ضرورت تقسیم کرنا رسول اللہ ﷺ کے سپرد ہے پس تم مسلمان اس اصول شرعی کا

خیال رکھا کرو اور ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ بیشک اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔ اس قسم کے لوگوں کی حالت جو رسول

کے ہر حکم پر عمل کریں اور ہر منع سے پرہیز کریں دیکھنا چاہتے ہو تو سنو! اور دیکھو! ان فقراء مہاجرین کو کیسے یکے ایماندار ہیں جو

اپنے گھروں اور مالوں سے نکالے گئے محض اس گناہ پر کہ وہ اللہ کے بندے بن گئے ہیں بذریعہ عبادت اللہ کا فضل اور خوشنودی

چاہتے ہیں اور حسب توفیق خود اللہ اور رسول کے دین کی مدد کرتے ہیں یہی لوگ ایمان میں سچے ہیں اور ان لوگوں کو بھی دیکھ

کیسے مخلص باکمال ہیں جنہوں نے ان مہاجرین کے پیچھے سے پہلے مدینہ شریف میں دارالایمان ایمان کا گھر بنایا جو لوگ ان کی

طرف ہجرت کر کے آتے ہیں وہ لوگ ان سے دلی محبت کرتے ہیں اور جو کچھ ان کو خدا کی طرف سے مال و اسباب ملا ہے بمقابلہ

ضروریات مہاجرین کے اپنے دلوں میں سے اس مال و اسباب کی حاجت نہیں پاتے بلکہ مہاجرین کو اپنا بھائی بند جانتے ہیں اور ان

کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دیتے ہیں چاہے ان کو سخت حاجت ہو کیونکہ اہل ایمان کے حق میں انکا اصول ہے

خبر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

اس لئے وہ ہر مومن کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم جانتے ہیں ایسا کرنے والے اپنے نفس پر قابو پاتے ہیں اس لئے وہ

نفس کے بجل سے بچتے ہیں اور ہماری طرف سے عام اعلان ہے کہ جو لوگ اپنے نفس کے جبلی بجل عادات قبیحہ جو قوی بہیمیہ

سے پیدا ہوتی ہیں ان سے بچ جائیں

قَالُوا لَيْسَ لَنَا بِمَنْجِيٍّ مِنَ اللَّهِ وَآلِ الَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا

اور جو لوگ اپنے نفس کے نکل سے بچ جائیں وہی نجات یاب ہوں گے اور وہ لوگ جو ان کے بعد آویں گے کہتے ہوں گے اے ہمارے

اغْفِرْ لَنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا الْإِيمَانَ لَوْلَا عَلَيْنَا لَوْلَا الَّذِينَ

پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایماندار گذرے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمانداروں کے لئے کسی طرح

أَمْؤَارِنَا إِنَّا كَرِهْنَا لَكُمْ أَسْمَاءَ إِنَّكُمْ مُرَائِيٌّ ۖ وَالَّذِينَ نَفَقُوا يَقُولُونَ لِإِخْوَانِهِمْ

کا کینہ پیدا نہ کر اے ہمارے پروردگار! تو بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے کیا تم نے ان منافقوں کی طرف نہیں دیکھا جو اپنے اہل کتاب بھائیوں کو

الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَمَّا أخرجْتُمْ مِنْ ديارِهِمْ وَمَا نُسِبتُمْ

جو کافر ہیں کہتے ہیں اگر تم لوگ نکالے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور تمہارے حق میں

فِيكُمْ أَحَدًا أَبَدًا ۚ وَإِن قوتِلْتُمْ لَنَنْصُرْكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَشهدُ إِنَّهُمْ لَكَذِبُونَ ۝

کبھی بھی کسی کی بات نہ سنیں گے اور اگر تمہارے ساتھ جنگ شروع کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اللہ شہادت دیتا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے ہیں

لَمَّا أخرجْتُمْ مِنْ ديارِهِمْ وَمَا نُسِبتُمْ لَكُمْ إِذْ قوتِلْتُمْ لَنَنْصُرْكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَشهدُ إِنَّهُمْ لَكَذِبُونَ ۝

اگر وہ جلا وطن کئے گئے تو یہ لوگ ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور ان سے لڑائی ہو پڑی تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے

وہی نجات یاب ہونگے یہ دو قسم کے لوگ ہیں ایک تو وہ ہیں جو شیعہ محمدی پر مثل پروانوں کے شمار ہیں۔ یعنی دربار رسالت میں

حاضر رہنے والے مساجیرین اور انصار جن کا ذکر اوپر ہوا اور وہ ایماندار لوگ بھی قابل اور لائق تعریف ہیں جو ان کے بعد آئیں

گے جن کی علامت یہ ہوگی کہ دعائیں کہتے ہوں گے اے ہمارے پروردگار ہم کو اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے

پہلے ایماندار گزرے ہیں یعنی صحابہ کرام اور ان کے بعد والے سب مومن لوگوں کو بخشدے اور ہمارے دلوں میں ان سابقہ اور

موجودہ ایمانداروں کے لئے کسی طرح کا کینہ پیدا نہ کر بلکہ ہمیں ایسا بنا کہ ہم ایک دوسرے سے شکر و شکر ہو جائیں اے ہمارے

پروردگار تو بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے تو ہمارے حال پر اور ان کے حال پر رحم فرما جس طرح ایماندار پچھلے پہلوں کے لئے

دعائے مغفرت کرتے ہیں اسی طرح کافر بھی بحکم الکفر ملتہ واحد ایک دوسرے سے ہمدردی کرتے ہیں کیا تم نے ان

منافقوں کی طرف نہیں دیکھا جو کفر میں اپنے ہم خیال اہل کتاب بھائیوں کو جو ان کی طرح کافر ہیں کہتے ہیں کہ تم دل مضبوط

رہو مسلمان تم کو نکال نہیں سکتے اور اگر بفرض محال تم لوگ نکالے جاؤ گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور تمہارے

حق میں کوئی ناصح مشفق ہم کو سمجھادے گا تو ہم کبھی بھی کسی کی بات نہ سنیں گے نہ اس پر توجہ کریں گے اور اگر مسلمانوں کی

طرف سے تمہارے ساتھ جنگ شروع کی گئی تو ہم ضرور تمہاری مدد کریں گے اللہ بذات خود شہادت دیتا ہے کہ یہ لوگ

جھوٹے ہیں اگر وہ اہل کتاب بوجہ بغاوت یا سرکشی جلا وطن کئے گئے تو یہ لوگ ہرگز ان کے ساتھ نہ نکلیں گے اور اگر ان سے

لڑائی ہو پڑی تو یہ ان کی مدد نہ کریں گے کیونکہ ان کا اصول ہمدردی نہیں بلکہ وہ ہے جو مثل کے طور پر مشہور ہے کہ ہندو ہو یا

مسلمان جس میں رعایت ہو

۱۔ یہ آیت اپنے مضمون میں صاف ہے کہ کسی مومن کو دوسرے مومن سے کینہ عداوت رکھنا تعلیم اور مشائخاندہ اندی کے خلاف ہے بلکہ مومن

کا اصول یہ ہونا چاہیے

آئین ماست سینہ جو آئینہ دانش کفر است در طریقہ ماکینہ دانش

عام لوگوں کے لئے یہ حکم ہے تو خواص صحابہ کرام وغیرہم کے مراتب حقوق تو بہت زیادہ ہیں۔ ان کے حق میں یہ بدگمانی اور بدگوئی کرنا کسی طرح

روائیں۔ رضی اللہ عنہ وارضاهم۔

وَلٰكِنْ نَّصَرُوهُمْ لِيُوَلِّنَ الْاَدْبَارَ ۗ ثُمَّ لَا يُنصُرُوْنَ ۗ لَا تَنْتُمْ اَشَدُّ رَهْبَةً فِي

اور اگر انہوں نے ان کی کچھ مدد کی بھی تو پیٹھ دکھا جائیں گے پھر ان کو مدد نہ پہنچے گی تم مسلمانوں کا خوف ان کے دلوں میں اللہ

صُدُّوْهُمْ مِّنْ اِلٰهِ ۗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَفْقَهُوْنَ ۗ لَا يُقَاتِلُوْكُمْ جَمِيْعًا اِلَّا

کے خوف سے زیادہ ہے یہ ان کا خیال اس لئے ہے کہ یہ لوگ سمجھتے نہیں یہ لوگ تم مسلمانوں سے سامنے ہو کر

فِي قُرَىٰ مُّحَصَّنَاتٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ۗ بَاسُهُمْ بَيْنَهُمْ شَدِيْدٌ ۗ تَخَسَّبُكُمْ جَمِيْعًا

نہ لڑیں گے ہاں قلعہ بند بستیوں میں یا دیواروں کے پیچھے سے لڑیں گے ان کی باہمی جنگ بہت سخت ہے تم ان کو یک جا جانتے ہو

وَ قُلُوْبُهُمْ شَتَّىٰ ۗ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُوْنَ ۗ

حالانکہ دل ان کے جدا جدا ہیں یہ حالت اس لئے ہے کہ یہ لوگ بے عقل ہیں

اس لیے ان کے وعدے اور ہمدردیاں سب خود غرضی پر مبنی ہیں اور اس شعر کی مصداق ہیں

حلف عدو سے قسم مجھ سے کھائی جاتی ہے الگ ہر ایک سے چاہت بتائی جاتی ہے

اور اگر بالفرض انہوں نے ان اہل کتاب یہود و نصاریٰ کی کچھ مدد کی بھی تو خدائی مدد کے سامنے تم کو پیٹھ دکھا کر بھاگ جائینگے پھر

ان کو کسی طرح سے مدد نہ پہنچے گی۔ بات اصل یہ ہے کہ تم مسلمانوں کا خوف ان منافقوں کے دلوں میں اللہ کے خوف کے

زیادہ ہے وہ اپنے زعم باطل میں سمجھتے ہیں کہ خدا کی پکڑ اگر ہوگی تو وہ بعد ہوگی ممکن ہے ٹل جائے مگر ان مسلمانوں کی پکڑ دھکڑ

سے چھوٹا مشکل ہے یہ ان کا خیال ہے اس لئے ہے کہ یہ لوگ حقیقت حال کو سمجھتے نہیں یہ نہیں جانتے کہ خدا کا قبضہ اتنا وسیع

اور مضبوط ہے کہ ہمیں بیٹھے بیٹھے ہلاک کر دے اور مسلمانوں کی تو اتنی قدرت نہیں پھر کمزور سے زور آور کی نسبت زیادہ ڈر

کھانا کہاں کی عقلمندی ہے۔ سنو یہ لوگ تم مسلمانوں سے سامنے ہو کر نہ لڑیں گے ہاں قلعہ بند بستیوں میں محفوظ ہو کر یا

دیواروں کے پیچھے سے لڑیں گے پس تم مسلمان مطمئن رہو یہ لوگ فتیاب نہ ہو سکیں گے کیونکہ ان کی باہمی مخالفانہ جنگ اور

فساد بہت سخت ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ کسی سمجھوتے پر جمع ہو سکیں گے تم اپنے مقابلے میں ان کو یک جا جانتے ہو حالانکہ

دل ان کے جدا جدا ہیں ہر ایک جماعت اور پارٹی اپنی ہی خواہ اور دوسری کی بدخواہ۔ یہ انکی منافرت کی حالت اس لئے ہے کہ

یہ لوگ بیوقوف بے عقل ہیں سمجھتے نہیں کہ اغراض عامہ میں صنئی خیال نہیں کرنا چاہیے بلکہ وہاں فوائد عامہ پر نظر ہونی

چاہئے ۛ

۱۔ ہندوستان میں آریہ قوم نے برخلاف دستور ہندوؤں کے شدھی کاروان دیا جس سے مطلب ان کا یہ تھا کہ غیر ہندوؤں کو ہندو بنایا جائے ان

تحریک شدھی سے ہندو مسلمانوں میں ملک کی بد قسمتی سے جو بد مزگی پیدا ہوئی باہمی جنگ و فساد تک نوبت پہنچی۔ اس باہمی جنگ میں ہندوؤں نے

طریق جنگ یہ اختیار کیا کہ مسلمان جب ان پر حملہ آور ہوں تو وہ اپنے مکانات پر سے ان پر انیشیں برساکیں اور آپ دیواروں کی اوٹ میں چھپے رہے

اس آیت سے ان ہندی واقعہ کی طرف بھی اشارہ ہے۔

۲۔ اس آیت کے حکیمانہ مضمون کو دیکھیں اور مسلمانوں کی اندرونی حالت نوعی و صنئی پھر صنئی در صنئی کو دیکھیں تو بے ساختہ منہ سے نکلتا ہے

کہ یہ آیت ہمارے ہی حق میں اتاری ہے خواجہ حالی نے اس حالت کا نقشہ یوں کھنچا ہے

نہ سنی میں اور جمعہری میں ہو ملت نہ نعمانی و شافعی میں ہو الفت

وہابی سے صوفی کی کم ہو نہ نفرت مقلد کرے تا مقلد پہ لعنت

كَمَثَلِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَرِيبًا ذَاقُوا وَبَالَ أَمْرِهِمْ ؕ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝

ان کی حالت ان لوگوں کی سی ہے جو ان سے پہلے قریب ہی ہو گزرے ہیں جنہوں نے اپنے کئے کا پھل چکھا تھا اور آخرت میں ان کے لئے دکھ کی مار بانی ہے

كَمَثَلِ الشَّيْطَانِ إِذْ قَالَ لِلْإِنْسَانِ اكْفُرْ ؕ فَلَمَّا كَفَرَ قَالَ إِنِّي بَرِيءٌ مِّنكَ

ان کی مثال شیطان کی سی ہے جب انسان کو کہتا ہے کفر اختیار کر پھر جب وہ اختیار کرتا ہے تو کہتا ہے تحقیق میں تجھ سے بیزار ہوں

لِيَنِّي أَخَافُ اللَّهَ رَبَّ الْعَالَمِينَ ۝ فَكَانَ عَاقِبَتَهُمَا أَنَّهُمَا فِي النَّارِ خَالِدِينَ

میں اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں پس انجام ان دونوں کا یہ ہوتا ہے کہ وہ دونوں جہنم میں جاتے ہیں جس میں وہ ہمیشہ

فِيهَا ۚ وَذَلِكَ جَزَاءُ الظَّالِمِينَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ

رہیں گے اور یہی بدلہ ظالموں کا ہے اے مسلمانو! اللہ سے ڈرتے رہو اور ہر شخص سوچا کرے کہ کل کے لئے اس نے آگے کیا بھیجا ہے اور یقین رکھو کہ اللہ تمہارے کاموں

ان موجودہ مشرکین مخالفین کی حالت بالکل ان لوگوں کی سی ہے جو ان سے پہلے قریب ہی گزرے ہیں جنہوں نے اپنے کئے کا

پھل دنیا ہی میں چکھا تھا اور ابھی آخرت میں ان کے لئے دکھ کی مار بانی ہے۔ ان مخالفوں میں دو قسم کے لوگ ہیں ایک تابع ہیں

دوسرے متبوع یعنی رئیس لوگ یہ رئیس لوگ ان اتباع کو جدھر چاہتے ہیں لگاتے ہیں۔ ان کی مثال شیطان کی سی ہے جب

انسان کو کہتا ہے کفر اختیار کر پھر جب وہ اس کے کہنے کے مطابق کفر اختیار کرتا ہے اور شیطان جان جاتا ہے کہ اب یہ اچھی

طرح پھنسا تو کھلے اور صاف لفظوں میں کہتا ہے تحقیق میں تجھ سے اور تیرے اس فعل سے بالکل بیزار ہوں میں اللہ رب

العالمین سے ڈرتا ہوں پس انجام ان دونوں کا یہ ہوتا ہے کہ دونوں میں جہنم میں جانے کے لائق ہو جاتے ہیں جس میں وہ ہمیشہ

رہیں گے اور یہی بدلہ ظالموں کا ہے ٹھیک اسی طرح یہ عوام کو بہکانے والے رئیس اپنے ماتحت لوگوں کو بہکاتے ہیں بلکہ غریب

مسلمانوں کو بھی یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ذمہ دار ہیں ہم تمہارے گناہ اٹھائیں گے مگر جب انجام کار عذاب کا وقت آئے گا

تو نہ تابع چھوٹیں گے اور نہ متبوع۔ اے مسلمانو تم ان شیطانوں اور ان کے اتباع کی باتوں میں مت آؤ بلکہ اپنے کام میں لگے

رہو اور تمہارا اصلی کام یہ ہے کہ اللہ سے ڈرتے رہو کوئی کام اس کی مرضی کے برخلاف نہ کیا کرو۔ ہر آن اس کی رضا جوئی کا

خیال رکھا کرو اور تم میں کا ہر شخص سوچا کرے

رہے اہل قبلہ میں جنگ ایسی باہم کہ دین خدا پر فیے سارا عالم

کسی ایک غرض عام کے لئے ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے ابتداء میں اگر ہوتے ہیں تو انہما میں بگڑ جاتے ہیں کچھ شک نہیں کہ یہ اطوار انہی لوگوں میں

ہوتے ہیں جو قومی اغراض عامہ سے ناواقف ہوتے ہیں اس لئے ان کے حق میں یہ الہی فیصلہ بالکل حق اور سجا ہے ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَا يَعْقِلُونَ

۱۔ بدصحتوں میں بیٹھنے والے شہادت دے سکتے ہیں کہ یہ آواز ان کو سنائی دیتی ہے۔

۲۔ قرآن مجید میں ان کا قول یوں ذکر ہے قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا اتَّبِعُوا سَبِيلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطَايَاكُمْ وَمَا هُمْ بِحَامِلِينَ مِنْ خَطَايَا

هُمْ مِنْ شَيْءٍ إِنَّهُمْ كَذِبُونَ (عنکبوت ع ۱۶) یعنی کافروں کے رئیس غریب مسلمانوں کو کہتے ہیں تم ہمارا اتباع کرو۔ اگر خدا نے اس بارے میں

تم سے پوچھا تو ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے۔ حالانکہ یہ ان کے گناہوں سے ذرہ بھر نہیں اٹھائیں گے بیشک یہ لوگ جھوٹے ہیں اس آیت کی طرف ہم

نے اشارہ کیا ہے۔

مَا قَدَّمَتْ لِعَدِيٍّ وَأَتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴿۵۰﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ

ہے خیردار ہے اور ان لوگوں کی طرح نہ بنو! جو اللہ کو بھول

نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ أَنفُسَهُمْ أُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿۵۱﴾ لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ

بیٹھے خدا نے انکے نفس ان کو بھلائے یہی لوگ بدکار ہیں جنہی اور جتنی برابر

النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَمْ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَٰرِقُونَ ﴿۵۲﴾ لَوْ كُنَّا

نہیں ہیں جتنی لوگ ہی کامیاب ہیں اگر ہم اس قرآن کو

هٰذَا الْقُرْآنَ عَلَا جَبَلٍ لَّرَأَيْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللَّهِ وَتِلْكَ

پہاڑ پر اتارتے تو تم اسے دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے ڈر جاتا پھٹ جاتا یہ

الْأَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ﴿۵۳﴾ هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۗ

تمثیلات ہیں جو ہم لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ وہ فکر کریں وہی اللہ ہے جس کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں

عِلْمُ الْغَيْبِ وَ الشَّهَادَةِ ۗ هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ﴿۵۴﴾

حاضر غائب کو جاننے والا ہے وہی بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے

کہ کل کے روز یعنی بعد الموت کیلئے اس نے آگے کیلئے کیا بھیجا ہے اور ہر آن اللہ سے ڈرتے رہو یقین رکھو کہ اللہ تمہارے

کاموں سے خبردار ہے۔ اسی کسی کے بتانے جتانے کی حاجت نہیں۔ یہ تمہاری زندگی کا اصلی کام ہے۔ یہی کرو اور ان لوگوں

کی طرح نہ بنو جو اللہ کو بھول بیٹھے یعنی خدا سے ایسے مستغنی ہو گئے گویا وہ خدا کو جانتے ہی نہیں نتیجہ یہ ہوا کہ خدا نے اپنی توفیق

خاص کا تعلق ان سے ہٹا کر ان کے نفس ان کو بھلا دیئے وہ اپنی فکر نہیں کرتے ایسے لوگوں کی پہچان یہ ہے کہ وہ کھلے بندوں

بلا خوف اور بلا روک ٹوک بدکاریاں کرتے ہیں اس لئے ایسے لوگوں پر خدائی حکم لگ چکا ہے کہ یہی لوگ بدکار ہیں۔ یہی

اصحاب النار یعنی جنہی ہیں اور جن لوگوں کو بوجہ ایمان اور اسلام کے یہ لوگ ذلیل اور حقیر جانتے ہیں حالانکہ وہ پرہیزگار

تقویٰ شعار ہیں وہ اصحاب الجنۃ یعنی نجات یافتہ جتنی ہیں۔ پس سنو جنہی اور جنتی اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہیں برابر کیسے

ہو سکتے ہیں جبکہ قانون یہ ہے کہ جنتی لوگ ہی بڑے کامیاب بڑی عزت سے پاس ہیں۔ ایسے لوگوں میں داخل ہونے کا

طریق صرف یہ ہے کہ ہمارے اتارے ہوئے قرآن پر عمل کریں جس کی صفت موثرہ یہ ہے کہ اگر ہم اس قرآن کلام اللہ کو

پہاڑ پر اتارتے تو تم اسے دیکھتے کہ وہ اللہ کے خوف سے ڈر جاتا پھٹ جاتا کیونکہ وہ جانتا کہ ایسے کلام پر عمل کرنا میرے ذمہ

ڈالا گیا جس کا بھیجے والا ایسی قدرت والا ہے کہ اس کے پکڑے ہوئے کو کوئی چھڑا نہیں سکتا۔ خدا جانے مجھ سے کوئی غلطی

ہو گئی تو میری کیا حالت ہوگی۔ حقیقت میں یہ پہاڑوں کا ذکر تمثیلات ہیں جو ہم (خدا) لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں تاکہ

وہ فکر کریں۔ ورنہ پہاڑ پر قرآن یا کلام اللہ اترنے کا کوئی مطلب نہیں کیونکہ وہ مکلف نہیں لہذا یہ فرضی مثال بغرض تفہیم

ہے۔ سنو جی اس قرآن کی اصل تعلیم یہ ہے کہ بندوں کو خدا کی معرفت کرائے۔ چنانچہ اس کی معرفت کا پہلا سبق یہ ہے کہ

وہ خدا جس کی طرف تم کو بلایا جاتا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا دوسرا کوئی معبود نہیں وہ حاضر غائب سب کا جاننے والا ہے

وہی سب سے بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے۔

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۚ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ

وہی اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ دنیا کا بادشاہ ہے پاک ہے سلامتی والا ہے امن دینے والا ہے

الْمُهَيَّمُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ۝ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝

سب کا نگہبانی کرنے والا وہی سب پر غالب سنوارنے والا بہت بڑائی والا جن جن باتوں میں لوگ شرک کرتے ہیں خدا ان سے

هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى ۝ يُسَبِّحُ

پاک ہے وہی اللہ بنانے والا پیدا کرنے والا سب کی تصویریں بنانے والا ہے نیک نام اسی کے لئے ہیں آسمان و زمین کی چیزیں

لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ

اس کی پائی بیان کرتی ہیں اور سب پر غالب بڑی حکمت

الْحَكِيمُ ۝

والا ہے

اور سنو اس کی معرفت یہ ہے کہ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ دنیا کا حقیقی بادشاہ ہے۔ بادشاہوں کے ہر ایک عیب ظلم غفلت وغیرہ سے پاک ہے دنیا کے بادشاہوں کی طرح چند روزہ نہیں بلکہ اسکی ذات اور اس کا نام سلامتی والا ہے دنیا کو امن اور سلامتی دینے والا وہی ہے۔ سب کا فنا ہونے سے نگہبانی کرنے والا وہی سب پر غالب بگڑی کو سنوارنے والا بہت بڑائی والا جن جن باتوں میں لوگ شرک کرتے ہیں خدا ان سے بالکل پاک ہے انکی شرک آمیز باتوں کا اثر اس تک نہیں پہنچتا اور نہ پہنچ سکتا ہے اور سننا چاہو تو سنو وہی اللہ تمہارا معبود ہے جو سب مادی چیزوں کا بنانے والا اور مادہ بغیر مادہ کا پیدا کرنے والا سب کی تصویر بنانے والا ہے۔ تم دیکھتے ہو دنیا میں کوئی چیز بغیر تصویر کے نہیں۔ یہ سب مختلف صورتیں اسی خدا کی بنائی ہوئی ہیں مختصر یہ ہے کہ سب نیک نام جن سے صفات کمال کا ثبوت ہو اسی واحد لا شریک کے لئے ہیں اس لئے آسمان و زمین کی کل چیزیں اسی کے نام کی پائی بیان کرتی ہیں اور وہ سب پر غالب بڑی حکمت والا ہے۔ یہ تو ہے اس کی معرفت کا قرآنی سبق۔ عاجزانہ طریق خدا کی معرفت کا یہ ہے

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا

بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

۱۔ یہاں دو لفظ آئے ہیں خالق اور باری اس لئے دونوں کا اثر جدا جدا بتانے کو یہ ترجمہ کیا گیا ہے کہ خالق کا فعل مادیات سے تعلق رکھتا ہے اور باری کا تعلق مادی اور مادہ کو بھی شامل ہے کیونکہ اسلام کا عقیدہ ہے کہ خدا سب چیزوں کا مادیات ہوں یا مادہ سب کا خالق ہے چنانچہ قرآن مجید کا ارشاد ہے اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ اللَّهُ ہی سب چیزوں کا خالق ہے وہ اکیلا سب پر غالب ہے حدیث شریف میں آیا ہے كَانَ اللَّهُ وَكَلَّمَ يَكُنْ مَعَهُ شَيْءٌ (بخاری) ایک وقت خدا تھا اس کے ساتھ کوئی چیز نہ تھی۔ چنانچہ ایک شاعر نے اسلامی اور غیر اسلامی عقیدے کا اظہار ایک شعر میں یوں کیا ہے

کسی موجود سے ایجاد کرنا نام رکھتا ہے مگر لوح عدم پر نقش کرنا کام رکھتا ہے
پہلا مصرعہ غیر اسلامی (ہندوانہ) عقیدہ رکھتا ہے دوسرا مصرعہ اسلامی عقیدہ کا منظر ہے۔ اس مضمون پر ہمارا ایک خاص رسالہ ”اصول آریہ“

قابل دید ہے۔

سورت ممتحنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے جو بڑا رحم کرنے والا بڑا مہربان ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوْكُمْ اَوْلِيَاءَ ثَلُفُوْنَ اِلَيْهِمْ

اے مسلمانو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو مخلص دوست نہ بنانا تم ان کی طرف محبت کے پیغام بھیجتے ہو اور

بِالْمُؤَدَّةِ وَقَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَاءَكُمْ مِنَ الْحَقِّ ۗ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ

وہ اس حقانی تعلیم کے منکر ہیں جو تمہارے پاس آئی ہے وہ لوگ رسوں کو اور تم کو نکالتے تھے

اَنْ تُوْمِنُوْا بِاللّٰهِ رِيْكُمْ ۗ اِنْ كُنْتُمْ حَرَجْتُمْ جِهَادًا فِىْ سَبِيْلِىْ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِىْ

اس وجہ سے کہ تم اللہ پر جو تم سب کا پروردگار ہے خالص ایمان لائے ہو اگرچہ تم میری راہ میں جہاد کرنے کو اور میری رضا

تَسْرُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمُؤَدَّةِ ۗ وَاِنَّا اَعْلَمُ بِمَا اَخْفَيْتُمْ وَمَا اَعْلَنْتُمْ ۗ وَمَنْ يَفْعَلْهُ

مائل کرنے کو نکلے ہو تم ان کی طرف محبت اور پیار کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم لوگ چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو اور تم میں سے جو کوئی بھی یہ کام

مِنْكُمْ فَقَدْ صَلَتْ سُوْءَ السَّبِيْلِ ۗ اِنْ يَتَّقُوْكُمْ يَكُوْنُوْا لَكُمْ اٰخِذًا ۗ وَيَنْبُسُوْا

کرے گا سمجھو کہ وہ سیدھی راہ سے بہک جائے گا اگر وہ تم پر قابو پاتے ہیں تو تمہارے دشمن ہو جاتے ہیں اور تمہاری طرف ہاتھ

سورت ممتحنہ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے مسلمانو! سنو اور دل سے سنو میرے (اللہ کے) دین کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کا فروں کو مخلص دوست نہ بنانا وہ تمہاری ایذا رسانی میں کمی بیشی نہیں کرتے تم ان کی طرف محبت کے پیغام بھیجتے ہو اور وہ اس حقانی تعلیم کے منکر ہیں جو تمہارے پاس آئی ہے یعنی قرآن مجید کو نہیں مانتے بلکہ اس کی سخت توہین کرتے ہیں وہ لوگ رسول کو اور تم کو مکہ سے تنگ کر کے نکالتے تھے یعنی کوشش کرتے تھے کہ تم نکل جاؤ کس گناہ کے لئے اس وجہ سے کہ تم اللہ پر جو تم سب کا پروردگار ہے خالص ایمان لائے ہو اور ان کا کچھ بگاڑ نہیں، سنو اگر تم میری راہ میں جہاد کرنے کو اور میری رضا حاصل کرنے کو نکلے ہو تو کچھ تم لوگ ان کی طرف محبت اور پیار کے پیغام بھیجتے ہو۔ حالانکہ میں (خدا) خوب جانتا ہوں جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو۔ پھر نتیجہ کیا ہو گا یہی ہو گا کہ کئے کا بدلہ پاؤ گے اور تم میں سے جو کوئی یہ کام کرے گا سمجھو کہ سیدھی راہ سے بہک جائے گا۔ تم ان سے دوستانہ کرتے ہو اور ان کا یہ حال ہے کہ اگر وہ تم پر قابو پاتے ہیں تو تمہارا سر کچلنے کو تمہارے اصلی دشمن ہو جائیں۔ اور تکلیف دینے کو تمہاری طرف

۱ آنحضرت ﷺ کا مشرکین مکہ سے وعدہ مصالحت تھا۔ مکہ والوں نے اس کو توڑ دیا۔ اس پر حضور کاراوارہ ہو آئے ان پر ان کی بے خبری میں حملہ کیا جائے اس مخفی راز کی اطلاع حاطب بن ابی بلتعہ نے مکہ والوں کو بھیج دی۔ آنحضرت ﷺ نے باعلام الہی آدمی بھیج کر اس عورت کو راستے ہی میں پکڑ منگایا۔ حاطب کا خط اس سے نکلا۔ حاطب کا بیان سن کر اس کی سابقہ مخلصانہ کارگزاری کی وجہ سے اس کو معاف فرمایا۔ اس قصے کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں۔ عام مسلمانوں کو سمجھایا کہ ایسا نہ کرنا چاہئے

اَلَيْكُمْ اَيُّدِيَهُمْ وَالسِّنْتَهُمْ بِالسَّوْءِ وَاذْوَا لَوْ تَكْفُرُونَ ۝ لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ

اور زبان دراز کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم اسلام چھوڑ کر کافر ہو جاؤ تمہارے رشتے اور تمہاری اولاد قیامت

وَلَا اَوْلَادُكُمْ ۝ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۝ يَفْصَلُ بَيْنَكُمْ ۝ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيْرٌ ۝

کے روز کچھ کام نہ دیں گے وہی خدا تم میں سچا فیصلہ کرے گا اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا ہے

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسُوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهُۥ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ

ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کی زندگی میں تمہارے لئے نیک مثال موجود ہے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہہ دیا

اِنَّا بَرّٰوْا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ نَكْفُرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَ

تھا کہ ہم تم سے اور خدا کے سوا جن کی تم لوگ عبادت کرتے ہو ان سب سے علیحدہ ہیں ہم تمہارے منکر ہیں اور ہم میں اور تم

بَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحَدّٰكَا

میں ہمیشہ کے لئے عداوت اور بغض پیدا ہو گیا ہے جب تک اللہ اکیلے معبود پر ایمان نہ لاؤ

اپنے ہاتھ اور زبان دراز کریں جس سے مقصد ان کا یہ ہے کہ تم بحیثیت مسلمان ہونے کے مٹ جاؤ اس لئے تم کو کمزور کرتے

ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم اسلام کو جو ان کی نگاہ میں کانٹا سا ٹھکتا ہے چھوڑ کر کافر ہو جاؤ کافر ہونے کی کئی وجہ ہوتی ہیں ایک یہ کہ

مسلمان کے دل میں اسلام کے حق میں شبہات پیدا ہوں اس کا علاج تو یہ ہے کہ کسی سمجھدار سے شبہات دور کرائے۔ دوسری

وجہ یہ ہے کہ کفار رشتہ داروں کا لحاظ کفر کی طرف کھینچے سوا کہ تم اس دوسری وجہ سے اسلام چھوڑ گئے تو یاد رکھو تمہارے رشتے اور

تمہاری اولاد تم کو قیامت کے روز خدا کے ہاں کچھ کام نہ دیں گے وہی خدا تم میں سچا فیصلہ کریگا اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھ رہا

ہے اس سے ایک ذرہ بھی پوشیدہ نہیں تمہارے بزرگ حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کو جو تم سے پہلے گزرے ہیں انکو

دیکھو وہ کیسے صاف دل کی طرف موحد تھے انکی زندگی میں تمہارے لئے بہت عمدہ اور نیک مثال موجود ہے اسکی پیروی کرو۔

خاص کر وہ وقت جب انہوں نے اپنی قوم سے علانیہ کہہ دیا تھا کہ ہم تم سے اور خدا کے سوا جن کی تم لوگ عبادت کرتے ہو ان

سب سے علیحدہ ہیں ہم تمہارے طریقہ اور مذہب کے منکر ہیں اور ہم اور تم میں ہمیشہ کیلئے مذہبی عداوت اور بغض پیدا ہو گیا ہے

کیونکہ تم ہم کو؟ شرک کی طرف بلا تے ہو جو ہمیں ناپسند ہے اور ہم تمکو توحید کی طرف بلا تے ہیں جو تمکو ناپسند ہے لہذا ہم

فریقین میں عداوت تک نوبت پہنچ چکی ہے اس لئے ہم بھی کمال راستی سے اعلان کرتے ہیں کہ ہم فریقین میں یہی حالت رہے

گی جب تک تم اللہ اکیلے معبود پر ایمان نہ لاؤ یعنی یہ عداوت اور رنجش اس وقت ختم ہوگی جب تم مومن ہو جاؤ گے کیونکہ ہماری

تمہاری رنجش کوئی ذاتی نہیں تمہارے شرک و کفر کی وجہ سے عارضی ہے جب وہ اٹھ جائے گی تو رنجش خود بخود دور ہو جائے

گی۔ یہ ہے ابراہیمی سنت پس تم مسلمان دیدار لوگ ان بزرگوں کی روش اختیار کرو اور انکی سنت پر چلو۔ ہاں ابراہیم

لے

ہندوستان میں جب سے اسلام آیا ہے غیر مسلموں کو کانٹا چھینا تھا مگر آج کل یہ کانٹا خصوصیت سے تیز ہو گیا ہے۔ اس لئے اس کے نکلنے کو

ہندو اقوام نے باوجود اپنے اندر شدید اختلاف رکھنے کے کہیں ہندو سنگٹھن بنائی ہے یعنی ہندوؤں کا اجتماع اور کہیں ہندو مہاسبھائی جاتی ہے۔ اس سب

سے بڑھ کر شدھی سبھا ہے۔ جس کا یہ کام ہے کہ جو اس آیت میں کفار مخالفین کو بتایا گیا ہے یعنی مسلمانوں کا کافر بنانا پس مسلمانوں کو ہوشیار ہونا اور

سمجھ رکھنا چاہئے کہ ہندو کا یہ فعل وہی ہے جو کفار عرب زمانہ رسالت میں کرتے تھے۔ پھر جو ان کا انجام ہو وہی ان کا ہو گا۔ انشاء اللہ۔

إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِإَبِيهِ لَأَسْتَغْفِرَ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ ط

ہاں ابراہیم کا اپنے باپ کو یہ کہنا ہے کہ میں تیرے لئے بخشش مانگوں گا اور میں تیرے لئے خود کوئی اختیار نہیں رکھتا

رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنبْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ۝ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِلَّذِينَ

اے ہمارے پروردگار! ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف ہم جھکے ہیں اور تیری ہی طرف ہمارا رجوع ہے تو ہم کو کافروں کے لئے

كَفَرُوا وَاعْفُرْ لَنَا رَبَّنَا ۝ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ

عذاب کا ذریعہ بنا اے ہمارے پروردگار! ہم کو بخش دے بے شک تو ہی بڑا غائب بڑی حکمت والا ہے اے مسلمانو! یہ لوگ تمہارے لئے عمدہ

أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ ط وَمَنْ يَتَوَلَّ فَإِنَّ اللَّهَ

نمونہ ہیں تم میں سے خاص کر ان لوگوں کے لئے جو اللہ سے ملنے کی اور آخرت کی بہتری کی خواہش رکھتے ہیں اور جو کوئی منہ پھیرے گا اللہ

هُوَ الْعَزِيزُ الْحَمِيدُ ۝ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِينَ عَادَيْتُمْ مِنْهُمْ

بے نیاز اور بڑی تعریفیات سے موصوف ہے قریب ہے کہ اللہ تم میں اور تمہارے دشمنوں میں محبت پیدا کر دے گا

کی ساری عمر میں ایک بات ناقابل اتباع بھی ہے۔ وہ بھی سن لو وہ ان کا اپنے مشرک باپ کو یہ کہنا ہے کہ میں تیرے لئے خدا

سے □ مانگوں گا اور میں اے بابا تیرے لئے خود کوئی اختیار نہیں رکھتا۔ باپ چونکہ مشرک تھا اور مشرک کی □ نہیں ہے

اس لئے شریعت الہیہ میں مقرر ہے کہ مومن مشرک کے لئے □ نہ مانگیں اس فقرہ کے سوا ان کی یہ دعا بیشک تمہارے لئے

قابل عمل ہے جو ان سب لوگوں نے مانگی تھی کہ اے ہمارے پروردگار ہم نے تجھ پر بھروسہ کیا اور تیری طرف ہم جھکے ہیں اور

تیری ہی طرف ہمارا رجوع ہے اپنی زندگی میں تو تیرے محتاج ہیں بعد وفات بھی تیری ہی طرف رجوع ہیں۔ اس ہماری یک

جہتی کی وجہ سے ہمارے دشمن ہم پر حملہ کرتے ہیں پس تو ہم کو کافروں کے لئے عذاب کا ذریعہ بنا کہ وہ ہمیں تکلیف پہنچائیں

تو اور تیری گرفت میں آئیں نتیجہ برا بیشک ان کے حق میں ہو گا مگر تکلیف میں تو ہم بھی شریک ہوں گے۔ پس اے ہمارے

پروردگار تو ہمارے حال پر رحم فرما اور ہم کو ہماری خطائیں بخش دے بیشک تو ہی بڑا غائب بڑی حکمت والا ہے اے مسلمانو یہ

ابراہیمی لوگ تمہارے لئے عمدہ نمونہ ہے۔ ہیں تم میں سے خاص کر ان لوگوں کے لئے جو اللہ سے ملنے کی اور آخرت کی بہتری

کی خواہش رکھتے ہیں۔ یہ جماعت بہت اچھا نمونہ ہے۔ پھر جو کوئی ان کی روش سے منہ پھیرے گا کسی کا کچھ نہیں بگاڑ دیا کیونکہ

اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور افعال میں بے نیاز اور بڑی تعریفیات سے موصوف ہے سنو تمہیں اپنے مخالفوں کی پرواہ نہ کرنی چاہیے۔

قریب ہے کہ اللہ تم میں اور تمہارے بعض سخت دشمنوں میں

۱۔ آیت قرآنی مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ (توبہ)

یعنی نبی اور مومنوں کو مشرک کے حق میں بخشش نہ مانگنی چاہے قریبی ہوں بعد اس سے کہ ان کو معلوم ہو جائے کہ وہ جنسی ہیں اس آیت کی طرف

ہم نے اشارہ کیا ہے کیونکہ اس میں انبیاء اور ایمانداروں کا مشرکین کے حق میں بخشش مانگنا ناجائز قرار دے دیا ہے ممکن ہے حضرت ابراہیم علیہ

السلام کو بھی یہ اطلاع نہ ملی ہو۔ جیسے آنحضرت ﷺ نے منافق کا جنازہ پڑھا۔ پڑھنے کے بعد وحی پہنچی اور فرمایا لَا تُصَلِّ عَلَيَّ أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ

أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَيَّ قَبْرِهِ حضرت ابراہیم کو اطلاع ملی اور باپ کا خاتمہ بھی مشرک پر معلوم ہوا تو تیز ہو گئے چنانچہ دوسرے مقام پر فرمایا فَلَمَّا تَبَيَّنَ

لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَيَّرَ یعنی جب ابراہیم علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ ان کا باپ اللہ کے دین کا دشمن ہے یعنی مشرک پر مہر ہے یا مشرک پر سر گیا ہے تو وہ

اس سے بیزار ہو گیا۔

مُؤَدَّاتٍ مَّا لِلَّهِ قَدِيرٌ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ لَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوكُمْ

اور اللہ بڑی قدرت والا خشبار مہربان ہے خدا تم کو ان لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے سے منع نہیں

فِي الدِّينِ وَلَمْ يُخْرِجُوكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ أَنْ تَبَرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ

کرتا جو دین کی وجہ سے تم سے نہیں لڑے اور نہ انہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ایسے لوگوں سے

يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ إِنَّمَا يَنْهَكُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ قَاتَلُوكُمْ فِي الدِّينِ وَ

حسن سلوک کرنے سے نہیں روکتا۔ ان کے حق میں تم کو انصاف کرنے سے منع کرتا ہے اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے جو

أَخْرَجُوكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظَهَرُوا عَلَيْكُمْ ۚ وَمَنْ يَتَّوَلَّهُمْ

لوگ تم سے دین کی وجہ سے لڑے اور تم کو تمہارے وطنوں سے نکالا اور انہوں نے تمہارے ملک بدر کرنے پر تمہارے دشمنوں کی مدد کی پس ایسے لوگوں کو

فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا جَاءَكُمُ الْمُؤْمِنَاتُ مُهَجَّرَاتٍ

دلی دوست بنانے سے خدا تم کو منع کرتا ہے جو لوگ ان سے دوستی لگائیں گے وہی ظالم لوگ ہوں گے پس اے مسلمانو! تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ مومن عورتیں مہاجرین کو

محبت پیدا کر دینا یعنی ان کو اسلام سے بہرہ ور کر دینا تو وہ خود بخود تم سے محبت کریں گے اور یقین رکھو کہ اللہ بڑی قدرت والا بڑا

خشبار مہربان ہے۔ یہ مت سمجھو کہ اللہ تعالیٰ کو کافروں کی شخصیت سے کوئی رنج یا عداوت ہے۔ نہ یہ سمجھو کہ تم کو ہر حال میں

کافروں کے ساتھ لڑنے بھڑنے کا حکم ہے ہرگز نہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ خدا تم کو ان کافر لوگوں کے ساتھ نیک سلوک

کرنے سے منع نہیں کرتا جو دین کی وجہ سے تم سے نہیں لڑے اور نہ انہوں نے ازراہ جبر و ستم تم کو تمہارے گھروں سے نکالا

ایسے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے نہیں روکتا۔ بیشک ان سے سلوک کے ساتھ پیش آؤ اور احسان کیا کرو نہ ان کے

حق میں انصاف کرنے سے تم کو منع کرتا ہے۔ یہ لوگ چاہے تمہارے دین سے منکر اور کافر ہوں پڑے ہوں۔ کفر اور اسلام کا

معاملہ خدا کے ساتھ ہر ایک ذاتی معاملہ ہے تم کو اس میں دخل کیا تم ایسے لوگوں کے ساتھ انصاف سے پیش آیا کرو۔ اور دل

میں جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں یعنی ہر بات میں منصفانہ برتاؤ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ پس تم اس بات

کے خیال سے کہ کوئی شخص اسلام کو یا خدا کو نہیں مانتا اس سے بے انصافی کرنے کا خیال بھی نہ کرنا نہ اس کی حق تلفی کرنا اور نہ

جس طرح وہ خدا کی مرضی کے خلاف ہے تم بھی مخالف ہو گے۔ ہاں ایسے لوگ بھی ہیں جن سے دوستانہ تعلقات رکھنے سے تم

کو منع کیا جاتا ہے۔ پس سوچو لوگ تم سے دین کی وجہ سے لڑے اور لڑتے ہیں اور جنہوں نے تم کو تمہارے وطنوں مکہ وغیرہ

سے نکالا اور انہوں نے تمہارے ملک بدر کرنے پر تمہارے دشمنوں کی مدد کی۔ پس ایسے لوگوں کو دلی دوست بنانے اور قلبی

محبت کرنے سے خدا تم کو منع کرتا ہے نہ اس لئے کہ خدا کو یا تم کو بخل ہے۔ نہیں بلکہ اس لئے کہ یہ لوگ چونکہ دل میں

تمہارے دشمن ہیں دوستی کے پردے میں تمہیں نقصان نہ پہنچائیں کیا تم نے سنا نہیں

دشمنان کسن دوستان نوکردن

بدست دیو بود عقل را گرد کردن

اس لئے جو لوگ ان سے دوستی لگائیں گے خدا کے نزدیک وہی لوگ ظالم ہو گئے کیونکہ وہ قومی حقوق کو پامال کرنے والے ہوں

گے پس تم مسلمانو ایسے لوگوں سے ایسا برتاؤ نہ کرو بلکہ بطور احتیاط کلمہ گو لوگوں کا بھی امتحان کر لیا کرو اس لئے تم کو حکم دیا جاتا

ہے کہ مومن عورتیں مہاجرین کو تمہارے پاس آئیں تو

فَأَمْتَحِنُوهُنَّ ۗ اللَّهُ أَعْلَمُ بِإِيمَانِهِنَّ ۗ فَإِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلَا

تمہارے پاس آئیں تو ان کا امتحان لیا کرو اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے پھر اگر تم ان کو مومن پاؤ تو ان کو کافروں کی

تَرْجِعُوهُنَّ إِلَى الْكُفَّارِ ۚ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّونَ لَهُنَّ ۗ

طرف واپس نہ کرو نہ وہ عورتیں ان کے لئے حلال ہیں نہ وہ ان کے لئے اور

وَأَتُوهُنَّ مِمَّا أَنْفَقُوا ۗ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أَجُورَهُنَّ ۗ

جتنا مال انہوں نے خرچ کیا ہے تم ان کو دے دیا کرو اور تم کو ان کے حق مردے کر ان سے نکاح کرنے میں کوئی گناہ نہیں

وَلَا تُمْسِكُوا بِعِصَمِ الْكُفَّارِ ۚ وَسَأَلُوا مِمَّا أَنْفَقْتُمْ وَلَيْسَ لَكُمْ مِمَّا أَنْفَقُوا ۗ

اور کافر عورتوں کو عقد نکاح میں مت رکھو جو تم نے خرچ کیا ہے طلب کر لو اور جو ان کفار نے خرچ کیا تھا وہ

ذَلِكُمْ حُكْمُ اللَّهِ ۗ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَإِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ

طلب کریں یہ اللہ کا حکم ہے جو تم میں جاری کرتا ہے اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے اور اگر تمہاری کوئی عورت

مِنْ أَزْوَاجِكُمْ

کفار کی طرف

ان کا بھی امتحان لیا کرو کہ وہ دل سے مخلصات ہیں یا دھوکہ دینے کو آئی ہیں گو یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے مگر اللہ کے جاننے سے تم کو کیا فائدہ؟ تم اپنے علم کے ذمہ دار ہو پس اگر تم عورتوں کو بعد امتحان کر لینے کے مومن پاؤ یعنی یہ جان لو کہ واقعی یہ عورتیں عقیدہ اسلام پر ہجرت کر کے آئی ہیں کسی دشمن کی فرستادہ نہیں تو ان کو کافروں کی طرف واپس نہ کرو کیونکہ خدا کے نزدیک نہ وہ مومن عورتیں ان کفار کیلئے حلال ہیں نہ وہ کفار ان عورتوں کیلئے پھر جو تم انکو واپس بھیجو گے تو اس ناجائز ملاپ کا گناہ تم پر ہوگا۔ ہاں یہ انصاف کی بات ہے کہ اگر وہ کفار جن کی عورتیں مسلمان ہو کر ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تمہارے ساتھ مصالح ہیں یعنی ان کو کسی قسم کی تمہارے ساتھ جنگی آویزش نہیں تو جتنا مال انہوں نے خرچ کیا ہے تم ان کو دے دیا کرو اگر کوئی مسلمانوں مردان عورتوں سے نکاح کا خواہاں ہو تو وہ جیب خاص سے دے اگر کوئی خواہاں نہیں ہے تو سرکاری خزانہ سے دیا جائے بہر حال ان مصالحن کفار کا حق تلف نہ ہو اور تم کو ان عورتوں کے حق مردے کر ان سے نکاح کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ اور اگر تمہاری عورتیں بوجہ بت پرستی کے کافر ہوں اور تبلیغ کرنے سے بھی مسلمان نہ ہوں تو ایسی کافر عورتوں کو عقد نکاح میں مت رکھو بلکہ طلاق دیکر چھوڑ دو ایسی عورتوں پر بوقت نکاح از قسم مرز یور یا چات وغیرہ جو تم نے خرچ کیا ہے ان کے دیوں سے یا خود ان سے واپس طلب کر لو اور جو ان کفار نے اپنی منکوحات پر خرچ کیا تھا جو مسلمان ہو کر تمہارے پاس آئی ہیں وہ طلب کر لیں پس یہ انصاف ہے اور یہ اللہ کا حکم ہے جو تم میں جاری کرتا ہے اور اللہ بڑے علم والا بڑی حکمت والا ہے اور اگر کفار حربی ہیں اور تمہاری یعنی مسلمانوں کی کوئی عورت ان حربی کفار کی طرف بھاگ کر چلی جائے وہ کفار تو اس بیوی کا بدلہ دیں گے نہیں کیونکہ وہ حربی ہیں اور ان سے کچھ طلب کرنا بے فائدہ ہے۔

۱۔ یہودی عیسائی عورتوں کے ساتھ شادی کرنی جائز ہے لہذا وہ اس حکم میں داخل نہیں والمحصنات من الذین اتوا الكتاب الایة

۲۔ جس قوم سے مسلمان بادشاہ کی جنگ ہو وہ حربی ہیں۔

لِ الْكُفَّارِ فَعَاقِبْتُمْ فَاتُوا الَّذِينَ ذَهَبَتْ أَرْوَاجُهُمْ مِثْلَ مَا أَنْفَقُوا ۗ وَاتَّقُوا

چلی جائے پھر اگر کبھی تمہارا پالا پڑ جائے تو ان لوگوں کو ان کے خرچ کے ہوئے مال جتنا عوض دیا کرو جن کی بیویاں

اللَّهِ الَّذِي أَنْتُمْ بِهِ مُؤْمِنُونَ ۝ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ يُبَايِعْنَكَ

گئی ہیں اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہو اے نبی جب تمہارے پاس ایماندار عورتیں اس نیت سے آئیں

عَلَىٰ أَنْ لَا يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ أَوْلَادَهُنَّ

کہ وہ اس شرط پر بیعت کریں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کریں گی نہ چوری کریں گی نہ بدکاری کریں گی نہ اپنی اولاد کو

وَلَا يَأْتِينَ بِهَتَّانٍ يَفْتَرِيهِنَّ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْصِيَنَّ فِي

قل کریں گی نہ اپنے پاس سے گھڑ کر دوسرے پر بہتان لگائیں گی اور نہ دینی کام میں تمہاری نافرمانی کریں گی

مَعْرُوفٍ فَبَايِعْهُنَّ وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

پھر تم بیعت قبول کر لیا کرو اور ان کے لئے خدا سے بخشش مانگا کرو بے شک خدا بڑا بخشنے والا مہربان ہے اے مسلمانو! اس

أَمْنًا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَسُؤُوا مِنَ الْآخِرَةِ كَمَا يَبِئْسَ

قوم سے کبھی دوستی نہ لگانا جن پر اللہ نے غضب نازل کیا اور وہ آخرت سے ایسے ناامید ہیں جیسے کافر

الْكُفَّارِ مَنْ أَصْحَابِ الْقُبُورِ ۝

لوگ اہل قبور سے

پھر اگر کبھی تمہارا پالا پڑ جائے یعنی ان حربیوں پر تم کو پوری فتح ہو یا ان میں سے کوئی عورت تمہاری طرف واپس آجائے تو ان

مسلمانوں کو ان کے خرچ کئے ہوئے مال جتنا عوض دیا کرو جن کی بیویاں کفار کی طرف چلی گئی ہیں اگر وہ آئی ہوئی عورتیں نکاح

کریں تو ناکح سے لے کر ان مسلمانوں کو ان کی بیویوں کا عوض دیا کرو اور اگر نکاح نہ کریں تو خزانہ سرکاری سے دلو او بہر حال ان کا

خرچ پورا کیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو جس پر تم ایمان رکھتے ہو۔ اے نبی یہ حکم مسلمانوں کو تم سنا چکے ہو اب اپنے لئے سنو

جب تمہارے پاس ایماندار عورتیں اس نیت سے آئیں کہ وہ اس شرط پر بیعت کریں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ

کریں گی اور نہ چوری کریں گی نہ زنا کاری کریں گی نہ مثل جاہل عربوں کے اپنی زنانہ اولاد کو قتل کریں گی نہ اپنے پاس سے گھڑ کر

دوسرے پر بہتان لگائیں گی اور نہ دینی کام میں تمہاری نافرمانی کریں گی پھر تم اے نبی ان شرطوں کے بعد ان عورتوں کی بیعت

قبول کر لیا کرو اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگا کرو خدا ان کو اس بیعت و اقرار پر مستقل رکھے بیشک خدا بڑا بخشنے والا

مہربان ہے۔ اے مسلمانو! سورت ہذا کے شروع مضمون پر متوجہ ہو کر سنو کہ اس نالائق قوم کے لوگوں سے کبھی دوستی نہ لگانا

جن پر اللہ نے غضب نازل کیا ہے وہ آخرت سے ایسے ناامید ہیں جیسے کافر لوگ اہل قبور کی زندگی سے ناامید ہیں کیونکہ ان کا

قول ہے ان ہی الا حیاتنا الدنیا وما نحن بمبعوثین یعنی سب کچھ یہی دنیا ہے آخرت کے لیے ہم زندہ نہ ہوں گے۔ پس

تم اس سورہ کے شروع اور آخر کو پڑھ کر ایسے مخالفوں سے دوستی نہ لگانا اور ان کو اپنا مخلص نہ سمجھنا تمہارا ولی صرف اللہ ہے اور

بس

سورۃ صف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع ہے جو بڑا مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۝ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ ۱ ۙ يَاۤاَيُّهَا

آسمان اور زمین کی ساری مخلوقات اللہ کے نام کی تسبیح پڑھتی ہیں اور وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے اے مسلمانو!

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَمْ یَقُوْلُوْا مَا لَا یَفْعَلُوْنَ ۝ ۲ ۙ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا

کیوں ایسی بات کہتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے یہ بات کہ تم لوگ جو کہو اس پر عمل نہ کرو خدا کے نزدیک

مَا لَا یَفْعَلُوْنَ ۝ ۳ ۙ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهِ صَفًا کَاَتَتْهُم

بڑے غضب کی بات ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں صفیں باندھ کر لڑتے ہیں گویا وہ

بُنِیَّانٍ مَّرْصُوْصٍ ۝ ۴ ۙ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یَقُوْمِہٖ لِمَ تُوذُوْنِیْ وَاَنْتُمْ

چونے کچ دیوار ہیں اور جب موسیٰ نے اپنی قوم کو کہا تھا کیوں مجھے تکلیف دیتے ہو حالانکہ تم

سورۃ صف

آسمان اور زمین کی ساری مخلوقات اللہ کے نام کی تسبیح پڑھتی ہیں اور وہ بڑا غالب بڑی حکمت والا ہے اس کا ہر حکم حکمت والا ہے اس کی ذات باکمال اپنے اندر غلبہ تامہ رکھتی ہے پس اس کے باحکمت احکام سنو اور دل لگا کر ان پر عمل کرو ایسا نہ ہو کہ تمہارا دعویٰ ایمان سن کر اور اعمال میں غفلت دیکھ کر کوئی کہنے والا تم کو کہے۔ اے ماننے والو! اے مسلمانو! کیوں ایسی بات کہتے ہو یعنی کیوں ایمان کا دعویٰ کرتے ہو جس پر عمل نہیں کرتے ایمان ہے تو اسلام بھی حاصل کرو خدا کے احکام کی تابعداری کرو۔ یہ بات کہ تم لوگ جو کہو اس پر عمل نہ کرو یعنی دعویٰ ایمان کے مطابق اسلام کا ثبوت نہ دو۔ خدا کے نزدیک بڑے غضب کی بات ہے۔ پس یہ اصولی بات یاد رکھ کر سنو ایمان کا دعویٰ رکھتے ہو تو جہاد کیلئے مستعد ہو جاؤ کیونکہ جہاد میں دو فائدے ہیں ایک ایمانی امتحان دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں صفیں باندھ کر لڑتے ہیں جہاد میں لڑتے ہیں ایسے ڈٹ کر گویا وہ چونے کچ کی دیوار ہیں کیا مجال کہ دشمن کا رعب یا ضرب انکو ہلایا پھلا سکے کیونکہ انکا قول ہے

سب نکل جائیں گی او قاتل ہماری حسرتیں جبکہ سر اپنا تیرے زیر قدم دے دیں گے

یہ حکم کوئی تم ہی سے مخصوص نہیں بلکہ تم سے پہلی امتوں کو بھی یہ حکم ہو تا رہا جسے انہوں نے عمل کر کے ثمرہ پایا اور جنہوں نے عمل نہ کیا نقصان اٹھایا کیا تمہیں معلوم نہیں جب حضرت موسیٰ نے اپنی قوم بنی اسرائیل کی مخالفت پر تکلیف اور ایذا اٹھائی تو انکو کہا تھا اے میرے قومی بھائیو کیوں مخالفت کر کے مجھے تکلیف دیتے ہو!

شان نزول

مسلمان جہاد کی خواہش کرتے تھے۔ بعض کمزور دل جی چرانے لگتے۔ ان کی تقویت قلب کے لئے یہ صورت نازل ہوئی۔

۱۔ نبی اسرائیل بڑے گستاخ اور بے ادب تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت کرتے اور بیہودہ الزام لگاتے یہاں تک کہ جسمانی عیوب کی بھی آپ کی طرف نسبت کرتے۔ ان کی طرف اشارہ ہے۔

قَدْ تَعْلَمُونَ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ ۖ فَلَمَّا زَاغُوا أَزَاغَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا

جاتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں پھر جب ٹیڑھے ہوتے گئے تو خدا نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا

يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝ وَإِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ

اور اللہ بدکار لوگوں کو توفیق ہدایت نہیں دیا کرتا اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا کہ اے اسرائیل کے بیٹو! میں تمہاری

إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ

طرف اللہ کا رسول ہوں میں اپنے سے پہلے کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک رسول کی خوشخبری سناتا

يَأْتِي مِنْ بَعْدِي ۚ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْغَاثِبِينَ ۝ فَلَمَّا جَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هَذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝

ہوں جو میرے بعد آئے گا اس کا نام بڑی تعریف والا ہو گا پھر جب وہ ان بنی اسرائیل کے پاس آگیا تو بولے یہ صریح جادو ہے

حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں رسالت کی تصدیق کے بعد تعمیل فرمانی چاہیے نہ کہ عصیان پھر جب وہ ٹیڑھے ہی

ہوتے چلے گئے اور کسی طرح اطاعت پر نہ آئے تو خدا نے ان نافرمانوں کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا بس وہ ہدایت سے دور جا

پڑے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قانون ہے کہ وہ بدکار لوگوں کو جو بدکاری پر مصر رہیں توفیق ہدایت نہیں دیا کرتا۔ اسی طرح دیگر

انبیاء علیہم السلام کی تعلیم اور تعمیل کرنے والوں کے واقعات ہیں کیا تمہیں معلوم نہیں جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ

السلام نے بنی اسرائیل کی نافرمانی دیکھ کر کہا تھا۔ اے اسرائیل کے بیٹو! میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں میں اپنے

سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہوں یعنی اعتراف کرتا ہوں کہ تورات میں خدائی احکام ہیں اور ایک بڑی شان والے

رسول کی خوشخبری سناتا ہوں جو میرے بعد آئیگا اس کا نام بڑی تعریف والا ہو گا پھر جب وہ رسول ان بنی اسرائیل کے پاس

بصورت محمد (علیہ السلام) آگیا تو بولے یہ یعنی اس کی تعلیم صریح جادو ہے۔ حالانکہ جھوٹا دعویٰ کرنا خاص کر ایسا دعویٰ جو

مضمون وحی یا الہام ہو بڑا ظلم ہے۔

۱۔ اس آیت میں احمد کے لفظ پر بڑی بحث ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس پیش گوئی سے آنحضرت ﷺ مراد ہیں مگر آپ کا اسم گرامی

محمد (ﷺ) ہے اور آیت زر زرء میں اسمہ احمد ہے بس اسی امر کی تحقیق کرنی یہاں مقصود ہے۔ ہماری رائے میں اس بحث کا مدار لفظ "احمد" کی

تحقیق پر ہے۔ یہ لفظ اسم تفہیل ہے اسم فاعل کے لئے آتا ہے اسم مفعول کے لئے بھی آتا ہے۔ اسم فاعل کی حالت میں اس کے

معنی ہوتے ہیں بہت کام (مثلاً احمد) کرنے والا اور اسم مفعول کے لئے ہونے کی صورت میں اس کے معنی ہوتے ہیں بہت تعریف کیا گیا ہے اس امر

کی مثال کہ اسم تفہیل کبھی اسم مفعول کے لئے بھی آتا ہے خود قرآن مجید لہتی ہے۔

اقسموا بالله جهد ايمانهم لئن جاءهم نذير لذكورن ليدعون اهدى من احدى الامم (پ ۲۲ ع ۱۷)

اس طرح اس آیت میں يقولون للذين كفروا هولاء هولاء اهدى من الذين امنوا سيلا (پ ۵ ع ۱۲)

ان آیات میں اهدی اسم تفہیل بنی للمفعول ہے یعنی بہت ہدایت کئے گئے ٹھیک اسی طرح آیت زیر بحث میں لفظ احمد بمعنی اسم مفعول ہے یعنی بہت

تعریف کیا گیا معنی آیت کے یہ ہوئے۔ حضرت مسیح نے فرمایا کہ میں ایسے رسول کی تم کو خوشخبری سناتا ہوں جس کا نام بڑا تعریف والا ہو گا۔ یہ بعینہ

اسم محمد کا مفہوم ہے۔ اس بحث سے فارغ ہو کر ہم حضرت مسیح علیہ السلام کے ارشاد کا پتہ چلاتے ہیں کہ ان کے الفاظ کیا ہیں

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ الْكُذِبَ وَهُوَ يُدْعَىٰ إِلَى الْإِسْلَامِ ۗ وَ

اور جو اللہ پر جھوٹا افترا کرے حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہو اس سے بڑا ظالم کون ہے اور

اللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ۝

اللہ ظالم لوگوں کو توفیق خیر نہیں دیا کرتا اور جو اللہ پر جھوٹا افترا یعنی غلط دعویٰ الہام اور وحی کا کرے حالانکہ وہ اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے اس سے بڑا ظالم کون ہے ایسے لوگوں کے ظالم بلکہ اظلم ہونے میں شبہ نہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قانون ہے کہ خدا ایسے ظالم لوگوں کو توفیق خیر نہیں دیا کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ جھوٹے مدعی کو توبہ کی توفیق نہیں ملتی

کچھ شک نہیں کہ ہمارے سامنے جو انجیل عربی انگریزی یا اردو ہیں یہ سب ترجمہ در ترجمہ ہیں ان ترجموں میں باہمی اس قدر اختلاف ہے جتنا خود ان میں ہے۔ یہ ترجمہ کرنے والے حضرات ہر لفظ کا ترجمہ کر جاتے ہیں چاہے وہ اسم نکرہ ہو یا اسم معرفہ۔ اس لئے اس قسم کی پیشگوئیوں کے پورے پورے الفاظ کا ان انجیل میں ملنا مشکل ہے۔ ہاں مضموم مل جاتا ہے چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام کے الفاظ جو مل سکتے ہیں وہ یہ ہیں۔

میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ تمہارے لئے میرا جانا ہی فائدہ مند ہے کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو تسلی دینے والا تمہاں نہ آئے گا۔ پر اگر میں جاؤں تو میں اسے تمہاں بھیج دوں گا اور وہ آکر دنیا کو گناہ سے اور راستی سے اور عدالت سے تفسیر وار ٹھہرائے گا گناہ سے اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لائے راستی سے اس لئے کہ میں اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت سے اس لئے کہ اس جہاں کے سردار پر حکم کیا گیا ہے۔ میری بہت سی باتیں ہیں کہ میں تمہیں کہوں پر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے ہیں لیکن جب وہ یعنی روح حق آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتا دے گی اس لئے کہ وہ اپنی نہ کہے گی۔ لیکن جو کچھ وہ سنے گی وہ کہے گی اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گی وہ میری بزرگی کرے گی (یوحنا باب ۱۶ فقرہ ۷-۱۳)

اس پیش گوئی میں حضرت مسیح نے آنے والے مقدس کی چند باتیں کہیں ہیں (۱) تسلی دینے والا (۲) صاحب حکومت (۳) مسیح کا مصدق (۴) خدا کی طرف سے۔ ان تینوں اوصاف پر غائر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اوصاف کا موصوف سوائے آنحضرت ﷺ کے حضرت مسیح کے بعد دوسرا کوئی نہ تھا۔

(۱) تسلی دینے والا اس سے مراد یہ ہے کہ گناہ نگاروں کو خدا کی رحمت کا امیدوار بنائے گا چنانچہ آنحضرت کی تعلیم میں صاف ملتا ہے لا تقنطوا من رحمة الله ان الله يغفر الذنوب جميعا (اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو خدا سب گناہ بخش دے گا)

(۲) صاحب حکومت سے مراد محض دنیاوی بادشاہ نہیں بلکہ دینی حکومت کا بادشاہ ہونا مراد ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ کی نسبت مخالف موافق سب کا اتفاق ہے کہ آپ صاحب حکومت شرعیہ تھے اسی وجہ سے آپ نے مسیح کی واجبی عزت کا اظہار کر کے انکے منکروں یہودیوں وغیر ہم کو کافر قرار دے دیا۔

(۳) مسیح کا مصدق ہونا تو ایسا واضح ہے کہ اس کے ذکر کی ضرورت نہیں۔ ایک طرف حضرت مسیح کے اشد ترین دشمن یہود تھے جو ممدوح کے حق میں سخت ترین مکروہ الفاظ بولتے تھے۔ دوسری طرف مسیح کے قائلین تھے جو ان کے اصل مرتبہ (رسالت) سے بلند کر کے الوہیت تک پہنچاتے تھے ان دو سخت ترین غالی جماعتوں میں حقیقی فیصلہ کرنا خدائی حکم سے پیغمبر اسلام (علیہ السلام) ہی کا کام تھا۔

يُرِيدُونَ لِيُطْفَئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿٥﴾

یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں کی پھونکوں سے بجھا دیں اللہ اپنا نور پورا کرے گا چاہے کافر لوگ برا جانیں یہ لوگ جو اپنے غلط دعویٰ کو برعقابہ صداقت اسلام پیش کرنے میں یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں کی پھونکوں سے بجھا دیں جیسے تیل کا دیا منہ کی پھونک سے بجھ جاتا ہے۔ اسی طرح انکا خیال ہے کہ نور الہی (اسلام) بھی ان کے پروپیگنڈے سے بجھ جائیگا یہ خیال ان کا غلط ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنا نور پورا کرے گا چاہے کافر لوگ برا جانیں ان کے برا جاننے سے کچھ نہ ہوگا۔

چنانچہ آپ نے حکم الہی اس سخت ترین مشکل کو صاف لفظوں میں حل فرمادیا کہ مسیح نہ تو رو بیت میں حصہ دار ہے نہ معمولی آدمی ہے بلکہ وجیہا فی الدنيا والاخرة ومن المقربين دنیا اور آخرت میں بڑی عزت والا اور خدا کے مقربین میں سے ہے اس کے علاوہ صاف لفظوں میں فرمایا ورسولا الی بنی اسرائیل (مسیح خدا کی طرف سے بنی اسرائیل رسول تھا)

(۴) چوتھی بات تو بالکل صاف ہے کہ آنحضرت ﷺ نے جو کچھ کیا یا فرمایا وہ خدا کے حکم سے کیا۔ چنانچہ اس کے متعلق صاف ارشاد ہے ان هو الا وحی یوحی یعنی یہ قرآن جو محمد رسول اللہ ﷺ تم کو سنانے ہیں خدا کی وحی ہے (ان کا اپنا کلام نہیں ہے) نتیجہ صاف ہے کہ ان اوصاف کا موصوف ہے وہ ذات ستودہ صفات ہے جس کا نام بت تعریف والا محمد ہے علیہ السلام اندرونی نزاع اور اس کا فیصلہ :- اس بیرونی فیصلہ سے فارغ ہو کر ہم ایک اندرونی نزاع کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔

پنجاب میں ایک صاحب مدعی المام پیدا ہوئے جن کا نام مرزا غلام احمد تھا۔ جو قصبہ قادیان طلع گورداسپور میں رہتے تھے۔ آپ کا دعویٰ تھا کہ میں ممدی معمود اور مسیح موعود ہوں۔ آپ کا نام دراصل غلام احمد تھا کہتے تھے کہ آسمان پر میرا نام احمد ہے آپ نے محمد اور احمد دونوں میں یہ فرق کیا تھا کہ محمد جلالی نام ہے یعنی اس نام میں حکومت اور جلالت کی شان ہے اس لئے آنحضرت صاحب حکومت تھے اور اس حکومت میں آپ نے جنگ جہاد بھی کئے جو حضور کی جلالت کا ثبوت ہے۔ احمد جمالی نام ہے یعنی اس میں محض نرمی ہی نرمی محض تبلیغ بلا سیاست ہے چنانچہ میں (مرزا) اسی طرح (بلا سیاست اور بغیر جلالت) تبلیغ کرتا ہوں۔ اس تمہید کے بعد مرزا صاحب کے اپنے الفاظ ذیل میں درج فرماتے ہیں۔

”اس آنے والے کا نام احمد رکھا گیا ہے وہ بھی اس کے شیلی ہونے کی طرف اشارہ ہے کیونکہ محمد جلالی نام ہے اور احمد جمالی اور احمد اور عیسیٰ اپنے جمالی معنوں کی مدد سے ایک ہی ہیں اسی کی طرف یہ اشارہ ہے و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد مگر ہمارے نبی ﷺ فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں یعنی جامع جلال و جمال ہیں۔ لیکن آخری زمانہ میں بر طبق پیشگوئی مجرد احمد جو اپنے اندر حقیقت عیسویت رکھتا ہے بھیجا گیا (ازالہ اوہام طبع اول ص ۶۷۳) اس عبارت کا مطلب منطقی اصطلاح میں یہ ہے کہ محمد بشر طاشی کلا رج ہے اور احمد بشر طاشی کلا رج ہے۔

یعنی اس اقتباس میں مرزا صاحب نے یہ ظاہر کیا ہے کہ پیشگوئی محض احمد کے متعلق ہے آنحضرت محض احمد نہ تھے بلکہ صاحب جلال محمد بھی تھے اس پیشگوئی کا مصداق محض احمد ہونا چاہیے جس میں جلالت اور سیاست بالکل نہ ہو اس لئے میں ہی اس کا مصداق ہوں۔ بت خوب اس کی تشریح کیا تردید بعض مقامات پر یوں فرمائی ہے۔

آنحضرت ﷺ کے بعث اول (رسول ہونے) کا زمانہ ہزار ہجرت تھا جو اسم محمد کا مظہر تجلی تھا یعنی یہ بعث اول جلالی نشان ظاہر کرنے کے لئے تھا مگر بعث دوم (پچھلے زمانہ چودھویں صدی میں دوبارہ رسول ہونے کا وقت) جسکی طرف آیت کریمہ و آخرین منهم لما یلحقوہم میں اشارہ ہے وہ مظہر تجلی اسم احمد ہے جو اسم جمالی ہے جیسا کہ آیت و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد اس کی طرف اشارہ کر رہی ہے اور اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ ممدی معمود جس کا نام

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ

وہی خدا ہے جس نے اپنا رسول (ہدایت اور دین حق کے ساتھ) بھیجا تاکہ اس کو سب دینوں پر غالب کرے چاہے مشرک

وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ﴿٩٦﴾

لوگ برا جائیں

وہی خدا ہے جس نے اپنا رسول محمد ﷺ (ہدایت اور دین حق کے ساتھ) بھیجا تاکہ اس کی تعلیم کو سب دینوں کی تعلیم پر غالب کرے بت پرستی عیسائی پرستی آتش پرستی ستارہ پرستی وغیرہ ہر قسم کی شرکیہ کفریہ رسومات مغلوب ہوں چاہے مشرک لوگ اسلام اور توحید کی اشاعت کو برا جائیں ایسا ہی ہو کر رہے گا۔ پس اے نبی تو ان کو باتوں کی پروا نہ کر یہ کام ہمارے ہاتھ سونپ دے اور ایمان داروں کو اپنی تعلیم پہنچانے

آسمان پر مجازی طور پر احمد ہے جب مبعوث ہو گا تو اس وقت وہ نبی کریم جو حقیقی طور پر اس نام کا مصداق ہے اس مجازی احمد کے پیرائے میں ہو کر اپنی جمالی ظاہر فرمایا گی یہی وہ بات ہے جو اس سے پہلے میں نے اپنی کتاب ازالہ اوہام (کی منقولہ بلا عبارت) میں لکھی تھی یعنی یہ کہ میں اسم احمد میں آنحضرت ﷺ کا شریک ہوں اور اس پر نادان مولویوں نے جیسا کہ ہمیشہ سے ان کی عادت ہے شور مچایا تھا حالانکہ اس سے انکار کیا جائے تو تمام سلسلہ اس پیشگوئی کا زبر و زبر ہو جاتا ہے بلکہ قرآن کریم کی تکذیب لازم آتی ہے جو نعوذ باللہ کفر تک پہنچائی ہے لہذا جیسا کہ مومن کیلئے دوسرے احکام الہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر بھی ایمان فرض ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دو بعثت ہیں (۱) ایک بعثت محمدی جو جلالی رنگ میں ہے جو ستارہ مربع کی تاثیر کے نیچے ہے جس کی نسبت بحوالہ تورت قرآن شریف میں یہ آیت ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینہم دوسرے بعثت احمدی ہے جو جمالی رنگ میں ہے جو ستارہ مشتری کی تاثیر کے نیچے ہے جس کی نسبت بحوالہ انجیل و قرآن کی یہ آیت ہے ومیشرا برسول یاتنی من بعدی اسمہ احمد (تزیین القلوب صفحہ ۹۶)

اس اقتباس میں جناب نے تسلیم کیا ہے کہ اس پیشگوئی کے حقیقی مصداق آنحضرت تھے اور میں جو آخری زمانہ میں بشکل بعثت ثانیہ آیا ہوں مجھ میں حضور کی احمدیت مجازاً جلوہ لگن ہے ہمیں اس سے بحث نہیں کہ آپ میں احمدیت جلوہ افروز ہے یا نہیں بلکہ یہاں ہمیں یہ بتانا مقصود ہے کہ پہلی عبارت کی دوسری عبارت میں تردید ہے کیونکہ اس لفظ احمد کا مصداق محض اس آخری زمانہ کے احمد (مرزا غلام احمد) کو قرار دیا تھا ملاحظہ ہو اس میں لفظ بر طبق یعنی مطابق پیشگوئی اور اس دوسری عبارت میں اپنے کمال فرارخ ذلی اور کشادہ پیشانی سے اصل اور حقیقی مصداق آنحضرت کو قرار دیا ہے اور اپنا نام بطور مجاز کے بتایا ہے جیسے مالک کے ساتھ خادم بھی سواری پر سوار ہو جاتا ہے۔

بات بھی صحیح ہے اگر مرزا صاحب کی یہ اصطلاح (محمد جلالی اور احمد جمالی نام ہیں) مان لی جائے تو مطلقاً یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کہ اس پیشگوئی سے قطعاً آنحضرت ہی مراد ہے کیونکہ آپ کی کسی زندگی بالکل خاموش جمالی زندگی تھی جو احمد کی مصداق تھی اور مدنی زندگی جلالی زندگی تھی جو محمد جلالی کی مصداق تھی لہذا دونوں اسموں کے حقیقی مصداق آپ ہی ہوئے (ﷺ)

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُبَدِّلُكُمْ مِّنْ عَذَابِ إِلِيمٍ ۝

اے ایمان والو! میں تم کو ایک ایسی تجارت بتاؤں جو تم کو دکھ کے عذاب سے چھڑا دے

تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ

تم اللہ اور رسول پر یقین رکھو اللہ کی راہ میں مالوں اور جانوں کے ذریعہ سے جہاد

خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ يَعْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي

کرو یہ کام تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانتے ہو خدا تمہارے گناہ بخش دے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسْكِنٍ طَيِّبَةٍ فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور ہمیشہ کے باغوں میں محلات نفیسہ دے گا یہی بڑا پاس ہے

کو کہہ کہ اے ایمان والو! میں تم کو ایک ایسی تجارت بتاؤں جو تم لوگوں کو دکھ کے عذاب سے چھڑا دے غالباً تمہارا دلی مقصد یہی ہو گا کہ جس طرح ہو ہم عذاب الیم سے چھوٹ جائیں پس تم سنو! اللہ اور رسول پر مضبوطی سے یقین رکھو اور بوقت ضرورت اللہ کی راہ میں مالوں اور جانوں کے ذریعے سے جہاد کیا کرو یعنی جہاں جان لڑانے کا موقع ہو جان لڑاؤ اور جہاں مال کے خرچ کرنے کا موقع ہو مال خرچ کرو جہاں دونوں کا موقع ہو دونوں کو جمع کیا کرو بحیثیت مسلمان ہونے کے تمہارا اصول ہی یہ ہے کہ

سب نکل جائیں گی او قاتل ہماری حسرتیں جبکہ سر اپنا تیرے زیر قدم دے دیں گے ہم

یہ کام تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانتے اور حق و باطل میں تمیز رکھتے ہو تو سمجھ رکھو کہ یہی کار خیر ہے اور یہی راہ نجات تمہارے ایسا کرنے پر خدا تمہارے گناہ بخش دے گا اور دنیا کی عزت کے علاوہ آخرت میں تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے درختوں کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور اس کے علاوہ ہمیشہ رہنے کے باغوں میں عمدہ عمدہ محلات نفیسہ دے گا حقیقت یہ ہے کہ یہی بڑا باعزت پاس ہے جو ان نعمتوں کو پائے گا وہی خدا کے ہاں پاس سمجھا جائے گا یہ تو ان نعمتوں کا ذکر ہے جو تم کو آخرت میں ملیں گی چونکہ اسلام تم کو آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی ہر قسم کی عزت دلانے کا وعدہ کرتا ہے اسلئے وہ دنیا میں بھی تم کو عزت دے گا یعنی تمہارا نام روشن کرے گا۔

ان دو عبارتوں کے علاوہ ایک تیسری عبارت بھی مرزا صاحب کی قابل غور ہے جس میں آپ نے اپنے اصلی نام (مرزا غلام احمد) کا اظہار کیا ہے چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں

چند روز کا ذکر ہے کہ اس عاجز نے اس طرف توجہ کی کہ کیا اس حدیث کا جو آیات بعد الماتین ہے ایک یہ بھی منشا ہے کہ تیرہویں صدی کے لوگوں میں مسیح موعود کا ظہور ہو گا اور کیا اس حدیث کے مفہوم میں یہ بھی عاجز داخل ہے تو مجھے کشتی طور پر اس مندرجہ ذیل نام کے اعداد و حروف کی طرف توجہ دلائی گئی کہ دیکھ یہی مسیح ہے کہ جو تیرہویں صدی کے پورے ہونے پر ظاہر ہونے والا تھا پہلے یہی تاریخ ہم نے نام مقرر کر رکھی تھی اور وہ یہ نام ہے غلام احمد قادیانی اس نام کے عدد پورے تیرہ سو ہیں اور اس قصبہ قادیان میں، جہاں عاجز کے لور کسی شخص کا نام غلام احمد نہیں ہے بلکہ

میرے دل میں ڈالا گیا ہے کہ اس وقت، جہاں عاجز کے تمام دنیا میں غلام احمد قادیانی کسی کا نام نہیں (ازالہ اوہام طبع لول صفحہ ۱۸۵-۱۸۶)

ناظرین: اس عبارت میں مرزا صاحب نے اپنا اصل نام قرآن مجید کے حروف سے نکالا ہے یعنی مرزا غلام احمد۔ نہ کہ محض احمد پس واضح اور لائح ہو کہ اس آیت کا حقیقی مصداق وہی ذات ستودہ صفات ہے جس کا نام محمد (ﷺ) ہے نہ کوئی اور۔

وَأَخْرَىٰ مُجِبُّنَهَا ۖ تَصْرَمِنَ اللَّهُ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۖ وَبَشِيرٌ الْمُؤْمِنِينَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

اور ایک ایسی چیز دے گا کہ تم اس کو پسند کرتے ہو وہ مدد الہی اور فتح قریب ہے اور ایمانداروں کو خوشخبری سنا دے۔ اے ایمان والو!

الْمُؤْمِنُونَ كُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنْصَارِي

تم سب اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ جیسے عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا کون میرا مددگار ہے حواریوں نے کہا

لِلَّهِ ۖ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ فَأَمَنْتَ طَائِفَةٌ مِّنْ بَنِي

کہ ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں پس بنی اسرائیل کی ایک جماعت ایمان پر پختہ رہی اور ایک

إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَتْ طَائِفَةٌ ۚ فَأَيُّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ۝

جماعت منکر رہی پھر ہم نے ایمانداروں کو ان کے دشمنوں پر مدد دی تو وہ ان پر غالب آگئے

سورت جمعہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ ۝

آسمانوں اور زمینوں میں جو چیزیں ہیں وہ اللہ کو پاکی سے یاد کرتی ہیں جو بادشاہ پاک ذات غالب بڑی حکمت والا ہے

اور ایک ایسی چیز دے گا کہ تم اس کو پسند کرتے ہو۔ وہ مدد الہی اور فتح قریب ہے عنقریب دیکھ لو گے کہ تمہاری فتوحات کا سلسلہ

کہاں تک پہنچتا ہے یہ ہے وہ وعدہ الہی جو ہم نے کیا ہے کہ سب ادیان پر خدا تم کو غلبہ دے گا۔ پس تو اے نبی یہ اعلان کھلے الفاظ

میں لوگوں کو سنا دے اور ایمانداروں کو ان وعدوں کی خوشخبری سنا دے کہ ضرور ایسا ہو کر رہے گا۔ مگر اس وعدہ الہی سے کسی کو

دھوکہ نہ لگے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہمارا سب کام خود بخود ہو جائے گا نہیں بلکہ اپنا اپنا فرض ادا کرنا ہو گا۔ پس اے ایمان

والو! مسلمانو! تم سب اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ جو کام تمہارے ذمہ لگایا جائے اس کو جی کھول کر دل کی خوشی سے کیا کرو

جیسے تم سے پہلی امتوں کے نیک لوگو کرتے رہے ہیں تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نے بوقت ضرورت

اپنے اتباع کو کہا تھا اللہ کے رستے میں کون میرا مددگار ہے؟ یعنی دینی خدمت کا انجام دینے کا کون ذمہ لیتا ہے۔ ان کے اتباع

حواریوں نے جو دھوبی قوم تھے جواب میں کہا کہ ہم حسب توفیق اللہ کے دین کے مددگار ہیں ہم دینی خدمت کو اپنی سعادت

جانتے ہیں پس بنی اسرائیل کی ایک جماعت حواریتین ایمان پر پختہ رہے اور ایک جماعت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی منکر رہی۔

اس اختلاف کی وجہ سے ان دونوں گروہوں میں بہت دیر صدیوں تک جنگ جاری رہی پھر ہم (خدا) نے ایمانداروں عیسائیوں کو

ان کے دشمنوں پر مدد دی تو وہ ان پر غالب آگئے۔ اللھم ایدنا بروح منک

سورت جمعہ

آسمانوں اور زمینوں میں جو چیزیں ہیں وہ اللہ کو پاکی سے یاد کرتی ہیں جو دنیا کا حقیقی بادشاہ ہر قسم کے عیوب سے پاک ذات

اور ہر ایک زور آور پر غالب بڑی حکومت والا ہے اور اس کی حکومت یا حکمت کا تقاضا ہوا ہے کہ اس نے انسانوں کی ہدایت کے

لئے سلسلہ انبیاء قائم کیا ہے

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ

اسی نے ان ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے رسول بھیجا ہے جو اس کے احکام پڑھ کر ان کو سناتا ہے اور ان کو

الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ۝ وَآخِرِينَ مِنْهُمْ

پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور علم حکمت سکھاتا ہے ورنہ اس سے پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے اور پچھلے لوگ جو ابھی

لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

تک ان کو نہیں ملے ان کے لئے بھی رسول بھیجا ہے اور وہ اللہ غالب حکمت والا ہے

اسی نے قریش کے ناخواندہ لوگوں میں انہی میں سے رسول محمد ﷺ بھیجا ہے جو اس کے احکام پڑھ کر ان کو سناتا ہے اور اپنے اثر

صحبت سے پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب قرآن اور خاص کر علم حکمت معرفت الہیہ سکھاتا ہے یعنی ان کو بتاتا ہے کہ خدا سے

تمہارا کیا تعلق ہے خالق اور مخلوق میں کیا نسبت ہے اور سب امور کے لئے یہی مدار ہے یہ سب اس خدا کی مہربانی ہے ورنہ اس

سے پہلے تو یہ لوگ کھلی گمراہی میں تھے۔ بت پرستی شراب خوری زنا کاری ہر قسم کی بدکاری انکا شعار تھا آج جو ان میں نور ایمان

اور اثر ہدایت نظر آ رہا ہے وہ اسی رسول کی برکت سے ہے۔ ان موجودہ لوگوں کے علاوہ اور پچھلے لوگ جو ابھی تک ان کو نہیں

ملے ان کے لئے بھی خدا نے یہی رسول بھیجا ہے یعنی بعد اختتام حیات محمدیہ قیامت تک جو لوگ ہونگے ان سب کیلئے یہی نبوت

محمدیہ راہنما ہوگی اور وہ (اللہ) ہر بات پر غالب حکمت والا ہے۔

۱۔ اس آیت پر بھی ہمارے پنجابی مسیح نے قبضہ کیا ہے کہتے ہیں کہ آخرین منہم کا مطلب یہ ہے کہ پچھلے زمانہ میں ایک مسیح موعود آئے گا وہ دراصل ظل محمدی (ﷺ) ہوگا اور وہ میں (مرزا) ہوں چنانچہ آپ کے اپنے الفاظ اس بارے میں کچھ توحاشیہ سابقہ متعلقہ لفظ احمد میں نقل ہوئے ہیں کچھ اس جگہ نقل ہوتے ہیں۔ مرزا صاحب کا قول ہے

آخری زمانہ کا آدم درحقیقت ہمارے نبی کریم ﷺ ہیں اور میری نسبت اس کی نسبت اس کی جناب کے ساتھ استاد اور شاگرد کی نسبت ہے اور خدا تعالیٰ کا یہ قول کہ وَاخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ اسی بات کی طرف اشارہ کرتا ہے پس آخرین کے لفظ میں فکر کرو اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور اس کو کامل بنایا اور اس نبی کریم کے لطف اور جود کو میری طرف کھینچا یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہو گیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں داخل ہوا درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا اور یہی منہم وَاخِرِينَ مِنْهُمْ کے لفظ کے بھی ہیں جیسا کہ سوچنے والوں پر پوشیدہ نہیں اور جو شخص مجھ میں اور مصطفیٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔ (تزیان القلوب صفحہ ۱۷۰-۱۷۱)

اس دعویٰ کی مزید تشریح مرزا صاحب نے ایک مقام پر خوب کی ہے جو قابل دید و شنید ہے۔ فرماتے ہیں اس وقت حسب منطوق آیت وَاخِرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ اور نیز حسب منطوق قل يابها الناس اني رسول الله اليكم جميعا آنحضرت ﷺ کے دوسرے بعثت کی ضرورت ہوئی اور ان تمام خادموں نے جو ریل اور تار اور آگن بوٹ اور مطابع اور احسن انتظام ڈاک اور باہمی زبانوں کا علم اور خاص کر ملک ہند میں اردو نے جو ہندوؤں اور مسلمانوں کی ایک زبان مشترک ہو گئی تھی۔ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بزبانہ حال درخواست کی کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم تمام خدام حاضر ہیں اور فرض اشاعت پورا کرنے کے لئے بدل دجان سرگرم ہیں آپ تشریف لائے اور اس اپنے فرض کو پورا کیجئے کیونکہ آپ کا دعویٰ ہے میں تمام کافرانہ الناس کے لئے آیا ہوں اور اب یہ وہ وقت ہے کہ آپ ان تمام قوموں کو جو زمین پر رہتی ہیں تبلیغ کر سکتے ہیں اور اشاعت کو کمال تک پہنچا سکتے ہیں اور اتمام حجت کے لئے تمام لوگوں میں دلائل حقانیت

۱۔ ناظرین مرزائی کا شاعرانہ تخیل ملاحظہ فرمائیں۔

ذٰلِكَ فَضَلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَن يَّشَاءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝ مَثَلُ

یہ فضل الہی ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے جن لوگوں کو تورات ملی تھی پھر انہوں

الَّذِيْنَ حٰمَلُوا التَّوْرٰتَۃَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوْهَا كَمَثَلِ الْاِحْمَارِ يَحْمِلُ اَسْفَارًا ۝ ط

نے اس پر عمل نہ کیا ان کی مثال بالکل گدھے کی سی ہے جو کتابیں اٹھاتا ہے

یہ نبوت فضل الہی ہے اپنی حکمت اور علم کے تقاضا سے جس کو چاہتا ہے فضل نبوت دیتا ہے اس میں کسی کا اجارہ یا تقاضا نہیں اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔ آج سے پہلے اس کا فضل بنی اسرائیل کی معرفت دنیا میں پہنچا رہا۔ بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے خدا نے تورات اور دیگر الہامی نوشتے بھیجے مگر ان لوگوں نے اس کی تعمیل نہ کی اس لئے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ جن لوگوں کو تورات ملی تھی پھر انہوں نے اس پر عمل نہ کیا ان کی مثال بالکل گدھے کی سی ہے جو کتابیں محض بوجہ کی صورت میں اٹھاتا ہے جس کو سعدی مرحوم نے بھی یوں کہا ہے

علم چنداں کہ بیشتر خوانی چوں عمل ذر تو نیست نادانی
نہ محقق بود نہ دانشمند چار پایہ بر و کتا بے چند

قرآن پھیلا سکتے ہیں تب آنحضرت ﷺ کی روحانیت نے جواب دیا کہ دیکھو میں بروز کے طور پر آتا ہوں مگر میں ملک ہند میں آؤں گا کیونکہ جوش مذہب واجتماع جمیع ادیان اور مقابلہ جمیع مل و نخل اور امن و آزادی اسی جگہ ہے اور نیز آدم علیہ السلام اسی جگہ نازل ہوا تھا پس ختم دور زمانہ کے وقت بھی وہ جو آدم کے رنگ میں آتا ہے اسی ملک میں اس کو آنا چاہئے تا آخر اور لول کا ایک ہی جگہ اجتماع ہو کر دائرہ پورا ہو جائے اور چونکہ آنحضرت ﷺ کا حسب آیت و آخرین منهم دوبارہ تشریف لانا بجز صورت بروز غیر ممکن تھا اس لئے آنحضرت ﷺ کی روحانیت نے ایک ایسے شخص (مرزا) کو اپنے لئے منتخب کیا جو خلق اور خواہر ہمت اور ہمدردی خالاق میں اس مشابہ تھا اور مجازی طور پر احمد اور محمد اس کو عطا کیا تاکہ یہ سمجھا جائے کہ اس کا ظہور بعینہ آنحضرت ﷺ کا ظہور تھا (تزیان القلوب صفحہ ۱۰۱)

مطلب ان سب کا ایک ہی ہے کہ بقول مرزا صاحب آیت مذکورہ میں آنحضرت ﷺ کی بابت جو ذکر ہے کہ آپ کو خدا نے قریش میں مبعوث کیا نیز پچھلے لوگوں میں مبعوث فرمایا اس سے مراد دو بعثتیں ہیں ایک بعثت اصلی اور دوسری ظلی، ظلی سے مراد ہے عکس محمدی اور وہ (مرزا ہوں) اس طرح آپ نے جملہ کمالات محمدیہ کو اپنے حق میں کرنا چاہا جو حدیث شریف میں بطور مثال کے آئے ہیں (حدیث شریف کے الفاظ مع ترجمہ نقل ہیں)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثلي ومثل الانبياء
كمثل قصر احسن بنيانه ترك منه موضع لبنة فطاف به
النظار يتعجبون من حسن بنيانه الا موضع تلك اللبنة
فكنت انا سدودت موضع اللبنة ختمت بي البنيان وختم بي
الرسول فانا اللبنة (بخاری مسلم)

حضور ﷺ نے فرمایا ہے میری اور انبیاء کی مثال ایک بڑے شاندار مکان کی ہے جس کی عمارت بہت اچھی بنائی گئی مگر ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی گئی جس کو ناظرین دیکھتے اور اس کی عمدگی عمارت پر تعجب کرتے ہیں مگر اس ایک اینٹ کی وجہ سے (دل تنگ ہوتے) پس میں نے وہ اینٹ کی جگہ بند کر دی اور میرے ساتھ رسول ختم کئے گئے ہیں میں ہی وہ آخری اینٹ ہوں

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت نے سلسلہ نبوت کو ایک بڑے شاندار مکان سے تشبیہ دے کر فرمایا کہ مکان نبوت میں ایک کونہ خالی تھا میں اس کونے کی آخری اینٹ ہوں۔

ناظرین اس حدیث کو یاد رکھیں اور مرزا صاحب کا دعویٰ سنیں کہ شاگرد ہو کر استاد کی مسند پر کیسے قبضہ کرتے ہیں۔

بئس مثل القوم الذين كذبوا بآيات الله ۝ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ

الظالمين ۝ قُلْ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ هَادُوا إِن زَعَمْتُمْ أَنكُم أَوْلِيَاءُ لِلَّهِ مِن

تو کہہ اے یہودیو! اگر تم کو اس بات کا گھمنڈ ہے کہ تمام لوگوں میں سے تم ہی اللہ کے ولی ہو تو

دُون النَّاسِ فَتَسُوْا الْمَوْتِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝

خدا سے موت مانگو اگر سچے ہو

حقیقت میں اس قوم کی بری مثال ہے جو اللہ کی آیات کو جھٹلاتی ہے گدھے کی ہویا کہتے ہو وہ ان سب مثالوں کی مستوجب ہے اور اللہ تعالیٰ ایسے ظالموں کو توفیق خیر نہیں دیتا تا وقتیکہ اپنے ظلم کو ترک نہ کریں۔ یہ تو ہے قانون الہی اب ذرہ ان یہودیوں کو ہدایت کرنے کے لئے تو کہہ اے یہودیو! ہم تو خدا کے بتانے سے جان چکے ہیں کہ تم لوگ بوجہ ترک شریعت کے ہدایت پر نہیں ہو لیکن اگر تم کو اس بات کا گھمنڈ ہے کہ تمام لوگوں میں سے تم ہی اللہ کے ولی ہو، مقربان بارگاہ الہی ہو تو پھر اس ذلیل دنیا میں رہ کر کیا لوگے؟ خدا سے موت مانگو اگر سچے ہو تو مر و اور مر کر سیدھے جنت میں چلے جاؤ۔ مگر ہم تمہیں بتا دیتے ہیں

چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں

اس عبارت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی یعنی منعم علیہم پس خدانے ارادہ فرمایا کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کر کمال تک پہنچا دے (ترجمہ خطبہ الہامیہ مترجمہ مصنف)

کان خالیا موضع لبنة اعنى المنعم عليه من هذه العمارة فاراد الله ان يتم البناء ويكمل البناء باللبنة الاخيرة فان اتلكت اللبننة (كتاب خطبة الہامیة صفحہ ۱۱۱-۱۱۲)

اس عبارت میں اس حدیث کی طرف اشارہ ہے جس کے الفاظ ناظرین کے سامنے ہیں کتنی دلیری ہے کہ اپنے حق میں وہی الفاظ لکھے ہیں جو آنحضرت ﷺ نے خدا کے حکم سے اپنے حق میں فرمائے ہیں یعنی (لبنة) آخری اینٹ۔

ثابت ہو کہ مرزا صاحب آنحضرت ﷺ کی شاگردی کا دعویٰ کر کے درحقیقت حضور کی مسند پر قبضہ کرنا چاہتے تھے ورنہ شاگرد کا حق یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ استاد کی مسند پر شاگرد قبضہ کرے یا للمعجب وضیعة الادب

مرزا صاحب کی بروزیت محمدیہ: ہمارے نزدیک بلکہ ہمارے خیال میں ہر ایک مسلمان بلکہ ہر ایک انسان کے نزدیک مذکورہ دعویٰ مرزائیہ اس قابل نہیں کہ اس کی تردید کرنے پر توجہ دیجائے اہل منطق کا قول ہے کہ بعض دعوے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی دلیل خود ان کے اندر ہوتی ہے ایسے دعویٰ کو اہل منطق کہا کرتے ہیں قضایا قیاساتھا معما مرزا صاحب کا یہ دعویٰ بھی اس قسم کا ہے کہ اس کے بطلان کی دلیل خود اس کے اندر ہے تاہم جی چاہتا ہے کہ اپنے ناظرین کو ایک معقول امر پر مطلع کریں۔

دنیا کی تاریخ اور اہل دنیا متفق ہیں کہ محمد اول (ﷺ) کے اوصاف کمال میں سے ایک کھلا وصف کمال یہ بھی ہے کہ حضور نے اپنی زندگی میں اپنے اتباع کو تختہ ذلت سے اٹھا کر تخت عزت پر بٹھادیا۔ دنیا جانتی ہے کہ حضور انتقال فرماتے وقت خود بھی صاحب تاج و تخت تھے اور امت کو بھی تخت سلطنت پر رونق افروز چھوڑ گئے۔ اب ہم محمد ثانی (قادیانی) کو دیکھتے ہیں کہ انہوں نے امت مسلمہ کو عموماً اور امت مرزائیہ کو خصوصاً کس حالت پر چھوڑا؟ اس سوال کے جواب کے لئے کہیں دور جانے آنے کی ضرورت نہیں اتنا ہی کافی ہے کہ مرزا صاحب قادیانی اپنی ساری زندگی میں انگریزوں کی رعیت رہے یہاں تک کہ ایک اونٹنی درجہ کے افسر مسٹر ڈبلیو ڈبلیو کشمر ضلع گورداسپور کے حکم سے آپ کو اقرار کرنا پڑا کہ

وَلَا يَتَمَنَّوْنَكَ اَبَدًا بِمَا قَدَّمْتَ اَيْدِيَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝

یہ لوگ بوجہ اپنے بد اعمال کے موت نہ چاہیں گے اور اللہ ظالموں کے حال سے خوب واقف ہے کہ یہ لوگ بوجہ اپنے بد اعمال کے ہر گز ہرگز موت نہ چاہیں گے کیونکہ ان کو سوجھتا ہے کہ بحکم کردنی خویش آمدنی پیش جو کچھ ہم نے کیا ہوا ہے ہمارے پیش آئیگا جس میں ہم بری طرح پھنسیں گے اور اللہ بذات خود ظالموں کے حال سے بخوبی واقف ہے اسے کسی کے بتانے

(۱) میں (مرزا غلام احمد قادیانی) ایسی پیشگوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا جس کے یہ معنی خیال ہوں یا ایسے معنی خیال کئے جاسکیں کہ کسی شخص کو ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الہی ہوگا

(۲) خدا کے پاس ایسی اپیل کرنے سے بھی باز رہوں گا کہ وہ کسی شخص کو ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الہی یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحث میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

(۳) میں کسی چیز کو الہام بتا کر شائع کرنے سے محتجب رہوں گا جس کا یہ منشا ہو یا ایسا منشا رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص (مسلمان ہو خواہ ہندو یا عیسائی) ذلت اٹھائے یا مورد عتاب الہی ہوگا وغیرہ۔ ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء

اس کے علاوہ ساری عمر محمد ثانی (مرزا قادیانی) انگریزوں کی ماتحتی میں ان کی حکومت کی خدمت کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کے بعد آپ کے صاحبزادے میاں محمود احمد صاحب نے ماہ فروری ۱۹۲۲ء میں شہزادہ ویلز کی آمد پر ایک کتاب تحفہ شہزادہ ویلز لکھی جس میں اپنے والد مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی زندگی کے حالات اور دعویٰ اور برکات لکھ کر یہ لکھا کہ

پھر اے شہزادہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے عین مایوسی اور ناامیدی کے وقت مسیح موعود (مرزا صاحب) کی دعائیں کر برطانیہ کی فتح کا (یعنی جنگ عظیم میں) سامان پیدا کر دیا (تحفہ شہزادہ ویلز صفحہ ۱۰۳)

اس عبارت سے صاف پتہ چلتا ہے کہ مرزا صاحب کا خاتمہ زندگی انگریزی سلطنت کی خدمت گزاری میں ہوا ہے حتیٰ کہ مرنے کے بعد بھی غیر مسلم حکومت کی خدمت کر رہے ہیں کیونکہ آپ کا انتقال ۱۹۰۸ء میں ہوا تھا اور جنگ عظیم میں برطانیہ کی فتح ۱۹۱۸ء میں ہوئی تھی۔ گمان غالب یہ ہے کہ اس وقت مرزا صاحب قادیانی زندہ ہوتے تو میدان جنگ میں جانے کی درخواست کرتے اس کا ثبوت اس سے ہوتا ہے اسی فروری ۱۹۲۲ء کو قادیانی جماعت نے بحکم خلیفہ قادیانی شہزادہ ویلز کو ایڈریس دیا اس میں امت محمدیہ (مرزا یہ) کی خدمات کے ذکر میں شہزادہ ویلز کو مخاطب کر کے عرض کیا

حضور ملک معظم کی فرمانبرداری ہمارے لئے ایک مذہبی فرض ہے اس میں سیاسی حقوق کے ملنے یا نہ ملنے کا کچھ دخل نہیں جب تک ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے ہم اپنی ہر ایک چیز تاج برطانیہ پر نثار کرنے کے لئے تیار ہیں اور لوگوں کی دشمنی اور عداوت ہمیں اس سے نہیں باز رکھ سکتی ہم نے بارہا سخت سے سخت سوشل پالیٹک کی تکالیف برداشت کر کے اس امر کو ثابت کر دیا ہے اور اگر ہزار ہا دفعہ پھر ایسا ہی موقع پیش آئے تو پھر ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ بوقت ضرورت ہمیں اس دعویٰ کے ثابت کرنے کی اس سے بھی زیادہ توفیق دے گا جیسا کہ وہ پہلے اپنے فضل سے دیتا رہا ہے (تحفہ شہزادہ ویلز صفحہ ۹۸-۹۹)

اس بیان میں ہمارا مقصود یہ نہیں کہ مرزا صاحب انگریزی حکومت کی خدمت کیوں کرتے رہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ محمد ثانی ہونے کی حیثیت میں ان کا جو کام تھا وہ ان سے نہیں ہوا اس لئے محمد ثانی ہونے کا دعویٰ انکا غلط ہے کیونکہ محمد اول (ﷺ) نے اپنی بعثت اولیٰ میں مسلمان قوم کو تاج و تخت کا مالک بنایا تھا مرزا صاحب چونکہ بروزی طور پر محمد ثانی ہونے کے مدعی تھے اس لئے ان کا کام محمد اول کے کام سے مشابہ ہونا چاہئے تھا مگر واقع میں نہ ہوا

اے مرغ سحر عشق ز پروانہ بیامرز
کاں سوختہ راجان شدو آواز نامد

قُلْ إِنَّ الْمَوْتَ الَّذِي تَفِرُّونَ مِنْهُ فَإِنَّهُ مُلْقِيكُمْ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عِلْمِ

تو کہہ کہ جس موت سے تم لوگ بھاگتے ہو وہ موت تمہیں پالے گی پھر تم پوشیدہ اور حاضر جانے والے خدا

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا

کی طرف پھیرے جاؤ گے پھر وہ تمہارے کئے ہوئے کاموں کی تمہیں خبریں دے گا اے ایمان والو! جمعہ کے روز جب

نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ۗ ذَلِكُمْ

نماز کے لئے اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف چلا کرو اور سودا سلف چھوڑ دیا کرو کہ یہ

خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانْتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ

تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو اور جب نماز ختم ہو جائے تو منتشر ہو جایا کرو اور اللہ

وَابْتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً

کا فضل تلاش کیا کرو اور اللہ کا ذکر بہت بہت کیا کرو تاکہ تم مراد پاؤ جب یہ لوگ تجارت یا کھیل

کی حاجت نہیں اے ہمارے رسول تو ان لوگوں کو کہہ کہ جس موت سے تم بھاگتے ہو اور جان بچاتے ہو وہ جان بچے گی نہیں

کیونکہ وہ موت تمہیں پالے گی اور ضرور پالے گی اس لئے کہ وہ اٹل ہے۔ کسی کی کوشش سے ہنٹی نہیں پس تم ضرور مرو گے پھر

تم سب بنی آدم عالم الغیب پوشیدہ اور حاضر جاننے والے خدا کی طرف پھیرے جاؤ گے پھر وہ تمہارے کئے ہوئے کاموں یعنی

نیک و بد اعمال کی تمہیں خبر دے گا۔ بس تم ہوشیار ہو کر دنیا سے رخصت ہونا اسلام قبول کرو یا نہ کرو مگر حق پسندی کی عادت

کرو۔ اے ایمان والو! جو لوگ اللہ کی مرضی حاصل کرنے کی پرواہ نہیں کرتے تم بھی ان کی پرواہ نہ کرو۔ بس تم ان کو چھوڑ دو اور

خدا کی رضا جوئی کی فکر کیا کرو ایک خاص کام رضا کا تم کو بتاتے ہیں اس کی تعمیل کیا کرو۔ پس سنو! جمعہ کے روز دوپہر کے وقت

جب نماز کیلئے اذان دی جائے یعنی بذریعہ اذان تم کو بلایا جائے تو تم بلا تکلف اور بلا تاخر اللہ کے ذکر خطبہ اور نماز کی طرف چلا کرو

اور سودا سلف اور دیگر کاروبار چھوڑ دیا کرو دنیاوی طمع نہ کیا کرو یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم خدائی احکام کی حکمت جانتے ہو یعنی

اگر تمہیں اس بات کا یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کام کا حکم دیتا ہے اس میں اگر نقصان ہو تو اس کی تلافی کر دیتا ہے پس تم اس یقین

کے ساتھ حکم الہی کی تعمیل کرو اور جب ختم نماز ہو جائے تو تمہیں اختیار ہے کہ تم مسجد سے نکل کر اپنے مکانوں کی طرف منتشر

ہو جایا کرو اور بذریعہ کاروبار اللہ کا فضل تلاش کیا کرو مگر اس حال میں اللہ کے ذکر سے غافل نہ ہو اور بلکہ ہر دم دل ادھر لگائے

رکھو اور اللہ کا ذکر بہت بہت کیا کرو اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اللہ کے ذکر سے غافل نہ ہو اور تاکہ تم مراد پاؤ۔ یہ تو ہے اصلی تعلیم

اسلام مگر ان کاروباری لوگوں نے جو کیا وہ کوئی اچھا نمونہ نہیں دکھایا اور اچھا ہو بھی کیسے سکتا تھا جب کہ ان کی حالت یہ ہے کہ

جب یہ لوگ بازار میں مال تجارت دیکھتے یا کوئی

شان نزول

مدینہ شریف میں جمعہ کے روز آنحضرت ﷺ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ اثناء خطبہ میں تجارتی قافلہ آگیا۔ نمازی لوگ تجارتی مال خریدنے کی طمع میں

خطبہ چھوڑ کر ادھر چلے گئے ان کے حق میں یہ آیت اتری۔ مگر ایسا کرنے والے سارے نہ تھے۔

أَوْ كَهُوَ أَنْفَضُوا إِلَيْهَا وَتَرَكُوكَ قَائِمًا قُلْ مَا عِنْدَ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَهُوَ

تماشہ دیکھتے ہیں تو اس کی طرف چلے جاتے ہیں اور تجھے کھڑا چھوڑ جاتے ہیں تو کہہ جو اللہ کے پاس ہے

التَّجَارَةُ وَاللَّهُ خَيْرُ الرَّزِقِينَ ﴿۵﴾

وہ کھیل تماشے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے

سورت منافقون

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ لَرَسُولُ اللَّهِ مِثْلِي وَاللَّهُ يَعْلَمُ إِنَّكَ

منافق لوگ تیرے پاس آکر کہتے ہیں کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول ہے اللہ بھی گواہی دیتا ہے کہ بے شک تو

لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ إِنَّ الْمُنَافِقِينَ كَذِبُونَ ﴿۶﴾ وَإِخْتَدُوا أَيْمَانَهُمْ جُثَّةً

اللہ کا رسول ہے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق لوگ جھوٹے ہیں انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھالیں بنا رکھا ہے

فَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ

اللہ کی راہ سے روکتے ہیں

کھیل تماشہ دیکھتے ہیں تو اس کی طرف چلے جاتے ہیں اور تجھے اے رسول خطبہ کی حالت میں چھوڑ جاتے ہیں بھلا یہ بھی کوئی

سمجھ کا کام ہے تو ان کو کہہ تم لوگ جو خطبہ اور نماز چھوڑ کر چلے گئے تو اس کی یہی وجہ تمہارے ذہن میں ہے کہ تم اس مال تجارت

میں فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہو۔ پس سنو! جو اللہ کے پاس فائدہ اور ثواب ہے وہ کھیل تماشے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ

تعالیٰ سب سے اچھا رزق دینے والا ہے وہ دینا چاہے تو خاک سے سونا دیدے نہ دینا چاہے تو سونے کو خاک کر دے پس تم اس

سے رزق مانگو اور اپنی تدبیروں پر بھروسہ نہ کرو بلکہ چاہئے کہ تمہارا اصول یہ ہو کہ

سب کام اپنے کرنے تقدیر کے حوالے نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

اللهم ارزقنا من عندك رزقا حلالا واسعا

سورت منافقون

اے رسول چونکہ تو لوگوں کے دلوں کے حالات سے بے خبر ہے اس لئے منافق لوگ جو دل سے تیرے منکر ہیں تیرے پاس

آکر کہتے ہیں کہ ہم دل کی سچائی سے شہادت دیتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول ہے اس سے غرض ان کی محض فریب دہی ہوتی ہے

اور کچھ نہیں اللہ بھی خود گواہی دیتا ہے کہ بیشک تو اللہ کا رسول ہے مگر منافقوں کی غرض چونکہ دھوکہ دہی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ

اس امر کی بھی گواہی دیتا ہے کہ منافق لوگ جو اپنے غلط بیان کو شہادت سے تعبیر کرتے ہیں جھوٹے ہیں نہ ان کے دل میں

تیری تصدیق ہے نہ وہ دل سے شہادت دیتے ہیں اس لئے جھوٹے ہیں بلکہ اصل بات یہ ہے کہ انہوں نے مسلمانوں کے رعب

میں اپنی قسموں کو بچاؤ کی ڈھالیں بنا رکھا ہے ادھر ادھر آتے جاتے واللہ باللہ کہتے رہتے ہیں تاکہ تم مسلمان یہ سمجھو کہ تمہارے

دوست ہیں پھر اس دوستی کے پیرائے میں ناواقف لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکتے ہیں کیونکہ

إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ آمَنُوا ثُمَّ كَفَرُوا فَطُبِعَ عَلَى قُلُوبِهِمْ

یہ لوگ بہت برا کرتے کرتے ہیں یہ اس لئے کہ یہ لوگ پہلے ایمان لائے تھے پھر منکر ہو گئے ہیں ان کے دلوں

فَهُمْ لَا يَفْقَهُونَ ۝ وَإِذَا رَأَيْتَهُمْ تُعْجِبُكَ أَجْسَامُهُمْ ۖ وَإِنْ يَقُولُوا تَسْمَعُ

پر مگر لگادی گئی وہ سمجھتے نہیں اے نبی! جب تو ان کو دیکھتا ہے تو تجھے ان کے جسم حیران کرتے ہیں جب وہ بات کرتے ہیں

لِقَوْلِهِمْ ۖ كَانْتُمْ حُشْبٌ مِّنْ سُنْدَاءٍ ۖ يَحْسَبُونَ كُلَّ صَيْحَةٍ عَلَيْهِمْ ۖ هُمُ الْعَدَاؤُ

تو تو ان کی بات سنتا ہے گویا وہ بہت بڑے لکڑی کے کھبے ہیں جن کے ساتھ لوگ تکیہ لگاتے ہیں ہر ایک زوردار آواز کو اپنے ہی برخلاف

فَأَحْذَرُهُمْ ۖ فَتَلَاهُمُ اللَّهُ ۚ إِنِّي يُوَفِّكُونَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا يَسْتَغْفِرْ لَكُمْ

جاننے ہیں پس تو اے پیغمبر ان دشمنوں سے بچتے رہو ان کو خدا کی مار کمال کو برکارے جا رہے ہیں اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ آؤ تمہارے لئے

رَسُولُ اللَّهِ لِيُؤْمِنُوا ۚ إِنَّهُمْ يُصَدِّقُونَ وَهُمْ مُّسْتَكْبِرُونَ ۝

رسول اللہ بخشش مانگیں تو یہ لوگ سر پھیر لیتے ہیں اور تو ان کو دیکھتا ہے متکبرانہ وضع میں رہتے ہیں

اسلامی لباس میں ہو کر جب اسلام کی برائی بیان کریں گے تو نادان سننے والا خواہ مخواہ اعتبار کریگا اس لئے یہ لوگ بہت برا کرتے ہیں

اس کا نتیجہ بدن کا بھگتنا پڑے گا۔ یہ حالت بدن کی اس لئے ہوئی ہے کہ یہ لوگ پہلے ایمان لائے تھے اچھے بھلے کلمہ اسلام کے

قائل ہوئے تھے پھر دنیاوی اغراض کے ماتحت منکر ہو گئے ایسے منکر ہوئے کہ پھر اسی انکار پر جم گئے۔ پس خدا کی طرف سے ان

کے دلوں پر مہر لگائی گئی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے بد افعال کا بد انجام سمجھتے نہیں اپنی دعا بازی کو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھتے ہیں دیکھئے تو

بھلا اے نبی جب تیرے پاس آتے ہیں اور تو ان کو دیکھتا ہے تو تجھے ان کے جسم بوجہ ڈیل ڈول کے حیران کرتے ہیں تو سمجھتا ہے

کہ یہ بڑے معزز اور شریف لوگ ہیں اس لئے جب وہ بات کرتے ہیں تو تو ان کی بات پر توجہ کر کے سنتا ہے جیسے کسی معزز اور

شریف کی بات سنی جاتی ہے کیونکہ ان کی ظاہری وجاہت ایسی ہے گویا وہ بہت بڑے لکڑی کے کھبے ہیں جن کے ساتھ بیٹھے ہوئے

لوگ تکیہ لگاتے ہیں۔ بہ ظاہر شکل و صورت تو ایسی ہے خواہ مخواہ معتبر باشد

مگر اندرونی کمزوری ان میں ایسی ہے کہ ہر ایک زوردار آواز کو اپنے ہی برخلاف جاننے ہیں کہیں کوئی جہاد کی آواز ہو تو اپنی موت

جاننے ہیں کہیں آندھی تیز چلے تو موت کی طرح ڈرتے ہیں۔ ان کی نرم نرم باتیں سن کر پھندے میں نہ آنا بلکہ دل میں یقین

رکھنا کہ یہی اصل دشمن ہیں پس تو اے پیغمبر اسلام علیہ السلام ان دشمنوں سے بچتے رہو ان کو خدا کی مار کمال کو برکارے جا رہے

ہیں۔ دیکھو تو کیسی صاف صاف تعلیم سن کر بھی ادھر رخ نہیں کرتے اور جب ان کو کہا جاتا ہے کہ حضور رسالت میں آؤ

تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ خدا سے مانگیں تاکہ خدا تم کو عہدے تو یہ لوگ سن کر سر پھیر لیتے ہیں اور تو دیکھنے والے

ان کو دیکھتا ہے کہ دربار رسالت میں حاضر ہونے سے متکبرانہ وضع میں رکھتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ نبی کے استغفار کی ہم کو حاجت

نہیں۔ پس وہ سن رکھیں کہ ان کو اگر

کی حاجت نہیں تو یہاں بھی کوئی خاص ضرورت ان کی نہیں۔ اے نبی

۱۔ اسم مفعول کا صیغہ ہے اس کا ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب نے کیا ہے لکڑی لگائے دیوار سے۔ ان معنی سے ان کی جسامت اور ڈیل ڈول ثابت

نہیں ہوتی کیونکہ دیوار سے پتلی لکڑی بھی لگائی جاتی ہے میں نے اس کو اسم مفعول کہا ہے کہ ان کی جسامت اور ڈیل ڈول بھی ثابت ہو یعنی بڑے

ستون جن کے ساتھ لوگ سہارا لیں جیسے حرم کعبہ یا حرم مسجد نبوی کے کھبے موٹے موٹے ہیں۔ ہندوستان میں ان کی مثل سرینگر کشمیر کی مسجد

کے ستون ہیں

سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ ؕ إِنَّ اللَّهَ

اے نبی ان کے حق میں برابر ہے کہ تو بخشش مانگے یا نہ مانگے خدا ان کو ہرگز نہیں بخشے گا اللہ بدکار قوم کو

أَلَّا يَهْدِيَهُمُ اللَّهُ إِلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ① هُمُ الَّذِينَ يَقُولُونَ لَا تَنْفِقُوا عَلَيَّ مَنْ عِنْدَ

ہدایت نہیں دیا کرتا یہ وہی لوگ ہیں جو کہا کرتے ہیں کہ اے مدینہ والو! جو لوگ رسول اللہ

رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يُنْفِقُوا ؕ وَاللَّهُ خَزَائِنُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ

کے پاس ہیں ان پر مال خرچ نہ کیا کرو یہاں تک کہ منتشر ہو جائیں اور آسمان اور زمینوں کے تمام خزانے اللہ ہی کے قبضے میں

لَا يَفْقَهُونَ ② يَقُولُونَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ ؕ

ہیں لیکن منافق سمجھتے نہیں یہی لوگ کہتے تھے اگر ہم شہر میں گئے تو معزز لوگ ان ذلیل لوگوں کو شہر سے نکال دیں گے

وَاللَّهُ الْعَزِيزُ وَالرَّسُولُ وَاللِّمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ③

اصل عزت اللہ کی ہے اور رسول کی اور ایمانداروں کی ہے مگر منافق لوگ جانتے نہیں

تو بھی سن رکھ کہ ان نالائقوں کے حق میں برابر ہے کہ تو بخشش مانگے یا نہ مانگے خدا ان کو ہرگز نہیں بخشے گا کیونکہ بخشش کیلئے

دو ہی طریق ہیں یا تو وہ بندہ گنہگار خود توبہ کر کے متوجہ ہو یا خدائی توفیق اس کی رہتی ہو۔ خود توبہ لوگ توبہ کرنے سے رہے جن

کی اکثر یہ ہے کہ وہ استغفار نہ کرتے ہیں نہ کراتے ہیں۔ دوسری وجہ تھی کہ خدا اپنی رحمت سے دستگیری کر کے ہدایت کرے

یعنی توفیق توبہ کی دے تو سنو اس کے ہاں یہ قانون ہے کہ اللہ تعالیٰ بدکار قوم کو ہدایت خاصہ نہیں دیا کرتا۔ یعنی جو ہدایت خاص

بندوں کا حصہ ہے اس سے بدکار لوگ محروم ہیں۔ پس دونوں راستے ان کی ہدایت کے مسدود ہیں تم مسلمان ان کو نہ جانتے ہو

تو سنو یہ وہی لوگ ہیں جو غریب مہاجرین مسلمانوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کرتے ہیں کہ اے مدینہ والو جو لوگ محمد رسول

اللہ کے پاس ادھر ادھر سے آکر رہتے ہیں اور ہم اہل مدینہ کے برابر بلکہ زیادہ قرب کے مدعی بنے بیٹھے ہیں حالانکہ ہماری (اہل

مدینہ کی کروٹیوں سے پلتے ہیں ان پر اپنا مال خرچ نہ کیا کرو یہاں تک معاش کی تنگی سے خود بخود منتشر ہو جائیں۔ پس یہی ان

مہاجرین کا علاج ہے کہ بائیکاٹ کر کے ان کو سیدھا کر دو۔ حالانکہ خدا سب کا رزاق ہے اور آسمانوں اور زمینوں کے خزانے اللہ

ہی کے قبضے میں ہیں وہ جس طرح چاہے رزق دے سکتا ہے اس کے رزق دینے کے طریق سب مفتوح ہیں کسی طریق پر کسی

غیر خدا کا قبضہ نہیں لیکن یہ سیاہ باطن منافق لوگ سمجھتے نہیں ان کو اتنی بھی تیز نہیں کہ اس شعر کا مضمون سمجھیں

خدا اگر حکمت بیدرد دے کشادہ بلطف و کرم دیگرے

یہی کجمت لوگ تھے جو جنگ کے موقع پر کہتے تھے اگر اب کی دفعہ ہم شہر مدینہ میں گئے تو سب سے پہلے یہ کام کریں گے کہ ہم

معزز لوگ ان ذلیل لوگوں مہاجرین کو شہر سے نکال دیں گے تاکہ یہ میلے لوگ ہماری نظروں میں نہ آئیں نہ باعث تکلیف ہوں

یہ کم بخت عزت اور عزت داری کا اصول بھی نہیں سمجھتے اصل عزت وہ ہے جو زوال پذیر نہ ہو۔ مال سرکاری نوکری تجارت

وغیرہ یہ سب زوال پذیر ہیں۔ آج کوئی شخص مال دار ہے تو کل نہیں آج کوئی سرکاری عہدہ پر ہے تو کل معزول ہے اس لئے ان

لوگوں کی عزت اصلی نہیں اصلی عزت اللہ کی ہے جو بلا ریب اپنی ذات میں عزت کا مستحق ہے اور عزت رسول کی ہے جو دائمی

ہے اور عزت ایمانداروں صالحین کی ہے جو محض ایمان کی وجہ سے معزز ہیں چاہے امیر ہیں یا غریب اس میں کچھ شک نہیں انکے

علاوہ علماء فقراء عزت کے مستحق ہیں وہ مناسب مومنین میں داخل ہیں مگر منافق لوگ جانتے نہیں کہ عزت کیا شے ہے

مسلمانو تم جانتے ہو کہ ان منافقوں کا یہ گھمنڈ دو وجہ سے ہے ایک مال و دولت کی وجہ سے دوم قوت بازو سے۔ یعنی یہ جانتے ہیں

کہ ہم مالدار ہیں ہم اولاد والے ہیں ہم جہاں کھڑے ہو جائیں ہماری قوت ہمارے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ

مسلمانو! تمہارے مال اور اولاد تم کو اللہ کے ذکر سے غافل نہ کریں جو لوگ یہ کام کریں گے نقصان اٹھائیں گے اور

فَأُولَئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ۝ وَأَنْفِقُوا مِنْ مَّا رَزَقْنَاكُمْ مِمَّنْ قَبْلُ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ

ہمارے دے میں سے خرچ کیا کرو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے تو کتنے گئے اسے

الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ ۖ فَأَصَّدَّقْتُ وَأَكُنُّ مِنَ الصَّٰلِحِينَ ۝

میرے خدا تو مجھے تھوڑے دنوں کی مہلت دیتا تو میں تیری راہ میں صدقہ خیرات کرتا اور میں صالحین میں داخل ہو جاتا جب کبھی کسی

وَلَنْ يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ۝

نفس کی موت کا وقت آجاتا ہے تو خدا اسے مہلت نہیں دیا کرتا اور اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے

سورت تغابن

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خدا کے نام سے شروع جو بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے

يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۗ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ

جو جو چیزیں آسمان میں اور جو زمینوں میں ہیں وہ سب اللہ کے نام کی تسبیح پڑھتی ہیں تمام ملک اسی کا ہے ہر قسم کی تعریفیں اسی خدا کے لئے ہیں

شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

اور وہ ہر کام پر قدرت رکھتا ہے

ساتھ ہے یہ باتیں غرور کی ہیں مسلمانو تم اللہ والے ہو اس لئے تمہارے مال اور اولاد تم کو اللہ کے ذکر سے غافل نہ کریں جیسا

ان لوگوں کو کیا ہے یعنی مال و اولاد کا گھمنڈ نہ کرنا کیونکہ یہ چیزیں آنے جانے والی ہیں ان پر گھمنڈ نہ کرنا اور اترانا نہ چاہئے بلکہ

شکر کرنا چاہئے جو لوگ یہ کام (تکبر اور غرور) کریں گے وہی نقصان اٹھائیں گے پس تم مسلمان ایسے افعال مکروہ سے بچتے رہا

کرو اور منافقوں کی طرح بخل نہ کیا کرو بلکہ ہمارے دئے میں سے نیک کاموں میں خرچ کیا کرو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی

کو موت آجائے تو کتنے گئے کہ ہائے بے وقت موت آئی اے میرے خدا تو مجھے تھوڑے دنوں کی مہلت دیتا تو میں تیری راہ

میں صدقہ خیرات کرتا اور میں نیک اعمال کر کے جماعت صالحین میں داخل ہو جاتا حالانکہ خدا کے ہاں یہ قانون ہے کہ جب

کبھی کسی نفس کی موت کا وقت آجاتا ہے تو خدا اسے ذرہ جتنی بھی مہلت نہیں دیا کرتا پس کوئی کتنا ہی پیچھے درخواستیں کرے

کبھی مہلت نہیں ملتی اور چیخنا اور روٹنا پیشانہ بے کار ہے اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے باخبر اور بڑا ذہین مطلع ہے۔ اسے نہ کسی گواہ کی

حاجت ہے نہ تمہارے انکار سے تم کو کچھ فائدہ!

سورت تغابن

سنو جی جو جو چیزیں آسمانوں اور زمینوں میں ہیں وہ سب اللہ کے نام کی تسبیح پڑھتی ہیں تم نے سنا ہوگا

مرغان چمن بہر صباہ تسبیح کنال با صطلاح

کیوں نہ پڑھیں جبکہ تمام ملک اسی کا ہے ہر قسم کی تعریفیں اسی خدا کے زیبا ہیں وہی خالق ہے وہی مالک ہے وہی رزاق ہے اور ہر

کام پر قدرت رکھتا ہے

هُوَ الَّذِي خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَمِنْكُمْ مُؤْمِنٌ ۗ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ⑤

وہی تو ہے جس نے تم سب کو پیدا کیا پھر تم میں سے بعض منکر ہیں اور بعض مومن ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھتا ہے

خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَأَحْسَنَ صُورَكُمْ ۗ وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ⑥

اس نے آسمان اور زمین کو اٹل قانون کے ساتھ پیدا کیا اسی نے تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں تمہاری صورتیں بنائیں تمہاری صورتیں بہت اچھی بنائیں

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسْرُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ

اور اسی کی طرف تمہارا رجوع ہے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں کے اندر ہے وہ خدا سب کو جانتا ہے جو کچھ تم چھپ کر کرتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو وہ

يَذَاتِ الصُّدُورِ ⑦ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ذَاقُوا وَبَالَ

بھی جانتا ہے اور خدا سینوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہے کیا تمہیں ان کافروں کے کاموں کی اطلاع نہیں پہنچی جو تم سے پہلے گزرے ہیں

أَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ⑧ ذَلِكَ بِأَنَّهُ كَانَتْ تَأْتِيهِمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ

انہوں نے اپنے برے کاموں کا مزہ اچکھا تھا اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب ہے یہ عذاب ان کو اس لئے ہو گا کہ ان کے پاس اللہ کے رسول کھلے احکامات

خدا وہی تو ہے جس نے تم سب کو عدم سے وجود میں پیدا کیا پھر تم میں سے بعض اسی خالق مالک کے منکر ہیں اور بعض قائل

مومن ہیں منکر دو قسم کے ہیں ایک تو سرے سے خدا کی خدائی کا انکار کرتے ہیں۔ دوسرے خدا کی خدائی مان کر اس کے ساتھ

غیروں کو شریک کرتے ہیں تم مسلمانوں کو ایسا نہ ہونا چاہیے اور یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے اسے

کسی کی اطلاع یا رپورٹ دینے کی ضرورت نہیں وہ بذات خود عالم ہے بصیر ہے دانائے راز ہے اگر وہ بذات خود عالم نہ ہوتا تو اتنی

بڑی مخلوق کو ایسے احسن انتظام میں کس طرح پیدا کرتا اسی نے آسمان اور زمین اٹل قانون کے ساتھ پیدا کئے کیا مجال کہ ان

میں کسی طرح کی خرابی یا نقصان آئے بلکہ شروع سے باقاعدہ چلاتا آیا ہے اور جب تک چاہے گا چلاتا جائے گا اسی نے تمہاری

ماؤں کے پیٹوں میں تمہاری صورتیں بنائیں اور تمہاری صورتیں مناسب شکل میں بہت اچھی بنائیں یہ نسبت دوسرے

حیوانات کے اپنے چہروں کو دیکھ لو، کیسے خوبصورت ہیں۔ ہر ضرورت کا سامان ان میں موجود ہے سننے کو کان ہیں، دیکھنے کو

آنکھیں، سوچنے کو دماغ، کھانے چبانے کو منہ کے اندر دانت چہرہ کیا ہے مجموعہ سامان ضروریہ کا خزانہ ہے پس تم ایسے خالق کا

شکریہ ادا کرو اور دل میں یقین رکھو کہ اس کی طرف تمہارا رجوع ہے جس طرح معلول کا علت کی طرف رجوع ہوتا ہے جتنا

وقت وہ تم کو چاہے گا زندہ رکھے گا جب چاہے گا فنا کر دیگا یہ تو اس کی قدرت کا ذکر ہے علم اس کا اتنا وسیع ہے کہ جو کچھ آسمانوں

اور زمینوں پر یا ان کے اندر ہے وہ خدا سب کو جانتا ہے کوئی چیز اس سے چھپی نہیں اور جو کچھ تم چھپ کر کرتے ہو اور جو بظاہر

کرتے ہیں وہ بھی جانتا ہے اور سنو کہ خدا سینوں کے بھیدوں سے بھی واقف ہے ایسے عالم الغیب قادر قیوم خدا سے بگاڑ کر تم

کہاں پناہ لے سکتے ہوں کیا تمہیں ان کافروں کے کاموں کی اطلاع نہیں پہنچی۔ جو تم سے پہلے گزرے انہوں نے اپنے برے

کاموں کا مزہ چکھا تھا یعنی جو کچھ کیا تھا اس کا بدلہ پایا نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں تباہ ہو گئے اور ابھی آخرت میں ان کے لیے دردناک

عذاب ہے اس کا اندازہ اس وقت ہو گا جب وہ اس عذاب کو دیکھیں گے تو یقین کر لیں گے کہ واقعی وہ قصور وار تھے۔ یہ عذاب

ان کو اس لئے ہو گا کہ ان کے پاس اللہ کے رسول کھلے کھلے احکام لے کر آتے رہے ان رسولوں نے ان کو احکام الہیہ کی تبلیغ کی

فَقَالُوا أَبَشْرًا مِثْلُ نَارٍ فَكَفَرُوا وَتَوَلَّوْا وَاسْتَعْنَى اللَّهُ ط وَاللَّهُ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝

لے کر آتے رہے تو انہوں نے کہا کیا ایک بشر ہمیں ہدایت کرنا چاہتا ہے پس وہ منکر ہو گئے اور منہ پھیر گئے اور اللہ نے بھی ان کی پرواہ نہ کی اللہ بے نیاز ہے

زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ لَنْ يُبْعَثُوا قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا

بذات خود تعریف والی خوبیوں کا مالک ہے کافر لوگوں کا گمان ہے کہ وہ نہ اٹھائے جائیں گے تو کہہ ہاں ضرور تم اٹھائے جاؤ گے پھر تم کو تمہارے کئے ہوئے

عَمِلْتُمْ ۚ وَذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۝ فَاْمُنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا

کاموں سے اطلاع دی جائے گی اور یہ کام اللہ پر آسان ہے پس تم اللہ اور اس کے رسول پر یقین رکھو اور اس نور پر ایمان لاؤ جو ہم نے اتارا

تو انہوں نے ان کے حکموں کو نہ مانا بلکہ انہوں نے کہا کہ میاں کیا ہمارے جیسا ایک آدم زاد بشر نبی بن کر ہمیں ہدایت کرنا

چاہتا ہے انہوں نے اس بات کو غلط جانا کہ بشر خدا کا رسول ہو ان کے خیال میں رسالت کے لئے فرشتہ ہونا چاہیے تھا پس وہ

تجرب سے یہ کہہ کر ان رسولوں کے منکر ہو گئے اور خدائی تعلیم سے منہ پھیر گئے۔ ان کے ایسا کرنے سے رحمت الہی کی توجہ ان

سے ہٹ گئی اور اللہ نے بھی انکی پرواہ نہ کی اللہ تعالیٰ تو سب مخلوق سے بے نیاز ہے اسے کسی کی عبادت سے فائدہ نہیں اسے کسی

کے کفر و عصیان سے نقصان نہیں وہ بذات خود تعریف والا اور ساری خوبیوں کا مالک ہے کسی مخلوق کو خوبی سے اس میں خوبی

نہیں آسکتی کسی کی برائی سے اس میں کمی نہیں آتی کیونکہ اس کا فعل خلق ہے اور خلق کسی مخلوق کی بری نہیں۔ باقی جتنے افعال ہیں

سب ان کے کسب فعل ہیں اچھے ہیں تو ان کیلئے برے ہیں تو ان پر وبال ہیں۔ دیکھو یہ کافر لوگوں کا گمان ہے کہ وہ بغرض جزا و

سزا نہ اٹھائے جائینگے یہ غلط خیال انکا باعث عذاب ہو گا۔ اے نبی تو ان کو اس غلطی پر اطلاع دینے کو کہہ کہ ہاں ضرور تم بروز

حشر قبروں سے اٹھائے جاؤ گے پھر تم کو تمہارے کئے ہوئے کاموں سے اطلاع دی جائے گی کہ تم نے یہ کیا وہ کیا اور یہ مت

سمجھو کہ اتنے پرانے اور کثیر واقعات کی خبر کسی کو ہوگی نہیں ضرور ایسا ہو گا اور یہ کام اللہ پر آسان ہے کوئی امر اسے مانع نہیں

ہو سکتا پس تم اے لوگو! اللہ اور اس کے رسول پر یقین رکھو اور اس نور قرآن پر ایمان لاؤ جو ہم نے اتارا ایمان لا کر خاموش نہ

بیٹھ جاؤ بلکہ اس پر عمل کرو اور یقین رکھو

۱۔ ہمارے ملک پنجاب میں ایسے لوگ بھی ہیں جو حقیقی کہلاتے ہیں مگر عقیدہ ان کا یہ ہے کہ کسی رسول کو خاص کر ہمارے رسول ﷺ کو بشر جانا

کفر ہے اور بشر کہنے والا کافر ہے اس دعویٰ پر آیت دلیل لاتے ہیں کہتے ہیں کہ دیکھو اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کو بشر کہنے والے کافر

ہوئے تھے لہذا رسولوں کو خاص کر رسول اکرم ﷺ کو بشر کہنا کفر ہے حالانکہ آیت کے سیاق سے ثابت ہوتا ہے کہ محض بشر کہنے سے کافر نہیں

ہوئے بلکہ بشر ہونے کی وجہ سے ان کی تکذیب کی اور رسالت سے انکار کیا اس وجہ سے وہ کافر ہوئے تھے۔ قطعی اس کا یہ ہے کہ ایک مقام پر کفار کا

قول یوں ذکر ہے۔ اِنَّكُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا لَوْ كُنْتُمْ اَنْ تَصَدَّقُوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاؤُنَا (پ ۱۳، ع ۱۴) تم رسول ہماری طرح کے بشر ہو ہم

کو ہمارے باپ دادا کے معبودوں سے بناتے ہو۔

۲۔ کے جواب میں حضرات انبیاء علیہم السلام کا قول یوں مذکور ہے۔ اِنْ نَحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰی مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ

(پینک ہم تمہاری طرح بشر ہیں مگر خدا جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے) اس آیت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بشریت محل اختلاف اور باعث

نزاع نہ تھی بلکہ بشریت کے ہوتے ہوئے زیر بحث تھی نبیوں نے اپنی بشریت کا اعتراف کر کے رسالت کو فضل الہی کی صورت میں پیش کیا جس

سے معلوم ہوا رسول کو بشر کہنا کفر نہیں بلکہ عین ایمان ہے۔

وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ۝ يَوْمَ يُجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذَلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ ۚ وَمَنْ

اور اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے جب اجتماع کے روز خدا تم کو جمع کرے گا وہ ہر جیت کا دن ہوگا اور جو کوئی اللہ

يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيَعْمَلُ صَالِحًا يُكْفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي

پر ایمان لایا ہوگا اور نیک عمل کئے ہوں گے خدا اس کی غلطیاں دور کرے گا اور اس کو جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

نہریں جاری ہیں ہمیشہ وہ ان میں رہیں گے یہی بڑی کامیابی ہے اور جنہوں نے انکار کئے اور ہماری

وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ مَا أَصَابَ

آیات کی تکذیب کی ہوگی وہ جہنمی ہوں گے ہمیشہ اس میں رہیں گے وہ جہنم بہت بری جگہ ہے جو کچھ مصیبت پہنچتی ہے

مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ يَهْدِ اللَّهُ قَلْبَهُ ۚ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۝

وہ اللہ کے اذن سے پہنچتی ہے جو کوئی خدا پر ایمان رکھتا ہے خدا اس کے دل کو ہدایت کرتا ہے اللہ ہر چیز کو جانتا ہے

وَاطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَإِنَّمَا يَرْسُلْنَا الْبَلْغَةَ الْبَيِّنَاتُ ۝

اور اللہ اور رسول کی تابعداری کیا کر پھر اگر تم روگردان ہی رہو گے تو ہمارے رسول پر صرف واضح الفاظ میں بیان کر دینا ہے

کہ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں سے باخبر ہے۔ اس وقت تم کو اطلاع دی جائیگی جب اجتماع کے روز قیامت کے دن خدا تم کو جمع کریگا

وہ ہر جیت اور پاس فیل ہونے کا دن ہوگا نیکو کار جنت جائیں گے بدکار ہارے ہوں گے اور اگر تفصیل سے سننا چاہو تو سنو جو کوئی

اللہ پر کامل ایمان لایا ہوگا اور اس کے مقتضاد کے مطابق نیک عمل بھی کئے ہوں گے اور بڑے کبار گناہ شرک کفر بدعت فسق

و فجور سے بچتا رہے ہوگا تو خدا اس کی غلطیاں دور کر دے گا اور اس کی جنتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ہمیشہ

ان میں رہیں گے وہ ایسا کوئی کام کریں گے کہ وہاں سے نکلنے کا موجب ہوگا نہ کوئی شخص بالجبران کو نکالے گا یہی بڑی کامیابی ہے خدا

جسے نصیب کرے وہی خوش نصیب ہے اور ان کے مقابل جہنوں نے ہماری (خدا کی) ذات یا صفات سے انکار کئے اور ہماری

آیات آفاقی یا قرآنی کی تکذیب کئے ہوں گے خواہ وہ کسی رنگ میں ہوں گے وہ جہنمی ہوں گے ہمیشہ اس میں رہیں گے کوئی

شخص ان کو اس عذاب سے نہیں نکال سکے گا وہ جہنم بہت بری جگہ ہے اس بری میں برے لوگ ہی جائیں گے۔ ہاں ہم نے جن

ایمانداروں کی فضیلت بتائی ہے ان کی علامت بھی سنئے مگر اس سے پہلے تمہید ہے کہ جو کچھ مصیبت دنیا میں پہنچتی ہے وہ اللہ کے

اذن مقررہ قانون سے پہنچتی ہے اس میں کسی پیر فقیر وغیرہ کو داخل نہیں ہوتا جو کوئی خدا پر کامل ایمان رکھتا ہے خدا اس کے دل

کو ہدایت کرتا ہے یعنی وہ جانتا ہے کہ دنیا میں ہر فعل کلی ہو یا جزئی خدا کے ارادہ اور حکم سے وقوع پذیر ہوتا ہے اس لئے عارفان

خدا اقول ہے

کارزلف تست مشک افشانی ما عاشقان مصلحت را تہمت بر آہوئے چلیں بستہ اند

اور اس کے علاوہ یہ بھی جانتے اور مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے پس تم ہر وقت اس پر پختہ رہو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ہر

کام پر مطلع ہے اور اللہ کی تابعداری کیا کروا میں تمہاری بہتری ہے اسی میں تمہاری نجات ہے۔ پھر اگر تم منکرین اسلام

اسلام سے روگردان ہی رہو گے تو سن رکھو کہ ہمارے رسول محمد ﷺ کے ذمہ صرف واضح الفاظ میں بیان کر دینا فرض ہے اس

کے سوا اور کچھ نہیں۔ اللہ نے اپنے رسول کے ذمہ جو پیغام پہنچانا فرض کیا ہے اس کا سب سے مقدم حصہ یہ ہے کہ

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَعَلَى اللَّهِ فليتوكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١٠﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّا

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور ایمانداروں کو چاہئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کیا کریں اسے ایمان والو! تمہاری بیویوں اور
من أزواجكم وأولادكم عدواً لكم فاحذروهم، وإن تعفوا وتصفحوا وتغفروا فإن

اولادوں میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں پس تم ان سے بچتے رہو اور اگر معاف کرو اور بخش دیا کرو تو اللہ بخشنے
اللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿١١﴾ إِنَّا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٢﴾

والا مہربان ہے سوائے اس کے نہیں کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے دہال جان ہیں اور
فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَأَسْمِعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِّأَنْفُسِكُمْ مِمَّا مَنِ يَتُوقُ شَرَّ

اللہ کے نزدیک بڑا اچھا بدلہ ہے جس تم جتنا ڈر سکتے ہو اللہ ہی سے ڈرا کرو اور سنا کرو اور اللہ ورسول کی اطاعت کیا کرو اور پاک مال خرچ کیا کرو
نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٣﴾ إِن تَقْرَضُوا لِلَّهِ قَرْضًا حَسَنًا يُّضْعِفْهُ لَكُمْ

اور جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے بچ جائیں وہی لوگ نجات کے حق دار ہیں اگر تم اللہ کو قرض حسد دو گے تو خدا اسے بڑھا کر تمہیں دے گا
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں پس اللہ ہی کی عبادت کیا کرو اور ایمانداروں کو چاہئے کہ اللہ ہی پر بھروسہ کیا کریں۔ اپنے سب کام

اسی کے حوالے کریں جیسا کسی عارف خدا نے کہا ہے
سب کام اپنے کرنے کی تقدیر کے حوالے نزدیک عارفوں کے تدبیر ہے تو یہ ہے

اے ایمان والو! تم لوگ چونکہ خدا کو مالک مختار مان چکے ہو اس لئے تمہارا فرض اولین ہے کہ تم اسی کے ہو اور اس تعلق خاص
سے روکنے والوں میں بڑے روکنے والے اولاد اور بیویاں ہوتی ہیں سو سنو کہ تمہاری بیویوں اور اولادوں میں سے بعض بعض

حقیقت میں تمہارے دشمن ہیں کیونکہ وہ تم کو خدائی تعلق کے خلاف لے جاتے ہیں یا لے جانے کی کوشش یا مدد کرتے ہیں
کیونکہ وہ تم کو دنیاوی رسوم میں پھنساتے ہیں پس تم ان سے بچتے رہو اور اس بچنے کا مطلب یہ نہیں کہ تم ان کو ہر وقت زدو

کوب کیا کرو اور بد اخلاقی سے پیش آؤ نہیں بلکہ اگر خود اپنے عقائد پر مضبوط رہ کر ان کے قصور ان کو معاف کرو اور چشم پوشی
کرتے رہو بلکہ ان کے قصور بخش دیا کرو تو اللہ تمہارے حق میں بخشے والا مہربان ہے۔ آخر تم بھی تو خدا کی کبھی کبھار بے فرمانی

کرتے ہو پس جو شخص اپنے گناہوں کی بخشش چاہے وہ اپنے ماتحتوں کے گناہ بخشے تو خدا کی رحمت اور مغفرت سے حصہ پائے گا۔
باقی رہا یہ خیال کہ اہل خانہ اور اولاد کی مخالفت کرنے سے گھر میں بگاڑ کر نا اچھا نہیں اس سے عیال کی حفاظت رہ سکتی ہے نہ اولاد

کی سنو سوائے اسکے نہیں کہ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے حقیقت میں وبال جان ہیں اور باعث امتحان اور اگر ان کو ان
بما تَحْتِ حُكْمِ خَدِ اسْتَعْمَالِ كَرُوْغَةِ تَوَانْجَامِ نِيْكَ هُوْكَ بَدَطْرِيْقِ سَعِ كَرُوْغَةِ تَوَابِرِ بَدَلِ بَاوْغَةِ هَا سَن رَكُوْكَ اللّٰهُ كَعِ نَزْدِيْكَ

بڑا اچھا بدلہ ہے پس تم ایماندار لوگ اولاد اور ازواج سے نہ ڈرو بلکہ جتنا ڈر سکتے ہو اللہ ہی سے ڈرا کرو اور خدائی احکام دل سے سنا
کرو اور اللہ ورسول کی اطاعت کیا کرو اور حلال کمائی پاک مال خدا کی راہ میں خرچ کیا کرو اپنے لئے کار خیر مال سے علم سے عزت و

جاہت سے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچایا کرو۔ اس میں شک نہیں کہ انسان کی عادت بخل ہے اور خدا کے ہاں یہ قاعدہ ہے کہ جو لوگ
اپنے نفس کے بخل سے بچ جائیں یعنی بخل ان کا ان کی فیض رسانی پر غالب نہ آئے فیاضی انکے بخل پر غالب رہے تو وہی لوگ

نجات کے حقدار ہیں پس تم اپنے نفسانی بخل کو فیاضی پر غالب آئے دو بلکہ فیاضی کو بخل پر غالب کیا کرو سنو اگر تم اللہ کی راہ
میں فقراء اور مساکین کی حاجت روائی میں خرچ کرو گے تو گویا اللہ کے قرض حسد دو گے اللہ کو قرض حسد دینے سے یہ

مطلب نہیں کہ خدا غریب نادار ہے اور تم امیر اور مالدار ہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ کار خیر میں خرچ کرتے ہوئے تم دل میں یہ
جانو کہ ہم اللہ کے پاس جمع کرتے ہیں جو مال ایسی نیت سے خرچ کرو گے تو خدا اسی مال کو بڑھا

وَكَفِّرْ لَكُمْ ۝ وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ ۝ عِلْمُ الْغَيْبِ ۝ وَالشَّهَادَةُ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

اور تمہارے گناہ بخش دے گا اللہ بڑا قدردان اور حلم والا ہے وہ غائب کو جانتا ہے بڑا زبردست بڑی حکمت والا ہے

سورت الطلاق

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعَدَّتِهِنَّ وَأَحْصُوا الْعِدَّةَ ۝ وَاتَّقُوا

اے نبی جب تم عورتوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت میں طلاق دیا کرو اور عدت شمار کیا کرو اللہ اپنے پروردگار

اللَّهُ رَبَّكُمْ ۝ لَا تَخْرَجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَنَّ بِقَاحِشَةٍ

سے ڈرتے رہا کرو تم ان کو ان کے مکانوں سے نہ نکالا کرو اور نہ وہ خود نکلا کریں ہاں جس وقت وہ کھلی بدکاری کریں تو

مُبَيِّنَةٍ ۝ وَرِتْلِكَ حُدُودُ اللَّهِ ۝ وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهُ ۝

نکال دو اور یہ اللہ کی حدیں ہیں جو کوئی اللہ کی حدود سے تجاوز کرے گا اس نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا

کر تمہیں دیگا ایک پیسہ کے سات سو پیسوں تک بلکہ ان سے بھی زیادہ عنایت کریگا اور اس پر مزید کہ تمہارے گناہ بخش دے گا

اور ہر طرح کے احسان تم پر کرے گا۔ اللہ بندوں کے نیک کاموں کا بڑا قدردان اور حلم والا ہے اس سے کسی کا نیک و بد مخفی

نہیں۔ باوجود جاننے کے بوجہ علم کے جلدی سزا نہیں دیتا وہ غائب اور حاضر کو جانتا ہے بڑا زبردست بڑی حکمت والا ہے۔ اس

کے قدرتی کاموں میں کوئی مانع نہیں۔ اسکے افعال بذات خود حکمت سے لبریز ہیں مگر لوگ جلد باز ہیں کہ اس کے کاموں کی

حکمت نہیں سمجھ سکتے اللھم علمنا الحکمة

سورت طلاق

اے نبی تو دنیا کے لوگوں کو تعبدی ہی اخلاقی اور تمدنی ہر قسم کے احکام سکھانے کو ہماری طرف سے بھیجا گیا ہے اس لئے تو ان

مسلمانوں کو تمدنی احکام سنا کہ مسلمانوں کو بوجہ تم عورتوں کو بوجہ ضرورت طلاق دینا چاہو تو ان کی عدت یعنی طہر کی حالت میں طلاق

دیا کرو اور بعد طلاق عدت شمار کیا کرو کہ تین ماہ گزر جائیں تاکہ عدت پوری ہونے پر انکو نکاح ثانی کی اجازت ہو سکے اور بڑی

بات تو یہ ہے کہ نکاح ہو یا طلاق ہر کام میں اللہ اپنے پروردگار سے ہر حال میں ڈرتے رہا کرو کوئی کام ایسا نہ کرو جو اس کی مرضی

کے خلاف ہو سنو! طلاق کے بعد ایام عدت ہیں تم ان عورتوں کو ان کے رہائشی مکانوں سے نہ نکالا کرو کیونکہ وہ بیچاری ابھی تک

تم سے وابستہ ہیں اور نہ وہ خود نکلا کریں بلکہ چاہئے کہ ایام عدت اسی مکان میں گزارا کریں تاکہ تمہاری مصالحت کی بھی کوئی

صورت ہو سکے ہاں جس وقت وہ اس مکان میں کسی قسم کی کھلی بدکاری کریں تو ان کو اپنے مکان سے نکال دو یہ جائز ہے کیونکہ

اس صورت میں صاحب مکان کی بھی بدنامی متصور ہے جو کسی طرح گوارا نہیں اور سنو یہ اللہ کے احکام کی حدیں ہیں جو کوئی

اللہ کی حدود تجاوز کریگا یعنی ان احکام کی ہنگ یا بے فرمانی کریگا وہ سمجھے کہ اس نے اپنے نفس پر بڑا ظلم کیا جس کا خمیازہ اسے اٹھانا

پڑیگا۔ عدت کے اندر جو عورتوں کو اسی مکان میں رہنے کی پابندی کی گئی ہے تم اسی حکمت نہیں جانتے

۱۔ تعبدی احکام وہ ہیں جو عبادت کے متعلق ہیں جیسے نماز روزہ وغیرہ اخلاقی جیسے راست گوئی وغیرہ تمدنی انسانی ملاپ باہمی ہمدردی کے متعلق۔

لَا تَذَرْنِي لَعَلَّ اللَّهَ يُحْدِثُ بَعْدَ ذَلِكَ أَمْرًا ۝ فَإِذَا بَلَغْنَ آجَلَهُنَّ فَامْسِكُوهُنَّ

شاید اللہ اس کے بعد کوئی امر پیدا کر دے پھر جب وہ اپنی عدت کو پہنچے لگیں تو ان کو عزت کے
بِعَرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهَدُوا ذَوْنَهُ عَدْلٍ مِّنْكُمْ وَأَقِيمُوا

ساتھ روک لیا کرو یا دستور کے موافق ان کو جدا کر دیا کرو اور دو عادل گواہ بنا لیا کرو اور شہادت اللہ کے لئے
الشَّهَادَةَ لِلَّهِ ۚ ذَٰلِكُمْ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۚ وَمَن يَتَّقِ

دیا کرو جو لوگ اللہ پر اور پہنچے دن پر ایمان رکھتے ہیں ان کو یہ نصیحت کی جاتی ہے جو شخص اللہ سے ڈرے تو
اللَّهُ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۚ وَيَزِدْهُ مِّنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ۚ وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ

اللہ اس کے لئے راہ نکال دے گا اور خدا اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا جو کوئی اللہ پر بھروسہ
فَهُوَ حَسْبُهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بَالِغُ أَمْرِهِ ۚ قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لِكُلِّ شَيْءٍ قَدْرًا ۝

کرے وہ اس کو کافی ہوگا بے شک اللہ تعالیٰ کرتا ہے خدا نے ہر چیز کے لئے اندازہ اور وقت مقرر کر رکھا ہے
سنو شاید اللہ تعالیٰ اس واقعہ طلاق کے بعد کوئی امر پیدا کر دے یعنی ان میاں بیوی میں مصالحت کی صورت ہو جائے کیونکہ
ایک دوسرے کو دیکھے گا تو محبت آجائے اس صورت میں خفگی دور ہو کر مصالحت ہو جائے گی پھر جب اپنی مدت کو پہنچے لگیں
یعنی در صورت طلاق رجعی (ایک یا دو) ہونے کے عدت ختم ہونے کو آئے تو تم کو اختیار ہے کہ بحکم

الطَّلَاقِ مَرَّتَانٍ فَاِمْسَاكِ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيحٍ بِاِحْسَانٍ

ان المطلقات کو عزت کے ساتھ روک لیا کرو یا دستور شرعی کے موافق ان کو جدا کر دیا کرو اور اس قسم کے واقعات پر اپنے
مسلمانوں میں سے دو عادل حق گواہ بنالیا کرو اور گواہوں کو فرمان خداوندی سنا دو کہ سچی سچی خدا لگتی شہادت اللہ کے خوف اور
اپنی نجات کے لئے دیا کرو یہ کام ایمانداروں کے ہیں اس لئے جو عدل و انصاف اور سچی شہادت دینے میں بعض اوقات برادری یا
خاندان میں یا شہر اور محلے میں بڑی مشکلات پیدا ہوتی ہیں سو یاد رکھو کہ ایسے وقت میں جو شخص اللہ سے ڈرے اور اس سے ڈر کر
کام کرے اور شہادت ہو یا بیان حق تو اللہ اس کے لئے راہ نکال دیگا جس سے اس کی مشکلات حل ہو جائیں گی اور اگر ادشہادت حقہ
سے اس کو مالی نقصان ہوگا تو خدا اس کو ایسی جگہ سے رزق دے گا جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہوگا پس تم ہر کام میں خدا کی رضا
جوئی کا خیال مقدم رکھا کرو اور دل میں یقین رکھو کہ جو کوئی اللہ پر بھروسہ کرے وہ خدا اس کو کافی ہوگا۔ پس تم ایمانداروں کو
چاہیے کہ ہر کام خدا کے سپرد کرو۔ اللہ تعالیٰ اپنے منشا کے مطابق اپنا کام کر دیا کرتا ہے لیکن لوگ جلد باز ہیں کہتے ہیں کہ جتنے
وقت میں ہم چاہیں ہو جائے مگر ہوتا اسی وقت ہے جو اللہ کے نزدیک وقت مقرر ہے کیونکہ خدا نے ہر چیز کے لئے اندازہ اور
وقت مقرر کر رکھا ہے زندگی اور موت میں تو ہر چیز اندازہ میں محدود ہے شرعی احکام میں بھی اندازہ مقرر ہے دیکھو تم کو پہلے بتایا
گیا ہے کہ جن عورتوں کو تم طلاق دے کر چھوڑ دو ان کی عدت کا وقت تین دفعہ حیض سے پاک ہونا ہے مگر جن کو حیض نہ آئے
ان کا حکم سنو

۱۔ طلاق دو قسم پر ہے رجعی اور مغلظ رجعی ایک دو تک طلاق ہوتی ہے تین کے وقوع پر مغلظ طلاق ہو جاتی ہیں مغلظ میں مصالحت با رجوع جائز
نہیں رجعی میں عدت کے اندر کے مصالحت جائز ہے۔

وَالَّذِي يَسْنَنَ مِنَ الْمَجْبُورِينَ مَنْ تَسَاكَيْكُمْ إِنْ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ ۚ

جو تمہاری عورتیں حیض آنے سے ناامید ہو چکیں اور جن کو حیض آیا ہی نہیں ان کی تین مہینے کی معیاد ہے او جو حمل والی عورتیں

قَالَ لِي لَمْ يَحْضُنَّ وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ

ہیں ان کی عدت ان کے وضع حمل تک ہے جو کوئی اللہ سے ڈرے خدا اس کے لئے آسانی پیدا کر دیا کرتا

يَجْعَلَ لِمَنْ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا ذَلِكَ أَمْرُ اللَّهِ أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ ۚ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَكْفُرْ عَنْهُ

ہے یہ خدائی حکم ہے اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے اور جو کوئی اللہ سے ڈرتا رہے خدا اس کی غلطیاں

سَيَاتِهِ وَيُعَظِّمُ لَهُ أَجْرًا ۝ أَشْكُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكُنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ

معاذ کر دے گا اور اس کو بڑا اجر دے گا ان مطلقہ عورتوں کو اپنے مقدر کے موافق وہیں رکھو جہاں تم خود رہتے ہو

سنو جو تمہاری قوم کی عورتیں بوجہ صعیفی یا بسبب بیماری کے حیض آنے سے ناامید ہو چکی ہیں اور جن کو ابھی حیض آیا ہی نہیں

قبل حیض ہی شادی ان کی ہو گئی ہو اور طلاق کی نوبت آجائے ان کو اگر عدت گزارنے کا موقع آئے تو ان کی تین مہینے کی

معیاد ہے وہ قمری تین ماہ عدت گزار کر نکاح ثانی کر لیں اور گریہ عورتیں یا کوئی بھی منکوحہ بالغہ ہو یا نابالغہ خاوند سے ملی نہیں اور

قبل ملاپ ہی ان کی جدائی ہو گئی ہے تو ان پر کوئی عدت نہیں نہ تین حیض نہ تین یوم اور حمل حالت میں چونکہ حیض نہیں آتا نہ

وہ بے امید ہی ہیں اس لئے اس کا حکم جدا ہے وہ بھی سنو جو حمل والی عورتوں ہیں ان کو اگر عدت طلاق یا عدت وفات لازم ہو تو

ان کی عدت ان کے وضع حمل تک ہے۔ جب وہ وضع حمل کر چکیں تو فوراً نکاح کر سکتی ہیں چاہے مدت نفاس ہی میں کر لیں ہاں

عدت کا حکم اور اس میں انتظار بیشک اس مقولہ کا مصداق ہے الانتظار اشد من الموت اور اس میں غلطی ہو جانے کا احتمال

ہے مگر جو کوئی اللہ سے ڈرے خدا اس کے لئے اس کے مشکل سے مشکل کام میں بھی آسانی پیدا کر دیتا ہے پس تمہاری

زندگی کا مقصود اور تمہاری کامیابی کا گریہ ہے کہ تم اللہ کا خوف دل میں جا لگزین کر رکھو یہ اول درجہ میں خدائی حکم ہے

اس نے تمہاری طرف نازل کیا ہے جیسا تم سے پہلے لوگوں پر نازل کیا تھا پس اس کی حافظت کرتے رہو اور دل میں یقین رکھو کہ

جو کوئی اللہ سے ڈرتا ہے خدا اس کی غلطیاں معاف کر دینا اور اس کے نیک کاموں کے بدلہ اس کو بہت بڑا اجر دینا پس تم اللہ سے

ڈر کر ان مطلقہ عورتوں کو اپنی مقدر کے موافق وہیں رکھا کرو جہاں تم خود رہتے ہو تاکہ تمہاری باہمی دید بازی سے تمہاری

رنجش دور ہو کر صلح ہو جائے اور

۱۰ آیت یا ایہا الذین امنوا اذا نكحتم المومنات ثم طلقوهن من قبل ان تمسوهن فما لکم علیہن من عدة تعتدونها (پ ۲۲

ع ۳) کی طرف اشارہ ہے

۱۱ یہ حکم ان طلاق کے لئے ہے جن کو ایک یا دو طلاقیں ملی ہوں جن کے بعد عدت کے اندر اندر رجوع جائز ہے کیونکہ شروع سورت سیاق

عبارت رجعی طلاق کے متعلق چلا آ رہا ہے مثلاً یہ ارشاد کہ لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا نیز ارشاد ہے فامسکوهن بمعروف وغیرہ پہلے

ارشاد میں صلح کی طرف اشارہ ہے دوسرے صاف لفظوں میں امساک (روک لینے) کی اجازت ہے یہ تو مقررہ بات ہے کہ مطلقہ ۲ طلاق ہونے کی

صورت میں رجوع جائز نہیں۔ ان قرآن صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حکم (نقذہ اور سکنی کا) کا مغلظہ ۳ طلاق کو شامل نہیں۔ رہا یہ سوال کہ

مغلظہ کے لیے کیا حکم ہے اس کا حکم حدیث فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا میں ملتا ہے فاطمہ موصوفہ کو تین طلاق ہوئیں تو آنحضرت ﷺ نے اس

کے لئے نقذہ اور سکنی نہیں دلایا تھا (صحیح مسلم باب الطلاق البائن لا نفقہ لہا)

وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ ۖ وَإِنْ كُنَّ أُولَاتٍ حَمِيْلًا فَانْفِقُوا عَلَيْهِنَّ

اور ان کو تکلیف نہ دینا تاکہ ان کو تنگ کر دو اور اگر وہ حاملہ ہیں تو ان کے وضع حمل تک ان کو خرچ دیا کرو پھر اگر

حَتَّىٰ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ۚ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاتُّوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ۚ وَاتَّمِرُوا بَيْنَكُمْ

وہ تمہاری اولاد کو دودھ پلائیں ان کی اجرت دیا کرو اور باہمی مشورے کے ساتھ نیک دستور کی موافق کاربند ہوا کرو

بِمَعْرُوفٍ ۚ وَإِنْ تَعَاَسَرْتُمْ فَمَنْزِعُهُمْ لَهُمْ أَخْرَىٰ ۗ لِلْيَفْقِ ذُو سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهِ ۗ

اگر تم مضاقتہ سمجھو تو اس مرد کی ذمہ داری پر اس کے لئے کوئی اور عورت بیچ کر دودھ پلائے جو وسعت والا ہے وہ اپنی وسعت

وَمَنْ قَدَّرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَلْيَنْفِقْ وَمَا أَنشَأَ اللَّهُ ۗ لَا يَكْلِفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا

سے خرچ کرے اور جس کا رزق تنگ ہے وہ بھی اللہ کے دئے ہوئے مال میں سے خرچ کرے اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اتنا

أَتَاهَا ۗ سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا ۚ وَكَأَيِّنْ مِنْ قَرْبِيَةٍ عَتَتْ عَنْ أَمْرِ رَبِّهَا

ہی حکم دیتا ہے جتنی اس کو طاعت دی ہے اللہ بعد سختی کے آسانی کر دے گا کئی بہتیوں نے اپنے رب کے حکم سے اور اس کے رسولوں

وَرُسُلِهِ فَمَا سُبْنَهَا حَسَابًا شَدِيدًا وَعَدَّبْنَاهَا عَذَابًا نُكْرًا ۗ

کے حکم سے سرکشی کی تھی پھر ہم نے بڑی سختی سے ان کے اعمال کا محاسبہ کیا اور ان کو سخت عذاب کیا

اور تقاضائے انصاف یہ ہے کہ اپنے گھر میں رکھ کر ان کو تکلیف نہ دینا تاکہ ان کو تنگ کر دو اور دیا ہو اور غیرہ واپس وصول کرو یا وہ

تنگ ہو کر نکل جائیں یہ سب مخفی راز اللہ کو معلوم ہیں کہ کون کس نیت سے کام کرتا ہے اور کون کس غرض سے ایک اور حکم

بھی سنو اگر وہ مطلقہ عورتیں حاملہ ہیں تو چاہے ہم ۳ طلاق مغلطہ ہوں تو بھی ان کے وضع حمل تک ان کو خرچ دیا کرو کیونکہ

حمل کی وجہ سے ان کو تم سے ایک گونہ تعلق ہے اور وہ ایک طرح سے تمہاری خدمت میں مشغول ہیں پھر اگر وہ مطلقہ عورتیں

تمہاری اولاد جو بعد طلاق یا قبل طلاق جنی ہیں دودھ پلائیں تو اس حال میں ان کی دودھ پلوانی کی اجرت ان کو دیا کرو کیونکہ اولاد

تمہاری نسل ہے اور وہ عورتیں ان کی خدمت میں مشغول ہیں اور باہمی مشورے کے ساتھ نیک دستور کے موافق کاربند ہوا

کر بیچنے کے حق میں جو کچھ مشورے سے بچت و پز ہو اس پر عمل کرو اور اگر تم دونوں فریق فریق زوج اور فریق زوجہ کسی وجہ

سے بیچنے کو مال کا دودھ پلانے میں مضاقتہ سمجھو مثلاً عورت کو کسی قسم کی بیماری ہے جس میں اس کا دودھ بیچنے کو مضر ہونے کا

احتمال ہے یا عورت مطلقہ نے دوسرا نکاح کر لیا ہو جس کی وجہ سے وہ دوسرے خاوند سے مشغول ہو گئی ہے غرض کسی معقول وجہ

سے مال کا دودھ بیچنے کو پلانے میں تم خرچ سمجھو تو اس مرد کی ذمہ داری پر اس کے لئے کوئی اور عورت اس بیچنے کو دودھ پلا دے

تاکہ وہ بچہ ضائع نہ ہو اور اس دایہ کے دودھ کی اجرت بیچنے کے والد پر ہوگی جو وسعت والا ہے وہ اپنی وسعت سے خرچ کرے

اور جس کا رزق تنگ ہے وہ بھی اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرے یہ نہیں کہ غریب کو امیر کی برابری کا حکم دیا جائے

اور امیر غریب کی ریس کرے نہیں بلکہ اصلی بات یہ ہے کہ اللہ ہر شخص کو اتنا ہی حکم دیتا ہے جتنی اس کو طاقت دی ہے امیر کو اس

کی وسعت کے موافق غریب کو اس کی گنجائش کے مطابق غریب لوگ تعمیل کرنے میں حیل و حجت نہ کریں بلکہ تعمیل کر کے

امید رکھیں کہ اللہ تعالیٰ تم پر بعد تنگی کے آسانی کر دے گا پس یاد رکھو کہ خدائی حکموں سے سرتابی کرنی کسی طرح جائز نہیں نہ غنا

کی وجہ سے نہ فقر کے سبب سے سنو بہتیوں نے اپنے رب کے حکم سے اور اس کے رسولوں کے حکم سے سرکشی کی تھی نہ خدا

کی توحید کو ماننا نہ رسولوں کی رسالت تسلیم کی نہ ان کے حکموں کی تعمیل کی پھر ہم (خدا) نے بڑی سختی سے ان کے اعمال کا محاسبہ

کیا یعنی ذرہ پر مواخذہ کیا اور ان کے اعمال بد کی سزا دی انکو سخت عذاب کیا

فَدَاؤَتْ وَبَالَ أَمْرِهَا وَكَانَ عَاقِبَةُ أَمْرِهَا خُسْرًا ۝ اَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا

پس انہوں نے اپنے کام کا مزہ چکھا اور انجام کار نقصان ہوا اور اللہ نے ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے پس تم

شَدِيدًا ۝ اِنْفَا تَقُوا اللَّهَ يَا اُولِي الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِينَ اٰمَنُوا ۗ قَدْ اَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكُم

کے عظیم ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اسی نے ایک نصیحت کرنے والا رسول تمہاری طرف بھیجا جو اللہ کے کھلے

ذِكْرًا ۝ رَسُوْلًا يَتْلُو عَلَيْكُمْ اٰيَاتِ اللَّهِ مُبَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوْا

کھلے احکام تم کو سناتا ہے جو لوگ ایمان لاکر عمل نیک کرتے ہیں ان کو ظلمات سے نکال کر نور کی طرف لے جائے

الصّٰلِحِيْنَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ وَيَعْمَلْ صٰلِحًا يُدْخِلْهُ

جو کوئی اللہ پر ایمان لائے اور نیک کام کرے خدا اس کو جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری

جَدَّتْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا ۗ اِلَّا نَهْرٌ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ۗ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَكَ رِزْقًا ۝

ہوں گے ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ نے ان کے لئے عزت کا رزق تیار کر رکھا ہے اللہ وہ ذات

اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَمِنَ الْاَرْضِ ۗ مِثْلَهُنَّ ۗ يَنْزِلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ

ہے جس نے سات آسمان تہ بہ تہ پیدا کئے اور انہی کی طرح زمینوں کو بنایا اللہ کا حکم ان میں اترتا ہے تاکہ تم جانو

لِتَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰۤى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۗ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا ۝

اللہ ہی ہر چیز پر قادر ہے اور ہر چیز اللہ کے احاطہ علم میں ہے

پس انہوں نے اپنے برے کام کا مزہ چکھا اور ان کا انجام کار نقصان ہوا یہ تو دنیا میں ان کو سزا ملی اور ابھی آخرت میں اللہ نے

ان کے لئے سخت عذاب تیار کر رکھا ہے پس تم اے عظیمندو ایمان والو! یہ سمجھو کہ نفع نقصان عزت و ذلت سب اللہ کے ہاتھ

میں ہے پس اسی سے ڈرتے رہو اور جو مانگنا ہے اس سے مانگا کرو۔ دیکھو اسی اللہ نے ایک نصیحت کرنے والا رسول محمد

(ﷺ) تمہاری طرف بھیجا ہے جو اللہ کے کھلے کھلے احکام تم کو سناتا ہے تاکہ جو لوگ ایمان لاکر عمل نیک کرتے ہیں ان کو

کفر شرک حرص اور عداوت وغیرہ وغیرہ کی ظلمات سے نکال کر نور ہدایت کی طرف لے جائے چنانچہ تم مسلمان نبی کی صحت

تامہ سے خود اپنی طبیعتوں کا اندازہ کر لو کہ اس رسول کے آنے سے پہلے تم کیا تھے اور اب کیا ہو۔ بس یہی ایک بات ہے جس

کو ہمیشہ ذہن نشین رکھنا چاہیے تم (موجودہ ایمانداروں) سے یہ مخصوص نہیں بلکہ خدائی قانون عام ہے کہ جو کوئی اللہ پر ایمان

لائے اور نیک کام کرے خدا اس کو جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی ان میں چند روزہ ان کی رہائش

نہ ہوگی بلکہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان نیکو کار لوگوں کے لیے عزت کا رزق خوب تیار کر رکھا ہے ایسا کہ

دنیا میں اس کی مثال نہیں ملتی نہ ملے گی۔ اس واسطے کہ یہ لوگ اللہ کے مہمان ہوں گے اور اللہ وہ ذات ہے جس نے سات

آسمان تہ بہ تہ پیدا کئے ہیں اور انہی کی طرح زمینوں کو بنایا ہر آن اللہ کا حکم تکوینی ان میں اترتا رہتا ہے۔ جو چیز پیدا ہوئی ہے

اسی کے حکم سے پیدا ہوئی ہے۔ یہ بات تمہیں اس لئے بتائی جاتی ہے تاکہ تم جانو کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنے علمی اور

قدرتی احاطہ میں گھیرا ہوا ہے

قدرتی احاطہ میں گھیرا ہوا ہے

سورت تحریم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللَّهُ لَكَ ۚ تَبَتَّغِي مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ وَاللَّهُ

اے نبی! جس چیز کو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے تم اسے حرام کیوں کرتے ہو اللہ عظیم مہربان ہے

عَفُوًّا رَحِيمًا ۝ قَدْ فَرَضَ اللَّهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللَّهُ مَوْلَاكُمْ ۖ وَهُوَ الْعَلِيمُ

تمہاری قسموں کے توڑنے کا طریقہ تمہارے لئے مقرر کر رکھا ہے اور اللہ ہی تمہارا والی ہے اور وہ بڑا علم والا

الْحَكِيمُ ۝ وَإِذْ أَسْرَأَ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا ۚ

حکمت والا ہے جب نبی نے اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کو راز کی بات بتائی

سورت تحریم

اے ہمارے پیارے نبی! جس چیز کو اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے تم اسے اپنے نفس پر حرام کیوں کرتے ہو۔ کسی چیز کی طبیعت نہ چاہے نہ کھاؤ مگر مثل حرام کے ترک کرنا تو اچھا نہیں۔ اللہ جانتا ہے کہ بہ نیت صالحہ تم اپنی بیویوں کی خوشی چاہتے ہو کیونکہ اخلاقی اصول ہے کہ جس گھر میں میاں بیوی کے درمیان سوء مزاجی ہو وہ گھر آباد نہیں رہتا اس اصول سے میاں کو بیوی کی رضا جوئی کرنی جائز بلکہ مستحسن کام ہے مگر چونکہ تم نبی ہو تمہارا ہر کام امت کے لئے شاہراہ ہدایت ہے اس لئے آئندہ ایسا کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے اللہ تعالیٰ عظیم مہربان ہے پس گزشتہ راصلو آئندہ را احتیاط کیونکہ خدا نے تمہاری ایسی بے ضرورت اور پر ضرر قسموں کے توڑنے کا کفارہ یہ دیا کہ وہ دس مساکین کو کھانا کھلاو یا تین روزے رکھو کیونکہ اللہ ہی تمہارا والی ہے اور وہ بڑا علم والا اور حکمت والا ہے۔ سنو تمہیں ایک مفید واقعہ سنائیں جس سے تم کو یہ بات سمجھ میں آئیگی کہ خاص راز کی بات کسی کو سنانے سے پہلے اس رازداری کا حال جاننا ضروری ہے کیونکہ بعض اوقات ایسا معاملہ تمہیں بھی پیش آئیگا جیسا تمہارے نبی کو آیا جب نبی علیہا السلام نے اپنی بیویوں میں سے کسی بیوی کو راز کی بات بتائی اور منع بھی کر دیا کہ کسی سے مت کہنا مگر وہ پختہ کار نہ تھی اس کے منہ سے وہ بات نکلی

شان نزول

آنحضرت ﷺ اپنی بیوی زینب کے گھر میں جاتے تو وہ آپ کو شہد پلاتی۔ دوسری بیویوں نے اس پر رشک کر کے حضور سے عرض کیا کہ آپ کے وہاں مبارک سے موم کی بدبو آتی ہے آپ کو یقین ہوا کہ یہ بدبو شہد پینے کا اثر ہے۔ آپ کو طبعی طور پر بدبو سے نفرت تھی اس لئے آپ نے فرمایا میں قسم کھاتا ہوں آئندہ شہد نہیں پیوں گا اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ (بخاری)

۱۔ شیعہ سنی میں فیصلہ اس آیت کے شان نزول میں شیعوں کی معتبر تفسیر عسکری میں ایک روایت یوں درج ہے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لحفصته ان ابابكر يلي الخلافة بعدى ثم من بعد ابوك (عمر) (تفسیر عسکری سورہ تحریم)

ترجمہ کہ آنحضرت ﷺ نے جو پوشیدہ اپنی بیوی حفصہ کو بتائی تھی وہ یہ تھی کہ میرے بعد ابوبکر خلافت کا والی ہو گا پھر تیرا باپ (عمر) خلیفہ ہو گا؟

فَلَمَّا نَبَتْ بِهٖ وَاظْهَرَهُ اللهُ عَلَيْهِ عَرَفَ بَعْضَهُ وَاَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ ۗ فَلَمَّا نَبَتْ اَهَابَهُ

پھر جب اس نے وہ بتایا اور خدا نے اس پر وہ فعل ظاہر کر دیا تو نبی نے کچھ سمجھایا اور کچھ ٹال دیا پھر جب نبی نے اس بیوی کو

قَالَتْ مَنْ اُنْبَاكَ هَذَا قَالَ نَبَاَنِ الْعَلِيمِ الْحَبِيرِ ۝ اِنْ تَتُوبَاۤ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ

یہ بتایا بیوی نے کہا آپ کو کس نے بتایا نبی نے کہا خدائے علیم وخبیر نے مجھے یہ بتایا ہے تم دونوں اگر توبہ کرو اگر تم کو مناسب

صَغَتْ قُلُوْبِكُمَا ۗ وَاِنْ تَظْهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ

ہے تمہارے دل بگڑ چکے ہیں اور اگر اس کے خلاف منشا سازشیں کرو گی تو اللہ خود اور جبریل اور جملہ نیک لوگ اس کے

الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ ۝ عَسَىٰ رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَقْتُمْ اَنْ يُبَدِّلَهٗٓ اَزْوَاجًا

ہوا خواہ ہیں علاوہ ازیں تمام فرشتے اس کے مددگار ہیں اگر پیغمبر تم کو طلاق دے دے تو تمہارے بدلہ میں خدا اس کو

خَيْرًا مِّنْكُمْ مَّسْلُمًا مُّؤْمِنًا قِنْتِ عِبَادٍ سَبَّحْتِ ثَبَّتِ

بہت جلد ایسی بیویاں دے گا جو تم سے بہتر ہوں گی فرماں بردار ایماندار عاجزی کرنے والیاں توبہ کرنے والیاں عبادت کرنے والیاں روزہ

پھر جب اس بیوی نے دوسری کو راز بتا دیا اور خدا نے اس نبی پر وہ فعل ظاہر کر دیا کہ تمہاری بیوی نے تمہارے راز کی بات بتا دی

تو نبی نے اس بیوی کو اشارہ کیا کچھ سمجھایا اور کچھ ٹال دیا جیسا کہ بڑے لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ ہاتھوں کی ذرہ ذرہ بات پر گرفت

نہیں کیا کرتے اشارہ تا کچھ کہہ دیا کرتے ہیں اور کچھ ٹال دیا کرتے ہیں۔ پھر جب نبی نے اس بیوی کو اس کا یہ فعل بتایا کہ تم نے یہ

راز افشا کیا تو بیوی نے کہا حضور آپ کو کس نے بتایا کیونکہ آپ نے بحکم خداوندی اعلان کیا ہوا ہے میں نے غیب دان نہیں

ہوں نبی نے اس کے جواب میں کہاں ہاں میں غیب دان نہیں ہوں مگر خدائے علیم وخبیر نے مجھے یہ سارا ماجرا بتایا ہے یہ تو ہوا

خانہ نبوی کا قصہ جو تم کو تعلیم کے لئے سنایا گیا ہے تاکہ تم مسلمان رازگوئی اور رازداری میں احتیاط کیا کرو اور ہم اس راز افشا کرنے

والی اور دوسری سن کے آگے کہنے والی دونوں کو مخاطب کر کے حکم دیتے ہیں۔ اے نبی کی بیویاں تم اپنا حال سنو تم میں سے

ایک وہ جس کو نبی نے راز بتایا تھا دوسری وہ جس کو اس بیوی نے راز بتایا اور اس نے شائع کیا تم دونوں بیویاں اس غلطی سے توبہ کرو

(تم کو مناسب ہے) کیونکہ تمہارے دل اس غلط کاری سے بگڑ چکے ہیں اور اگر بفرض محال اس (رسول) کے خلاف منشا

سازشیں کرو گی تو اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گی۔ کیونکہ اللہ خود جبرائیل فرشتہ اور ایماندار لوگ اس کے ہوا خواہ اور محبت ہیں۔ علاوہ

ازیں تمام فرشتے اپنی اپنی حیثیت میں اس کے مددگار ہیں۔ خدا اور ایماندار مسلمانوں کی خیر خواہی اور نصرت کا حال سنو بفرض

محال اگر پیغمبر تم کو طلاق دے دے تو تمہارے بدلہ میں خدا بہت جلد اس کو ایسی بیویاں دیگا جو بالخصوص رازداری میں تم سے بہتر

ہوں گی۔ فرمانبردار ایماندار خدا کے سامنے عاجزی سے دعا کرنیوالیاں غلطیوں سے توبہ کرنے والیاں خدا کی عبادت کرنے

والیاں روزے رکھنے والیاں پیوہ اور

یہ ایک راز تھا جو بیوی نے ظاہر کر دیا تھا جس کے حق میں ارشاد پانچا۔

اخبر رسول الله ﷺ حصفته انه يملك بعده ابو بكر وعمر (تفسیر مجمع البیان شیعہ مطبوعہ ایران زیر ایت لم تحرم)

ترجمہ آنحضرت ﷺ نے اپنی بیوی حصہ کو مخفی بتایا تھا کہ میرے بعد ابو بکر اور عمر والی خلافت ہوں گے

یہ دونوں روایتیں معتبر کتب شیعہ کی ہیں جو سنی روایات کے مطابق ہونے کی وجہ سے مسئلہ خلافت شیخین میں فیصلہ کن ہیں

فافهم والا تكن من القاصرين

وَابْكَارًا ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ

رکھے والیاں بیوہ اور باکرہ اے مسلمانو! تم اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین کو آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں

وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ

اس پر فرشتے تند خو سخت مزاج ہوں گے جو اللہ کی بے فرمانی نہ کریں گے اور جو ان کو حکم ہوگا وہی کریں گے

مَا يُؤْمَرُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَعْتَذِرُوا الْيَوْمَ ۗ إِنَّا تَبَجُّرُونَ مَا كُنْتُمْ

اے کافرو! آج تم عذر معذرت نہ کرو جو کچھ تم کیا کرتے تھے اسی کا بدلہ تم کو ملے گا اے

تَعْمَلُونَ ۗ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تَوْبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَّصُوحًا ۗ عَسَىٰ رَبُّكُمْ

ایمان والو! تم اللہ کی جناب میں صاف دل سے متوجہ رہو بہت جلد تمہارا پروردگار

أَن يُكَفِّرَ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

تمہاری غلطیاں تم سے دور کر دے گا اور تم کو باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی

يَوْمَ لَا يُخْزِي اللَّهُ النَّبِيَّ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ ۗ نُورُهُمْ يَسْعَىٰ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ

جس روز اللہ اپنے نبی کو اور اس کے ساتھ والے ایمانداروں کو شرمندہ نہیں کرے گا ان کا نور ان کے آگے آگے وادیں بائیں

وَبِأَيْمَانِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا آتِنَا لَنَا نُورًا وَأَغْفِرْ لَنَا ۗ إِنَّكَ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ۗ

چلتا ہوگا وہ کہیں گے اے خدا ہمارا نور پورا کر اور ہمارے گناہ ہم کو معاف فرما بے شک تو ہر کام پر قدرت رکھتا ہے

باکرہ غرض ہر قسم کی عورتیں نبی کو دیگا جن سے تمہاری ضرورت اس کو نہ رہے گی کیونکہ رسول پر خدائی فضل خاص ہے خدا

اس کو تمہارا محتاج نہ رکھے گا بلکہ کسی کا بھی نہیں۔ خیر یہ تو ہوا واقعہ خاندان رسالت کا اے مسلمانو! اپنے متعلق ہدایت

سنو خانگی حکموں میں اہم حکم یہ ہے کہ تم اپنے آپ کو اور اپنے متعلقین بیوی بچوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن

برے آدمی اور پتھر ہیں یعنی وہ ایسی تیز ہے کہ آدمی اور پتھر اس میں پتھر کے کونوں کا کام دیں گے خود بھی جلیں گے اور اس

کو بھی تیز کریں گے اس پر نگرانی کرنے والے فرشتے بڑے تند خو سخت مزاج ہوں گے جو اللہ کے حکموں کی کسی حالت میں

بے فرمانی نہ کریں گے اور جو ان کو حکم ہوگا وہی کریں گے یہ جو ذکر ہوا ہے کہ اس نار جنم کا ایندھن آدمی اور پتھر ہوں گے ان

آدمیوں سے مراد کافر لوگ ہیں نہ مومن یعنی کافرو آج تم عذر معذرت نہ کرو کیونکہ تمہارا عذر معذرت معقول نہیں۔ ہاں

یہ یقین رکھو کہ تم پر ظلم نہ ہوگا بلکہ جو کچھ تم دنیا میں کیا کرتے تھے اسی کا بدلہ تم کو ملے گا پس اے ایمان والو! ہم تم کو اصل کام

بتاتے ہیں جو بعد الا ایمان تم پر فرض واجب ہے وہ یہ ہے کہ تم اللہ کی جناب میں صاف دل سے متوجہ رہو اس کا بدلہ تم کو یہ

ملے گا کہ بہت جلد تمہارا پروردگار تمہاری غلطیاں تم سے دور کر دیگا اور تم کو باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں

جاری ہوگی یہ سب کچھ اس روز ہوگا جس روز اللہ اپنے اس نبی کو اور اس کے ساتھ والے ایمانداروں کو حسب وعدہ شرمندہ

نہیں کر دے گا بلکہ اپنے وعدے پورے کریگا ایسے کہ ان کو نور جو ان کے ایمان کا اثر ہوگا ان کے آگے آگے اور دائیں بائیں

چلتا ہوگا وہ ایماندار اس وقت کہیں گے اے خدا ہمارا نور پورا کر یعنی جہاں تک ہمیں پہنچتا ہے ہم کو اس کی ضرورت ہے وہاں

(جنت) تک اسکو ہمارے ساتھ رکھو اور وعدہ سابقہ کے تحت ہمارے گناہ معاف فرما بیشک تو ہر کام پر قدرت رکھتا ہے یہ تو

اس روز ایمانداروں کی حالت ہوگی۔

بَيَاتُهَا النَّبِيُّ جَاهِدَ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۗ وَمَا لَهُمْ جَهَنَّمَ ۗ

اے نبی! تم کافروں اور منافقوں سے جہاد کیا کرو اور ان کے سامنے مضبوط رہا کرو اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے وہ

وَبِسُّورِ الْمَصِيدِ ۝ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوْحٍ وَامْرَأَتَ لُوطٍ ۗ

ہمت بری جگہ ہے اللہ کافروں کے لئے نوح نبی اور لوط نبی کی عورتوں کو یہ طور مثال پیش کرتا ہے جو دونوں

كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحِينَ فَخَانَتُهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا

ہمارے نیک بندوں کے ماتحت تھیں پھر انہوں نے ان کی بے فرمائی کی پس وہ دونوں ان سے اللہ کا عذاب بچھ بھی نہ

مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّٰخِلِينَ ۝ وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِلَّذِينَ

ہٹا سکے اور ان کو کہا گیا کہ آگ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تم بھی داخل ہو جاؤ خدا نے ایمانداروں کے لئے فرعون کی بیوی

أَمْنُوا امْرَأَتَ فِرْعَوْنَ مَ إِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

کی مثال پیش کرتا ہے جب اس نے کہا اے میرے رب! اپنے پاس جنت میں میرے لئے گھر بنا

لیکن اے نبی یہ کیفیت اور یہ عزت یونہی نہیں مل جائیگی بلکہ چند افعال تم کو کرنے ہوں گے سب سے پہلے تو ایمان ہے جس کا

ذکر پہلے آچکا ہے اس کے بعد رجوع الی اللہ ہے وہ بھی مذکورہ ہو چکا اس کے بعد جہاد فی سبیل اللہ ہے پس تم بوقت ضرورت

کافروں اور ان منافقوں سے انکے حسب حال جہاد کیا کرو اور انکے سامنے مضبوط رہا کرو کسی طرح تم سے سستی دیکھنے میں نہ

آئے اور نہ عند الضرورت ان سے منہ پھیرو بلکہ یہ سمجھو کہ دنیا میں وہ تمہارے مفتوح ہیں اور آخرت میں ان کا ٹھکانا جہنم ہے

اور وہ واپسی کی ہمت بری جگہ ہے سو کافروں کا گھمنڈ ہے کہ وہ مالدار ہیں معزز ہیں اشراف ہیں خدا انکو عذاب نہیں کریگا۔ یہ

خیال ان کا غلط ہے کفر ایسا بد فعل ہے کہ نبی کا قریبی تعلقہ ارا رات دن جان و جگر کی طرح ساتھ رہنے والا بھی کفر اختیار کرے تو

وہ بھی نہیں بچ سکتا غور کرو اللہ تعالیٰ کافروں کے سمجھانے کیلئے حضرت نوح نبی اور لوط نبی کی عورتوں کو بطور مثال پیش کرتا ہے

جو دونوں ہمارے یعنی خدا کے نیک بندوں کے ماتحت بطور بیویوں کے تھیں ان بیویوں کے ساتھ رات دن کا تعلق تھا پھر انہوں

نے ان کی شرعی احکام میں بے فرمائی کی اور بجائے توحید کے شرک اور بجائے ایمان کے کفر اختیار کیا پس وہ دونوں نبی ان سے

اللہ کا عذاب کچھ بھی نہ ہٹا سکے ان کی موجودگی میں وہ ہلاک ہو گئیں اور خدا کی طرف سے ان دونوں عورتوں کو کہا گیا کہ جہنم کی

آگ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ ہی تم بھی داخل ہو جاؤ سن لیا کفر کا انجام اب سنو ایمان کا ایمان کہیں بھی ہو اپنا اثر

دکھاتا ہے۔ کوئی زبردست بھی اس کے اثر کو روک نہیں سکتا چاہے کوئی کتنا ہی ضعیف کسی زبردست کے ماتحت ہو اس کا ایمان اس

کو شرم دیتا ہے اس لئے خدا تعالیٰ ایمانداروں کی بشارت لے لئے فرعون جیسے جابر بادشاہ کی بیوی آسیہ رضی اللہ عنہا کی مثال پیش

کرتا ہے کہ دیکھو وہ فرعون کی خدائی سے منکر ہو کر حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائی اس پر فرعون نے اس کو سخت سخت عذاب

دئے مگر وہ صابر ہر تکلیف پر صبر کرتی رہی یہاں تک کہ وہ وقت آیا جب اس نے آخری وقت میں سخت تکلیف پر دعا کرتے ہوئے

کہا اے میرے رب مجھے یہ فرعونی حملات ناخوش گوار ہیں تو مجھے ان سے نکال اور اپنے پاس جنت میں میرے لئے گھر بنا

۱۔ آیتہ لائہنوا ولا تحزنوا کی طرف اشارہ ہے ولفظ کے معنی سخت کلامی اور بد گوئی نہیں کیونکہ آنحضرت ﷺ نے کبھی بد گوئی نہیں کی اور

جنگ میں سخت کلامی یا بد گوئی کچھ مفید بھی نہیں وہاں تو قوت بازو مفید ہے اسی لئے دوسری آیت میں فرمایا وليجدوا فيكم غلظتہم تم مسلمان ایسے

وَنَجِّنِي مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهِ وَنَجِّنِي مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ

اور مجھے فرعون اور اس کے عملے سے نجات دے اور مجھ کو اس ظالم قوم سے چھڑا اور مریم بنت عمران کو

عِزْرَانَ الَّتِي أَحْصَدَتْ فَذَرْنَاهَا فِيهِ مِنْ رَوْحِنَا وَصَدَّقَتْ بِكَلِمَاتِ

بطور مثال پیش کیا جس نے اپنی عصمت کو محفوظ رکھا تو ہم نے اس کے اندر اپنی طرف سے روح پھونکی اور اس نے اپنے

رَبِّهَا وَكُتِبَ عَلَيْهَا مِنَ الْقَنَاتِ ۝

رب کے احکام اور کتابوں کی تصدیق کی اور وہ فرماں برداروں میں تھی

اور مجھے ظالم فرعون اور اس کے ظالم عملے سے نجات دے جو مجھ پر ظلم کر رہے ہیں اور مجھ کو اس ظالم قوم قبض سے چھڑائیں ان

کا منہ بھی دکھانا نہیں چاہتی۔ اسی طرح اور خدا نے ایک پاکدامن عقیقہ معصومہ مریم بنت عمران کو (بطور مثال کے) پیش کیا

کچھ ظالموں نے طرح طرح سے بدنام کیا اس کی پاکدامنی پر سیاہ دھبہ لگانا چاہا حق یہ ہے کہ اس ایماندار پاکدامن نے اپنی

عصمت کو محفوظ رکھا تو ہم (خدا) نے اس مریم کے اندر اپنی طرف سے زندگی کی روح پھونکی یعنی اس کے رحم میں بقدرت

کاملہ بچہ پیدا کیا جس کا نام عیسیٰ بن مریم تھا چنانچہ وہ پیدا ہوا تو مخالفوں کے طعن کے جواب میں مریم نے اسی بچہ کی طرف اشارہ

کر کے کہا اسے پوچھ لو یہ کیسے پیدا ہوا ہے۔ اس بچے نے ان کو معقول جواب دیئے پس مخالف یہودیوں کے مطائن غلط سمجھو

کیونکہ مریم عقیقہ پاکدامن تھی اور اس نے اپنے رب کے احکام اور کتابوں کی تصدیق کی اور وہ خدا کے فرمانبرداروں میں تھی

پس تم اس کی نسبت کسی قسم کی بدگمانی نہ کرو ورنہ خدا کے راست باز بندوں کے حق میں بدگوئی سمجھ جاؤ گے

۱۔ یہودیوں نے حضرت صدیقہ مریم پر بتان لگایا یعنی انکے بیٹے حضرت مسیح علیہ السلام کو ناجائز مولود کہا۔ قرآن مجید میں ان کے اس قول کو

لعنت کا موجب فرمایا چنانچہ ارشاد ہے وقولہم علی مریم بہتاناً عظیماً (یہودیوں کے مریم پر بتان لگانے کی وجہ سے خدا نے ان پر لعنت کی)

یہودیوں کے اس فعل پر جو ناراضگی چاہتے تھے وہی خدا نے قرآن مجید میں کی مگر آج ہمارے ملک میں ایک جماعت ہے جو قرآن مجید کو کلام اللہ مانتی

ہے اور اپنا نام احمدی مسلمان رکھتی ہے ان کا عقیدہ بھی اس بارے میں یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (معاذ اللہ) ناجائز مولود تھے چنانچہ اس

جماعت کے رہبر (مرزا غلام احمد قادیانی) مریم صدیقہ کے حق میں لکھتے ہیں

افاغنه مثل یودوفرتے میاں نسبت ونکاح نہ کروہ دختران از ملاقات و مخالفت با منسوب مضائقہ نگیرند مثلاً اختلاط مریم

صدیقہ با منسوب خویش (یوسف) و جمعیت دی خارج بیت گردش نمودن شہادت حقہ بر این رسم است دور بعض از قبائل

خواتین جبال قبل از اجرام نکاح آستنی شدہ وعادتا محل آروشد قوم مگر دیدہ انماض واعراض ازالا میشود این مردم از

تاسی یہود نسبت رادر رنگ نکاح داشته تعیین کابین ہم ذراں میکند (کتاب لیم الصلاح فارسی مضافہ مرزا قادیانی صفحہ ۶۵)

اس عبارت کا مختصر ترجمہ یہ ہے کہ یہودیوں میں دستور تھا کہ بعد نکاح محض منگنی کی حالت میں دلہا دلہن باہم ملاپ کر لیا کرتے تھے۔ مریم

صدیقہ کی حالت ایسی تھی جو اپنے منسوب (یوسف) کے ساتھ منگنی کی حالت میں قبل نکاح ہی بھستہ ہوئے اس سے اس کو حمل ہوا جو مسیح کے

نام سے پیدا ہوا اس مضمون کی اچھی طرح تشریح دوسری کتاب کشتی نوح میں مرزا صاحب نے کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں

مریم کی وہ شان ہے کہ جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو

لوگ اعتراض اس صورت میں وہ قابل رحم تھے نہ قابل اعتراض (کشتی نوح صفحہ ۱۶)

۲۔ سور مریم کی آیت فاشارت الیہ کی طرف اشارہ ہے۔

سورت ملک

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدا کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمَلِكُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ الَّذِي خَلَقَ

بڑی برکت والا ہے وہ خدا جس کے قبضے میں تمام ملک کی حکومت ہے اور وہ ہر ایک کام پر قدرت رکھتا ہے وہی جس نے موت

الْمَوْتِ وَالْحَيٰوةِ لِيَبْلُوَكُمْ اَيْكُمُ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَفُوْرُ ۝

اور حیات مقرر کی تاکہ خدا تم کو جانچے کہ تم میں سے کون اچھے کام کرنے والا ہے اور وہ بڑا غالب بخشش والا ہے

سورت ملک

بڑی برکت والا ہے وہ خدا جس کے قبضے میں تمام ملک کی حکومت ہے اور وہ ہر ایک کام پر قدرت رکھتا ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے فنا کر دیتا ہے وہی جس نے ہر چیز کے لیے اموات اور حیوۃ مقرر کی ہے اور تم بنی انسان کو پیدا کیا ہے تاکہ خدا تم کو جانچے یعنی اظہار کر دے کہ تم میں سے کون اچھے کام کرنے والا ہے مطلب یہ کہ تمہاری زندگی کا مقصد اعمال صالحہ کرنا ہے دگر بچ اور وہ خدا بڑا غالب بخشش والا ہے پس اگر کوئی انسان اسکی ہدایت کے ماتحت اعمال صالحہ نہیں کرے گا۔

ناظرین کرام

اس سیدھی سادھی عبارت کا مطلب آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ (بقول مرزا صاحب) مریم کو قبل از نکاح حمل ہو گیا اس لیے بغرض پردہ پوشی صدیقہ کا نکاح کیا گیا ہے۔ جیسے آج کل بھی کسی لڑکی کا حمل کی پردہ پوشی کی نیت سے نکاح کر دیتے ہیں ان دونوں عبارتوں کے ملانے سے صاف ثابت ہوتا کہ حضرت مسیح (بقول مرزا صاحب قادیانی) شرعی اصطلاح میں ناجائز مولود تھے۔

صدق اللہ تعالیٰ وقولہم علی مریم بہتانا عظیما۔ نعوذ باللہ ان یقول بہ احد من مسلمین

۱۔ حدیث شریف میں ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سور فی القرآن ثلثون ایتہ شفعت لرجل حتی غفرلہ ہی تبارک الذی بیدہ الملک (احمد ترمذی نسائی ابن ماجہ) یعنی آنحضرت ﷺ نے فرمایا قرآن مجید میں ایک سورت تیس آیات کی ہے وہ اپنے پڑھنے والے کی سفارش کرتی رہے گی یہاں تک کہ اسے بخشا جائے گا۔ وہ سور تبارک ہے۔ ایک حدیث میں ہے

عن ابن عباس قال ضرب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم خباء علی قبرہ وھولوا یحسب انہ قبر فاذا فیہ انسان یقراء سور تبارک الذی بیدہ الملک حتی ختمھا فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاحبرہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہی المانعۃ المنجیۃ تیجیہ من عذاب اللہ رواہ الترمذی

یعنی ابن عباس نے کہا کہ بعض اصحاب نے بے خبری میں ایک قبر کی جگہ پر خیمہ لگایا تو سنا کہ ایک انسان سورۃ تبارک الذی بڑھتا ہے یہاں تک کہ اس نے سورۃ ختم کر لی اس خیمہ لگانے والے شخص نے آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر ماجرا عرض کیا حضور نے فرمایا یہ سورۃ عذاب سے نافع ہے نجات دینے والی ہے اس پڑھنے والے کو (چونکہ وہ دنیا میں روزانہ اس پڑھتا تھا) اللہ کے عذاب سے نجات دلائے گی۔ بعد نماز عشاء ہر روز اس سورۃ کو پڑھنا چاہئے۔

نوٹ: پڑھنے والا تو عالم ارواح میں تھا مگر آواز قبر سے آتی تھی جیسے فون میں بات کرنے والا تو کہیں دور ہوتا ہے مگر آواز یہاں فون سے آتی ہے۔ اللہ اعلم

الَّذِي خَلَقَ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ طِبَاقًا ط مَا تَرَاهُ فِي خَلْقِ الرَّحْمَنِ مِنْ تَفَوُّتٍ ط

وہی خدا ہے جس نے سات آسمان تہ بہ تہ پیدا کئے تم خدا کے رحمن کی خلق میں کچھ فتور پاتے ہو؟

فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۖ هَلْ تَرَى مِنْ فُطُورٍ ۝ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ

اپنی نظر لوٹاؤ اور دیکھو کیا تمہیں کچھ فتور نظر آتا ہے پھر بار بار نظر لوٹاؤ تمہاری طرف

إِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَهُوَ حَسِيرٌ ۝ وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحٍ وَ

تھکی ہاری دالیں آئے گی ہم نے چراغوں کے ساتھ ورلے آسمان کو مزین کیا ہے

جَعَلْنَاهَا رُجُومًا لِلشَّيْطَانِ وَأَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِيرِ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا

اور ہم نے ان کو شیطان کے دھتکار بنایا ہے اور ہم نے ان کے لئے آگ کا عذاب تیار رکھا ہے اور جو اپنے رب سے منکر ہیں

يَرْجِعُهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ ط وَيَسْأَلُ الْمَصْبُورِ ۝ إِذَا أُلْقُوا فِيهَا سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَ

ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور وہ بری جگہ ہے جب وہ لوگ اس میں ڈالے جائیں گے تو اس کی بڑے زور کی

هِيَ تَقُورُ ۝ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الْغَيْظِ ط كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلْتُمْ خَزَنَتَهَا أَمْ

آواز سنیں گے اور وہ جوش مارتی ہوگی ایسی کہ مارے جوش کے پھٹ نہ جائے کبھی کوئی جماعت اس میں ڈالی جائے گی تو اس کے دروغے ان سے

يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ ۝

پوچھیں گے کیا تمہارے پاس کوئی سبھانے والا نہ آیا تھا

تو تباہ ہو گا چاہے کتنا ہی معزز اور موقر ہو خدا کی عزت کے سامنے اس کی ایک نہ چلے گی اور اگر کوئی شخص غلطی کے بعد توبہ کرے گا

تو خدا کی بخشش سے حصہ وافر پائے گا سنو وہی خدا ہے جس نے سات آسمان تہ بہ تہ پیدا کئے اس کے سوا اور بھی ہزار ہا قسم کی مخلوق پیدا

کی کیا تم خدا کے رحمن کی خلق میں کچھ فتور پاتے ہو جس قانون پر دنیا کو چلایا ہے اس میں کوئی قصور ہوتا ہے سورج چاند ستارے وغیرہ

جس سنج پر چلائے ہیں اس میں کبھی کوئی خلل آیا ہے ذرا اپنی نظر لوٹاؤ اور دیکھو کیا تمہیں کچھ فتور نظر آتا ہے پھر بار بار نظر لوٹاؤ اور

دیکھو کہ صنعت خداوندی میں کوئی فتور تم کو دکھائی دیتا ہے ہرگز نہیں جتنا دیکھو گے نظر تمہاری طرف تھکی ماندی مطلب یابی میں ہاری

واپس آئے گی سنو ہم اپنی صنعت تم کو دکھاتے ہیں دیکھو ہم نے چراغوں یعنی ستاروں کے ساتھ ورلے آسمان کو مزین کیا ہے تم

رات کے وقت دیکھتے ہو کیا چمکتا ہے اور ستارے قندیلوں کی طرح لگے ہوئے معلوم ہوتے ہیں ان ستاروں کو کئی ایک فائدوں کے

لیے پیدا کیا ہے منجملہ ایک یہ ہے کہ ہم نے ان کو شیاطین کے لیے دھتکار بنایا ہے یعنی شیاطین جب آسمان کی طرف چڑھ کر ملائیکہ

کی گفتگو سنا چاہتے ہیں تو ان ستاروں کی تاثیر سے ہٹ جاتے ہیں جیسے آگ یا بجلی کی حرارت مانع ہوتی ہے اور ہم نے شیطانوں اور

ان کے اتباع کے لئے آگ کا عذاب جہنم میں تیار کر رکھا ہے انہی کیلئے نہیں بلکہ ان کے اتباع میں ان لوگوں کیلئے بھی جو

اپنے رب کی ذات یا صفات یا احکام سے منکر ہیں ان کیلئے جہنم میں آگ کا عذاب ہے وہ بری جگہ ہے جب وہ لوگ اس میں ڈالے

جائیں گے اس دوزخ کی بڑے زور کی آواز سنیں گے جو جوش اور تیزی کی حالت میں آگ سے نکلا کرتی ہے کیونکہ وہ جوش مارے گی

کہ سننے والے کو اندیشہ ہو گا کہ مارے جوش کے پھٹ نہ جائے یعنی جہنم جو چار دیواری کی وجہ سے ایک محاط مکان کی صورت میں بنی

ہو گی جوش نار سے اسکا پھٹنا قریب الفہم ہو گا جب کبھی کوئی جماعت اس میں ڈالی جائیگی تو اس دوزخ کے دروغے ان سے پوچھیں

گے تم جو بد کاریوں میں مبتلا رہے جنگی وجہ سے تم یہاں ٹھہرائے گئے کیا تمہارے پاس کوئی سبھانے والا نہ آیا تھا عقلمند کا کام تو یہ

ہے کہ سبھانے والے کی نذر عمل کرے سبھانے والے آئے تو ضرور ہوں گے پھر کیا وجہ ہے کہ تم کو اتنی سخت سزا ملی۔

قَالُوا بَلَىٰ قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ هَذَا فَكذبنا وقلنا ما نزل الله من شيء ۝ ۱۰ ۝ لان انتم

کہیں گے کہ ہاں ہم نے ان کی تکذیب کی اور ہم نے کہا کہ اللہ نے کوئی کتاب نہیں اتاری تم بہت

۱۰ ۝ ۱۱ ۝ وَقَالُوا كَوْنُوا نَسَمٌ أَوْ نَعْقِلُ مَا كُنَّا فِي أَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝

بڑی غلطی میں ہو اور کہیں گے کہ اگر ہم سنتے یا عقل سے کام لیتے تو آج ہم آگ والوں میں نہ ہوتے

فَاعْتَرَفُوا بِذَنبِهِمْ ه فَسُحْقًا لِأَصْحَابِ السَّعِيرِ ۝ ۱۲ ۝ لَانَ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ

پس وہ اپنے گناہوں کے معترف ہو گئے سو ایسے جہنمیوں کے لئے رحمت سے دوری ہو ہاں جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہیں

بِالْغَيْبِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ۝ ۱۳ ۝ وَأَسْرَأُ تَوْلَاكُمْ أَوْ أَجْهَرُ بِهِ ۝ ۱۴ ۝ إِنَّهُ عَلِيمٌ

ان کے لئے بخشش اور بڑا بدلہ ہے اور تم اپنی بات آہستہ کہو یا پکار کہہ دو وہ سینوں

بِدَاتِ الصُّدُورِ ۝ ۱۵ ۝ أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ ه وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ۝ ۱۶ ۝ هُوَ الَّذِي

کے راز بھی جانتا ہے سنو! جو پیدا کرنے والا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اور وہ بڑا باریک بین بانبر ہے وہ خدا وہی ہے

جَعَلَ لَكُمُ الْأَرْضَ ذُلُولًا فَامْشُوا فِي مَنَاكِبِهَا وَكُلُوا مِنْ رِزْقِهَا ۝ ۱۷ ۝ وَالْيَهُ النُّشُورِ ۝

جس نے زمین کو نرم پیدا کیا پس تم اس کے کناروں میں پھرو اور اسی خدا کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور تم کو اسی کی طرف جانا ہے

ءَأَمِنْتُمْ مِّنَ السَّمَاءِ

کیا تم اس سے بے خوف ہو جو آسمانوں میں ہے

وہ جواب میں کہیں گے کہ ہاں واقعی سمجھانے والے آئے تھے مگر ہم نے ان کی تکذیب کی اور ایک نہ سنی ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ

نے بندوں کی ہدایت کیلئے کبھی کوئی کتاب نہیں اتاری اسے کیا ضرورت کہ وہ وحی بھیجے رسول بنائے اس نے انسان کو عقل کامل

دے رکھی ہے بس یہی عقل انسان کی راہنمائی کو کافی ہے اے سمجھانیو! تم بہت بڑی غلطی میں ہو جو لوگوں کے سامنے دعویٰ

رسالت اور ادعاء نبوت کرتے ہو یہ بھی کہیں گے کہ اگر ہم ان کو سنتے یا عقل خدا داد سے کام لیتے جسکو ہم نے چھوڑ دیا تھا تو آج ہم

اس آگ والوں میں نہ ہوتے۔ پس دیکھو اس سوال کے جواب میں وہ اپنے گناہوں کے معترف ہو گئے سو ایسے جہنمیوں کے لیے

جو اقرار کی مجرم ہیں خدا کی رحمت سے دوری ہو خدا ایسوں کو نہ بخشے ہاں جو لوگ بن دیکھے اپنے رب سے ڈرتے اور نیک عمل

کرتے ہیں ان کے لیے بخشش کا حصہ اور بڑا اچھا بدلہ ہے یہ مت سمجھو کہ خدا کو نیک و بد بتانے کی ضرورت ہے اور وہ کسی مخبر کے

ذریعہ سے وہ اطلاع پاتا ہے نہیں ہرگز نہیں بلکہ خدا کا عالم اتنا وسیع ہے کہ تم اپنی بات آہستہ کہو یا پکار کر کہو خدا کو سب معلوم ہے کیونکہ

وہ سینوں کے راز بھی جانتا ہے سنو جو سب چیزوں کو پیدا کرنے والا ہے وہ سب کچھ جانتا ہے اس کی خالقیت کی صفت اس کے علم

کے متقاضی ہے یعنی خالق کل علیم کل ہونا ضروری ہے اور وہ بڑا باریک بین ساری مخلوق کے حال سے باخبر ہے غور سے سنو جس

خدا کی طرف اے نبی تم ان لوگوں کو بلا تے ہو وہ خدا وہی ہے جس نے زمین کو ہموار نرم پیدا کیا ایسی کہ چاہو تو اس پر مکان بنا لو چاہو

تو کھیتی کر لو سفر کرنے کی ضرورت ہو تو سفر بھی کرو۔ بس تم اس زمین کے کناروں اور اطراف میں پھرو اور زمین کی پیداوار میں

سے اس خدا کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور رزق کھاتے ہوئے تکبر اور غرور نہ کرو بہم دل میں جانو کہ بعد موت تم کو اسی کی طرف جانا ہے

پھر جو کچھ تم نے یہاں کام کئے ہوں گے وہاں ان کا بدلہ پاؤ گے نیک کا نیک بدلہ بد کا بد پس تم کو چاہئے کہ ابھی سے خدا کے ساتھ اچھا

أَنْ يَغْصِفَ بِكُمْ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورٌ ۝ أَمْ أَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يُرْسِلَ

کہ تم سب کو زمین میں دھنسا دے پھر وہ تیزی کے ساتھ ہلنے لگ جائے کیا تم اس ذات پاک سے بے خوف ہو جو آسمانوں میں ہے اس سے

عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ۝ فَسَتَعْلَمُونَ كَيْفَ نَذِيرٌ ۝ وَلَقَدْ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ

کہ وہ تم پر پتھراؤ کرانے پھر تم جان لو کہ میرا ڈرنا کیا ہے اور ان لوگوں سے پہلے لوگوں نے بھی

كَيْفَ كَانَ نَكِيرِ ۝ أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الظَّيْرِ فَوَقَّهُمْ صَلَواتٌ وَيَقْبِضُنَ مَا

تکذیب کی تھی پھر میری ناراضگی ان پر کیسی ہوئی کیا یہ لوگ اپنے اوپر پرندوں کو نہیں دیکھتے جو صفیں باندھ کر پروں کو بند کئے ہوئے چلتے ہیں

يُسْكُهُنَّ إِلَّا الرِّحْمَنُ ۝ إِنَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ بَصِيرٌ ۝ أَمَنْ هَذَا الَّذِي هُوَ جُنْدُ

خدا کے رحمن ان کو کرتے سے روکتا ہے بے شک خدا ہر چیز کو دیکھ رہا ہے کون شخص ہے جو خدا سے دے تمہارا حمایتی

لَكُمْ يَنْصُرُكُمْ مِنْ دُونِ الرَّحْمَنِ ۝ إِنَّ الْكُفْرَونَ إِلَّا فِي غُرُورٍ ۝ أَمَنْ هَذَا

بن کر تمہاری مدد کرتے ہیں یہ منکر لوگ سراسر دھوکے میں ہیں بھلا بتاؤ تو کسی

الَّذِي يَزُوقُكُمْ إِنْ أَمْسَكَ رِزْقَهُ ۝ بَلْ لَجُّوا فِي عُتُوٍّ وَنُفُورٍ ۝ أَمَنْ يَبْشُرِ

کہ اگر خدا اپنا رزق تم سے بند کر لے تو کون ہے جو تم کو رزق دے بلکہ یہ لوگ سرکشی اور نفرت پر اڑے ہوئے ہیں کیا وہ شخص جو اپنے منہ کے

اس سے کہ تمہاری انسانوں سب کو زمین میں دھنسانے کا حکم دے پھر وہ زمین اس حکم کی تعمیل میں تیزی کے ساتھ ہلنے لگ جائے

اور جو آسمانوں اور زمین میں حکومت کرتا ہے اس سے کہ وہ تم پر اپنے حکم سے پتھراؤ کر دے پھر تم جان لو کہ میرا (یعنی خدا

کا) ڈرنا کیا ہے گاے مسلمانو اور ایک نصیحت کی بات سنو ان تکذیب لوگوں سے پہلے لوگوں نے بھی رسولوں کی تکذیب کی تھی

مثلاً قوم نوح کو طوطا عاڈنود وغیرہ نے انبیاء کرام کی مخالفت اور تکذیب کی پھر میری (یعنی خدا کی) ناراضگی ان پر کیسی ہوئی۔

ایسی کہ سب کو تباہ کر دیا آج ایک بھی ان میں سے نظر نہیں آتا کیا خدا کے قبضہ قدرت کا ثبوت معلوم کرنے کو یہ لوگ اپنے

اوپر پرندوں کو نہیں دیکھتے جو صفیں باندھ کر پروں کو بند کئے ہوئے چلتے ہیں وہ باوجود دوزنی ہونے کے گرتے کیوں نہیں اس

لیے خدائے رحمن ان کو گرنے سے روکتا ہے یعنی اس نے ان کو یہ طاقت بخشی ہے اور اسی نے ہوا میں یہ قوت رکھی ہے کہ ان کو

تھامے رکھے بیشک خدا پیدا کرنے کے بعد ہر چیز کو دیکھ رہا ہے لطف یہ ہے کہ آہستہ آہستہ پوچھو تو یہ مشرکین بھی اس بات کے

قائل ہیں کہ خدا واقعی ایسی بلکہ اس سے بھی زیادہ قدرت رکھتا ہے تاہم وہ اس شاہراہ سے منحرف ہو جاتے ہیں ان سے پوچھ تو

سہی کہ کون ایسا شخص ہے جو خدا سے دے تمہارا حمایتی بن کر مدد کرے سچ تو یہ ہے کہ کوئی بھی ایسا نہیں پس یہ منکر لوگ ایسا

خیال کرنے میں سراسر دھوکے میں ہیں وہی باتوں کے پیچھے جا رہے ہیں پتھروں اور اینٹوں کی بنی ہوئی چیزوں کی پوجا کرتے ہیں

ان سے پوچھو کہ بھلا بتاؤ تو سہی کہ اگر خدا اپنا رزق تم سے بند کر لے اوپر سے بارش نہ کرے یا زمین سے پیدا نہ کرے تو اس کے

سوا کون ہے جو تم لوگوں کو رزق دے حقیقت میں کوئی نہیں بلکہ یہ منکر لوگ اس سے انکار کر کے سرکشی اور حق سے نفرت

کرنے پر اڑے ہوئے ہیں جب کہ اصلیت یہی ہے جو ذکر ہوئی کہ خدا کے سوانہ کسی میں طاقت ہے نہ کوئی تمہارا حاجت روا اور

مشکل کشا ہے پس جو لوگ اس حقیقت پر ہیں وہ تو ہدایت یاب ہیں اور جو اس سے بٹے ہوئے ہیں وہ گمراہ ہیں ان مشرکوں سے

پوچھو کیا وہ شخص جو

پوچھو کیا وہ شخص جو

مَكِبًا عَلٰٓ وَجْهًا اِهْدَاۤءِ اَمِّنٌ يَّمْسِي سَوِيًّا عَلٰٓ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱﴾ قُلْ هُوَ

بل اوندھا چلتا ہے وہ زیادہ ہدایت یاب ہے یا وہ جو سیدھی راہ پر چل رہا ہے تم کو میرا معبود

الَّذِيۡ اُنۡشَاۡكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالۡاَبۡصَارَ وَالۡاَفۡۡدَاۡءَ ۗ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ﴿۲﴾

وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا اور تمہارے لئے سننے اور دیکھنے کی قوت پیدا کی اور دل بنانے تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو

قُلْ هُوَ الَّذِيۡ ذَرَاۡكُمۡ فِي الْاَرْضِ وَاِلَيْهِ تُحۡشَرُوْنَ ﴿۳﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰٓ هٰذَا

کہ وہی میرا معبود ہے جس نے تم کو زمین پر آباد کیا اور تم لوگ اس کے پاس جمع کئے جاؤ گے اور کہتے ہیں کہ یہ وعدہ کب ہوگا

الْوَعْدٰٓ اِنْ كُنۡتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴﴾ قُلْ اِنۡنَا الْعٰلَمُ عِنۡدَ اللّٰهِ ۗ وَاِنۡنَاۤ اِنَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵﴾

اگر تم سچے ہو تو بتاؤ تم کو کہ سوائے اس کے نہیں کہ اس کا علم خدا ہی کو ہے اور بجز اس کے نہیں کہ میں صاف صاف ڈرانے والا ہوں

فَلَمَّا رَاُوْهُ زُلۡفَةً سَبُّوۡاۤ وُجُوْهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوۡا وَقِيْلَ هٰذَا الَّذِيۡ كُنۡتُمْ بِهٖ

جب یہ لوگ اس کو قریب دیکھیں گے تو جو لوگ منکر ہوں گے ان کے چہرے جھلے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ یہ یہی وہ وعدہ ہے جو تم طلب کیا

تَدَّعُوْنَ ﴿۶﴾ قُلْ اَرۡءَيْتُمْ اِنْ اَهۡلَكۡنِيۡ اللّٰهُ وَمَنۡ مَّعِيَۡ اَوْ رَحِمۡنَا ۙ فَمَنۡ يُجِيْزُ

کرتے تھے تم کو بتاؤ تو اللہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو اگر ہلاک کر دے یا تم فرمائے یہ بتاؤ کہ کافروں

اپنے منہ کے بل اوندھا چلتا ہے وہ زیادہ ہدایت یاب اور قدرتی طریق پر چلنے والا ہے یا وہ جو سیدھا سروسو قد سیدھی راہ پر چل رہا

ہے اس میں کیا شک ہے کہ دوسرا شخص ہی ہدایت یاب اور سیدھی راہ پر ہے پس وہی ایماندار ہے کیونکہ وہ ہر اس چیز کو مانتا ہے

جو خدا کی قدرت کا اظہار کرتی ہے سب سے پہلے اس کا اس بات پر یقین ہے کہ ہم انسانوں کو خدا نے پیدا کیا ہے تم اے نبی! کہو

میں اصل بات تم کو بتاؤں جس پر تمام دنیا کا اتفاق ہے سنو میرا معبود ہی ہے جس نے تم کو اور مجھ کو پیدا کیا ہے اور تمہارے اور

ہمارے لیے سنع سننے اور دیکھنے کی قوت پیدا کی اور ہر جاندار میں دل بنائے جن سے ان کی زندگی ہے تاہم تم لوگ بہت کم شکر

کرتے ہو۔ بھلا یہ بھی شکر ہے کہ یہ سب نعمتیں تو دیں اللہ نے اور تم لوگ عبادت کرتے ہو غیر اللہ کی جو صریح شرک ہے

اے نبی! ان کو کہو کہ وہی خدا میرا اور تمہارا معبود ہے جس نے تم کو زمین پر آباد کیا اور بروز قیامت تم لوگ اس کے پاس جمع کئے

جاؤ گے اور اپنے کئے کا پورا پورا بدلہ پاؤ گے دیکھو ان کی ضد اور جہالت کہ جزا اور یوم جزا کا ذکر سن کر ڈرتے نہیں بلکہ کہتے ہیں کہ

یہ یوم وعدہ جس کا تم ذکر کرتے ہو کب ہوگا اگر تم سچے ہو تو بتاؤ ہم اس روز تمہارا صدق و کذب جانچیں گے تاکہ اظہار کر سکیں

کہ تم سچے ہو یا جھوٹے ہو تم اے نبی! ان کو کہو کہ اس کا جواب دینا علم غیب پر موقوف ہے جو مجھ میں نہیں واقعہ سوائے اس کے

نہیں کہ اس وعدہ قیامت کا بلکہ ہر چیز کا علم خدا ہی کو ہے اور بجز اس کے نہیں کہ صاف صاف سمجھانے اور برے کاموں پر

ڈرانے والا ہوں پس یہ کہہ کہ تم خاموش ہو جاؤ وہ وقت آنے والا ہے جب یہ لوگ اس وعدہ قیامت کو سامنے قریب دیکھیں

گے تو جو لوگ اس سے منکر ہوں گے ان کے چہرے مارے غم اور غصہ کے جھلے جائیں گے اور کہیں گے کہ ہائے یہ کیا مصیبت

ہے اور خدا کی طرف سے فرشتوں کی زبانی کہا جائے گا یہی وہ یوم وعدہ ہے جو تم طلب کیا کرتے تھے یہ لوگ جو تمہیں کہتے اور

دھمکاتے ہیں کہ تم لوگ تباہ اور برباد ہو جاؤ گے تمہیں کوئی جانے گا بھی نہیں تمہیں کوئی یاد نہ کرے گا تم اے نبی! ان کو کہو بھلا

بتاؤ تو اللہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو اگر ہلاک کر دے تباہ کر دے یا تم فرمائے جو اس کا جی چاہے کرے وہ ہمارا مالک ہے ہم اس

کے مملوک تم یہ بتاؤ کہ کافروں کو جب سزا ملنے کا وقت ہوگا

کے مملوک تم یہ بتاؤ کہ کافروں کو جب سزا ملنے کا وقت ہوگا

الْكَافِرِينَ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ قُلْ هُوَ الرَّحْمَنُ أَمَّنَّا بِهِ وَعَلَيْهِ تَوَكَّلْنَا .

کو سخت عذاب سے کون چھڑائے گا تم کہہ دو وہ بڑا رحم کرنے والا ہے ہم اس پر یقین رکھتے ہیں اور اسی پر ہمارے

فَسَتَعْلَمُونَ مَنْ هُوَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝ قُلْ أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَصْبَحَ مَاؤُكُمْ

بجھروسہ ہے پس تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ کون کھلی گمراہی میں ہے تم پوچھو کہ اگر تمہارا پانی

غَوْرًا فَمَنْ يَأْتِيكُمْ بِمَاءٍ مَعِينٍ ۝

دھسی جائے تو کون ہے جو تم کو پانی جاری لادے

سورت قلم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدا کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ۝ مَا أَنْتَ بِمُعْجِزٍ لِّكَ ۝ وَإِنَّ لَكَ

میں رحمن ہوں قسم ہے قلم کی اور ہر اس چیز کی جو لوگ لکھتے ہیں تو خدا کے فضل سے مجنون نہیں ہے اور تیرے لئے

لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ ۝ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خَلْقٍ عَظِيمٍ ۝ فَسْتَبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ ۝

واگنی بدلہ ہے اور تو اعلیٰ خلق پر قائم ہے تو بھی دیکھے گا اور یہ بھی دیکھیں گے

تو ان کو سخت عذاب سے کون چھڑائے گا خدا کے حکم سے تو عذاب آئے گا لہذا وہ تو چھڑائے گا نہیں۔ باقی رہے تمہارے جھوٹے

معبودان میں طاقت نہ ہوگی آخر کون چھڑائے گا۔ ہاں کون چھڑائے گا۔ ہاں تم اپنا عقیدہ بتانے کو کہہ دو کہ سنو جی ہمارا ایمان اور

اعتقاد ہے کہ وہ خدا بڑا رحمن رحم کرنے والا ہے ہم اس پر یقین رکھتے ہیں اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے وہ ہمیں جس حال میں رکھے

ہمیں گلہ نہیں پس تم جو ہمارے ساتھ اس بارے میں رات دن جھگڑتے ہو نیک و بد کا انجام دیکھ کر تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ

کون صریح اور کھلی گمراہی میں ہے دنیا میں بھی آخرت میں بھی اصل حقیقت جان لو گے تم اے نبی ان تم شرکوں سے پوچھو کہ

تم لوگ جو خدا کے سوا بے انت و بے انتہا معبود بناتے ہو بتلاؤ تو اگر تمہارا پانی جو خدا تم کو بذریعہ بارش دیتا ہے جسے تم پیتے اور

کھیتوں اور مویشیوں کو پلاتے ہو زمین میں دھسن کر خشک ہو جائے تو کون ہے جو تم کو پانی جاری کے چشمے لادے کوئی نہیں کیا تم

نے نظامی شاعر کا شعر نہیں سنا نہ باد ہوا تا گونئی بیار

زمیں نادر تا گونئی بیار

سورت قلم

میں (خدا) رحمن ہوں میری رحمانیت کے تقاضا سے تجھے اے رسول قرآن ملا اور تو نبی ہوا تیرے مخالف تیرے حق میں غلط

کہتے ہیں تو پاگل ہے مجنون ہے ہرگز نہیں قسم ہے قلم اور ہر اس چیز کی جو قلم کے ساتھ لوگ لکھتے ہیں تو خدا کے فضل سے

مجنون نہیں ہے بھلا پاگل تیرے جیسے ہوتے ہیں مجنوں اور ہوشیار میں ایک ہی تین فرق ہوتا ہے کہ مجنوں کی حرکات منظم نہیں

ہو تیں اس لئے اس کے قول و فعل پر نتیجہ مرتب نہیں سکتا تیری بابت تو ہم شہادت دیتے ہیں کہ تیرے کاموں پر تیرے لیے

ایسا دانگی بدلہ ہے جو ختم نہ ہو گا کیونکہ تیری تعلیم کا سلسلہ آخر زمانہ تک جاری رہے گا اور تیری حرکات کی تنظیم کا یہ حال ہے

کہ تو اعلیٰ خلق پر قائم ہے یہ نہیں کہ گاہے کوئی حق کی بات تجھ سے ہو جائے بلکہ دانگی اور مستقل تجھ سے اخلاقی باتیں

ہوتی رہتی ہیں پس صریح حالت دیکھ کر بھی جو تجھے مجنوں کے وہ خود مجنوں نہیں تو کیا ہے اچھا تو بھی دیکھے گا اور یہ لوگ بھی

دیکھ لیں گے۔

بِأَيْتِكُمُ الْمُفْتُونُ ۝ إِنَّ رَبَّكَ هُوَ أَعْلَمُ بِمَا صُلَّ عَنْ سَبِيلِهِ ۝ وَهُوَ أَعْلَمُ

کہ تم میں سے کس کو جنون ہے یقیناً تیرا پروردگار ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے ہٹتے ہوئے ہیں اور وہ ہدایت یا بولوں

بِالْمُهْتَدِينَ ۝ فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِينَ ۝ وَدُّوا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُونَ ۝ وَلَا

سے خوب واقف ہے پس تو جھٹلانے والوں کا کمانہ مانو چاہتے ہیں کہ تھوڑا سا تو نرم ہو جائے تو وہ بھی نرم پڑ جائیں گے

تُطِعِ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ ۝ هَتَّاءِ مَشَاءٍ بَمِيمٍ ۝ مَتَّاعٍ تَلْخِيفَ مُعْتَدٍ أَثِيمٍ ۝

تم کھانے والے ذلیل اکسانے والے ادھر ادھر لگانے والے کار خیر کو روکنے والے حد سے تجاوز کرنے والے بدکار

عُتْلٍ بَعْدَ ذَلِكِ زَنِيمٍ ۝ أَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَنَبِينٍ ۝ إِذَا تَلَّتْ عَلَيْهِ آيَاتُنَا

اکھڑ اور علاوہ ازیں بد خیر کی مت مانو جب اس کو ہمارے احکام سنائے جاتے ہیں تو بوجہ مالدار اور صاحب اولاد ہونے

قَالَ اسَاطِيرُ الْأُولَىٰ ۝ سَكَسِمُهُ عَلَى الْخُرُطُومِ ۝ إِنَّا بَلَوْنَاهُمْ كَمَا بَلَوْنَا

کے کتا ہے یہ تو پہلے لوگوں کی کمائیاں ہیں ایسے شخص کو ہم ناک پر داغ لگائیں گے کچھ شک نہیں کہ ہم نے ان کو جانچا جیسے ایک بار

أَصْحَابِ الْجَنَّةِ

باغ والوں کو جانچا تھا

کہ تم فریقین میں سے ہو کس کو جنون ہے یعنی کس کا انجام بخیر اور کامیاب ہے اور وہ کامیاب ہوتا ہے اور کون نامراد باقی رہا کسی

مخالف فریق کا دوسرے کو گمراہ کمناسو تو اس کی فکر نہ کرنا یقیناً تیرا پروردگار ان لوگوں کو خوب جانتا ہے جو اس کی سیدھی راہ سے

ہٹتے ہوئے ہیں اور وہ ہدایت یا بولوں سے بھی خوب واقف ہے پس تو اس سے بے فکر ہو کر اپنے اداء فرض میں لگا رہے تیرے

فرائض میں یہ بھی داخل ہے کہ تو خدا کے کلام کو جھٹلانے والوں کا کمانہ مانو کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ تبلیغ احکام میں تھوڑا سا تو

نرم ہو جائے یعنی شرک اور بت پرستی کی تردید زیادہ زور سے نہ کرے۔ تو وہ بھی مخالفت زیادہ زور سے نہ کریں گے بلکہ نرم

پڑ جائیں گے۔ جھوٹی قسمیں کھانے والے ذلیل و خوار آپس میں ایک دوسرے کے برخلاف اکسانے والے ادھر ادھر لگانے

والے کار خیر کو یعنی اصلاح ذات البین کر روکنے والے انسانی اخلاق کی حد سے تجاوز کرنے والے بدکار طبیعت کے اکھڑ اور علاوہ

ازیں بد خیر انسان کی بات کبھی مت مانو کیونکہ بحکم کل اناء تیرخ بما فیہ ایسے لوگ وہی کہیں گے جو یہ خود کرتے ہیں اور جو انکا

رویہ ہے جیسے تیرے زمانہ میں ایسے لوگ ہیں آئندہ بھی ہوں گے اور ہمیشہ ہوتے رہیں گے ایسے شخص کی علامت یہ ہے کہ

جب ہمارے احکام اسکو سنائے جاتے ہیں تو بوجہ مالدار اور صاحب اولاد ہونے کے تسلیم احکام سے انکار کرتا ہوا کتا ہے کہ یہ تو

پہلے لوگوں کی کمائیاں ہیں ان کو وحی الہی سے کیا تعلق کہیں موسیٰ اور فرعون کا قصہ ہے کہیں آدم اور شیطان کا ذکر ہے کہیں کچھ

ہے تو کہیں کچھ ایسے شخص کو چاہے اس زمانہ میں ہے یا آئندہ ہوگا ہم اس کی ناک پر داغ لگائیں گے یعنی اس کو براوری میں بلکہ

ساری دنیا میں ذلیل اور نامراد کریں گے ایسا کہ ہر کہہ دمہ جائے گا کہ یہ نامراد ہے کچھ شک نہیں کہ ہم (خدا) نے ان مشرکوں

عرب کو مال و اسباب اور سامان آسائش وغیرہ دیکر اس طرح جانچا ہے جیسے ایک باغ والوں کو جانچا تھا

۱۔ اے طرف اشارہ ہے کہ قرآن مجید میں جو الفاظ آئے ہیں یہ تمثیل ہیں جو ہر زمانے کے ایسے لوگوں پر صادق آتے ہیں جو ان اوصاف سے

موصوف ہوں اس لیے تعلیم عام ہے اس کی ناک پر نشان لگانے سے مراد اس کی نامرادی اور ناکامی ہے یعنی جو جو منصوبہ دے اسلام اور نبی اسلام کے

برخلاف دل میں رکھتا ہے ان سب میں وہ ناکام رہے گا۔ زمانہ رسالت میں ان اوصاف سے موصوف ایک شخص تھا جس کا نام ولید بن مغیرہ تھا بعد کے

زمانہ میں بھی ایسے لوگ ہوتے رہے اور وہ ہوتے رہیں گے۔ اللہ اعلم

لِذَا قَامُوا لِيَصْرُمُهَا مُصْبِحِينَ ۝ وَلَا يَسْتَشْنُونَ ۝ فَطَافَ عَلَيْهَا طَائِفٌ

جب انہوں نے پختہ ارادہ کیا کہ کل صبح سویرے ہی اس باغ کے پھل توڑ لیں گے اور وہ کسی طرح کا استثناء نہ کرتے تھے تو ان کے سوتے سوتے ہی تیرے رب

مَنْ رَبِّكَ وَهُمْ نَكَامُونَ ۝ فَأَصْبَحَتْ كَالضَّرِيمِ ۝ فَتَنَادُوا مُصْبِحِينَ ۝

کی طرف سے تباہ کرنے والا پہنچ گیا پس وہ صبح کو برباد ہو چکا تھا پھر ان لوگوں نے صبح سویرے ایک دوسرے کو بلایا

إِنِ اعْدُوا عَلَيَّ حَذِثْكُمْ إِن كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝ فَأَنْطَلَقُوا وَهُمْ يَتَخَفَتُونَ ۝

کہ اپنی کھیتی میں چلو اگر اس کو کانٹے کا ارادہ رکھتے ہو پس وہ اس خوف سے چھپ چھپ کر صبح سویرے چلے

أَنْ لَا يَدْخُلَهَا الْيَوْمَ عَلَيْكُمْ مَسْكِينٌ ۝ وَغَدُوا عَلَيَّ حَزْرًا قَادِرِينَ ۝ فَلَمَّا

کہ اس باغ میں آج بھی کوئی مسکین تمہارے پاس نہ پہنچ جائے وہ صبح سویرے پھل کانٹے کے لئے قوت کے ساتھ نکلے پس جب

رَأَوْهَا قَالُوا إِنَّا لَصَّالُونَ ۝ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ۝ قَالَ أَوْسَطُهُمْ أَلَمْ أَقُلْ

انہوں نے اس باغ کو دیکھا تو بولے کہ ہم راہ بھول گئے ہیں بلکہ ہم محروم کئے گئے ہیں اور ان میں اچھی سمجھ والا بولا کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا

لَكُمْ لَوْلَا تَسْتَبِحُونَ ۝ قَالُوا سُبْحَانَ رَبِّنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝

کہ صبح سویرے اٹھتے ہوئے خدا کی تسبیح کیوں نہیں کرتے سب نے کہا سبحان اللہ بے شک ہم ہی قصور وار ہیں

یعنی جس طرح اپنے چند روزہ عیش و آرام پر وہ مغرور ہوئے تھے اس طرح یہ بھی مغرور ہیں سو جیسا ان کا انجام ہوا تھا ان کا بھی

ہوگا تفصیل اس کی یہ ہے کہ ان باغ والوں کی نیت تبدیل ہوئی تو خیرات نہ کرنے کی ان کو سوچھی اس پر ان کے باغ کی تباہی

ہوئی یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب انہوں نے پختہ ارادہ کیا کہ کل صبح سویرے ہی اس باغ کے پھل توڑیں گے اور وہ اس ارادے

میں کسی طرح کا استثناء نہ کرتے تھے یہاں تک کہ انشاء اللہ بھی نہ کہتے تھا ادھر ان کا ارادہ ہوا ادھر خدا کا حکم جاری ہوا تو ان کے

سوتے سوتے ہی تیرے رب کی طرف سے تباہ کرنے والا حکم اس باغ پر پہنچ گیا پس وہ ان کے پہنچنے سے پہلے ہی صبح کو برباد ہو چکا

تھا مگر ان کو اطلاع نہ تھی پھر ان لوگوں نے اپنے خیال کے مطابق صبح سویرے ایک دوسرے کو بلایا کہ اپنی کھیتی اور باغ میں چلو

اگر اس کو کانٹے کا ارادہ رکھتے ہو تو یہی وقت موزوں ہے پس وہ اس خوف سے چھپ چھپ کر صبح سویرے چلے کہ اس باغ میں

آج بھی کوئی مسکین تمہارے پاس نہ پہنچ جائے چنانچہ اسی خیال کو لے کر وہ صبح سویرے پھل کانٹے کے لیے پختہ ارادہ اور قوت

کے ساتھ نکلے وہاں کیا تھا وہم و گمان کے خلاف باغ اجڑ چکا تھا پس جب انہوں نے اس باغ کو جڑا ہوا دیکھا تو اپنے تصور کے

خلاف پا کر بولے کہ یہ وہ باغ نہیں ہے یقیناً ہم راہ بھول گئے ہیں ادھر ادھر دیکھ بھال کر کہا بھولے نہیں بلکہ اس باغ کے فوائد

سے محروم کئے گئے ہیں ان مالکوں میں اچھی سمجھ والا بولا کیا میں نے تم سے نہ کہا تھا کہ صبح سویرے اٹھتے ہوئے خدا کی تسبیح کیوں

نہیں کرتے یعنی اللہ کو پاکی سے یاد کر کے اس کی دی ہوئی نعمت کا شکر کرو تاکہ خدا ہمارے مال اولاد میں برکت کرے دیکھو یہ

اس غفلت کا نتیجہ ہے کہ ہم اس نعمت سے محروم کئے گئے ہیں چونکہ شریف خاندان کے صالح زادے تھے اس لیے اس یاد بانی پر

فورا سب نے کہا سبحان اللہ ربنا وحمدہ پیشک ہم ہی قصور وار ہیں

۱۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ باغ یمن میں تھا ایک شخص دیدار اس کا مالک تھا اس کے مرنے کے بعد تین بیٹے وارث ہوئے وارث کی زندگی

میں غرباء مساکین کا بھی اس میں حصہ ہوتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو اس کے وارثوں نے خیرات کا حصہ بند کر دیا اس خیال سے کہ ہمارا عیال زیادہ ہے ہم اتنی

خیرات کرنے کے متمثل نہیں چنانچہ اس پر پختہ ہو کر صبح باغ کا پھل کانٹے کو نکلنے تو باغ کو اس حال میں پایا جس کا ذکر آیات میں ہے۔ (ماخوذ از معالم)

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ لَا تَمَنَّا ۚ ۝ قَالَُوا يُونُسَ إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝

وہ ایک دوسرے پر متوجہ ہو کر شرمندہ کرنے لگے بولے ہائے ہماری کم سختی ہم تو واقعی سرکش ہیں

عَسَىٰ رَبُّنَا أَن يُبَدِّلَنَا خَيْرًا مِّنْهَا إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا رَاغِبُونَ ۝ كَذَلِكَ الْعَذَابُ ۚ وَ

ہمت جلد خدا اس باغ سے اچھا باغ ہم کو دے گا ہم یقیناً خدا کی طرف رجوع ہیں عذاب اسی طرح آتا ہے اور

الْعَذَابُ الَّاخِرَةُ أَكْبَرُ مَلِكًا نَّوَا يَعْلَمُونَ ۝ إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَدَّتِ

عذاب آخرت اس سے بھی بڑا ہے کاش کہ لوگ جائیں جو لوگ پرہیزگار ہیں ان کے لئے ان کے پروردگار کے ہاں

التَّعْمِيرِ ۝ أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ ۚ مَا لَكُمْ فِتْنَةً كَيْفَ تَعْلَمُونَ ۝

نعمتوں کے باغ ہیں کیا پھر فرماں برداروں کو بے فرمانوں جیسا کر دیں تمہیں کیا ہو گیا تم لوگ کیسی رائیں لگاتے ہو

أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِينَهُ تَدْرُسُونَ ۚ ۝ إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ ۝ أَمْ لَكُمْ آيَاتٌ

کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں تم لوگ پڑھتے ہو کہ جو تم چاہو وہ تم کو ملے گا کیا ہمارے پاس تمہارے

عَلَيْنَا بِالْعَمَّةِ ۚ إِلَّا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَعْلَمُونَ ۝ سَأَلَهُمْ آيَاتُهُمْ بِذَلِكَ

عہد و پیمان ہیں جو قیامت تک تمہارے لئے پند ہیں جو تم فیصلہ کرو وہ تم کو مل جائے گا تو ان کو پوچھ کون اس بات کا ذمہ دار ہے

أَرْعِيمُهُمْ ۚ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ ۚ فَلْيَأْتُوا بِشُرَكَائِهِمْ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ۝

ایسا ان کے شریک ہیں اگر یہ سچے ہیں تو شریکوں کو پیش کریں

چونکہ ان کو یہ بات سمجھ میں آگئی تھی کہ ہمارے اعمال بد کا نتیجہ ہم کو ملا ہے اس لیے وہ ایک دوسرے پر متوجہ ہو کر شرمندہ

کرنے لگے بولے اے ہماری کم سختی ہم تو واقعی سرکش ہیں سچ تو یہ ہے کہ ہرچہ برماست ازماست۔ چونکہ دل سے ایماندار

تھے اس لیے وہ خدا سے ناامید نہ ہوئے تھے لہذا انہوں نے خدا سے امید کا اظہار کرنے کو کہا انشاء اللہ بہت جلد خدا ہم کو اس باغ سے

بہت اچھا باغ دے گا کیونکہ ہم یقیناً خدا کی طرف متوجہ اور رجوع ہیں یہ ان کا مقولہ بتا رہا ہے کہ وہ خدا سے مایوس نہ ہوئے تھے

اس لیے توقع ہے کہ اس باغ کے نقصان کی تلافی ان کے لیے خدا کی طرف سے کی گئی ہوگی عذاب الہی جب آتا ہے تو اسی طرح

آتا ہے اور عذاب آخرت اس سے بھی بڑا ہے یہ تو تھوڑا سماں نقصان ہے آخرت میں ہر طرح سے عذاب ہوگا کاش کچھ لوگ

اس عذاب کو جائیں ہاں اس میں شک نہیں کہ جو لوگ پرہیزگار اللہ سے ڈرانے والے اور بدکاری سے بچنے والے ہیں ان کے

لیے ان کے پروردگار کے ہاں نعمتوں کے باغ ہیں جن میں ہر قسم کے پھل پھول اور ہر قسم کا عیش و آرام ان کو حاصل ہوگا۔

کیونکہ یہ لوگ اپنی زندگی میں نیکو کار رہے اچھے کام کرتے رہے اگر ان کو ہم نیک و بد نہ دیں تو کیا پھر فرمانبرداروں کو بے فرمانوں

جیسا کر دیں نہ ان کو سزا نہ ان کو جزا پھر تو دونوں برابر ہو گئے تم جو اس برابری کے قائل ہو تمہیں کیا ہوگا تم لوگ کیسی کیسی

رائیں لگاتے ہو کیا تمہارے پاس کوئی الہی کتاب ہے جس میں تم لوگ پڑھتے ہو کہ جو تم چاہو وہ تمہیں ملے گا چاہے تم کیسے

بد عمل اور مشرک ہو کیا ہمارے ہاں تمہارے حق میں عہد و پیمان ہیں جو قیامت تک تمہارے لیے پند ہیں کہ جو بھی تم اپنے حق

میں فیصلہ کرو وہ تم کو بلا شک و شبہ مل جائے گا اے رسول تو ان سے پوچھ ان میں سے کون اس بات کا ذمہ دار مدعی ہے جو بتائے

کہ ان باتوں کا جواب کیا ہے مثبت ہے یا منفی کیا ان موجودہ مشرکوں کے بنائے ہوئے معبود خدا کے شریک ہیں؟ اگر یہ اپنے

عقیدہ مشرک میں سچے ہیں تو ان شریکوں کو یا ان کی تعلیم کو اس دعوے کے ثبوت میں پیش کریں

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ ﴿٧﴾ خَاشِعَةً

جس روز سخت گھبراہٹ ہوگی اور ان کو سجدہ کرنے کو بلایا جائے گا تو وہ نہ کر سکیں گے ان کی آنکھیں

أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ۖ وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَلِيمُونَ ﴿٨﴾

خوف زدہ ہوں گی اور ان پر ذلت برستی ہوگی اور جب یہ لوگ صحیح سالم تھے اس حالت میں سجدے کی طرف بلائے جاتے تھے تو سجدہ نہ کرتے تھے

فَذَرْنِي وَمَنْ يُكَذِّبُ بِهَذَا الْحَدِيثِ ۖ سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٩﴾

جو لوگ اس کلام کو جھٹلاتے ہیں ان کو ہمارے حوالے کر ان کی بے خبری میں ہم ان کو کہاں کہاں لے جائیں گے

وَأْمُرِي لَهُمْ إِنَّ كَيْدِي مَتِينٌ ﴿١٠﴾ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُمْ مِنْ مَغْرَمٍ مُثْقَلُونَ ﴿١١﴾

ہم ان کو تھوڑی سی مہلت دے رہے ہیں ہمارا ارادہ مضبوط ہے کیا تو ان سے کوئی معاوضہ مانگتا ہے جس کے دباؤ میں یہ لوگ دبے جاتے ہیں

أَمْ عِنْدَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُمُونَ ﴿١٢﴾ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ

پھر کیا ان کے پاس غیب ہے جس سے یہ لوگ لکھ لیتے ہیں پس تو اپنے رب کے حکم سے صبر کر چھپی والے کی طرح نہ ہو جو جب

الْحَوْتِ مَا رَدَّ نَادَىٰ وَهُوَ مَكْظُومٌ ﴿١٣﴾

جب اس نے سخت رنج میں خدا کو پکارا تھا

آج ہوش و حواس کی حالت میں ان کو خدا کی توحید اور عبادت کی طرف بلایا جاتا ہے تو نہیں آتے اس روز کیا کریں گے جس لمروز

یعنی قیامت کے دن سخت گھبراہٹ ہوگی اور ان منکرین کو خدا کے لیے سجدہ کرنے کو بلایا جائیگا تو یہ نہ کر سکیں گے ان کی

آنکھیں خوفزدہ ہوں گی یعنی ان منکرین کو خدا کا خوف اور دہشت معلوم ہوگی اور ان کے چہروں پر ذلت برستی ہوگی اور سجدے

کی عدم طاقت اس لیے ہوگی کہ دنیا میں جب یہ لوگ صحیح و سالم تھے اس حالت میں سجدے کی طرف بلائے جاتے تھے۔ تو سجدہ

نہ کرتے تھے تو اب قیامت کے روز کیسے کریں۔ اپنے مخالفوں کی سزا کا ذکر تو نے سن لیا پس جو لوگ اس کلام تیری الہامی تعلیم کو

نہیں مانتے بلکہ جھٹلاتے ہیں ان کو ہمارے حوالے کر یعنی تو ان کی پرواہ نہ کر پھر دیکھو ان کی بے خبری میں ان کو کہاں کہاں لے

جائیں گے پہلے دنیا میں مغلوب اور ذلیل کریں گے فقر و فاقہ سے تنگ کریں گے موت کے بعد عذاب برزخ میں مبتلا کریں

گے بعد ازاں عذاب جہنم میں ڈالیں گے اور سردست تو ہم ان کو تھوڑی سی مہلت دے رہے ہیں اس سے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ان

کی چالوں اور بد ارادوں سے بے خبر نہیں بلکہ ہمارا داؤ خفیہ گرفت مضبوط ہے بھلا یہ جو تیری (اے نبی) نہیں سنتے کیا تو ان سے

اس تبلیغ پر کوئی معاوضہ مانگتا ہے جس کے دباؤ میں یہ لوگ دبے جاتے ہیں۔ کچھ نہیں بلکہ تیری طرف سے تو صاف اعلان ہے

کہ میں تم سے مزدوری نہیں مانگتا پھر کیا ان کے پاس غیب کا علم ہے جس سے یہ لوگ مطلب کی باتیں لکھ لیتے ہیں جس میں یہ

بھی مرقوم ہے ان کا لوگوں کا رویہ بہتر ہے کچھ نہیں نہ علم غیب ہے نہ کچھ اور بلکہ محض نفسانی شرارت ہے اور بس پس تو اے نبی

اپنے رب کے حکم سے صبر کر اور اپنے نفس کو خدا کے وعدہ پر مضبوط رکھ کر اور کسی طرح کا فکر پاس بھی نہ آنے دے۔ خبردار

چھپی والے یوں نبی کی طرح نہ ہو اس کی زندگی میں خاص کردہ وقت قابل ذکر ہے جب اس نے چھپی کے پیٹ میں سخت

اندھیرے اور تنہائی میں سخت رنج و غم کی حالت میں بامید نجات خدا کو پکارا تھا یا اللہ تو پاک ہے اور میں ظالم ہوں۔

۱۔ یہی معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ نے کئے ہیں چنانچہ صحیح مسلم کی شرح میں مذکور ہے۔

فسر ابن عباس و جمهور اهل اللغة و غريب الحديث الساق ههنا بمعنى الشدة ای يكشف عن شدة الامر مهرولى

۲۔ لا اله الا انت سبحانك انى كنت من الظالمين کی طرف اشارہ ہے (۱) (نوری ج ۱ ص ۱۰۲)

كَوْلًا أَنْ تَذَرَكَّهُ نِعْمَةً مِّن رَّبِّهِ كُنَيْدًا بِالْعَرَاءِ وَهُوَ مَذْمُومٌ ۝ فَاجْتَبَيْهِ

اگر اس کی پروردگار کی مہربانی سے اس کی دست گیری نہ ہوتی تو ذلیل و خوار جنگل میں ڈالا جاتا پھر خدا نے اس کو

رَبُّهُ فَجَعَلَهُ مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَإِنْ يَكَادُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَيُزْلِقُونَكَ بِأَبْصَارِهِمْ

برگزیدہ کیا اور اس کو صالحین میں داخل کیا اور تیرے منکرین جب نصیحت سنتے ہیں تو قریب ہے اپنی آنکھوں سے

لَنَا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُولُونَ إِنَّهُ لَمَجْنُونٌ ۝ وَمَا هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ

تجھے پھلا دیں اور کہتے ہیں کہ تحقیق یہ مجنون ہے حالانکہ وہ قرآن تمام دنیا کے لوگوں

لِلْعَالَمِينَ ۝

لوگوں کے لئے نصیحت ہے

اگر اس کے پروردگار خداوند عالم کی مہربانی سے اس کی دست گیری نہ ہوتی تو مردہ ہو کر ذلیل و خوار جنگل میں ڈالا جاتا مچھلی

کے پیٹ ہی میں رہتا مگر چونکہ اس نے اپنے حق میں قصور اور خدا کی تقدیس کا اعتراف کیا اس لیے وہ مچھلی کے پیٹ سے نکال

کر میدان میں ڈالا گیا لیکن آسمان اور زمین والوں کے نزدیک ذلیل و خوار نہ ہوا ہاں مچھلی کے پیٹ کی وجہ سے بیمار ضرور تھا۔ پھر

خدا نے اس کو برگزیدہ کیا اور اس کو صالحین کی جماعت میں داخل کیا یعنی خلعت رسالت دے کر اسی قوم کی طرف رسول بنا کر

بھیجا جو کہ اس کی غیو بیت میں مومن ہو چکی تھی جس طرح یونس نبی کی قوم اس کی مخالف تھی یا انبیاء کرام کی تو میں ان سے

برسر جنگ رہتی تھیں۔ تیرے زمانہ کے منکرین بھی کم نہیں ایسے شدید الغضب ہیں کہ جب تیری نصیحت سنتے ہیں تو ایسے

آگ بگولہ ہوتے ہیں کہ دیکھنے والے کو یقین ہو جائے کہ قریب ہے کہ گھور گھور کر اپنی نیلی آنکھوں کے خوف سے تجھے تیرے

عزم مصمم سے پھسلا دیں اور بجائے اسکے کہ اپنے جوش کو جنون کہیں کہتے ہیں کہ تحقیق یہ رسول مجنون ہے جو سب دنیا کے

خلاف تعلیم دیتا ہے کبھی کہتا ہے کہ معبود سب کا ایک ہی ہے کبھی کہتا ہے مر کر اٹھنا ہے کبھی کبھی کچھ حالانکہ وہ قرآن جو تو

تعلیم دیتا ہے تمام دنیا کے لوگوں کیلئے نصیحت ہے نہ اس میں کوئی بات خلاف عقل ہے نہ مخالف نقل ہاں ان کی کج طبائع کے

خلاف ہے سو ایسا ہونا ہی چاہیے وہ دوائی کیا جو مریض کے خلاف نشانہ ہو کہ داروئے تلخ است دفع فرض

۱۔ سورہ صافات میں حضرت یونس کے ذکر میں یوں فرمایا ہے فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ لَلبِثَ فِي بطنِهِ يَوْمَ قَبْرِهِ

بِالْعَرَاءِ وَهُوَ سَقِيمٌ اس آیت میں اور زیر تفسیر آیت میں بظاہر اختلاف ہے کیونکہ اس آیت میں ذکر ہے کہ حضرت یونس تسبیح نہ پڑھتے تو مچھلی کے

پیٹ ہی میں رہتے یعنی ان کو رحمت الہی دست گیری نہ کرتی زیر تفسیر آیت میں ذکر ہے کہ اگر خدا کی رحمت ان کی دست گیری نہ کرتی تو وہ جنگل میں

مذموم حالت میں ڈال دیے جاتے حالانکہ سورہ صافات خود فرمایا ہے کہ اس کی تسبیح پڑھنے پر ہم نے اسکو جنگل میں ڈال دیا۔ یعنی جنگل میں ڈالنا

علامت نجات بھی کہا اور اثر عذاب بھی فرمایا اس اختلاف کی تطبیق اس طرح دی ہے بیشک در صورت عدم تسبیح خدا کی رحمت دست گیری نہ ہوتی۔

لیکن رحمت دست گیری نہ ہونے کے دوا اثر بتائے ان دو میں نسبت مانعہ الخلو ہے یعنی مچھلی کے پیٹ میں رہنے یا جنگل میں ڈالے جانے میں سے ایک

ضرور ہوتا۔

دوسرے اعتراض کا جواب یہ دیا ہے کہ جنگل میں ڈالا جانا دو طرح ہے (ایک) بحالت ذلت۔ دوم بحالت علالت بحالت ذلت ڈالا جانا بیشک علامت

عتاب ہے مگر۔ بحالت علالت عتاب نہیں بلکہ اثر نجات ہے

۲۔ لَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنفَعَهَا إِيْمَانُهَا إِلَّا قَوْمَ يُونُسَ لَمَّا آمَنُوا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا اس آیت کی

طرف اشارہ ہے کیونکہ اس میں قوم یونس کا بوجہ ایمان لے آنے کے عذاب سے بچ جانے کا ذکر ہے

سورت الحاقہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدا کے نام سے شروع جو بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے

۱ مَا الْحَاقَّةُ ۲ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْحَاقَّةُ ۳ كَذَّبَتْ ثَمُودُ وَعَادٌ

گھی گھڑی کیسی گھڑی ہے تجھے کیا معلوم وہ کیسی گھڑی ہے اس قارعہ کو قوم ثمود اور عاد نے

۴ بِالْقَارِعَةِ ۵ فَأَمَّا ثَمُودُ فَأَهْلِكُوا ۶ بِالطَّاغِيَةِ ۷ وَأَمَّا عَادُ فَأَهْلِكُوا ۸ بِرِيحٍ صَرْصَرٍ

مانا تھا ثمود تو سخت عذاب سے ہلاک کئے گئے اور عادی لوگ سخت ہوا سے ہلاک

۹ عَاتِيَةٍ ۱۰ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَلَاثِينَ آيَاتٍ ۱۱ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا

کئے گئے جو ان پر سات راتیں اور آٹھ دن برابر مسلط رہی تھی پس تو اس قوم کو دیکھتا ہے کہ اوندمے

۱۲ صَرَطٌ ۱۳ كَانَتْهُمْ أَعْجَازٌ نَحْلٌ خَاوِيَةٌ ۱۴ فَهَلْ تَرَى لَهُمْ مِنْ بَاقِيَةٍ ۱۵ وَجَاءَ

پڑے ہیں وہ گویا مہجوروں کے اکھڑے ہوئے تھے پس کیا تو ان میں سے کسی کو باقی دیکھتا ہے اور فرعون

۱۶ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ ۱۷ وَالْمُؤْتَفِكُ بِالْغَاطِطَةِ ۱۸ فَعَصَا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ

اور اس سے پہلے کے لوگ اور الٹی ہوئی بستیوں والے لوگ بد عملی کرتے رہے پھر وہ اپنے رب کے رسول کی بے فرمانی کرتے رہے

أَخَذَهُ رَبِّي ۱۹

تو خدا نے ان کو سخت پکڑا

سورت الحاقہ

قیامت کی گھی گھڑی ہونے والی ہے آدھہ کیسی گھڑی ہے اے سننے تجھے کیا معلوم وہ کیسی گھڑی ہے سنو اس کا دوسرا نام قارعہ ہے یعنی اپنی ہیبت اور سخت آواز سے کانوں کو پھاڑنے ڈالنے والی اس قارعہ کو جو قیامت کا دوسرا نام ہے قوم ثمود اور عاد نے نہ مانا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ ثمود نے تو سخت عذاب سے جو ایک ہیبت ناک آواز لپکی صورت میں تھا ہلاک کئے گئے اور عادی لوگ بڑے زور کی سخت ہوا سے ہلاک کئے گئے جو ان پر سات راتیں اور آٹھ دن برابر مسلط رہی تھی یہ تو اس کی تندی کا ذکر ہے تاثر اس کی یہ تھی کہ جس چیز کو چھو جاتی تھی وہ فنا ہو جاتی تھی پس تو اگر اس وقت ہوتا تو اس قوم عاد کو اس ہوا کے عذاب میں دیکھتا کہ اوندمے پڑے مر چکے ہیں وہ درازی قدر اور قوت جسمانی کے لحاظ سے ایسی ڈیل کے لوگ تھے کہ گویا مہجوروں کے اکھڑے ہوئے کھوکھلے تھے پس ایسے مرے کہ ایک بھی نہ بچا۔ کیا تو ان میں سے کسی کی ذات کو یا اس کی اولاد کو دنیا میں زندہ باقی دیکھتا ہے اور سنو اس طرح فرعون اور اس سے پہلے کے لوگ اور الٹی ہوئی بستیوں والے لوگ یعنی لوط کی قوم بھی بد عملی کرتے رہے پھر وہ بد عملی میں ایسے بڑھے کہ اپنے رب کے رسول کی جو جو جس کی طرف آتا نہ فرمانی کرتے رہے تو خدا نے ان کو سخت پکڑا جس کا نتیجہ وہی ہوا جو اوپر مذکور ہے کہ ان میں ایک بھی نہ بچا۔

۱ بار ہویں پارے کے چھپے رکوع میں اس عذاب کا یہ نام رکھا ہے چنانچہ ارشاد ہے فَاخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةَ فاصبحوا فی ديارهم

۲ جثمین (ب ۱۲ ع ۶۶) ۳ ماتلر من شیء اتت علیه الا جعلته كالرميم کی طرف ارشاد ہے

إِنَّا لَنَاطِقُ الْمَاءِ حَمَلِكُمْ فِي الْجَارِيَةِ ۖ لِنَجْمَعَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَتَعِيَهَا أُذُنٌ وَاعِيَةٌ ۝

جب پانی جوش میں آیا تو ہم (خدا) نے تم کو کشتی پر بٹھادیا تاکہ ہم اس کو تمہارے لئے باعث نصیحت بنائیں اور سننے والے کان یاد رکھیں

وَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ ۖ وَحُمِلَتِ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ فَدُكَّتَا

پھر جب ایک ہی آواز سے پھونکا جائے گا اور زمین مع پہاڑوں کے اٹھا کر توڑ دی

دَكَّةً وَاحِدَةً ۖ فَيَوْمَئِذٍ وَقَعَتِ الْوَاقِعَةُ ۖ وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ

جائے گی تو اس روز واقعہ ہونے والی ظاہر ہو جائے گی اور اس روز آسمان بھی پھینچا ہو

وَاهِيَةٌ ۖ وَالْمَلِكُ عَلَىٰ أَرْجَائِهَا ۖ وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَنِيَةٌ ۝

جائے گا فرشتے اس کے کناروں پر کھڑے ہوں گے اور اٹھ جماعتیں پروردگار کا تخت حکومت اٹھائے ہوں گے

ان تباہ شدگان میں ایک نوح کی قوم ہے جس کا مختصر ذکر یہ ہے کہ جب ہمارے حکم سے پانی جوش میں آیا تو ہم (خدا) نے تم نئی

آدم کو جو اس وقت نوح کے ساتھ تھے چلنے والی کشتی پر بٹھایا تاکہ ہم اس کو تمہارے لیے باعث نصیحت بنائیں دیکھنے اور سننے

والے اس سے نصیحت پائیں کہ اتنے پانی میں جس میں بڑی سے بڑی چیزیں ڈوب گئیں ایک معمولی سی لکڑی کی کشتی نہ ڈوبی

کیوں؟ اس لیے کہ وہ خدا کے حکم سے اسی غرض سے بنائی گئی تھی کہ جو اس میں بیٹھے وہ نجات پائے دیکھنے والے دیکھ کر نصیحت

پائیں اور سننے والے کان یعنی پچھلی نسلیں سن کر یاد رکھیں کیونکہ یہ ایک تاریخی واقعہ ہے یہ تو ہوا دنیاوی حال پھر جب صور میں

ایک ہی آواز سے پھونکا جائے گا یعنی بحکم الہی قیامت برپا ہوگی اور زمین مع پہاڑوں کے اٹھا کر دونوں ایک ہی دفعہ توڑ دیئے

جائیں گے یعنی چور چور کر دیئے جائیں گے تو اس روز واقعہ ہونے والی ساعت جس کو شروع میں الحاقہ سے موسوم کیا گیا ہے

ظاہر ہو جائے گی اور اس روز آسمان بھی حکم الہی سے پھٹ کر ظاہر ہو جائے گا۔ فرشتے بحکم خدا اس روز آسمان کے کناروں پر

کھڑے ہوں گے اور ملائکہ کی اٹھ جماعتیں پروردگار عالم کا تخت حکومت اٹھائے ہوں گے

۱۔ یہ تخت حکومت عرش عظیم ہو گا یا کوئی اور تخت جو میدان قیامت میں رکھا جائے گا چنانچہ تفسیر ابن کثیر لکھا ہے

يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِهَذَا الْعَرْشِ الْعَرْشَ الْعَظِيمَ الَّذِي يُوَضَعُ فِي الْأَرْضِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِفَصْلِ الْقَضَاءِ (الحاقہ) قیاس یہ

چاہتا ہے کہ دوسرے معنی راجح ہیں کیونکہ حشر زمین پر ہوگا جنت دوزخ بھی زمین پر ہوگی چنانچہ جنتی کہیں گے۔

الحمد لله الذي صدقنا وعده واورثنا الارض نبتوا من الجنة حيث نشاء فنعم اجر العاملين (پ ۲۴ ع ۵)

خدا کی تعریف ہے جس نے ہم سے وعدہ سچا کر دیا اور ہم کو اس زمین کا مالک بنادیا ہم جہاں چاہتے ہیں جنت میں رہتے ہیں کام کرنے والوں کا بدلہ اچھا ہے اس

آیت میں اللہ جنت کا صدق الہی کلام مقبول ہے کہ (ہم زمین پر رہتے ہیں) یہ تو مسلم ہے کہ عرش عظیم زمین بلکہ سارے آسمانوں کے مجموعے سے

بھی بڑا ہے پھر وہ زمین کیسے رکھا جائے فرشتے اسے کیسے اٹھائیں اس لیے حافظ ابن کثیر نے دوسرا احتمال لکھا کہ یہ عرش۔ عرش عظیم نہیں بلکہ دوسرا ہوگا۔

اب ایک بات یہ رہ گئی کہ آیا حقیقتاً تخت رکھا جائے گا یا یہ تمثیل اور تصویر ہے مفسرین نے دونوں قول اختیار کئے ہیں حقیقت کئے والے بھی ہیں اور

تمثیل اور تصویر کے قائل بھی ہیں چنانچہ تفسیر نیشاپوری میں لکھا ہے

لما كان من شان الملك اذ اراد محاسبته اعماله ان يجلس على سريرو يقف الاعوان حواله صور الله تعالى تلك

الصور الهيئته لا لا به يقعد على الرير (تفسیر نیشاپوری بر حاشیہ تفسیر ابن جریور سورہ الحاقہ)

یعنی بادشاہ جب اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہتا ہے تو تخت پر بیٹھتا ہے اور ارکان سلطنت بادشاہ کے ارد گرد بیٹھے ہیں خدا نے اس بیٹے تاک دربار کی

تصویر اپنے حق میں بتائی ہے نہ اس لیے کہ وہ تخت پر بیٹھے گا (اللہ اعلم بناتہ وصفاته)

يَوْمَئِذٍ تَعْرَضُونَ لَا تَخْفَىٰ مِنْكُمْ خَافِيَةٌ ۝ فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِمِثْقَلِ ذَرَّةٍ يَحْسَبُهُ يَوْمَئِذٍ كَثِيرًا

اس روز تم پیش کے جاؤ گے تمہاری کوئی حرکت چھپی نہ رہے گی پھر جس کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا وہ کے گا

هَٰؤُلَاءِ أَقْرَبُ وَكَثِيرٌ ۝ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الْمَلِئِينَ حَسَابِيَهُ ۝ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ۝

کہ میرے ساتھیو آؤ میرا اعمال نامہ بڑھو میں پہلے ہی اپنے حق میں اچھا لگان کرتا تھا پس یہ پسندیدہ عیش میں رہے گا

فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ قُطُوفُهَا دَانِيَةٌ ۝ كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فَمَا لَبِثَ بَعْدَ

وہ بڑی عالیشان بہشت میں رہے گا جس کے پھل نیچے کو جھکے ہوئے ہوں گے خوب خوشگوار کھاؤ پیو بعض اس کے جو تم نے پہلے زمانہ میں اعمال بھیجے

الْعَالِيَةِ ۝ وَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِشِقَاكِهِ ۝ فَيَقُولُ لِيَلَيْتَنِي كُنتُ مِنَ الْمُتَكَبِّرِينَ ۝

تھے اور جس کو اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں ملے گا وہ کے گا ہائے افسوس مجھے یہ اعمال نامہ نہ ملا ہوتا

وَلَمَّا أَدْرِمَا حَسَابِيَهُ ۝ يَلَيْتَهَا كَانَتِ الْقَاضِيَةَ ۝ مَا أُغْنِي عَنِّي مَالِيَهُ ۝ هَلَّاكَ

اور میں اپنا حساب نہ جانتا اے کاش پہلی موت میرا فیصلہ کر دیتی میرے مال نے بھی مجھے کچھ فائدہ نہ دیا میرا زور

عَنِّي سُلْطَانِيَهُ ۝ خُذُوهُ فَغُلُّوهُ ۝ ثُمَّ الْجَحِيمَ صَلُّوهُ ۝ ثُمَّ فِي سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا

بھی سب جاتا رہا اس کو پکڑو اور اس کے گلے میں طوق ڈالو پھر اس کو جہنم میں داخل کرو ستر ہاتھ زنجیر میں اس کو جکڑ کر

یعنی بڑی ہیبت کا دن ہوگا ملائیکہ چاروں طرف منظر حکم کھڑے ہوں گے اس ہیبت و رعب اور دربار کی مثال دیکھنی ہو تو دنیا

کے بادشاہوں کے دربار دیکھو جو کسی تقریب پر کیا کرتے ہیں جس میں ایک طرف پولیس بڑی طمطراق سے صف بستہ کھڑی

ہوتی ہے تو دوسری طرف فوج اپنی شان اور چمک دمک دکھاتی ہے درمیان میں بادشاہ سلامت جلوی افزو ہیں چاروں طرف

ہیبت کا نظارہ ہوتا ہے قیامت کے روز اتنا جلال اور ہیبت الہی ہوگی کہ کوئی آواز سننے میں نہ آئے گی اس روز تم سب لوگ میدان

حشر میں پیش کے جاؤ گے ایسے کہ تمہاری کوئی مخفی حرکت چھپی نہ رہے گی پھر اس وقت جس کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا

اس کی نجات کی علامت ہوگی وہ کے گا کی میرے ساتھیو آؤ میرا اعمال نامہ بڑھو دیکھو اس میں مجھے نجات مل جائے گا ذکر ہے میں

پہلے ہی اپنے حق میں اچھا لگان کرتا تھا کہ مجھے میرا حساب یعنی میرے کاموں کا بدلہ پورا پورا ملے گا ضائع نہ ہوگا پس یہ ایسا شخص

اپنے پسندیدہ عیش میں رہے گا جس میں اس کی ہر مطلوبہ چیز ملے گی یعنی وہ بڑی عالیشان بہشت میں رہے گا جس کے درخت

پھلوں سے اتنے لدے ہوں گے پھل ان کے نیچے کو جھکے ہوئے ہوں گے ان کو اجازت ہوگی کہ ان پھلوں کو خوب خوشگوار کھاؤ

پیو بعض اس کے جو تم نے پہلے زمانہ دنیا میں اس جہان کیلئے اچھے اعمال بھیجے تھے وہ اعمال اگرچہ حقیقت میں اتنی نیک جزا کے

قابل نہ تھے مگر خدا کے وعدہ سے اس لائق ہو گئے کہ تم نے ان تھوڑے سے کاموں کا اتنا بڑا بدلہ پایا۔ یہ تو ہوا ان لوگوں کا ذکر جو

صالح ہوں گے ان کے مقابلے میں جو بد اطوار اور بد افعال ہوں گے یعنی جس کو اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں ملے گا یہ علامت اس کی

گرفتاری کی ہوگی وہ اس کو دیکھ کر کہے گا ہائے افسوس مجھے یہ اعمال نامہ نہ ملا ہوتا اور میں اپنے حساب نہ جانتا گو ملو میں رہتا امید خیر تو

رہتی اب تو سارا حال کھل گیا۔ ہر گناہ اس میں درج ہے اور مجموعہ گناہوں کا مقابلہ اعمال صالحہ کے بہت زیادہ ہے اے کاش وہ میری

پہلی موت میرا فیصلہ کر دیتی۔ ایسا کہ میں مکرر کسی طرح وجود میں نہ آتا آہ میرے مال نے مجھے کچھ فائدہ نہ دیا میرا زور بھی سب جاتا

رہا فرشتوں کو حکم ہوگا۔ اس کو پکڑو اور اس کے گلے میں طوق ڈالو پھر اسی حالت میں اس جہنم میں داخل کرو ستر ہاتھ لمبی زنجیر میں

لک و خضعت الاصوات للرحمن فلا تسمع الا همسا کی طرف اشارہ ہے

سَبْعُونَ ذَرَاةً فَمَا سَلَكُوهُ ۗ إِنَّهٗ كَانَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝ وَلَا يَحْضُ

جکڑ کر دوزخ میں ڈالو کیونکہ یہ اللہ عظیم پر یقین نہ رکھتا تھا نہ غریب غرباء کو

عَلَا طَعَامِ الْمُسْكِيْنِ ۝ فَلَيْسَ لَهُ الْيَوْمَ هُنَا حَمِيْمٌ ۝ وَلَا طَعَامٌ اِلَّا مِمَّنْ

کھلانے کی ترغیب دیتا پس اس کے لئے نہ کوئی حمایتی ہے زخموں کے دھون کے سوا اس کے لئے

غَسْلِيْنٍ ۝ لَا يَأْكُلُهُۥ اِلَّا الْغٰطِيُوْنَ ۝ فَلَا اَنْفُسٌ يَّمَّا تُبْصِرُوْنَ ۝ وَمَا لَآ

کوئی کھانا نہیں ہے جس کو سوائے بدکاروں کے اور کوئی نہیں کھائے گا پس میں خدا ہر اس چیز کی قسم کھاتا ہوں جو تم دیکھتے ہو اور جو تم نہیں

تُبْصِرُوْنَ ۝ اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ۝ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ ۝

دیکھتے یہ رسول کریم کا پیغام ہے اور نہ کسی شاعر کا قول ہے مگر تم لوگ بہت کم یقین کرتے ہو

وَلَا يَقُوْلُ كَاٰهِنٍ ۝ قَلِيْلًا مَّا تَدَّكُرُوْنَ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَلَوْ

نہ وہ کسی رملی جوگی کا قول ہے مگر تم لوگ بہت کم سمجھتے ہو یہ قرآن خدا کا اتارا ہوا ہے یہ رسول

تَقُوْلَ عَلَيْنَا بَعْضُ الْاَقْوَامِ ۝ لَا خَدْنٰ مِنْهٗ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهٗ

اگر کوئی بات از خود گھڑ کر ہم پر لگا دے تو ہم بڑی قوت سے اس کی رگ جان کاٹ

الْوٰتِيْنَ ۝

دیویں

اس کو جکڑ کر دوزخ میں ڈالو اس کی یہی سزا ہے کیونکہ یہ اللہ عظیم پر یقین نہ رکھتا تھا یہ تو اس کا اعتقادی تصور تھا عملی تصور یہ تھا نہ

غریب غرباء کو اپنے پاس کھانا کھلانا نہ کسی دوسرے کو کھلانے کی ترغیب دیتا یعنی خود بخیل تھا تھا اور لوگوں کو بھی بخل سکھاتا

تھا۔ اس کے خیال میں کسی غریب، مسکین کے ساتھ سلوک کرنا اپنے نقصان کرنا تھا چونکہ یہ خود بخیل غیر مفید شلص تھا پس

اس کے لیے بھی آج میدان قیامت میں نہ کوئی حمایتی ہے نہ زخموں کے دھون کے سوا اس کے لیے کھانے کو کھانا ہے جس کو

سوائے بدکاروں کے اور کوئی نہیں کھائے گا کیونکہ وہ انہی کے لیے محض ہے پس سنو میں (خدا) ہر اس قدرتی چیز کی قسم کھاتا

ہوں جو تم دیکھتے ہو اور جو تم نہیں دیکھتے یعنی جو چیز تم بنی آدم کی نظر میں ہے اور جو چیزیں ان کی نظر سے غائب ہے قسم کھا کر

بتاتا ہوں کہ یہ کلام قرآن مجید جسے تم بگوش خود محمد ﷺ کے منہ سے سنتے ہو یہ اس رسول کریم کا قول یعنی بحیثیت رسالت ان

کا پیغام ہے جو خدا کی طرف سے وہ سناتے ہیں ورنہ اس رسول کا خود ساختہ کلام نہیں اور نہ کسی شاعر کا قول ہے جیسا تم منکر کہتے

ہو مگر تم لوگ بہت کم یقین کرتے ہو نہ وہ کسی رملی جوگی کا قول ہے جیسا تم ناواقف لوگوں میں پھلاتے ہو کیونکہ اس کلام کا

نظام اور نتیجہ اور ہوتا ہے اگر تم لوگ بہت سمجھتے ہو سنو تمہارا جو یہ خیال ہے کہ اس شخص (ﷺ) نے از خود بنا کر خدا کی طرف

منسوب کر دیا ہے یہ خیال غلط ہے یہ رسول اگر کوئی بات از خود گھڑ کر ہم پر لگا دے تو ہم اس کو بڑی قوت سے گرفتار کر کے اس کی

رگ جان کاٹ دیں۔^۱

۱۔ اس آیت سے مرزا صاحب قادیانی اور اکی جماعت نے نبوت قادیانیہ کی صحت پر دلیل دیا کرتے ہیں کہتے ہیں کہ اس آیت سے ایک عام قانون

ثابت ہوتا ہے کہ بدعی نبوت کا ذبہ ہلاک ہو جاتا یا مارا جاتا ہے چونکہ مرزا صاحب قادیانی باوجود دعوی نبوت کے مارے نہیں گئے نہ اس مدت کے

فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ أَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِينَ ﴿۳۰﴾ وَإِنَّهُ لَتَذِكْرَةٌ لِّلْمُتَّقِينَ ﴿۳۱﴾

پھر تم میں سے کوئی بھی اس کی طرف سے مانع نہ ہو سکے اور وہ قرآن ہے شک پرہیز گاروں کے لئے نصیحت ہے پھر تم میں سے کوئی بھی اس کی طرف سے اس سزا میں مانع نہ ہو سکے کیونکہ وہ اگرچہ رسول ہے اور بڑی عظمت کا رسول ہے تاہم ہمارا تو بندہ ہے اور اصل بات تو یہ ہے کہ وہ قرآن بیشک پرہیز گاروں کے لئے نصیحت اور یاد دہانی ہے یعنی جب کبھی انہیں کسی امر میں رایت کی ضرورت ہو تو اس سے حاصل کرتے ہیں اور جب ان سے کسی قسم کی غلطی ہو تو اسکے موافق اس کا ازالہ کرتے ہیں

اندر مرے ہیں جو نبوت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کی ہے یعنی ۲۳ سال کیونکہ (بقول ان کے) مرزا صاحب کے دعوے ۱۲۹۰ھ میں شروع ہوا ہے اور ۱۳۲۶ھ میں انتقال ہو تو آپ نے ۳۶ سالہ الہامی زندگی پائی ثابت ہوا کہ مرزا صاحب اپنے دعوے نبوت میں سچے تھے۔ چنانچہ مرزا صاحب کے الفاظ کا خلاصہ یہ ہے۔

حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری پشاور کو مخاطب زور سے ڈانٹا ہے کہ تم یہ کیوں کہتے ہو کہ مدعی نبوت کا ذبہ تمیں ۲۳ سال تک زندہ رہ سکتا ہے کیا حافظ ہو کر تمہیں آیت ولو تقول علینا نظر سے نہیں گزری ار بعین نمبر ۳ مصنف مرزا صاحب صفحہ ۲-۳ پھر اس کی مزید توضیح دوسری ار بعین میں یوں کی ہے کہ ار بعین نمبر ۳ گو ہم دلائل بیحد سے لکھ چکے ہیں کہ قدیم سے سنت اللہی ہے کہ جو شخص خدا پر افترا کرے وہ ہلاک کیا جاتا ہے مگر تاہم پھر دوبارہ ہم عقلمندوں کو یاد دلاتے ہیں کہ جو ہم نے بیان کیا۔ خبردار ایسا نہ ہو کہ وہ ہمارے مقابل پر کسی مخالف مولوی کی بات کو مان کر ہلاکت کی راہ اختیار کر لیں اور لازم ہے کہ قرآن شریف کی دلیل کی بنظر تحقیق دیکھنے سے خدا سے ڈریں صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت ولو تقول علینا کو بطور لغو نہیں لکھا جس سے کوئی محبت قائم نہیں ہو سکتی اور خدا تعالیٰ سے ہر ایک لغو کام سے پاک ہے جس حالت میں اس حکم نے اس آیت کو اور ایسا ہی دوسری آیت کو جس کے الفاظ ہیں واذ لا ذنک الحیا وضعف الممات محل استدلال پر بیان کیا ہے تو اس سے ماننا پڑتا ہے کہ اگر کوئی شخص بطور افترا کے نبوت اور مامور من اللہ ہونے کا دعوے کر لے تو وہ آنحضرت صص کے زمانہ نبوت کے مانند ہرگز زندگی نہیں پایگا ورنہ یہ استدلال کس طرح صحیح نہیں ٹھہرے گا۔ اور کوئی ذریعہ اس کے سمجھنے کا قائم نہیں ہوگا کیونکہ اگر خدا پر افترا کر لے اور جھوٹا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا کرے کہ تمیں ۲۳ برس تک یا اس سے زیادہ عرصہ تک پائی اور ہلاک نہ ہو تو ہم ایک کاذب کا ایسی مصلحت مل سکتی ہے پھر ولا تقول علینا کا صدق لوگوں پر کیونکہ ظاہر ہوگا اور اس بات پر یقین کرنے کے لیے کون سے دلائل پیدا ہوں گے کہ آنحضرت ﷺ افترا کرتے تو ضرور تمیں ۲۳ برس کے اندر اندر ہلاک کئے جاتے لیکن اگر دوسرے لوگ افترا کریں تو وہ تمیں ۲۳ برس سے زیادہ مدت تک بھی زندہ رہ سکتے ہیں اور خدا کو ان کو ہلاک نہیں کرتا۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ صادقوں کے لیے آنحضرت ﷺ کا زمانہ نہایت صحیح بیان ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تمیں ۲۳ برس تک مصلحت پاسکے ضرور ہلاک ہوگا (ار بعین نمبر ۳ صفحہ ۴۱)

اس توضیح کا خلاصہ یہ ہے کہ مدعی نبوت کے وقت سے لیکر تمیں ۲۳ سال کے اندر اندر مر جانا یا مارا جانا ضروری ہے تمیں ۲۳ سال پورے یا تمیں ۲۳ سال سے زیادہ مدت تک زندہ رہے تو صادق سمجھا جائے گا

(۱) ان الذین اتقوا اذا مسهم طائف من الشیطان تذکروا کی طرف اشارہ ہے

وَلَا كَعَلْمٍ اَنْ مِنْكُمْ مُكْذِبِيْنَ ۝ وَاِنَّهُ لَحَسْرَةٌ عَلَ الْكٰفِرِيْنَ ۝

اور ہم خوب جانتے ہیں کہ تم میں بعض مکذب ہیں اور یہ منکروں پر حسرت ہوگا اور ہم (خدا) خوب جانتے ہیں کہ تم سامعین اور حاضرین میں بعض لوگ اس قرآن کے مکذب ہیں اور یہ قرآن یعنی اسکا انکار کرنا منکروں پر حسرت ہوگا وہ روز حساب کہیں گے کہ ہائے ہم سے انکار نہ کیا ہوتا

اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا صاحب نے دعویٰ نبوت کے وقت تیس ۲۳ سال مدت پائی اس تحقیق کے لئے یہ حاشیہ لکھا گیا۔

کچھ شک نہیں کہ مرزا صاحب کی زندگی کے دو زمانے تھے (۱) دعویٰ مجددیت (۲) دوسرا زمانہ دعویٰ مسیحیت کا تھا۔ پہلے زمانہ میں تو ان کو نبوت کا خواب بھی نہ آیا تھا دوسرے زمانہ کے شروع میں نبوت کے دعوے کو پسند ہی نہیں بلکہ موجب کفر جانتے تھے جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

آپ کے دعوے مسیحیت کے ابتدائی کے ابتدائی اعلان دور سالے ہیں (۱) فتح اسلام (۲) توضیح مرام یہ دونوں رسالے ۱۳۰۸ھ میں شائع ہونے لگے ان میں سے پہلا رسالہ فتح اسلام جب شائع ہوا اس میں اپنے آپ کو شیل مسیح لکھا تھا تو اعتراض ہوا یہ حضرت مسیح تو نبی تھے مگر آپ تو نبی نہیں پھر آپ شیل کیسے ہوئے اسکا جواب آپ نے رسالہ توضیح مرام میں جو زیادہ اس مسئلہ کے لئے فیصلہ کن ہے آپ نے لکھا۔

اگر اس جگہ یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا شیل بھی نبی ہونا چاہیے مسیح نبی تھا تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح (موعود) کیلئے ہمارے سید (ﷺ) نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی (توضیح مرام کلاں صفحہ ۹)

اس جواب سے صاف سمجھا جاتا ہے کہ مرزا صاحب نے اپنے حق میں نبوت کا اقرار نہیں کیا بلکہ عام طور پر مسیح موعود کیلئے نبوت کے لڑوم سے بھی انکار کر دیا یہی ایک اعتراف بعد البتو ہمارے مقصود کو کافی ہے لیکن ہم ایک اعتراف پر قناعت نہیں کرتے بلکہ ایک اور اعتراف بھی ہمیں ملتا ہے۔

مرزا صاحب نے کتاب حماۃ البشرا سنہ ۱۳۱۱ھ ہجری میں شائع کی ہے اس میں آپ لکھتے ہیں

قرآن مجید میں خدا کا قول ہے کہ محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں۔ اسکی تفسیر نبی ﷺ نے واضح بیان سے فرمائی ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہ آئے گا اگر ہم بعد نبی ﷺ کے کسی نبی کا ظہور باتیں تو نبوت کا دروازہ بعد بندش کے مفتوح (کھلا) ہم کو ماننا پڑے گا یہ تسلیم کے خلاف ہے۔ بھلا بعد آنحضرت کوئی نبی آئے تو کیسے آئے جبکہ بعد وفات آنحضرت کے وحی بند ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا ہے۔ (حماۃ البشری صفحہ ۲۰)

قول اللہ تعالیٰ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولكن رسول اللہ وخاتم النبیین الاتعلم ان الرب الرحیم المتفضل سمی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء بغير استثناء وفسر نبینا فی قوله لا نبی بعد بنیان واضح للطالبین ولو جوزنا ظهور نبی بعد نبینا لجزن افتتاح باب البو بعد الغایقها وهذا خلف وکیف یحیی بنی بعد رسولنا صلعم وقد انقطع الوحی بعد وفاته وختم اللہ به النبیین (حماۃ صفحہ ۲۰)

اسی کتاب میں دوسری جگہ لکھتے ہیں

مجھے یہ بات زیبا نہیں کہ نبوکاد دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤ اور کافروں میں جا ملو

ماکان لی ان ادعی النبو واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین (حماۃ البشری صفحہ ۷۹)

یہ عبارت با آواز بلند اپنا مطلب : یہی ہے کہ مرزا صاحب نے مدعی نبوت تھے۔ نہ دعویٰ نبوت کو جائز جانتے بلکہ موجب کفر سمجھتے تھے یہ ہے ۱۳۰۹ھ تک کا ذکر۔ کچھ شک نہیں کہ اس کے بعد مرزا صاحب نے نبوکاد دعویٰ کیا اور اس انکار کی تاویلی بھی بڑی خوبصورتی سے کی ہماری جماعت میں سے بعض جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہو اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں جو کہ سراسر واقع کے خلاف ہوتا ہے۔

وَإِنَّهُ لَحَقُّ الْيَقِينِ ﴿٥٠﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٥١﴾

اس میں شک نہیں کہ یہ قرآن قطعاً صحیح ہے پس تم اپنی رب عظیم کی تسبیح پڑھا کرو۔
اس میں شک نہیں کہ قرآن حق الیقین قطعاً صحیح ہے پس تم اس کے ماننے والو تم اس کے احکام پر عمل کیا کرو ان احکام میں ایک ضروری حکم یہ ہے کہ اپنے رب عظیم پڑھا کرو یعنی اس کی پاکی سے یاد کرو و سبحان ربنا العظیم پڑھا کرو۔

اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو مذاق اڑانی پر پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے ایک صاحب پر ایک مخالفت کی طرف سے بہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور کاجواب محض انکار کر الفاظ میں یاد گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صد ہا دفعہ پھر کیونکہ یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ اسے الفاظ موجود ہیں جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقصد سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اسکا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم الغیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے سواب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا (اشتراک ایک غلطی کا زوالہ ۴۔ نومبر ۱۹۱۱ء)

یہاں تک کہ آخری تصنیف حقیقت الوحی میں یہ بھی لکھایا کہ تیرہ سو سال کی اسلامی تاریخ میں کوئی ولی یا قطب وغیرہ نے نبی کا لقب نہیں پایا چنانچہ آپ کے لیے اپنے الفاظ یہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فلا یظہر علی غیبہ احد الا من ارضی من رسول یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ بجز اس شخص کے اس کا برگزیدہ رسول ہو اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جسقدر خدا تعالیٰ ہے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعمت عطا کی نہیں کی اور کوئی منکر ہو تو ہاں نبوت اس کی گردن پر ہے۔

غرض اس حصہ کثیر وحی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور سزا نہیں پائی جاتی (حقیقت الوحی صفحہ ۳۹۰ مطبوعہ ممبئی ۱۹۰۸ء)

ان عبارات میں مرزا صاحب نے اپنے حق میں نبوت کا دعویٰ کیا ہے ہاں یہ بھی بتایا ہے کہ میری نبوت ہما تھتی نبوت محمدیہ ہے جسکو منفی اصلاح میں یوں کہا جائے کہ نبو محمدیہ نبو مرزا کیلئے واسطہ فی العروض ہے جس کی مثال حرکت قلم یا حرکت چابی بواسطہ حرکت ہاتھ ہے اس واسطہ میں دونوں واسطہ اور ذی واسطہ موصوف ہوتے ہیں اسی لئے مرزا صاحب کی نبوت پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں کہ حق تھی یا کا ذہبی بلکہ دکھانا صرف یہ ہے کہ مرزا صاحب نے جو آیت زپر بحث (لو نقول علینا) کے جو معنی اور تفسیر کی ہے اس تفسیر کے مطابق مرزا صاحب کی میعاد نبوت پورے سات سال چھ ماہ ہوتی ہے جو نومبر ۱۹۰۱ء سے شمار کر نیسے ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء تک پہنچی ہے کوئی پرانہری کا لڑکا بھی اس حساب میں غلطی نہیں نکال سکتا ہے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب دعویٰ نبوت سے تیس ۲۳ سال عمر نہیں پائی بلکہ بہت جلد فوت ہو گئے۔

ابطال نبوة مرزا:

اس حاشیہ میں اس بحث کی جگہ نہیں تاہم مختصر چند مہلوں میں اس ذکر کیا جاتا ہے جناب مرزا صاحب کی عبارات متعدد اس بیان میں نصوص قلعیہ ہیں کہ آپکو جو نبوت ملی ہے یہ نبوت محمدیہ علی صاحب الصلوٰۃ السنیہ ہی کی ظل یا بروز یا عکس ہے جلد ہذا کے صفحہ ۶۳ پر عبارات مرزا منقول ہو چکی ہیں۔

اس عبارت کا مطلب صاف ہے کہ مرزا صاحب بحث بعینہ بحث محمدیہ ہے بہت خوب ہم دیکھتے ہیں کہ نبوت محمدیہ میں ایک چیز ضد اور منافی نبوت ہے اور وہی چیز نبوتہ مرزا میں جمع ہے حالانکہ عکس ہے مثلاً ایک شخص (مرد) نے ناک میں نتھ اور کانوں میں بالیاں کبھی نہیں ڈالیں بلکہ صاف لفظوں میں اسکا انکار ہے کہ ایسا زیور پہننا مرد کی مردانگی کے خلاف ہے بایں ہمہ ایک فوٹو عکس ہمارے پیش کیا جائے جس کی ناک میں نتھ اور کانوں میں بالیاں ہو تو کیا ہمارا حق نہیں کہ دیکھتے ہی ہم کہہ دیں۔ کہ یہ اس مرد کا عکس فوٹو بلکہ اس کے برعکس ہے۔

ناظرین آئیے ہم یہ مثال بالکل پوری منطبق کر کے دکھائی قرآن مجید میں صاف ارشاد ہے۔ ماعلمنا الشعر وما یبغی له ہم (خدا) نے اس نبی (محمد ﷺ) کو شعر گوئی نہیں سکھائی اور شعر کوئی اور اسے لائق بھی نہیں۔

یہ آیت صاف اور واضح الفاظ میں شعر گوئی کو منافی نبوت محمدیہ بتاتی ہے مگر ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا صاحب کی تصنیفات میں ایک دو شعر نہیں بہت بڑے بڑے قصیدے موجود ہیں یہاں تک کہ ایک بڑی کتاب بطور کلیات مرزا ٹین شائع جس کے چند اشعار یہاں درج ہیں آپ اپنے کمالات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

میں کبھی آدم موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

فارسی میں فرمایا انبیاء گرچہ بودہ اند بے من
بعر فال نہ کتر ز کے آنچه وادست نہ بری راجام

آچہ من بشنوم زوجی خدا نجد پاک دانش ز خطا
چو قرآن لزنش دانم از خطا ہا ہمیں ایمانم

یہاں تک کہ کتاب اعجاز احمدی اور اعجاز مسیح میں اعجازی قصیدے شائع کئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بڑے ماہر شاعر تھے پھر بالانصاف ناظرین بتادیں کہ جس نبوتہ میں شعر و شاعری داخل ہو وہ اس نبوکا ظل یا عکس یا پرور کیسے ہو سکتی ہے جس میں شعر گوئی کو مطاقی نبوت قرار دیا ہو نوٹ۔ ہمارے نزدیک آیت کے معنی بالکل صاف ہیں جو اصطلاح الفاظ میں یوں ادا ہو سکتے ہیں قضیہ عین لاعمر لما یعنی یہ آیت خاص آنحضرت ﷺ کے حق میں بطور اظہار صداقت ہے اس کا حکم عام نہیں بلکہ بالخصوص آنحضرت ﷺ کی شان والا شان کے مطابق ہے جیسے ازواج مطہرات کے حق میں فرمایا۔

من یات منکم بفاحشہ مبینہ یضاعف لها العذاب
جو کوئی تم بیویوں میں سے بدکاری کا کام کرے گی اس کو دگنا عذاب
ضعیفن ہوگا۔

اس ٹھیک اس طرح یہ آیت (بو قول) خاص آنحضرت کے حق میں ہے جو اپنے معنی میں بالکل سچی ہے۔ لہ الحمدہ
نبوت مرزائیہ کا آخری فیصلہ :

مرزا صاحب قادیانی کے جملہ وعادی از قتم تجدید یا الہام یا نبوت و رسالت کا فیصلہ خدا تعالیٰ کے دست تصرف نے ایسے طریق سے خود ان کے ہاتھوں کہ دیا ہے۔ کہ اب مسلمانوں کو ان کے متعلق کسی بحث کرنے ضرورت نہیں۔ وہ فیصلہ یہ ہے۔
مرزا صاحب نے اپریل ۱۹۰۷ء کو ایک اشتہار دیا تھا جو یعنی درج ذیل ہے۔
مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ :

بسم اللہ الرحمن الرحیم. نحمدہ ونصلی علی رسول رسوله الکریم. یستنبون نلک احق هو قل ای وربی انه لحق

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع اللہدی مدت سے آپ کے مدت پرچہ الہدیث میں میری تخریب اور تقسیم کا سلسلہ اور تقسیم کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود کذاب دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مغتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کر تا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے بھگانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سی افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں۔ اور مجھے ان گالیوں ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی سخت لفظ نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی

کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے دشمنوں کی زندگی میں ناکام ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون اور ہیضہ وغیرہ مملکت بہاریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف دے نہیں یہ کسی الہامیادھی کی بنا پر پیشین گوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و تدبیر جو علیم و خبیر سے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح ہونے کا محض نفس کا افترا اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرتا ہوں تو میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں کھے ہلاک کر اور میری موت سے انکو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر دے مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بچے اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منہی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے آمین یارب العالمین میں ان کے ہاتھ بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوں سے بھی بدتر جانتے ہیں۔ جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رساں ہو تا اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانوں میں آیت لا تصفہ مالیس لک بہ علم پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا۔ اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب مفتری اور نہایت درجہ کا آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے ظالموں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا مگر میں دیکھتا ہوں۔ کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے۔ اور اس عمارت کو مندم کرنا چاہتا ہے جو تو نے میرے آقا اور میرے بھیجے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتی ہوں کہ مجھ اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو وہ تیری نگاہ میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی ہی میں دنیا سے اٹھالے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کرے۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر آمین ثم آمین

ربنا افتح بیننا و بین قومنا بالحق و انت خیر

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں۔ اور جو چاہیں اس کے نیچے

لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے

الراقم۔ عبدالصمد مرزا غلام احمد مسیح موعود و عاقل اللہ ولید (موتوسہ ۱۸ اپریل ۱۹۰۷ء)

اس اشتہار کا خلاصہ یہ ہے کہ ہم دونوں میں سے جو خدا کے نزدیک جھوٹا ہے وہ پہلے مرے

کچھ شک نہیں کہ اس اشتہار کی بابت آپ نے یہ لکھا ہے کہ کسی الہامیادھی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے

زمانہ کے عجائبات ہیں۔ رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔ کوئی ہفتہ عشرہ نشان سے خالی نہیں جاتا ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی

ہے (ایک دفعہ ہماری توجہ اس طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی۔ الہام ہوا) اجیب دعو الداع صوفیائے کرام کے نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہے باقی سب اس کی شاخیں (اخبار بدر قادیاں ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء) ۱۳ جون کے اخبار بدر میں لکھا ہے کہ اس دعا کی تحریک مرزا صاحب کے دل میں خدا کی طرف سے ہوئی۔ اس کے علاوہ مرزا صاحب کا ایک الہام یہ بھی ہے۔

اجیب کل دعائے الہامی شکر کا تک (تزیین القلوب صفحہ ۳۸) یعنی میں (خدا) تیری (اے مرزا) سب دعائیں قبول کر دوں گا سوائے اس دعا کے جو تیرے شریک برادروں کے متعلق ہو

اس الہام سے بھی دعامندرجہ اشتہار منورہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو تقویت ہوتی ہے

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب مدعی اور ملیم ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو بمرض ہیضہ بمقام لاہور انتقال کر گئے اور خاکسار ابوفاشاء اللہ آج (۲۲ جولائی ۱۹۳۰ء) تک زندہ ہے۔

مرزا صاحب کے انتقال کے بعد جب شور اٹھا کہ مرزا صاحب نے اپنے اعلان اور الہام کے مطابق جموٹے ثابت ہوئے تو اتباع مرزا نے اس الزام کو دور کرنے کے لئے مجھ سے مباحثہ کرنا چاہا جس میں تبصرہ (الہی) خود بخود صورت پیش کی کہ مباحثہ کے فیصلہ کے لئے ایک غیر مسلم ثالث ہو گا اگر ہم (اتباع مرزا) ہار جائیں تو مبلغ تین سو روپیہ غالب کو انعام دیں گے۔ اس اعلان پر اپریل ۱۹۱۲ء کو بقام لودہانہ مباحثہ ہوا جس کے ثالث سردار بچن سنگھ جی پلیڈر لودہانہ مقرر ہوئے۔

اس مباحثہ میں ثالث صاحب نے میرے حق میں فیصلہ دیا جس کی وجہ سے مبلغ تین سو میں نے پائے اس ساری تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ مرزا صاحب کے دعویٰ الہامی اور نبوت کی نزدیک آسانی بھی ہوئی اور زمینی بھی

سورت معارج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے

سَأَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَاقِعٍ ۝ لِّلْكَافِرِينَ لَيْسَ لَهُ دَافِعٌ ۝ مِّنَ اللّٰهِ ذِي

ایک پوچھنے والے نے اس عذاب کا ہال پوچھا ہے جو کافروں پر آنے والا ہی جس کو ہٹانے والا اللہ صاحب کمالات عالیہ کے

المعارج ۝ تَعْرُجُ الْمَلَائِكَةُ وَالرُّوحُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفًا

سوا کوئی نہیں فرشتے اور روح اس کی طرف چڑھتے ہیں وہ عذاب اس دن میں ہوگا جس کی مدت پچاس ہزار

سورت معارج

ایک پوچھنے والے نے اس عذاب کا حال پوچھا ہے جو بعد از موت کافروں پر آنے والا ہے جس کو ہٹانے والا اللہ صاحب کمالات عالیہ کے سوا کوئی نہیں فرشتے اور روح بقا اور ثبات میں اسی طرح کی طرف چڑھتے یعنی رجوع کرتے ہیں وہ پوچھنے والا بطور استہزا پوچھتا ہے کہ وہ عذاب کب ہوگا اس کو سمجھنا چاہیے کہ وہ عذاب اس دن ہوگا جس کی مدت پچاس ہزار

شان نزول

آنحضرت ﷺ نے جب عذاب الہی سے ڈر لیا تو کفار نے پوچھا کہ یہ عذاب کس کو ہوگا ان کے حق میں یہ سورت نازل ہوئی۔ اس آیت کا ترجمہ بہت مشکل ہے بطور نمونہ ہم چند ترجمے نقل کرتے ہیں ناظرین ان کو ملاحظہ کریں کہ ترجمین کو کتنی دقتیں درپیش ہیں۔ فارسی طلب کرو طلب کنند عقوبت پر کافراں فردو آئندہ نیست اور اچھ بازو دارندہ فردو آئندہ انجناب خدا خداوند مرتبہ کہ بر آں صحوہ کردہ شور بالا میروند فرشتگان در روح نیز بسوئے خدا عقوبت فردو آئندہ پر کافراں در دوزے کہ ہست مقدار آں پنجارہ ہزار سال حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ ترجمہ : اس ترجمہ میں من اور فی کو واقع کے متعلق کیا گیا ہے

اردو ترجمہ : مانگا ایک مانگنے والے عذاب ٹرینو الا منکروں کے واسطے کوئی ہٹانے والا اللہ کی طرف سے چڑھنے اور جو نکاح صاحب اس کی طرف فرشتے اور روح اس دن میں جس کا اپنا پچاس ہزار برس ہے۔ (شاہ عبدالقادر رحمۃ اللہ) تشریح : اس ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ من اللہ کو واقع کے اور فی کو تعرج کے متعلق کیا گیا ہے۔

ترجمہ نذیریہ : اللہ جو آسمان کی سیڑھیوں کا مالک ہے جن کی راہ فرشتے ہیں اور جبرائیل اس کی راہ چڑھتے ہیں اس کے حکم سے قیامت کے دن جسکا اندازہ پچاس ہزار برس کا ہوگا۔ کافروں کو عذاب ہونا ہے اور کوئی اس کو نال نہیں سکتا۔ تشریح : اس میں فی یوم متعلق واقع کے کیا گیا ہے

ترجمہ شیعہ : ایک سوال کرنے والے نے بڑے درجوں والے خدا سے ایسے عذاب کا سوال کیا جو کافروں کیلئے واقع ہوتا رہتا ہے اور اس کا دفع کرنے والا کوئی نہیں ہو سکتا فرشتے اور روح اس کے حضور میں حاضر ہونے کیلئے ایک ایسے دن میں جسکا اندازہ پچاس ہزار برس ہوگا چڑھ جائیں گے (ترجمہ مشہور بنان مولوی مقبول احمد لکھنوی)

تشریح : اس میں فی یوم تعرج کے متعلق کیا گیا ہے۔

ترجمہ اشرفی : ایک درخواست کرنے والا اس عذاب کی درخواست کرتا ہے جو کہ کافروں پر واقع ہونے والا ہے جسکا کوئی دفع کرنے والا نہیں جو اللہ کی طرف سے واقع ہوگا جو کہ سیڑھیوں کا مالک ہے فرشتے اور روحیں اس کے پاس چڑھ جاتی ہیں ایسے دن ہوگا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے۔ (از مولوی اشرف علی تھانہ بھون)

سَنَةً ۖ فَاصْبِرْ صَبْرًا جَمِيلًا ۝ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهُ بَعِيدًا ۖ وَرَأَوْهُ قَرِيْبًا ۙ يَوْمَ

سال ہے پس تو اچھی صبر کیا کر یہ لوگ اس کو دور جانتے ہیں اور ہم اس کو قریب دیکھتے ہیں جس روز

كُوْنُ السَّمَاءِ كَالْمُهْلِ ۖ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ ۖ وَلَا يَسْئَلُ حَنِيْمٌ

آسمان پھلے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے کوئی گمراہ دوست بھی کسی دوست کو نہ پوچھے

حَنِيْمًا ۖ يُبْصِرُوْنَهُمْ ۙ يَوْمَ الَّذِي نُوْفِتِلٰى مِنْ عَذَابٍ يُوعِيْدُ بِبَنِيْنِهِ ۖ

گا حالانکہ آپس میں دیکھیں گے بدکار آدمی چاہے گا کہ اس روز کے عذاب سے وہ اپنے بیٹوں

وَصٰحِبٰتِهِمْ وَاٰخِيْنِهِ ۖ وَفَصِيْلَتِهٖ الَّتِي تُوْبِيْهِ ۖ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۙ شَرٌّ

بیوی سہیلیاں کنبہ برادری کو جو اسے پناہ دیتی تھی اور ان کے سب لوگوں کو اپنے ندیے میں دے دے پھر

يُنْحِيْهِ ۖ كَلٰٓءُ اِنَّهَا لَطٰٓءٌ ۖ نَزَّاعَةٌ لِّلشَّوٰءِ ۖ تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَاُوْتُوْا ۖ وَجَمَعَ

یہ ندیہ اس کو عذاب سے چمڑالے ہرگز ایسا نہ ہوگا بے شک وہ شعلے مار رہی ہوگی چمڑے سے اتار دے گی جس نے پیٹھ اور منہ پھیرا ہوگا مال جمع کیا اور محفوظ رکھا ایسے

فَاُوْتُوْا ۖ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَخَلْقٍ هَلُوْعًا ۖ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًا ۖ وَاِذَا مَسَّهُ

لوگوں کو بلائے گی بے شک انسان پیدا ہی تھڑولا ہے جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو گھبرا اٹھتا ہے اور جب اسے خیر پہنچتی

الْخَيْرُ مُنُوْعًا ۖ اِلَّا الْمُصَلِّيْنَ ۖ الَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلٰتِهِمْ دٰٓئِبُوْنَ ۖ وَاٰخِرُ

ہے تو روک لیتا ہے مگر جو لوگ نمازوں پر دوام کرتے ہیں اور

سال بلکہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ پس تو اتنا دن کو سنا دے اور ان کی ناجائز بیہودہ گوئی پر اچھی طرح خوش اخلاقی سے صبر کیا کر نہ

لوگ اس عذاب کو دور جانتے ہیں۔ کیونکہ ان کی نظر سے اوجھل ہے اور ہم اور (خدا) اس کو قریب دیکھتے ہیں کیونکہ ہمارے

سامنے ہے اس عذاب وقوع اس روز ہوگا جس روز آسمان پلگے ہوئے تانبے کی طرح ہو جائے گا اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح

ہو جائیں گے۔ یعنی اتنے بڑے بڑے اجسام ہوا میں اڑ کر سمندر کے پانی میں مل جائیں گے اور اس روز ہم کوئی کسی کی مدد نہ

کرے گا نہ کر سکے گا عذاب اور گرفت کی سختی کا حلائیہ ہوگا۔ کہ بدکار آدمی جو عذاب گرفتار ہو گا وہ چاہے گا کہ اس دن کے عذاب

سے وہ اپنے بیٹوں بیوی سگے بھائی کنبہ برادری کو جو اسے مصیبت میں پناہ دیتی تھی اور دنیا کے سب لوگوں کو اپنے اندر بلائے گی

پس تم سننے والے ہو شیار ہو کہ کوئی کام تم ایسا کرو جس سے تم جنم کے لائق ہو جاؤ وہاں اس میں شک نہیں کہ بعض انسان پیشک

اسے جلد باز ہیں کہ دیکھنے والا سمجھے کہ انسان پیدا ہی تھڑولا ہے۔ اسی لئے تو اس کی حالت ہے کہ جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو

گھبرا اٹھتا ہے واویلا اور ہانے وائے کرنے لگ جاتا ہے اور جب اسی کسی قسم کی خیر و برکت پہنچتی ہے تو دوسروں تک اس کا فیض

نہیں پہنچاتا بلکہ روک لیتا ہے مگر یہ حال سارے انسانوں نہیں جو لوگ نمازوں کے ادا کرنے پر دوام کرتے ہیں وہ ایسے نہیں اور

الَّذِينَ فِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُومٌ ۖ لِّلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ ۖ وَالَّذِينَ يُصَدِّقُونَ

جن کے مالوں میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں کے لئے حق مقرر ہیں اور جو لوگ روز جزا کی تصدیق

يَوْمَ الدِّينِ ۖ وَالَّذِينَ هُمْ مِّنْ عَذَابِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُونَ ۖ إِنَّ عَذَابَ رَبِّهِمْ

کرتے ہیں اور جو لوگ اپنے پروردگار کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں ان کے پروردگار کا عذاب بے خوف

عَزِيزٌ مَّامُونٌ ۖ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَفِظُونَ ۖ إِلَّا عَلَىٰ أَرْوَاحِهِمْ أَوْ مَا

ہونے کی چیز نہیں اور وہ لوگ بھی جو اپنے شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر جو لوگ اپنی بیویوں یا

مَلَكَتْ أَيْمَانَهُمْ فَإِنَّهُمْ عَزِيزٌ مَّلُومِينَ ۖ فَمَن ابْتِغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

لوٹنیوں سے ملتے ہیں ان کو ملامت نہیں ہاں جو لوگ اس کے سوا طریق اختیار کریں گے وہ حد سے باہر

الْعُدُونَ ۖ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمْتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۖ وَالَّذِينَ هُمْ بِشَهَادَتِهِمْ

نکلے ہوں اور وہ لوگ جو اپنی امانت اور وعدوں کی نگہداشت کرتے ہیں اور وہ لوگ بھی جو اپنی شہادت پر

قَائِمُونَ ۖ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۖ أُولَٰئِكَ فِي جَنَّةٍ

قائم رہتے ہیں اور وہ لوگ بھی جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں یہی لوگ بہشتوں میں عزت کے ساتھ

مُكْرَمُونَ ۖ قَالِ الَّذِينَ كَفَرُوا قَبْلَكَ مُهْطِعِينَ ۖ عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشِّمَالِ

رہیں گے پھرت کیا وجہ منکرین ٹولی ٹولی ہو کر تیری طرف سے دائیں بائیں

اور جن کے مالوں میں مانگنے والوں اور نہ مانگنے والوں کے لئے یعنی جو مانگنے کی وجہ سے اغنیاء کے عطیات سے محروم رہ جاتے

ہیں درحقیقت وہ مستحق ہوتے ہیں ان دونوں قسموں کے مستحقین کے لئے جن کے اموال ہیں حق مقرر ہیں ان کو برابر دیتے

ہیں اور جو لوگ روز جزا قیامت کی تصدیق کرتے ہیں وہ بھی ایسے تھڑولے نہیں ہیں۔ اور جو لوگ اپنے پروردگار کے عذاب سے

ہر وقت اور ہر آن ڈرتے ہیں۔ کیوں کہ ان کو یقین ہے کہ ان کے پروردگار کا عذاب بے خوف ہونے کی چیز نہیں اور وہ لوگ

بھی گھبرانے والے تھڑولے نہیں جو بدکاری سے اپنی فرج (شرمگاہ) کی حفاظت کرتے ہیں۔ یعنی زناکاری وغیرہ کے ذریعہ جو

لوگ اس مذکورہ طریق کے سوا کوئی اور طریق اختیار کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ بھی کم حوصلہ لوگوں سے نہیں ہیں۔ جو پانی

شہادت واجبہ پر قائم رہتے ہیں اور وہ لوگ بھی ان سے متشی ہیں جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں پڑھتے ہیں اور پڑھنا ہی

نہیں بلکہ ایک پڑھ کر دوسری کی فکر رہتے ہیں۔ مثلاً دھوپ یا گھڑی دیکھتے ہیں رہتے ہیں۔ ان اوصاف والے کیوں تھڑولے

نہیں اس لئے کہ ان کو یقین ہوتا ہے کہ جو خیر و برکت ملی ہے یہ اللہ کے حکم سے ملی ہے اور جو تکلیف آئی ہے۔ یہ بھی اللہ ہی کی

طرف سے ہے۔ اس لئے وہ نہ خیر پر اترتے ہیں نہ شریر گھبراتے ہیں یہی لوگ بہشتوں میں عزت کے ساتھ رہیں گے اتنی

صاف صاف تعلیم سکر پھر بھی تیرے مخالف تجھ سے بدکتے ہیں کیا وجہ ہے کہ منکرین ٹولی ٹولی ہو کر تیری طرف سے دائیں

بائیں

سائل کے مقابلہ میں غروم کا ترجمہ نہ مانگنے والا پر جو نتیجہ پیدا ہوتا ہے اس کی وجہ سے غیر سائل کو محروم کہا گیا تھا یعنی التزواء

عَزِينًا ۝ اَيْطَعُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّدْخَلَ جَنَّةَ نَعِيمٍ ۝ كَلَّا ؕ اِنَّا

بھاگے جاتے ہیں کیا ان میں سے ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ نعمتوں کے باغوں میں داخل جائے گا ہرگز نہیں ہم نے

خَلَقْنَاهُمْ مِّمَّا يَْعْلَمُونَ ۝ فَلَا اَقِيْمُ يَرْبِّ الشَّرْقِ وَالْمَغْرِبِ اِنَّا لَقَدِرُونَ ۝

ان کو ایسی چیز سے پیدا کیا ہے جسے یہ جانتے ہیں ہمیں مشرقوں اور مغربوں کے پروردگار کی قسم ہے کہ ہم قادر ہیں

عَلَى اَنْ يُبَدِّلَ خَيْرًا مِنْهُمْ ۙ وَمَا نَحْنُ بِمَسْبُوقِيْنَ ۝ فَذَرْنَهُمْ يَخُوضُوا وَ

کہ ان سے اچھی مخلوق پیدا کر دیں اور ہم عاجز نہیں ہیں پس تو ان کو چھوڑ دے بے ہودہ باتیں بتائیں

يَلْبَسُوا حَتَّى يَلْقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوْعَدُونَ ۝ يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْاَجْدَاثِ

انہیں کو میں مشغول رہیں یہاں تک کہ ان پر وہ وقت آجائے جس کا ان کو وعدہ دیا جاتا ہے جس روز یہ لوگ قبروں سے جلدی جلدی نکلیں گے

سِرَآءًا كَانْتَهُمُ اِلَى نَصِيبٍ يُّؤْفُضُونَ ۝ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ

گویا وہ نشانہ کی طرف بھاگے جاتے ہوں گے ان کی آنکھیں ندامت کے ماری جھکی ہوں گی ذلت ان پر

ذِلَّةٌ ۙ ذٰلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ۝

چھائی ہوگی یہی وہ دن ہے جس کا انسانوں کو وعدہ دیا جاتا تھا

بھاگ جاتے ہیں یوں بھاگتے ہیں۔ گویا جنگل گدھے لے ہیں کیا باوجود ان حالات کے ان میں سے ہر ایک یہی چاہتا ہے کہ نعمتوں

کے باغوں میں داخل کیا جائے یعنی خواہش تو ان کی یہی ہے کہ ہم زندگی آرام چین سے نعماء اور آسائش میں گزریں اور اعمال

ایسے ہیں کہ ان پر یہ کمنازیبا ہے

جی عبادت سے چرا نا جنت کی ہوس کام چور اس کام پر کس منہ سے اجرت کی ہوس

ان کا مقصود ہر گز پور نہیں ہوگا۔ ان کا خیال اور تکبر اس حد تک ترقی کر گیا ہے کہ یہ ہماری قدرت کاملہ سے بھی منکر ہو رہے

ہیں حالانکہ ہم نے ان کو ایسی چیز (منی کے نطفے) سے پیدا کیا ہے جسے یہ جانتے ہیں۔ پھر اتنی بد مزاجی کیوں ہمیں مشرقوں اور

مغربوں کے پروردگار یعنی اپنی ذات کی قسم ہے یہ کہ تو کیا ہم قادر ہیں کہ ان سے اچھی مخلوق پیدا کر دیں اور ایسا کرنے میں ہم

عاجز نہیں ہیں پس تو اے نبی ان کو ان کے اس حال پر چھوڑ دے بیہودہ باتیں بتائیں اور کھیل کود میں مشغول رہیں یہاں تک کہ

بعد الموت ان پر وہ وقت آجائے جس کا ان کو وعدہ دیا جاتا ہے۔ اس روز اپنے کئے کی جزا سزا پوری پوری پائیں گے یعنی جس روز یہ

لوگ زندہ ہو کر قبروں سے جلدی جلدی نکلیں گے۔ ایسے جلدی کہ گویا وہ نشانہ چاندی ماری کی طرف بھاگے جاتے ہیں گے ان

کی آنکھیں ندامت کے مارے جھکی ہوں گی ذلت ان کے چہروں پر چھائی ہوگی کہا جائے گا کہ یہی انصاف کا وہ دن جس کا کل

انسانوں کو وعدہ دیا جاتا تھا جو آج پورا ہو گیا دیکھو ہر انسان اپنے اعمال کے موافق بدلہ پارہا ہے۔

۱۔ عام طور پر اس آیت کا ترجمہ اور تفسیر یوں کی گئی ہے ٹولیاں تیری طرف چلی آتی ہیں عربی تفسیر میں نے یہی تفسیر اختیار کی ہے لیکن یہاں

میں نے یہ تفسیر ترک کر کے یہ ترجمہ کیا ہے تیری طرف سے بھاگتے ہیں

فما لهم عن التذکر معرضین کانهم حمور متفرقت من قوا اصل اختلاف یہ ہے کہ قبلہ پر حرف ہمارہ مخدوف ہے جمہور مترجمین اور

مفسرین (الی) مانتے ہیں یعنی (من) سمجھتا ہوں اللہ اعلم

سورت نوح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شرع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

اِنَّا اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلَىٰ قَوْمِهِ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

ہم خدا نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا تھا کہ اپنی قوم کو اس سے پہلے ڈراوے کہ دردناک عذاب ان پر آجائے

قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّیْ لَكُمْ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ۝ اِنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِیْعُوْا ۝ یَغْفِرْ

نوح نے کہا اے میرے بھائیو! تحقیق میں واضح الفاظ میں تم کو ڈرانے والا ہوں تم لوگ اللہ ہی کی بندگی کرو اور اسی سے ڈرتے رہو اور میری اطاعت کرو خدا تمہارے

لَكُمْ مِنْ دُوْنِكُمْ وَيُوْخِزْكُمْ اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّى ۝ اِنِ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَاءَ لَا یُوْخِرُ

گناہ بخش دے گا اور تم کو ایک مقرر وقت تک مہلت دے گا اللہ کا مقرر کیا ہوا وقت جب جاتا ہے تو پیچھے نہیں

لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَنَهَارًا ۝ فَلَمْ یَزِدْهُمْ

ہٹنا کاش تم لوگ جانو نوح نے کہا میرے خدا میں نے اپنی قوم کو رات دن دین کی طرف بلایا میری دعوت پر یہ لوگ

دُعَاۤیِیْ اِلَّا فِرَارًا ۝ وَاِنِّیْ كَلَّمْتُهُمْ لَتَنْفِرُنَّھُمْ جَعَلُوْا اَصَابِعُھُمْ فِیْ اُذُنِھُمْ

فرار ہی کرتے رہے اور میں نے جب ان کو بلایا کہ تاکہ تو ان کو بخش دے تو انہوں نے اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں

وَاسْتَعْشَوْا ثِیَابِھُمْ وَاَصْرُوْا وَاَسْتَكْبَرُوْا سِتْکِبَارًا ۝

اور اپنے کپڑے اوڑھ لئے اور اڑے رہے اور تکبر ہی کرتے رہے

سورت نوح

تمہیں معلوم ہے کہ دنیا میں حضرت نوح بھی ایک نبی گزرے ہیں ہم (خدا) نے نوح کو اس کی قوم کفار کی طرف اس پیغام کے ساتھ بھیجا تھا کہ اپنی قوم کو اس سے پہلے ڈراوے کہ دردناک عذاب ان پر آجائے ان لوگوں کو بد اعمال کی وجہ سے جو ان پر دردناک عذاب آنے والا ہے اس کے آنے سے پہلے پہلے ان کو سمجھا دے تاکہ جو لوگ اس عذاب سے ڈر کر بد اعمال چھوڑ دیں۔ وہ بچ جائیں اور جو نہ مانیں وہ اپنے کئے کا پھل پائیں نوح نے اس خدائی حکم کے موافق کہا اے میرے بھائیو تحقیق میں تم کو واضح الفاظ میں تمہاری بد اعمالی پر خدا کے عذاب سے ڈرانے والا ہوں۔ میرے ڈرانے کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ اللہ ہی کی بندگی کرو اور اسی سے ڈرتے رہو اور جو میں تم کو دین کے بارے میں حکم دوں اس میں تم میری اطاعت کرو اور کابلہ تم کو یہ طے گا کہ خدا تمہارے سابقہ گناہ بخش دے گا اور تم کو ایک مقرر وقت تک جو تمہاری موت کے لئے مقرر ہے۔ بخیر وعافیت مہلت دے گا۔ یقینی بات ہے کہ اللہ کا مقرر کی ہو وقت موت کا ہو یا فنا کا مرض کا ہو شفا کا جب آجاتا ہے تو پیچھے نہیں ہٹنا کاش تم لوگ میری اس بات کی حقیقت کو جانو حضرت نوح اپنی تبلیغ میں برسوں نہیں صدیوں تک مشغول رہے قوم کی طرف سے ایک ہی جواب ملتا رہا کہ ہم تیری نہ مانیں گے جب یہاں تک نوبت پہنچی تو نوح نے کہا اے میرے خدا میں نے اپنی قوم کو رات دن دین کی طرف بلایا اور خوب تبلیغ کی مگر میری دعوت پر یہ لوگ فرار ہی کرتے رہے میں نے جب انکو بلایا کہ اپنی بد کاری سے توبہ کریں تاکہ تو انکو بخش دی تو انہوں نے مارے تکبر اور نخوت کے اپنے کاموں میں انگلیاں دے لیں تاکہ میری بات نہ سنیں اور اپنے کپڑے مومنوں نے پراوڑھ لئی تاکہ میری شکل بھی نہ دیکھ سنا تو کسی اور اپنے کفر شرک ارڈھے اور تکبر ہی کرتے رہے ہیں

ثُمَّ إِنِّي دَعَوْتُهُمْ جَهَارًا ۝ ثُمَّ إِنِّي أَعْلَنْتُ لَهُمْ وَأَسْرَرْتُ لَهُمْ إِسْرَارًا ۝ فَقُلْتُ

پھر میں نے ان کو بلند آواز سے بلایا پھر میں نے ان کو کھلا اور مخفی بلایا پھر میں نے کہا
اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۝ وَتُمَدِّدُكُمْ

اپنے رب سے بخش مانگو بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے خدا تم پر موسلا دھار مینہ برسائے گا اور مال مویشی

بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ ۚ وَيَجْعَلُ لَكُمْ جَنَّتٍ وَيَجْعَلُ لَكُمْ أَنْهَارًا ۝ مَا لَكُمْ لَا تَرْجُونَ
اللَّهَ وَقَارًا ۝ وَقَدْ خَلَقَكُمْ أَطْوَارًا ۝ أَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ خَلَقَ اللَّهُ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ

اولاد کے ساتھ تمہاری مدد کرے اور تمہارے لئے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لئے پانی کے چشمے جاری کرے گا تمہیں کیا ہو گیا کہ تم خدا کی
عزت نہیں کرتے حالانکہ اسی نے تم سب کو مختلف حالات میں پیدا کیا ہے کیا تم نے کبھی غور کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سات آسمان تمہیں کیسے پیدا

طَبَاقًا ۝ وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيهِنَّ نُورًا وَجَعَلَ الشَّمْسُ سِرَاجًا ۝ وَاللَّهُ أَتَىٰ بَنِي

کئے اور چاند کو ان میں روشن چیز بنایا اور سورج کو روشن چراغ پیدا کیا اللہ نے تم کو
مِنَ الْأَرْضِ نَبَاتًا ۝ ثُمَّ يُعِيدُكُمْ فِيهَا وَيُخْرِجُكُمْ إِخْرَاجًا ۝ وَاللَّهُ جَعَلَ لَكُمْ

زمین سے پیدا کیا پھر تم سب کو اسی میں لوٹا دیتا ہے پھر تم کو نکالے گا اور اللہ نے تمہارے لئے

الْأَرْضِ سَبَاطًا ۝ لَتَسْلُكُنَّ مِنْهَا سَبِيلًا فِجَاجًا ۝

زمین کو بچھایا تاکہ اس میں کھلے رستوں پر چلو

پھر میں نے ان کو بلند آواز سے بلایا تو بھی متوجہ نہ ہوئے پھر میں نے ان کو کھلا اور مخفی ہر ایک کو چلو اور خلو میں توحید کی دعوت

دی پھر سمجھاتے ہوئے میں نے یہ بھی کہا کہ بد اعمال سے توبہ کر کے اپنے رب سے □ مانگو بے شک وہ بڑا بخشنے والا ہے۔ تم

پر جو بارش نہ ہونے کا قحط ہو رہا ہے تمہارے استغفار کرنے سے خدا تم پر موسلا دھار مینہ رسائے گا جو سے سارا قحط دور ہو جائے گا

اور مال مویشی اور اولاد نہ دے گا اور تمہارے لئے باغ پیدا کرے گا اور تمہارے لئے پانی کے چشمے

اور دریا جاری کرے گا جن سے تم اپنے کھیت سیراب کرو گے تمہیں کیا ہو گیا کہ تم دل سے خدا کی عزت نہیں کرتے۔ بھلا یہ

بھی کوئی عزت ہے جو تم کرتے ہو کہ اس کے سوا دوسروں سے حاجات مانگتے ہیں حالانکہ اسی نے تم سے کو مختلف حالات پیدا کیا

ہے۔ دیکھو پہلے تم منی کے قطرے تھے۔ پھر منجمد خون بنے۔ پھر لو تھڑے بنے پھر جسم بے روح بنے پھر تم میں روح پھونکی گئی

پھر بصورت ایک بے ہوش بچے کے تم کو باہر نکالا پھر تم کو عقل سمجھ عطا کی۔ کیا تم نے اپنی عقل سے کام لیتے ہوئے اس امر پر

کبھی غور کیا ایسا چراغ دیتا میں کوئی ہو گا۔ جسکی ضخامت ساری زمین سے جس میں سمندر اور پہاڑی بھی داخل ہیں ایک سو

چالیس درجے زیادہ ہے یہ سب اللہ کی قدرت کے کرشمے ہیں اور سنو اللہ تعالیٰ نے تم سب بنی آدم کے باپ علیہ السلام کو ابتدا

پیدائش عالم میں زمین کی مٹی سے پیدا کیا پھر تم سب کو اسی میں لوٹا دیتا ہے۔ پھر تم کو بروز قیامت زندہ کر کے اس زمین سے

نکالے گا اور سنو اللہ نے تمہارے لئے زمین کو بنایا تاکہ حسب ضرورت مکان بناؤ زراعت کرو۔ کنویں کھودو سیر و سیاحت

کرنے کو اس میں کھلے رستوں پر چلو

۱۔ تفسیر کبیر جلد ۵ زیر آیت اسراء یہ پرانی تحقیق ہے آج کل کی تحقیق میں بہت زیادہ ہے۔

قَالَ نُوحٌ رَبِّ إِنَّهُمْ عَصَوْنِي وَاسْتَبَعُوا مِنِّي لَمْ يَزِدْهُ مَالُهُ وَوَلَدُهُ إِلَّا خَسَارًا ۝ وَ

نوح نے کہا ہے میرے پروردگار انہوں نے میری بے فرمانی کی ہے اور جن مالداروں کو ان کے اموال اور اولاد نے سوائے تو نے کے کچھ فائدہ نہیں دیا ان کے

مَكْرُومًا مَكْرًا كِبَارًا ۝ وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا

بہرہ ہو گئے ہیں اور انہوں نے بڑے بڑے مکر کئے ہیں اور بڑے لوگوں نے کہا کہ اپنے معبودوں کو مت چھوڑنا اور کہا ہے کہ نہ ود کو چھوڑنا نہ سواع کو نہ بنوٹ کو

يَعُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ۝ وَقَدْ أَضَلُّوا كَثِيرًا ۝ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا ضَلَالًا ۝

نہ یعوق کو نہ نسر کو انہوں نے بہت سی مخلوق کو گمراہ کیا ہے اے میرے پروردگار ان ظالموں کو ضلالت میں بڑھائے جاوہ لوگ اپنے گناہوں کی وجہ

مِمَّا خَطَبْتَهُمْ أُغْرِقُوا فَأَدْخَلُوا نَارًا فَكَلِمَةً يَبْعَثُونَ ۝ وَنَادَى اللَّهُ نُوحًا أَنِ اصْبِرْ ۝

سے غرق کئے گئے پھر جہنم کی آگ سے داخل کئے گئے انہوں نے اللہ سے ورے کوئی مددگار نہ پایا اور نوح نے کہا

وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَيَّ الْأَرْضَ عَلَى الْكَافِرِينَ دَيَّارًا ۝ إِنَّكَ إِن تَذَرْنَهُمْ

اے میرے پروردگار ان میں سے کسی آباد گمراہ کو نہ چھوڑ اگر تو ان کو چھوڑے رکھے گا تو تیرے بندوں کو

يُضِلُّوا عِبَادَكَ وَلَا يَلِدُوا إِلَّا فِاجِرًا كَفَّارًا ۝

گمراہ کریں گے اور جو بچہ جنمیں گے بدکار اور کافر ہی جنمیں گے

زمین کی شکل ہیبت ہیبتا رہی ہے کہ تمہاری پائمال ہے یہ سب تقریریں سکر بھی وہ لوگ حضرت نوح کی تعلیم سے انکار پر مصر

رہے اس لئے نوح نے خدا کو مخاطب کر کے کہا ہے میرے پروردگار تو سب کچھ جانتا ہے کہ انہوں نے بڑی سختی سے میری بے

فرمانی کی ہے اور جن مالداروں کو ان کے اموال اور اولاد نے بوجہ ان کے تکبر کے سوائے ٹوٹے کس کچھ فائدہ نہیں دیا ان

نالائقوں اور متکبروں کے پیرو ہو گئے ہیں۔ وہ جدھر ان کو چلاتے ہیں یہ چلتے ہیں اور یہ بات بھی سرکار سے مخفی نہیں ہے کہ

انہوں نے میری ایزاز سانی میں بڑے بڑے مکر و فریب کئے ہیں سرکار ہیں اگر خدائی حفاظت میں نہ ہوتا تو مدت سے یہ لوگ

مجھے ختم کئے ہوتے اس بندہ درگاہ کی ایک کنبہ دار لوگوں نے ماتحتوں کو کہا کہ خیر دار اپنے مصنوعی معبودوں کو مت چھوڑنا یہاں

تک کہ پختگی کی غرض سے اپنے مصنوعی معبودوں کے نام لے لے کر تاکید کر رکھی ہے اور کہا ہے کہ نہ بڑے ود کو چھوڑنا نہ

سواع کو نہ بنوٹ کو نہ یعوق کو اور نہ نسر کو چھوڑنا۔ سرکار انہوں نے میری سخت تکذیب کی ہے اور بہت سے مخلوق کو گمراہ کیا

ہے اور کر رہے ہیں اس لئے اے میرے پروردگار ان ظالموں نے ہدایت کے رستے جیسے خود بند کر لئے ہیں تو بھی بطور سزا کے

ان ظالموں کو ضلالت ہی بڑھائے جاتا کہ اپنی گمراہ اور بدکاری کے حسب حال سزا پائیں۔ پس نوح کی اس مظلومانہ دعا کا نتیجہ یہ ہوا

کہ وہ لوگ اپنے گناہوں اور شرارتوں کی وجہ سے اسی زندگی میں بارش کے پانی میں غرق کئے گئے پھر بعد غرق جہنم کی آگ میں

داخل کئے گئے پھر انہوں نے اللہ سے ورے اپنے مصنوعی معبودوں میں سے کوئی مددگار نہ پایا بلکہ سب کے سب ان کے دشمن

ہو گئے اور یہ بھی نوح نے دعائیں کہا ہے میرے پروردگار ان کافروں کی شرارت حد سے بڑھ گئی ہے لہذا اب تو ان میں سے

کسی آباد گمراہ کو نہ چھوڑ سب کو تباہ کر دے مجھے علم غیب حاصل تو نہیں مگر اپنے تجربہ سے کہتا ہوں اگر تو انکی اس حالت میں زندہ

چھوڑ دیکھ کیا تو مثل سابق تیرے بندوں کو گمراہ کریں گے اور جو بھی بچہ جنمیں گے اپنے اثر نطفہ اور تاثیر صحبت سے بدکار اور کافر

ہی جنمیں گے۔ پس جس طرح سمجھدار باغبان پھل اور درختوں کو نقصان پہنچانے والے پیڑوں کو کاٹ

لے ویکو نوا علیہم ضدا کی طرف اشارہ ہے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ ط

اے میرے پروردگار! مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور ہر اس شخص کو بخش دے جو ایماندار ہو کر میرے گھر میں داخل ہوا اور سب مومن مردوں اور مومن عورتوں

وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا ۙ

کو بے بخش دے ان ظالموں پر تباہی ڈال

سورت جن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

قُلْ اُوْحٰی اِلَیَّ اَنْتَہٗ اَسْمَعُ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ فَقَالُوْا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا ۙ

تو کہ میری طرف خدا کی وحی آئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا تو کہا ہم نے عجب قرآن سنا ہے

یٰھٰدِیْ اِلَی الرُّشْدِ فَاَمَّا بِہٖ وَاٰنَ لَنُشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا ۙ وَاَنْتَ تَعْلٰی جَدُّ رَبِّنَا

نیکی کی طرف راہ نمائی کرتا ہے پس ہم تو اس کو مان گئے ہم آئندہ کو اپنے رب کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے اور ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے

مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ

اس نے نہ بیوی بنائی ہے اور نہ اولاد

کاٹ دیتا ہے حضور بھی ایسا ہی کریں اسکے ساتھ نوح نے یہ بھی دعا کی اے میرے پروردگار مجھے اور میرے ماں باپ کو بخش دے اور پھر اس شخص کو بھی بخش دے جو ایماندار ہو کر میرے گھر میں یا حلقہ افزا میں داخل ہو اور ان کے سوا دنیا کے موجود اور آئندہ سب مومن مردوں اور مومن عورتوں کو بخش دے اور ظالموں پر تباہی ڈال حضرت نوح کی یہ دعا قریباً ایک ہزار سال کے تجربہ پر مبنی تھی جو ممدوح نے ان میں گزرے تھے یہ بنیں کہ جلدی گھبرا گئے تھے سچ ہے

دل ہی تو ہے نہ سنگ و حشت درد سے بھر نہ آئے کیوں روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں

سورت جن

اے نبی علیہ السلام تو ان منکروں کو کہہ میری طرف خدا کی وحی آئی ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے میرے پڑھتے ہوئے قرآن سنا تو سن کر کہا ہم نے عجب قرآن سنا ہے جو حضرت موسیٰ کے بعد اترا ہے۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ سنتے ہی نیکی کی طرف راہ نمائی کرتا ہے۔ پس ہم اس کو سنتے ہی بغیر اچانچ مان گئے اس کی بڑی تعلیم یہ ہے کہ خدا کو واحد سمجھو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ سمجھو۔ پس ہم آئندہ کو اپنے رب کے ساتھ کسی ایک شخص یا چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اور جنوں نے یہ بھی کہا کہ ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے اس نے اپنے لئے نہ بیوی بنائی ہے نہ اولاد کیونکہ یہ سب لازمہ مخلوقات ہیں اور جنوں نے یہ بھی کہا کہ آج سے پہلے ہم شرک و کفر کی باتیں سنا کرتے تھے تو ان کی تصدیق کیا کرتے تھے۔

۱۔ اس سورت میں ان مفتوحہ آئے ہیں ان کی وجہ سے نجومی قواعد کی پابندی میں بڑی مشکل پیدا ہوتی ہے کیونکہ ان مفتوحہ قول کا مقولہ نہیں ہوا کرتا اس کی توجیہ کرنے میں نجومی علماء مفسرین کو بعید از کار تو نہیں کرنی پڑیں مگر ہماری رائے اس بارے میں یہ ہے کہ شذذ کے طور پر قول کے بعد ان مفتوحہ آجاتا ہے حضرت استاذ الہند شاہ ولی اللہ قدس سرہ بھی ایسے دور از کار تکلقات سے ناراض ہیں (فوز الکبیر)

وَإِنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا ۖ وَإِنَّا لَظَنَّا أَنَّ لَوْ كُنَّا نَسْمَعُ لَنُبَدِّلَ

اور یقیناً ہم میں سے بے وقوف لوگ اللہ پر غلط باتیں کہا کرتے تھے اور ہم سمجھتے تھے کہ انسان

وَإِلَّا لَنُبَدِّلَنَّهُ لَوْلَا رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ لَأَخَذْنَا مِنْهُمُ اثْقَالًا مِمَّا يَتَذَكَّرُونَ ۚ وَإِنَّا لَنَرَاهُمْ لَخِرَابٍ

اور جن اللہ پر جھوٹ نہیں کہتے اور انسان جنوں کی پناہ لیا کرتے تھے پھر وہ جن

مِّنَ الْجِنِّ فَزَادُوهُمْ رَهَقًا ۚ وَإِنَّهُمْ لَطَّافُونَ بِمَا يَكْفُرُونَ ۚ وَلَنَلْمَنَنَّ الْأَشْقَىٰ أَهْلَهُ

جن کو نقصان پہنچاتے ان انسانوں نے بھی تمہاری طرح یہی سمجھ رکھا تھا کہ خدا ہرگز کسی کو دوبارہ زندہ

أَحَدًا ۚ وَإِنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَا مُلْتَأِمَاتٍ مُّسَوِّمَاتٍ لَّا يَشْعُرْنَ ۚ وَإِنَّا لَنَرَاهُمْ لَخِرَابٍ

نہ کرے گا اور ہم نے آسمان کو چھوا تو بڑی سخت حفاظت اور آگ کے شعلوں سے گھرا ہوا پایا اور

أَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ ۖ فَمَنْ يَسْمَعُ إِنَّمَا يُعِِدُّكَ إِشْرَافًا ۚ

ہم آسمان سے آواز کی جگہ بیٹھے کرتے تھے اب جو کوئی کان لگائے تو آگ کا شعلہ تیار پاتا

رُشْدًا ۚ وَإِنَّا لَا نَسْمَعُ سَمْعًا وَلَا نَرَىٰ عَيْنًا ۚ وَإِنَّا لَنَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوَاهُمْ ۚ وَإِنَّا لَنَرَاهُمْ لَخِرَابٍ

ہے اور ہم نہیں سمجھتے کہ زمین والوں کے حق میں خدا کی طرف سے برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا پروردگار نے ان کے لئے بہتری کا ارادہ کیا ہے

وَإِنَّا لَنَرَاهُمْ لَخِرَابٍ ۚ وَإِنَّا لَمَسْنَا السَّمَاءَ فَوَجَدْنَا مُلْتَأِمَاتٍ مُّسَوِّمَاتٍ لَّا يَشْعُرْنَ ۚ

اور ہم میں سے کچھ لوگ تو نیک ہیں اور بعض اس کے سوا کچھ اور طرح کے بھی ہیں ہم مختلف اقسام کے تھے اور اب ہم یہ سمجھ چکے ہیں

لیکن اب معلوم ہوا کہ یقیناً ہم میں سے بیوقوف لوگ اللہ کی ذات اقدس پر غلط باتیں کہا کرتے تھے اور ہم سمجھتے تھے کہ انسان اور

جن اللہ پر جھوٹ نہیں کہتے مگر دراصل ہمارا گمان غلط نکلا اب تو ثابت ہوا کہ یہ سارے کے سارے ہی دور رخ گو ہیں۔ اور اس

قرآن کے اترنے سے پہلے کئی انسان جنگلوں میں چلتے ہوئے جنوں کی پناہ لیا کرتے تھے۔ جب کبھی کسی گھن کے جنگل میں

اترتے تو پہلے کہہ لیتے نعوذ بيسيد هذا الوادي ہم اس جنگل کے سردار بڑے جن کی پناہ لیتے ہیں پھر اتنا کہنے سے وہ جن

ان کو بچائے فائدہ پہنچانے کے نقصان پہنچاتے اور یہ بھی جنوں نے اپنے مخاطبوں کو کہا کہ دیکھو ان گمراہ انسانوں نے بھی

تمہاری طرح یہی سمجھ رکھا تھا کہ خدا تعالیٰ ہرگز کسی کو دوبارہ زندہ نہ کرے گا حالانکہ اب قرآن سنتے معلوم ہوا کہ دوبارہ زندگی

ہوگی اس لئے ہم جان گئے کہ واقعی وہ خیالات سب غلط تھے اور سنو اس قرآن کے سننے سے پہلے ہم نے آسمان کو چھوا تو بڑی

سخت حفاظت اور آگ کے شعلوں سے گھرا ہوا پایا ایسا کہ کبھی ایسا نہ دیکھنا سنا چاروں طرف سے بہت کا نظارہ تھا معلوم ہوتا تھا

کہ بہت بڑا انتظام ہو رہا تھا۔ اور ہم آج سے پہلے آسمان سے ورے آواز پہنچنے کی جگہ بیٹھا کرتے تھے۔ اور سنا کرتے تھا اب جو

کوئی کان لگائے تو آگ کا شعلہ تیار پاتا ہے ان حالات کو دیکھ کر ہم متحیر ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ اس انقلاب سے زمین والوں

کے حق میں خدا کی طرف سے برائی کا ارادہ کیا گیا ہے یا ان کے پروردگار نے ان کے لئے بہتری کا ارادہ کیا ہے بہر حال جو ہو گا وہ

دیکھا جائے گا۔ خدا اچھا کرے اور بات تو یہ ہے کہ ہم میں سے کچھ لوگ تو نیک ہیں جو پہلے سے نیک چلے آئے ہیں نہ مشرک

ہیں نہ بدکار اور بعض اس کے سوا کچھ اور طرح کے بھی ہیں۔ غرض ہم مختلف اقسام کے تھے اور اب ہم یہ سمجھ چکے ہیں۔

نُجِّرَ اللَّهُ فِي الْأَرْضِ وَلَنْ نُجْمِرَهُ هَرَبًا ۝ وَ إِنَّا لَنَاصِمِعْنَا الْهُدَىٰ أَمْثَابِهِ ۝ فَمَنْ

کہ ہم اللہ کو زمین میں عاجز نہیں کر سکتے اور نہ بھاگ کر اسے عاجز کر سکتے ہیں اور جب ہم نے ہدایت کو سنا ہم نے اس پر یقین کر لیا پس

يُؤْمِنُ، يَرْبُّهُ فَلَا يَخَافُ بِنِسَابٍ وَلَا رَهَقًا ۝ وَأَنَّا مَنَّا الْمُسْلِمُونَ وَمِنَّا الْفَاسِقُونَ ۝

جو کوئی اپنی رب پر ایمان لائے گا اسے نہ نقصان کا خوف ہو گا نہ ظلم کا اور ہم میں سے بعض لوگ خدا کے فرماں بردار ہیں اور بعض بدکار ہیں

فَمَنْ أَسْلَمَ فَأُولَٰئِكَ تَحَرَّوْا رَشَدًا ۝ وَأَمَّا الْفَاسِقُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ

پس جو لوگ خدا کے ہو رہیں انہوں ہی نے ہدایت کی تلاش کی اور جو گمراہے ہیں وہ جہنم کا ایندھن

حَطَبًا ۝ وَإِن لَّوِاسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقِينَهُمْ مَّاءً عَذْبًا ۝ لِيُقْتَلَهُمْ

ہوں گے اور اگر یہ لوگ سیدھے راستے پر رہتے تو ہم ان کو کافی پانی پلاتے اس لئے ہے کہ

فِيهِ ۝ وَمَنْ يُعْرِضْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكُهُ عَذَابًا صَعَدًا ۝ وَإِن السَّجِدَ

ہم خدا ان کو اس میں جلائے عذاب کریں جو کوئی اپنے رب کی نصیحت سے روگردانی کرے خدا اس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا اور تمام مسجدیں

لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا ۝

اللہ کے لئے ہیں پس ان میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو مت پکارا کرو

کہ ہم اللہ کو اس کی زمین میں عاجز نہیں کر سکتے اور بھاگ کر یا گم ہو کر ہم اسے عاجز کر سکتے ہیں۔ یعنی یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ ہم کو فنا

کرنا چاہے تو ہم اس سے بھاگ کر کہیں پناہ لے سکیں یا بعد فنا کے دوبارہ پیدا کرنا چاہے تو ہم پیدا نہ ہو سکیں ہرگز نہیں بلکہ یہ

سب کام اس کے ایک لفظ کن کے ماتحت ہیں یہ سب کچھ ہم نے قرآن سے سیکھا ہے اور جب ہم نے ہدایت کی کتاب قرآن کو

سنا تو اس کو مقبول پایا اس لئے ہم نے اس پر یقین کر لیا یعنی یہ سمجھ لیا کہ یہ کتاب واقعی الہامی کتاب ہے پس چونکہ یہ الہامی اور

الہی کتاب ہے اس لئے ساری مخلوق کا اس میں مساوی حصہ ہے۔ پس جو کوئی اپنے رب ذوالجلال پر صحیح ایمان لائے گا۔ اسے نہ

نقصان کا خوف ہو گا نہ ظلم کا یعنی اس کا کوئی کام ضائع نہ ہو گا۔ اور جنوں نے یہ بھی کہاں کہ ہم میں بعض لوگ خدا کے فرمانبردار

یعنی نیک ہیں جن کو ہم دونوں ذلک بتا آئے ہیں اور اگر غور کریں تو ہر قوم میں ایسا ہوتا ہے یہ کوئی ہم سے مخصوص نہیں پس جو

لوگ خدا کے ہو رہیں یعنی ہر وقت ان کو خیال رہتا ہو کہ اللہ راضی ہو یقیناً سمجھو کہ انہوں ہی نے ہدایت کی تلاش کی اور جو

سیدھی راہ سے ٹیڑھے ہیں یعنی خدا کی رضا جوئی کی پرواہ نہیں کرتے وہ جہنم کا ایندھن ہوں گے کیونکہ۔ کفر و شرک اور بدکاری

کا نتیجہ یہ ہے۔ اور اے نبی تیری طرف یہ بھی وحی کی جاتی ہے یعنی ہم تمہیں اطلاع دیتے ہیں کہ اگر یہ لوگ مشرکین عرب

دین کے سیدھے راستے پر آکر مضبوطی سے جبر رہتے تو ہم ان کو کافی پانی پلاتے جو ان کے کھیتوں کو سیراب کرتا لیکن

اب جو اسماک باران کی وجہ سے قحط مسلط ہو رہا ہے اس لئے ہے کہ تاہم (خدا) ان کو اس میں مبتلا عذاب کریں جو ان کی بد عملی

کی سزا ہے کیونکہ یہ لوگ بد اعمال ہیں۔ اور خدائی قانون یہ ہے کہ جو کوئی اپنے رب کی نصیحت سے جو اس نے بندوں کی ہدایت

کے لئے نازل کی ہو روگردانی کرے خدا اس کو سخت عذاب جہنم میں داخل کرے گا اور سنو یہ بھی میری طرف وحی ہوئی ہے کہ

تمام مسجدیں خاص کر مسجد حرام خاص اللہ کی عبادت کے لئے ہیں پس تم ان مساجد میں اللہ کے ساتھ کسی اور مت پکارو ورنہ یہ

فعل تمہارا مسجد کی غرض و غایت کے خلاف ہو گا۔

۱۔ اشارہ ہے کہ لفتنہم کا جادو متعلق فعل محذوف کے ہے مشرکین مکہ پر اسماک باران کی وجہ سے قحط سخت ہوا ہے۔

وَإِنَّهُ لَنَا قَامَر عَبْدٌ اللَّهُ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا ۖ قُلْ إِنَّمَا أَدْعُوا

اور جب کبھی اللہ کا بندہ کھڑا ہو کر اللہ کو پکارتا لوگ اس پر ٹوٹ پڑنے کو تیار ہوتے تو کہہ میں صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی ایک کو شریک نہیں کرتا تو کہہ یقیناً میں تمہارے لئے کسی قسم کے ضرر یا فائدہ پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا تو کہہ دے

إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ ۚ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۚ إِلَّا بَلَاغًا

بذات خود مجھے بھی اللہ کے سوا کوئی پناہ نہیں دے گا اور اس کے سوا میں کہیں پناہ نہیں پاؤں گا ہاں مجھے

مِّنَ اللَّهِ وَرِسَالَتِهِ ۚ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا

اللہ کی طرف سے صرف پیغام پہنچانے کا اختیار ہے اور جو کئی اللہ اور اس کے رسول کی بے فرمانی کرے گا اس کے لئے جہنم کی سزا ہوگی وہ ہمیشہ

اور بھی مجھے بغرض تبلیغ اطلاع ملی ہے۔ کہ مشرکوں کی یہ حالت ہے کہ جب کبھی اللہ کا بندہ محمد رسول اللہ مسجد الحرام میں کھڑا

ہو کر اللہ کو اوصاف حمیدہ مخصوصہ کے ساتھ پکارتا تو مشرک لوگ ایسے بیزار ہوتے کہ اس پر ٹوٹ پڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں

اے نبی تو ایسے لوگوں کو کہہ کہ تمہاری ایسی گھبراہٹ اور اضطراب سے کچھ نہ ہو اور نہ ہوگا کیونکہ میں خدا کے حکم سے صرف

اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی ایک کو شریک نہیں کرتا ایسا نہ ہو کہ تیری امت ہی حسن عقیدہ سے تجھ ہی کو نفع

نقصان رسان جان کر شرک میں مبتلا ہو جائے اس لئے تو ان کو کہہ کہ ہمیشہ کے لئے یہ خیال دل سے نکال دو کیونکہ یقیناً میں

تمہارے لئے کسی قسم کے ضرر یا فائدہ پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا خبردار یا آئندہ کو مجھ سے یہ امید نہ رکھنا کہ میں تم کو

اولاد دے سکتا ہوں یا اور کسی قسم کا نفع یا نقصان پہنچا سکتا ہوں۔ اے نبی تو یہ بھی کہہ دے کہ بذات خود مجھے بھی اللہ کے سوا کوئی

پناہ نہیں دے گا اور اس کے سوا میں نہیں پناہ نہیں پاؤں گا اس لئے میں قدرتی امور میں کوئی اختیار نہیں رکھتا ہوں۔ ہاں مجھے

اللہ کی طرف سے صرف نصیحت کرنے اور پیغام پہنچانے کا اختیار ہے پس یہی میری ڈیوٹی ہے اور یہی میرا فرض منصبی ہے۔ اس

لئے مناسب بلکہ ضروری ہے کہ تیری ہی زبانی یہ اطلاع شائع ہو جائے کہ اب آئندہ کو جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کے بے

فرمانی کرے گا بس اس کے جہنم کی سزا ہوگی وہ ہمیشہ

۱۔ یہ آیت اصل اصول توحید ہے اس لئے اس جگہ ایک مثال سے مسئلہ توحید سمجھانے کی ضرورت ہے جس کی صورت یہ ہے ہندوستان میں

حکومت کا سلسلہ یہ ہے کہ سب سے اونچا حاکم و ایسے ہے جو بادشاہ کا نائب ہے اس کے نیچے صوبوں کے گورنر ہیں۔ گورنر کے نیچے کسٹرن ہیں اور

کسٹرنوں کے نیچے حکام ضلع ہیں حکام ضلع کے ماتحت تحصیلدار ہیں۔ اس سارے سلسلہ میں قابل غور بات یہ ہے کہ جس کام کا اختیار دیا گیا ہے کو نہ

ہو اس کے ماتحتوں میں اس کا اختیار سمجھنا سخت نااہلی کی توہین ہے۔

ہم اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سب مخلوق میں برتر اور برگزیدہ ہیں باقی اصحاب کیا اور اولیاء کرام سب آپ کے ماتحت ہیں

پس اصول مذکورہ کے موافق ہمیں سوچنا چاہئے کہ جس صورت میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو حکم دیا کہ آپ اپنی بابت اعلان کر دیں کہ مجھ میں مخلوق کو نفع یا نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں تو آپ کے ماتحتوں کو کب ہوگی۔ پھر۔ جو لوگ اولیاء اللہ کے حق میں گمان کرتے ہیں کہ وہ نفع رسائی یا نفع ضرر کی قوت کو رکھتے ہیں وہ دراصل غلط خیال ہی میں مبتلا نہیں ہیں بلکہ ان کے اس خیال سے توہین انبیاء و ملازم آتی ہے کیونکہ جب آنحضرت جیسے الواعزم نبی کو اختیار نہیں تو ماتحتوں کو کیا ہوگا۔ پس کسی ولی اللہ کو مخاطب کر کے کہنا

امدادکن امدادکن از بندو غم آزادکن در دین و دنیا شادکن یا شیخ عبدالقادر

کسی طرح صحیح نہیں۔ ایسے لوگوں کو غور کرنا چاہئے کہ جو اختیار خدا نے اپنے رسول برتر کو نہیں دیا وہ کسی ولی کو کیا ہوگا۔ واللہ اعلم۔

فِيهَا آيَاتٌ ۚ حَتَّىٰ إِذَا رَأَوْا مَا يُوعَدُونَ فَيَسْئَلُونَ مَنْ أضعف ناصِرًا وَ

اس میں رہے گا اور جب یہ لوگ اپنے موعودہ عذاب کو دیکھیں گے تو ان کو معلوم ہو جائے گا کس فریق کے مددگار کمزور ہیں

أَقَلُّ عَدَدًا ۚ قُلْ إِنْ أَدْرِيٓتُمْ مَا تُوعَدُونَ أَمْ يَجْعَلُ لَهُ رَبِّيٓ أَمَدًا ۝

اور کون شمار میں کم ہے تو کہہ کہ میں نہیں جانتا کہ تمہارا موعودہ عذاب قریب ہے یا میرا پروردگار اس کو دور کر دے گا

عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا ۝

وہ عالم الغیب ہے وہ خدا اپنے علم غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا

اس میں رہے گا یہ اطلاع ان کو سادے مگر یہ خیال رکھ کر ان کی ضد یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ مرتے تک بھی نہ مانیں گے جب یہ لوگ اپنے موعودہ کو دیکھیں گے تو ان کو معلوم ہوگا کہ کس فریق کے مددگار کمزور ہیں اور کون شمار کم ہے یعنی یہ لوگ بار بار کہتے ہیں ہماری جماعت بہت ہے ہم ایک دوسرے کے مددگار ہیں اس وقت ان کو کیسے معلوم ہوگا؟ اس طرح کہ عذاب میں جتلا ہوں گے تو کوئی ان کا حال پر سان یا خبر گیر ان نہ ہوگا یہ سکر فوراً کہیں گے کہ تم جس عذاب سے ڈراتے ہو وہ ہووہ کیسا ہوگا اس لئے اے نبی تو ان کو کہہ کہ میں نہیں جانتا کہ تمہارا موعودہ عذاب قریب ہے یا میرا پروردگار اس کو اس کر دیکھا وہ عالم الغیب ہے اس کے علم میں جو وقت مناسب ہو گا خود بخود عذاب ہو جائے گا وہ خدا اپنے عالم غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا

۱۔ علماء سلف سے خلف تک سب اس بات کے قائل گزرے ہیں کہ علم غیب خدا کے سوا کسی کو نہیں نہ ذاتی نہ نہ کسی مگر آج کل بعض لوگوں کو خیال پیدا ہوئے کہ ان آنحضرت ﷺ کا علم غیب سے مراد کل اشیاء کائنات کا علم ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ رسولوں کو اپنے غیب حاصل کامل اکمل حاصل ہوگا

جواب اس کا یہ ہے کہ یہ غلطی دراصل آیت کی نحوی ترکیب نہ سوچنے سے لگی ہے نحوی ترکیب سے الاحرف استثناء کے بعد کا حصہ مستثنیٰ ہے اور مستثنیٰ میں جو حکم ہوتا ہے وہ پہلے حصے کے خلاف ہوتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ پہلے حصے میں کیا مذکور ہے کچھ شک نہیں کہ پہلے دو چیزیں ہیں (۱) احدا (۲) دوسرے اھم۔ احدا سے مستثنیٰ یقیناً رسول ہے کچھ شک نہیں کہ غیب کا مفہوم سب کل ہے استثناء کے بعد مستثنیٰ منہ کی نقیض ہے جو موجیہ جزئیہ ہے۔ پس ان دونوں مستثنیٰ یعنی سب اور اہم سے جو دو قضیئے ماخوذ ہوتے ہیں وہ یوں ہے

لا شئی من الغیب بمعلوم لاحد بعض الغیب معلوم لرسول

پسلا تفسیر لا یتظہر علی غیبہ احدا سے ماخوذ ہے دوسرا قضیہ الا من ارتضیٰ من رسول کا مفہوم ہے پس اس جزئیہ موجب سے کسی رسول یا نبی کی غیب دانی ثابت نہیں ہوتی کیونکہ غیب دانی کے معنی ہیں کل غیب کا جاننا اس کی قرآن مجید میں نفی کی گئی ہے قیاس استثنائی: قرآن مجید میں جمال آنحضرت ﷺ کی غیب دانی کی نفی کی ہے وہاں منطقی شکل میں قیاس استثنائی سے کام لیا ہے جو اعلیٰ درجہ کا برہان ہے چنانچہ ارشاد ہے

لو كنت اعلم الغیب لا استکثرت من الخیر وما مسنی یعنی میں (آنحضرت) اگر غیب کا علم جانتا ہوتا تو اپنے لئے بہت سی بھلائی جمع کر لیتا ہے اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچی۔

السراء (پ ۹ ع ۱۳)

منطقی اصلاح میں یہ قیاس استثنائی ہے جس کے دونوں اجزاء مذکورہ ہیں پہلے کا نام مقدم ہے۔ دوسرے کا نام تالی حرف لورفع تالی پر دلالت کرنے کو ہوتا ہے۔ چنانچہ دوسری آیت جس میں اثبات توحید کے متعلق قیاس استثنائی ہی سے کام لیا گیا ہے وہ آیت یہ ہے

إِلَّا مَنِ ارْتَضَىٰ مِنْ رَسُولٍ فَإِنَّهُ يَسْلُكُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمَنْ خَلْفَهُ رَصَدًا ۝

مگر انبیائے کرام میں جس رسول کو پسند کرتا ہی اطلاع دیتا ہے تو اس کے آگے اور پیچھے گارد کا پہرا بھیجتا ہے مگر انبیاء کرام میں سے جس رسول کو جتنا دینا پسند کرتا ہے اطلاع دیتا ہے یعنی بذریعہ وحی معرفت جبرائیل جب پیغام بھیجتا ہے تو اس کے آگے اور پیچھے فرشتوں کا گارد کا پہرا بھیجتا ہے

لو كان فيهما الهة الا الله لفسدنا (پارہ ۱۷ رکوع ۲) اگر آسمان وزمین میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو یہ دونوں خواب ہو گئے ہوتے۔ یعنی اس آیت کی تفسیر کی طرح پہلی آیت کی تفسیر ہے یعنی آسمان وزمین کا برباد ہونا متعدد معبودوں کے وجود کو لازم ہے اسی طرح خیر کثیر جمع کرنا اور برائی سے محفوظ رہنا علم غیب کو لازم ہے جس طرح آیت توحید میں لو کا حرف دلالت کرتا ہے خیر کثیر کا جمع کرنا اور تکلیف سے محفوظ رہنا نہیں ہو اور ان کے نہ ہونے سے آنحضرت کا عالم الغیب ہونا منطقی لفظوں میں اہل منطق کا قانون یہ ہے انتقاء التالیٰ یہ تسلیم انتقاء المقدم مقابلین علم غیب اس آیت کی تاویل میں کہا کرتے ہیں کہ آنحضرت کو علم غیب ذاتی نہ تھا۔ بلکہ خدا کی طرف سے وہی تھا اور اس آیت میں جس علم غیب کی نفی کی گئی ہے وہ علم ذاتی ہے مطلب (آیت بقول ان کے) یہ ہے کہ مجھ (رسول اللہ) میں علم غیب ذاتی نہیں اس سے وحی کا انکار ثابت نہیں ہوتا۔ جواب یہ ہے کہ علم ذاتی اور علم وحی کے مرتبے میں بیک طرفہ فرق ہے یعنی ذاتی اصل اور وحی فرع ہے مگر علم کے اثر (نتیجہ) میں فرق نہیں ہوتا یعنی بعد حصول علم وحی کے جیسا ذاتی کا عالم علم کتا ہے وحی کا عالم بھی علم (جاننا ہوں) کہہ سکتا ہے یہ دونوں اس کئے میں مساوی ہیں پس اس اصول معقول کے ماتحت قرآن مجید کو دیکھتے کہ علم کہہ کر علم کی نفی کی ہے یعنی فرمایا ہے

لو كنت اعلم الغيب لا استكثرت من الخير

ثابت ہوا کہ یہ تاویل آیت موضوع کی منشاء الہی کے خلاف ہے علاوہ اس کے استعمار خیر (بھلائی کا جمع کرنا) جیسے علم ذاتی کا نتیجہ ہے وحی کا بھی ہے مثلاً ایک شخص کسی شہر کی منڈی میں کسی خاص قسم کی تجارت میں کثیر فائدہ حاصل ہوتا دیکھے جسے علم ذاتی کہا جاتا ہے جیسے اسے وہاں ملکا جانے میں فائدہ ہوگا جو شخص اس سے علم صحیح حاصل کر کے وہاں مال لے جائے اسے ثابت ہوا کہ استعمار خیر اگر ذاتی علم پر موقوف ہے۔ تو وحی علم فرع ہے۔ اس میں کوئی فرق نہیں۔ پس عدم استعمار خیر دونوں قسموں کے عدم علم مستلزم ہے۔ منطقی طرز بیان کے بعد ہم قرآن مجید کے واضح الفاظ میں اس مسئلہ کا فیصلہ سناتے ہیں صاف ارشاد ہے۔

قل لا اقول لكم عند خزائن الله والا اعلم الغيب ولا واقول لكن انى ملك ان اتبع الا ما يوحى الى (پارہ ۷ رکوع ۱۱)

کیسی صاف تصریح ہے کہ خدائی الفاظ میں آنحضرت ﷺ کی زبان الہام ترجمان سے کو لیا گیا میں غیب نہیں جانتا اس صاف تصریح کے ہوتے ہوئے کسی دور از کا قیاس سے اس بات کا عقیدہ رکھنا قرآنی تصریح کے خلاف کسی طرح صحیح ہو سکتا ہے اس کے علاوہ واقعات حدیثیہ اور اقوال فقہاء کثیرت ہیں جن سے مسئلہ علم غیب کی مکمل ہوتی ہے مگر ہم بحیثیت تفسیر قرآنی تصریحات ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔ واللہ اعلم لہ مسلمانوں کا اجماعی چلا آرہا ہے کہ بعد زمانہ آنحضرت ﷺ کے نبوت ختم ہے۔ کیونکہ قرآنی نص و صریح ہے

لَيَعْلَمَ أَنْ قَدْ أَبْلَغُوا رَسُولَ رَبِّهِمْ وَأَحَاطَ بِمَا لَدَيْهِمْ وَأَخْصَى كُلَّ

تاکہ کدرا ظاہر کر دے کہ ان فرشتوں نے اپنے رب کے پیغامات پہنچائے اور خدا ان کے پاس کی ساری چیزوں پر احاطہ کیا ہوا ہے اور ہر چیز کو

شَيْءٍ عَدَدًا ۝

گن رکھا ہے

تاکہ خدا اس رسول پر ظاہر کر دے کہ ان فرشتوں نے اپنے رب کے پیغامات پورے پورے پہنچا دیئے اور خدا کو ذاتی علم تو ہر چیز کے ہے کیونکہ اس نے ان کے پاس کی ساری چیزوں پر علمی احاطہ کیا ہوا ہے اور ہر چیز کو ایک ایک کر کے گن رکھا ہے۔

خاتم النبیین اور احادیث قریب تو اتار کے آتی ہیں لا نبی بعدی یعنی حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا بلکہ یہاں تک فرمایا لو کان بعدی نبی لکان عمرو میرے بعد نبی ہو سکتا تو عمر (رضی اللہ عنہ) نبی ہوتا لیکن وہ بھی نہیں کیونکہ لا نبی بعدی ہمارے ملک پنجاب میں مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ۱۳۶۱ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ آہستہ آہستہ سلسلہ وار نبوت تک پہنچو اس لئے انہوں نے اس آیت سے اجراء نبوت کا استدلال کر کے اپنی نبوت کا ثبوت دیا ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں

اپنی ختم رسالت کا نشان قائم رکھنے کے لئے یہ چاہا کہ فیض وحی آپ کی پیروی کے وسیلہ سے ملے اور جو شخص امتی نہ ہو اس پر وحی الہی کا دروازہ بند ہو۔ سو خدا نے ان معنوں سے آپ کی متابعت میں اپنا وجود محو نہ کرے ایسا انسان قیامت تک نہ کوئی کامل وحی پاسکتا ہے اور نہ کامل ملیم ہو سکتا ہے کیونکہ مستقل نبوت آخضر صص پر ختم ہو گئی ہے۔ مگر صلی نبوت جس کے معنی ہیں کہ فیض محمدی سے وحی پانادہ قیامت تک باقی رہے گی تا انسانوں کی تکمیل کا دروازہ بند نہ ہو اور تا یہ نشان دینا سے مٹ نہ جائے کہ آخضر صص کہتے نے قیامت تک یہی چاہا کہ مکالمات اور مخاطبات الہیہ کے دروازے سے کھلے رہیں اور معرفت الہیہ جو مدار نجات ہے مفقود نہ ہو جائے (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۸)

مرزا صاحب کا دعویٰ یہ تھا کہ نبوت مستقلہ تو ختم ہے اور خاتم النبیین کے معنی وہ یہی کرتے ہیں کہ براہ راست نبویانوالے نبیوں کا ختم کرنے والا دوسری قسم نبوت مستہیفہ ہے یعنی پیغمبر اسلام علیہ السلام کے فیض اتباع سے نبی بنا سوادہ کہتے ہیں یہ جاری ہے چنانچہ میں (مرزا) اسی قسم کا نبی ہوں اس اصولی تقریر کے بعد مرزا صاحب کا اثبات نبوت سننا چاہیے۔ مرزا صاحب اپنی اس نبوت کا ثبوت یوں دیتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں۔

جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر ان کا افتراء ہے بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن شریف کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا۔ صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آخضر صص کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدائی سے بکثرت مکالمہ و مخاطبہ پاتا ہوں بات یہ ہے کہ جیسا مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ

اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے

اب واضح ہو کہ احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ آخضر صص کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا جو میرے اور ابن مریم کلمائیکہ اور نبی کے نام سے موسوم کیا جائے گا یعنی اس کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ کا شرف اس کو حاصل ہوگا اور اس کثرت سے امور غیبیہ اس پر ظاہر ہوں گے کہ بجز نبی کے کسی طور پر ظاہر ہو نہیں سکتے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول

یعنی خدا اپنے غیب پر کسی کو پوری قدرت اور غلبہ نہیں بخشتا جو کثرت اور صفائی سے حاصل ہو سکتا ہے۔ بجز اس شخص کے جو اس کا برگزیدہ رسول ہو اور یہ بات ایک ثابت شدہ امر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ نے مجھ سے مکالمہ و مخاطبہ کیا ہے اور جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر فرمائے ہیں تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو آج تک بجز میرے یہ نعت عطا نہیں کی گئی اگر کوئی منکر ہو تو بار ثبوت اس کی گردن پر ہے غرض اس حصہ کثیر وحی الہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ پر پہلے اولیاء اور ابدال اور قطعاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔

سورت مزمل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے
 بِأَيِّهَا الْمُزْمَلُ ۝ قِمِ الْيَلِّ إِلَّا قَلِيلًا ۝ تَصَفَّةً أَوْ أَنْقُصَ مِنْهُ قَلِيلًا ۝
 اے کملی پوش نبی رات کو قیام کیا کر مگر نصف یا اس سے کم

سورت مزمل

اے کملی پوش نبی رات کو نماز کے لئے قیام کیا کر مگر کچھ حصہ رات کا نصف یا اس سے کچھ کم یا بیش سو کر آرام کر لیا کر یعنی جس قدر آرام کرنا تیر ہی انسانی طبیعت کی راحت کے لئے ضروری ہو بیشک کر لیا کر اور قیام کے وقت

انکو یہ حصہ کثیر اہل نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام ہانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرتِ دجی اور کثرتِ امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور شرط ان میں نہیں پائی جاتی (حقیقت الوحی صفحہ ۲۹۰-۲۹۱) پہلے تو ہمیں یہ دکھانا ہے کہ جناب مرزا صاحب نے جو حضرت مجدد قدس سرہ کی طرف یہ قول منسوب کیا ہے کہ اسور غیبیہ جاننے والا نبی کہلاتا ہے یہ صحیح نہیں بالکل غلط ہے حضرت مجدد صاحب کا یہ مکتوب گرامی بنام محمد صدیق مکتوبات مجددیہ میں مرقوم ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

اعلم ايها الصديق ان كلام سبحانه مع البشر قد يكون شفاها و ذلك فراد من الانبياء
 وقد يكون ذلك لبعض الكيل من متابيعهم و اذكثر هذا القسم من الكلام مع واحد
 منهم سمي محدثا كما كان امير المؤمنين عمر وهذا غير الالهام وغير اللقاء في
 الروع وغير كلام الذي مع الملك انما يخاطب بهذا الكلام الانسان الكامل والله
 يختص برحمته من يشاء (دفتر دوم مکتوبات نمبر ۵۱)

یہ ہے اصل عبارت مکتوبات مجددی کی اس عبارت میں جس فقرہ پر ہم نے خط دیا ہے مرزا صاحب نے حذف کر کے باقی سارا خود ازالہ ادہام میں نقل کر کے ترجمہ یوں کیا ہے۔

یعنی اے دوست تمہیں معلوم ہو کہ اللہ جل شانہ کا بشر کے ساتھ کلام کرنا کبھی رو برو اور ہمکلامی کے رنگ میں ہوتا ہے اور ایسے افراد جو خدا تعالیٰ کے ہمکلام ہوتے ہیں وہ خواص انبیاء میں سے ہیں اور کبھی یہ ہم کلامی کا مرتبہ بعض ایسے مکمل لوگوں کو ملتا ہے کہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے قبیح ہیں اور جو شخص کثرت سے شرف ہمکلامی کا پاتا ہے اس کو محدث بولتے ہیں اور یہ مکالمہ الہی از قسم الہام نہیں بلکہ غیر الہام ہے اور یہ القادنی الردع بھی نہیں ہے اور نہ اس قسم کا کلام ہے جو فرشتہ کیساتھ ہوتا ہے اس کلام سے وہ شخص مخاطب کیا جاتا ہے جو انسان کامل ہو اور خدا تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ حاصل کر لیتا ہے (ازالہ ادہام حصہ اول صفحہ ۹۱۵)

اس سے پہلے مرزا صاحب اپنی الہامی کتاب بر این احمدیہ میں بھی اس مکتوبات مجددی کو نقل کر چکے ہیں آپ کے الفاظ یہ ہیں
 الہام ربانی (مجدد) صاحب اپنے مکتوبات کی جلد ثانی میں جو مکتوبات پہنچا ہوا دیکھ ہے اس میں صاف لکھتے ہیں کہ غیر نبی مکالمات و مخاطبات حضرت احدیت (اللہ تعالیٰ) سے مشرف ہو جاتا ہے اور ایسا شخص محدث کے نام سے موسوم ہے۔ اور انبیاء کے مرتبہ سے اس کا مرتبہ قریب واقعہ ہوتا ہے (صفحہ ۵۳۶)
 مجدد صاحب کی اس عبارت میں خود مرزا صاحب کو تسلیم ہے کہ ایسا ملہم غیر نبی ہے پس اس تصریح مجددی اور مرزا صاحب کی اپنی دو شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کا دعویٰ کہ حضرت مجدد صاحب نے کثرت سے امور غیبیہ پانے والے کو نبی کہا ہے

أَوْزِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝ إِنَّا سَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيلًا ۝ إِنَّ نَاشِئَةَ

یا بیش سو کر آرام کر لیا کر قرآن مجید بھی ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کر ہم خدا تجھ پر بہت بھاری حکم بھیجیں گے رات کا

الْيَلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلًا ۝ إِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيلًا ۝

اٹھنا بری سخت کونٹ اور ذکر الہی کے لائق ہے دن میں تجھے بہت شغل ہے

سب سے طویل کے ساتھ قرآن مجید بھی ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کر نہ بہت زیادہ چلا کر بہت جلدی جلدی کیونکہ ایسا کرنے سے مقصود

فوت ہو جاتا ہے۔ مقصود اس سے یہ ہے کہ دل پر اس کا اثر ہو سو اس مقصود کے لحاظ سے تھوڑا پڑھنا بھی کافی ہے اس شب

بیداری کے علاوہ ہم (خدا) تجھ پر اے نبی بہت بھاری حکم بھیجیں گے سارے لوگوں کو تبلیغ کرنا تیرے ذمہ کیا جائے گا۔ پس تو

اپنے نفس کو اس کا متحمل بنا جا سکی صورت یہی ہے کہ تو ہمہ تن خدا کی طرف لگ جا جیسا کہ ہم نے تجھے حکم دیا ہے۔ شب

بیداری کیا کر کیوں کہ رات کو اٹھنا بڑی سخت کوفت اور ذکر الہی کے بہت لائق ہے۔ بس اے نبی تو شب بیدار ہو کر ذکر خدا کیا

کر اس کے علاوہ دن میں تجھے بڑا شغل ہے اور یہ شغل روز بروز بڑھتا جائے گا۔ کیونکہ ابھی تو تو اکیلا جب تیری ترقی ہو گی تو

علاوہ تبلیغ کے انتظام ملک بھی تجھے کرنا ہو گا پس تو اپنے کام میں خدا کے مدد مانگ

غلط اور مجدد صاحب پر افسوس ہے۔

اس انکشاف کے بعد ہم مرزا صاحب کے امور غیبیہ کی پڑتال کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ آپ پر جو امور غیبیہ کھولے جاتے تھے۔ جن کی وجہ

سے آپ نے منصب نبوی پایا ہے کہاں یہاں تک صحیح ثابت ہوتے تھے

نمونہ غیب

مرزا صاحب نے ایک قریبی رشتہ دار کو اس کی لڑکی سے رشتہ کی درخواست کی۔ والد لڑکی نے انکار کر دیا تو مرزا صاحب نے الہام شائع کیا کہ یہ لڑکی

دوسری جگہ بیاہی گئی تو یہو ہو کر بھی میرے نکاح میں ضرور آئے گی۔ چنانچہ مرزا صاحب کے الہامی الفاظ راجح ہیں جبکہ مرزا صاحب بڑی خشکی کے

لجہ میں خدا کی طرف سے سناتے ہیں۔ اس خدا نے اس تمام گروہ کے حق میں مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ

كذبوا بايتنا و كانوا بها يستهزون و فسيفكفكمهم الله و بردها اليك لا تبديل لكلمات الله ان ربك فعال لما يريد

یعنی ان لوگوں نے ہمارے نشانوں کی تکذیب کی اور ان سے ٹھٹھا کیا سو خدا ان کے شرور کرنے کیلئے تیرے لئے کافی ہو گا اور انہیں یہ نشانیاں

دکھلائے گا کہ احمد بیگ کی بڑی لڑکی ایک جگہ بیاہی جائے گی اور خدا اس کو پھر تیری طرف واپس لائے گا یعنی آخر کار وہ تیرے نکاح میں آئے گی اور

خدا سب روکیں درمیان سے اٹھائے گا خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں۔ تیرا رب ایسا قادر ہے کہ جس کام کا وہ ارادہ کرے وہ اپنے نشانے کے مطابق ضرور

پورا کرتا ہے (اشتراک مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم صفحہ ۱۱۳)

اس الہام کی تشریح میں مرزا صاحب لکھتے ہیں

نفس پیش گوئی یعنی اس عورت کا اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ تقدیر بہرہم ہے جو کسی طرح ٹل نہیں سکتی کیونکہ اس کے لئے الہام الہی میں یہ فقرہ

موجود ہے کہ (لا تبديل لكلمات الله) یعنی میری یہ بات ہرگز نہ ٹلے گی پس اگر ٹل جائے تو خدا تعالیٰ کا کلام باطل ہو تا ہے (حوالہ مذکور)

اس الہام اور اس کی معقول تشریح سے جو امر ثابت ہوتا ہے محتاج بیان نہیں۔ نہ کسی تشریح کا محتاج نہ تاویل کا کیونکہ مضمون صاف ہے کہ یہ نکاح

ضرور ہو گا اور ضرور ہو گا۔

وَادْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝

اور اپنے رب کا نام جپا کر اور اسی سے جڑ اپنے رب کا نام جپا کر بڑی بات ہے کہ سب سے کٹ کر اسی سے جڑ جاتیرے منہ پر یہی جاری ہو
نداریم غیر از تو فریاد رس
توئی عاصیاں را خطا بخش و بس

اس تشریح اور تفصیل کے بعد گو کسی اندرونی یا بیرونی شہادت کی ضرورت نہیں تاہم ایک بیان مرزا صاحب کا ہم اور پیش کرتے ہیں۔ تاکہ کسی اپنے بیگانے کو مجال سخن نہ رہے۔ مرزا ۱۹۰۱ء کو عدالت گورد سپور میں ایک شہادت دینے کو پیش ہوئے تو عدالت میں آپ سے اس نکاح کی بابت سوال ہوا جس کے متعلق آپ کے الفاظ یہ ہیں

عورت اب تک زندہ ہے میرے نکاح میں ضرور آئے گی۔ امید کسی یقین کامل ہے یہ خدا کی باتیں ہیں ملتی نہیں ہو کر رہے گی (مرزا صاحب کی شہادت مندرجہ اخبار الحکم قادیان ۱۰ اگست ۱۹۰۱ء)

ان تصریحات کے بعد واقعہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب ساری عمر کو شش کرتے کرتے ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو انتقال کر گئے اور سماۃ مذکورہ آج (جنوری ۱۹۳۰ء) تک اپنے بال بچوں میں بخوشی و خوری قصبہ پٹی ضلع لاہور (پنجاب) میں زندہ موجود ہے یہ ہے مرزا صاحب کے الہامی غیب کی ایک مثال۔

دوسرا نمونہ

جون ۱۸۹۳ء میں مرزا صاحب کا امرتسر میں پادری عبداللہ آتھم عیسائی سے پندرہ روز تک مباحثہ ہوا تاہا اخیر مباحثہ کے مرزا صاحب نے اپنا ایک غیبی الہام سنایا جس کے الفاظ یہ ہیں

آج رات جو مجھ پر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تضرع اور اجتہاد سے جناب الہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا ایسا ہا ہے وہ انہی دونوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ میں ہادیہ میں گرایا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی۔ بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جب پیشگوئی ظہور میں آئے گی بعض اندھے سو جاگھ کئے جائیں گے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے (کتاب جنگ مقدس صفحہ ۱۸۸)

اس بات پر سب متفق ہیں کہ انسان کو خدا بنانے والا فریق یعنی پادری آتھم تھا کیونکہ اس کا مذہب یہ تھا کہ حضرت عیسیٰ معبود اور خدا کا بیٹا تھا۔ چنانچہ اسی مسئلہ پر اس کا مرزا صاحب کے ساتھ مباحثہ ہوا جو اس کے پادری آتھم پندرہ ماہ ہونے کی بجائے تقریباً دو سال زیادہ مدت لے کر مرزا کیونکہ اس الہامی پیشگوئی کے مطابق پادری آتھم کو ستمبر ۱۸۹۳ء تک مر جانا چاہئے تھا حالانکہ وہ جولائی ۱۸۹۶ء میں مرا چنانچہ اس بارے میں مرزا صاحب کے الفاظ یہ ہیں

چونکہ مسٹر عبداللہ آتھم صاحب ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروز پور فوت ہو گئے ہیں (کتاب انجام آتھم صفحہ ۱)

ان تصریحات اور واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ الہام غیب دان خدا کی طرف سے نہ تھا ورنہ غلط نہ ہوتا۔

اس طرح کے ان کے ادعائے الہام اور بہت سے ہیں ہم نے یہاں تک مرزا صاحب کے غیبی امور کو جانچا ان میں جتنے امور کی بابت انہوں نے ادعا کیا ہے ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں پایادہ سب یہاں درج نہیں ہو سکتے ہم نے ان کو ایک مستقل کتاب میں جمع کر کے ان پر مکمل بحث کی ہوئی ہے جس کا نام ہے الہامات مرزا۔

اطلاع : مرزا صاحب نے اس خاکسار کے حق میں بھی ایک غیبی خبر شائع کی تھی وہ صفحہ جلد ہذا پر درج ہے

اللهم ارنا الحق حقا والباطل باطلا

رَبِّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۝ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ

وہ مشرق مغرب کا پروردگار ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تو اسی کو حامی کار سمجھ اور جو کچھ یہ لوگ کہیں گے اس پر صبر کچھو

وَأَهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَبِينًا ۝

اور ان کو بڑی وضعداری سے نظر انداز کچھو

کیونکہ وہ مشرق مغرب کے باشندوں بلکہ سب اشیاء کا پروردگار ہے۔ اسی لئے اس کے سوا کوئی معبود نہیں پس تو اسی کو اپنا کار ساز حامی کار سمجھ تیرے منہ سے ہر وقت یہی نکلے

پہن تیرے سوا سارے سارے کمزور
سب اپنے لئے ہیں اور تو سب کیلئے
اس ساری تبلیغ پر مشرک لوگ تیرے مخالف ہوں گے اور برا بھلا کہیں گے جو جو کچھ یہ لوگ کہیں گے تو اس پر صبر کچھو اور ان کو
یعنی ان کو بیہودہ گوئی کو بڑی وضعداری سے نظر انداز کچھو۔

۱۔ یہ آیت قرآن کے توحیدی مضامین کی روح سے کیونکہ اس میں ایک ایسا امر ہے جو بہت امور کی بنا ہے انسان ہمیشہ اپنی ضروریات میں کسی کی مدد اور حمایت کو متلاشی ہوا کرتا ہے مشرکین میں در بدر مارے مارے پھرتے ہیں کہ کہیں کوئی مددگار حامی مل جائے قرآن پاک اس آیت میں خدا نے اپنے موافق بندوں کو اس سرگردانی سے بیکدش کرنے کو سب سے بڑا حامی مددگار بتلایا ہے کہ وہ اللہ جل شانہ ہے پس مسلمانوں کا مل الایمان اس حامی مددگار کو چھوڑ کر کسی بے جان یا جاندار زندہ یا مردہ کو کیوں حامی بنانے لگا۔ بلکہ اس کا قول یہی ہوگا

پناہ بلند پستی توئی ہمہ نیستہ آنچہ ہستی توئی

مسئلہ توحید :- سمجھانے کو ہم یہاں ایک مثال دیتے ہیں کم فہم آدمی بھی جس سے توحید کا مضمون خوب سمجھ جائے۔

مثلاً ایک مکان دو منزلہ ہے نیچے کی منزل میں نوکر لوگ رہتے ہیں اوپر کی منزل میں مالک رہتا ہے۔ اس لئے نیچے اور اوپر کے حصوں میں فرق ہوگا۔

یعنی نیچے کے حصے میں بے اجازت داخل ہونا منع نہ ہوگا مگر اوپر کے حصے میں منع ہوگا وغیرہ اسی طرح انسانی ضروریات کی قسم ہیں

(۱) پہلے وہ جن میں ایک انسان دوسرے کی مدد کر سکتا ہے بلکہ کرتا ہے جیسے کھانا کھانا پانی پلانا۔ کپڑا سی دینا کسی حاکم سے سفارش کر دینا وغیرہ ان امور میں اگر ایک حاجت مند انسان دوسرے سے مدد مانگے تو جائز ہے مثلاً کسی سے کہے مجھے پانی پلا دو میری سفارش کر دو مجھے فلاں چیز اور وغیرہ ایسے امور کی نسبت قرآن مجید کی صریح تعلیم ہے تعاون علی البر والتقوی (یعنی باہمی نیک کاموں میں مدد کیا کرو)

دوسرے وہ امور ہیں جو خدا نے محض اپنے قبضے میں رکھے ہیں۔ مثلاً (۱) اولاد دینا (۲) مرض میں شفا دینا (۳) رزق دینا (۴) موت و حیات دینا (۵) بارش کا اتارنا (۶) سبزیوں کا پیدا کرنا وغیرہ۔ یہ سب امور ایسے ہیں کہ قرآن مجید نے ان امور کو قبضہ خداوندی میں فرمایا ہے اور اللہ کے سوا کسی دوسرے کا ان میں تصرف جائز نہیں رکھا۔ اب ہر ایک دعویٰ کی دلیل پیش کی جاتی ہے سنئے ارشاد ہے۔

یہب لمن یشاء آنا ویہب لمن یشاء الذکور
راویز وجہم ذکرا نا واناا ویجعل من یشاء عقیما انه
علیم نذیر (پارہ ۲۵ رکوع ۶)

اس آیت کا مضمون بالکل صاف ہے کہ اولاد کا دینا خاص خدائی فعل ہے اس میں کسی دوسرے کو دخل نہیں۔

(۲) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا صدقہ قول قرآن مجید میں مذکور ہے جس میں ارشاد ہے۔

واذمرضت فہو یشفین
میں جب بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا عت بخشا ہے

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مرض میں شفا پیدا کر دینا خاص خدا کے اختیار میں ہے۔

وَدَّرْنِي وَالْمَكْدِبِينَ أُولِي النَّعْمَةِ وَمَهْلَهُمْ قَلِيلًا ۝ إِنَّا لَدَيْنَا أَنْكَالٌ وَ

اور خوشحالی مکذبین کو میرے حوالے کر کے تھوڑا سا وقت ان کو بہت دھم جو ہمارے مختلف اقسام کے عذاب میں مجملہ بنتی ہوئی

جَحِيمًا ۝ وَطَعَامًا ذَا غُصَّةٍ وَعَذَابًا أَلِيمًا ۝ يَوْمَ تَرْجُفُ الْأَرْضُ وَالْجِبَالُ

جہنم ہے اور گلا گھونٹنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے جس روز زمین اور پہاڑ ہل جائیں گے

اور مالدار خوش حال مکذبین کو میرے حوالے کر کے تھوڑا سا وقت ان کو مہلت دھم جو عنقریب دیکھ لیں گے اونٹ کسی کروٹ بیٹھتا ہے۔ ہم تجھے بتائے دیتے ہیں کہ ہمارے پاس مختلف قسم کے عذاب ہیں مجملہ بنتی ہوئی جہنم ہے اور گلا گھونٹنے والا کھانا اور دردناک عذاب ہے یہ کب؟ جس روز بھونچال سے زمین اور پہاڑ اپنی اپنی جگہ سے ہل جائیں گے

(۳) رزق کی وسعت اور تنگی کی بابت ارشاد ہے

اولم يروا ان الله يبسط الرزق لمن يشاء ويقدر ان في ذلك لآيات لقوم يوتنون (پارہ ۲۱ رکوع ۷)

کیا لوگ جانتے نہیں کہ اللہ ہی جسے چاہتا ہے رزق فراخ کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے بیشک اس امر میں مومنوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔

(۴) موت و حیات کی بابت صاف ارشاد ہے

وانه هو امات واحسى (پارہ ۲۰ رکوع ۶)

امن خلق السموات والارض وانزل لكم من السماء ماء فانبتنا به حدائق ذات بهجته ماكان لكم ان تنبوا شجرهءاء اله مع الله بل هم قوم يعدلون (پارہ ۲۰ رکوع ۱)

تحقیق خدا ہی سب کو زندگی بخشتا اور مارتا ہے یعنی سوا اللہ کے کس نے آسمان زمین بنائے اور کون تمہارے لئے اور سے پانی اتارتا ہے سب کچھ ہم (خدا) ہی کرتے ہیں پھر اس پانی کے ساتھ تمہارے لئے رونق دار باغ پیدا کرتے ہیں جو تم سارے مل کر بھی نہیں لگا سکتے کیا اللہ کے ساتھ کوئی معبود ہے کوئی نہیں مگر مشرک لوگ ٹیڑھے جاتے ہیں

یہ آیات اور ان جیسی اور بہت سے آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یہ کام قبضہ قدرت الہیہ میں ہیں کسی کو ان میں دخل نہیں پس ان امور میں خدا ہی سے مدد مانگی چاہئے اسی کے متعلق ارشاد ہے اياك نعبد و اياك نستعين یعنی خدا نے تعلیم دی ہے کہ اسے میرے بند تم کہا کرو۔ اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں

پس ان امور میں خدا کے سوا (زندہ ہو یا مردہ نبی ہو یا ولی صدیق یا شہید) کسی سے بھی مدد مانگنا یا امداد مانجنے کا خیال کرنا صریح شرک ہے۔ مثلاً ایک بیمار ہے وہ اپنے معالج سے تشخیص مرض میں امداد لے تو جائز ہے دوا ساز پو میں اپنے ساتھیوں سے مدد لے تو جائز ہے مگر شفا پیدا کرنے میں کسی پر نظر نہ رکھے۔ اسی طرح کسی شخص کو اولاد کی ضرورت ہے وہ نکاح کرے نکاح کرنے میں اپنے واقفوں سے مدد لے کوئی مرض مانع اولاد ہے تو طبیب سے علاج میں استمداد کرے مگر اولاد پیدا کرنے والا صرف خدا کو جانے اس فعل میں کسی پر نظر نہ رکھے یہب لمن يشاء انا ان الله

یہ ہیں اصول توحید جن کی بابت اس آیت میں ارشاد ہے۔ وتبتل اليه تبتيلا فاتخذه وكيلا

پس جو لوگ یہ شعر پڑھتے ہیں یا اس کے مضمون کے قائل ہیں

اللہ کے پہلے میں وحدت کے سوا کیا ہے جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لیں گے محمد سے

انہوں نے نہ اللہ جل شانہ کی معرفت حاصل کی نہ محمد (ﷺ) کو پہچانا ہے ماقدرو الله حق قدره اللهم اربا الحق حقا والباطل باطلا

وَكَانَتْ الْجِبَالُ كَثِيبًا مَّهِيلًا ۝ إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا

اور پہاڑ بھر بھرے ہو جائیں گے ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا جو تم پر نگران ہے جیسے

أَرْسَلْنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ رَسُولًا ۖ فَعَصَىٰ فِرْعَوْنُ الرَّسُولَ فَأَخَذْنَاهُ أَخْدًا وَبِيْلًا ۝

ہم نے فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا پھر فرعون نے اس رسول کی بے فرمانی کی تو ہم خدا نے اس کو بری طرح پکڑا

فَكَيْفَ تَتَّقُونَ إِن كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ۖ السَّمَاءُ مُنْفَطِرٌ

پس اگر تم لوگ منکر ہی رہے تو اس دن سے کیسے بچ سکو گے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا آسمان اس روز پھٹ جائے

بِهِمْ ۖ كَانَ وَعْدُهُ مَفْعُولًا ۝ إِنَّ هَذِهِ تَذَكِرَةٌ ۖ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝

یہ اس کا وعدہ کیا ہوا ہے بے شک یہ آیات نصیحت ہیں پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف جانے کی راہ اختیار کرے

إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثِي اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ وَثُلُثَهُ وَطَائِفَةٌ

تیرا پروردگار خوب جانتا ہے کہ تو کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی نصف کے لگ بھگ اور کبھی ثلث شب کے قریب عبادت میں لگا رہتا ہے۔ ساتھ ساتھ

مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ ۖ وَاللَّهُ يَقْدَرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۖ عَلِمَ أَنْ لَنْ تُحْصَوْهُ فَتَابَ

مومنین کی ایک جماعت بھی عبادت میں مشغول رہتی ہے اور خدا کورات اور دن کا اندازہ خوب معلوم ہے اسے معلوم ہے کہ تم لوگ ہرگز اس کو نباہ نہیں سکو گے تو اس نے تم پر اپنے

عَلَيْكُمْ فَأَقْرُبُوا مَا تَيْسَّرُ مِنَ الْقُرْآنِ ۖ

کی ہے پس جس قدر قرآن پڑھنا تمہیں آسان ہو پڑھا کرو

اور بڑے بڑے پہاڑ بھر بھرے ہو جائیں گے۔ اس روز سب لوگ اپنے اعمال کے بدلے پائیں گے۔ اے مکہ کے لوگو اسی بات

کے سمجھانے کو ہم نے تمہاری طرف رسول (ﷺ) بھیجا جو تم پر نگران ہے۔ تمہارے اعمال کا سیاسی طور پر محاسبہ کرے گا ہمارا

یہ فعل (ارسال رسول) نیا نہیں بلکہ ہم نے اسی طرح بھیجا ہے جیسے پہلے ہم نے فرعون کی طرف حضرت موسیٰ کو رسول بنا کر

بھیجا تھا۔ جس نے فرعون کو توحید الوہیت اور اتباع رسالت واضح الفاظ میں تبلیغ کر دیئے پھر بھی فرعون نے اس صادق رسول

موسیٰ علیہ السلام کی بے فرمانی کی تو ہم خدا نے اسکو بری طرح پکڑا ایسا پکڑا کہ اس کو اور اس کے تمام ساتھیوں کو پانی میں ڈبو دیا

پس اس کا انجام دیکھو اور سوچو کہ اگر تم لوگ بھی اس رسول کی اطاعت سے منکر ہی رہے تو اس دن کی تکلیف سے کیسے بچ سکو

گے جو بوجہ اپنی دارزی اور بسبب اپنی مصائب کے بچوں کو بوڑھا کر دے گا۔ آسمان اس روز پھٹ جائیگا زمین برباد ہو جائے گی

کوئی چیز زندہ نظر نہ آئے گی یہ اس خدا کا وعدہ صرف لفظی نہیں بلکہ کیا ہوا ہے اس میں کسی قسم کا التوا یا محابثات نہ ہو گا بیشک یہ

آیات قرآنیہ جو تم لوگوں کو سنائی گئی ہیں نصیحت ہیں پس جو چاہے اپنے رب کی طرف جانے کی راہ اختیار کرے جیسا کہ اے

رسول تو نے خدا کی رضا جوئی کا راستہ اختیار کر رکھا ہے کہ طاقت سے بھی زیادہ عبادت کرتا ہے تیرا پروردگار خوب جانتا ہے کہ

تو کبھی دو تہائی رات کے قریب اور کبھی نصف کے لگ بھگ اور کبھی ثلث شب کے قریب عبادت میں لگا رہتا ہے اور تیرے

ساتھیوں میں سے مومنین کی ایک جماعت بھی عبادت میں مشغول رہتی ہے تیرا اور ان کا اخلاص نمایاں ہے کیونکہ رات کے

وقت وہی شخص عبادت کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دلی تعلق رکھتا ہو اور خدا کورات اور دن کا اندازہ خوب معلوم ہے اس علم

کی بنا پر وہ بتاتا ہے کہ تم ایسا کرتے ہو اسی علم کلی سے اسے معلوم ہے کہ تم لوگ ہرگز اس کو نباہ نہیں سکو گے تو اس نے تم پر

نظر عنایت کی ہے پس جس قدر قرآن پڑھنا تمہیں آسان ہو پڑھا کرو۔

عَلِمَ أَنْ سَيَكُونُ مِنْكُمْ مَرْضَةٌ ۚ وَأَخْرُونَ يُصْرَبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ

خدا کو معلوم ہے کہ تم میں بعض لوگ بیمار ہوں گے اور کئی ایک ملک میں سفر کریں گے اللہ کا فضل

فَضْلِ اللَّهِ ۚ وَأَخْرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَاقْرَأْ مَا تَبَسَّرَ مِنْهُ ۚ وَأَقِيمُوا

تلاش کریں گے اور کئی لوگ ایسے ہوں گے جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے پس جتنا قرآن پڑھنا تم کو آسان ہو اتنا پڑھا لیا کرو اور

الصَّلَاةَ وَأَتُوا الزَّكَاةَ وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا ۚ وَمَا تُقَدِّمُوا لِأَنْفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ

نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کو قرض حسنہ دیا کرو اور جو بھی نیک کام آگے بھیجو گے اس

تَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرًا وَأَعْظَمَ أَجْرًا ۚ وَاسْتَغْفِرُوا لِلَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

کو اللہ کے نزدیک بہتر اور اچھے اجر کی صورت میں پاؤ گے اور اللہ سے بخشش مانگا کرو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے

سورت مدثر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بخشنے والا مہربان ہے

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۚ قُمْ فَأَنْذِرْ ۚ وَرَبِّكَ فَكَبِيرٌ ۝

اے لباسِ نبوت اڑھنے والے اٹھ اور عذاب سے ڈرا اپنے رب کی بڑائی بیان کر

یعنی بوقتِ شب نماز تہجد جتنی آسانی سے پڑھ سکو پڑھا کر اور بے حد تکلیف نہ اٹھایا کرو خدا کو معلوم ہے کہ تم میں بعض لوگ

بیمار ہو گئے اور کئی ایک ملک میں سفر کریں گے جس میں وہ بذریعہ تجارت اللہ کا فضل تلاش کریں گے جو بالکل جائز بلکہ مستحسن

فعل ہے اور کئی لوگ ایسے ہوں گے جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے پس یہ وجوہات ہیں جن سے تم کو نرم حکم دیا جاتا ہے کہ جتنا

کچھ قرآن پڑھنا تم کو آسان ہو اتنا پڑھا لیا کرو بہت زیادہ بوجھ اپنے نفس پر نہ ڈالو اور مفروضہ نماز پڑھتے رہو اور مال کا فریضہ زکوٰۃ

ادا کرتے رہو اور دے سکو تو اللہ کے بندوں میں سے حاجتمندوں کو بلا سود قرض حسنہ دیا کرو اور ان مذکورہ مواقع کے علاوہ بھی

نیک کام میں خرچ کیا کرو کیونکہ جو بھی تم لوگ اپنے لئے نیک کام اپنے اعمال نامہ میں لکھو اگر آگے بھیجو گے اس کو اللہ کے

نزدیک بہتر اور اچھے اجر کی صورت میں پاؤ گے اور اس کے پانے سے تم لوگ خوش ہو گے اس بدنی اور مالی عبادت کے علاوہ ایک

وسیع الذیل کام سنو جو کسی وقت بھی ختم نہ ہو یا ختم نہ ہونے پائے وہ یہ کہ اللہ سے □ مانگا کرو بیشک اللہ گناہوں کا بخشنے والا

مہربان ہے اس کی رحمت سے کسی حال میں ناامید نہ ہونا چاہیے۔

سورت مدثر

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے لباسِ نبوت اڑھنے والے محمد رسول اللہ ﷺ کا نام لے کر اٹھ اور لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرا اور اپنے رب کی

بڑائی بیان کر یعنی چلتے پھرتے اللہ اکبر کہا کر

۱۔ سورہ مزمل اور مدثر کی بابت مفسرین میں اختلاف ہے کہ پہلے کون اتری بعض علماء مدثر کو پہلے کہتے ہیں۔ ہم نے مزمل کو تقدم کے لحاظ سے

مقدم ہی سمجھا ہے اور مدثر کے جو معنی کہ ہیں تفسیر کبیر میں لکھے ہیں۔

وَمَا يَكْفُرُكَ فَطَهَّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝ وَلَا تَمَنَّ أَنْ تَمُنَّ تَسْتَكْثِرُ ۝ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝

اور اپنے دل کو پاک رکھ شرک کی نجاست دل سے دور رکھ اور اس نیت سے احسان نہ کیا کر کہ اس سے زیادہ حاصل کرے اپنے رب کے لئے صبر کریو
فَإِذَا نَقَرَ فِي النَّاقُورِ ۝ فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۝ عَلَى الْكَافِرِينَ غَيْرُ يَسِيرٍ ۝

جب سور پھونکا جائے گا وہ دن بڑا سخت ہوگا کافروں پر آسان نہ ہوگا
ذُرِّي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ۝ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا ۝ وَبَيْنَ يَدَيْهِ

جس جس انسان کو میں نے پیدا کیا ہے ان کو میرے حوالے کر میں نے اس کو بہت بہت مال دیا ہے اور بیٹے مستعد
شُهُودًا ۝ وَمَهَّدْتُ لَهُ تَمْهِيدًا ۝ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ۝ كَلَّا إِنَّهُ كَانَ

حاضر ہونے اور ہر طرح کا سامان بھی دیا ہے پھر بھی وہ امید رکھتا ہے کہ میں اس کو زیادہ دوں گا ہرگز نہیں ہمارے احکام
لَايَتِنَا عَنِيدًا ۝ سَاهِقُهُ صَعُودًا ۝ إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝ فَقَتَلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝

کا مخالف ہے ہم اس کو سخت عذاب میں مبتلا کریں گے اس کے گلہ کیا اور غور کیا اس پر پھنکار ہو اس نے کیا غور کیا
اور اپنے کپڑے اور دل کو پاک صاف رکھ یعنی شرک کفر سو اخلاق وغیرہ کی نجاست دل سے دور رکھ اور کسی انسان پر اس نیت

سے احسان نہ کیا کر کہ اس سے زیادہ حاصل کرے ایسا کرنا بخیلو اور کنبوسوں کا کام ہے اور تبلیغ حق کرنے میں جو تکلیف پہنچے اپنے
رب کی رضا جوئی کے لیے یہ مذہبی اور اخلاقی سبق یاد کر کے اس پر صبر کریو۔ اعتقادی بات سنبوجب صور میں پھونکا جائے گا یعنی

جس روز قیامت قائم ہوگی وہ دن بڑا سخت ہوگا کافروں پر کسی طرح سے آسان نہ ہوگا۔ اور اگر منکرین فساد پر آمادہ ہوں تو دل
میں غمگین نہ ہو جو بلکہ دل میں یہ یقین رکھو کہ یہ سب میرے خدا کی مخلوق ہیں اور جس جس انسان کو میں نے پیدا کیا ہے یعنی

کل مخلوق خدا ان کو میرے حوالے کریو یعنی ایسے مخالفوں کی نسبت فکر نہ کیجو میں ان کو سنبھال لوں گا کیونکہ میں نے اس کو پیدا کیا
ہے اور اس کو بہت بہت مال دیا ہے اور بیٹے جوان جوان ہمہ تن مستعد حاضر خدمت دیئے۔ اور ہر طرح کا سامان بھی دیا ہے پھر

بھی وہ میری نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے اور امید رکھتا ہے کہ اس ناشکری پر بھی میں (خدا) اس کو زیادہ دوں گا؟ ہرگز نہیں۔
کیونکہ وہ ہمارے احکام کا مخالف ہے ہم اس کو بجائے ترقی دینے کے سخت عذاب میں مبتلا کریں گے وجہ یہ کہ بالضرور اس نے
فکر کیا اور غور کیا اس پر پھنکار ہو اس نے کیسا غلط غور کیا۔

شان نزول

ایک شخص ولید بن مغیرہ نے آنحضرت ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن شریف سن کر قرآن کی تعریف کی تو قریش نے اس کو گھبرایا کہ تو نے یہ
کیا غضب کیا۔ آخر اس پر جبر کر کے اسکی رائے تبدیل کرائی تھوڑا تامل کر کے اس نے کہا کہ محمد شاعر نہیں مجبوں نہیں ہیں تو جادو گر ہے اور یہ

قرآن اس کا جادو ہے اس کے جادو گر ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ وہ باپ بیٹے میں بیوی خاندان میں جدائی کر دیتا ہے اس کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی
ل۔ عرب کے شعراء ثیاب سے مراد دل لیا کرتے ہیں امراء لقصص کتاب ہے وان كنت قد ساءتک منی خلیقتہ فسلی ثیابی من ثیابک

تسلی اس شعر میں ثیاب سے مراد دل ہے یہاں مناسب یہی ہے کیونکہ کپڑوں کا پاک رکھنا صحت الصلوٰۃ کے لیے ضروری ہے مگر دل کا پاک صاف
رکھنا ہر حال میں لازمی ہے حدیث شریف میں وارد ہے ان فی الجسد مضغته اذا صلحت صلح الجسد کله واذا افسدت فدا الجسد و

کله الاھی القلب یعنی انسان کے جسم میں ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ
جاتا ہے سو وہ دل ہے۔ اللھم اصلح قلبی وقلب کل ناظر

ثُمَّ قِيلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۚ ثُمَّ نَظَرَ ۚ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۚ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۚ

پھر اس پر پھنکارا ہوا اس نے کیسا غور اور فکر کیا پھر تیوری چڑھائی اور منہ بسور پھر پیٹھ پھیر گیا اور تکبر کیا

فَقَالَ إِنَّ هَذَا إِلَّا سِحْرٌ يُوشِرُ ۚ إِنَّ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۚ سَأُصْلِيهِ سَقَرَ ۚ

آخر کہا تو یہ کہا کہ یہ قرآن محض جادو ہے جو پہلے لوگوں سے نقل چلا آیا ہے یہ محض آدمی کا کلام ہے میں اس کو جہنم میں داخل کروں گا

وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرٌ ۚ لَا تُبْقَى وَلَا تُدْرِكُ ۚ لَوْ أَحَاطَ لِلْبَشَرِ ۚ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۚ

تجھے کیا معلوم وہ جہنم کیا ہے نہ باقی رکھے گی نہ چھوڑے گی چہرہ کو جلا دے گی اس پر انیس فرشتے مقرر ہیں

وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً ۚ وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِلَّذِينَ

ہم نے جہنم کے محافظ فرشتے ہی بنائے ہیں اور ہم نے ان کی گنتی اتنی مقرر کی ہے تاکہ منکروں کے لئے

كَفَرُوا ۚ لَيْسَ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَيَزِدَّ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا وَلَا يَرْتَابَ

پریشانی ہو اور اہل کتاب اس بات پر یقین کریں اور ایماندار میں ترقی کریں اور اہل کتاب

الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ ۚ وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْكَافِرُونَ

اور مسلمان کسی قسم کا شک نہ کریں اور جن لوگوں کے دلوں میں خضف سے اور جو اور کافر ہیں

مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا ۚ كَذَلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ مَن يَشَاءُ وَيَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ

وہ کہیں گے کہ یہ بات بتانے میں خدا کی کیا غرض ہے اسی طرح کداجس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے

وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ

اور تیرے رب کی فوج کو خود وہی جانتا ہے

پھر اس پر پھنکارا ہوا اس نے کیسا غور اور فکر کیا پھر تیوری چڑھائی اور منہ بسور پھر پیٹھ پھیر گیا اور تکبر کیا تو آخر کار کہا تو کہا کہ یہ

قرآن محض جادو ہے جو پہلے لوگوں سے بطور افسانوں کے نقل چلا آیا ہے کجنت بد نصیب نے یہ بھی کہا کہ یہ قرآن محض آدمی کا

کلام ہے جو اس کے جی میں ہے کہہ لے میں (خدا) اس کو جہنم میں داخل کروں گا اسے مخاطب تجھے کیا معلوم وہ جہنم کیا ہے وہ ایسی

گرم آگ ہے کہ جان و جسم کا کوئی حصہ نہ باقی رکھے گی نہ کچھ چھوڑے گی۔ چہرہ کو جلا دے گی اس پر انیس فرشتے مقرر ہیں جو اس

میں ڈالے ہوئے مجرموں کی نگرانی کرتے ہیں۔ فرشتوں کا نام سن کر تم ان حیران نہ ہو کیونکہ ہم نے جہنم کے محافظ فرشتے ہی

بنائے ہیں اور کسی کا یہ کام نہیں اور ہم نے ان کی گنتی اتنی تھوڑی مقرر کی ہے اور بتائی بھی تھوڑی ہے تاکہ منکروں کے لیے

پریشانی ہو وہ اپنے زعم میں اس مقدار کو اتنا کم جانتے ہیں کہ ان پر ہنستے ہیں اور اہل کتاب اس بات پر یقین کریں کیونکہ وہ فرشتوں

کی قوت کو جانتے ہیں اور ایماندار مسلمان لوگ ایمان میں ترقی کریں اور اہل کتاب اس بات پر یقین کریں کیونکہ وہ فرشتوں کی

قوت کو جانتے ہیں اور ایماندار مسلمان لوگ ایمان میں ترقی کریں اور اہل کتاب اور مسلمان کسی قسم کا شک نہ کریں کیونکہ وہ جانتے

ہیں کہ فرشتوں میں قوت روحانی ہے اور اس مقدار بتانے کا یہ بھی نتیجہ ہو کہ جن لوگوں کے دلوں میں باوجود ادعائے ایمان کے

ضعف اور اغراض دنیاویہ کی بیماری ہے اور جو صریح کافر اور منکر اسلام ہیں وہ کہیں گے کہ یہ بات بتانے میں خدا کی کیا غرض ہے

اتنے میں فرشتے ہوں گے ان کے نزدیک یہ تعداد کوئی کمات ہے حقیقت نہیں۔ اس طرح خدا جس کو چاہتا ہے سیدھی بات

سمجھنے سے گمراہ کر دیتا ہے ان کی پہچان یہ ہے کہ وہ کلام الہی کو صحیح معنی میں سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے نہ سمجھنا چاہتے ہیں اور

اپنے فضل و کرم سے جسکو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور اصل بات یہ ہے کہ تیرے رب کی فوج اسباب عذاب کو خود وہی جانتا ہے

وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْبَشْرِ ۝ كَلَّا وَالْقَمَرِ ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا أَدْبَرَ ۝ وَالصُّبْحِ إِذَا أَسْفَرَ ۝

اور وہ انسانوں کے لئے صرف نصیحت ہے سوچ بچ ہمیں چاند کی قسم ہے اور رات کی قسم ہے جب جانے لگے اور صبح کی قسم ہے جب روشن ہو

إِنهَا لِأَحَدِكُمُ الْكَبِيرِ ۝ نَذِيرًا لِلْبَشْرِ ۝ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ۝

بے شک وہ جہنم بہت بڑی نشانی ہے انسانوں کو ڈرانے والی کاس کر ان لوگوں کو جو آگے بڑھنا یا پیچھے ہٹنا چاہیں

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۝ إِلَّا أَصْحَابُ الْيَمِينِ ۝ فِي جَنَّتِ ۝ يُكْسَاءُ لُونٌ ۝

ہر آدمی اپنے اعمال میں گرو ہوگا لیکن دائیں ہاتھ والے باغوں میں ہوں گے آپس میں ایک دوسرے کو

عَنِ الْمُجْرِمِينَ ۝ مَا سَأَلَكُمْ فِي سَقَرٍ ۝ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمَصْلِينَ ۝ وَ

مجرموں کی بابت پوچھیں گے کہ تم دوزخ میں کس وجہ سے داخل ہوئے وہ کہیں گے ہم نماز ادا نہ کرتے تھے اور

مجرم لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم اکڑیں گے یا ہم بھاگ جائیں گے ان کو خبر نہیں کہ ان کے اجسام کی ہڈی بوٹی بلکہ بال بال بھی خدا کی

فوج ہے وہ جس بال کو جس ہڈی کو حکم دے وہی عذاب قائم کر دے۔ پھر یہ دوزخ کے فرشتوں کی تعداد سکر کیوں بخول کرتے

ہیں وہ تو ایک انتظامی صورت ہے حقیقت تو یہ ہے کہ ہر چیز اسکی سپاہی ہے اور وہ جہنم یعنی اسکا ذکر اذکار انسانوں کے لئے صرف

نصیحت ہے اور بس سوچ بچ ہمیں چاند کی قسم ہے اور رات کی قسم ہے جب جانے لگے اور صبح کی قسم ہے جب روشن ہو بیشک وہ

جہنم بہت بڑی نشانی ہے کل انسانوں کو ڈرانے والی ہے خاص کر ان لوگوں کو جو نیک کام میں آگے بڑھنا یا بخوف عذاب

برے کام سے پیچھے ہٹنا چاہیں کیونکہ ڈرانا ایسے ہی لوگوں کو مفید ہوتا ہے دوسرے لوگ سن لیتے ہیں مگر ان کی کج روی کی وجہ

سے ان کو اثر نہیں ہوتا۔ قیامت کا ڈر اس وجہ سے مفید ہے کہ اس میں اعمال کے نتائج بھگتتے ہوئے کیونکہ اس روز ہر آدمی اپنے

کئے اعمال پھنسا ہوا مثل گرد کے ہوگا۔ جب تک وہ سزا نہ بھگت لے چھوٹے گا نہیں لیکن دائیں ہاتھ والے ایمان دار لوگ یعنی

جن کو ایمان کی وجہ سے اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا وہ اس حال میں نہ ہوں گے بلکہ آرام کے باغوں میں ہوں گے وہاں رہ کر

وہ بذات خود آرام پائیں گے اس آرام کی حالت میں آپس میں ایک دوسرے کو مجرموں کی بابت پوچھیں گے کہ وہ کہاں گئے

یہاں وہ نظر کیوں نہیں آتے آخر ملائکہ کے بتانے سے ان کو پہچان لیں گے ان مجرموں کو مخاطب کر کے دریافت کریں گے کہ

اے لوگو تم تو بڑے ذہین ذکی معلوم ہوتے ہو پھر تم یہاں دوزخ میں کسی وجہ سے داخل ہوئے کیا تمہاری عقل پر فتور آگیا تھا

کہ تم نے اپنے انجام بد کا خیال نہ کیا وہ جواب میں کہیں گے کہ میاں چھپانے کی کوئی بات نہیں نہ انکار کی وجہ سے سب سے

پہلے کہ یہ ہم نماز وغیرہ واجبہ ضروریہ ادا نہ کرتے تھے

۱۔ المصلین کے معنی میں نماز ہی کا ذکر ہے مگر ہم نے عام کر دیا کیونکہ شریعت اسلام میں نماز کے سوا اور احکام بھی فرض ہیں چونکہ نماز سب سے

مقدم ہے اس لیے اہم اس کو ذکر کیا۔

ہاں اس سے بڑا خطرناک امر ثابت ہوتا ہے کہ ترک نماز اتنا جرم ہے کہ باعث دخول نار ہے جیسے تھذیب یوم الدین موجب عذاب ہے پس جو لوگ

مسلمان کھلا کر ترک نماز کے عادی ہیں ان کو اس آیت سے عبرت حاصل کرنی چاہیے کسی اہل دل نے خوب کہا ہے

بے نمازوں کیا غضب کرتے ہو تم حق تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہو تم

کچھ نہ اپنے رب کی تم نے یاد کی عمر اپنی مفت میں برباد کی

سر جھکا کاہل نہ ہو اٹھ تو کسی بندہ ہونے کی علامت ہے یہی

لَمْ نَكُ نَطْعِمُ الْمُسْكِينِ ۖ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ۖ وَكُنَّا نُكَذِّبُ

ہم مساکین کو کھانا کھلاتے تھے اور کاموں میں لگے رہتے تھے اور یوم الجزاء

إِیَوْمَ الدِّینِ ۖ حَتَّىٰ آتَيْنَا الْیَقِینَ ۖ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّفِیعِینَ ۖ فَمَا

کا انکار کرتے رہے یہاں تک کہ ہمیں اس کا یقین ہو گیا پس کسی سفارشی کی سفارش بھی ان کو مفید نہ ہوگی بھلا

لَهُمْ عَنِ التَّذْکِرَةِ مُعْرِضِینَ ۖ کَاثَمَ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ۖ فَزَتْ مِنْ قُسُورٍ ۖ

ان لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ نصیحت کی بات سے منہ پھیر رہے ہیں ایسے کہ گویا یہ لوگ وحشی گدھے ہیں جو شیر سے بھاگتے ہوں

بَلْ یُرِیدُ کُلُّ أَمْرِئٍ مِّنْهُمْ أَنْ یُوْتِیَ صُحُفًا مُّنْشَرَّةً ۖ کَلَّا بَلْ لَا یَعَا فُونَ

ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ ایماننامہ کھلا اس کو مل جائے ہرگز نہیں بچہ یہ تو آخرت سے

الْآخِرَةِ ۖ کَلَّا إِنَّهُ تَذْکِرَةٌ ۖ فَمَنْ شَاءَ ذَکَّرَهُ ۖ وَمَا یَذْکُرُونَ إِلَّا أَنْ یَشَاءَ

مطلقات ڈرتے نہیں بے سک وہ نصیحت کی بات ہے جو چاہے اس سے نصیحت پائے یہ لوگ مشیت الہی کے بغیر نصیحت نہیں

اللَّهُ هُوَ أَهْلُ التَّقْوَىٰ وَأَهْلُ الْمَعْفَرَةِ ۖ

پاسکتے وہ اس لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور وہ اس لائق ہے کہ بخشے

اور دوسری بات یہ ہے کہ ہم ایسے بخیل تھے کہ غربا کو کھانا نہ کھلاتے تھے اور تیسری بات یہ کہ ہم بے ہودہ غیر مفید کاموں میں لگے رہتے تھے جو تھی بات جو سب کی جڑ اور سب سے زیادہ خراب تھی یہ کہ ہم یوم الجزاء کا انکار کرتے رہے یہاں تک کہ ہمیں موت کی وجہ سے اس کا یقین ہو گیا یہ ہیں ہمارے افعال قبیحہ جن کی وجہ سے ہم تجھوں کا یہاں داخلہ ہوا یہ ان کو جرم ہیں جن کا خود ان کا اعتراف ہے پس ان کے اپنے اعمال صالحہ تو ہوئے ہی نہیں لہذا کسی سفارشی کی سفارش بھی ان کو مفید نہ ہوگی بلکہ اسی حالت میں رہیں گے جس میں تم اہل جنت ان کو دیکھ رہے ہو وہ تو اپنی بھگتیں گے بھلا ان موجودہ لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ نصیحت کی بات قرآن شریف سے منہ پھیر رہے ہیں ایسے کہ گویا یہ لوگ وحشی گدھے ہیں جو جنگل میں رہنے کی باعث آدمیوں سے نفرت اور وحشت کیا کرتے ہیں خاص کر ایسے گدھے جو شیر سے بھاگتے ہوں کسی مجلس میں کوئی تقریر سنیں گے جو نئی یہ معلوم ہو جائے کہ قرآن مجید کی تقریر ہے تو بس فوراً پیر سر پر رکھ کر بھاگ جاتے ہیں ہاں ان میں سے ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ ایماننامہ کھلا اس کو مل جائے یعنی اگر کوئی کہے کہ ہر قسم کے اعمال لکھے جاتے ہیں تو بطور طنز کے کہہ دیتے ہیں اچھا بھئے لاؤ جو جو کام ہم نے کئے ہیں ہمارا ایماننامہ ہم کو دیدو ہم دیکھ لیں گے یہ کہنا بھی محض ایک محول اور طنز کے طور پر ہے اصلیت اس میں ہرگز نہیں بلکہ یہ تو آخرت سے مطلقاً ڈرتے ہی نہیں ڈرتے ہوں تو قرآن مجید پر غور کریں بیشک وہ قرآن شریف نصیحت کی بات ہے جو چاہے اس سے نصیحت پائے اور جو چاہے روگردانی کرے جو روگردانی کرے گا وہ اپنا کچھ کھوئے گا کسی کا کچھ نہ بگاڑے گا مگر بات یہ ہے کہ یہ لوگ مشیت اور حکم الہی کے بغیر نصیحت نہیں پاسکتے جو طریق ہدایت کا اس نے مقرر کیا ہوا ہے اسی طریق سے ہدایت ملے گی اس پر چلنے والوں کو وہ توفیق دیتا ہے اور جو اس راہ سے ہٹ جائیں انہیں بد نصیب کر دیتا ہے وہ اس لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور اس لائق ہے کہ ڈرنے والوں کو بخشے۔

اللهم ات نفسي تقوى ها و زكها انت خير من زكها انت واليها ومولها

سورت قیامتہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے

لَا اُقْسِمُ بِیَوْمِ الْقِیَامَةِ ۙ وَلَا اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللّٰوَاْمَةِ ۙ اَیْحَسِبُ الْاِنْسَانُ اَنْ

قسم ہے روز قیامت کی اور قسم ہے ملامت کرنے والے نفس کی وعدہ سچا ہے کیا انسان سمجھتا ہے کہ ہم اس کی

تَجْمَعُ عِظَامَهُ ۙ بَلٰی قٰلِدِیْنِ عَلٰی اَنْ تُسَوِّیَ بَنَانَهُ ۙ بَلْ یُرِیْدُ الْاِنْسَانُ

ہٹایا بیچ نہ کریں گے بے شک ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس کے ہر پورے کو برابر کر دیں بلکہ انسان یہی چاہتا ہے کہ آئندہ

لَیْفَجُرَ اِمَامَهُ ۙ یَسْئَلُ اٰیَانَ یَوْمِ الْقِیَامَةِ ۙ فَاِذَا بَرِقَ الْبَصْرُ ۙ وَخَسَفَ

بدکاری ہی کرتا آجائے پوچھتا ہے قیامت کا دن کب ہوگا جب آنکھیں پتھرا جائیں گی اور چاند بے نور ہو

الْقَمَرُ ۙ وَجَمِیعَ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ ۙ یَقُوْلُ الْاِنْسَانُ یَوْمَئِذٍ اَیْنَ الْمَفْرُ ۙ کَلَّا

جائے گا اور سورج اور چاند ایک جگہ جمع کردئے جائیں گے اس روز انسان کے گاب کدھر کو بھاگوں ہرگز

لَا وِزْرٌ ۙ لّٰی رَتَبَکَ یَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ۙ

نہیں چناہ نہیں اس روز تمہارے رب کے پاس ہی ٹھکانہ ہوگا

سورت قیامتہ

قسم ہے روز قیامت کی اور قسم ہے گناہ پر ملامت کرنے والے نفس کی جو خدا کی بے فرمانی پر فاعل کو شرمندہ کرتا ہے ایسا نفس

مومن کا ہے اسلئے اسکی قسم کھا کر ہم بتاتے ہیں کہ ہمارا وعدہ سچا ہے نیک و بد اعمال کا بدلہ ملتا ہے ملے گا اور ضرور ملے گا کیا منکر

انسان سمجھتا ہے کہ ہم (خدا) اس کے مرنے کے بعد اس کی ہڈیاں جمع نہ کریں گے بیشک کریں گے کیونکہ اس بات پر قادر ہیں

کہ اس کے ہر پورے کو برابر کر دیں یعنی مرنے سے پہلے جہاں کوئی پورا تھا اور بعد مرنے کے وہاں سے وہ بدل گیا قیامت کے

روز ہم ان سارے پوروں کو یکجا ٹھیک کر دیں گے ان لوگوں کی بد عملی نقطہ انکار نہیں بلکہ یہ منکر انسان یہی چاہتا ہے کہ اپنی عمر

کے آئندہ کے حصے میں بدکاری ہی کرتا جائے ہمیشہ رنگ رلیاں کرے کوئی اسے نہ پوچھے چنانچہ اسی خیال میں اس کے منہ سے

یہ نکل جاتا ہے

یا رب انعمیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

یا رب انعمیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

یا رب انعمیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

یا رب انعمیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

یا رب انعمیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

ٹھکانہ ہوگا۔

يُنَبِّئُوا الْإِنْسَانَ يَوْمَئِذٍ بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ۚ بَلِ الْإِنْسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ۚ

اس روز انسان کو پہلے کئے ہوئے اعمال اور پچھے چھوڑے ہوئے کاموں کی خبر دی جائے گی بلکہ انسان اپنے حال پر پورا واقف ہے

وَكُوِّلِيَ مَعَادِزِيرَهُ ۚ لَا تَحْمِلُكَ بِهِ لِسَانُكَ لِتَجْمَلَ بِهِ ۚ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَ

جاہے گئی تجھیں کرے تم اس کے ساتھ اپنی زبان نہ ہلایا کرو تاکہ اسے جلدی یاد کرو اس کا جمع کر دیا اور اس کو پڑھا دینا

قُرْآنَهُ ۚ فَإِذَا قَرَأَهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ ۚ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ ۚ كَلَّا بَلْ تُحِبُّونَ

ہمارے ذمے ہے پس جب ہم پڑھیں تو اس کی قرأت کی پیروی کیا کرو پھر بیان کر دینا ہمارے ذمے ہے یقیناً تم لوگ جلدی کا فائدہ پسند

الْعَاجِلَةَ ۚ وَتَذُدُّونَ الْآخِرَةَ ۚ وَجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۚ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۚ

کرتے ہو اور آخرت کو پس پشت ڈالتے ہیں بہت سے منہ اس روز اپنے رب کی طرف تاکئے ہوئے تروتازہ: بول کے

وَوُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ ۚ تَظُنُّ أَنْ يُفْعَلَ بِهَا فَاقِرَةٌ ۚ كَلَّا إِذَا بَلَغَتِ الشَّرَاقِيَ ۚ

اور کئی منہ اس روز برسے بن رہے ہوں گے وہ سمجھتے ہوں گے کہ ان کے ساتھ بڑی سختی کی جائے ذالی ہے ہرگز مناسب نہیں جب روح نہیں تک پہنچتی ہے

وَقِيلَ مَنْ رَاقٍ ۚ وَظَنَّ أَنَّهُ الْفِرَاقُ ۚ وَالْتَمَتِ السَّائِقُ بِالسَّائِقِ ۚ

کہا جاتا ہے دم جھاننے والا کوئی ہے اور وہ خود جانتا ہے کہ یہ وقت جدائی کا ہے اور پھٹی پھٹی سے لڑکھڑاتی ہے

یعنی جس کو وہ پناہ دے گا اس کو پناہ ہوگی جس کو وہ امن دے گا اس کو کہیں بھی امن نہ ملے گا اس روز اس منکر انسان کو اس کی

زندگی میں پہلے کئے ہوئے اعمال اور بعد زندگی کے بطور استمرا پیچھے چھوڑے ہوئے کاموں کی پوری پوری خبر دی جائیگی۔ ایسی

کہ کسی طرح انکار نہ کر سکے گا بلکہ اصل بات تو یہ ہے کہ اب بھی یہ منکر انسان اپنے حال پر پورا پورا واقف ہے اپنے عیب صواب

خوب جانتا ہے چاہے کتنے ہی حیلے بہانے جھتیں کرے مگر دل اس کا مانتا ہے کہ میں ایسے کام کرتا ہوں کہ اگر جزا سزا کا اصول صحیح ہوا

تو میری خیر نہیں اے رسول ایسے لوگوں کو بقیہ حال تم کو ہم پھر سنائیں گے سردست تم کو ایک حکم بتائیں کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ تم

اس امر میں جلدی کرتے ہو گویا تمہاری جلدی بھی تمہاری نیک نیتی سے ہے لیکن ہمیں پسند نہیں اس لیے تمہیں ہدایت کرتے

ہیں کہ تم جبرائیل کے قرآن پڑھتے وقت اس قرآن کے لفظوں کے ساتھ اپنی زبان نہ ہلایا کرو تاکہ اس کو جلدی یاد کر لو

یعنی تمہاری نیت یہ ہوتی ہے کہ جبرائیل کے پڑھنے کے بعد بھول نہ جاؤں اس کا انتظام ہم نے کر رکھا ہے کہ تم قرآن نہ بھول

سکو گے کیونکہ تمہارے سینے میں اس کا جمع کر دینا اور اس کو پڑھا دینا ہمارے ذمے ہے پس تم اس سے بے فکر ہو جاؤ جب ہم پڑھیں

یعنی ہمارا فرستادہ فرشتے جبرائیل پڑھے تو خاموشی سے اس کی قرأت کی پیروی کیا کرو یعنی دل لگا کر اسے سنتے رہا کرو پھر بعد اس کے

ایک کام اور باقی ہے کہ اس قرآن کا بیان کر دینا یعنی اس کا صحیح مفہوم تجھے سمجھا دینا ہمارے ذمے ہے خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا جو

اشاء کلام میں آگیا اب اصلی مضمون سنئے یقیناً تم لوگ جلدی کا فائدہ پسند کرتے ہو اور آخرت کو پس پشت ڈالتے ہو یعنی بعد الموت

کا خیال تم کو نہیں حالانکہ وہی قابل اعتنا اور قابل توجہ ہے کیونکہ بہت سے منہ اس روز اپنے رب کی طرف تاکئے ہوئے تروتازہ

ہوں گے کیونکہ خدا کے دیدار میں وہ لذت اور سرور پائیں گے جو دنیا کی کسی چیز میں انہوں نے نہ پایا ہو گا اور کئی منہ اس روز برسے

بن رہے ہوں گے وہ سمجھتے ہو گئے کہ ان کے ساتھ بڑی سختی کی جائے والی ہے اس لیے آخرت سے تم لوگوں کی بے اعتنائی ہرگز

مناسب نہیں۔ سنو جب مرتے وقت روح ہنسی تک پہنچتی ہے اور گھر میں کہا جاتا ہے دم جھاڑنے والا یا علاج کر نیو والا کوئی ہے یہ

تو بیماری کے □ کی آوازیں خواہش ہوتی ہے اور وہ خود جانتا ہے کہ یہ وقت جدائی کا آگیا ہے اور بیماری کی نزعی حالت میں پھٹی

پھٹی سے لڑکھڑاتی ہے۔

شان نزول: آنحضرت جبرائیل کے ساتھ ساتھ پڑھا کرتے تھے تاکہ یاد کر لیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ السَّاقُ ۖ فَلَا صَدَقَ وَلَا صَلَّى ۖ وَلَكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى ۖ

اس روز تمہارے پروردگار کی طرف ہی کوچ ہوا ہے وہ نہ تصدیق کرتا ہے نہ نماز پڑھتا ہے ہاں تکذیب کرتا ہی اور روگردانی کرتا ہے

ثُمَّ ذَهَبَ إِلَىٰ آهْلِهِ يَمْتَسِّطُ ۖ آوَىٰ لَكَ فَأَوَىٰ ۖ ثُمَّ آوَىٰ لَكَ فَأَوَىٰ ۖ أَيْحَسِبُ

پھر وہ اپنے گھروالوں کی طرف اڑتا ہوا جاتا ہے تیرے حال پر افسوس پر افسوس ہے انسان خیال

الْإِنْسَانُ أَنْ يُتْرَكَ سُدَّةً ۖ أَلَمْ يَكْ نُطْفَعًا مِنْ مَنِيِّ يَمِينِي ۖ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةً

کرتا ہے کہ وہ یونہی چھوڑ جائے گا کیا وہ پہلے نطفہ نہ تھا جو ڈالا جاتا ہے پھر وہ لو تھرا

فَخَلَقَ فَسْوَىٰ ۖ فَجَعَلَ مِنْهُ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْأُنثَىٰ ۖ أَلَيْسَ ذَلِكَ بِقَدِيرٍ

بنا پھر اسی سے خدا دو قسم کر اور مادہ بنا دیتا ہے کیا یہ خدا اس پر قادر نہیں کہ

عَلَىٰ أَنْ يُبْعِيَ النَّوْثَىٰ ۖ

مردوں کو زندہ کر دے

سورت دہر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خدا کے نام سے شروع جو بڑا مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے

هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنْسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا ۗ

انسان پر ایک وقت ضرور آچکا ہے کہ وہ کچھ نہ تھا

اس روز تمہارے پروردگار کی طرف ہی بیمار کا کوچ ہوتا ہے پس مذکورہ جو دنیا کے منافع کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے اس کی پہچان یہ

ہے کہ وہ نہ کلام اللہ اور مواعد خدا کی تصدیق کرتا ہے نہ فرض نماز پڑھتا ہے ہاں خدائی کلام کی تکذیب ضرور کرتا اور حق سے

روگردانی کرتا ہے پھر وہ جس روز زیادہ غرور کرتا ہے اس روز اپنے گھروالوں کی طرف اڑتا ہوا جاتا ہے ایسے آدمی کو اس روز کہا

جائے گا تیرے حال پر سخت افسوس پر افسوس ہے کیونکہ تو نے نہ سمجھا کہ جس راہ پر تو چل رہا ہے غلط ہے اصل یہ ہے کہ انسان

جب اپنی پیدائشی بھول جاتا ہے تو خدا سے مستغنی ہو جاتا ہے پس اس کی ہدایت کا ذریعہ یہی ہے کہ وہ اپنی سابقہ حالت کو پہچانے

اس لیے ہم ایک فیصلہ کن سوال پوچھتے ہیں جس سے اس متکبر انسان کو فائدہ ہو سکتا ہے وہ سوال یہ ہے کہ بھلا انسان جو اڑ کر

چلتا ہے اور خدائی حکم سے گردن کشی کرتا ہے۔ خیال کرتا ہے کہ وہ یونہی شتر بے مہار کسمپرس چھوڑا جائیگا وہ یہ خیال نہیں کرتا

کہ وہ ابتداء سے خدا کے حکم کے ماتحت ہے کیا وہ پہلے نطفہ کی صورت میں نہ تھا جو رحم مادہ میں ڈالا جاتا ہے پھر وہ چند روز بعد اسی

جگہ لو تھرا ہوا پھر اسی لو تھرے سے خدا دو قسم کے نر اور مادہ بنا دیتا ہے بعض دفعہ وحدت نوعی سے بعض دفعہ وحدت شخصی سے

بھی یعنی ایک ہی نطفے سے دو بچے لڑکا اور لڑکی پیدا کر دیتا ہے کیا یہ پیدا کر نیوالا خدا اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کر دے

ایماندار تو اس کا جواب یہی دے گا کہ ہاں وہ قادر ہے۔ بلی و هو علی کل بشی قدیر

سورت دہر

انسان کی ہدایت کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ صرف اپنی ہستی پر غور کرے اور سوچے کہ اس پر ایک وقت ضرور آچکا ہے کہ وہ کچھ نہ تھا

إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ تُرَابٍ أَسْفَلَ ۖ تَبْتَلِيهِ فَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا ۝ إِنَّا

ہم نے انسان کو مرکب القوی نطفے سے پیدا کیا مختلف حالات میں ہم اس کو تبدیل کرتے رہے پھر ہم نے اس کو سننے والا دیکھنے والا بنایا ہم

هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِنَّمَا شَاكَرًا وَإِنَّمَا كَفُورًا ۝ إِنَّا أَعْتَدْنَا لِلْكَافِرِينَ سَلَاسِلًا وَأَغْلَالًا

نے اس کو نیک و بد کی راہ بتائی انسان کے بعض افراد شکر گزار ہو گئے بعض افراد ناشکر ہو گئے ہم نے ناشکر لوگوں کے لئے زنجیر اور طوق اور آگ تیار

وَسَعِيرًا ۝ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَيُشْرَبُونَ ۚ مِنْ كَأْسٍ كَانَ مِزَاجُهَا كَافُورًا ۝ عَيْنًا يَشْرَبُ

کر رکھی ہے نیک لوگ گلاس میں ایسا شربت پئیں گے جس کی ملاوٹ کافور کی ہوگی ایسے چشمے سے جس پر

بِهَآ عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ۝ يُوفُونَ بِالْآذَانِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ

اللہ کے بندے پئیں ہوں گے ان کو پھیر لیا کریں گی یہ لوگ شرع واجبات ادا کیا کرتے ہیں اور اس روز سے ڈرتے ہیں جس کی

سُرَّةٌ مُسْتَظِيرًا ۝ وَيَطْعَمُونَ عَلَىٰ حَيْثُمْ مُسْكِنًا وَ يَتِيمًا وَ أَسِيرًا ۝ إِنَّمَا

تکلیف بت لہی ہے کھانے کی خواہش پر بھی اپنا کھانا مسکین یتیم اور قیدیوں کو کھانا کھلایا کرتے ہیں ہم تم کو

نُظِّمَكُمْ لَوْجَهُ اللَّهُ لَا تُرِيدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا ۝

محض اللہ کے لئے کھلاتے ہیں نہ تم سے بدلہ یا شکر یہ چاہتے ہیں

جس کی عمر اس وقت بیس سال کی ہے وہ بیس سال سے پہلے کچھ نہ تھا جس کی عمر اس وقت تیس سال ہے وہ تیس سال سے پہلے کچھ

نہ تھا پھر ہم (خدا) نے انسان کو مرکب القوی نطفے سے پیدا کیا مختلف حالات میں ہم اس کو تبدیل کرتے رہے پہلے نطفہ بنا پھر مہض

بنایا پھر جسم بنایا پھر اس کو زندگی بخشی پھر ہم (خدا) نے اس کو سننے والا سمجھ دیکھنے والا بصیر بنایا محض پہلہ بنا کر چھوڑ نہیں دیا بلکہ ہم

نے اس کو نیک و بد کی راہ بتائی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انسان کے بعض افراد شکر گزار ہو گئے جنہوں نے ہماری تعلیم سے فائدہ اٹھلایا

بعض افراد اس کے ناشکر ہو گئے جنہوں نے ہماری ہدایت سے منہ پھیرا چونکہ دنیا میں دو مختلف قسم کے انسان ہو گئے ہیں اس لیے

لازمی ہے کہ ان کے نتائج بھی مختلف ہوں گے جن کا ذکر یہ ہے کہ ہم (خدا) نے ناشکر لوگوں کے لیے پیردوں میں ڈالنے کو زنجیر

اور گلے میں ڈالنے کے لیے طوق اور جلانے کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے یہ تو ہوا ان ناشکروں کا انجام اور جو نیک لوگ ہوں گے

ان کی تو کچھ پوچھو ہی نہیں وہ تو عیش میں گزاریں گے نہایت عمدہ شیشے کے گلاس میں ایسا شربت پئیں گے جس کی ملاوٹ کافور کی

ہوگی۔ کافور بھی معمولی نہیں جنت کا کافور جو سب سے اعلیٰ خوشبودار ہے یہ شربت ان کو ایک ایسے سرچشمے سے ملے گا۔ جس پر

اللہ کے مقبول بندے انبیاء کرام اولیاء و عظام پئیں ہوں گے اپنی مرضی موافق ان کو پھیر لیا کریں گے یعنی بیٹھک میں جائیں گے

تو وہاں لگوا لیں گے بالا خانہ پر جائیں تو وہاں پہنچائیں گے جس طرح آج کل بڑے بڑے شہروں میں نلکے ہیں جہاں کوئی چاہے پہنچا

دیا جاتا ہے ان نیک لوگوں کے نیک افعال سے سوال ہو تو سنو پہلی بات ان میں یہ تھی کہ یہ لوگ شرعی واجبات ادا کرتے ہیں اور

اس روز یوم جزا کے واقعات سے ڈرتے ہیں جس کی تکلیف بت لہی ہے یعنی ان کو ہر دم خوف دائمی رہتا ہے کہ روز حساب ہم کو

سرخوردی حاصل ہو اور اس میں خدائی باز پرس سے چھوٹ جائیں جیسے کسی محتنتی طالب علم کو امتحان میں پاس ہونے کا فکر دائمی

رہتا ہے یہ ابرار نیک لوگ بھی اس فکر میں رہتے ہیں اس لیے کھانے کی خواہش ہونے پر بھی اپنا کھانا مسکین یتیم اور قرض میں

گرفتا قیدیوں کو کھانا کھلایا کرتے ہیں اس خیال سے کہ خدا ہم کو اس بدلہ دے اس لیے موع ہو تو کہ دے یا کرتے ہیں ہم تم

مسکینوں قیدیوں وغیرہ کو محض اللہ کو راضی کرنے کے لیے کھلاتے ہیں ماسوا احسان تم پر نہیں رکھتے اور نہ تم سے اس کا بدلہ یا شکر

یہ چاہتے ہیں یہ اس لیے کہتے ہیں کہ کھانا کھا کر غریب لوگ ان کے سامنے ذلیل نہ ہوں

۱ پرانا دستور تھا کہ قیدی خصوصاً مقروض قیدی گدا گدی سے پیٹ بھرتے تھے قرآن مجید نے ان کو کھانا کھانا کار ثواب قرار دیا

إِنَّا نَخَافُ مِنْ رَبِّنَا يَوْمًا عَبُوسًا قَمْطَرِيرًا ۝ فَوَقَّهُمُ اللَّهُ شَرَّ ذَلِكَ الْيَوْمِ

ہم اپنے رب سے آنے والے اس دن سے ڈرتے ہیں جو تیوری چڑھانے والا ہوگا خدا ان کو اس دن کی تکلیف سے بچائے گا اور ان

وَلَقَهُمْ نَصْرَةٌ وَسُرُورًا ۝ وَجَزَاهُمْ بِمَا صَبَرُوا جَنَّةً وَحَرِيرًا ۝ مُتَّكِنِينَ فِيهَا عَلَى

تازگی اور خوشی نصیب ہوگی اور ان کے سبر کرنے سے خدا ان کو جنت بسائے گا اور ریشمی لباس پہنائے گا ان بانگوں میں لگے تختوں پر ٹیکے لگائے

الْأَرَابِكِ لَا يُرُونَ فِيهَا شَيْئًا وَلَا زَمَهُرِيرًا ۝ وَدَانِيَةً عَلَيْهِمْ ظِلُّهَا وَذُلَّتْ قُطُوفُهَا

ہوں گے نہ سورج دیکھیں نہ سخت سردی محسوس کریں گے اور ان کے ٹخنوں پر جھکے ہوں گے اور ان کے سچے ان کے اختیار

تَذَلِيلًا وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِانِّيَةِ مِنْ فِضَّةٍ وَ أَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرًا ۝ قَوَارِيرًا

میں دئے گئے ہوں گے اور ان پر چاندی کے برتن اور گلاس پھیرے جائیں گے چاند سے بنے ہوئے گویا شیشے

مِنْ فِضَّةٍ قَدَرُوهَا تَقْدِيرًا ۝ وَيُسْقَوْنَ فِيهَا كَأْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِيلًا ۝ عَيْنًا

ہوں گے ان کا اندازہ کاپائیں گے اور ان میں ایسے پیالے بھرے ہوئے پلائے جائیں گے جن میں آمیزش سونٹھ کی ہوگی اس

فِيهَا تَسْتَسْقِي سَلْسَبِيلًا وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ وِلْدَانٌ مُخَلَّدُونَ ۝ إِذَا رَأَيْتَهُمْ حَسِبْتَهُمْ

چشمے سے جس کا نام سلسبیل ہے ان کے چھوٹے بچے ہمیشہ ان کے قریب قریب پھرتے رہیں گے تو ان کو دیکھے گا

بلکہ وہ دل میں یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم اپنے رب کے حکم سے آنے والے اس دن سے ڈرتے ہیں جو ہم نے بنانے تیوری چڑھانے والا

ہوگا یعنی لوگ اس روز ایسے نمگین اور مغموم ہوں گے کہ کسی سے بولیں چالیں گے نہیں ان نیک لوگوں کو جو بے دیکھے اللہ

کے خوف سے دہشت زدہ رہتے ہیں خدا ان کو اس دن کی تکلیف سے بچالے گا نہ صرف بچائے گا بلکہ اور بھی کچھ دے گا یعنی ان کو

لباس پہنائے گا ان بانگوں میں لگے ہوئے تختوں پر ٹیکے لگائے ہوں گے ان بہشتوں میں موسم ایسا خوشگوار اور یکساں ہوگا

کہ اہل جنت وہاں نہ سورج دیکھیں گے نہ سورج کے نہ ہونے سے سخت سردی محسوس کریں گے اور ان بانگوں میں درختوں کے

ٹخنوں پر جھکے ہوں گے اور ان کے پھلوں کے گچھے ان کے اختیار میں دیئے گئے ہوں گے اور سوناس کے علاوہ ان

اہل جنت پر چاندی کے برتن رکابیاں وغیرہ اور گلاس پھیرے جائیں گے چاندی سے بنے ہوئے مگر صفائی میں گویا شیشے ہوں

گے ان گلاسوں اور برتنوں کو اپنی ضرورت کے اندازہ کاپائیں گے اور ان اہل جنت کو ان باغات میں ایسے پیالے مزیدار اور لذیذ

چائے وغیرہ سے بھرے ہوئے پلائے جائیں گے جن میں آمیزش خوشبودار سونٹھ کی ہوگی یعنی کھانے کے بعد بڑا مزیدار

جنجر وائرن کو پلائے جائے گا وہ جنجر وائرن اس چشمے سے بنا ہوگا جس کا نام □ چشمہ رواں ہے اس لطف کی زندگی میں کھانے

پینے کے علاوہ ایک بات اور بھی آرام دہ ان کو حاصل ہوگی وہ یہ کہ ان کے چھوٹے چھوٹے بچے جو ان اہل جنت کی اولاد میں

سے چھوٹی عمر میں مر چکے ہوں گے یا ان کی خواہش سے جنت میں پیدا ہوئے ہوں گے۔ ہمیشہ ان کے قریب قریب پھرتے

رہیں گے وہ بچے ایسے خوبصورت ہونگے کہ جب تو اے مخاطب انسان ان کو دیکھے گا۔

ل۔ اس آیت میں ایک مشکل ہے کہ پہلے لفظوں میں سورج کی نفی ہے اس کے متصل ہی ظلال کا لفظ آیا ہے حالانکہ ظلال ظل کی جمع ہے اور ظل کا

وجود سورج سے ہوتا ہے جب سورج نہیں تو ظل کہاں اس لیے ظلال کا ترجمہ منہن کیا گیا۔

ب۔ کافہ عطف ہے یہ متکین پر اس لیے مثل متکین کے ملائے ہیں۔

ب۔ کافہ عطف ہے یہ متکین پر اس لیے مثل متکین کے ملائے ہیں۔

ب۔ کافہ عطف ہے یہ متکین پر اس لیے مثل متکین کے ملائے ہیں۔

ب۔ کافہ عطف ہے یہ متکین پر اس لیے مثل متکین کے ملائے ہیں۔

ب۔ کافہ عطف ہے یہ متکین پر اس لیے مثل متکین کے ملائے ہیں۔

ب۔ کافہ عطف ہے یہ متکین پر اس لیے مثل متکین کے ملائے ہیں۔

ب۔ کافہ عطف ہے یہ متکین پر اس لیے مثل متکین کے ملائے ہیں۔

لَوْلَا مَنُورًا ۝ وَإِذَا رَأَيْتَ ثُمَّ رَأَيْتَ نَعِيمًا وَمَلَكًا كَبِيرًا ۝ عَلَيْهِمْ شِئَابُ

تو ٹکھرے ہوئے موتی سمجھے گا اور جب تو اس جنت میں نظر کرے گا تو وہاں ایک بہت بڑی آبادی دیکھے گا سبز رنگ کے باریک کپڑے

سُنْدُسٍ خُضْرٍ وَإِسْتَبْرَقٍ ۚ وَحُلُوا أَسَاوِرَ مِنْ فِضَّةٍ ۖ وَسَقَمَهُمْ رَبُّهُمْ شَرَابًا

اور دبیز ہوں گے اور ان کو چاندی اور سونے کے نگن پہنائے جائیں گے ان کا پروردگار پاک شراب پلائے

طَهُورًا ۝ إِنَّ هَذَا كَانَ لَكُمْ جَزَاءً وَكَانَ سَعْيَكُمْ مَشْكُورًا ۝ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا

گا۔ یہ تمہارا بدلہ ہے اور تمہاری کوشش قبول ہے اے رسول ہم تجھ پر

عَلَيْكَ الْقُرْآنَ تَنْزِيلًا ۝ فَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ وَلَا تَطِعْ مِنْهُمْ آيْمًا أَوْ كُفُورًا ۝

وہ قرآن آہستہ آہستہ نازل کیا ہے تو اپنے رب کے حکم کے موافق صبر کچھ اور کسی بدکار یا کافر کی بات نہ ماننا

وَأذِكُرُ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ وَمِنَ اللَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهُ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا

صبح شام اپنے رب کا نام ذکر کیا کر اور راتوں کو اس کی سامنے سجدہ کیا کر اور رات کو بہت دیر تک خدا کو پائی سے یاد کر

طَوِيلًا ۝ إِنَّ هَؤُلَاءِ يُحِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ يَوْمًا ثَقِيلًا ۝

یہ لوگ جلدی کی چیز کو پسند کرتے ہیں اور اپنے آگے سخت کو چھوڑے ہوئے ہیں

تو ٹکھرے ہوئے موتی سمجھے گا۔ یہ سب کچھ اہل جنت کے دل بہلانے کا سامان ہو گا اور جب تو اس جنت میں نظر کرے گا تو وہاں

ایک بہت بڑی آبادی دیکھے گا کیونکہ دنیا کے تمام صلحا اس میں رہتے ہوں گے جن کا شمار گواہل دوزخ کی نسبت کم ہو گا تاہم

ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں سے متجاوز ہوں گے یہ تو تمہیں معلوم ہے کہ اہل جنت کو ریشمیں لباس پہنا جائیگا اس لیے ان اہل

جنت کے اوپر سبز رنگ کے باریک کپڑے مثل الپاکے کی دبیز مثل مخمل کے ہوں گے اور ان کو حسب مراتب چاندی اور

سونے کے نگن پہنائے جائیں گے اور ان کا پروردگار ان کو بے نشہ اور بے خرابی پاک شراب پلائے گا خدا کی طرف سے ان کو

کہا جائیگا۔ یہ تمہارا یعنی تمہارے نیک اعمال کا بدلہ ہے اور نیک اعمال میں جو تم کو شش کرتے تھے وہ تمہاری کوشش خدا کے ہاں

قابل قدر یعنی قبول ہے اے رسول یہ ان پر مہربان اس لیے ہو گی۔ کہ وہ ہماری اتاری ہوئی کتاب کی پیروی کئے ہوں گے کیونکہ

ہم ہی نے تجھ پر وہ کتاب یعنی قرآن آہستہ آہستہ نازل کیا ہے۔ پس اس کا لازمی نتیجہ یہ ہونا چاہیے کہ اس کے پیرو جنت حاصل

کریں اور تو بھی کمال اولوالعزم ہو یعنی تو اپنے رب کے حکم کے موافق کفار کی تکلیفات اور ایذا پر صبر کچھ اور اس تکلیف میں کوئی

کافر یا بد اعمال فاسق فاجر تجھے راہ راست سے پھسلانے تو ان میں سے کسی بد کاریا کافر یا تجار کی بات نہ مانو اور صبح شام عموماً اور جب

کسی تکلیف پر دل گھبرائے خصوصاً اپنے رب کا نام ذکر کیا کر یعنی یا اللہ یارِ حُسن وغیرہ پڑھا کر اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر اس اللہ کے

سامنے سجدہ کیا کر اور رات کو بہت دیر تک خدا کو پائی سے یاد کیا کر یعنی سبحان اللہ وبحمدہ استغفر اللہ پڑھا کر انشاء اللہ

تیرا کام باحسن وجوہ انجام پذیر ہو جائے گا۔ یہ لوگ جو تیری تعلیم میں دنیا و آخرت کے متعلق وعدہ وعید سن کر جلدی مانگتے ہیں

اس لیے کہ جلدی ان کی عادت میں داخل ہے لہذا یہ لوگ جلدی کی چیز کو پسند کرتے ہیں۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ جو کچھ تو کہتا ہے

جلدی کر دے اور اپنے آگے سخت دن کے لیے اعمال صالحہ کو چھوڑے ہوئے ہیں۔

۱۔ لباسہم فیہا حریری کی طرف اشارہ ہے۔

۲۔ حلوا اساور من ذهب ولؤلؤ کی طرف اشارہ ہے۔

نَحْنُ خَلَقْنَهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ ۖ وَإِذَا شِئْنَا بَدَلْنَا أَمْثَلَهُمْ تَبْدِيلًا ۝ إِنَّ

حالانکہ ہم نے ان کو پیدا کیا اور ان کی پیدائش مضبوط کی اور جب ہم چاہیں گے ان کی شکلیں بدل دیں گے یہ

هَذِهِ تَذَكُّرَةٌ ۖ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا ۝ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ

سورہ نصیحت ہے پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف راہ اختیار کرے تم نہیں چاہتے مگر جس وقت

يَشَاءُ اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ۝ يُدْخِلُ مَنْ يَشَاءُ فِي رَحْمَتِهِ ۗ

خدا چاہے بے شک خدا ہر چیز کو جاننے والا اور حکمت والا ہے جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے اور

وَالظَّالِمِينَ أَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝

اس نے ایسے ظالموں کے لئے دردناک عذاب تیار رکھا ہے

یعنی اپنے کھیل کود میں روز قیامت کو بھولے ہوئے ہیں حالانکہ ہم (خدا) نے ان کو پیدا کیا اور ان کی پیدائشی مضبوط کی دیکھو

انسان اپنی نازک اور پتلی پتلی انگلیوں سے بڑے بڑے بھاری پتھر اور لوہے کو توڑ دیتا ہے یہ سب کچھ ہماری دی ہوئی طاقت کا اثر

ہے اور جب ہم چاہیں گے ان کی شکلیں بدل دیں گے یعنی زندہ سے مردہ بنا دیں گے اور مردہ سے زندہ کر دیتے ہیں اگر کوئی

بھگڑا بکھیرا چھوڑ کر مطلب کی بات سنا چاہے تو سنے کہ یہ سورہ بلکہ سارا قرآن نصیحت کی بات ہے پس جو کوئی چاہے اپنے رب

کی طرف چلنے کی راہ اختیار کرے یعنی قرآن پر عمل کرے اور اصل بات بھی یہ ہے کہ تم کسی کام کو نہیں چاہتے یعنی کامیاب

نہیں ہو سکتے مگر جس وقت خدا چاہے یعنی تمہاری خواہش کی تکمیل اسکے ارادہ کے ماتحت ہے اس لیے ہر کام میں اسی سے نیک

توفیق مانگا کرو بیشک خدا ہر چیز کو جاننے والا اور حکمت والا ہے وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت اسلام میں داخل کر لیتا ہے اور نیک

اعمال کی توفیق بخشتا ہے اور جو لوگ اس سے توفیق خیر نہیں مانگتے وہ ظالم ہیں اور اس نے ایسے ظالموں کیلئے دردناک عذاب

تیار کر رکھا ہے۔ نعوذ باللہ من غضب اللہ

تیار کر رکھا ہے۔ نعوذ باللہ من غضب اللہ

۱۔ اس آیت کے معنی کی اور بہت سی آیات ہیں۔ مثلاً ماتشانون الا ان يشاء الله رب العالمين اور ماتشانون الا ان يشاء الله هوا اهل

لتقرى اهل المغفور اور ماكان لنفس ان تو من الا باذن الله وفيرهان ان سب آيات میں ایک ہی مشکل قابل حل ہے وہ یہ کہ اللہ مشیت سے

کام ہوتے ہیں یہاں تک کہ ایمان بھی اسی کی مشیت سے حاصل ہوتا ہے تو پھر جو ایمان نہ لائیں یا نیک کام کی خواہش نہیں کرتے ان کا قصور کیا۔

جواب یہ ہے: کہ قرآن مجید پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مشیت انسان اور مشیت خدا اور صدور فعل میں ایک سلسلہ نظام ہے انسانی مشیت

پہلے ہوتی ہے کہ یہ کام کروں اس پر توفیق ایذدی ہوتی ہے جس سے اسکی مشیت کو قوت حاصل ہوتی ہے بعد ازاں انسان میں پھر ایک مشیت پیدا

ہوئی ہے جو فعل کو قریب الوقوع بلکہ صادر کرتی ہے ہمارے اس دعویٰ کا ثبوت قرآن مجید سے سنئے بیوی خاوند میں مصالحت کیلئے جو کمیشن مقرر ہوتا

ہے ان کے حق میں فرمایا ہے ان ارادو اصلاحا يوفق الله بينهما (پ ۲ ع ۳) یعنی بیوی خاوند میں اصلاح کرانے والے اگر واقعی اصلاح کا

ارادہ کریں گے تو خدا ان کو توفیق دے گا

اس آیت میں ارادہ انسانی پر اپنی توفیق کو مرتب فرمایا نیز فرمایا من يشاء فليؤمن ومن شاء فليكفر (پ ۱۵ ع ۶) جو کوئی چاہے ایمان لائے اور

چاہے کفر کرے اس آیت میں انسانی مشیت پر ایمان اور کفر مرتب فرمایا ہے پس ان آیات سے دو امور ثابت ہوئے

(۱) انسانی مشیت پر ایمان اور کفر مرتب ہے (۲) توفیق خدا کے بغیر اعمال خیر کا صدور نہیں ہوتا۔

نتیجہ صاف نکلتا ہے کہ انسانی مشیت کے بعد توفیق ہونے کے بعد انسان عزم پختہ کرتا ہے اس پختہ عزم کے حق میں فرمایا ہے ماتشانون الا ان

يشاء الله یعنی تم انسان کسی فعل پر پختہ ارادہ نہیں کرے توفیق مگر جس وقت خدا توفیق دے۔ اس سے پہلی مشیت کی نفی نہیں ہوتی صدق اللہ منہ

سورت مرسلات :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے

وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا ۝ وَالْعَصْفِ عَصْفًا ۝ وَالنَّشْرِ نَشْرًا ۝ فَأَلْفِرَقِبِ

قسم ہے ہواؤں کی جو حسب دستور چلتی ہیں اور جو تیزی سے چلتی ہیں جو بادلوں کو پھیلا دیتی ہیں اور جو پھاڑ دیتی

فَرَقًا ۝ فَالْمَلَقِیْتَ ذِکْرًا ۝ عُدْرًا أَوْ نُذْرًا ۝ إِنَّمَا تُوعَدُونَ لَوَاقِعٍ ۝ فَإِذَا

ہیں اور ان جماعتوں کی قسم ہے جو نصیحت پہنچاتی ہے تاکہ عذر دور کریں اور ڈراویں جس عذاب سے تم کو ڈرایا جاتا ہے وہ ضرور واقع ہوگا جب

النَّجْمُ طَبَسَتْ ۝ وَإِذَا السَّمَاءُ فُرْجَتْ ۝ وَإِذَا الْجِبَالُ سُفَّتْ ۝ وَإِذَا الرَّسُلُ

ستارے بے نور ہو جائیں گے اور جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب پہاڑ اڑا دئے جائیں گے اور جب رسول جمع کئے

أَقْتَتُ ۝ لِأَيِّ یَوْمٍ أُحِجَّتْ ۝ لَیَوْمِ الْفَصْلِ ۝ وَمَا أَدْرَاکَ مَا یَوْمُ الْفَصْلِ ۝

جائیں گے کس روز کے لئے ان کو ملتوی رکھا گیا تھا فیصلے کے دن کے لئے تمہیں کیا معلوم وہ فیصلے کا دن کیا ہی

وَبِئْسَ یَوْمَیْمٍ لِلْمُکَذِّبِیْنَ ۝ أَلَمْ نُهَلِّکِ الْأَوْلِیْنَ ۝ ثُمَّ نَتَّبِعُهُمُ الْآخِرِیْنَ ۝ کَذٰلِکَ

مکذبوں کے لئے اس روز افسوس ہوگا کیا ہم نے پہلے مجرموں کو تباہ نہیں کیا اور ان کے بعد انہوں کو لاتے ہیں اسی

نَفَعَلُ بِالْمُجْرِمِیْنَ ۝ وَبِئْسَ یَوْمَیْمٍ لِلْمُکَذِّبِیْنَ ۝

طرح ہم مجرموں کے ساتھ کرتے رہتے ہیں اس روز مکذبوں کے حق میں افسوس ہوگا

سورت المرسلات

قسم ہے ہواؤں کی جو حسب دستور چلتی ہیں اور ان ہواؤں کی جو بادلوں کو پھیلا دیتی ہے اور ان ہواؤں کی جو جڑے ہوئے بادلوں

کو پھاڑ دیتی ہے اور ان ملائکہ کی جماعتوں کی قسم ہے جو انبیاء و کرام پر نصیحت پہنچاتی ہیں تاکہ مخلوق کے عذر دور کریں اور عذاب

آخرت سے ڈرا دیں اور ساری قسموں سے مقصود یہ ہے کہ تم کو بتایا جائے کہ جس عذاب سے تم کو ڈرایا جاتا ہے وہ ضرور واقع

ہوگا اگر یہ معلوم کرنا چاہو کہ وہ کب ہوگا اور اس کی علامات کیا ہوں گی پس سنو قریب قیامت جب ستارے بے نور ہو جائیں

گے کیونکہ ان کو نور سورج سے حاصل ہے اور سورج تو اس روز بے نور ہو جائے گا تو ان کو کہاں سے ہو۔ اور بحکم خدا آسمان

پھٹ جائے گا اور جب پہاڑ اڑا دیئے جائیں گے اڑا کر سمندر ان سے پاٹ دیا جائے گا ایسا ہوگا کہ زمین ساری کی سان ہو جائیگی

اور جب اللہ کے بھیجے ہوئے رسول قیامت کے دن جمع کئے جائیں گے کس روز کے لئے ان کو ملتوی رکھا گیا تھا فیصلے کے دن کے

لئے تمہیں کیا معلوم وہ فیصلے کا دن کیا ہے؟ پس کچھ نہ پوچھو وہ کیسا ہولناک ہے انبیاء کرام کی حقانی تعلیم کے مکذبوں جھٹلانے

والوں کے لئے اس روز افسوس ہوگا افسوس تو اب بھی ہے کہ یہ سمجھنے کو رخ نہیں کرتے کیا ہم (خدا) نے پہلے مجرموں کو تباہ

نہیں کیا عادت نمود فرعون وغیرہم کے قصے یہ لوگ سن چکے ہیں غور کریں تو اس سے اس نتیجہ پر پہنچیں کہ ہم مجرموں بدکاروں

کو تباہ لیا کرتے ہیں اور ان کے بعد ان لوگوں کو لاتے ہیں یعنی دنیا کو آبادی سے خالی نہیں چھوڑتے پھر جب وہ لوگ پیچھے آئے

ہوئے بھی بدکاریوں میں لگ جاتے ہیں تو ان کو بھی اٹھالیتے ہیں اسی طرح ہم مجرم کیساتھ معاملہ کرتے رہتے ہیں مگر مکذب

لوگ سمجھتے نہیں۔ اس لیے اس روز مکذبوں کے حق میں افسوس ہوگا۔

ل فیذرها قاعا صفصفا کی طرف اشارہ ہے۔

الْمُ نَخْلُقْكُمْ مِنْ مَّاءٍ مَّهِينٍ ۝ فَجَعَلْنَاهُ فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ۝ إِلَىٰ قَدَرٍ مَّعْلُومٍ ۝

کیا ہم نے تم کو ایک حقیر پانی سے پیدا نہیں کیا پھر ہم نے اس کو نیک مضبوط مکان میں ایک معین وقت تک ٹھہرائے رکھا

فَقَدَرْنَا ۝ فَنِعْمَ الْقَادِرُونَ ۝ وَيْلٌ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ اَلَمْ نَجْعَلِ

پھر ہم نے وقت مقرر کر دیا ہم بڑی اچھی قدرت والے ہیں اس روز جھلانے والوں کے حق میں افسوس ہوگا کیا ہم نے زمین کو زندہ

الْاَرْضَ كِفَاتًا ۝ اَحْيَاءَ وَاَمْواتًا ۝ وَجَعَلْنَا فِيهَا رِوَاسِيَ شِجَاتٍ ۝ وَاَسْقَيْنَكُم مَّاءً

انسانوں اور مردوں کے لئے جائے رہائش نہیں بنایا اور ہم ہی نے اس پر بڑے مضبوط بلند پہاڑ پیدا کئے ہیں اور ہم ہی تم کو بیٹھا

قُرَاتًا ۝ وَيْلٌ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ اِنطَلِقُوا اِلَىٰ مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَكْذِبُونَ ۝

پانی پلاتے ہیں اور روز مکذبوں کے لئے افسوس ہوگا جس عذاب کو تم جھلاتے تھے اسی کی طرف چلو

اِنطَلِقُوا اِلَىٰ ظِلِّ ذِي ثَلَاثِ شُعَبٍ ۝ لَا ظَلِيلٍ وَلَا يُغْنِي مِنَ الْهَبِّ ۝ اِنَّهَا تَرْمِي

دھوئیں کے شاخوں والے سائے کی طرف چلو جو نہ تو ٹھنڈا سایہ ہے اور نہ گرم میں مفید بلکہ سخت عذاب

بِشَرِّهَا كَالْقَصْرِ ۝ كَاثَّةٌ جَلَّتْ صُفْرًا ۝ وَيْلٌ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ هٰذَا يَوْمُ

کا ذریعہ ہوگا وہ بڑے بڑے مکانوں جیسے شرارے پھینکے گی گویا زرد اونٹ ہوں گے اس روز مکذبین کے لئے افسوس ہوگا اس روز وہ

اَلَا يَنْطِقُونَ ۝ وَلَا يُؤَدُّنَ اَلَمْ فَيَعْتَدُونَ ۝ وَيْلٌ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ هٰذَا

نہ بولیں گے نہ ان کو اجازت ہوگی کہ وہ معذرت کریں اس روز مکذبین کے لئے افسوس ہوگا وہ

اے جھلانے والو کیا ہم (خدا) نے تم کو ایک حقیر پانی نطفہ سے پیدا نہیں کیا بیشک کیا جس کی تفصیل یہ ہے کہ تمہارے لیے عذا

پیدا کی اس لیے ایک غذا سے خون بنایا خون سے مٹی کا نطفہ بنایا نطفہ کو مرد عورت کے ملاپ سے رحم میں پہنچایا پھر ہم نے اس کو

ایک مضبوط محفوظ مکان عورت کے رحم میں ایک معین وقت ۶، ۸، ۹ ماہ تک ٹھہرائے رکھا پھر ہم نے اس کی ترقی تنزل

جسمانی کیفیت موت و حیات کا وقت مقرر کر دیا ہم بڑی اچھی قدرت والے ہیں ہمارا مقرر وقت کیا مجال غلط ہو جائے اسی لیے اس

روز جھلانے والوں کے حق میں افسوس ہوگا کیا ہم (خدا) نے زمین کو زندہ انسانوں اور مردوں کے لیے جائے رہائش نہیں بنایا

یعنی زندہ بھی زمین پر رہتے ہیں اور مر کر بھی زمین میں جاتے ہیں یقیناً ہم ہی نے زمین کو ایسا بنایا ہے اور ہم ہی نے اس پر بڑے

مضبوط بلند پہاڑ پیدا کئے ہیں۔ اور ہم ہی تم کو بارش کا اور کنوؤں کا میٹھا پانی پلاتے ہیں مگر مکذب لوگ پھر بھی ہماری قدرت کے

منکر ہیں اسی لیے اس روز مکذبوں کے لیے افسوس ہوگا اس روز ان کو حکم دیا جائے گا کہ برے کاموں پر جس عذاب کو تم جھلاتے

تھے آج اسی کی طرف چلو یعنی وہو ہیں کے تین شاخوں والے سائے کی طرف چلو جو نہ تو ٹھنڈا سایہ ہے۔ اور نہ تپش اور گرمی

بلکہ وہ جہنم اس دھوئیں کے ذریعے بڑے بڑے مکانوں جیسے بھاری بھاری شرارے پھینکے گی جو رنگت میں گویا زرد اونٹ ہوں

گے یعنی دوزخ میں اتنا جوش ہوگا کہ اس کے دھوئیں میں بڑے بڑے چنگاڑے نکلیں گے جیسے ریل کے فجن سے بعض اوقات

دھوئیں کیساتھ چنگاریاں نکلا کرتی ہیں اس روز مکذبین افسوس ہوگا اس روز ایک موقع پر انکے منہ بند ہو جائیں گے ایسے کہ وہ نہ

بولیں گے نہ ان کو اجازت ہوگی کہ وہ معذرت کریں بلکہ کہا جائیگا بولو موت وہ اس روز مکذبین کیلئے افسوس ہوگا وہ

يَوْمَ الْقَضِیِّ جَمَعَكُمْ وَالْأَقْلَبِیْنَ ۝ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيدُوا ۝ وَيَلِ يَوْمَئِذٍ

فیصلہ کا دن ہوگا جس میں ہم تم کو اور تم سے پہلے سب لوگوں کو جمع کریں گے پھر اگر تم کو میرے مقابلے میں کوئی چال چلنے کی طاقت ہو تو چلا لینا اس

لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلِّ وَعُيُونٍ ۝ وَقَوَاعِدِهِمْ مَا يَشْتَهُونَ ۝ كَلُوا

روز مکذبین کے لئے افسوس ہوگا متقی لوگ نعمتوں کی چھاؤں ٹھنڈے چشموں اور من بھاتے پھلوں میں ہوں گے

وَأَشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ إِنْ كُنْزُكَ تَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝ وَيَلِ يَوْمَئِذٍ

اپنے کئے اعمال کی برکت سے خوش گوار کھاؤ پیو نیک لوگوں کو ہم اس طرح بدلہ دیں گے اس روز مکذبوں کے

لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ كَلُوا وَتَمَتَّعُوا قَلِيلًا إِنَّكُمْ مَجْرُمُونَ ۝ وَيَلِ يَوْمَئِذٍ

لئے افسوس ہوگا چہر روز کھاو اور مزے اڑاؤ اس میں سک نہیں کہ تم لوگ بد اعمال ہو اس روز مکذبوں کے لئے افسوس ہوگا

لِلْمُكَذِّبِينَ ۝ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ۝ وَيَلِ يَوْمَئِذٍ لِلْمُكَذِّبِينَ ۝

جب ان کو کہا جاتا ہے کہ خدا کی اطاعت کرو تو اطاعت نہیں کرتے اس روز مکذبوں کے لئے افسوس ہوگا پھر اس کے سوا کس کلام

فِي آيَةِ حَدِيثٍ بَعْدَهَا يُؤْمِنُونَ ۝

پر یقین کریں گے

فیصلہ کا دن ہوگا جس میں ہم تم مشرکین عرب کو اور تم سے پہلے سب لوگ کو جمع کریں گے اور تمہارے نیک و بد کاموں کی جزا و

سزا دیں گے پھر اگر تم کو میرے (خدا کے) مقابلے میں کوئی چال چلنے کی طاقت ہو تو چلا لینا یعنی بھاگ سکو تو بھاگ جانا تم ہو سکو

تو تم ہو جانا مر سکو تو مر جانا ہم بتائے دیتے ہیں کہ کچھ نہ کر سکو گے پس یاد رکھو اس روز مکذبین کے لئے افسوس ہوگا۔ کیونکہ انہوں

نے خدا کے احکام کی تکذیب کی ہوگی ان کے مقابلے کے متقی لوگ بڑی نعمتوں کی چھاؤں ٹھنڈے چشموں اور من بھاتے

پھلوں کے باغوں میں عیش کرتے ہوں گے مزے عیش کی جگہ میں نہ رہیں گے بلکہ ان کو کہا جائے گا کہ اپنے کئے اعمال کی برکت

سے خوش گوار کھاؤ پیو نیک لوگوں کو ہم اسی طرح بدلہ دیں گے کہ وہ ہر طرح کی عیش و آرام میں ہوں گے اور ان کو کسی طرح

سے تکلیف نہ ہوگی اس روز مکذبوں کے لئے افسوس ہوگا ہاں مشرکوں اس روز کے آنے سے پہلے تم زندگی کے چند روز کھاؤ

اور مزے اڑاؤ اس میں شک نہیں کہ تم لوگ بد اعمال ہو اس روز مکذبوں کے لئے افسوس ہوگا۔ دیکھو تو ان کے مجرم ہونے

میں کچھ شک ہے؟ کہ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ خدا کے حکم قرآن کی اطاعت کرو تو اطاعت نہیں کرتے بلکہ تکذیب کرتے

ہیں اس لیے اس روز مکذبوں کے لئے افسوس ہو قرآن مجید کو تو سنتے اور مانتے نہیں پھر اس کے سوا کسی کلام پر یقین کریں گے

امنا بالله وما انزل الینا

۱۔ آیت میں لفظ جمعوا ضامی ہے مگر ہم نے اس کا ترجمہ (کم) کی وجہ سے مستقبل سے کیا ہے کیونکہ میدان قیامت میں تو سارے لوگ بوقت واحد

مخاطب ہو گئے پھر اس وقت تم اور اولین میں فرق کیونکہ ہوگا ہاں بوقت تکلم اور بوقت نزول قرآن یہ تفریق صحیح ہو سکتی ہے کہ تم سے مراد حاضرین

اور اولین سے مراد گذشتہ لوگ جیسے فرمایا قل ان الا اولین والآخرین لمجمعون الی میقات یوم معلوم تو تہمدے کہ تم سے پہلے اور پچھلے

سب جمع کئے جائیں گے

۲۔ قرآن مجید کی متعدد آیات میں رکوع سجود کا لفظ آیا ہے چنانچہ فرمایا ہے اذ اقبل لهم اسجدوا للرحمن قالو وما الرحمن اسجدوا لما

تاضرونا اس قسم کی جتنی آیات ہیں ان میں رکوع اور سجود سے مراد اطاعت ہے اس لیے کہ اس آیت نے صاف کہہ دیا ہے اذ اقرء علیہم القرآن

لا یسجدون بل الذین کفرو یكذبون (پ ۲ ع ۹) کافروں پر جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ و اطاعت نہیں کرتے بلکہ تکذیب کرتے ہیں

اس لیے ہم نے اس جگہ ارکعوا کا ترجمہ اطاعت سے کیا ہے۔

سورت نباء

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ ۝ عَنِ النَّبَاِ الْعَظِيْمِ ۝ الَّذِي هُمْ فِيْهِ مُخْتَلِفُونَ ۝

یہ لوگ آپس میں کس بات سے سوال کرتے ہیں بڑی خبر سے سوال کرتے ہیں جس میں یہ لوگ مختلف رائے ہیں

كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۝ ثُمَّ كَلَّا سَيَعْلَمُونَ ۝ اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ مِهْدًا ۝

ان کو اصل حال معلوم ہو جائے گا پھر ضرور جان لیں گے کیا ہم نے زمین کو گہوارہ نہیں بنایا

وَالْجِبَالَ اَوْتَادًا ۝ وَخَلَقْنَاكُمْ اَزْوَاجًا ۝ وَجَعَلْنَا نَوْمَكُمْ سُبَاتًا ۝ وَ

لوہر پازوں کو میخیں نہیں بنایا اور ہم نے تم کو مختلف قسم بنایا اور تمہاری نیند کو باعث آرام بنایا اور

جَعَلْنَا الْاَيْلَ لِبَاسًا ۝ وَجَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشًا ۝ وَبَنَيْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعًا سَمَاوَاتًا ۝

ہم نے تمہاری لئے رات کو پردہ بنایا اور ہم نے دن کو تمہاری روزی کے لئے بنایا اور تم سے اوپر سات سخت آسمان بنائے

وَجَعَلْنَا سِرَاجًا وَهَاجًا ۝

اور ہم نے چھلیلا چراغ بنایا

سورت نباء

قرآن مجید میں ہم نے جو مسائل اعتقاد یہ بتائے ہیں۔ ان میں سے ایک مسئلہ معد بھی ہے یعنی روز جزا کا یقین رکھنا بھی داخل ایمان ہے اور مشرکین مکہ اس سے سخت منکر ہیں اس لئے آپس میں ایک دوسرے سے بطور استنقام یا بطور طنز کے پوچھتے تھے۔ میاں یہ مدعی کیا کرتا ہے کہ مر کر اٹھیں گے۔ انکو معلوم نہیں کہ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کو کس بات سے سوال کرتے ہیں۔ ہم ان کو بتاتے ہیں کہ بڑی ہیبت ناک خبر قیامت سے سوا کرتے ہیں جس میں یہ لوگ مومنوں سے مختلف رائے ہیں۔ سن رکھیں ان کو اصل حال معلوم ہو جائے گا۔ پھر سن رکھیں ضرور جان لیں گے۔ اس وقت ان کو معلوم ہو جائے گا کہ اونٹ کسی کر وٹ بیٹھتا ہے باوجود وضاحت امر کے ہم ان کو سمجھاتے ہیں کیا ہم (خدا) نے تمہارے رہنے سننے کے لئے زمین کو گہوارہ کی طرح نہیں بنایا اور پہاڑوں کو زمین کیلئے گویا میخیں نہیں بنایا۔ جس کی وجہ سے زمین پانی پر ہلتی نہیں اور ہم (خدا) نے تم کو مختلف قسمیں بنایا۔ کوئی گورا کوئی کالا۔ نیز مرد و عورت کے جوڑے وغیرہ اور ہماری قدرت کا کرشمہ دیکھو کہ ہم نے تمہارے اندر اپنا تصرف اس طرح دکھایا کہ تمہارے دماغوں میں جو تھکاوٹ آجاتی ہے اس کے دور کرنے کو اور تم کو آرام دینے کے لئے ہم نے تمہاری نیند کو باعث آرام بنایا۔ نیند بظاہر نقصان اور تضرع اوقات ہے لیکن حقیقت میں یہ ایک نعمت ہے جن لوگوں کو بوجہ مرض نیند نہیں آتی ان کو اس کی قدر پوچھئے یہ ہماری قدرت کی ایک بڑی نشانی ہے اور سنو ہم نے رات کو تمہارے لئے پردہ بنایا کیونکہ رات کے وقت گھروں میں جس طرح تم بے پردگی میں رہتے ہو اور سو تے ہو دن کو نہیں رہ سکتے اور سنو ہم (خدا) نے دن کو تمہاری روزی کمانے کیلئے وقت بنایا جس میں تم کماؤ اور کھاؤ اور تم سے اوپر سات سخت آسمان بنائے جن کو تم دیکھ رہے ہو۔ زیادہ علم حاصل کرنا چاہو تو آئینہ پانی میں نظر کر کے دیکھ لو اور چونکہ کام کرنے میں روشنی کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے ہم نے تمہارے اوپر آسمان پر چھلیلا چراغ سورج بنایا جس کی روشنی سے بجلی کی روشنی بھی اعلیٰ درجہ کی ہے دیکھو جب سے ہم (خدا) نے یہ چراغ جلایا ہے تم نے اس میں کبھی تیل نہیں ڈالا

وَأَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً ثَجَّاجًا ۝ لِنُخْرِجَ بِهِ حَبًّا وَنَبَاتًا ۝ وَجَعَلْنَا الْفَأَاقِبَ ۝

بادلوں سے زور کا پانی اتارتے ہیں تاکہ ہم اس کے ساتھ دانے اور سبزیاں اور گھنے باغ پیدا کریں

إِنَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَانَ مِيقَاتًا ۝ يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ نَسَائِدُ أَقْوَامًا ۝

روز قیامت عام فیصلے کا دن وقت مقرر ہے جس روز صور میں آواز پھوگی جائے گا تم گروہ گروہ بن کر آجاؤ گے

وَفُتِحَتِ السَّمَاءُ فَكَانَتْ أَبْوَابًا ۝ وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا ۝ إِنَّ

اور آسمان دروازے دروازے ہو جائے گا اور پہاڑ چلائے جائیں گے تو وہ غبار ہو جائیں گے جہنم

أَجْهَمًا ۝ كَانَتْ مِرْصَادًا ۝ لِلظَّالِمِينَ مَأْبَأٌ ۝ لِبَشِيرِينَ فِيهَا أَحْقَابًا ۝ لَا يَذُقُونَ

گھات میں سے کافروں کے لئے ٹھکانہ ہوگی جس میں وہ مدت دراز تک ٹھہریں گے اس میں نہ ٹھنڈک

فِيهَا بَرْدٌ وَلَا شَرَابٌ ۝ إِلَّا حَمِيمًا وَعَسَاقًا ۝ جَزَاءً وَفَاقًا ۝ لَأَنَّهُمْ كَانُوا لَا يُؤْمِنُونَ

چھیں گے نہ پینے کو پانی سخت گرم پانی اور زخموں کی پیپ نہیں گے پورا پورا بدلہ ہوگا وہ لوگ حساب کا یقین نہیں

لِحِسَابٍ ۝ وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كِذَابًا ۝ وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ كِتَابًا ۝ فَذُقُوا فَلَن

رکھتے اور کھلی تکذیب کرتے ہیں اور ہم نے ہر ایک چیز کو قلم بند کر رکھا ہے عذاب کا مزہ چکھو اور ہم

نہ اس کی بجلی تیز کی یہ سب کام تمہارے (انسان کے) دست عمل سے بلند تر ہیں یہ تو تمہارے کمانے کے سامان ہیں جو حقیقت

میں کچھ نہیں کیونکہ تم چار پیسے کمالو تو کیا کرو گے جب تک ہم (خدا) تمہارے لئے غلہ پیدا نہ کریں کیا کھاؤ گے۔ اس لئے ہم نے

یہ بھی انتظام کر رکھا ہے کہ تمہارے لیے بوقت ضرورت بادلوں سے پانی اتارتے ہیں تاکہ ہم اس پانی کے ساتھ تمہارے غلہ کے

دانے اور تمہارے مویشیوں اور دیگر جانوروں کے لئے سبزیاں اور گھنے باغ پیدا کریں یہ ایسے واقعات ہیں جن سے تم لوگ

کسی طرح انکار نہیں کر سکتے اس لئے تم کو سمجھایا جاتا ہے کہ روز قیامت سے بھی انکار نہ کرو۔ کیونکہ وہ عام فیصلے کا دن ہے تم اس کو

تسلیم کرو کہ فیصلے کا دن وقت مقرر ہے جس روز اسرافیل فرشتے کی معرفت صور میں مردوں کی زندگی کی آواز پھوگی جائے گی۔

پس اس کی تاثیر سے تم سب انسان گروہ گروہ بن کر میدان محشر میں آجاؤ گے اور اس روز یہ موجودہ آسمان پھٹ کے دروازے

دروازے ہو جائیں گے اتنے بڑے جسیم پہاڑ اپنی جگہوں سے بذریعہ حرکت چلائے جائیں گے تو وہ غبار ہو جائیں گے پھر ان کو

سمندر میں ڈال دیا جائے گا۔ اس روز کافروں کے لئے جہنم گھات نبی ہوئی ہے ظالموں مشرکوں اور بدکاروں کے لئے ٹھکانہ ہوگی

جس میں وہ مدت دراز تک ٹھہرے رہیں گے باوجود سخت گرمی اور تپش کے نہ ٹھنڈک چکھیں گے نہ پینے کو پانی مگر سخت گرم پانی

اور زخموں کی پیپ پیں گے۔ یہ ان پر ظلم نہ ہو گا بلکہ پورا پورا بدلہ ہوگا۔ دنیا میں ایسے لوگوں کی پہچان چاہو تو سنو وہ لوگ ایسے

غانفل اور بدکاری میں منہمک ہیں کہ نیک و بد اعمال کے حساب کا یقین نہیں رکھتے اور ہمارے احکام کی کھلی تکذیب کرتے ہیں

حالانکہ ہم ان کے خالق اور مالک ہیں اور ہم نے ہر چیز کو خاص کر ان کے اعمال کو قلم بند کر رکھا ہے یعنی ہمارے فرشتوں نے سب

کچھ لکھ رکھا ہے علم حاصل کرنے کے لئے ہمیں ضرورت نہیں لیکن ان کے دکھانے کو یہ سارا انتظام کر رکھا ہے۔ چونکہ ان کا جرم

ہر طرح ثابت ہو گا پس ان کو کہا جائے گا۔ عذاب کا مزہ چکھو اور یہ خیال دل سے نکال دو کہ کبھی تم چھوٹو گے۔ ہرگز نہیں۔

۱۔ عجیب اتفاق ہے کہ اس وقت دم تحریر ہذا امرتسر میں خوب بارش ہو رہی ہے جس کی اشد ضرورت تھی (۶ ستمبر ۱۹۳۰ء)

۲۔ بعض اہل علم صور کو جمع صورت کہتے ہیں (تفسیر کبیر)

تَزِيدَكُمْ الْعَذَابًا ۝ اِنَّ لِلْمُتَّقِينَ مَفَازًا ۝ حَدَائِقَ وَاَعْنَابًا ۝ وَكَوَاعِبَ

ہم تم کو سوائے عذاب کے نہ بڑھائیں گے بے شک پرہیزگار لوگوں کے لئے بڑی مراد لے باغ کھانے کو انگور اور نوجوان ہم عمر

اَتْرَابًا ۝ وَكَاسًا بِهَاقًا ۝ لَيَتَمَنَّونَ فِيهَا لَعَوَالًا كِذِّبًا ۝ جَزَاءً مِمَّنْ تَرَكَ

عورتیں اور بھرے ہوئے پیالے وہ لوگ بے ہودہ بات یہ جھوٹ نہ سنیں گے یہ تیرے رب کی طرف سے جو

عَطَاءٍ حِسَابًا ۝ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ مَا يَبْدُوهُمُ الرَّحْمَنُ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا ۝

آسمانوں اور زمینوں اور ان کے درمیان کی سب چیزوں کا پروردگار ہے پورا پورا بدلہ ہوگا وہ لوگ اس خدا سے خطاب کرنے کی طاقت نہ

يَوْمَ يَقُومُ الزُّجُومُ ۝ وَاللَّيْلُكَ صَفًا ۝ لَا يَتَكَلَّمُونَ اِلَّا مَنْ اُذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ فَيَقَالَ

رہمن کے جس روز روح امین اور فرشتے نہیں باندھ کر کھڑے ہوں مگر وہی بول سکے گا جس کو رحمن نے اجازت دی ہو اور اس نے بات

صَوَابًا ۝ ذٰلِكَ يَوْمُ الْحَقِّ ۝ فَمَنْ شَاءَ اتَّخَذْ اِلٰى رَبِّهِ مَابًا ۝ اِنَّا اَنْزَلْنٰكُمْ عَذَابًا

سچ کی ہو بس وہ دن واقعی ہونے والا ہے پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ اختیار کرے ہم نے تم کو قریب الوقوع عذاب

قَرِيْبًا ۝ يَوْمَ يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَلَّمَتْ يَدُهٗ وَيَقُولُ الْكٰفِرُ لِيَلَيْتِي كُنْتُ تُرَابًا ۝

سے ڈرایا ہے جو اس روز ہوگا جس روز ہر آدمی اپنے ہاتھوں کی کمانی خود دیکھ لے گا اور کافر کے گاکہ اے کاش! میں مر کر مٹی میں مٹی ہو جاتا

ہم تو سوائے عذاب کے کچھ نہ بڑھائیں گے یعنی ہر آن تم کو عذاب ہی عذاب ہوگا یہ تو ہوا ان ظالموں کا انجام اب ان کے مقابل

نیک لوگوں کا حال بھی سننے کے قابل ہے بیشک پرہیزگار لوگوں کے لئے جو شریعت کے ماتحت زندگی گزارتے تھے آخرت میں

بڑی مراد ملے گی یعنی رہنے کے لئے باغ اور کھانے کو انگور اور دل خوش کرنے کو ان کی طرح کی نوجوان ہم عمر موتیوں جیسی

خوبصورت عورتیں اور شراب صافی کے بھرے ہوئے پیالے جس میں نہ نشہ ہوگا محض قوت اور لذت ہوگی۔ یہ مت سمجھو

کہ دنیا میں جہاں ایسے باغوں (مثلاً شالامار باغ لاہور وغیرہ) میں ایسے لوگوں کا اجتماع اور میلے ہوتے ہیں وہاں فحش گوئی اور بچ پنے

کی باتیں ہوا کرتی ہیں وہاں بھی ہوں گی ہرگز نہیں۔ وہ متقی لوگ ان بہشتوں میں کسی طرح کی بے ہودہ بات یا جھوٹ نہ سنیں

گے نہ بولیں گے۔ بلکہ نہایت منہذب عیش میں زندگی گزاریں گے۔ یہ تیرے رب کی طرف سے جو آسمانوں اور زمینوں اور ان

کے درمیان کی سب چیزوں کا مہربان پروردگار ہے پورا پورا بدلہ ہوگا باوجود اس کی رحمت اور بخشش کے اس کی بیعت اور رعب

کا یہ عالم ہوگا کہ وہ دنیا کے سارے لوگ اس (خدا) سے خطاب کر کے گفتگو کرنے کی طاقت نہ رکھیں گے۔ کیا مجال کہ مخاطب

کر کے کچھ عرض معروض کر سکیں۔ یہ اس روز ہوگا جس روز روح امین جبرائیل اور فرشتے صفیں باندھ کر (خدا) کے حضور

کھڑے ہوں گے ایسے چپ چاپ غلامانہ خاموش کہ بول نہ سکیں گے مگر وہی بول سکے گا جس کو خدا رحمن نے اجازت دی اور

اس سے پہلے دنیا میں صحیح بات کہی ہو یعنی شرک سے لوگوں کو ہٹایا ہو اور توحید کی طرف بلایا ہو۔ ہر ایک ایرے غیرے کو نہ

اجازت ہوگی نہ وہ بول سکے گا۔ پس وہ دن واقعی ہونے والا ہے۔ اس کے واقعات حقہ ہیں جو تیرے ہی بتائے ہوئے ہیں سب

انبیائے کرام کے بتائے ہوئے ہیں پس جو کوئی چاہے اپنے رب کی طرف جانے کا راستہ اختیار کرے تاکہ اس کی ونجات

ہو جائے دیکھو اسی لئے ہم نے تم انسانوں کو قریب الوقوع بعد الموت عذاب سے ڈرایا ہے جو اس روز ہوگا جس روز آدمی اپنے

ہاتھوں کی کمانی کئے ہوئے برے اعمال بنظر خود دیکھ لے گا اور ان کو دیکھ کر کافر منکر اور ناشکر انسان کے گاکہ اے کاش میں آج

مر کر مٹی میں مٹی ہو جاتا۔ اللھم احفظنا من حول الدنيا والاخر

لہ بیضاء المذہ للشاربین کی طرف اشارہ ہے۔

سورۃ نازعات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالْبُرْعَتِ غَرْقًا ۝ وَالنَّشْطِ نَشْطًا ۝ وَالسَّيْحَتِ سَبْمًا ۝ فَالسَّيْقَتِ

قسم ہے ان جماعتوں کی جو بڑی سختی سے روہیں نکالتی ہیں اور ان جماعتوں کی قسم ہے جو نیک روہیں خوشی کے ساتھ نکالتی ہیں تیز چلنے والی سواروں کی قسم ہے اور نیکوں

سَبْمًا ۝ فَالْمُدْبِرَاتِ أَمْرًا ۝ يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ۝ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ ۝

میں بڑھنے والوں کی قسم ہے اور سیاسی کام کے مدبرین کی قسم ہے جس روز ہلادینے والا ہلادے گا تو اس کے پیچھے آنے والا آئے گا

فُلُوبٌ يَوْمَئِذٍ وَاجِفَةٌ ۝ أَبْصَارُهَا خَاشِعَةٌ ۝ يَقُولُونَ أِنَّا لَمَرُدُّونَ

انہی دل مارے خوف کے دھڑک رہے ہوں گے ان کی آنکھیں جھکی ہوں گی کہتے ہیں کیا ہم پھر پہلی زندگی میں لوٹائے

فِي الْحَافِرَةِ ۝ إِذَا كُنَّا عِظَامًا نَّخِرَةً ۝ قَالُوا تِلْكَ إِذًا كَرَّةٌ خَاسِرَةٌ ۝

جائیں گے پس کیا جب ہماری ہڈیاں گل سڑ جائیں گی تو ہم اٹھائے جائیں گے کہتے ہیں یہ واپسی تو بہت نقصان دہ ہوگی

فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ ۝ فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ ۝

سوائے اس کے نہیں کہ وہ ایک آواز ہوگی پس وہ سطح زمین پر آجائیں گے

سورۃ نازعات

سنو جی ہم تمہیں بتلاتے ہیں کہ ایک روز آنے والا ہے جس میں تم سب خدا کے سامنے جوابدہ ہوں گے اس کو یوم الجزاء کہتے ہیں چونکہ تم لوگ منکر ہو اس لئے ہم اپنا بیان حلفیہ دیتے ہیں کہ قسم ہے فرشتوں کی ان جماعتوں کی جو بڑی سختی اور بے عزتی سے بہکاوں کی روہیں نکال دیتی اور ان جماعتوں کی قسم ہے جو نیک لوگوں کی روہیں خوشی خوشی عزت کے ساتھ نکالتی ہیں اور مجاہدین کی تیز چلنے والی سواروں کی قسم جو ایسی چیز چلتی ہیں گویا وہ پانی میں بے روک ٹوک تیرتی ہیں اور نیکوں میں بڑھنے والوں کی قسم ہے اور ان دینی سیاسی کام کے مدبرین کی قسم ہے جو مملکت کے کام کا احسن تدبیر سے انتظام کرتے ہیں ان قسموں سے یہ بتانا مقصود ہے کہ تمہارے اعمال نیک و بد کا بدلہ ضرور ملے گا جس روز پہلا لٹھ ہلادینے والا ہلادے گا تو اس کے پیچھے آنے والا دوسرا لٹھ آئے گا۔ پہلا لٹھ فنا کا ہو گا دوسرا بعثت کا اس روز کئی دل یعنی دلوں والے انسان مارے خوف دھڑک رہے ہونگے انکی آنکھیں مارے دہشت کے جھکی ہوں گی اسی حال میں سب کا فیصلہ کیا جائے یعنی جنتی جنت میں اور جنمی جنم میں داخل کئے جائیں گے قیامت کا ذکر سن کر کہتے ہیں کیا ہم مر کر ایک دفعہ پھر پہلی زندگی میں لوٹائے جائیں گے جب ہماری ہڈیاں گل سڑ جائیں گی (تو ہم اٹھائے جائیں گے) ضرور اٹھائے جاؤ گے یہ سکر کہتے ہیں یہ واپسی تو عقل سے بعید ہونے کی وجہ سے بہت نقصان دہ ہوگی۔ کیونکہ ہم نے اس زندگی میں برے برے کام کیے ہیں اگر دوبارہ زندہ ہو کر اور جزا اور سزا ملی تو ہماری خیر کہاں بھلا سڑی گلی ہڈیاں کہاں زندہ ہوں کہاں ہم سزا پائیں یہ تو محض وہی باتیں ہیں۔ حالانکہ یہ سب کچھ خدا کی قدرت کے ماتحت ہے۔ پس اس کی حقیقت سوائے اس کے نہیں کہ وہ ہمارے حکم سے اسرافیل کی ایک آواز ہوگی۔ پس وہ مردگان فوراً میدان محشر میں سطح زمین پر آجائیں گے آواز سکر کچھ بھی دیر نہ کر سکیں گے۔

۱۔ علم بلاغت کا قاعدہ ہے کہ منکر کے سامنے کلام موکد بہ قسم بولا جاتا ہے (مول) ۲۔ تیز گھوڑے کو ساعہ کہتے ہیں امراء القیس اپنے گھوڑے کی تعریف میں کہتے ہیں مسیح اذا السابحات علی الوفی ۳۔ ذلك رجوع بعید سے تطبیق ہے

هَلْ أَتَكَ حَدِيثُ مُوسَى ۖ إِذْ نَادَاهُ رَبُّهُ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۖ

ایا تجھے موسیٰ کی خبر پہنچی ہے جب اس کے پروردگار نے مقدس جنگل طوی میں اس کو بلایا

إِذْ هَبَّ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ إِنَّهُ طَغَىٰ ۖ فَقُلْ هَلْ لَكَ إِلَٰهِي إِلَّا أَنْ تَزُكَّىٰ ۖ وَأَهْدِيكَ

فرعون کے پاس جاوہ سرکش ہو گیا پس تو اس سے کہہ تجھے اس بات کی رغبت ہے کہ تو پاک صاف ہو جائے اور میں

إِلَىٰ رَبِّكَ فَتَخْشَىٰ ۖ فَآرَاهُ الْآيَةَ الْكُبْرَىٰ ۖ فَكَذَّبَ وَعَصَىٰ ۖ ثُمَّ

تجھے ہدایت کروں تو تو ڈر جائے پس اس نے اس کو بڑی نشانی دکھائی پھر بھی اس نے تکذیب اور بے فرمائی ہی کی اور پیچھا

أَدْبَرَ يَسْعَىٰ ۖ فَخَسَرَ فَنَادَىٰ ۖ فَقَالَ أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ ۖ فَأَخَذَهُ اللَّهُ

پھیر کر کوشش کرنے لگا پھر اس نے اپنے لوگوں کو جمع کیا اور بلند آواز سے کہا کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں پس خدا نے اس کو آخرت اور

نَكَالَ الْأَخْرَجَةِ وَالْأُولَىٰ ۗ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَخْشَىٰ ۖ ءَأَنْتُمْ

دینا دونوں کے عذاب میں پکڑا بے شک اس میں ڈرنے والوں کے بڑی عبرت ہے کیا تمہارا پیدا کرنا

أَشَدُّ خَلْقًا أَمِ السَّمَاءِ بَنِينَهَا ۖ رَفَعَهَا فَسَوَّيْنَهَا ۖ

بڑا سخت کام ہے یا آسمان کا بنانا خدا نے اس کو بنایا اور اس کی چھت کو خوب اونچا کیا

تیرے جیسی تعلیم دینے والے رسول پہلے بھی گزرے ہیں منجملہ ان کے ایک حضرت موسیٰ بھی رسول تھے کیا تجھے موسیٰ کی خبر پہنچی

ہے؟ خاص کر اس وقت کی جب اس کے پروردگار نے مقدس جنگل طوی میں اس کو بلایا حکم دیا کہ فرعون جو مدعی الوہیت ہے اس

کے پاس جا۔ کیونکہ وہ سرکش ہو گیا ہے انسان ہو کر مدعی الوہیت بن بیٹھا ہے پس تو اس سے کہہ اے فرعون کیا تجھے اس بات کی

رغبت ہے کہ میں تجھے نصیحت کروں تو اسے قبول کر کے پہلے گناہوں سے پاک صاف ہو جائے اور تجھے شوق ہے کہ میں تجھے

خدا کے بتانے سے ہدایت کروں تو تو اس کو قبول کر کے اللہ سے ڈر جائے یعنی اے شاہ مصر میں جو کچھ کہتا ہوں خیر خواہی کی نیت

سے کہتا ہوں اب بھی توجہ سے میری گزارش کو قبول کریں اس نے کہا تیرے اس دعویٰ رسالت پر کچھ دلیل بھی ہے؟ ہے تو

لا۔ پس اس موسیٰ علیہ السلام نے اس کو بڑی نشانی دکھائی یعنی اس کے دربار میں لکڑی پھینک دی جو سانپ بن گئی پھر بھی اس

فرعون نے تکذیب اور نافرمانی ہی کی اور پیٹھے پھیر کر حضرت موسیٰ کے برخلاف کوشش کرنے لگا چونکہ خدا کی طرف اس کی

تباہی کے دن قریب آگئے تھے اس لئے جو اسے سو جھتی الٹی سو جھتی پھر اس نے اپنے لوگوں کو جمع کیا اور بلند آواز سے پکار کر کہا

کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں۔ کیونکہ میں تم سب کو پرورش کرتا ہوں میرے سوا اور کوئی تمہارا رب اور الہ نہیں ہے

فرعون اسی دعویٰ پر اڑا رہا اور اس کے خوشامدی ارکان اس کے اس غلط دعویٰ کو صحیح ثابت کرنے کے لئے ہمہ تن کوشاں تھے۔

پس خدا نے اس کو آخرت اور دنیا دونوں کے عذاب میں پکڑا۔ دنیاوی عذاب تو یہ تھا کہ دریا میں اسے غرق کیا آخرت کا عذاب

یہ ہے کہ صبح و شام دوزخ کی آگ میں ڈالے جاتے ہیں بیشک اس واقعہ فرعون میں ڈرنے والوں کے لئے بڑی عبرت کا مقام یہ

ہے کہ ایک کمزور انسان خدائی کا مدعی ہو اور انجام اس کا یہ ہو کہ مع اپنے محافظ دستہ فوج کے دریا میں غرق کیا جائے اور نہ وہ خود

اپنے آپ کو عذاب سے بچائے نہ کوئی جماعت اس کو بچا سکے اس سے سمجھو کہ جھوٹے مدعی کا انجام اچھا نہیں اور بچوں سے

مقابلہ کرنے والوں کا خاتمہ بھی ٹھیک نہیں۔ پس تم قریش اپنے غلط خیال مکرر پیدائش نہ ہو گی اس سے باز آ جاؤں کیا تمہارا مکرر

پیدا کرنا بڑا سخت کام ہے یا آسمان کا بنانا دیکھو اور خوب دیکھو کہ خدا نے اس آسمان کو بنایا اسکی بلندی کو خوب اونچا کیا۔

۱۔ ان کنت جنت بابتہ فات بہا کی طرف اشارہ ہے ۲۔ النار يعرضون عليها عدو وعشيا الايتہ کی طرف اشارہ ہے

وَاعْطَشَ لَيْلَهَا وَأَخْرَجَ ضُغْمَهَا ۝ وَالْأَرْضَ بَعْدَ ذَلِكَ دَحَاهَا ۝ أَخْرَجَ

اس کے نیچے رات کو سیاہ بنادیا اور اس کے نیچے روشنی پیدا کردی اس کے بعد زمین کو بجا دیا اس کا

مِنْهَا مَاءَهَا وَمَرْعُهَا ۝ وَالْجِبَالَ أَرْسَاهَا ۝ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِأَنْعَامِكُمْ ۝ فَلَمَّا

پانی نکالا اور چارہ پیدا کیا اور پہاڑ گاڑ دئے یہ سب تمہارے گزارے اور تمہارے مویشیوں کے لئے کیا

جَاءَتِ الطَّائِفَةُ الْكُبْرَى ۝ يَوْمَ يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ مَا سَعَى ۝ وَبَرَزَتِ الْجَحِيمُ

جب بڑی مصیبت آجائے گی جس روز انسان اپنی کی ہوئی کوشش کو یاد کرے گا اور دوزخ دیکھنے والے

لَيْمِنَ يَبْرِي ۝ فَاتَمَّا مَنْ طَغَى ۝ وَاشْرَ الْحَيَوةَ الدُّنْيَا ۝ وَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ

کے سامنے کی جائے گی جس نے سرکشی کی ہوگی اور آخرت پر دنیا کو ترجیح دی تھی تو ایسی لوگوں کے لئے جہنم ہی ٹھکانہ

الْمَأْوَى ۝ وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَكَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَى ۝ فَإِنَّ

ہوگا اور جو کوئی اللہ کے مقام سے ڈرا ہوگا اور جس نے اپنے نفس کو ناجائز کوششوں سے روکا ہوگا

الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَى ۝ يُسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا ۝ فِيمَ أَنْتَ مِنْ

پس اسی کا ٹھکانہ جنت ہوگا تجھ سے ساعت قیامت کی بابت پوچھتے ہیں کہ وہ کب ظاہر ہوگی اس کے متعلق تیرا کیا

انتاکہ کروڑوں میل اونچا ہے پھر اس کو صاف ہموار کیا ایسا کہ کہیں شگاف یا سوراخ نام کو نہیں اور دیکھو اسی خدا نے رات دن پیدا

کیا اس آسمان کے نیچے کی رات کو دن کی نسبت سیاہ بنایا اور اسی کے نیچے روشنی پیدا کی یعنی دن کو روشن کیا تم دیکھتے ہیں کہ رات

دن ایک دوسرے کے ساتھ دورہ کرتے ہیں اور دیکھو زمین کو جو دراصل آسمان سے پہلے پیدا ہو چکی تھی مگر ٹھوس گولے کی

طرح تھی۔ خدا نے جب آسمان بنایا تو اسکے بعد زمین کو موجود مشہودہ صورت میں بچھا دیا ایسا بچھایا کہ تمہاری ضرورتوں کے

سامان اس میں ودیعت کر دیے دیکھو اس کے چشموں کی جگہ سے اس کا پانی نکالا اور پانی کے ساتھ اس زمین کا چارہ پیدا کیا جس کی

تم کو سخت ضرورت ہے اور اس کی قدرت کا نظارہ دیکھو کہ خشک زمین جو بوجہ کثرت پانی کے کانپ رہی تھی اس پر پہاڑ

گاڑ دیے تاکہ زمین ڈالوں ڈول حرکت نہ کرے جو تمہاری تکلیف کا باعث نہ ہو بلکہ مستقر رہے تمہارے لیے غذا پیدا کرے یہ

سب تمہارے انتظار اور تمہارے مویشیوں کے گزارے کے لئے کیا تاکہ تمہارے مویشی کھا کر تمہاری خدمت کریں اور تم ان

سے خدمت لے کر زمین کو آباد کرو اور خدا کا دیا ہوا رزق کھاؤ پھر کیا یہ سب انتظام بے نتیجہ اور بے حساب سے نہیں بلکہ اس کیلئے

ایک وقت مقرر ہے جس کا نام روز قیامت ہے یا بڑی مصیبت سے پس جب وہ بڑی گھڑی مصیبت کی آجائے یعنی جس روز انسان

اپنی کی ہوئی کوشش نیک ہو یا بد یاد کر لے گا اور دوزخ ہر دیکھنے والے کے سامنے کی جائے گی اس روز کا یہ فیصلہ ہو گا تاکہ جس نے

دنیا میں خدائی حکموں سے سرکشی کی ہوگی ایک طرف خدا کی شریعت اس کو بلاتی تھی دوسری طرف اس کا نفس یا اس کی سوسائٹی

اس کو اپنی طرف کھینچتی تھی وہ خدا کی شریعت کی پرواہ نہ کرتا تھا یہی اس کی سرکشی تھی جو اس نے کی اور آخرت پر دنیا کو ترجیح دی

تھی یعنی دنیاوی فوائد یا دنیاوی جماعت کو خدائی شریعت پر مقدم سمجھا تو ایسے لوگوں کے لیے جہنم ہی ٹھکانہ ہو گا جہاں سے وہ نہ

خود نکل سکیں گے نہ ان کو کوئی نکال سکے گا اور جو کوئی اللہ کے مقام یعنی رتبہ شان سے ڈرا ہوگا اور جس نے اپنے نفس امادہ کو

ناجائز خواہشوں سے روکا ہوگا بس اس کا ٹھکانہ جنت ہو گا یہ واقعات سب اس روز ہونگے جس روز کا نام قرآن مجید میں الساعۃ

بھی ہے یعنی آخری گھڑی۔ اس لئے منکرین قیامت اے نبی تجھ سے ساعت قیامت کی بابت پوچھتے ہیں کہ وہ کب ظاہر ہوگی

بتاکہ ہم اس سے پہلے توبہ کر کے جنت کے مستحق ہو جائیں ان کو یہ سوچنا چاہیے کہ اس ساعت کے متعلق تیرا کیا

۱۔ آسمان کی طرف لیل اور نضحی کی اضافت اردو میں اس کے سوا اور نہیں ہو سکتی

ذَكَرَهَا ۞ اِلَىٰ رَبِّكَ مُنْتَهَىٰ ۞ اِنَّمَا اَنْتَ مُنذِرٌ مِّنْ يَّحْضَرُهَا ۞ كَانَتْهُمْ يَوْمَ

قرض ہے اس کا انتہائی علم خدا کو ہے جو اس سے ڈرے تو اس کو سمجھا دے مگر جس روز اس کو

يُرْوَاهَا لَمْ يَلْبَثُوا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحًى ۞

دیکھیں گے ایسے ہو جائیں گے گویا وہ دنیا میں دن کا آگری وقت رہے ہوں گے یا ناشتہ کا وقت

سورت عبس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

عَبَسَ وَتَوَلَّىٰ ۞ اِنَّ جَاۤءَهُ الْاَعْتَىٰ ۞ وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهٗ يَزْكٰى ۞

رسول نابینا کے آنے سے عیب نہ میں ہوا اور منہ پھیر لیا تجھے کیا علم شاید وہ پاک ہو جاتا

قرض ہے یہ کہ تو بتا دے کہ آئیوالی ہے یا نہیں کہ یہ بتا کہ کب آئے گی اس کا انتہائی علم خدا ہی کو ہے۔ کیونکہ اس کا انجام کار خدا

ہی کے ہاتھ ہے تیرا تہ اتنا ہے کہ جو اس ساعت قیامت سے ڈرے تو اس کو سمجھا دے کہ اس کے آنے سے پہلے کچھ کر لو۔

آج تو یہ سوال پر سوال کرتے ہیں مگر جس روز اس کو آنکھوں سے دیکھیں گے ایسے بے خبر ہو جائیں گے گویا وہ دنیا میں دن کا

آخری وقت رہے ہوں گے یا صبح کے ناشتہ کا وقت اور بس سچ ہے

حال دنیا پر سیدم من از فرزانه سقمت آل خواب ست یابادست یا افسانہ

اللهم لا تجعلنا منهم

سورت عبس

دیکھو جی محمد رسول اللہ ﷺ کیسا پاک اخلاق اور ذی حوصلہ ہے مگر نیک نیتی سے اسے بھی کبھی غصہ آجاتا ہے۔ ایک نابینا

عبد اللہ اس کے پاس آیا کہ مسائل اسلام پوچھے مگر وہ اس وقت اکابر قریش کے ساتھ مشغول تھا۔ تو وہ رسول نابینا کے آنے

سے چین بے چین ہوا اور منہ پھیر لیا کہ نابینا نے بے موقع سوال کیوں شروع کر دیے ذرا صبر کر تا جب تک میں ان کا بر قریش

سے فارغ ہو جاتا۔ یہ تو گھر کا آدمی ہے تو گھر کی دیر خاموش رہتا تو حرج نہ تھا۔ ہم جانتے ہیں کہ اے رسول تیری نیت نیک تھی

مگر حقیقت کا تجھے کیا علم شاید وہ نابینا پوچھ کر عمل کر کے گناہوں کی الودگی سے بالکل پاک ہو جاتا

شان نزول

عبد اللہ بن ام مکتوم نابینا رضی اللہ عنہ ایسے وقت مجلس نبوی میں آیا کہ اکابر قریش حضور کے پاس بیٹھے دینی باتیں کر رہے تھے اور حضور ان کی دلی توجہ

سے سمجھا رہے تھے۔ عبد اللہ چونکہ نابینا تھا مجلس کی ہیبت و صورت کو نہ دیکھ سکا بار بار حضور کو اپنی طرف متوجہ کرتا مگر حضور علیہ السلام اس کی طرف

متوجہ نہ ہوئے بلکہ خلاف ادواب مجلس عبد اللہ کی گفتگو پر چہیں چہیں ہوئے عبد اللہ چونکہ عبد اللہ ایک مقرب صحابی تھا اس لئے اس کے قصے میں یہ

آیت نازل ہوئی

۱۔ شیعہ ترجمہ میں بحوالہ تفسیر صافی یوں لکھا ہے ایک شخص نے (اس سے) تیوری چڑھائی اور منہ پھر لیا کہ نبی کے پاس ایک نابینا آگیا (ترجمہ

مولوی مقبول احمد) اس مقام کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ تیوری چڑھانے والا عثمان بن عفان تھا (رضی اللہ عنہ) قطع نظر عدم مطابقت واقعات کے یہ

ترجمہ سیاق عبارت اور عربیت کے خلاف ہے کیونکہ اس سے انتشار ضماز لازم آتا ہے عبس اور تولى میں دونوں ضمیریں تو بقول شیعہ مترجم حضرت

عثمان کی طرف ہوئیں مگرہ کی ضمیر رسول اللہ ﷺ کی طرف چلی گئی یہی انتشار ضماز ہے جو عربیت میں قبیح سمجھا گیا ہے

أَوْ يَذَّكَّرُ فَتَنْفَعَهُ الذِّكْرُ ۚ أَمَّا مَنِ اسْتَغْنَىٰ ۖ فَأَن ت لَهُ تَصَدَّىٰ ۚ وَمَا

یا نصیحت پاجاتا اور وہ نصیحت اسے فائدہ دیتی جو شخص بے پرواہ ہے تو اس کے پیچھے بڑتا ہے حالانکہ

عَلَيْكَ إِلَّا يَذَّكَّرُ ۚ وَأَمَّا مَنِ اسْتَغْنَىٰ ۖ فَأَن ت لَهُ تَصَدَّىٰ ۚ وَمَا

تجھ پر گناہ نہیں کہ وہ پاک نہ ہو اور جو تیرے پاس کوشش کرتا ہوا آتا ہے اور وہ ڈرتا بھی ہے تو تو اس سے بے اعتنائی

تَلْعَىٰ ۚ كَلَّا إِنَّهَا تَذْكِرَةٌ ۖ فَمَنْ شَاءَ ذَكَّرْهُ ۗ فِي صُفْحٍ مُّكْرَمٍ ۚ

کرتا ہے ایسا ہرگز نہ جانے تحقیق یہ آیات نصیحت ہیں جو چاہے اس کو یاد کر لے عزت والے صحیفوں میں ہے

مَرْفُوعَةٍ مُّطَهَّرَةٍ ۚ بِأَيْدِي سَفَرَةٍ ۖ كِرَامٍ بَرَرَةٍ ۖ قَتَلَ الْإِنْسَانَ مَا أَكْفَرَهُ ۚ

بڑے بلند رتبہ عزت دار نیکو کار لکھنے والوں کے ہاتھوں میں رہتا رہا ہے انسان کو خدا کی مار کیسا ناخرا ہے

مِنْ أُمِّي شَيْءٍ خَلَقَهُ ۗ مِنْ نُّطْفَةٍ ۖ خَلَقَهُ فَقَدَرَهُ ۗ ثُمَّ السَّبِيلَ يَسَّرَهُ ۚ

خدا نے اس کو کسی چیز سے پیدا کیا مٹی کی بوند سے پیدا کیا خدا نے اس کو بنایا پھر اس کا اندازہ باندھ دیا پھر اس کے لئے راستہ آسان کر

ثُمَّ آتَاهُ آقَابَهُ ۚ ثُمَّ إِذَا آسَرَهُ ۚ

دیا پھر اس کو مار کر قبر میں داخل کر دیتا ہے پھر جب خدا چاہے گا اس کو اٹھالے گا

یا کسی قدر نصیحت پاجاتا اور وہ نصیحت اسے فائدہ دیتی پس آئندہ کو یہ خیال رکھا کر

مادروں رانگریم و حال را نے بروں رانگریم و قال

تیری نیک نیتی اس اصول پر غالب ہے اسی لئے جو شخص دین اور خدا سے مستغنی اور بے پرواہ ہے تو اس کے پیچھے بڑتا ہے تاکہ وہ

کسی طرح راہ رست پر آجائے حالانکہ اس بات میں تجھ پر گناہ نہیں کہ وہ آلودگی سے پاک نہ ہونہ ہونا چاہے سر کھائے اور جو

تیرے پاس ہدایت حاصل کرنے کیلئے کوشش کرتا ہوا آتا ہے اور وہ دل میں خدا سے ڈرتا بھی ہے تو تو اس سے بے اعتنائی کرتا

ہے گویا کرنے میں تیری نیت نیک ہے تاہم ہم بتاتے ہیں کہ ایسا ہرگز نہ چاہیے پس تو ہر ایک کو باقاعدہ نصیحت کیا کر تحقیق یہ

آیات قرآنیہ ہیں جو چاہے اس نصیحت کو یاد کر لے اگر ان کو یہ خیال ہو کہ بڑے آدمی ہیں بڑے جس دین یا جس کتاب کو مان

لیں اس کی عزت ہوتی ہے تو ان کو جاننا چاہئے کہ قرآن اس بات کا محتاج نہیں کیونکہ یہ قرآن انبیائے کرام کے عزت والے

صحیفوں میں چلا آیا ہے جو بڑے بلند رتبہ عزت دار نیکو کار لکھنے والوں یعنی انبیاء اور انکے اصحاب کے ہاتھوں میں رہتا ہے پھر اس

کو کسی دنیا دار عزت دار کی کیا حاجت بلکہ اہل دنیا کو عزت حاصل کرنے کے لئے اس کی حاجت ہے افسوس کہ دنیا میں ایسے

انسان بھی ہیں جو اس نعمت قرآن کی قدر نہیں کرتے ایسے انسان کو خدا کی مار کیسا ناخرا ہے جو خدا کی مہربانی کی قدر نہیں کرتا

کم بخت یہ بھی نہیں دیکھتا کہ خدا نے اس کو کس چیز سے پیدا کیا وہ اگر بھولا ہو تو ہم ہی بتاتے ہیں منی کو بوند سے پیدا کیا دیکھو تو

اس خدا نے اس کو اندر ہی اندر بنایا پھر اس کا اندازہ باندھ دیا اسکے اعضاء کا اس کے قد کا۔ اس کی عمر کا۔ اس کی خوراک کا۔ اس کی

زندگی اور موت کا غرض اس کی سب چیزوں کا اندازہ اور وقت مقرر کر رکھا ہے یہ سب کام اس کے باہر آنے سے پہلے ہی کر دیتا

ہے پھر اس کے لئے ماں کے پیٹ سے نکلنے کا راستہ آسان کر دیا پھر وہ دنیا میں زندہ رہتا ہے جب تک اس کی زندگی مقرر ہوتی

ہے پھر جب ختم ہوتا ہے تو اس کو مار کر قبر میں داخل کر دیتا ہے یا جہاں کوئی مرتا ہے وہاں ہی اس کو نظروں سے گم کر دیا جاتا ہے

چاہے جل کر راکھ کی صورت ہو جائے یا دریا میں مچھلیوں کی غذا کی شکل میں غرض ہر طرح پر وجود سے فنا کی طرف چلا جاتا ہے

پھر جب خدا چاہے گا اس کو جزا و سزا کیلئے مکرر زندہ کر کے اٹھالے گا

ان هذا لفي الصحف الاولى صحف ابراهيم وموسى ك طرف اشاره ہے

كَلَّا لَنَا يَقْضُ مَا أَمَرَهُ ۝ فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ إِلَى طَعَابِهِ ۝ أَكَا صَبَبْنَا لِلنَّاسِ

انسان نے اپنا فرض نہیں ادا کیا انسان اپنے کھانے کی طرف نظر کرے ہم نے اوپر سے پانی

صَبَبًا ۝ ثُمَّ شَقَقْنَا الْأَرْضَ شَقًّا ۝ فَأَنْبَتْنَا فِيهَا حَبًّا ۝ وَعَبَبْنَا وَقَضَبًا ۝

ڈالا پھر اس کے ساتھ زمین کو پھاڑا پھر اس میں دانے پیدا کئے اور انگور سبزیاں

وَزَيْتُونًا وَنَخْلًا ۝ وَحَدَائِقَ غُلْبًا ۝ وَفَاكِهَةً وَأَبًّا ۝ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلَا تَعْمَلُونَ ۝

زیتوں اور کھجوریں اور گھنے گھنے باغ اور میوہ جات اور چارہ پیدا کیا تمہارے گزارے کے لئے اور تمہارے مویشیوں کے گزارے کے لئے

فَإِذَا جَاءَتِ الصَّاحَّةُ ۝ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمُّهُ وَأَبِيهِ ۝ وَ

پھر جب وہ بیت ناک آواز آجائے گی جس روز ہر آدمی اپنے بھائی سے اپنی ماں سے اپنے باپ سے اور

صَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَأْنٌ يُغْنِيهِ ۝ وَجُودَةٌ ۝

اپنی بیوی سے اپنے بیٹوں سے بھاگ جائے گا ہر ایک آدمی کو اپنا فکر ہوگا جو اس کو بے خبر کر دے گا اس روز

يَوْمَئِذٍ مُّسْفَرَةٌ ۝ صَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ ۝ وَجُودَةٌ يُؤْمِدُ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ۝

کئی منہ تروتازہ چمکتے ہنستے اور خوش و خرم ہوں گے کتنے چہروں پر مٹی پڑی ہوگی

تَرْهَفُهَا قَتَرَةٌ ۝ أُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرَةُ الْفَجَرَةُ ۝

جن پر سیاہی چھائی ہوگی یہی لوگ کافر بدکار ہوں گے

دیکھو اتنا سننا اور قدرت کے اتنے واقعات دیکھ کر بھی اس انسان نے اپنا فرض ادا نہیں کیا کجنت ایسا اڑا پھر تاہے کہ خدائی

احکام سنکر پرواہ نہیں کرتا بھلا گذشتہ واقعات کی نسبت تو یہ کہہ سکتا ہے گو اس کا کہنا یہ لغو ہے کہ میں نہیں جانتا مجھے خدا نے مٹی

سے پیدا کیا اور کب کیا مگر حالات حاضرہ کی نسبت کیا کہہ سکتا ہے پس ایسا انسان اپنے کھانے کی طرف بغور نظر کرے یہ گول

مول روٹی یا چادلوں کی رکابی کہاں سے آئی وہ کیا بتائے گا ہم (خدا) ہی بتاتے ہیں کہ زمیندار جب دانہ زمین میں ڈال چکا اور اس کا

کام ختم ہو گیا تو ہم (خدا) نے اوپر سے مینہ کاپانی ڈالا پھر اس کے ساتھ زمین کو پھاڑا پھر اس میں وہ دانے پیدا کئے جو یہ ناشکر انسان

اس وقت کھا رہا ہے اور اسی پانی کے ساتھ ہم نے انگور اور ہر قسم کی سبزیاں انسانوں اور حیوانوں کے کھانے کے لائق اور

زیتون کا درخت جس سے تیل بھی نکلتا ہے اور کھجوریں اور گھنے گھنے باغ اور ہر قسم کے میوہ جات اور جانوروں کے لئے چارہ پیدا

کیا یہ کیوں کیا تمہارے گزارے کے لئے اور تمہارے مویشیوں کے گزارے کے لئے اتنے احسانات اور انعامات پا کر بھی یہ

مغرور انسان خدا کی طرف نہیں جھکتا پھر جب وہ بوجہ بیت ناک آواز کے کانوں کے پردے پھاڑنے والی قیامت کی گھڑی

آجائے گی اس روز اس کا حال کیا ہوگا یعنی جس روز ہر آدمی اپنے بھائی سے اپنی ماں سے اپنے باپ سے اپنی بیوی سے اپنے بیٹوں

سے بھاگ جائیگا اس خیال سے کہ کہیں ان کی ذمہ داری مجھ پر نہ آجائے روز کا ادنیٰ کرشمہ یہ ہوگا کہ ہر ایک آدمی کو اپنا فکر ہوگا جو

دوسروں سے اس کو بے خبر کر دے گا کیا تم نے کسی نیک دل شاعر کا قول نہیں سنا

بیٹا نہ پوچھے باپ کو جب دیکھے اس کے باپ کو سب یاد ہوں آپ کو ساتھی نہ ہو جز اپنا دم

اس روز کئی منہ مارے خوشی کے تروتازہ چمکتے ہنستے ہیں اور خوشی و خرم ہوں گے اور کتنے چہروں پر مٹی پڑی ہوگی جن پر بد اعمال

کی وجہ سے سیاہی چھائی ہوگی سچ تو یہ ہے کہ یہی لوگ کافر بدکار بد اعمال ہوں گے اور بس اللھم لا تجعلنا منهم

سورت تکویر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ ۝ وَاِذَا النُّجُوْمُ اِنْكَدَرَتْ ۝ وَاِذَا الْجِبَالُ سُوِّدَتْ ۝

جب سورج لپیٹ دیا جائے گا اور جب ستارے بے نور ہو جائیں گے اور پہاڑ کو چلایا جائے گا

وَاِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝

جان اور نینیاں بے کار چھوڑی جائیں گی اور جب جنگلی جانور جمع کئے جائیں گے

سورت تکویر

ان لوگوں کو روز حساب کی اطلاع دی جاتی ہے جو بجائے ڈرنے کے الٹے معاندانہ سوال کرتے ہیں کہتے ہیں یہ دن کب ہو گا تم ان لوگوں کو بتاؤ کہ جس روز یہ ہونا ہے۔ اس کے حصے دو ہیں پہلا حصہ فنا کا جب یہ موجودہ سورج لپیٹ دیا جائے گا یعنی یہ سارا نظام شمسی برباد کر دیا جائے اور جب سورج لپیٹ لئے جانے سے ستارے بے نور ہو جائیں گے اور کوہی سلسلہ سب برباد کر کے پہاڑوں کو ان کی جگہ سے چلایا جائے گا۔ یعنی پہاڑوں کو گرا کر زمین کو میدان صاف کر دیا جائے گا اور جس وقت مارے دہشت کے محبوب ترین مال جیسا عرب میں گا بن اور نینیاں ہیں یہ بھی بے کار بے رغبت چھوڑی دی جائیں گی کوئی ان کا مالک نہ بنے گا نہ کوئی ضائع ہو جانے کا خیال کرے گا اور جب وحشی جنگلی جانور جمع کئے جائیں گے یعنی زمین کی تیز حرکت سے مارے خوف کے ایک جگہ ہو جائیں گے۔

۱۔ فقل ينسفها ربي نسفا فيذرها قاعا ليه كي طرف اشاره ہے۔

۲۔ ہمارے پنجاب کے مدنی نبوت جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اس آیت کو اپنے حق میں لیا ہے کہتے ہیں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے

کہ اونٹنیوں پر سواری کرنی ترک ہو جائے گی تو مسیح موعود آجائے گا چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں

آسمان نے میرے لئے گواہی دی اور زمین نے بھی مگر دنیا کے اکثر لوگوں نے مجھے قبول نہ کیا میں وہی ہوں جس کے دقت میں اونٹ بیکار ہو گئے اور

پیشگوئی آیت کریمہ و اذا العشار عطلت پوری ہوئی اور پیشگوئی حدیث ولینتو کن القلاص فلا یسعی علیہا اپنی پوری پوری چمک دکھلائی

یہاں تک عرب اور عجم کے اؤیٹران اخبار اور جرائد والے بھی اپنے پرچوں میں بول اٹھے کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان جو ریل تیار ہو رہی ہے یہی اس

پیشگوئی کا ظہور ہے جو قرآن وحدیث میں ان لفظوں میں کی گئی تھی جو مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے (اعجاز احمدی ص ۲)

اس مضمون کو دوسرے مقام پر یوں لکھتے ہیں

اور یاد رہے کہ اس زمانے کی نسبت مسیح موعود کے ضمن بیان میں آنحضرت ﷺ نے یہ بھی خبر دی ہے جو صحیح مسلم میں درج ہے اور فرمایا ولینتو

کن القلاص فلا یسعی علیہا یعنی مسیح موعود کے زمانے میں اونٹنی کی سوار موقوف ہو جائے گی پس کوئی ان پر سوار ہو کر ان کو نہیں دوڑائے گا

اور یہ ریل کی طرف اشارہ تھا کہ اس کے نکلنے سے اونٹوں کے دوڑانے کی حاجت نہیں رہے گی اور اونٹ کو اس لئے ذکر کیا کہ عرب کی سواریوں میں

سے بڑی سواری اونٹ ہے جس پر وہ اپنے مختصر گھر کا تمام اسباب رکھ کر پھر سوار بھی ہو سکتے ہیں۔ اور بڑے کے ذکر میں چھوٹا خود ضمنا آجاتا ہے۔

پس حاصل مطلب یہ تھا کہ اس زمانے میں ایسی سواری نکلے گی کہ اونٹ پر بھی غالب آجائے گی جیسا کہ دیکھنے میں جو کہ ریل کے نکلنے سے قریباً

تمام کام جو اونٹ کرتے تھے اب ریلیں کر رہی ہیں پس اس سے زیادہ تر صاف اور منکشف اور کیا پیشگوئی ہو گی چنانچہ اس زمانے کی قرآن شریف نے

وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝ وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ ۝ وَإِذَا الْمَوْءِدَةُ سُيِّكَتْ ۝

اور جب دریا گرم کئے جائیں گے جب نفوس ملا دئے جائیں گے اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی کے حق میں سوال ہوگا

بِأَيِّ ذَنْبٍ

کہ وہ کس جرم میں

اور جب دریا یعنی ان کے پانی نیچے کی گرمی سے سخت گرم کئے جائیں گے یہ تو ہیں وہ واقعات جو روز قیامت کے پہلے حصے میں ہوں گے۔ اور دوسرا حصہ وہ ہے جب ہر قسم کے نفوس اپنی امثال کے ساتھ ملا دیئے جائیں گے ایک دوسرے کو پہچانیں گے اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی کے حق میں سوال ہوگا۔ کہ کسی جرم میں

بھی خبر دی جیسا کہ فرماتا ہے۔ واذا العشار عطلت یعنی آخری زمانہ وہ جبکہ اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی یہ بھی صریح ریل کی طرف اشارہ ہے اور وہ حدیث اور یہ آیت ایک ہی خبر دے رہی ہیں اور چونکہ حدیث میں صریح مسیح موعود کے بارے میں یہ بیان ہے اس سے یقیناً یہ استدلال کرنا چاہیے کہ آیت بھی مسیح موعود کے زمانے کا حال بتا رہی ہے اور اجمالاً مسیح موعود کی طرف اشارہ کرتی ہے پھر لوگ باوجود ان آیات بینات کے جو آفتاب کی طرح چمک رہی ہیں ان کی پیٹنگوئیوں کی نسبت شک کرتے ہیں۔ (دافع البلاء ص ۱۳)

ناظرین کرام :

مرزا صاحب کا مدعا صاف ہے کہ آپ نے ریل کی وجہ سے اونٹوں کا متورک ہونا مسیح موعود کی علامت بتائی ہے جو لوگ اس بات کو نہیں مانتے ان پر خفگی کا اظہار فرمایا ہے۔ ان کی خفگی کے الفاظ یہ ہے

یہ بھی احادیث میں آیا تھا کہ مسیح کے وقت میں اونٹ ترک کئے جائیں گے اور قرآن میں بھی وارد تھا واذا العشار عطلت اب یہ لوگ دیکھتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ میں بڑی سرگرمی سے ریل تیار ہو رہی ہے اور اونٹوں کے اودان کا وقت آگیا پھر اس نشان سے کچھ فائدہ نہیں اٹھائے (اشہار النعمی پانچ سو مباحثہ تریاق القلوب ص ۸)

خدا کی شان :

واقعات پر کسی کو قبضہ نہیں یہ وہ زمانہ ہے جب سلطان عبدالحمید خان مرحوم نے مسلمانان دنیا سے اپیل کی تھی کہ حجاز ریلوے کے لئے چندہ دو مرزا صاحب نے سمجھا کہ عبدالحمید جیسا ضابطہ اور مقبول سلطان حجاز میں ریل بنانے کا ارادہ کر چکا ہے تو پھر دیر کیسے ہو سکتی ہے مگر انہوں نے خیال نہ کیا کہ سلطان موصوف سے اوپر جو سلطان جہان ہے اس میں یہ طاقت ہے کہ سلطان کے ارادہ کو ناکام کر دے خدا کی حکمتیں وہی جانتا ہے حجاز ریلوے اسلامی دنیا کیلئے عموماً اور حجاز کیلئے خصوصاً کتنی کچھ مفید تھی۔ شاید اس فائدہ کے مقابلے میں جو مسلمانوں کو غلطی سے بچانا تھا وہ اہم اس لئے جو نئی مرزا صاحب اس ریلوے کو اپنے حق میں لکھا حکیم مطلق نے اسے بند کر دیا یہاں تک کہ زائرین حجاز دیکھ رہے ہیں اور ہر سال دیکھتے ہیں کہ مدینہ شریف سے مکہ مکرمہ کی طرف قدم بھر بھی ریلوے لائن نہیں بنی پھر نہیں معلوم مرزا صاحب نے حجاز ریلوے کو اس آیت ماتحت کیوں لکھ کر اپنے برخلاف ایک پہاڑ کھڑا کر لیا۔ یہ تو ہے واقعات سے جو اب اب ہم آیت کے الفاظ سے جواب دلاتے ہیں۔

آیت کریمہ میں بارہ دفعہ (اذا) آیا ہے علماء اور طلباء جانتے ہیں کہ (اذا) ظرف زمان کے لئے تیار ہوتا ہے اس لئے جو جواب اس کا آگے آتا ہے اسی سے اس کا تعلق ہوتا ہے اس جگہ اس اذا کا جواب خود قرآن مجید کے الفاظ میں موجود ہے علمت نفس ما حضرت جب یہ واقعات ہوں گے اس وقت ہر کوئی اپنے نیک و بد کاموں کو جان جائے گا۔ اگر اس سے مرزا صاحب کی مسیحیت موعود مراد ہوتی تو ان جواب یوں چاہیے تھا خرج المسح الموعود جب یہ واقعات ہوں گے تو مسیح موعود آجائے گا

پس قرآن مجید کے الفاظ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے پیچھے جانے سے ڈر لگتا ہے کہ اس آیت کے مصداق نہ بن جائیں استبدلون الذی ہو

ادنی بالذی ہو خیر

قِيلَتْ ۝۱۰ وَإِذَا الصُّفُوفُ نُشِرَتْ ۝۱۱ وَإِذَا السَّمَاءُ كُشِطَتْ ۝۱۲ وَإِذَا الْجَبَابِغُ سُورِتْ ۝۱۳

باری گئی تھی اور جب اعمال نامے سب کے سامنے پھیلا دیئے جائیں گے اور جب آسمان کی کھال کھینچی جائے گی اور جہنم تیز کی جائے گی

وَإِذَا الْجِبْتَةُ أَرْلِفَتْ ۝۱۴ عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا أَحْضَرَتْ ۝۱۵ فَلَا أَقْبَمُ بِالْخُنُوسِ ۝۱۶

اور جس وقت بہشت نزدیک کی جائے گی تو ہر آدمی نے جو جو کام حاضر کئے ہوں گے جان لے گا پس ہمیں قسم ہے چھپ چھپ کر

الْمَجَازِ الْكُنُوسِ ۝۱۷ وَالْأَيْلِ إِذَا عَسَعَسَ ۝۱۸ وَالصَّبْرُ إِذَا تَنَفَّسَ ۝۱۹ إِنَّهُ لَقَوْلُ

چلنے والے سیاروں کی اور قسم ہے رات کی جب وہ خوب تاریک ہو جاتی ہے اور قسم ہے جن کی جب وہ خوب روشن ہوتا ہے بے شک یہ معزز

رَسُولٍ كَرِيمٍ ۝۲۰ ذِي قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِينٍ ۝۲۱ مُطَاعٍ ثَمَّ أَمِينٍ ۝۲۲

رسول کا پیغام ہے وہ قوت اور طاقت والا ہے اللہ مالک الملک پاس بڑی عزت والا رئیس و معتبر امین بھی ہے

باری گئی تھی اس سے مطلب یہ ہو گا کہ اس کے مرتکب ذلیل ہوں کیونکہ بے گناہ بچی کو انہوں نے مار ڈالا اور جب بروز حشر

اعمال نامے سب کے سامنے پھیلا دیئے جائیں گے تاکہ سب لوگ خود پڑھ لیں اور فنا کے وقت جب آسمان ایسا سرخ ہو گا گویا

اس کی کھال کھینچی جائے گی اور جب اہل کفر اور اہل فسق کے لئے حسب اعلان جہنم تیز کی جائے گی اور جس وقت بہشت اہل

ایمان کے نزدیک کی جائے گی۔ یہ واقعات جب حشر کے میدان میں ہوں گے تو ہر آدمی نے جو جو کام یہاں سے وہاں اپنے لئے

حاضر کئے ہوں گے اس وقت جان لے گا یعنی ہر نیک و بد اس کے سامنے آجائے گا یہ تو مسئلہ معاد (قیامت) کا اب نئے مسئلہ

رسالت یعنی قرآن مجید کی صداقت کا ذکر پس ہمیں قسم ہے چھپ چھپ کر چلنے والے سیاروں کی قسم ہے رات کی جب وہ

خوب تاریک ہو جاتی ہے اور قسم ہے دن کی جب وہ خوب روشن ہوتا ہے بیشک یہ قرآن معزز رسول جبرائیل فرشتہ کا پونچھیا ہوا

پیغام ہے اور جو خدا کی طرف سے وہ حضور محمد مصص کے قلب مبارک پر لاتا ہے۔ بڑی قوت اور طاقت والا ہے اللہ مالک الملک

کے پاس بڑی عزت والا سب فرشتوں کا رئیس جس کا کما سب مانتے ہیں۔ اس جگہ وہ معتبر امین بھی ہے جو کسی طرح خدائی پیغام

میں کمی بیشی نہیں کر سکتا ہے اس شان کا فرشتہ اس قرآن کو حضرت محمد مصص کے پاس لایا ہے جو رات دن کا تمہارا ہم

نشین ہے پھر بھی تم اس کی تصدیق نہیں کرتے اور ادھر ادھر کی بدحواس باتیں کہتے ہو اور سوچتے نہیں ہو کہ

۱۔ عرب میں بدر قسم تھی کہ لڑکی سے بہت نفرت کرتے تھے بس چلتا تو زندہ در گور کر دیتے۔ اس رسم کی بابت مولینا عالی مرحوم نے کہا ہے

جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر تو خوف شامت سے بے رحم مادر

پھرے دیکھتی جو خاندان کے تیور کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اس کو جا کر

وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

قرآن مجید چونکہ ہر قسم کی رسوم قبیحہ کی اصلاح کرنے کو آیا تھا اس لئے اس بدر رسم کی اصلاح بھی کرنے کو یہ آیت نازل ہوئی۔

۲۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد نبوت قرباچھ سو برس بند رہی ہے یہاں تک کہ دنیا میں بالکل ظلمت منکرات ہو گئی۔ اس کے بعد ضیاء محمدی

طلوع ہوئی اس سلسلہ قسم میں ان تینوں باتوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے الہی ہدایت جو حضرت مسیح سے زمانہ نبوت محمدیہ تک ہے اس کو مخفی ستاروں سے

تشبیہ دی زمانہ منکرات کو مکمل شب تاریک سے تشبیہ دے کر زمانہ نبوت محمدیہ کو روز روشن بنا کر جواب قسم میں فرمایا ہے

انه لقول رسول الایته (الله اعلم)

فاذا انشقت السماء فکانت وردته کالدھان کی طرف اشارہ ہے۔

وَمَا صَاحِبَكُمْ يَجْنُونَ ۝ وَقَدْ رَأَاهُ بِالْأُفُقِ الْمِيِّنِ ۝ وَمَا هُوَ عَلَى

یہ تمہارا ہم نشین مجنوں نہیں یہ تو اس کو روشن کنارہ پر دیکھا چکا ہے اور علم غیب

الْغَيْبِ بِضَنِينٍ ۝ وَمَا هُوَ يَقُولُ شَيْطَانٌ رَّجِيمٌ ۝ فَآيُنْ تَذْهَبُونَ ۝

پر بخیل نہیں اور نہ وہ شیطان مردود کا قول ہے پس تم لوگ کہاں کو جاتے ہو

إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْعَالَمِينَ ۝ لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِيمَ ۝ وَمَا تَشَاءُونَ

یہ تو دنیا کے سب لوگوں کے لئے نصیحت ہے اور جو راہ راست پر سیدھا چلنا چاہے اور تم چاہ کر کامیابی

إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝

نہیں کر سکتے مگر جس وقت خدا ہی چاہے

سورۃ انفطار

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خدا کے نام سے شروع جو بہت بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے

إِذَا السَّمَاءُ انْفَطَرَتْ ۝ وَإِذَا الْكَوَاكِبُ انْتَثَرَتْ ۝ وَإِذَا الْبِحَارُ فُجِّرَتْ ۝

جب آسمان پھٹ جائے گا اور ستارے بے نظام ہو جائیں گے اور جب دریا پیر دے جائیں گے

وَإِذَا الْبُحُورُ بُعْثِرَتْ ۝

اور جب اہل قبور جمع کئے جائیں گے

کہ یہ تمہارا ہم نشین محمد رسول اللہ ﷺ مجنوں تو نہیں جو تمہارے سامنے غلط دعویٰ نبوت کرتا بلکہ یہ تو اس جبرئیل کو بچشم خود

بلند اور روشن کنارہ پر دیکھ چکا ہے جب وہ اس کے پاس پہلی مرتبہ آیا اور پیغام رسالت دے گیا۔ پس یہ تمہارا ہم نشین اس

جبرئیل کے پیغام سے بولتا ہے اور وہ اس کے بتائے ہوئے غیب پر بخیل نہیں بخیل کیسے ہو وہ تو مامور ہے جو اسے بتایا جاتا ہے وہ

کہہ دیتا ہے اس کو اس میں کوئی دخل نہیں اس لئے نہ وہ قرآن کسی غیر کا کلام ہے اور نہ وہ شیطان مردود کا قول ہے جیسا کہ تم

مشرک لوگ بدگمانی کرتے ہو۔ پھر لوگ اسے چھوڑ کر کہاں کو جاتے ہو یہ قرآن تو دنیا کے سب لوگوں کے لئے نصیحت ہے مگر

ہاں اس کے لئے نصیحت ہے جو راہ راست پر سیدھا چلنا چاہے اور حق بات یہ ہے کہ تم انسان چاہ کر کامیابی نہیں کر سکتے مگر جس

وقت خدا ہی اس کام کو اچھا چاہے کیا تم نے کسی عارف کا قول نہیں سنا

داو حق را قابلیت شرط نے بلکہ شرط قابلیت داد اوست

پس تم یہ دعائیں پڑھا کرو واھدنا صراط المستقیم

سورۃ انفطار

مشرکین منکرین قیامت پوچھتے ہیں تیامت کب ہوگی سوائے نبی ان کو کہہ کہ سنو جی جب موجودہ آسمان پھٹ جائے گا اور

موجودہ روشن ستارے آفتاب سے بے تعلق ہو کر بے نظام ہو جائیں گے اور جب یہ دریا رواں چیر دیئے جائیں گے یعنی ان کا

پانی ادھر ادھر پھیلا دیا جائیگا تاکہ زمین خشک ہو جائے اور جب اہل قبور میدان حشر میں جمع کئے جائیں گے ان واقعات میں بعض

قبل حشر اور بعض بعد حشر ہوں گے

عَلِمْتَ نَفْسَ مَا قَدَّمَتْ وَأَخَّرَتْ ۝ يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ مَا غَرَّبَكَ بِرَبِّكَ

تو ہر نفس کو جو پہلے کر چکا ہوگا اور جو پیچھے چھوڑ گیا ہوگا سب جان لے گا اے انسان تجھے اپنے رب کریم سے کس چیز نے بنا

الْكَرِيمِ ۝ الَّذِي خَلَقَكَ فَسَوَّاكَ فَعَدَلَكَ ۝ فِي أَيِّ صُورَةٍ مَا شَاءَ

رکھا ہے جس نے تجھے پیدا کیا پھر درست اندام بنایا پھر تجھے معتدل بنایا جس شکل صورت میں چاہا تجھے مرکب کر

رَبِّكَ ۝ كَلَّا بَلْ تُكَذِّبُونَ بِالذِّينِ ۝ وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ ۝ كِرَامًا

دیا۔ بلکہ تم لوگ جزا و سزا کی تکذیب کرتے ہو حالانکہ معتبر محررین تم پر محافظ

كَاتِبِينَ ۝ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ ۝ إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۝ وَإِنَّ الضَّالِّينَ لَفِي

ہیں جو کچھ تم کرتے ہو وہ جانتے ہیں نیک لوگ نعمتوں میں ہوں گے اور بدکار لوگ جہنم میں

جَحِيمٍ ۝ يَصُومُونَهَا يَوْمَ الدِّينِ ۝ وَمَا هُمْ عَنْهَا بِغَائِبِينَ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمَ الدِّينِ ۝

ہوں گے فیصلے روز اس میں داخل ہوں گے اور وہ اس سے دور نہ ہوں گے تمہیں کیا معلوم کہ وہ فیصلے کا دن کیا ہے

ثُمَّ مَا أَدْرَاكَ مَا يَوْمَ الدِّينِ ۝ يَوْمَ لَا تَمَلِكُ نَفْسٌ لِنَفْسٍ شَيْئًا ۝ وَالْآخِرُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ ۝

پھر تمہیں کیا معلوم کہ فیصلے کا دن کیا ہوگا اس روز کوئی شخص کسی دوسرے کے لئے کچھ بھی اختیار نہ رکھے گا سارا اختیار اس روز اللہ ہی کو ہوگا

اس روز قیامت ہوگی تو اس وقت ہر نفس جو زندگی میں پہلے کر چکا ہوگا اور جو نیک کام مثل صدقہ جاریہ یا بد عمل مثل رسوم قبیحہ پیچھے

چھوڑ گیا ہوگا سب جان لے گا کیونکہ وہ اس کے سامنے آجائیں گے نیک کام کرنے والا خوش ہوگا بد کرنے والا روئے گا مگر رونے

سے کچھ فائدہ نہ ہوگا فائدہ اس صورت میں ہے کہ ابھی سے سیدھا ہو کر چلے اس لئے نوع انسان کو سمجھایا جاتا ہے کہ اے آدم

کے بچے انسان تو جو خدائے عرشہا سے ہٹ رہا ہے تجھے اپنے رب کریم سے کسی چیز نے ہٹا رکھا ہے وہ تیرا رب کوئی ایسا نہیں جس کا

تعلق تجھ سے نیا ہو بلکہ تیری پیدائش سے پہلے کا ہے کیونکہ وہ ہی ہے جس نے تجھے تیری ماں کے پیٹ میں پیدا کیا پھر درست اندام

بنایا پھر قد و قامت کے لحاظ سے بھی تجھے معتدل بنایا جس شکل و صورت میں چاہا اپنے قانون قدرت سے تجھے مرکب کر دیا ہے نبی

آدم کیا تمہیں ان واقعات میں شک ہے پھر کیوں تم ان باتوں کو مان کر خدائی شریعت کے منکر ہو بلکہ تم لوگ نیک و بد اعمال کی

تکذیب کرتے ہو اور خیال نہیں کرتے ہو کہ تمہارا یہ انکار خدا کی بے انصافی تک پہنچتا ہے کیونکہ جب نیک و بد اعمال کی جزا و سزا

نہیں تو انصاف اور بے انصافی کیا ہوئی اسی انکار کی وجہ سے تم لوگ ہر قسم کی بد اعمالی کرنے میں مشغول رہتے ہو حالانکہ خدا کی

طرف سے معتبر محررین تم پر محافظ ہیں جو کچھ تم لوگ کرتے ہو وہ سب کچھ جاننے ہیں اور لکھ لیتے ہیں نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ نیک

لوگ جن کے اعمال نامہ میں نیکیوں کی کثرت ہوگی وہ ہمیشہ کی نعمتوں میں ہوں گے اور ان کو کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے یہاں

کے لئے کیا تھا اس کا انعام پاد اور ان کے مقابل بدکار لوگ جہنم کے عذاب میں ہوں گے بعد الموت فیصلے کے روز اس میں داخل

ہوں گے اور پوری سزایاں گے ہر چند کوشش کریں گے کہ باہر آئیں مگر وہ اس سے دور نہ ہو سکیں گے اور میاں تمہیں کیا

معلوم کہ وہ فیصلے کا دن کیا ہے ہم پھر کہتے ہیں کہ تمہیں کیا معلوم کہ وہ فیصلہ کا دن کیا ہوگا اور ایسا بھگڑ کا دن ہے کہ اس روز کوئی

شخص کسی دوسرے کے لئے کچھ اور بھی اختیار نہ رکھے گا اور سارا اختیار اس روز اللہ ہی کو ہوگا اگرچہ آج بھی سب اختیار خدا ہی کا

ہے تاہم لوگ دعویٰ دہاں تو ہیں وہاں دعویٰ بھی کسی کو نہ ہوگا جسکو چاہے گا پکڑے گا جسے چاہے گا چھوڑ دے گا۔ اللهم اغفر لنا

۱۔ نثر ضد نظم ہے کے معنی با وصل نثر کے معنی ہیں بے وصل

۲۔ ان رسلنا یکتومون ماتمکرون کی طرف اشارہ ہے۔

۳۔ کلو واشربو ہنیاء بما اسلفتم فی الایام الخالیۃ کی طرف اشارہ ہے۔

سورۃ مطففین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو نہات مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ ۝ وَإِذَا كَالُوهُمْ

ان کم دینے والوں کے لئے افسوس ہے جو لوگوں سے لیتے وقت پورا پورا لیتے ہیں اور جب ناپ سے

أَوْزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ ۝ أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ ۝ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ۝ يَوْمَ

یا وزن سے دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں کیا یہ لوگ جانتے نہیں کہ وہ ایک بڑے دن میں اٹھائے جائیں گے جس دن

يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْفُتُورِ لَفِي سِجِّينٍ ۝ وَمَا

سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے بدکاروں کے اعمال سچین میں ہیں اور

أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ ۝ كِتَابٌ مَّرْقُومٌ ۝ وَيْلٌ لِّيَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ ۝ الَّذِينَ

تمہیں کیا معلوم سچین کیا ہے وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے اس روز جھٹلانے والوں کے لئے افسوس ہوگا جو یوم

يَكْتُمُونَ يَوْمَ الَّذِينَ ۝ وَمَا يَكْدُبُ بِهَا إِلَّا كَلٌّ مُّعْتَدٍ أَثِيمٌ ۝

بجاء کو نہیں مانتے اور اس کو حدود اللہ سے گزر جانے والے بدکار ہی جھٹلاتے ہیں

سورۃ مطففین

دنیا میں جتنی خرابیاں ہیں قرآن مجید سب کی اصلاح کرنے کو آیا ہے۔ ان خرابیوں میں سے ایک خرابی کو بند کم تول بھی ہے جس کو بد نیت دکاندار صنعت تجارت جان کر کرتے ہیں ایسی خرابی کرنے کیلئے انکو سنادے کہ ان کم دینے والوں کیلئے افسوس ہے جو لوگوں سے لیتے وقت ٹھوک بجا کر پورا پورا بلکہ داؤ چلے تو زیادہ بھی لیتے ہیں اور جب ناپ سے یا وزن سے دیتے ہیں تو کم دیتے لطف یہ ہے کہ دیکھنے والے کو کبھی معلوم نہیں ہونے دیتے بظاہر پیانہ اور ترازو دونوں ٹھیک ہیں مگر اندر کی کیا یہ لوگ جانتے ہیں کہ وہ ایک بڑے دن میں جو وقت الحساب ہے اٹھائے جائیں گے جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے اور حساب دیں گے جو لوگ اس دن کو مانتے ہیں وہ تو اپنا عمل اعتقاد کے موافق کریں اور جو اس دن کو نہیں مانتے ان کو ماننا چاہیے کیونکہ اس کے نہ ماننے سے انسان بدکار رہتا ہے اور بدکاری کا نتیجہ یہ ہے کہ بدکاروں کے اعمال بد سچین میں ہیں۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ سچین کیا ہے وہ ایک بہت بڑی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ یعنی مسلمانے بدکاراں ہے اس روز یعنی جزا و سزا کے دن جھٹلانے والوں کیلئے افسوس ہوگا جو اس دنیا میں یوم الجزا کو نہیں مانتے اور دراصل بات یہ ہے کہ اس یوم الجزاء کو حدود الہیہ سے گزر جانے والے بدکاری ہی جھٹلاتے ہیں۔ کیونکہ اگر وہ یوم الجزاء پر یقین رکھیں تو ان کو بد عملی کرتے وقت دل میں کھٹکا ہو جس سے ان کے عیش میں ٹھکر آجائے اور بے لطفی ہو اس لئے وہ سرے سے اس بات کے قائل ہی نہیں ہوتے کہ نیک و بد اعمال کا کوئی بدلہ ہے بلکہ ان کا قول یہی ہے

صبح تو جام سے گزرتی ہے شب دل آرام سے گزرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے اب تو آرام سے گزرتی ہے

إِذَا تَنُتْنَا عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۝ كَلَّا بَلْ سَاءَ مَا كَانُوا

جب کبھی ہمارے علم پڑھے جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے کئے ہوئے کاموں

كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝ كَلَّا إِنَّهُمْ عَنْ رَبِّهِمْ يَوْمِئِذٍ لَمَنجُوبُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّهُمْ لَصَالُوا

زنگ لگا دیا ہے بے شک یہ لوگ اس دن اپنے رب سے پردے میں کئے جائیں گے پھر یہ جہنم میں داخل

الْبَحِيمِ ۝ ثُمَّ يُقَالُ هَذَا الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ مُكَذِّبُونَ ۝ كَلَّا إِنَّ كِتَابَ الْأَبْرَارِ لَفِي

ہوں گے پھر ان کو کہا جائے گا کہ یہ وہی دن ہے جس کی تم لوگ تکذیب کرتے تھے بے شک نیک لوگوں کے اعمالنامے

عَلِيِّينَ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا عَمِلْتُمْ ۝ كِتَابٌ مَرْقُومٌ ۝ يَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ ۝

علیین میں ہیں تمہیں کا معلوم علیین کیا ہے وہ کتاب مرقوم ہے جس میں خدا کے مقرب بندے آتے رہتے ہیں

لِأَنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ ۝ عَلَى الْأَرْبَابِ يُنظَرُونَ ۝ تَعْرِفُ فِي وُجُوهِهِمْ

نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے سختوں پر بیٹھے ہوئے تاکتے ہوں گے تو ان کے چروں میں نعمتوں کی

نَضْرَةٌ النَّعِيمِ ۝ يُسْقُونَ مِنْ رَحِيقٍ فَخْتُورٍ ۝

تروتازگی معلوم کرے گا سر بہر انگوروں کی شراب پلائی جائے گی

اس لئے تو ان لوگوں کی یہ حالت ہے کہ جب کبھی ان پر ہمارے علم پڑھے جاتے تو کہہ دیتے کہ یہ تو پہلے لوگوں کو کہانیاں میں کہیں موسیٰ عیسیٰ کا ذکر ہے تو کہیں فرعون قارون کا یہ تو شخص بچوں کے بہلانے کی باتیں ہیں ہم بڑی عمر کے اس قسم کے قصوں سے نہیں بہلتے ایسا نہیں جو شخص مذکورہ کہتا ہے بلکہ ان کے دلوں پر ان کے کئے ہوئے کاموں نے زنگ لگا دیا ہے اس لئے وہ سمجھ نہیں سکتے کہ

از مکافات عمل خافل مشو گندم از گندم بروند جوز جو

بیشک یہ لوگ اس دن جس روز سب سے بڑی نعمت خدا کی زیارت ہوگی اپنے رب سے پردے میں کئے جائیں گے یعنی ایسے لوگوں کو خدا کی زیارت نہ ہوگی۔ پھر یہ سارے کے سارے جہنم میں داخل ہوں گے پھر ان کو کہا جائے گا کہ یہ وہی دن ہے جس کی تم لوگ تکذیب کرتے تھے ان کے مقابل نیک لوگوں کا حال بھی تم کو معلوم ہے سنو۔ بیشک نیک لوگوں کے اعمال علیین میں رکھے جاتے ہیں تمہیں کیا معلوم علیین کیا ہے سنو وہ بھی ایک بڑی مرقوم کتاب ہے جس میں خدا کے مقرب بندے فرشتے اور بنی آدم بڑے بڑے درجوں والے لوگ بھی آتے رہتے ہیں یعنی وہ ایک اعلیٰ درجہ کا کتاب گھر ہے کسی کے اعمالنامہ کا اس میں ہونا اس شخص کی نجات کی علامت ہے اسی لئے ایسے نیک لوگ بڑی نعمتوں میں ہوں گے اپنے اپنے محلات میں تختوں پر بیٹھے ہوئے آمنے سامنے ایک دوسرے کو تاکتے ہوں گے یعنی دنیا میں جن لوگوں کی باہمت مصاحبت ہوگی وہ جنت میں بھی اس طرح باہمی میل جول سے لطف صحبت پائیں گے تو اے سننے والے ان کے چروں میں نعمتوں کی تروتازگی معلوم کرے گا جیسے دنیا میں امیر آدمی کھانے پینے والا بمقابلہ غریب فاقہ کش کے ممتاز دکھائی دیتا ہے۔ ان کی نعمتوں کا شمار کیا ان میں سے ایک بتاتے ہیں کہ ان کو سر بہر خالص انگوروں کی بڑی لذیذ شراب پلائی جائے گی۔ جس میں لذت تو اعلیٰ درجہ کی ہوگی مگر نشہ یادرد سر نام کو نہ ہوگا بوتلوں میں بھری ہوئی ہمریں لگی ہوئی ان کے سامنے لائی جائے گی ہمر کیسی دنیا میں ایسی بوتلوں پر مہر لاکھ کی ہوتی ہے۔

۱ قرآن مجید میں ضمیر مفرد بتاویل ہے ویل نوع ہے نہ بمعنی فرد فاقم

۲ آیت لا فیہا غول ولا ہم یزقون کی طرف اشارہ ہے

خَتْمُهُ مِسْكٌ ۖ وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ ۗ وَرَجَاهُ مِن تَسْنِيمٍ ۗ

اس کی مرکتوری کی ہوگی پس چاہئے کہ نجات کے شائق اس میں رعبت کریں اور اس کی ملاوٹ تسنیم کے کالیں پانی سے ہوگی

عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا الْمُقَرَّبُونَ ۗ إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا

وہ ایک چشمہ ہوگا جس پر خدا کے مقرب بندے پانی پئیں گے وہ لوگ جو بدکار ہیں ایمانداروں سے ہنسی

يَضْحَكُونَ ۗ وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامِرُونَ ۗ وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ انْقَلَبُوا

کرتے ہیں اور جب ان کے پاس سے گزرتے ہیں تو اشارے کرتے ہیں اور جب اپنے گروالوں کی طرف جاتے ہیں تو بڑے خوش

فَلِهَيْنَ ۗ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَٰؤُلَاءِ لَضَالُونَ ۗ وَمَا أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ

خوش جاتے ہیں اور جب مسلمانوں کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں یہ لوگ بھولے ہوئے ہیں یہ ان پر ذمہ دار بنا کر بھیجے نہیں

حُفَظِينَ ۗ قَالِيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ يَضْحَكُونَ ۗ عَلَىٰ الْأَرَابِكِ ۚ

گئے پس اس روز ایماندار لوگ کافروں سے ہنسیں گے باغوں میں تختوں پر بیٹھے

يَنْظُرُونَ ۗ هَلْ ثَوَابَ الْكُفَّارِ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ۗ

ہوں گے کیوں جی منکروں کو ان کے کئے ہوئے اعمال کا بدلہ ملا؟

مگر اس کی مرکتوری کی ہوگی یہ ایک نعمت ہے جو نجات یافتہ لوگوں کو ملے گی۔ باقی کا کیا شمار پس چاہئے کہ نجات کے شائق نیک کام کریں اور اس معاوضہ پر خوش قسمت لوگ نیک کام کریں اور نجات کے شائقین اس قسم کی نعمتوں میں رغبت کریں یہ جو ہم نے ذکر کیا ہے یہ تو اس چیز کا ہے جو بوتلوں کے اندر ہوگی اور سنو جیسے دنیا میں تیز شراب میں سوڈا اور وغیرہ ملائے ہیں۔ اس شراب میں بھی ملائیں گے اس کی ملاوٹ تسنیم کے خالص پانی سے ہوگی وہ ایک چشمہ ہوگا جس پر خدا کے مقرب بندے پانی پئیں گے اس کی مٹھاس اور لذت یہاں کسی کی سمجھ میں نہیں آسکتی وہ چکھنے اور پینے ہی پر موقوف ہے ان کے مقابلے میں وہ لوگ جو خلاف تعلیم خود بدکار ہیں وہ ان ایمانداروں سے ہنسی کرتے ہیں کہتے ہیں لوگ مذہبی مجنوں ہیں اور جب ان کے پاس سے گزرتے ہیں تو گوشہ چشم سے ایک دوسرے کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اس اشارہ مضمون یہ ہوتا ہے کہ دیکھو میاں یہی لوگ جنت کے وارث ہیں ان کی حیثیت اور ان کی صورت دیکھئے کیا کہتے ہیں مثل مشہور ہے۔ ذات کی چھکلی شہتیروں سے پکڑا نہی پر صادق ہے اور یہ اشارے کر کے مسرت حاصل کرتے ہیں۔ جیسے مسخرے کسی سے مسخری کر کے مسرور ہوتے ہیں اور جب یہ مسخری کرنے والے لوگ اپنے گھروں کھلے جاتے ہیں تو بڑے خوش جاتے ہیں کہ آج ہم نے ان مذہبی پاگلوں سے خوب ہی دل لگی کی اور جب ان مسلمانوں کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں یہ لوگ راہ راست سے بھولے ہوئے ہیں۔ حالانکہ یہ کفار ان مسلمانوں پر ذمہ دار بنا کر نہیں بھیجے گئے۔ پس اس روز قیامت کے دن ایماندار لوگ کافروں سے ہنسیں گے یعنی یہ کہیں گے کہ کیو جی ہم سے جو خدا کے وعدے تھے وہ پورے ہوئے یا نہیں دیکھو ہم کسی ہمار میں ہیں اور تم کس عذاب میں واقع ہو ایماندار باغوں میں تختوں پر بیٹھے ہوں گے اور کہیں گے کیوں جی اسلام کے منکروں کو ان کے کیے ہوئے اعمال کا بدلہ ملا؟ یا نہیں۔

اللهم لا تجعلنا منهم

سورت انشقاق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اِذَا السَّمَاءُ اَنْشَقَّتْ ۝ وَاَذْنَتْ لِرَبِّهَا وَحَقَّتْ ۝ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۝

جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے پروردگار کے حکم سننے کو کان لگائے گا اور وہ اسی لائق کیا گیا ہے اور جب زمین تان دی جائے گی

وَالْقَتَّ مَا فِيهَا وَتَحَلَّتْ ۝ وَاَذْنَتْ لِرَبِّهَا وَحَقَّتْ ۝ يَا أَيُّهَا الْاِنْسَانُ

اور اس میں جو کچھ ہو گا وہ باہر پھینک دے گی اور کالی ہو جائے گی اور اپنے رب کی طرف کان لگائے گی اور وہ اسی کے لائق کی گئی ہے اے انسان اس میں شک نہیں

اِنَّكَ كَادِحٌ اِلَىٰ رَبِّكَ كَذًّا فَمَا مُلْقِيهِ ۝ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهُ بِيَمِينِهِ ۝ فَسَوْفَ

کہ تو اپنے پروردگار کی طرف جا رہا ہے پھر اس سے تو ملے گا جس شخص کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا اس کا

اِيْحٰسَبٌ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۝ وَتُنْقَلَبُ اِلَىٰ اَهْلِهِ مَسْرُوْرًا ۝ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ

حساب آسان ہو گا اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف خوشی بہ خوشی لوٹے گا اور جس شخص کو پیٹھ پیچھے سے

كِتٰبَهُ وَّرَآءَ ظَهْرِهِ ۝ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۝ وَيَصْلٰءُ سَوْمِيْرًا ۝ اِنَّهٗ كَانَ

کتاب ملے گی وہ موت مانگے گا اور بھڑکتی آگ میں داخل ہو گا بے شک وہ اپنے

فِي اَهْلِهِ مَسْرُوْرًا ۝

گھروں میں براخوش تھا

سورت انشقاق

سنو جی جو کچھ تم کو وعدہ دیا جاتا ہے یہ اس روز واقع ہو گا جب آسمان پھٹ جائے گا اور اپنے پروردگار کے حکم سننے کو کان لگائے گا یعنی ہمہ تن متوجہ ہو جائیگا اور وہ اسی لائق کیا گیا ہے یعنی وہ تعمیل کو ہر وقت آمادہ ہے اور جب زمین تان دی جائے گی یعنی اس میں جو نیچائی ہے وہ پہاڑوں سے پر کر کے زمین کو اونچائی نیچائی سے خالی کیا جائے گا اور اس میں جو کچھ از قسم مردگان ہو گا وہ باہر پھینک دے گی اور ان سے خالی ہو جائے گی اور اپنے رب کی طرف کان لگائے گی اور وہ اس لائق کی گئی ہے اے انسان ضعیف اللہ تعالیٰ تو چاہے کتنا ہی خدا سے سرکشی کرتا ہو تا اس میں شک نہیں کہ تو اپنی عمر کی گھڑیاں ختم کرتا ہو اپنے پروردگار کی طرف جا رہا ہے پھر اس سے تو ملے گا یعنی دنیاوی تعلقات تیرے سب ٹوٹ جائیں گے اور تو تنہا خدا کے حضور حاضر ہو گا پھر وہاں کیا ہو گا یہ کہ جس شخص کو اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں ملے گا۔ جو اس کی صلاحیت کی علامت ہو گا اس کا حساب آسان ہو گا یعنی اس کے اعمال نامہ میں اگر کوئی گناہ بھی ہو گا تو اسے آگاہ کر دیا جائے گا کہ تو نے یہ کیا اچھا نہیں کیا جا ہم نے عیب دیا اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف جنت میں خوشی بخوشی لوٹے گا پس یہ علامت اس کی نجات کی ہو گی اور جس شخص کو پیٹھ کے پیچھے سے کتاب یعنی بائیں ہاتھ کے کندھے کے اوپر سے بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ ملے گا وہ موت مانگے گا۔ اور جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہو گا کیوں ایسا ہوا اسلئے کہ بیشک وہ اپنے گھر والوں میں براخوش و خرم رہتا تھا۔

ل آیت فیذروہا قاعا صافصفا کی طرف اشارہ ہے ۵ وَاِذَا الْقُبُوْرُ بَعَثَتْ كِي طرف اشارہ ہے

إِنَّهُ كَانَ لَنْ يَحُورَ ۝ بَلَىٰ ؕ إِنَّ رَبَّهُ كَانَ بِهِ بَصِيرًا ۝ فَلَا أُقْسِمُ

اس نے مجھ رکھا تھا کہ وہ واپس نہیں ہوگا ہاں اس کا پروردگار اس کو دیکھتا تھا قسم ہے غروب کے وقت کی

بِالشَّفَقِ ۝ وَاللَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۝ وَالْقَمَرِ إِذَا اتَّسَقَ ۝ لِتُرْكِبِينَ ۝ طَبَقًا عَن

روشنی کی اور قسم ہے رات کی اور ہر اس چیز کی جس کو رات ڈھانتی ہے اور قسم ہے چاند کی جب وہ پورا ہوتا ہے تم ضرور درجہ بدرجہ چڑھو

طَبَقٍ ۝ فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ۝

گے پس ان کو کیا ہو گیا ہے یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اور جب قرآن پر پڑھا جاتا ہی تو اس کی اطاعت نہیں کرتے

بِالَّذِينَ كَفَرُوا يَكْذِبُونَ ۝ وَاللَّهُ أَخْلَمَ بِمَا يُوْعُونَ ۝ فَبِئْسَ مَا يَدْعُونَ

کافر لوگ جھٹلاتے ہیں حالانکہ جو کچھ یہ لوگ دلوں میں چھپاتے ہیں خدا اس سے خوب واقف ہے پس تو ان کو دردناک عذاب

أَلِيْمٍ ۝ لَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَكُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝

کی خبر سنا جو لوگ ایماندار ہیں اور نیک عمل کیا کرتے ہیں ان کے لئے بے انتہا بدلہ ہے

کسی طرح کا اسے فکریا غم نہ تھا۔ یہاں تک کہ زوال نعمت کا بھی اسے خوف نہ تھا اس نے سمجھ رکھا تھا کہ وہ پلٹ کر بغرض جزا

وسزا واپس نہیں ہوگا۔ وہاں ضرور ہو گا بیشک جب وہ مستی کے عالم میں کچھ کچھ ناجائز حرکت کرتا تھا۔ اس کا پروردگار اس کو دیکھتا

تھا۔ پس سنو ہم سچ کہتے ہیں قسم ہے غروب کے وقت کی روشنی کی اور قسم ہے رات کی اور ہر اس چیز کی جس کو رات ڈھانتی ہے

یعنی ہر چیز کی جس پر رات کا اندھیرا پڑتا ہے اور قسم ہے چاند کی جب وہ پورا ہوتا ہے یعنی بدرکامل ہو جاتا ہے۔ تم نبی نوع انسان

درجہ بدرجہ ضرور چڑھو گے۔ یعنی مروگے مر کر قبر میں سڑو گے سڑ کر قبروں سے اٹھو گے پس یہ حلفی بیان ان کو سناؤ اور تعجب

نہ کرو ان کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ لوگ خدا کی قدرت کاملہ اور آیت قاہرہ پر ایمان نہیں لائے۔ اور جب قرآن ان کو سنایا جاتا ہے

تو اس کی اطاعت نہیں کرتے بلکہ بجائے ایمان لانے اور اطاعت کرنے کے اٹھے کافر لوگ جھٹلاتے ہیں حالانکہ جو کچھ یہ لوگ

دلوں میں چھپاتے ہیں خدا تعالیٰ اس سے خوب واقف ہے پس تو اسے رسول ان کو دردناک عذاب کی خبر سنا صاف صاف کہہ

دے کہ اپنے کئے کا بدلہ پاؤ گے ہاں جو لوگ ایمان دار ہیں اور نیک عمل کیا کرتے ہیں ان کے لئے بے انتہا بدلہ ہے اللہ ہمکو

انصیب کرے آمین

۱۔ بعد غروب آفتاب کچھ وقت آسمان پر سرخی رہتی ہے اس کو شفق کہتے ہیں اس کے بعد سیاہی کا اندھیرا ہوتا ہے اس کے بعد روشن چاند نکلتا ہے

تو اندھیرے پر غالب آجاتا ہے یہ اشارہ اس بات کی طرف کہ ناہتاب نبوت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے نکلنے سے پہلے ظلمات کفر کا اندھیرا تھا

لیکن بعد طلوع قمر سب پر روشنی چھا جائے گی اس روشنی میں یہ بات خوب سمجھ میں آ جاوے گی کہ واقعی ہم پر احوال مختلفہ آنے والے ہیں کیونکہ ہماری

ہستی ابتداء سے انتہاء تک انقلاب کی محل رہی ہے فافہم

سورت البروج

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ ۝ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ ۝ وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ ۝

قسم ہے بلند آسمان کی اور یوم موعود کی اور قسم ہے شاہد کی اور مشہود کی

فَتُنَالُ أَصْحَابُ الْأَخْذُودِ ۝ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُودِ ۝ إِذْهُمْ عَلَيْهَا قُوعُودٌ ۝

دہکتی ہوئی آگ کی خندقوں والے لوگ لعنت کئے گئے جب وہ ان پر بیٹھے ہوتے

وَهُمْ عَلَىٰ مَا يَفْعَلُونَ بِالْمُؤْمِنِينَ شُهُودٌ ۝ وَمَا نَقَمُوا مِنْهُمْ إِلَّا أَنْ

اور ایمانداروں سے جو کچھ کرتے تھے وہ اس کو دیکھتے تھے ان مومنوں کا یہی ایک کام ان کو برا معلوم ہوا

يُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۝ الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۝ وَ

کہ اللہ واحد غالب صفات حسنہ سے متصف پر ایمان لاتے تھے آسمانوں اور زمینوں کی حکومت جس کے قبضے میں ہے اور

اللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝

اللہ ہر چیز پر حاضر ہے

سورت البروج

قسم ہے بلند آسمان کی اور یوم موعود کی جس کا ہر نبی نے وعدہ دیا ہے اور قسم ہے آنے والے شاہد کی جو ذات رسالت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ ہے اور مشہود کی جو روز قیامت ہے دہکتی ہوئی آگ کی خندقوں والے مشرک لوگ جنہوں نے مومنین کو آگ میں جلا یا دنیا ہی میں خدا کی طرف سے لعنت کئے گئے تھے جب وہ ان خندقوں پر بیٹھے ہوتے اور خدا کے بندے ایمانداروں سے جو کچھ تکلیف دہی کا کام ان کے ماتحت لوگ کرتے تھے۔ وہ بڑے لوگ بطور تماشہ اس کو دیکھتے تھے۔ سننے والے کو خیال ہوگا کہ وہ مومن لوگ قصور وار ہوں گے۔ اخلاقی یا قومی یا حکومتی جرم کئے ہوں گے سو ایسے لوگوں کو واضح ہو کہ ان مومنوں کا یہی ایک کام ان ظالموں کو برا معلوم ہوا تھا کہ اللہ واحد غالب صفات حسنہ سے متصف خدا پر کامل ایمان لائے تھے اور اس کے سوا کل معبودوں کو چھوڑ چکے تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اللہ ہی وہ ذات پاک ہے آسمانوں اور زمینوں کی حکومت جس کے قبضے میں ہے اور وہی اللہ ہر چیز پر حاضر اور واقف ہے اس لئے ان کو تسلی تھی کہ جو کچھ یہ لوگ ہمارے ساتھ کر رہے ہیں یہ بھی خدا دیکھتا ہے اور جو ہم کو مصیبت پہنچ رہی ہے وہ بھی دیکھتا ہے اور ہمارے منہ سے جو نکلتا ہے

۱۔ شیعوں کی بعض روایات (کافی) میں ہے کہ شاہد سے مراد ذات رسالت علیہ السلام ہیں اور مشہود سے مراد جانب علی مرتضیٰ ہیں۔ آنحضرت کے حق میں آیا ہے جننا بک علی ہنوا شہیدا مگر جناب علی جن کی بابت دعویٰ نبوت طلب ہے

۲۔ حدیث شریف میں ہے کہ سابق زمانہ میں عرب کے ایک صوبہ میں ایک بادشاہ تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں اس کا نام یوسف اور اس علاقہ کا بخران آیا ہے اور بادشاہ نے خندقیں کھودو کر ان میں آگ جلوائی اور اس زمانہ کے موحدین مومنین کو اس میں ڈال کر آپ مع خدم و حشم کے تماشہ دیکھتے رہے اسکی طرف اشارہ ہے تفصیل اس کی مطولات میں ہے اللہ اعلم

لَانَ الَّذِينَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوبُوا فَلَهُمْ عَذَابٌ جَهَنَّمَ

جو لوگ ایمان دار مردوں اور عورتوں کو محض ایمان کی وجہ سے تکلیف دیا کرتے ہیں پھر وہ توبہ بھی نہیں کرتے ان کے لئے جہنم کا عذاب

وَلَهُمْ عَذَابٌ الْحَرِيقِ ۝ لَانَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتٌ

اور جلانے والی تکلیف ہے اور جو لوگ ایمان لاکر نیک کام کرتے ہیں ان کے لئے باغات ہیں

تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيرُ ۝ إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ ۝

جسب کے نیچے نہریں جاری ہیں یہی تو بڑی کامیابی ہے تیرے پروردگار کی پکڑ بڑی سخت ہے

إِنَّهُ هُوَ بَدِئُ وَيُعِيدُ ۝ وَهُوَ الْغَفُورُ الْوَدُودُ ۝ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيدُ ۝

وہی پیدا کرتا ہے پھر اس کو لٹا دیتا ہے اور وہ بڑا بخشنے والا بڑا مہربان مالک تخت بڑی بزرگی والا

فَعَالٌ لِمَا يُرِيدُ ۝ هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْجُنُودِ ۝ فِرْعَوْنُ وَثَمُودَ ۝ بَلِ

جو کام کرنا چاہی اسے کر گزرنے والا کیا تم کو ان فوجوں کی اطلاع آئی ہے فرعون اور ثمود وغیرہ کی اتباع کی حکم

الَّذِينَ كَفَرُوا فِي تَكْذِيبٍ ۝ وَاللَّهُ مِنْ وَرَائِهِمْ مُحِيطٌ ۝ بَلِ هُوَ قَوْلُ كَثِيرٍ ۝

کافر لوگ تکذیب میں لگے ہوئے ہیں اور اللہ ان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے بلکہ وہ قرآن بڑی عزت کی کتاب

فِي لَوْحٍ مَحْفُوظٍ ۝

لوح محفوظ میں ہے

بجرم عشق تو ام میکشد نوغا نیست تو نیز سر بام آکہ خوش تماشایست

یہ بھی سنتا ہے اس لیے ہمیں کوئی فکر نہیں انجام کار فتح ہماری ہے۔ کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ خدا کی طرف سے اعلان ہے کہ جو

لوگ ایمان دار مردوں اور عورتوں کو محض ایمان کی وجہ سے تکلیف دیا کرتے ہیں پھر وہ توبہ بھی نہیں کرتے ان کی سزا کے لئے

جہنم کا عذاب اور جلانے والی تکلیف ہے اور جو ایمان لاکر نیک کام بھی کرتے ہیں ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں

جاری ہیں جہاں بے غم بے فکر رہیں گے یہی تو بڑی کامیابی ہے۔ دنیا میں اہل کفر بڑے مست پھر رہے ہیں سمجھتے ہیں کہ ہمیں

کوئی پوچھنے والا نہیں حالانکہ تیرے پروردگار کی پکڑ بڑی سخت ہے وہ جس کو پکڑے کوئی چھڑا نہیں سکتا۔ وہی ہر ایک چیز کو

ابتداء میں پیدا کرتا ہے پھر مدت مقررہ کے بعد اس کو فنا کی طرف لوٹا دیتا ہے جس پر کہا جاتا ہے چار دن کی چاندنی آخر اندھیری

رات ہے اور باوجود قدرت تامہ کے گنہگار تاجوں کے حق میں بڑا بخشنے والا بڑا مہربان مالک تاج و تخت بڑی عزت اور بڑی بزرگی

والا جو کام کرنا چاہے اسے کر گزرنے والا اس لئے چاہئے کہ گمراہ بندے اس کی طرف جھکیں یہ اٹھتے ہیں جیسے پہلے لوگ

اٹرتے تھے جس کی پاداش میں وہ سب تباہ ہوئے کیا تم کو ان لوگوں کی فوجوں کی اطلاع آئی ہے؟ یعنی فرعون اور ثمود وغیرہ کی

اتباع کی آئی تو ضرور ہوگی اور تم نے ان لوگوں کو سنا ہی ہوگی مگر اس کا اثر نہیں بلکہ کافر لوگ انبیاء علیہم السلام کی تکذیب

میں لگے ہوئے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے قرآن کی نسبت انکا خیال

اساطیر الاولین وغیرہ غلط ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ قرآن بڑی عظمت اور بزرگی کی کتاب ہے جبکہ لوح اصل ماخذ محفوظ ہے جو

خدا کی صفت علم کا یا اسکی اول مخلوق کا نام ہے واللہ اعلم

۱۔ قرآن مترجم مولوی مقبول احمد شیعہ میں اس لفظ کا ترجمہ یوں کیا ہے بڑے عرش کا نام کاس سے معلوم ہوتا ہے کہ مترجم نے الجید کو عرش کی

صفت سمجھا ہے حالانکہ الجید مرفوع ہے عرش کی صفت ہو تا تو مجرور ہوتا۔ نعوذ باللہ من ذل القلم

سورت طارق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الطَّارِقُ ۝ التَّجْمُ الثَّاقِبُ ۝ إِنَّ

قسم ہے آسمان کی اور قسم ہے طارق کی تجھے کس نے بتیا کہ طارق کیا ہے؟ وہ چمکنے والا ستارہ ہے ہر ایک

كُلِّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَيْهَا حَافِظٌ ۝ فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ ۝ خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ

نفس پر خدا تعالیٰ محافظ ہے انسان غور کرے کہ وہ کس چیز سے بنایا گیا ہے وہ اچھل کر نکلنے والے پانی

دَافِقٍ ۝ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ الصُّلْبِ وَالتَّرَائِبِ ۝ إِنَّهُ عَلَىٰ رَجْعِهِ لَقَادِرٌ ۝

سے پیدا ہوا ہے وہ سینے اور پھلوں کے بیچ میں سے آتا ہے بے شک وہ اس کو دوبارہ زندگی دینے پر قادر ہے

يَوْمَ تَبُكَ السُّرَابِرُ ۝ فَمَا لَهُ مِنْ قُوَّةٍ وَلَا نَاصِرٍ ۝ وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْمِ ۝

اس روز ہوگا جس روز تمام مخفی باتیں کھل جائیں گی پھر اس کو نہ قوت ہوگی نہ کوئی مددگار ہوگا قسم ہے گردش کرنے والے آسمان کی

وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْرِ ۝ إِنَّهُ لَقَوْلُ فَصْلٍ ۝ وَمَا هُوَ بِالْمُهْزَلِ ۝

اور پھینکنے والی زمین کی یہ طے شدہ بات ہے اور مخول نہیں

سورت طارق

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

قسم ہے اس نیلگوں آسمان کی اور قسم ہے رات کو آنے والے طارق کی اے انسان تجھے کسی نے بتایا کہ طارق کیا ہے ہم بتاتے

ہیں وہ چمکنے والا ہے ہماری قسم کا جواب یہ ہے کہ ہر ایک نفس پر خدا تعالیٰ محافظ ہے جو اس ہستی کو بحال رکھتا ہے۔ اگر خدا اپنی

حفاظت اٹھالے تو کوئی دوسرا شخص حفاظت نہیں کر سکتا پس انسان کو بھی چاہئے کہ اس امر کا خیال رکھے ایسا نہ ہو کہ وقت پر

ایسے تکلیف پہنچے خیال رکھنے کی صورت یہ ہے کہ انسان سب سے پہلے غور کرے کہ وہ کس چیز سے بنایا گیا ہے۔ اس امر کے

سمجھنے میں اسے کچھ وقت ہو تو ہم اسے بتاتے ہیں کہ وہ اچھل کر نکلنے والے پانی منی کے نطفے سے پیدا ہوا جو اپنی پہلی صورت یعنی

خون ہونے کی حالت میں سینے اور پھلوں کے بیچ میں سے خصلوں میں آتا ہے اپنی ہستی کی ابتدا جان کر وہ اس بات کو دل میں

جمائے کہ بیشک وہ خدا اس کو دوبارہ زندگی دینے پر قادر ہے مگر یہ کام یعنی اس کا دوبارہ زندگی میں آنا اس روز ہوگا جس روز

انسانوں کی تمام مخفی باتیں کھل جائیں گی اور سب کے سامنے آجائیں گی ایسی کہ وہ جان لیں گے واقعی ہم نے یہ کی ہیں پھر اس کو

نہ اپنی قوت ہوگی نہ اس کا کوئی مددگار ہوگا بلکہ صرف اپنی جان ہوگی اور گناہوں کا انبار بس انسان کو چاہئے کہ اس روز کا فکری دل

میں رکھے سنو قسم ہے گردش کرنے والے آسمان کی اور پھینکنے والی زمین کی جو سبزیاں نکلتے وقت پھٹتی ہے۔ اس قسم سے ہمیں یہ

بتانا مقصود ہے کہ یہ قرآن کا پیغام طے شدہ بات ہے۔ اور مخول یاد دل لگی نہیں پس تم اسے قبول کرو

۱۔ یہ آیت واللہ علی کل شئی شہید کے ہم معنی ہے۔

۲۔ منی کا ظرف خصمتین ہیں جہاں سے وہ نکل کر رحم عورت میں جاتی ہے آیت موصوفہ میں جو صلب اور نراب سے نکلنے کا ذکر ہے یہ اس کی پہلی صورت دمویہ ہے نہ منویہ کذا فی التفسیر الکبیر۔

لَهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ۝ وَآكِيدُ كَيْدًا ۝ فَمَهْلِكُ الْكُفْرِينَ أَهْلَهُمْ رُؤِيدًا ۝
یقیناً یہ لوگ چالیں چلتے ہیں میں بھی مخفی علم جاری کرتا ہوں پس تو ان کو نسبت دے اور کچھ عرصہ انہیں چھوڑ دے

سورت الاعلیٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم کرنے والا ہے

سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی ۝ الَّذِیْ خَلَقَ فَتَوٰی ۝ وَالَّذِیْ قَدَّرَ فَهَدٰی ۝
تو اپنے بہت بلند پروردگار کا نام پاکی سے یاد کیا کر جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ٹھیک ٹھیک پیدا کیا جس نے ہر چیز کو باندازہ بنایا پھر ہدایت کی
وَالَّذِیْ اَخْرَجَ الْمَرْعٰی ۝ فَجَعَلَهَا غُثًا اَھْوٰی ۝ سَقَّرْنَا لَكَ فَلَآ تَسْنٰی ۝
جس نے چارہ پیدا کیا پھر اس کو خشک سیاہ کر دیا تجھے ہم پڑھائیں گے پھر تو اسے نہ بھولے گا
اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ ۝ اِنَّهُ یَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا یَعْفٰی ۝ وَنُبَشِّرُكَ لِلْیُسْرِ ۝
لیکن جو خدا چاہے گا ہوگا بے شک مخفی اور ظاہر کو ہی جانتا ہے اور ہم تجھے آسانی کریں گے
ہم جانتے ہیں کہ یقیناً یہ لوگ اسے نہیں مانتے بلکہ تیری ایذا رسانی میں مخفی مخفی چالیں چلتے ہیں میں خدا بھی ان کے جواب میں
ان کی نظروں سے مخفی حکم جاری کرتا ہوں جس سے ان کی چالوں کا اثر مٹ جاتا ہے عنقریب ایسے حال میں پھنسیں گے کہ نکلنا
مشکل ہو جائے گا پس اے رسول تو ان کو مہلت دے اور کچھ عرصہ انہیں چھوڑ دے عنقریب تو بھی دیکھ لیا گا اور یہ بھی دیکھ
لیں گے کہ اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔

سورت الاعلیٰ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

اے نبی اے رسول تو ان بدگو لوگوں کی باتوں پر کان نہ لگایا کر بلکہ اپنے رب بہت بلند شان پروردگار کا نام پاکی سے یاد کیا کر یعنی
یوں کہا کر سبحان ربی الاعلیٰ یہ تیرا پروردگار وہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور ٹھیک ٹھیک پیدا کیا ایسا کہ اس سے اچھا ہونے کا
خیال بھی نہیں آسکتا جس نے ہر چیز کو باندازہ بنایا پھر فطری ہدایت کی انسان کا بے سمجھ بچہ اور مرغی وغیرہ کا بے عقل بچہ اسی
فطری ہدایت سے اپنی ضروریات پوری کرتا ہے جو چار پاؤں کے کھانے کو چارہ پیدا کرتا ہے پھر وقت مقرر پر اس کو خشک برگ
سیاہ کر دیتا ہے اے رسول اور اے سننے والے دلجمعی سے پروردگار کے نام کی تسبیح پڑھا کر ہم اس نیکی پر بہت سے انعام تجھ کو
دیں گے منجملہ ایک انعام یہ ہوگا کہ ہم تجھے بہت سے علوم پڑھائیں گے خصوصاً قرآن کا درس بھی دیں گے پھر تو اسے نہ
بھولے گا لیکن جو کچھ خدا چاہے گا: تقاضائے بشریت تو بھول جائے گا چاہے کانغذوں میں لکھا ہو مگر حافظہ سے نکل جائے گا کیونکہ
علم غیب کلی خاصہ خداوندی ہے بیشک ظاہر اور مخفی کو وہی جانتا ہے اس لئے کسی بشر میں یہ وصف نہیں ہو سکتا ہم ایک اور انعام
بھی تجھے دیں گے وہ یہ کہ مشکلات پیش آمدہ میں ہم (خدا) آسانی کریں گے یعنی تیرے کام میں جب کبھی مشکل پڑے گی ہم
اسے آسان کر دیں گے کسی قسم کا ہم غم نہ رہنے دیں گے

فَذِكْرُ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَةَ ۝ سَيَذَكِّرْ مَنْ يَخْشَى ۝ وَيَجَنَّبُهَا الْأَشْطَى ۝

پس تم نصیحت کیا کر اگر نصیحت نافع ہو سکے جو شخص ڈرے گا وہ نصیحت پالے گا اور بد بخت اس سے بھاگا ہوگا

الَّذِي يَصِلَى النَّارَ الْكُبْرَى ۝ ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى ۝ قَدْ

جو بڑی آگ میں داخل ہوگا پھر اس میں نہ مرے گا نہ زندہ رہے گا جو

أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى ۝ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى ۝ بَلْ تُؤَثِّرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝

پاک صاف ہو کر اپنے رب کا نام یاد کرتا ہے اور نماز ادا کرتا ہے وہ مراد پا جائے گا مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کو آخرت پر ترجیح دیتے ہو

وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْغَى ۝ إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَى ۝ صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ

حالانکہ آخرت بہتر اور دائم رہنے والی ہے یہ مضمون پہلی کتابوں میں بھی درج ہے یعنی ابراہیم موسیٰ کے صحیفوں

وَمُوسَىٰ ۝

وغیرہ میں بھی

پس تو اپنے تبلیغی کام میں لگ کر نصیحت کیا کر اگر نصیحت نافع ہو سکے یعنی جب تک تیرے علم میں نصیحت کے نافع ہونے کا

امکان ہو نصیحت کرتا رہو اس بات کا خیال نہ کر تیری نصیحت سے کچھ فائدہ ظاہر نہیں ہو اجو شخص برے اعمال کی پاداش سے

ڈرے گا وہ نصیحت سے پالے گا اور بد بخت اس سے بھاگے گا جو آخر کار بڑی آگ یعنی دوزخ میں داخل ہوگا۔ پھر اس میں جان

نکلنے سے نہ مرے گا نہ آرام کی صورت میں زندہ رہے گا یہ تو ہے تیری نصیحت کا انجام جو دونوں فریقوں پر مختلف ہوگا ایک پر

اچھا دوسرے پر برا دوسرے لفظوں میں سنو جو نصیحت پر عمل کر کے نفسانی آلائشوں سے پاک صاف ہو کر اپنے رب کا نام یاد

کرتا ہے اور باقاعدہ وقت بوقت نماز ادا کرتا ہے وہ نجات کے ذریعہ مراد پا جائے گا اسی کو تیری نصیحت کا فائدہ ہوگا۔ اے منکر

لوگو تم نصیحت قبول نہیں کرتے مگر تم لوگ دنیا کی زندگی کے فوائد کو آخرت پر ترجیح دیتے ہو یعنی دنیاوی عیش و آرام کو پسند

کرتے ہو۔ اور آخرت سے بے پروا ہی برتتے ہو حالانکہ آخرت ہر چیز سے بہتر اور دائم رہنے والی ہے۔ جو لوگ آخرت کی کھیتی

یہاں بوئیں گے وہاں کاٹیں گے یہ مضمون پہلی کتابوں میں بھی درج ہے یعنی حضرت ابراہیم موسیٰ اور عیسیٰ وغیرہ علیہم السلام

کے صحیفوں میں بھی ہے بلکہ ہر زمانہ میں ہر ملک میں خدا کی طرف سے بندوں کو اس نصیحت سے مخاطب کیا گیا ہے۔

اللهم اهدنا فيمن هديت

۱۔ اس آیت کی بنا پر بعض لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنا چھوڑ دیتے ہیں کہتے ہیں نصیحت کے نفع دینے کی صورت میں نصیحت کرنے کا حکم ہے لیکن جہاں

مگر اہ لوگ اس حد تک بڑھ جائیں کہ کسی کی سنیں ہی نہیں تو پھر نصیحت کرنے کا حکم نہیں یہ ان کی غلطی ہے آیت موصوفہ میں (ان) ہے جب تک

انسان کو کسی قطعی دلیل سے یہ معلوم نہ ہو جائے کہ فلاں شخص کو نصیحت نفع نہ دے گی (ان) کا عمل رہتا ہے اور قطعی (دلیل) تو وحی الہی ہے وحی کے

بغیر ہر حال میں نصیحت کے مفید ہونے کا امکان باقی ہے پس معنی یہ ہے کہ جب تک تمہیں کسی قطعی دلیل سے یہ نہ معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص کو

نصیحت مفید نہ ہوگی۔ تم وعظ و نصیحت کرتے رہو اور قطعی دلیل چونکہ وحی الہی کا نام ہے جو تم کو حاصل نہیں نتیجہ یہ ہے کہ تم وعظ و نصیحت ہمیشہ کرتے

رہو۔ مگر کرو اس طریق سے جو تم کو سکھایا ہے یعنی قل لعبادی یقولو اللہی احسن بہت عمدہ نرم بات کیا کریں جس سے لڑائی فساد نہ ہو۔

۲۔ اس آیت کا مطلب اسی وقت خوب سمجھ میں آتا ہے جہاں دین اور دنیا کا مقابلہ ہوتا ہے جیسے کمیٹی یا کونسلوں کی ممبری جس میں جان توڑ کوشش

کے علاوہ روپیہ اور وقت خرچ ہوتا ہے اور مکر فریب ہر طرح کے کئے جاتے ہیں کیوں؟ محض ایک دنیاوی عزت کے لئے جو اسی جیسی مثال میں

صادق ہے بل تنوٹرون الحیوة الدنیا فانالہ

سورت غاشیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

هَلْ اَتَاكَ حَدِيثُ الْعَاشِيَةِ ۝ وَجُوهٌ يُّومِدُ حَاشِعَةً ۝ عَامِلَةٌ تَأْتِبُ ۝

اے رسول تجھے بڑی مصیبت والی گھڑی کی خبر پہنچی ہے؟ اس روز کئی لوگ رسوا ہوں گے کام کرتے کرتے تھکے ہوئے

تَضَلُّ نَارًا حَامِيَةً ۝ تَسْفُ مِنْ عَيْنِ اَنْبِيَا ۝ كَيْسَ لِمَنْ طَعَامًا اِلَّا مِنْ

بھڑکتی آگ میں داخل ہوں گے ان کو کھولتے ہوئے چشمے سے پانی پلایا جائے گا کھانا ان کا سوائے تلخ تھوہر کے کچھ نہ

ضَرِيحٌ ۝ لَا يُسْمُنُ وَلَا يُغْنِي مِنْ جُوعٍ ۝ وَجُوهٌ يُّومِدُ تَاعِمَةً ۝ لَسِيحًا

ہوگا نہ وہ موٹا کرے گا نہ بھوک سے بجائے گا کئی اشخاص اس روز خوشحال پسندیدہ عیش میں ہوں گے اپنی کوشش پر

رَاضِيَةً ۝ فِي جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۝ لَا تَسْمَعُ فِيهَا لَافِيَةً ۝ فِيهَا عَيْنٌ جَارِيَةٌ ۝

راضی خوشی عالیشان باغات میں ہوں گے جن پر کسی قسم کی فضول بات نہ سنیں گے اس باغ میں چشمے جاری ہوں گے

فِيهَا سُرٌّ مَّرْفُوعَةٌ ۝ وَالْاُكُوبُ مَوْضُوعَةٌ ۝ وَتَمَارِقٌ مَصْفُوفَةٌ ۝

ان میں بڑے بلند تخت ہوں گے اور آنخورے چنے ہوں گے اور برابر لگے ہوئے نیکے ہوں گے

وَزَرَائِبٌ مَبْتُوثَةٌ ۝

اور چھٹی ہوئی مسندیں

سورت غاشیہ

اے رسول تجھے بڑی مصیبت والی گھڑی کی بابت خبر پہنچی ہے؟ جس کا نام قیامت ہے تمہیں بتاتے ہیں اسی روز کئی لوگ ذلیل و

رسوا ہوں گے۔ دنیا میں دنیاوی کام کرنے والے کرتے کرتے تھکے ہوئے آخرت سے غفلت اختیار کرنے کی وجہ سے بھڑکتی

آگ میں داخل ہوں گے اس وقت وہ جانیں گے کہ ہم نے جو غفلت اختیار کی برا کیا اس غفلت اور عدم عملی کی وجہ سے ان کو

کھولتے ہوئے چشمے سے پانی پلایا جائے گا وہ پانی ایسا تیز گرم ہوگا کہ پیتے ہی ان کی آنتیں کاٹ دے گا یہ تو پانی ہوگا کھانا ان کا

سوائے تلخ تھوہر کے کچھ نہ ہوگا۔ بھلا وہ اس کو کھائیں گے کیا مگر اندر کی سخت خواہش کی وجہ سے کچھ نہ کچھ ان کو نگلنا ہی پڑے گا

مگر اس کے کھانے سے کیا ہوگا وہ ان کے بدن کو موٹا کرے گا نہ بھوک سے بجائے گا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ وہ ان سے کھایا بھی نہ

جائے گا ہاں کئی اشخاص اس روز اپنی نیک عملی کی وجہ سے خوشحال پسندیدہ عیش میں ہوں گے اپنی کوشش پر راضی خوشی عالیشان

باغات میں ہوں گے جن میں کسی قسم کی فضول بات نہ سنیں گے اس باغ میں چشمے جاری ہوں گے جتنی جہاں چاہیں گے پانی

لے جائیں گے اور سنے ان میں بڑے بلند تخت بچھے ہوں گے جن پر وہ جنتی لوگ بیٹھیں گے اور آپس میں دوستانہ گفتگو کیا کریں

گے اور وہاں ایک حوض کوثر ہوگا جس پر آب خورے چنے ہوں گے اور جنت کے مکانات میں برابر لگے ہوئے نیکے ہوں گے

اور چھٹی ہوئی مسندیں یہ سب نعمتیں اہل جنت کو ملیں گی مگر ان منکرین کو کیا ملے گا جو اس پر یقین ہی نہیں رکھتے

لَا يَكَادُونَ كِي طرف اشارہ ہے۔

لَا يَكَادُونَ كِي طرف اشارہ ہے۔

أَفَلَا يَنْظُرُونَ إِلَى الْإِبْرِيلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿١٥﴾ وَإِلَى السَّمَاءِ كَيْفَ

کیا انہوں نے اونٹ کو نہیں دیکھا وہ کیسا پیدا کیا گیا ہے اور آسمان کی طرف بھی نہیں دیکھا کیسا بلند کیا

رُفِعَتْ ﴿١٦﴾ وَإِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿١٧﴾ وَإِلَى الْأَرْضِ كَيْفَ

کیا ہی اور پہاڑوں کی طرف بھی نہیں دیکھا کہ وہ کیسے زمین پر گاڑے گئے ہیں اور زمین کو بھی انہوں نے نہیں دیکھا کیسی

سُطِحَتْ ﴿١٨﴾ فَذَكِّرْ ۗ إِنَّكَ أَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿١٩﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيِّرٍ ﴿٢٠﴾

بچھائی گئی ہے پس تو ان کو نصیحت کیا کر کہ اس کے سوا نہیں کہ تو صرف نصیحت کرنے والا ہے تو ان پر داروغہ مقرر نہیں ہے

إِلَّا مَنْ تَوَلَّى وَكَفَرَ ﴿٢١﴾ فَيُعَذِّبُهُ اللَّهُ الْعَذَابَ الْأَكْبَرَ ﴿٢٢﴾ إِنَّ إِلَيْنَا إِيَابَهُمْ ﴿٢٣﴾

ہاں جو کوئی منہ پھیرے گا اور انکار کرے گا تو خدا اس کو بہت بڑا عذاب کرے گا یقیناً ہماری ہی طرف ان سب کا آنا ہے

ثُمَّ ارْجِعْ عَلَيْنَا حَسَابًا ﴿٢٤﴾

پھر ان سے حساب لینا بھی ہمارا کام ہے

کیا یہ لوگ انکار ہی پر مصرر ہیں گے اور یہی کہتے جائیں گے کہ ایسا ہونا مشکل بلکہ محال ہے کیا انہوں نے خدا کی مخلوقات کو نہیں دیکھا کیا انہوں نے اپنے ارد گرد بڑے جانور اونٹ کو نہیں دیکھا وہ کیسا پیدا کیا گیا ہے کیسی اس کی گردن کیسی اس کی ٹانگیں کیسا اس کا جسم عرب کے ریگستان کے لئے کیسا نامناسب اور آسمان کی طرف بھی نہیں دیکھا کیسا بلند کیا گیا ہے آج اس کی بلندی کروڑ ہاں تک کبھی گئی ہے۔ اور پہاڑوں کی طرف بھی نہیں دیکھا کہ وہ کیسے زمین پر گاڑے گئے ہیں اور زمین کو بھی انہوں نے نہیں دیکھا کیسی بچھائی گئی ہے۔ اونٹ ایک جاندار چیز ہے جس کی تعریف میں عرب کے شاعر لطف اللسان ہیں آسمان کی شکل و صورت بھی بے حد بے حد ہے پہاڑ کیسی بے مثل مخلوق ہے زمین تو سب چیزوں کا مخزن ہے تمہارا رہنا سہنا اس پر زندگی میں اور تمہارا اس میں مگر کر سانا کیا ایسی بڑی بڑی مخلوق بنانے والا خدا تم جیسی چھوٹی چیز انسان کو دوبار پیدا نہ کر سکے گا ضرور کرے گا پس اے رسول تو ان کو واقعات سنانا کر نصیحت کیا کہ اس کے سوا نہیں کہ تو صرف نصیحت کرنے والا ہے۔ اور بس صرف کہہ دینے سے تو فرض منصبی سے فارغ ہو جائے گا کیونکہ تو ان پر داروغہ مقرر نہیں ہے کہ ان کے قبول نہ کرنے پر تجھے سوال ہو جیسے ماتحتوں کی غفلت پر افسر کو سوال ہوتا ہے ہاں بات یہ ہے کہ جو کوئی تیری بتائی ہوئی حقانی تعلیم سے منہ پھیرے گا اور انکار کرے گا تو خدا اس کو بہت بڑا عذاب کرے گا مگر یہ کام ہمارا ہے تیرا نہیں اس واسطے ہم اعلان کرتے ہیں کہ یقیناً ہماری ہی طرف ان سب کا آنا ہے پھر ان سے حساب لینا بھی ہمارا کام ہے پس تو اے رسول تبلیغ کر کے بے فکر رہ تجھے کسی کی باز پرس نہیں

سورت فجر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان بڑا رحم والا ہے

وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝ وَالْاَيْلِ اِذَا يَسِرُّ ۝ هَلْ

قسم ہے فجر کی اور قسم ہے دس راتوں کی اور قسم ہے ہر جنت چیز کی اور قسم ہے ہر طاق چیز کی اور قسم ہے رات کی جب چلتی ہے ضرور

فِيْ ذٰلِكَ مَسْمُومٌ لِذِيْ حَجْرٍ ۝ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ اِرامَ ذَاتِ

اس قسم میں مظلّموں کے لئے اعتبار ہی کیا تم نے کبھی فکر نہیں کیا تمہارے پروردگار نے اس بڑی طاقتور ارم کی قوم عاد کے

الْعِمَادِ ۝ الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِنْهَا فِي الْبِلَادِ ۝ وَتَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا

ساتھ کیا برتاؤ کیا ان جیسی زوردار کوئی قوم دنیا میں پیدا نہیں ہوئی تو قوم تمود کو بھی تباہ کر دیا جنہوں نے پہاڑ کھود کر

الصُّخْرَ بِالْوَادِ ۝ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْاَوْتَادِ ۝ الَّذِيْنَ طَعَوْا فِي الْبِلَادِ ۝

کھر بنائے تھے اور بڑی قوت والے فرعون کو ہلاک کر دیا انہوں نے ملک میں سرکشی کی تھی

فَاكْفُرُوا فِيْهَا الْفَسَادَ ۝

یعنی ان میں بڑا فساد پھیلایا تھا

سورت فجر

سنو جی ایک روز تمہارے نیک و بد اعمال کی جزا سزا کے لئے مقرر ہے جو منکر ہیں ان کا ہم حلفیہ سناتے ہیں کہ قسم ہے فجر کی اور قسم ہے دس راتوں کی جو ماہ ذی الحجہ کی عرب میں مشہور ہیں اور قسم ہے ہر جنت چیز کی اور قسم ہے ہر طاق چیز کی اور قسم ہے رات کی جب چلتی ہے جس بات کا تم کو وعدہ دیا جاتا ہے بیشک ہو کر رہے گا ضرور اس قسم میں عقلمند انسان کے لئے اعتبار ہے یا ہونا چاہئے تم مشرکین عرب جو قیامت کے منکر ہو کیا تم نے کبھی فکر نہیں کیا کہ تمہارے پروردگار نے اس بڑی طاقتور ارم کی قوم عاد کے ساتھ کیا برتاؤ کیا سب کو ایسا تباہ کیا کہ آج ان کا نام لیوایا شناسا بھی نہیں رہا اور ان جیسی زور آور کوئی قوم دنیا میں پیدا نہیں ہوئی بڑے شاہ زور تھے مگر جب خدائی عذاب نازل ہوئی تو سب فنا ہو گئے اور عاد کے ساتھ ہی قوم تمود کو بھی تباہ کر دیا جنہوں نے جنگوں میں پہاڑ کھود کھود کر گھر بنائے تھے اور اسی انکار کی وجہ سے بڑی قسمت والے فرعون کو ہلاک کر دیا یہ سب لوگ ایسے تھے کہ انہوں نے ملک میں سرکشی کی تھی یعنی ان بلاد میں بڑا فساد پھیلایا تھا شرک و کفر کیا یہاں تک کہ خدائی کے مدعی بنے

۱۔ شیعہ کی ایک روایت میں ہے شیخ سے مراد امام حسین ہیں اور تر سے علی باللجب حضرت فاطمہ کا ذکر ہی نہیں
۲۔ اس قسم کی قسمیں کھانے کا عرب میں عام دستور تھا۔ قسمیں بھون کا شعر ہے

الا زعمت لیلی انی لا احبها بلی و لیل العشر والشفع والوتر
یعنی لیلی کہتی ہے مجھے اس سے محبت نہیں قسم ہے عشرہ کی راتوں کی قسم ہے جوڑے اور طاق کی

قرآن مجید چونکہ عبادہ عرب میں نازل ہوا ہے۔ اس لئے اس قسم کی قسموں کا اس میں ذکر آتا ہے۔

۳۔ ارم کی بابت کئی اقوال ہیں میں نے یہ اختیار کیا ہے کہ ارم عاد قوم کا مورث اعلیٰ تھا پس ارم حاصل کا بدل ہے یہ نام اسی طرح ہے جیسے قریش جو مورث اعلیٰ کا نام ہے مگر قوم پر بولا جاتا ہے۔ انما تو عدون لصادق کی طرف اشارہ ہے

فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۚ إِنَّ رَبَّكَ لَبَاسِرٌ ۗ فَامَّا

پس تمہارے پروردگار نے ان پر عذاب کا کوڑا مارا تمہارا پروردگار بے شک گہات میں ہے جب

الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ ۖ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ۗ

انسان کو اس کا پروردگار کسی دھندے میں پھنسا کر انعام کرتا ہے تو کہتا ہے میرے پروردگار نے مجھ پر مہربانی فرمائی ہے

وَإِنَّمَا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ ۖ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ ۗ كَلَّا

اور جب کسی اور دھندے میں پھنسا کر اس پر رزق تنگ کر دیتا ہے تو کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کیا ہے ہرگز نہیں

بَلْ لَا تَكْرُمُونَ الْيَتِيمَ ۖ وَلَا تَحْضُونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمُسْكِينِ ۗ وَ

بلکہ تم لوگ یتیم کی عزت نہیں کرتے اور مسکینوں کو کھانا کھلانے کی ترغیب بھی نہیں دیتے اور

تَأْكُلُونَ الثَّرَاثَ الْكَلَّا لَسْنَا ۖ

مردوں کا ترکہ کھا جاتے ہو

پس تمہارے پروردگار نے ان پر عذاب کا ایسا کوڑا مارا کہ نام و نشان ان کا نہ چھوڑا۔ مغرور لوگ جانتے ہیں کہ ہم جو کچھ کرتے

ہیں خدا اس پر مطلع نہیں یا مطلع ہے مگر پکڑتا نہیں تو لائق مواخذہ نہیں اس لئے تم بلند آواز سے کہہ دو کہ تمہارا پروردگار

تمہارے نیک و بد پر مطلع ہے اور جلدی نہیں پکڑتا بیشک وہ بدکاروں کی گویا کھات میں ہے۔ جب پکڑے گا چانک پکڑے گا مگر

الٹی عقل والا انسان اس ڈھیل سے الٹا نتیجہ نکالتا ہے جب ایسے انسان کو اس کا پروردگار کسی دھندے میں پھنسا کر انعام کرتا ہے

مثلاً خانہ داری کے جھیلے میں پھنس کر صاحب اولاد ہو جاتا ہے یا تجارت میں مشغول ہو کر مالدار ہو جاتا ہے تو کہتا ہے میرے

پروردگار نے مجھ پر مہربانی فرمائی ہے یہاں تک تو ٹھیک کہتا ہے اور جب کسی اور دھندے میں پھنسا کر اس پر رزق تنگ کر دیتا ہے

یا مال اور اولاد دی ہوئی چھین لیتا ہے تو بجائے اپنی غلطی کا اعتراف کرنے اور خدا کی طرف رجوع کرنے کے کہتا ہے میرے رب

نے مجھے بے وجہ ذلیل کیا ہے ہرگز بے وجہ نہیں بلکہ اس کا سبب ایک نہیں کئی ایک ہیں جملہ یہ کہ تم لوگ دولت اور زور کے

گھمنڈ میں جتنا تم سے ہو سکتا ہے تکبر کرتے ہو پہلا تکبر تمہارا یہ ہے کہ تم لوگ یتیم کی دل سے عزت نہیں کرتے۔ یعنی اس

کو قابل رحم نہیں جانتے اور ذلیل و خوار جانتے ہو یہ کام اللہ کے نزدیک تمہاری نعمت کے زوال کا سبب ہے اور دوسری وجہ یہ ہے

کہ غریبوں مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے ہو۔ اپنے پاس سے اور دوسرے لوگوں کو کھلانے کی ترغیب بھی نہیں دیتے ہو کسی کو خود

کھلانے کی توفیق نہ ہو دوسروں کی ترغیب دینے میں کیا لگتا ہے مگر تم لوگ ایسے کچھ ڈبل بخیل ہو کہ نہ از خود کسی کو فائدہ پہنچاتے

ہو بلکہ دوسروں پر ظلم کرتے ہو اور مردوں کا ترکہ سارا سمو لپٹ کھا جاتے ہو۔ ہمیں ہو تو ان کو نہیں دیتے لڑکیاں ہوں تو ان کو

نہیں دیتے یتیموں کا مال قبضے میں آئے تو اسے کھا جاتے ہو کیونکہ تم لوگ طبعاً بخیل ہو۔

وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَنًّا ۝ كَلَّا إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا ۝

اور مال کی محبت تم لوگوں کو بہت زیادہ ہے ایسا ہرگز نہ چاہئے جب زمین اپنی موجودہ شکل میں بالکل توڑ دی جائے گی

وَجَاءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ۝ وَجِئْنَا بِبُحْبُوحٍ ۝ يَوْمَئِذٍ يَوْمِئِذٍ

تمہارے پروردگار کا حکم فیصلہ کا آئیگا اور فرشتے صفیں باندھ کر آموچہ ہوں گے اور جنم لاموجود کی جگہ کی اس روز

يَتَذَكَّرُ الْإِنْسَانُ ۝ وَأَنَّى لَهُ الذِّكْرُ ۝ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي قَدَّمْتُ

انسان نصیحت پا جائے گا مگر اس کو نصیحت کا فائدہ کہاں ہوگا کہے گا کاش میں نے اپنی اس زندگی کے لئے کچھ

سَيِّئَاتِي ۝ فَيَوْمِئِذٍ لَا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ ۝ وَلَا يُؤْتِيهِمْ وَثَاقَهُ أَحَدٌ ۝

بیجا ہوتا ہے اس روز نہ تو کوئی خدا جیسا عذاب کرے گا نہ اس جیسی کوئی قید کرے گا

يَأْتِيهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ أَرْجَعِي إِلَىٰ رَبِّكَ رَاضِيَةً مُّرْضِيَةً ۝ فَأَدْخُلِي

اے تسلی پانے والے نفس اپنے رب کی طرف چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی ہے

فِي عِبَادِي ۝ وَأَدْخُلِي جَنَّتِي ۝

میرے بندوں میں داخل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا

اور مال کی محبت تم لوگوں کو بہت زیادہ ہے اتنی کہ اس محبت میں اندھے ہو کر اپنے پرانے میں تمیز نہیں کرتے تم کو ایسا ہرگز نہ

کرنا چاہیے اس بد عملی کا بدلہ تم لوگوں کو اس وقت ملے گا جب زمین اپنی موجودہ شکل میں بالکل توڑ دی جائے گی پہاڑوں کو اٹھا کر

پانی میں ڈال کر چٹیل میدان کر دیا جائیگا اور تمہارے پروردگار کا حکم آئیگا صفیں باندھ کر میدان محشر میں موجود ہوں گے

حکم کے منتظر تعمیل کرنے پر مستعد اور ادھر بدکاروں کو ڈرانے کیلئے جنم لاموجود کی جاوگی اس روز بد سے انسان بھی ٹھیک

ٹھیک نصیحت پا جائے گا مگر اس کو اس نصیحت کا فائدہ کہاں ہوگا جب حالت مایوسی کی دیکھے گا تو کہے گا کاش میں نے اپنی اس زندگی

کے لئے کچھ بھیجا ہوتا جو آج میرے کام آتا پس اسی روز نہ تو کوئی خدا جیسا عذاب کرے گا نہ اس جیسی کوئی قید کرے گا یعنی اللہ

کی گرفت بڑی سخت ہے اور بڑی سخت ہوگی پس اسی سے تم سوچ لو جو کام تمہیں اس زندگی میں مفید ہو وہ اختیار کرو اصل کام یہ

ہے کہ تم دل کو خدا کے ساتھ اس طرح لگاؤ کہ ہر رنج و راحت کو خدا کی طرف سے بلکہ اس کے حکم سے سمجھ کر اس پر تسلی پاؤ

راحت میں غرور تکبر نہ کرو رنج میں گھبراہٹ نہ کرو تاکہ موت کے وقت تم کو کہا جائے اے خدا کے ماتحت تسلی پانے والے

نفس اپنے رب کی طرف خوشی بخوشی چل ایسا کہ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی پس اس رضا کے ساتھ میرے نیک

بندوں میں (جن کی اقسام انبیاء اولیاء صدقہ وغیرہ ہیں) داخل ہو جا یعنی میری جنت میں جو مطمئن کے لئے آرام گاہ ہے

داخل ہو جا اور ہمیشہ آرام پا۔ اللھم اجعلنا منھم

۱۔ قیدھا قاعا صغصفا کی طرف اشارہ ہے

۲۔ اشارہ ہے کہ وادخلی جنتی کی داد تفسیری ہے

سورت البلد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے

لَا أُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَأَنْتَ حِلٌّ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝ وَالْوَالِدِ وَمَا وُلَدًا ۝

مجھے اس شہر کی قسم ہے جب تو اس شہر میں اترے گا اور قسم ہے والد کی اور قسم ہے اس کے مولود کی

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ ۝ أَيَحْسَبُ أَنْ لَنْ يَقْدِرَ عَلَيْهِ

بے شک ہم نے انسان کو تکلیف میں پیدا کیا ہے کیا گمان کرتا ہے کہ اس پر کوئی قابو نہ پائے

أَحَدٌ ۝ يَقُولُ أَهْلَكْتُ مَالًا لُبَدًا ۝ أَيَحْسَبُ أَنْ لَمْ يَرِكْ أَحَدٌ ۝ أَلَمْ

گا کتا ہے میں نے بہت مال خرچ کیا کیا وہ خیال کرتا ہے کہ اس کو کسی نے نہیں دیکھا کیا ہم نے

نَجْعَلُ لَهُ عَيْنَيْنِ ۝ وَلسَانًا وَشَفَتَيْنِ ۝ وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ ۝

اس کے لئے دو آنکھیں نہیں بنائیں اور دو ہونٹ نہیں بنائے اور اس کو دونوں راستے سمجھادئے

فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ ۝ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْعَقَبَةُ ۝ فَكَيْ رَقَبَتِهِ ۝ أَوْ لَطَمٌ

پھر وہ اپنی گھائی سے نہیں گزرا تمہیں کیا معلوم کہ وہ گھائی کیا ہے غلاموں کی گردن آزاد کرنا اور تکلیف کے زمانہ

فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ۝ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ ۝

میں قرابت داروں تیبوں کو اور خاک نشین

سورت البلد

دیکھو جی میں جو کتا ہوں بالکل سچ جانو مجھے اس تمہارے معزز محترم شہر مکہ کی قسم ہے جب تو اے نبی فتح مکہ یا حجتہ الوداع کے

روز اسی شہر میں اترے گا اور قسم ہے والد آدم کی اور قسم ہے اس کے مولود کی بیشک ہم نے انسان کو تکلیف میں پیدا کیا پیدا

ہونے کے وقت تکلیف اس کی زندگی میں تکلیف اس کے تجرد میں تکلیف اس کے تامل میں تکلیف اس کی عیال داری میں تکلیف

سردی میں تکلیف گرمی میں تکلیف غرض ہر طرح سے تکلیفات میں گھرا ہوا ہے کیا انسان اس پر بھی گمان کرتا ہے کہ اس پر

کوئی قابو نہ پائے گا بطور فخر کتا ہے۔ میں نے بہت مال کمایا اور بہت خرچ کیا کیا یہ خیال کرتا ہے کہ اس کو خرچ کرتے یا کوئی عمل

کرتے ہوئے کسی نے دیکھا نہیں یہاں تک کہ ہم (خدا) نے بھی نہیں دیکھا۔ کیا ہم نے اس کی جسمانی ضرورت کو پورا کرنے

کو سب سے پہلے دیکھنے کو اس کے لئے دو آنکھیں نہیں بنائیں اور بولنے کو زبان چبانے کو دانت اور دانتوں پر پردہ رکھنے کو دو

ہونٹ نہیں بنائے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں کہ بیشک بنائے اور سنو اس کو نیک بد کام کے دونوں راستے سمجھادیے پھر وہ اپنی

گھائی سے نہیں گزرا یعنی اس نالائق انسان نے اپنے فرائض ادا نہیں کئے میاں تمہیں کیا معلوم کہ وہ اس کے فرائض کی گھائی کیا

ہے۔ غور سے وہ یہ ہے توفیق ہو تو غلاموں کی گردن خرید کر غلامی سے آزاد کرنا اور تکلیف کے زمانہ میں ننگے بھوکوں کی دست

گیری کرنا قرابت دار تیبوں کو مثلاً بھائی بہن کے یتیم بچوں کو پرورش کرنا

کہ میں رہنے کی حالت میں فتح مکہ کی پیشگوئی ہے

أَوْسِكِينًا ذَا مِرْبَةٍ ۝ ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا

مسکینوں کو کھانا کھلانے اور اللہ پر ایمان رکھنے والوں ایک دوسرے کی صبر کی نصیحت کرنے والوں اور مہربانی کی ہدایت

بِالْمَرْحَمَةِ ۝ أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۝ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا هُمْ

کرنے والوں میں ہونا یہی لوگ بابرکت ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں سے منکر ہیں وہی

أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ۝ عَلَيْهِمُ نَارٌ مُّؤَصَّدَةٌ ۝

لوگ منحوس ہیں ان پر آگ تہہ بہ تہہ ہوگی

سورت شمس

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا ۝ وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَّهَا ۝ وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّهَا ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا

قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی اور قسم ہے قمر کی جب وہ اس کے پیچھے آتا ہے قسم ہے دن کی جب وہ اسے روشنی لیتا ہے اور قسم ہے رات کی جب وہ

يَغْشَاهَا ۝ وَالسَّمَاءِ وَمَا بَدَّلَهَا ۝ وَالْأَرْضِ وَمَا طَحَّهَا ۝ وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا ۝

سورج کو ڈھانپ لیتی ہے اور قسم ہے آسمان کی اور جس نے اس کو بنایا ہے اور قسم ہے زمین کی اور جس نے اسے پھیلا دیا ہے اور قسم ہے ہر نفس کی اور جس نے اسے ٹھیک کیا

اور خاک نشین مسکینوں کو کھانا کھلانا ایسا کرنے سے انسان اپنے فرائض کا کچھ حصہ ادا کرتا ہے مگر ابھی اور بھی بہت کچھ باقی ہے وہ

یہ ہے کہ اللہ پر خالص ایمان رکھنے والوں اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کرنے والوں اور مہربانی کی ہدایت کرنے والوں

میں ہونا یعنی جو کوئی فقراء اور غربا کو کھانا کھلائے اس کو ان کاموں کا اجرائی صورت میں ملے گا جس صورت میں وہ ایماندار ہوگا

اسلئے ہم اعلان کرتے ہیں کہ یہی لوگ اپنے حق میں بابرکت ہیں اور جو لوگ ہماری آیتوں سے منکر ہیں وہ آیات قرآنی ہوں یا

ارضی اور سماوی ان سے انکار کرتے ہیں۔ وہی لوگ اپنے حق میں منحوس ہیں اپنی نحوست کا پھل خدا کے ہاں پائیں گے۔ جہنم

میں داخل ہوں گے۔ اس حال میں کہ ان پر آگ تہہ بہ تہہ ہوگی جس میں جلتے رہیں گے۔ اللهم لا تجعلنا منہم

سورت الشمس

سورت الشمس

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

سنو جی ایک ہی بات ہے جس پر دین اور مذہب کی بنیاد ہے بلکہ وہی دین ہے اور وہی مذہب ہے۔ وہ کیا ہے نفس کو برائی آلائشوں

سے پاک کرنا چونکہ تم لوگ منکر ہو کا ہے کو مانو گے ہم حلفیہ کہتے ہیں قسم ہے سورج کی اور اس کی روشنی کی اور قسم ہے قمر کی

جب وہ اس کے پیچھے آتا ہے۔ قسم ہے دن کی جب وہ اس سورج سے لیتا ہے اور قسم ہے سیاہ رات کی جب وہ سورج کی روشنی کو

ڈھانپ لیتی ہے اس کی سیاہی پھیل جاتی ہے۔ اور قسم ہے آسمان کی اور جس پاک خدا نے اس کو بنایا ہے اور قسم ہے زمین کی اور جس

نے اسے پھیلا دیا ہے اور قسم ہے ہر نفس کی اور جس نے اسے ٹھیک کیا

قَالَهُمْ فُجُورًا وَقَوْلَهَا ۖ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ ذَكَرَهَا ۖ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّهَا ۖ

پھر اس کو برائی اور بھلائی کی سوجھ دی۔ جو کوئی نفس کو پاک کرے وہ یقیناً کامیاب ہوگا اور جو اس کو گلاز دے گا نامراد رہے گا

كَذَبَتْ ثُمُودٌ بِطُغْيَانِهَا ۖ إِذْ انبَعَثَ أَشْقَاهَا ۖ فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللَّهِ نَاقَةَ

ثمودیوں نے اپنی سرکشی کی وجہ سے بھٹلایا جب ان میں ایک بڑا شریر النفس کھڑا ہوا ان کو رسول اللہ نے کہا اللہ کی اونٹنی

اللَّهُ وَسُقْيَاهَا ۖ فَكَذَّبُوهُ فَعَقَرُوهَا ۖ قَدِمْدَمَ عَلَيْهِمْ رَبُّهُم بِذَنبِهِمْ فَسَوَّاهَا ۖ

اور اللہ اس کا حصہ چھوڑ دیا انہوں نے اس کو بھٹلایا اور اس کی کوٹھیں کاٹ دیں یاں ان کے پروردگار نے ان کے گناہوں کے سبب سے ان کو تباہ کر دیا ایسا کہ سب کا

وَلَا يَخَافُ عُقْبَاهَا ۖ

صفا یا کر دیا اور ان کے بدلہ سے ڈرتا تھا

پھر اس کو برائی اور بھلائی کی سوجھ دی یعنی ہمیں اپنی ذات کی قسم ہے ہم ٹھیک کہتے ہیں کہ جو کوئی نفس کو برائیوں اور بری

آلائشوں سے پاک کرے وہ یقیناً خدا کے پاس اپنے مقصد نجات میں کامیاب ہوگا اور جو اس نفس کو برائیوں میں گلاز دے گا وہ

نامراد رہے گا یہی وہ تعلیم ہے جو حضرات انبیاء کرام دینے آئے چنانچہ قوم ثمود (جو بہت پرانی قوم ہے اس کی طرف ہم نے

حضرت صالح کو رسول کر کے بھیجا جب انہوں نے ان کو وعظ و نصیحت کی تو ثمودیوں نے اپنی سرکشی کی وجہ سے اسے بھٹلایا کہنے

لگے ہم تیری نہیں سنیں گے کیونکہ تو جھوٹا ہے۔ اس کافر قوم کا صالح پیغمبر علیہ السلام سے دیر تک جھگڑا رہا یہاں تک بلکہ ان

کی ہلاکت کا سامان مہیا ہو گیا جب ان میں ایک بڑا شریر النفس (قیدار) کھڑا ہوا اور اس نے اعجازی اونٹنی تکلیف سے مار دیا جس کی

تفصیل یہ ہے کہ ثمود قوم نے خود ہی ہی اعجازی اونٹنی مانگی جب وہ نبی کی دعا سے پیدا ہوئی تو وہ لوگ اس کی ایزار رسانی کے

درپے ہوئے پس ان کو صالح رسول اللہ نے نہایت نرمی سے کہا کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی اونٹنی اور اس کا پینے کا پانی چھوڑ دو مگر وہ باز

نہ آئے کیونکہ پانی کی تقسیم تھی ایک دن اس اکیلی اونٹنی کا دوسرا دن ساری اونٹیوں کا تھا۔ پس انہوں نے اس صالح نبی کو بھٹلایا

اور اس اونٹنی کی کوٹھیں کاٹ دیں۔ پس پھر کیا تھا ان کے پروردگار یعنی خدا نے عذو جل نے ان کے گناہوں کے سبب سے ان کو

تباہ کر دیا ایسا تباہ کیا کہ سب کا صفا یا کر دیا اور ان کے بدلہ لینے سے ڈرتا نہ تھا یعنی جس طرح دنیا میں کوئی بادشاہ کسی دشمن کو

مغلوب کر کے زیادہ ستانا نہیں چاہتا اس خیال سے کہ کبھی اس کو مجھ پر غلبہ ہو جائے تو اس سے زیادہ مجھے تکلیف نہ دے یا اس کا

کوئی حمایتی مجھ پر ٹوٹ پڑے یہ خوف خدا کو ان سے نہ تھا کیونکہ کسی مخلوق کا خالق پر غالب آجانا محالات سے ہے۔ امنا باللہ

و عزتہ و جلالہ

۱۔ انسان کا نفس مثل ہونے کے ہے جو کان سے خاک آلودہ نکلتا ہے بعد نکلنے کے اسے صاف کرتے ہیں تو قیمت پاتا ہے اسی طرح انسانی نفس

فطر تاثرات آمیز ہے اسی لئے ملائکہ نے کہا تھا۔ اتجمل فیہا من یفید فیہا اس لئے ضرورت ہے کہ نجات کا متلاشی نفس کو شرارت کی آمیزش سے

پاک کرے وہ شرارت کیا ہے منہم کی ناشہری ہم جنس سے حسد۔ نچلے لوگوں پر غرور کینہ عداوت سے بڑی بات خدا سے بے نیازی جو شخص

نفس کو ان فطری الآئشوں سے مثل سونے کے پاک کر دے وہ مثل ہونے کے قیمت پائے گا جس کا نام نجات ہے اور جو ان آلائشوں میں گزارے وہ

خاک آلود سونے کی طرح قدر و قیمت سے بے نصیب رہے گا یہی معنی ہیں قد الفلح من ذکھا وقد خاب من دسھا۔ اللهم اجعلنا منہم من

المفلحین

۲۔ لہا شرب ولکم شرب یوم معلوم کی طرف اشارہ ہے ۳۔ فذروہا تا کل فی ارض اللہ کی طرف اشارہ ہے

۴۔ هل تری لہم من باقیہ کی طرف اشارہ ہے

سورت الیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَاللَّیْلِ اِذَا یَغْشٰی ۝ وَالنَّهَارِ اِذَا تَجَلّٰی ۝ وَمَا خَلَقَ الذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی ۝

قسم ہے رات کی جب جما جاتی ہے اور قسم ہے دن کی جب روشن ہوتا ہے اور قسم ہے جس نے نر اور مادہ پیدا کئے

اِنَّ سَعِیْكُمْ لَشَتٰی ۝ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰ وَاتَّقٰ ۝ وَصَدَقَ بِالْحُسْنٰی ۝ فَسَنَبِّئْهُ

بے شک تمہاری کوشش مختلف ہے جو کوئی اللہ کے نام پر دیتا ہے اور پرہیزگاری کرتا ہے اور ہر ایک اچھی بات کی تصدیق کرتا ہے ہم اس کی مشکلات میں

لِلْیُسْرٰی ۝ وَاَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰ ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰی ۝ فَسَنَبِّئْهُ

آسانی کریں گے اور جو کوئی بخل کرے اور اپنے آپ کو بے نیاز جانے اور سچی تعلیم نہ مانے تو ہم اس کو مشکلات میں

لِلْعُسْرٰی ۝ وَمَا یُعْطٰی عَنْهُ مَالٌ اِذَا تَرَدَّدَ ۝ اِنَّ عَلَیْنَا لَلْهُدٰی نَهْرًا ۝

پھنساتیں گے اور وہ جب مرے گا تو اسے اس کا مال کچھ کام نہ آئے گا ہدایت پہنچانا ہمارے ذمہ ہے دنیا کی ابتدا اور

لَنَا لِلْاٰخِرَةِ وَالْاَوَّلٰی ۝

انتہا ہمارے قبضہ میں ہے

سورت الیل

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے عرب لوگو ممالک دنیا میں تم ایک کونہ میں رہتے ہو اس لئے تمہیں معلوم نہیں کہ دنیا میں کیا کیا نشیب و فراز ہیں دیکھو جیسا کہ لیل و نهار کا انقلاب ہے ویسے ہی نور اور ظلمت کا انقلاب ہوتا رہتا ہے۔ ہم تم کو حلفیہ کہتے ہیں قسم ہے رات کی جب وہ

سب روشن چیزوں پر چھا جاتی ہے۔ اور قسم ہے دن کی جب سورج کی روشنی سے روشن ہوتا ہے اور قسم ہے ہمیں اپنی ذات کی

جس نے نر اور مادہ پیدا کئے جواب قسم یہ ہے کہ بیشک تمہاری کوشش مختلف ہے کوئی بت پرست ہے تو کوئی خدا پرست کوئی

صالح ہے تو کوئی طالح اس سے تمہیں خیال ہوتا ہے کہ ان سب کا انجام ایک ہو گا ہرگز نہیں بلکہ اصلی بات یہ ہے کہ جو کوئی اللہ

کے نام پر دیتا ہے اور پرہیزگاری کرتا ہے اور ہر ایک اچھی بات کی تصدیق کرتا ہے چاہے وہ کسی کے منہ سے نکلی ہوئی ہو مختصر یہ

ہے کہ جو شخص شیخ سعدی کے اس شعر پر کار بند ہے۔ مرد باندگہر داند رگوش ورنہ ہنشتست پند بردیوار

ہم اس کی مشکلات دنیا میں بھی آسانی کر دیتے ہیں اور بعد موت بھی ہم ان کو آسانی کریں گے اور جو کوئی بخل کرتا ہے۔ یعنی

باوجود وسعت کے نیک کام میں خرچ نہ کرے اور باوجود نہ کرنے کے اپنے آپ کو غمی اور خدا سے بے نیاز جانے اور سچی تعلیم نہ

مانے بلکہ تکذیب کرے تو ہم اس کو مشکلات میں پھنساتیں گے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی ان مشکلات میں ایسا پھنسنے گا کہ

یاد کرے گا اور وہ جب مرے گا تو اسے اس کا مال کچھ کام نہ آئے گا ہم (خدا) جو ان سرکش بندوں کو ہدایت کرتے ہیں اس کی وجہ

یہ ہے کہ از روئے رحمت ہدایت پہنچانا ہمارے ذمہ ہے جیسا یہ کام ضروری ہے اسی طرح دنیا کی ابتدا اور انتہا ہمارے قبضے میں ہے

ہم ہی اس کے واحد مختار کل ہیں تمام دنیا ہماری مخلوق ہے پھر ہم اپنی مخلوق کی ہدایت کا سامان نہ کریں تو کون کرے

فَاَنْذَرَكُمْ نَارًا تَلْكُظُ ۝ لَا يَصْلُهَا إِلَّا الْأَشْقَى ۝ الَّذِي كَذَّبَ وَتَوَلَّى ۝ وَ

میں خدا نے تم سب لوگوں کو جہنم کی آگ سے ڈرایا ہے جس میں سوائے بڑے بد بخت کے جس نے جھٹلایا اور منہ پھیرا ہوگا کوئی دوسرا داخل نہ ہوگا

سَيَجْزِيهَا الْأَثْقَى ۝ الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى ۝ وَمَا لِأَحَدٍ عِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ

اور متقی جو اپنا مال پاک ہونے کی غرض سے دیتا ہے اس سے بیچلایا جائے گا اور کسی انسان کا خدا کے پاس کوئی نیک کام نہیں جس کا اسے

تُجْزَى ۝ إِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِ الْأَعْلَى ۝ وَلَسَوْفَ يَرْضَى ۝

بدلہ دیا جائے مگر جو کام اس نے پروردگار بلند شان کی رضا جوئی کے لئے کیا ہوگا اور وہ راضی ہو جائے گا

سورت ضحیٰ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

وَالضُّحَىٰ ۝ وَالْبَيْلِ إِذَا سَجَىٰ ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ۝ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ

قسم ضحیٰ کی اور قسم ہے رات کی جب وہ چھا جاتی ہے تیرے پروردگار نے تجھ کو چھوڑا نہیں نہ تجھ پر خفا ہوا ہے اور تیری ہی آخری گھڑی تیرے

لَكَ مِنَ الْأُولَىٰ ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ۝ أَلَمْ يَجْعَلْكَ يَتِيمًا فَآوَىٰ ۝

لے پہلی گھڑی سے اچھی ہوگی اور خدا تجھ کو اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا کیا خدا نے تجھے یتیم پا کر ٹھکانہ دیا

پس اس لئے میں (خدا) نے تم سب لوگوں کو جہنم کی بھڑکتی آگ سے ڈرایا ہے جس میں سوائے بڑے بد بخت بد نصیب کے جس

نے ہر نیک و ہدایت کو جھٹلایا اور قبول کرنے سے منہ پھیرا ہوگا کوئی دوسرا داخل نہ ہوگا اور متقی خدا ترس جو اپنا مال پاک ہونے کی

غرض ہے مواقع حسد میں دیتا ہے اس نار جہنم سے بحکم خدا بیچلایا جائے گا اور صحیح تو یہ ہے کہ کسی انسان کا اس خدا کے پاس کوئی

نیک کام قابل عوض نہیں جس کا اسے بدلہ دیا جائے مگر جو کام اس نے اپنے پروردگار بلند شان کی رضا جوئی کے لئے ہوگا۔ اس کا

بدلہ اسے ملے گا اور اس کا بدلہ پا کر راضی ہو جائے گا۔ اللھم اجعلنا منهم

سورت ضحیٰ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

حلفیہ بیان سنو قسم ہے وضحیٰ کے وقت کی اور قسم ہے رات کی جب وہ چھا جاتی ہے سنو اسے نبی تیرے پروردگار نے تجھ کو چھوڑا

نہیں نہ تجھ پر خفا ہوا ہے یہ تو ان لوگوں کی محض غلط گوئی ہے یہ تو ہے تیرے دشمن کے غلط پراپیگنڈے کا جواب اور مزید سنو

تیری ہر آخری گھڑی تیرے لئے پہلی گھڑی سے اچھی ہوگی یعنی ہر آن تیری ظاہری اور باطنی ترقی ہوگی اور خدا تجھ کو دنیا اور

آخرت میں اتنا دے گا تو راضی ہو جائے گا اس وعدے کے ایفا میں جس کو شبہ ہے وہ سن رکھے کیا خدا نے تجھے یتیم پا کر حضرت

خدیجہ سے نکاح کرا کر گھر بار میں ٹھکانہ نہ بنا دیا۔ بیشک

شان نزول

چند روز وحی بند رہنے سے مشرکوں نے انوہ اڑائی کہ محمد (ﷺ) کو اس کے خدا نے چھوڑ دیا ہے ان کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی۔

وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدَىٰ ۖ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنَىٰ ۗ فَأَمَّا الْيَتِيمَ فَلَا تَقْهَرْ ۙ

اور تمہیں بے خبر پایا تو رہنمائی کی اور تجھے بے مال پایا تو غنی کر دیا پس کسی یتیم پر زبردستی نہ کرنا

وَأَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۙ وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۙ

اور سائلوں کو کبھی نہ جھڑکنا اور اپنے رب کی نعمت کا اظہار کرتے رہنا

سوزت الم نشرح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے

أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ۙ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ۙ الَّذِي أَنقَضَ ظَهْرَكَ ۙ

کیا ہم نے تیرا سینہ فراخ نہیں کیا اور ہم نے تجھ سے تیرا بوجھ ہلکا کر دیا ہے جس نے تیری پیٹھ توڑی ہوئی تھی

اور تجھے دینی مسائل کی تفصیل سے بے خبر پایا تو راہنمائی کی اور تجھے بے مال و مددگار پایا تو محض اپنے فضل سے غنی کر دیا یہ سب

واقعات ایسے ہیں کہ تمہارے معاصرین اہل دنیا نے ان کو پچھتم خود دیکھ لیا ہے۔ پھر بھی اس میں کیونکر شک رہ سکتا ہے۔ کہ

تمہارے پر پچھلی گھڑی پہلی سے بہتر ہے پس اب تم اس کے شکر یہ میں ایسا کرنا کہ کسی یتیم پر زبردستی نہ کرنا اور سائلوں کو کبھی

نہ جھڑکنا چاہیے وہ سختی سے مانگیں بلکہ سائل کا سوال اس کے حسبِ مشا پورا کیا کرنا اگر سوال پورا نہ کر سکو تو نرمی سے جواب دینا

جھڑکنا ٹھیک نہیں اور جو خدا تم پر مہربانی کرے از قسم مال پر از قسم علم جائز طریق سے اپنے رب کی نعمت کا اظہار کرتے رہنا مال

ہے تو غربا پر مہربانی کرنے سے علم ہے تو اس کی تعلیم اور اشاعت سے اظہار کرنا مگر یہ خیال رہے کہ کسی طرح ریا پیدا نہ ہو۔

اللهم جنهننا الشرك الربا

سورت الم نشرح

اے نبی (علیہ السلام) تو جوان مخالفوں کی باتوں سے دل تنگ ہوتا ہے مانا کہ وہ باتیں ایسی ہیں کہ حلیم سے حلیم انسان بھی تنگ

دل ہو مگر تو بہت بڑے حوصلے کا انسان ہے کیا ہم نے ایسی خدمتِ ثقیلہ کے تحمل کے لئے تیرا سینہ فراخ کیا۔ نہیں کیا۔ بیشک کیا

اسی شرح صدر ہی کا نتیجہ ہے۔ کہ تو حوصلہ کرتا ہے مگر ان کی بدزبانی اور طعنِ تشنیع چونکہ از حد فزوں ہے اس لئے تیرے جیسا

حلیم سلیم بھی گامے دل تنگ ہو جائے گو چاہئے نہیں کیونکہ تو ہماری طرف سے اس عمدہ پر مامور کیا گیا ہے اور ہم نے تجھ

سے تیرا تبلیغی بوجھ بذریعہ اتباع کے ہلکا کر دیا ہے جس نے تیری پیٹھ توڑی ہوئی تھی یعنی جب تو اکیلا تھا تو تبلیغی بوجھ تجھ اکیلے پر

تھا اب جو چند باہمت افراد تیرے تابع ہو گئے ہیں تو تیرے کام میں ہاتھ بٹارے ہیں اور بٹائیں گے۔

۱۔ ما کنت تدری مال الکتب ولا الایمان۔ الایۃ کی طرف اشارہ ہے

۲۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مامور الہی ہوئے تھے تو دعا کی تھی رب اشرح لی صدی یہ شرح صدوہ وصف ہے جسکی بابت کہا گیا ہے۔

دریائے فراواں نشو و تیرہ بنگ عارف کہ بر نجد تنگ آب است بنوز

۳۔ جو بعض روایات میں آیکے ہے لڑکپن میں آنحضرت کا سینہ مہلک چیرا گیا تھا وہ بھی دراصل اس شرح صدر کا پہلا زینہ ہے۔ اصل مقصود شرح موسوی ہے

۴۔ هو الذی ایدک بنصرہ وبالمن منین الایۃ کی طرف اشارہ ہے

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ۖ فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۚ إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۖ فَإِذَا

اور ہم نے تیرا ذکر بہت بلند کر دیا ہے اس لئے کہ تنگی کے ساتھ آسانی ضرور ہوتی ہے بالضرور تنگی کے ساتھ آسانی ہے پس جب تو بائیں

فَرَعْتَ فَأَنْصَبْ ۖ وَإِلَىٰ رَيْكِ فَارْغَبْ ۖ

فارغ ہو جائے تو زیادہ محنت کچھو اور اپنے پروردگار کی طرف متوجہ ہو جائیو

اور ہم نے تیرا ذکر بہت بلند کر دیا ہے اذنانوں میں نام نامی واسم گرامی بلند آواز سے لیا جائے گا اور مورخین کتب تاریخ میں تیرا نام بڑی عزت کے ساتھ دنیا کے مصلحین میں لکھیں گے یہ کیوں ہو اس لئے کہ صبر کرنے کی حالت میں تنگی کے ساتھ آسانی ضرور ہوتی ہے۔ بالضرور تنگی کے ساتھ آسانی ہے یہ خدائی قانون ہے۔ اس قانون کا ظہور تیرے حق میں بھی ضرور ہو گا پس جب تو اس فرض منصبی سے مکمل طور پر فارغ ہو جائے تو عبادت میں زیادہ محنت کچھو اور اپنے پروردگار کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جائیو کیونکہ اس وقت دنیا سے تیرے انتقال کا وقت آجائے گا

انا لله وانا اليه راجعون

۱۔ سورت نصر میں اس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے۔

اذا جاء نصر الله والفتح ورايت الناس يدخولون في دين الله افواجا فسيح بحمد ربك استغفروه انه كان توابا (یعنی جب خدا کی مدد آجائے گی اور تو اسے رسول دیکھے گا کہ لوگ دین الہی میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں تو اس وقت اللہ کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھو اور استغفار کچھو (وہی بندوں پر نظر رحمت سے متوجہ ہونے والا) حضرت ابن عباس کا قول ہے کہ سورہ نصر میں خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ فتح کے بعد حضور علیہ السلام کا انتقال قریب ہے۔ (بخاری) چنانچہ ایسا ہی ہوا

یہی مضمون آیت زیر تفسیر کا ہے یعنی جب تو تبلیغ کے اہم فرض کو پورا کر چکے تو ہمہ تن عبادت کے ذریعہ خدا کی طرف لگ جائیو۔ ترجمہ شیعہ: مولوی مقبول احمد صاحب شیعہ کے مترجم قرآن میں یوں لکھا ہے۔

”جب تم فارغ ہو چکو تو اپنا قائم مقام مقرر کر دو“

مطلب آپ کا یہ ہے کہ خلافت کے لئے مقرر کرنے کا آنحضرت ﷺ کو حکم الہی تھا۔ چنانچہ آپ نے حضرت علی کو اپنا قائم مقام فرمایا مگر اصحاب نے نہ مانا اور انکے بعد اہل سنت کے تمام فرقوں نے اس تقرر کو تسلیم نہ کیا جو درحقیقت خدا کے حکم سے رسول علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ اس سے یہ لوگ ظالم ہیں اور لا ینال عہدہ المظلمین کے تحت ہیں

جو اب اس کا یہ ہے کہ واقعی میں یہ نہیں ہو اس امر کے سمجھنے کے لئے ہم ایک چھوٹی سی بات پیش کرتے ہیں۔

انصار مدینہ رضی اللہ عنہم نے جب کہا امیر ہم میں سے بھی ہوگا (منا امیر و منکم امیر) ان کے جواب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حدیث پیش کی الا انہ من قریش امیر قریش میں سے ہوگا چونکہ حدیث رسول علیہ السلام تھی سب نے تسلیم کی اور اپنا دعویٰ امدت چھوڑ دیا۔ مگر اس کے مقابل کسی نے وہ حدیث پیش نہ کی جس میں آنحضرت ﷺ نے جناب مرتضیٰ کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا تھا۔ اگر انصار سے بھول چوک ہو گئی تھی تو حضرت علی یادگیر ارکان الہیہ نے وہ حدیث کیوں نہ پیش کر دی۔ مضمون صاف تھا کہ جناب ابو بکر آپ نے حدیث پیش کر کے انصار کو روکا ہے۔ اب ایک حدیث فیصلہ رسالت کو بنا کر ہم آپ کو قائل کرتے ہیں وہ حدیث یہ ہے کہ جناب رسالت ماب ﷺ نے قریش میں سے حضرت علی کو قائم مقام اپنا مقرر فرمایا ہوا ہے۔ جس کے آپ اور فلاں فلاں گواہ ہیں۔

حالانکہ اس کے پیش کرنے کا موقع تھا تا ہم پیش نہیں کی۔ کیونکہ اس مضمون کی کوئی حدیث نہیں ہے۔ جس سے شیعہ کا دعویٰ ثابت ہو سکے اسی ایک ہی بات سے ثابت ہوتا ہے کہ شیعہ کا دعویٰ خلافت بلا نفس ثابت نہیں۔

ہاں اہل سنت کا دعویٰ خلافت ابو بکر بلا فضل کو قوت پہنچ سکتی ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر سورہ تحریم (ص ۸۰ ج ۱ ہذا)

سورت تین

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

وَالَّذِیْنَ وَالَّذِیْنَ وَالَّذِیْنَ ۝ وَطُوْرٍ سِیْنِیْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ ۝ لَقَدْ

ہم نے ان کے لئے دائی غیر منقطع اجر ہے۔ اب بھی اے انسان تجھ سے کیا چیز تکذیب

خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سَافِلِیْنَ ۝ اَلَا

جو نے انسان کو اچھے ڈھانچے پر فرمایا پھر ہم نے اس کو بچوں سے نیچے گرا دیا مگر

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَیْرُ مَمْنُوْنٍ ۝ فَمَا یَكْذِبُكَ بَعْدُ

جو لوگ ایمان لاکر نیک اعمال کرتے ہیں ان کے لئے دائی اجر ہے اب بھی اے انسان تجھ سے کیا چیز تکذیب

بِالَّذِیْنَ ۝ اَلِیْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمَ الْحٰكِمِیْنَ ۝

کرتی ہے کیا اللہ اعلم الحاکمین نہیں ہے

سورت علق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہی

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝ خَلَقَ الْاِنْسَانَ

اے رسول تو اپنے رب کا نام پڑھا کر جس نے سب کچھ بنایا ہے انسان کو خدا نے

سورت تین

دیکھو جی تم لوگ تو اپنی زندگی کی مثل حیوانوں کے ایک بیکار چیز بسائے ہوئے ہو جس کا نتیجہ نیک و بد کچھ بھی نہیں مگر ہم تمہیں

اصل بات بتاتے ہیں قسم ہے ہم کو انجیر کی لور زیتون کی اور طور سینا کی اور اس امن والے شہر مکہ کی بیشک ہم نے انسان کو بڑے اچھے

ڈھانچے پر بنایا اسکے جو دیکھو اس کے اندر کی رگیں اور شرائین دیکھو اسکے سمجھ بوجھ کے اعضاء دیکھو مگر اس کجنت انسان نے ہماری

دی ہوئی طاقتوں سے کام نہ لیا۔ بلکہ ان کو ضائع کر دیا۔ پھر ہم نے اس کی سزائیں اس کو بچوں سے نیچے گرا دیا یعنی حیوانوں سے بھی

بدتر کر دیا کیونکہ حیوانوں کو تو کسی برے کام پر بھی عذاب نہیں مگر اس شہر پر بدکار انسان کو برے کاموں پر سزا ضرور ہوگی اس لئے

یہ اپنے بچوں سے نیچے کیا گیا مگر جو لوگ ایمان لاکر نیک اعمال کرتے ہیں یعنی موافق شریعت اسلام اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ ان

کے لئے دائی غیر منقطع اجر ہے۔ اب بھی اے سرکش انسان تجھ سے کیا چیز خدا کی تکذیب کرتی ہے یعنی کن وجوہ سے تو خدا کی

تعلیم قرآن کی تکذیب کرتا ہے کیا اللہ تعالیٰ اعلم الحاکمین شاہنشاہ دو عالم نہیں ہے بیشک ہے اللھم فاکتبنا مع الشاہدین

سورت علق

اے رسول محمد علیکم السلام تو اپنے رب کا نام پڑھا کر یعنی ذکر الہی کیا کر جس نے سب کچھ بنایا ہے انسان کی پیدائش خاص قابل ذکر ہے

یہ سورت سب سے پہلے اس وقت اتری جب آنحضرت ﷺ غار حرا میں مشغول عبادت تھے جبرائیل آکر حضور کو زور سے بھینچا اور چھوڑ دیا حضور نے

مَنْ عَلِقَ ۙ اِقْرًا وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ ۙ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۙ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ

بستہ خون سے پیدا کیا اپنے رب کا نام پڑھا کہ تیرا پروردگار بڑی عزت والا ہے جس نے قلم کے ذریعہ لکھنا سکھایا انسان جو نہ جانتا تھا

مَا لَمْ يَعْلَمْ ۙ كَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لِكَبْفٍ ۙ اَنْ رَّاهُ اسْتَعْتَبَ ۙ اِنَّ اِلٰى

اس کو سکھایا بے سبب انسان گمراہ ہو جاتا ہے اس وجہ سے تم اپنے آپ کو بے نیاز سمجھتا ہے تیرے پروردگار کی

رَبِّكَ الرَّجْعِي ۙ اَرْبَيْتَ الَّذِي يَنْهٰى ۙ عَبْدًا اِذَا صَلَّى ۙ اَرْبَيْتَ اِنَّ كَانَ

طرف رجوع ہے کیا تو نے اس کو بھی دیکھا جو ایک بندے کو جب وہ نماز پڑھتا ہے روکتا ہے اگر وہ

عَلٰى الْهُدٰى ۙ اَوْ اَمَرَ بِالْتَّقْوٰى ۙ

ہدایت پر ہو اور لوگوں کو بھی پرہیزگاری کے کام بتاتا ہو

اس کو خدا نے بستہ خون سے پیدا کیا اس میں جبرئیل تجھے لکھتا ہوں کہ اپنے رب کا نام پڑھا کہ اس کے نام کی مالا حیا کر اور دل میں

یقین رکھ کہ تیرا پروردگار بڑی عزت والا ہے اور بڑی شان والا ہے جس نے قلم کے ذریعہ لکھنا اور اظہار مافی الضمیر کرنا سکھایا

دیکھو فن کتابت سے دنیا میں کتنے فائدہ ہیں یہ فن سارا خدا کی تفہیم سے انسان کو حاصل ہوا ہے اس کے علاوہ بھی انسان اپنی

ضروریات میں جو نہ جانتا تھا وہ اسکو سکھایا خدا کی اس تعلیم میں مومن کا فرسب برابر ہیں یہ فیض علمی کسی سے مخصوص نہیں ہے

نہ کوئی بلا عذر اس سے محروم ہے باوجود اس احسان اور کمال مہربانی کے بے شک انسان گمراہ ہو جاتا ہے یعنی خدا کی رحمت سے یہ

بد نصیب ہٹ جاتا ہے۔ اس وجہ سے کہ اپنے آپ کو خدا سے بے نیاز بے پرواہ جانتا ہے سمجھتا ہے کہ مجھے خدا کی ضرورت نہیں

میرے رہنے کو گھر ہے کھانے کو اناج ہے پھینے کو کپڑا ہے اس ساری گمراہی کا ایک ہی علاج ہے کہ اے انسان تو دل میں یقین

کر لے کہ تیری ہر بات میں ہر کام میں تیرا پروردگار خدا کی طرف رجوع ہے کیونکہ دنیا کی تمام حرکات کا پاور ہوس (موجد) وہی

ہے تمہارا وجود تمہارا مال تمہاری زندگی تمہاری موت سب اسی کے حکم سے وابستہ ہے کیا میاں! تو نے اس تالائق کو دیکھا جو خدا

کے ایک بندے کو جب کہ وہ نماز پڑھتا ہے نماز سے روکتا ہے واقع میں ہدایت پر ہو اور لوگوں کو بھی پرہیزگاری اور نیکی کا

کام بتاتا ہو تو اس مانع کا خدا کے نزدیک کیا حال ہو گا کیونکہ نیکی سے روکنا تو کسی مذہب اور کسی اخلاقی اصول میں جائز نہیں

سمجھا کہ مجھے کسی تحریر کے پڑھنے کو کتنا ہے فرمایا میں کیا پڑھوں میں پڑھا نہیں ہوں جبرائیل نے پھر بھیجا پھر یہی گفتگو ہوئی پھر تیسری مرتبہ بھیجا

(بخاری) تیسری مرتبہ کے بعد کا نتیجہ روایت میں مذکور نہیں خاکسار کی ناقص تحقیق یہ ہے کہ تیسری مرتبہ کے بعد حضور کو شرح صدر ہوا کہ

جبرائیل کے اقراء کہنے سے کسی عبارت کا پڑھنا مقصود نہیں بلکہ رب کا نام ذکر کرنا ہے اس لئے آپ ذکر شغل میں لگ گئے۔

اصل تہہ کی بات یہ ہے کہ اقرا باسم پر جو ہے اس کے دو معنی ہیں ایک یہ کہ ب ذریعہ پر ہے ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کے نام کے ساتھ پڑھ ان معنی

سے حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ میں پڑھا نہیں ہوں۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ ف مفعول بہ پر آئی ہے۔ جیسا کہ تفسیر کبیر میں امام لغت ابو عبیدہ

کے حوالہ اور عربی شعر کی سند پر ان معنی کا ثبوت دیا ہے کہ قرأت کا مفعول بہ پر جاہ آجایا کرتی ہے پہلے معنی دوسرے کی نسبت زیادہ متبادر ہے

اسلئے حضور علیہ السلام کا ذہن مبارک ادھر منتقل ہوا اگر جبرائیل علیہ السلام کے بھیجنے سے دوسرے معنی کا کشف ہو گیا۔ اس لئے تیسری مرتبہ وہ

جواب دیا جو پہلی دو مرتبہ دیا تھا کیونکہ آپ سمجھ گئے کہ مراد یہ ہے کہ اللہ کا نام ذکر کر لہ الحمد

۱۔ اس سورت کا پہلا حصہ ابتدا نبوت کے وقت اترتا تھا۔ یہاں سے اخیر تک زمانہ تبلیغ نازل ہوا۔

أَرَدَيْتَ إِنْ كَذَّبَ وَتَوَلَّى ۖ أَلَمْ يَعْلَم بِأَنَّ اللَّهَ يَرَى ۚ كَلَّا لَئِنْ لَمْ يَنْتَهُ ۚ

اگر یہ روکنے والا کج کامذب اور حق سے روگردان ہو گیا یہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے ہرگز نہ چاہئے اور اگر وہ باز نہ آیا تو ہم

لَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ ۚ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ ۖ فَلْيَدْعُ نَادِيَهُ ۖ سَدُّهُ

ضرور اسے جھوٹے بدکار پیشانی سے پکڑ کر صحیحیوں کے پس وہ اپنے ممبران مجلس کو بلا لے ہم بھی جہنم کے

الزَّبَانِيَةِ ۖ كَلَّا لَا تَطْفَعُ ۚ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۙ

فرشتوں کو بلا لیں گے ہرگز ایسا نہ چاہئے اس کا کما نہ مانو اور خدا کے سامنے سجدہ کر کے اس کا قرب چاہو

سورت القدر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۚ وَمَا أَدْرَاكَ مَا كَيْفَةُ الْقَدْرِ ۚ لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۚ

بے شک ہم نے اس کو لیلۃ القدر میں نازل کرنا شروع کیا تمہیں کیا معلوم لیلۃ القدر کیا ہے لیلۃ القدر

خَبِيرٌ وَمِنْ أَلْفِ شَهْرٍ ۚ تَنْزِيلُ الْمَلَكِ ۚ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِ مِنْ كُلِّ

ہزار مہینوں سے اصل ہے اس میں فرشتے اور روح اپنے رب کے حکم سے نازل ہوتے ہیں

أَمْرٍ ۚ سَلَامٌ ۚ هِيَ حَتَّىٰ مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۙ

وہ رات طلوع صبح تک ہر طرح سے سلامتی ہے

بھلا یہ بھی تم نے غور کیا کہ اگر یہ روکنے والا ہی کج کامذب اور حق سے روگردان ہو تو اس کا کیا حال ہو گا یہ شریعہ خیر یہ نہیں

جانتا کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے ہرگز اسے کسی انسان خدا کے نیک بندوں سے ایسا سلوک نہ کرنا چاہئے اب آئندہ کو ہم اعلان

کرتے ہیں کہ اگر وہ ایسی شرارت سے باز نہ آیا تو ہم ضرور اسے جھوٹی بدکار پیشانی سے پکڑ کر کھینچیں گے یعنی اس کو ایسا پکڑیں

گے اور ذلیل کریں گے تو دیکھنے اور سننے والے یقین کریں گے کہ یہ پکڑ اس کے اعمال بد کا نتیجہ ہے پس وہ اپنے ممبران مجلس کو

بلا لے جن پر اس کو گھمنڈ ہے ہم اس کی گرفتاری کے لئے جہنم کے فرشتوں کو بلا لیں گے جو کچھ یہ کرتا ہے اسے ہرگز ایسا نہ

کرنا چاہئے تو اسے مخاطب اس کا اور اس جیسے شریروں بد معاشوں کا کما کبھی نہ مانو اور خدا کے سامنے سجدہ کر کے قرب چاہو۔

اللهم اجعلنا من الساجدين

سورت القدر

بیشک ہم (خدا) نے اس قرآن کو رمضان کی ستائیسویں رات لیلۃ القدر میں نازل کرنا شروع کیا تمہیں کیا معلوم لیلۃ القدر کیا

ہے سنو ہم ہی بتاتے ہی لیلۃ القدر میں عبادت کرنی ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے جن میں وہ رات نہ ہو اس میں فرشتے

اور روح القدس جبرائیل اپنے رب کے حکم سے نازل ہوتے ہیں۔ دنیا میں نیک و بد بندوں کے اعمال دیکھتے ہیں بدوں کے لئے

توفیق عمل کی دعا کرتے ہیں اور نیکیوں کے لیے استغفار کرتے ہیں وہ رات طلوع صبح تک پر ہر طرح سے سلامتی والی اور بڑی

برکت والی ہے اللهم قدر لنا قيام هذا الليلته

۱۔ لیلۃ القدر کی بابت بہت سی صحیح حدیثوں میں ذکر ہے جو اپنا مضمون بتانے میں متفق ہیں۔ مجملہ یہ ہیں

سورت البینہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

لَمْ یَكُنْ الَّذِیْنَ كَفَرُوا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِیْنَ مُنْفَكِّیْنَ عَنْهُ تَأْتِیَهُمْ

اہل کتاب میں سے کافر لوگ اور مشرکین بننے والے نہ تھے جب تک ان کے پاس عمل ہات ہاتے

الْبِیِّنَةُ ۝ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً ۝ فِیْهَا كُتِبَ قَبْلَہٗ

والا رسول اللہ کی طرف سے نہ آئے جو پاک نوشتے ان کو سنائے جن میں محکم مسائل درج ہوں

سورت البینہ

اہل کتاب میں سے کافر لوگ یہود نصاری اور عرب کے مشرکین اپنی رسومات اور دینی بدعات سے کبھی ہٹنے والے نہ تھے جب تک ان کے پاس کھلی بات ہتاتے والا رسول اللہ کی طرف سے نہ آئے جو پاک الہامی نوشتے پڑھ کر ان کو سنائے جن میں محکم مسائل دینیہ درج ہوں یعنی اس زمانہ کے اہل کتاب اور مشرکین ایسے شدید تکفرتھے کہ کسی واعظ کے وعظ سے ان کو اثر نہ ہوتا بلکہ ضرورت تھی کہ بڑی قوت والا رسول ان کے پاس آئے اور اپنی قوت قدسیہ سے ان کو پاک کرے چنانچہ بہتوں کو اس رسول سے فائدہ ہوا

عن عائشہ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تحرروا لیلۃ القدر فی الوتر من العشر الاواخر من
رمضان (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آنحضرت نے فرمایا لیلۃ القدر کو
رمضان کے آخری دھا کے طاق راتوں میں تلاش کیا کرو

عن ابن عمر قال ان رجلا من اصحاب النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ار وائلۃ القدر فی المتام فی السبع الا
ولاخر فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ار ی رو یا
کم قد لو اطنت فی السبع الاواخر فمن كان متحر یا
فلیتعراها فی السبع الاواخر (بخاری مسلم)

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا آنحضرت کے اصحاب میں چند آدمیوں کو
لیلۃ القدر رمضان کے آخری ہفتہ میں خواب میں دکھائی گئی حضور
علیہ السلام نے فرمایا میں سمجھتا ہوں۔ تمہارا خواب رمضان کے آخری
ہفتہ میں واقع ہو گا جس جو کوئی لیلۃ القدر کی تلاش کرنا چاہے وہ آخری
ہفتہ میں کرے

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا لیلۃ القدر
کو رمضان کے آخری دھا کے میں تلاش کیا کرو۔ یعنی مینے کی انتیسویں
ستائیسویں پچیسویں وغیرہ

ان جیسی اور بھی احادیث صحیح النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں متفق و متحد ہیں اس لئے امت مسلمہ کا اسی پر اتفاق ہے جو ان احادیث کا مضمون ہے کہ رمضان شریف کی
ایک رات ایسی با برکت ہے مگر ہمارے ملک کے مشہور مصنف بلکہ (علی زعمہ) ملہم بلکہ مجدد بلکہ نبی بلکہ رسول مرزا صاحب قادیانی نے لیلۃ القدر
کی بابت کچھ عجیب ہی انکشاف کیا جو قابل دید و شنید ہے آپ لکھتے ہیں

خدا تعالیٰ سورت القدر میں بیان فرماتے ہیں بلکہ مومنین کو بشارت دیتا ہے کہ اس کا کلام اور اس کا نبی لیلۃ القدر میں آسمان
سے اتار آیا اور ہر ایک مصلح اور مجدد جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے وہ لیلۃ القدر میں ہی اترتا ہے تم سمجھتے ہو کہ لیلۃ القدر
کیا چیز ہے لیلۃ القدر اس ظالمانی زمانہ کا نام ہے جس کی ظلمت کمال کی حد تک پہنچ جاتی ہے اس لئے وہ زمانہ بالظلمت تقاضا کرتا
ہے کہ ایک نور نازل ہو جو اس ظلمت کو دور کرے اس زمانہ کا نام بطور استعارہ کے لیلۃ القدر رکھا گیا ہے مگر درحقیقت

وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمْ الْبَيِّنَةُ ۗ وَمَا

اور جن کو پہلے کتاب ملی تھی وہ بعد آجانے اس بینہ نبی کے مختلف ہو گئے اور ان کو

أَمَرُوا إِلَّا لِيُعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۗ خُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ

یہی حکم کیا گیا ہے یک رنے ہو کر اللہ کی مخلصانہ عبادت کیا کریں اور نماز پڑھیں

اور جن کو پہلے الہامی کتاب ملی تھی یعنی اہل کتاب یہود نصاریٰ ملی یہ سب کے سب صاحب البینہ نبی کے انتظار متفق تھے مگر

جب وہ نبی آیا اور ان کو اس کی صداقت کا علم بھی حاصل ہو گیا تو وہ بعد آجانے اس بینہ والے نبی کے تسلیم اور عدم تسلیم میں

مختلف ہو گئے بعض تو اپنے علم پر قائم رہ کر ایمان لے آئے اور بعض منکر ہو گئے حالانکہ اس بینہ والے رسول کی معرفت ان کو جو

حکم ہوا ہے وہ شریعت انبیاء کے خلاف نہیں بلکہ ان کو یہی حکم ہوا ہے کہ شرک کفر چھوڑ کر یک رنے ہو کر اللہ ہی کی مخلصانہ

عبادت کریں جس میں کسی قسم کا شرک یا نمائش نہ ہو اور فرائض نماز باقاعدہ پڑھیں

یہ رات نہیں یہ ایک زمانہ ہے جو بوجہ ظلمت رات کا ہرنگ ہے نبی کی وفات یا اسکے روحانی قائم مقام کی وفات کے بعد جب ہزار مینہ جو بشری عمر کے دور کو قریب الاختتام کر نیو والا اور انسانی حواس کو الوداع کی خبر دینے والا ہی گزر جاتا ہے تو یہ رات اپنا رنگ جمانے لگتی ہے تب آسمانی کاروائی سے ایک یا کئی مصلحوں کی پوشیدہ طور پر تخم ریزی ہو جاتی ہے جو نبی صمدی کے سر پر ظاہر ہونے کے لیے اندر ہی اندر تیار ہو رہتے ہیں اس کی طرف اللہ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے کہ لیلتہ القدر خیر من الف شہر یعنی اس لیلتہ القدر کے نور کو دیکھنے والا اور وقت کے مصلح کی صحبت سے شرف حاصل کرنے والا اس اسی (۸۰) برس کے اندر بڑھے سے اچھا ہے جس نے اس نورانی وقت کو نہیں پایا اور اگر ایک ساعت اس وقت کو پایا ہے تو یہ ایک ساعت اس ہزار مینے سے بہتر ہے جو پہلے گزر چکے کیوں بہتر ہے؟ اس لیے کہ اس لیلتہ القدر میں خداوند تعالیٰ کے فرشتے اور روح القدس اس مصلح کے ساتھ رب جلیل کے اذن سے آسمان سے اترتے ہیں نہ عبت طور پر بلکہ اس لئے کہ تا مستعد دلوں پر نازل ہوں اور سلامتی کی راہیں کھولیں سو وہ تمام راہوں کے کھولنے اور تمام پردوں کے اٹھانے میں مشغول رہتے ہیں یہاں تک کہ ظلمت غفلت دور ہو کر صبح ہدایت نمودار ہو جاتی ہے۔ (فتح اسلام نطق کلاں ص ۲۶)

تاظرین اس رائے کو احادیث نبویہ کے سامنے رکھ کر دیکھیں کہ اس میں اور احادیث نبویہ میں موافقت اور مطابقت کی کوئی صورت ہے؟ ہم تو اس کو تصریحات نبویہ کے مقابلہ میں محض تجدید قادیان جانتے ہیں۔ ہاں مزید توضیح کے لیے مرزا صاحب کا ایک اور کلام دکھاتے جس میں انہوں نے عمر دنیا کی تقسیم کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

خدا نے آدم سے لیکر اخیر تک دنیا کی عمر سات ہزار برس رکھی ہے اور ہدایت اور گمراہی کے لیے ہزار سال کے دور مقرر کئے ہیں یعنی ایک وہ دور جس میں ہدایت کا غلبہ ہوتا ہے اور دوسرا دور ہے جس میں ضلالت اور گمراہی کا غلبہ ہوتا ہے اور جیسا کہ میں نے بیان کیا خدا تعالیٰ کی کتابوں میں یہ دونوں دو ہزار ہزار پر تقسیم کئے گئے ہیں اول دور ہدایت کے غلبہ کا تھا اس میں بت پرستی کا نام و نشان نہ تھا۔ جب یہ ہزار سال ختم ہوا تب دوسرے دور میں جو ہزار سال کا تھا طرح طرح کی بت پرستیاں دنیا میں شروع ہو گئیں اور شرک کا بازار گرم ہو گیا اور ہر ایک ملک میں بت پرستی نے جگہ لی پھر تیسرے دور میں جو ہزار سال کا تھا اس میں توحید کی بنیاد ڈالی گئی اور جس قدر خدا انجیباہ دنیا میں توحید پھیل گئی پھر ہزار چارم میں ضلالت نمودار ہوئی پھر اسی ہزار چارم میں سخت درجہ پر نبی اسرائیل بگڑ گئے اور عیسائی مذہب تخم ریزی کے ساتھ ہی خشک ہو گیا اور اس کا پیدا ہونا اور مرنا گویا ایک ہی وقت میں ہو پھر ہزار پنجم کا دور آیا جو ہدایت کا دور تھا یہ وہ ہزار ہے جس میں ہمارے نبی ﷺ مبعوث ہوئے اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے ہاتھ پر توحید کو دوبارہ دنیا میں قائم کیا پس آپ کے من جانب اللہ

وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقِيَمَةِ ۗ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ

اور زکوٰۃ ادا کیا کریں دینِ قیام میں ہے جو لوگ اہل کتاب میں سے اور مشرکوں میں سے اور وافر مال کی زکوٰۃ ادا کیا کریں ہمارے نزدیک دینِ قیام محکم طریق میں ہے باوجود اس صاف تعلیم کے یہ لوگ انکار ہو رہے ہیں تو سن رکھیں جو لوگ اہل کتاب میں سے اور عرب کے دیگر

ہونے پر یہی ایک نہایت زبردست دلیل ہے کہ آپ کا ظہور اس ہزار کے اندر ہوا جو روز ازل سے ہدایت کے لیے مقرر تھا اور یہ میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ خدا تعالیٰ کی تمام کتابوں سے یہی نکلتا ہے اور اسی میں سے میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا بھی ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس تقسیم کی رو سے ہزار ششم ضلالت ہزار ہے اور وہ ہزار ہجرت کی تیسری صدی کے بعد شروع ہوتا ہے اور چودھویں صدی کے سر تک ختم ہو جاتا ہے۔ اس ششم ہزار کے لوگوں کا نام آنحضرت ﷺ نے نبیؑ اوج رکھا ہے اور ساتواں ہزار ہدایت کا ہے جس میں ہم موجود ہیں (لیکچر اسلام بمقام سیالکوٹ) ص ۶

ناظرین کرام: اس حوالے میں مرزا صاحب نے بڑی صفائی سے آنحضرت ﷺ کے زمانہ پیدائش کو زمانہ ہدایت بتایا ہے جو تیسری صدی کے خاتمہ تک رہا جو تھی کے شروع سے الف ضلالت شروع ہوا جس کے گیارہ سال رہتے مرزا صاحب پیدا ہوئے (۳) ہ شروع ہونے پر آپ کی عمر گیارہ سال ہوگی یقیناً اس عمر میں تو آپ نے تبلیغ کا شروع نہ کیا ہوگا بلکہ ابھی طالب علمی کے ابتدائی مرحلے میں ہوں گے تبلیغی کام یقیناً اپنے ساتویں ہزار میں شروع کیا جو ہدایت کا ہزار ہے حالانکہ بقول آپ کے چاہیے یہ تھا کہ آپ ہزار ششم میں اسے وقت پیدا ہوئے جب کہ ضلالت کی وجہ سے لیلۃ القدر تھی تاکہ اس کا مقابلہ کرتے جیسا کہ آپ کے یہ الفاظ منقولہ از فتح اسلام (ہر مصلح لیلۃ القدر میں ہی آتا ہے) دلالت کرتے ہیں مگر آپ بحیثیت مصلح آئے تو ہزار ہفتم میں آئے تاہم ہم وسعت قلبی سے آپ کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہتے ہیں دیر آمدی بخیر آمدی بیٹا باپ سے آگے

ناظرین مرزا صاحب کی منقولہ از لکچر سیالکوٹ عبارت ایک نظر پھر دیکھ جائیں کہ ایسی وضاحت سے دنیا کی عمرات ہزاروں پر تقسیم کر کے ساتواں ہزار کے بعد دنیا کا خاتمہ (فنا) بتا رہے ہیں کہ کسی مزید توضیح کی ضرورت نہیں اس کے بعد آپ کے خلف الصدق میاں محمود احمد خلیفہ کی تحریر دلپزیر دیکھئے جو اپنی وضاحت اور صفائی کے لحاظ سے بے نظیر ہے آپ فرماتے ہیں تیسرا (محمود کا) اپنا عقیدہ یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) اس دور کے خاتم ہیں اور اگلے دور کے آدم بھی آپ ہی ہیں کیونکہ پہلا دور سات ہزار سال کا آپ پر ختم ہوا اور اگلا دور آپ سے شروع ہوا اسی لیے آپ کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو فی حلال الانبیاء اس کے یہی معنی ہیں کہ آپ آئندہ نبیوں کے حلوں میں آئے ہیں جس طرح پہلے انبیاء کے ابتدائی نقطہ حضرت آدم علیہ السلام تھے اسی طرح مسیح موعود (مرزا صاحب) جو اس زمانہ کے آدم ہیں آئندہ آنے والے انبیاء کے ابتدائی نقطہ ہیں (جل جلالہ)۔ (اخبار الفضل قادیان ۱۳ فروری ۲۸ھ)

پس باپ بیٹے کی عبارت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مرزا صاحب کی زندگی ہی میں دنیا کا دور ثانی شروع ہو گیا جو بقول مرزا صاحب (لیکچر سیالکوٹ) ابتدائی ہزار ہونے کی وجہ سے سراسر ہدایت کا زمانہ ہے اس میں نہ شرک ہے نہ کفر نہ بت پرستی نہ قہر پرستی غرض اس زمانہ کو توحید خالص اور دین کامل کا زمانہ کہنا چاہیے جس میں کسی قسم کا شرک و کفر نمودار نہیں۔ ہاں یہ بھی کہنا ہوگا کہ ابھی نہ ابراہیم نہ موسیٰ نہ عیسیٰ پیدا ہوئے اور محمدی دور (علیہ السلام) تو کہیں پانچویں ہزار سال میں ہوگا اس لیے سوال یہ ہے کہ آج کل کلمہ کس کا خلیفہ قادیانی کا پڑھیں اور کس کا پڑھنا چاہئے کچھ شک نہیں کہ آج کل کلمہ تو ہم سب کا یہی ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لیکن بقول باپ منتشر بیٹا یہ کلمہ قبل از وقت ہے صحیح بردقت یہ ہے کہ آج کل سب لوگوں کو یہ کلمہ پڑھنا چاہئے لا الہ الا اللہ مرزا آدم صفی اللہ چنانچہ مرزا صاحب قادیانی کا شاعر ہے

میں کبھی موسیٰ کبھی آدم کبھی یعقوب ہوں نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

مرزا صاحب کی وفات سے پانچویں ہزار سال محمد رسول اللہ پیدا ہوں گے تو اس وقت کلمہ میں محمد رسول اللہ کا لاپ ہوگا۔ کیا اچھی تجدید اسلام ہے۔
۱۔ میری پیدائش اس وقت ہوئی جب چھ ہزار میں سے گیارہ برس رہتے تھے۔ (قول مرزا در حاشیہ ص ۹۵ متحدہ گولڈویہ)

وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۗ أُولَٰئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ۗ اٰمَنَ الَّذِيْنَ

مشرکوں میں سے اسلام کے منکر ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے وہ سب لوگوں میں سے بدترین لوگ ہیں جو لوگ

اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۚ اُولٰٓئِكَ هُمۡ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۗ جَزَاؤُهُمْ عِنۡدَ رَبِّهِمْ

ایمان لاکر نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب لوگوں میں سے اچھے ہیں ان کا بدلہ ان کے پروردگار کے

جَنَّتْ عَدْنٍ تَجْرِيۡ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ۗ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا

پاس ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہری جاری ہوں گی ہمیشہ ان میں رہیں گے خدا ان سے راضی وہ خدا سے

عَنْهُ ۗ اُولَٰئِكَ لَمِنْ خَيْرِ رَّبِّهِ ۗ

راضی یہ ان لوگوں کو ملے گا جو اپنے رب سے ڈرتے رہے ہوں گے

سورت زلزال

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زُلْزَالَهَا ۙ ۙ وَاخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَنْفٰلَهَا ۙ وَقَالَ الْاِنْسٰنُ

جب زمین زور سے ہلائی جائے گی اور زمین اپنے اندر کے دینے سب باہر پھینک دے گی اور انسان کہے گا اس کو کیا

مَا لَهَا ۗ

ہو گیا

مشرکوں میں سے اسلام کے منکر ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ وہ دوزخ کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے کیونکہ وہ لوگ اللہ کے

نزدیک سب لوگوں میں سے بدترین لوگ ہیں برعکس ان کے جو لوگ ایمان لاکر نیک عمل کرتے ہیں وہی لوگ سب لوگوں

میں سے اچھے ہیں کیونکہ زندگی کا مقصد انہوں نے سمجھ کر پورا پایا ہے یعنی خدا کے ہو رہے ہیں اور اسی کی لگن میں دنیا سے

رخصت ہوئے اس لیے انکا بدلہ ان کے پروردگار کے پاس ہمیشہ رہنے کے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی بغیر اخراج

کے ہمیشہ ان باغوں میں رہیں گے دائمی عیش و آرام کے علاوہ بڑی نعمت ان کو یہ ملے گی کہ خدا ان سے راضی اور وہ خدا سے

راضی یعنی مالک اور غلام میں کسی قسم کی سوء مزاجی کا اندیشہ نہ رہیگا یہ انعام و اکرام لوگوں کو ملے گا جو اپنے رب کے عذاب سے

دنیا میں ڈرتے رہے ہوں اللھم اجعلنا منهم

سورت زلزال

سنو جی قیامت سے پہلے ایک زلزلہ عظیمہ آئے گا جس سے دنیا کی ساری آبادی برباد ہو جائے گی اس وقت کا حال ہم تم کو سناتے

ہیں جب زمین غیر معمولی زور سے ہلائی جائے گی ایسی کہ تمام اونچائی نیچائی سب برابر ہو جائے گی اور زمین اسی تیز حرکت سے اپنے

اندر کے دینے سب باہر پھینک دے گی یعنی آج جو کچھ اس کی کانوں میں از قسم چاندی سونا تانبا تیل وغیرہ معدنیات ہیں وہ سب

باہر آجائیں گے تو کوئی ان خزانوں کو دیکھے گا چھوٹے گا نہیں اور انسان کہے گا اس زمین کو کیا ہو گیا کہ ایک دم اس میں انقلاب

ہو گیا

لا تری فیہا عوجا ولا اعنا کی صرف اشارہ ہے

يَوْمِيذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا ۚ بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَىٰ لَهَا ۚ يَوْمِيذٍ يُصْعَدُ النَّاسُ

اس روز زمین اپنی خبریں بتلائے گی کہ تیرے پروردگار نے اس کو سمجھا دیا ہوگا اس روز انسان مختلف حالتوں میں

أَشْتَاكًا ۚ لِيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ۚ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۚ وَمَنْ

نکلیں گے کہ ان کے اعمال دکھائے جائیں پس جس شخص نے ذرہ جتنا بھی اچھا کام کیا ہوگا وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے

يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۚ

ذرا جتنا برا کیا ہوگا وہ ابھی اسے دیکھ لے گا

سورت عادیات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا بڑا رحم والا ہے

وَالْعَدِيَّتِ صَبْعًا ۚ فَالْمُورِيَّتِ قَدْحًا ۚ فَالْمُعِيَّتِ صَبْعًا ۚ فَالْقُرْنِ

قسم ہے سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی اور قسم ہے آگ چمکانے والوں کی اور قسم ہے سچ کے وقت حمد کرنے والوں کی جو غبار

بِهِ نَقْعًا ۚ فَالْقُسْطِ بِهٖ جَمْعًا ۚ إِنَّ الْإِنْسَانَ لِرَبِّهِ لَكَنُودٌ ۚ

اڑاتے ہیں اور اسی کے جماعت میں گھس جاتے ہیں انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے

اس روز زمین اپنی سطح پر گزرے ہوئے واقعات کی تمام خبریں بتائے گی اور اس وجہ سے کہ تیرے پروردگار خدائے ذوالجلال

نے اس کو بذریعہ القاء خاص سب کچھ سمجھا دیا ہوگا وہ تمام خبریں مجمل بتا دے گی یا مفصل اس کا علم اسی وقت تم کو ہوگا اس روز

انسان اپنے اپنے اعمال کے مطابق مختلف حالتوں میں نکلیں گے کوئی اعلیٰ درجہ کا نیک کوئی پرلے درجہ کا بد معاش کوئی ان دو

درجوں کا مابین تاکہ ان لوگوں کو ان کے کئے ہوئے ان کے نیک و بد اعمال دکھائے جائیں پس جس شخص نے ذرہ جتنا بھی اچھا

کام کیا ہوگا وہ اسے اپنے اعمال نامہ میں دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ جتنا برا کیا ہوگا اگر توبہ نہ کرے یا اس سے اچھا نیک کام نہ

کرنے لے اس کے ذمہ سے اترا نہ ہوگا تو وہ بھی اسے اپنے اعمال نامہ میں دیکھ لے گا اسی کے مطابق ان کو جزا سزا ملے گی

سورت عادیات

اے عرب کے لوگو تم خدا کے وعدے کا انکار کیوں کرتے ہوا تھی بات بھی تمہاری سمجھ میں نہیں آتی کہ انسان کے نیک و بد

کاموں کی جزا و سزا یعنی ضروری ہے ہم تمہیں حلفیہ بتاتے ہیں قسم ہے سرپٹ دوڑنے والے گھوڑوں کی جو خرائے سے جاتے ہیں

اور قسم ہے پتھر پر ناپ مارنے سے آگ چمکانے والوں کی اور قسم ہے جہاد میں صبح کے وقت دشمنوں پر حملہ کرنے والوں کی جو

اس وقت ایسی تیزی سے چلنے میں زمین سے غبار اڑاتے ہیں پھر اسی غبار کے ساتھ ہی دشمنوں کی جماعت میں گھس جاتے ہیں

ان قسموں کا جواب یہ ہے کہ انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے

۱۔ قرآن مجید میں اعمال بد معاف ہونے کے دو طریق آئے ہیں ایک تو یہ ہے فرمایا ان ینتھم یغفرلھم ما قد سلف (ہاں آجائیں تو گزشتہ گناہ

معاف کئے جائیں گے) دوسرا طریق یہ ہے کہ گناہ سے نیک کام زیادہ کئے ہوں جیسا فرمایا ان الحسنات یدھبن السیات نیکیاں برائیوں کو دور

کردیتی ہیں تفسیر میں میں نے انہی دو طریقوں کی طرف اشارہ کیا ہے

وَأِنَّهُ عَلَىٰ ذَٰلِكَ لَشَهِيدٌ ۚ وَإِنَّهُ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيدٌ ۚ أَفَلَا يَعْلَمُ إِذَا بُعِثَ

حالات تک وہ اس پر نگران ہے اور یہ خیر کا سخت تمسبی ہے کیا یہ جانتا نہیں کہ جس وقت قبروں سے

مَا فِي الْقُبُورِ ۚ وَحُصِّلَ مَا فِي الصُّدُورِ ۚ إِنَّ رَبَّهُم بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيرٌ ۚ

رکھے ہوئے مردے اٹھانے جائیں گے اور جو ان کے دلوں میں ظاہر کیا جائے گا اس روز ان کا پروردگار ان کے حال سے خبردار ہوگا

سورت القارعة

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

الْقَارِعَةُ ۚ مَا الْقَارِعَةُ ۚ وَمَا أَدْرَاكَ مَا الْقَارِعَةُ ۚ يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ

کھڑکھڑانے والی طاری جیسی کھڑکھڑانے والی ہے تمہیں کیا معلوم وہ کھڑکھڑانے والی کیا چیز ہے جس روز انسان پھیلے ہوئے

كَالْفَرَاشِ الْمَبْتُوثِ ۚ وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ ۚ فَأَمَّا مَنْ

پتنگوں کی طرح ہوں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہو جائیں گے پھر جس کے

ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ۚ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۚ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ۚ

نیک اعمال غالب ہوں گے وہی مزے کے عیش میں ہوں گے جن کے اعمال مغلوب ہوں گے

اس کی ناشکری کا کیا ٹھکانہ ہے کھائے پئے رب کا اور گائے کسی اور کا حالانکہ وہ پروردگار ہر آن اس پر نگران ہے اس کی کوئی حرکت

یا سکون اس پر مخفی نہیں اور یہ ناشکر انسان اپنے حق میں ہر طرح کی خیر و برکت کا سخت تمسبی رہتا ہے باوجود اس تمنی کے جس

سے خیر و برکت ملتی ہے اس سے غافل ہے تو اس کی کتنی بے عقلی اور کیسی غفلت ہے یہ تو ہوئی اس کی اصولی غلطی کہ ایک چیز کا

خواہشمند ہے مگر جس سے وہ چیز ملتی ہے اس سے روگردان ہے اس کے علاوہ سنو کیا یہ جانتا نہیں کہ جس وقت قبروں میں رکھے

ہوئے مردے اٹھائے جائیں گے اور جو ان کے اعمال نیک و بد ہوں گے وہ سارے بلکہ ان جو ان کے دلوں میں چھپا ہوا ہے دین

کی محبت یا عداوت سب ظاہر کیا جائے گا اس روز ان کا پروردگار خداوند عالم ان کے حال سے خبردار ہوگا کوئی بات اس سے نہ

چھپی ہوگی نہ چھپا سکیں گے

سورت القارعة

اے عرب کے منکر و قیامت کی جس گھڑی سے تم منکر ہو وہ کھڑکھڑانیوالی گھڑی کیسی کھڑکھڑانیوالی ہے تمہیں کیا معلوم وہ کھڑکھڑانیوالی

کیا چیز ہے اور کب ہوگی وہ اس دن ہوگی جس روز انسان مومن کا فر سب کے سب ایک میدان میں پھیلے ہوئے پتنگوں کی طرح

ہوں گے یعنی اس کثرت سے ہوں گے جس کثرت سے موسم برسات میں کبھی ٹڈی دل نکلتا ہے اور یہ بڑے بڑے پہاڑ دھنی

ہوئی روئی یا اون کی طرح ہو جائیں گے یعنی دھنی ہوئی روئی کی طرح اڑتے ہوئے نظر آئیں گے یہاں تک کہ سب زمین یکساں

ہو جائے گی جس میں کوئی اونچائی پتچائی نہ ہوگی قیامت کے دن کا یہ پہلا حصہ ہے اس کے بعد پھر پیدائش ہوگی اور سب میدان

محشر میں جمع ہوں گے پھر اس میدان میں جس کے نیک اعمال کسیت اور کیفیت میں بد اعمال پر غالب ہوں گے وہی مزے کے

عیش میں ہوں گے اور جن کے اعمال وزن اور صلاحیت میں مغلوب ہوں گے یعنی بد عملی زیادہ اور نہ نیکی ہوگی تو بہت کم

فَأَمَّهُ هَٰوِيَةٌ ۖ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَةٌ ۖ نَارًا حَامِيَةٌ ۖ

پس ان کا ٹھکانہ ہادیہ ہوگا تجھے کیا معلوم ہادیہ کیا ہے وہ دہکتی ہوئی آگ ہے

سورة التكاثر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۚ حَتّٰی زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۗ ۝ كَلَّا سَوْفَ

کثر حرص نے تم کو غافل کر دیا ہے یہاں تک کہ تم نے قبریں بھی دیکھیں ہرگز نہ چاہئے تم

تَعْلَمُوْنَ ۚ ثُمَّ كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۗ كَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ

جان لو گے پھر ہرگز ایسا نہ چاہئے تم جان لو گے ہرگز ہرگز ایسا نہ چاہئے اگر تم جینی طور پر جانئے

عِلْمَ الْيَقِیْنِ ۗ لَتُرَوْنَ الْجَحِیْمَ ۗ ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِیْنِ ۗ ثُمَّ

تو ایسی غفلت نہ کرتے ضرور جہنم دیکھو گے پھر اس سے دیکھو گے پھر

لَتَسْتَلْنَ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ ۗ

اس روز تم کو نعمتوں سے سوال ہوگا

پس ان کا ٹھکانہ ہادیہ ہوگا تجھے کیا معلوم ہادیہ کیا ہے وہ دہکتی ہوئی تیز آگ ہے اس میں وہی داخل ہوں گے اپنی بد عملی کی وجہ سے جو اس کے لائق ہوں گے

سورة تکاثر

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

مال و عزت و رتبہ و جاہت وغیرہ میں تقابل کی عادت انسان کو بہت مضرب ہے اس لیے کہ ہم تم کو بتاتے ہیں کہ تم موجودہ لوگوں کو کافر ہو یا مومن کثرت مال و کثرت اولاد کی حرص نے یعنی ایک دوسرے پر بڑھنے کی خواہش نے تم کو خدا کی یاد اور تعمیل احکام سے غافل کر دیا ہے یہاں تک کہ اسی مقابلہ میں تم انے قبریں بھی دیکھیں یا خود مر کر قبروں میں داخل ہوئے ہرگز ہرگز ایسا نہ کرنا چاہئے باز نہ آؤ گے تو تم اس کا انجام جان لو گے ہم پھر کہتے ہیں کہ ایسا ہرگز ایسا نہ کرنا چاہئے تم جان لو گے ہرگز ایسا نہ چاہئے اگر تم یقینی طور پر جانئے ہو ایسی غفلت نہ کرتے لیکن تمہاری غفلت سے اخروی جزا سزا ملے گی نہیں بلکہ ضرور تم اپنے بد اعمال سزا میں جہنم دیکھو گے ہم پھر تمہیں کہتے ہیں کہ ضرور اسے دیکھو گے اسے دیکھنے کے بعد پھر اس روز تم کو نعمتوں پر شکر گزاری سے ضرور سوال ہوگا

۱۔ لوگ کہا کرتے ہیں فلاں نے مکان بنایا میں اس سے اچھا بناؤں فلاں اتنی جائیداد کا مالک ہے میں اس سے زیادہ حاصل کروں یہ ہے کٹاؤر تقابل
۲۔ بعض تقابل نے اپنی کثرت بنانے کو یہ بھی کہہ دیا تھا کہ ہمارے مردے بھی تمہارے مردوں سے زیادہ ہیں ان کو خطاب ہے حتیٰ زرتیم المقابر

سورۃ العصر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہات مہربان ہے

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لِرَفْعِ خَيْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

قسم ہے زمانہ کی تحقیق انسان نقصان میں ہے لوگوں سے ایمان قبول کر کے نیک عمل کئے

وَتَوَّاصَوْا بِالْحَقِّ ۝ وَتَوَّاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

اور ہر ایک دوسرے کو حق پسندی کی نصیحت کرتے رہے اور صبر کی تلقین کرتے رہے

سورۃ ہمزہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا بخشنے والا نہات رحم والا ہے

وَبَلِّ لِكُلِّ نَفْسٍ مِّنْهُنَّ لِمَنَافِعَ ۝ الَّذِیْنَ جَمَعُوا مَالًا وَعَدَدُوْهُ ۝ بِحَسَبِ

عیب جو طعنہ زن کے لئے افسوس ہے جس نے مال جمع کیا اور اس کو شمار کرتا رہتا ہے سمجھتا ہے یہ

سورۃ العصر

انسان سمجھتا رہے کہ میں دن بدن ترقی کر رہا ہوں حالانکہ یہ منزل کو جا رہا ہے زمانہ کی ہر آن متحرک ہے اس کے ساتھ ہی انسان میں بھی حرکت ہے اس لیے ہم سچ کہتے ہیں قسم ہے زمانہ کی جو گیا واپس نہیں آتا تحقیق انسان سراسر نقصان میں ہے اس کی عمر کا ہر لمحہ قیمتی ہے مگر یہ اسے بے فائدہ ضائع کرتا ہے انسان کی زندگی کا اصل مقصد ہے ذکر خدا اور عبادت الہی جو لوگ اس مقصود سے غافل ہیں وہ اپنی زندگی کی حیثیت میں بالکل ٹوٹے میں ہیں لیکن جن لوگوں نے حسب تعلیم الہی ایمان قبول کر کے نیک عمل کئے اور ایک دوسرے کو حق پسندی کی نصیحت کرتے رہے یعنی یہ کہتے رہے کہ میاں سچی بات کسی کی ہو قبول کر لینی چاہیے کیونکہ

مرد باند بگیرد اندر گوش درنشت است پند بردیوار

اور تکلیفات اور مصائب پر صبر کی تلقین کرتے رہے وہ نقصان یا ٹوٹے میں نہیں اجعلنا منهم

سورۃ ہمزہ

دنیا میں فسادات کی وجہ ایک تو خود غرضی ہے دوسری بڑی وجہ بسا اوقات ادھر کی ادھر لگانے والوں کی ریشہ دوانی ہوتی ہے جو ایک کی دوسرے کے پاس عیب شمار کرتا ہے جس کے حق میں سعدی مرحوم نے کہا ہے

میاں دو کس جنگ چوں آتش است سخن چین بد بخت ہیزم کش است

اس لیے اعلان ہے کہ خدا کے نزدیک ہر عیب جو طعنہ زن کے لیے افسوس ہے اس کے طعنے عموماً غریب مسلمانوں کے حق میں ہوتے ہیں کیونکہ مال کا اس کو گھنڈ ہے یہی وہ شخص ہے جس نے تھوڑا سا مال جمع کیا ہے اس کو بڑے فخر سے شمار کرتا رہتا ہے سمجھتا ہے کہ اس مال کی وجہ سے اس کو تکلیف نہیں آسکتی

اِنَّ مَالَهُ اَخْلَدَهُ ۝ كَلَّا لَيُنْبَذَنَّ فِي الْحُطَمَةِ ۝ وَمَا اَدْرَاكَ مَا

یہ مال اس کو ہمیشہ رکھے گا ہرگز نہیں بھسم کرنے والی آگ میں ڈالا جائے گا تمہیں کیا معلوم وہ بھسم کرنے والی

الْحُطَمَةُ ۝ نَارُ اللَّهِ الْمُوقَدَةُ ۝ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْاَفْئِدَةِ ۝ اِنَّهَا

کیا چیز ہے اللہ کی تیز آگ ہے جو دلوں تک جا چڑھے گی تحقیق وہ

عَلَيْهِمْ مُّوَصَّدَةٌ ۝ فِيْ عِلْدٍ مُّسَدَّدَةٍ ۝

بڑے بڑے ستونوں کی صورت میں اس سے مخصوص ہوگی

سورت الفیل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ ۝ اَلَمْ یَجْعَلْ كَيْدَهُمْ

کیا تم نے اس پر فکر نہیں کیا کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھیوں والے لوگوں سے کیا برتاؤ کیا تھا کیا ان کی چال کو بے اثر نہ کیا

بلکہ یہ مال اس کو ہمیشہ بخیر و عافیت رکھے گا یہ خیال اس کا ہرگز صحیح نہیں اپنے کئے ہوئے بد اعمال کی وجہ سے بھسم کرنے والی آگ

میں ڈالا جائے گا جہاں اس کی ساری شیخی کرکری ہو جائے گی تمہیں تمہیں کیا معلوم کہ وہ بھسم کرنے والی کیا چیز ہے وہ اللہ کی

طرف سے بطور سزا مقرر کی ہوئی تیز آگ ہے جو بدن سے گزر کر دلوں تک جا چڑھے گی اس کے شعلے بہت بلند ہوں گے ایسے

تحقیق وہ آگ بڑے بڑے ستونوں کی صورت میں جیسے مسجد الحرام کے دالانوں میں بلند ستون اور اہل نار بدکاروں سے مخصوص

ہوگی

سورت فیل

اے مکے والو تم جو اس رسول کے ساتھ اتنی مخالفت کرتے ہو کیا تمہیں یقین ہے کہ تم اس میں کامیاب ہو جاؤ گے؟ ہرگز نہیں تم

نے ہاتھی والوں کا قصہ نہیں سنا اور اس پر فکر نہیں کیا کہ تمہارے پروردگار نے ان اصحاب الفیل ہاتھیوں والے لوگوں کے ساتھ

کیسا برتاؤ کیا تھا جو بخیاں خود کعبہ شریف کو گرانے آئے تھے کیا اس اللہ نے ان کی چال کو جو دوبارہ گرانے کعبہ شریف کے تھی

کیف اصحاب الفیل جاہلیت کا زمانہ تھا اس کرشمہ ہوا کہ حکومت حبشہ کی طرف سے یمن کے صوبہ پر ایک احمق ابراہہ نامی گورنر تھا اس نے دیکھا کہ

عرب لوگ مکہ شریف کو حج کرنے جاتے ہیں دل میں خیال کیا کہ ایسا کریں کہ یہ لوگ وہاں نہ جائیں چنانچہ اس نے اپنے علاقہ میں ایک کعبہ بنایا اور

انسان کیا کہ حج یہاں کر لیا کرو مکہ میں جانے کی ضرورت نہیں اور ہر سے ایک مچلا عرب سردرہاں اس کعبہ میں جاگھسا چپکے سے اس میں پاخانہ کر کے

دیوڑوں پر لیسپ دیا یہ واقعہ سن کر ابراہہ کو بہت غصہ آیا مکہ پر فوج کشی کی قریب مکہ کے پہنچ کر سردار مکہ عبدالمطلب کو کہا میں تم لوگوں سے لڑنے کو

نہیں آیا میں تو تمہارے کعبہ کو گرانے آیا ہوں عبدالمطلب نے کہا کعبہ ہمارا گھر نہیں ہے جس کا بے وہ اگر تمہیں ایسا کرنے دے تو کر گزرو یہ کہہ کر

عبدالمطلب نے کعبہ شریف میں جا کر مندرجہ ذیل اشعار میں دعا کی۔

یا رب لا ارجو سوا کا یا رب فامع جما کا

ان عدوالبیت من عادا کا انمعم ان یخرجو قرا کا

فِي تَضَلُّيلٍ ۝ وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَابِيلَ ۝ تَرْمِيهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ

تھا ان پر دل کے دل پرندے بھیجے جو ان پر پتھریلی مٹی کی کنکریاں مارتے

سَجِيلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّا كُوِّلٌ ۝

تھے پس خدا نے ان کو چبائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا

سورت قریش

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

لَا يُلَاقِيكَ قُرَيْشٌ ۝ الْفِهْمِ رِحْلَةَ الْشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ۝ فَلْيَعْبُدُوا

قریش کو سردی گرمی کے سفر سے الفت رکھنے پر تعجب ہے پس ان کو چاہئے

رَبِّ هَذَا الْبَيْتِ ۝ الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوعٍ ۝ وَأَمَنَهُمْ مِّنْ

کہ اس خانہ کعبہ کے پروردگار کی عبادت کیا کریں جو ان کو بھوک میں کھانا دیتا ہے اور جس نے خوف سے ان کو امن میں رکھا

خَوْفٍ ۝

ہے

بے اثر نہ کر دیا تھا بیشک کیا تھا اور ان پر دل کے دل پرندے بھیجے جو ان پر پتھریلی مٹی کی کنکریاں مارتے تھے۔ پس انہی کنکریوں کے ساتھ خدا نے انکو چبائے ہوئے بھوسے کی طرح بے کار بے اعتبار کر دیا۔ اللهم اعذنا من غذا بلك

سورت قریش

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

عرب کی معزز قوم قریش تجارت پیشہ ہے نہ وہ سردی دیکھتی ہے نہ گرمی قریش کو سردی گرمی کے سفر سے الفت رکھنے اور اصل مقصد زندگی (عبادت الہی) ترک کرنے پر ایک ہمدرد انسان کو تعجب ہوتا ہے کہ دونوں موسموں میں یکساں سفر کرتے ہیں۔

دنیا کے دھندوں میں مشتاق اور خدا سے غافل پس اب انکو چاہیے کہ زندگی کے اصل مقصد کی طرف توجہ کریں کہ اس خانہ کعبہ کے پروردگار واحد مالک خدا تعالیٰ کی عبادت کیا کریں جو ان کو بھوک میں کھانا دیتا ہے یعنی ان کے لیے رزق پیدا کرتا ہے ورنہ محض تجارت سے کیا کھائیں گے اور جس نے دشمن کے خوف سے ان کو امن دے رکھا ہے ورنہ سفر نہ کر سکیں نہ تجارت پس قرین عقل بات ہے کہ جس نے یہ سب کچھ دیا ہے اسی کے ہو رہیں اللهم دفقنا لما تحب ترضی

ان اشعار میں مواضع خدا سے دعا کی کہ کعبہ شریف کو ان ظالموں سے بچائیوں عبدالمطلب کی دعا قبول ہوئی ابراہیم کی فوج جب کعبہ شریف پر حملہ آور ہوئی تو خدا نے چھوٹی چھوٹی چڑیاں پہاڑوں اور سمندروں کی طرف سے بھیج دیں۔ جو ان حملہ آوروں پر چھوٹی چھوٹی کنکریاں مارتے تھے جن سے

وہ مرے اور زخمی ہو کر بھاگ گئے له الحمد

سورۃ الماعون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

اَوْعِیْتَ الَّذِیْ یُكذِّبُ بِالْذِّیْنِ ۝ فُذِّكَ الَّذِیْ یُدْعُ الْیْتِیْمَ ۝

کیا تو نے اس انسان کو دیکھا ہے جو دین الہی کی تکذیب کرتا ہے یہ وہی تو ہے جو جو یتیم کو دھکے دیتا ہے

وَلَا یُحِضُّ عَلٰی طَعَامِ الْیْسَعِیْنِ ۝ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۝ الَّذِیْنَ

مسکین کو کھانا کھلانے کی رغبت بھی نہیں دیتا ہیں ان نمازیوں کے لئے افسوس ہے جو اپنی

ہُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ رِیْآءُوْنَ ۝ وَیَنْعَمُونَ الْمَاعُوْنَ ۝

نماز سے غافل ہیں جو لوگوں کو دکھاتے ہیں اور برتاؤ کی چیزیں نہیں دیتے

سورۃ کوثر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا مہربان نہایت رحم والا ہے

اِنَّا اَعْطٰیكَ الْکُوْثَرَ

ہم نے تجھ کو بہت سی خیر و برکت دے رکھی ہے

سورۃ ماعون

دنیا میں کوئی کیسا ہی بدکار ہو یتیم بچے پر اسے بھی رحم آجاتا ہے مگر ان منکرین اسلام کی حالت اس سے دگرگوں ہے کیا تو نے اس نالائق ذلیل ترین انسان کو دیکھا ہے جو تکبر میں دین الہی کی تکذیب کرتا ہے کیوں کہ دین اس کو اخلاق سکھاتا ہے اور وہ آزاد رہنا چاہتا ہے یہ وہی ظالم تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے کسی غریب مسکین کو کھانا کھلانا تو بجائے خود رہا کجبت کسی دوسرے کو کھلانے کی رغبت بھی نہیں دیتا ایسے لوگ مسلم نمازن کر تم مسلمانوں کے شریک ہیں دکھائے کی نمازیں بھی پڑھتے ہیں پس ان نمازوں کے لئے افسوس ہے جو اپنی نماز کی شان اور حیثیت سے غافل ہیں جو لوگوں کو نماز میں دکھاتے ہیں اور انکے بخل کا یہ حال ہے کہ معمولی برتاؤ کی چیزیں جو گھروں میں برتی جاتی ہے اور ایک دوسرے سے مستعار لے لی جاتی ہیں جیسے برتن ڈول وغیرہ جو استعمال کے بعد واپس دیئے جاتے ہیں کسی کو نہیں دیتے اللھم لا تجعلنا منهم

سورۃ کوثر

اے رسول یہ لوگ تو تجھے ہر قسم کی برائی سے آلودہ جانتے ہیں بلکہ اتر بے لولاد بھی کہتے ہیں مگر ہمارے نزدیک تو سراسر خیر و برکت ہے ہم نے تجھ کو بہت سی خیر و برکت دے رکھی ہے جس کا ظہور و قافوقا ہوتا رہے گا دنیا میں تیری امت بہت ہوگی۔ آخرت میں سب

شان نزول

ایک بد بخت نے آنحضرت کے حق میں ابر کما۔ ابر اس کو کہتے تھے جس کی زینہ اولاد نہ ہو اس نے چونکہ بیت توہین کما تھا جس سے مطلب اس کا یہ تھے کہ حضور بے حیثیت اور بے قدر ہیں اس کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی۔ کوثر کے معنی خیر کثیر ابن عباس سے آئے ہیں (معالم وغیرہ)

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۚ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۚ

نماز پڑھا کر اور اللہ کی راہ میں سب توفیق اور اپنی جان یا مملوکہ جانور کی قربانی کیا کر یقین رکھ تیرا دشمن وہی اتر ہوگا

سوت کافرون

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا مہربان ہے

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ ۚ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۚ وَلَا أَنْتُمْ عِبُدُونَ

تو ان کو کہہ اے منکرو میں ان چیزوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم لوگ عبادت کرتے ہو اور نہ تم اس کی عبادت کرتے ہو

مَا، أَعْبُدُ ۚ وَلَا أَنَا عَابِدٌ لِّمَا عَبَدْتُمْ ۚ وَلَا أَنْتُمْ عِبُدُونَ مَا

جس کی میں کرتا ہوں اور نہ آئندہ کو میں ان کو پوجنے والا ہوں جن کو تم پوجتے ہو تم لوگ بھی اس کی عبادت کرنے کو تیار نہیں جس کی

أَعْبُدُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَلِي دِينٍ ۚ

میں کرتا ہوں تمہارا دین تمہارے لئے ہے میرا دین میرے لئے ہے

انبیاء کرام سے زیادہ تیری عزت ہوگی۔ پس تو ان بدگووں کی بدگوئی کی پروا نہ کر بلکہ خدا کی عبادت نماز فرض نوافل پڑھا کر اور اللہ کی راہ میں حسب توفیق اور حسب موقع اپنی جان یا مملوکہ جانور قربانی کیا کر یقین کر کہ تیرا دشمن جو تیرے حق میں اتر وغیرہ کہتا ہے انشاء اللہ وہی اتر ہو گا نہ اس کی نسل ہوگی نہ اس کا نام لیا ہو گا اور تیرا نام چار دانگ عالم میں روشن ہو گا چنانچہ ہوا

لہ الحمد

سورة کافرون

تیرے منکر لوگ تجھے اور تیرے ساتھ والوں کو تنگ کرتے ہیں تو ان کو کہہ اے میرے منکر و میرا تمہارا جھگڑا کوئی ذاتی یا مالی نہیں فقط بات یہ ہے کہ میں ان چیزوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی اللہ کے سوا تم لوگ عبادت کرتے ہو اور نہ تم خالص اس کیلئے معبود کوئی عبادت کرتے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور نہ آئندہ کو میں ان تمہارے مصنوعی معبودوں کو پوجنے والا ہوں جبکہ تم پوجتے ہو اور بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگ بھی خالص اس معبود برحق کی عبادت کرنے کو تیار نہیں جس کی میں خالص عبادت کرتا ہوں یعنی اس کام میں میرا تمہارا نہ حال میں اتحاد ہے نہ آئندہ ممکن ہے پس چونکہ ہم دونوں کے راستے دو ہیں لہذا تمہارا دین نزدیک تمہارے لئے واجب العمل ہے میرے نزدیک میرا دین میرے لئے واجب العمل ہے آؤ ہم دونوں لڑائی دنگا چھوڑ کر اپنے مذہب پر عمل کریں جب تک کہ خدا سچے کو جھوٹے پر غالب کرے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اللهم اجعلنا من الفائزين

۱۔ بعض لوگ اس سورت کو منسوخ کہتے ہیں حالانکہ فتح کی شرط میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ منسوخ اور ناخ دونوں بصیغہ امر احکام شرطیہ میں سے ہوں۔ یہاں تو دونوں میں سے کوئی بھی حکم نہیں۔ بلکہ خبر ہے پس معنی وہی صحیح ہیں جو ہم نے تفسیر میں کئے ہیں۔

سورۃ نصر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا مہربان اور رحم والا ہے

اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ

جب خدا کی مدد اور فتح آپنیگی اور تو لوگوں کو دین الہی میں جوق در جوق داخل ہوتے

اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ ۝ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ ۝ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝

دیکھے گا تو تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتے رہیو اور بخشش مانگنے میں لگ جائیو وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے

سورۃ لہب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا مہربان اور رحم کرنے والا ہے

تَبَّتْ یَدَاۤ اٰنِی لَهَبٍ وَتَبَّ ۝ مَا اَغْنٰ عَنْهُ مَالُهٗ ۝ وَمَا كَسَبَ ۝ سَبُّوْا

جوش والے کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور ٹوٹ چکے نہ اس کا مال اس کے کچھ کام آئے گا نہ اس کی کمائی جوش والی

نَارًا اِذَا ت لَهَبٍ ۝ وَامْرَاۤتُهٗ ۝ حَتّٰی اَلَّ الْحَطَبِ ۝ فِیْ جَبَدٍ مَّا حَبَلَ ۝ مِّنْ مَّسَدٍ ۝

آگ میں داخل ہوگا اس کی عورت بھی ایندھن اٹھائے ہوئے واصل جہنم ہوگی اس میں گردن میں موج کی رسی ہوگی

سورۃ نصر

ہم جو پہلی سورۃ میں کہہ آئے ہیں کہ خدا اپنے کو غالب کرے گا۔ اسی کے متعلق سنئے جب خدا کی مدد تیرے حق میں آئے گی اور فتح و نصرت آپنیگی اور تو لوگوں کو دین الہی میں جوق در جوق داخل ہوتے دیکھے گا تو تو اے رسول اس وقت سمجھو کہ اب تیرا کام ختم ہے اس لئے ہمہ تن آخرت پر توجہ کرنے کو تو اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھتے رہیو اور □ مانگنے میں لگ جائیو کیونکہ وہ تیرا پروردگار بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔ اللہم تب علینا

سورۃ لہب

اے رسول تیری فتح و نصرت کی خبر سکر تیرا دشمن جوش دکھاتا ہے مسلمانوں کی توہین کرنے میں اچھلتا پھرتا ہے ایسے جوش والے دشمن کے ہاتھ ٹوٹ جائیں اور تو سمجھ کہ ٹوٹ چکے کیونکہ ہمارے حکم کو کوئی رد کرنے والا نہیں یہ کنجت مر کر اپنے عذاب میں پھنسے گا نہ کہ اس کا مال کچھ کام آئے گا نہ اس کی اور کسی طرح کی کمائی بلکہ مرتے ہی اپنے جیسی جوش والی میں داخل ہوگا اس کی عورت بھی اس کے ساتھ ایندھن اٹھائے ہوئے داخل جہنم ہوگی۔ اس کی گردن میں موج کی رسی ہوگی جس سے بندریوں کی طرح کھینچتی ہوئی دوزخ میں داخل ہوگی اللہم اعذنا منها

۱۔ ابولہب کا اصلی ترجمہ جو شیلہ ہے۔ آنحضرت ﷺ کے چچا کو بھی ابولہب اس لئے کہا گیا ہے اس میں بڑا جوش تھا

سورۃ اخلاص

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا بڑا مہربان ہے

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۝۳ وَلَمْ يُولَدْ ۝۴ وَلَمْ يَكُنْ

اے رسول تو کہہ کہ بات یہ ہے کہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنا نہ کسی وہ جنا گیا نہ اس کا

لَهُ كُفُوًا اَحَدٌ ۝۵

کوئی ہمسرے

سورۃ الفلق

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا بڑا رحم والا ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝۲ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَّهَا ۝۳

اے رسول کہہ کہ میں سفید صبح کے مالک کی پناہ میں آتا ہوں اس چیز کی شر سے جو اس نے پیدا کی ہے اور اندھیرے سے جب چھا جاتا ہے

وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ ۝۴

پھونکنے والی ٹولیوں کے شر سے بھی پناہ مانگتا ہوں

سورۃ اخلاص

اے رسول تو ان جو شیلے دشمنوں کی پروانہ کر بلکہ اپنی حقانی تعلیم لوگوں کو بتانے کو کہہ کہ بھائیوں دل لگا کر میری تعلیم سنو بات یہ ہے کہ اللہ ذات اور صفات میں ایک ہے نہ اس کی ذات جیسی کوئی ذات ہے نہ اس کی صفات جیسی کسی کی صفات ہے باوجود اس کے اللہ اپنے قدرتی کاموں میں ہر ایک مخلوق سے بے نیاز اور بے پردہ ہے۔ اس کا کوئی کام کسی پر موقوف نہیں نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ کسی سے وہ جنا گیا۔ یعنی نہ وہ کسی کا والد ہے نہ مولود نہ اس کی ذات برادری کا کوئی دوسرا ہمسرے ہے

اللهم نثومن بك وبصفتك

سورۃ فلق

اے رسول تیری تعلیم اور ترقی پر اعداء دین تجھ سے حسد کریں گے تو ان کی پیش بندی کرنے کو یوں کہہ کہ میں سفید صبح کے مالک کی پناہ میں آتا ہوں ہر اس چیز کی شر سے جو اس نے پیدا کی ہے کیونکہ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جس میں کسی نہ کسی وجہ سے شر نہ ہو کھانا کیسا طیب اور لذیذ ہو۔ بعض دفعہ اس سے بھی تکلیف ہو جاتی ہے اولاد کیسی ہی بیماری ہو۔ بسا اوقات اس سے بھی تکلیف پیدا ہو جاتی ہے اس لئے تم ہر چیز کے شر سے پناہ مانگا کرو اور اندھیری رات کے اندھیرے سے جب وہ عام طور پر سب جگہ چھا جاتا کیونکہ اس اندھیرے میں بڑے بڑے موزی جانور نکلا کرتے ہیں اور جھاڑا کرنے کو تاگوں کی گرہوں میں پھونک پھونکنے والی عمال ٹولیوں کے شر سے بھی میں پناہ مانگتا ہوں کہ ان کا اثر مجھ تک نہ پہنچے

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝

اور حاسد کے حسد سے جب وہ حسد کرے

سورت الناس

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ

اے رسول کہہ میں سب انسانوں کے پروردگار حقیقی بڑشاہ سب انسانوں کے حقیقی معبود سے اس کی پناہ لیتا ہوں چھپ چھپا کر دوسرے

الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِي يُّوسْوِسُ فِي صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنْ

ڈالنے والوں کے شر سے خواہ جنوں سے ہوں یا انسانوں سے ان سے

الْحِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

بھی میں پناہ مانگتا ہوں

اور حاسد کے حسد سے جب وہ میرے حق میں حسد کرے اس کی شرارت سے بھی پناہ مانگتا ہوں یعنی بڑی عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ خدا میرے حاسد کو توبہ کی توفیق دے اور مجھے اس کے مکرو خدع سے محفوظ رکھے اللھم اعذنا من الحاسدین

سورت الناس

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

اے رسول گذشتہ دعا کے ساتھ یہ بھی کہہ میں سب انسانوں کے پروردگار کی پناہ میں آتا ہوں جو سب لوگوں کا حقیقی بادشاہ ہونے کے علاوہ سب انسانوں کا حقیقی معبود ہے اس کی پناہ لیتا ہوں چھپ چھپا کر دوسرے ڈالنے والوں کے شر سے خواہ جنوں سے ہوں یا انسانوں سے یعنی انسان جو دوست بن کر دشمنی کریں ان سے اور جو کھلے دشمنی کریں ان سے بھی میں خدا کی پناہ میں آتا ہوں خدا نے مجھے ان ہر قسم کے اعداء سے محفوظ رکھے آمین

اللھم اعذنی من شر حاسد ومن کل خناس امین

لَلْكَتٰبِ الْبَرِّ الْبَرِّ الْبَرِّ

۹۹۔۔۔ جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

لبر 1.5.0.5.6.....

